4064
5/A

فبشر عبادِ الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه

هذا الكتاب مستطاب من تصنيف العالم العامل الفاضل الكامل كاشف حقايق المعقول والمنقول غائص في بحار الفنون والاصول عمدة الفقهاء زبدة العلماء مولانا مولوي محمد شاه فيض القادري تلميذ محقق المسائل الفقهية بالآيات الصريحة والاحاديث الصحيحة المدقق الفريد مولانا الحاج المولوي ابي رجا محمد زمان خان الشهيد نور الله مضجعه

احسن الذريعة

للسلامة

عن الاقوال الشنيعة

قد اهتم لطبعها لنفع الانام من الخواص والعوام اضعف العباد محمد عبد الرحمن غفر الله ذنوبه وستر عيوبه وحشره في زمرة الابرار بيوم القيام في سنة عشرين وثلاثة مائة والف ١٣٢٠ من الهجرة النبوية على صاحبها وآله واصحابه وازواجه افضل الصلوة والسلام

مطبع قومی پریس بلدہ حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشر والفتن

فہرست مضامین مقدمہ کتاب احسن الذریعہ للسد عن الاقوال الشنیعہ

مضمون	صفحہ

[illegible]

[illegible] حضرت ابوبکر صدیق [illegible]

[illegible] کے [illegible]

[illegible] قول کا [illegible]

۱۰۴ [illegible] اہلبیت کرام [illegible] نہین سمجھتے ہے

[illegible] ایکا بیان [illegible]

تھا کہ [illegible] حضرت علی [illegible]

[illegible] میں اول [illegible] ہے اور حضرت علی [illegible]

[illegible] سیدنا [illegible] پر اعتراض کرتے ہیں

[illegible] استدلال سے انکا قول سیدنا علی کا حضرت عثمان

کی فضیلت میں عثمان من الذین اتقوا و آمنوا آہ۔ اور

ذکر [illegible] کو۔

۱۰۶ [illegible] قول حضرت علی کا حضرت عثمان کے باب میں [illegible]

[illegible] عثمان [illegible] الی صحبتہم من [illegible] کے

[illegible] کے [illegible]

[illegible] حضرت عثمان کی [illegible] ہے اور بیان اقوال ائمہ

اہلبیت کا شیخین کو ملامت کرنے اور انکو بدعتی سمجھنے

مین اور خلفا ثلثہ کو دوست رکھتے ہین۔

۱۰۸ بیان حضرت علی کے رونیکا شیخین کی یاد مین اور ایسے

کا انکا پیرو ہدایت صراط مستقیم ہے اور جنت مین

داخل ہے اور وہ دونون میرے محبوب اور ہدایت کے امام

[illegible] اسلام کے صواعق محرقہ کی عبارت سے نقل

[illegible] قول تحفتی الیزہ بحق الحق علی ان [illegible]

[illegible]

[illegible] اہل [illegible]

[illegible] کتاب [illegible]

ایک کتاب بھی اہلبیت میں [illegible]

[illegible]

[illegible] کے [illegible]

ایک [illegible] کی [illegible] کی [illegible]

[illegible] اعتقاد [illegible]

[illegible] کے [illegible]

اہلبیت کرام کے عقائد بیان کئے جاتے [illegible] سے [illegible]

بعد سوا خط وہ نیکا نہ ہے

۱۱۲ مصنف تحفہ اکبر [illegible] اعتراض کا [illegible]

[illegible] علم [illegible] ہے [illegible]

[illegible] طرف [illegible] ہے [illegible]

[illegible] ہین اور کتاب اصول [illegible] روایت [illegible]

[illegible] ہے اور اس قول [illegible] علم [illegible]

کتابین ہین اور کتاب اصول [illegible] ہین [illegible]

اور ہدایت مین ایک کتاب [illegible] ہے اور اسیطرح [illegible]

مین بس عدد کا اختلاف دلیل ہے اس بات کی کہ یہ فہرست

محض فرضی ہے کہ جسکی [illegible] کوئی اصل نہین یہی اسیطرح

اور اعتراض استخارہ کے باب مین ہے۔

۱۱۳ مصنف پر کتابون کے طول طویل نام رکھنے کا اعتراض

اور اونکے قول والقصد [illegible] اور الروایۃ [illegible]

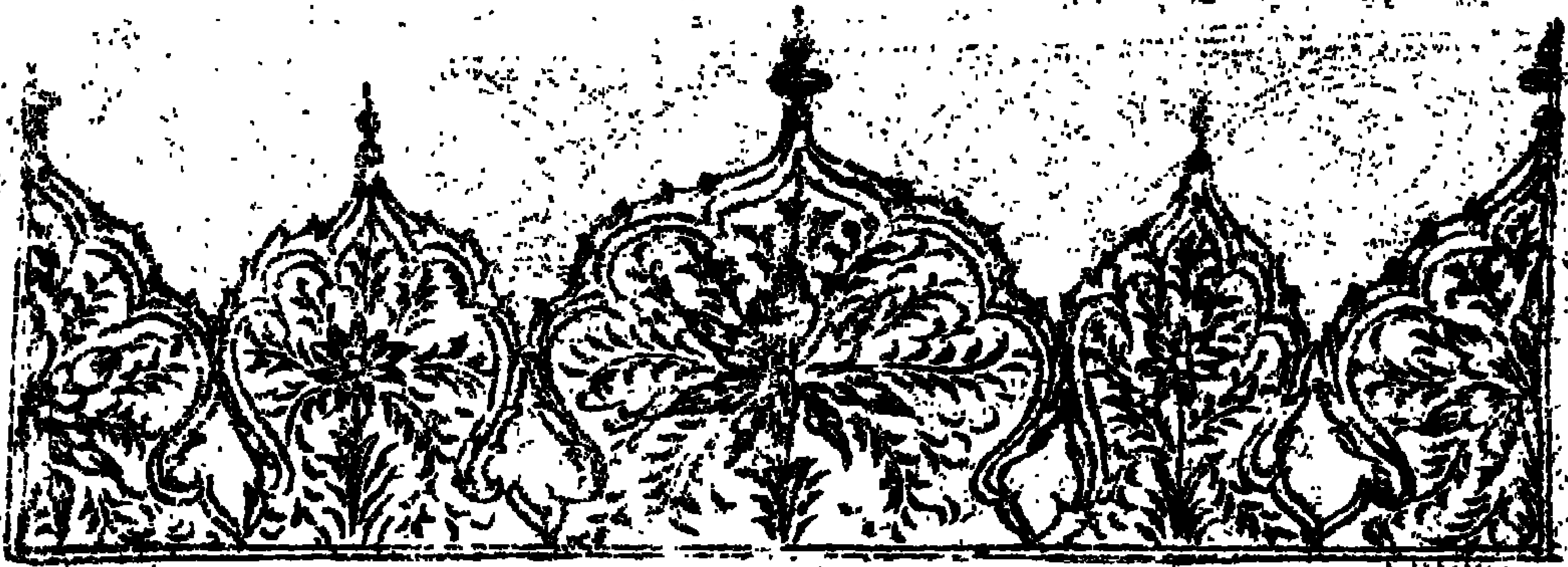
اور الولایۃ اونکی [illegible] اور اس قول مین مصنف کے

فبشر عبادِ الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه

هذا الكتاب مستطاب احسن الذريعه
للسد عن الاقوال الشنيعه من مولفات
تلميذ محقق المسائل الفقهيه بالايات
الصريحه والاحاديث الصحيحه
للمدقق الفريد مولنا الحاج
المولوي ابي رجا محمد
زمان خان الشهيد
محمد شاه تمیمی
القادری
كان الله
له

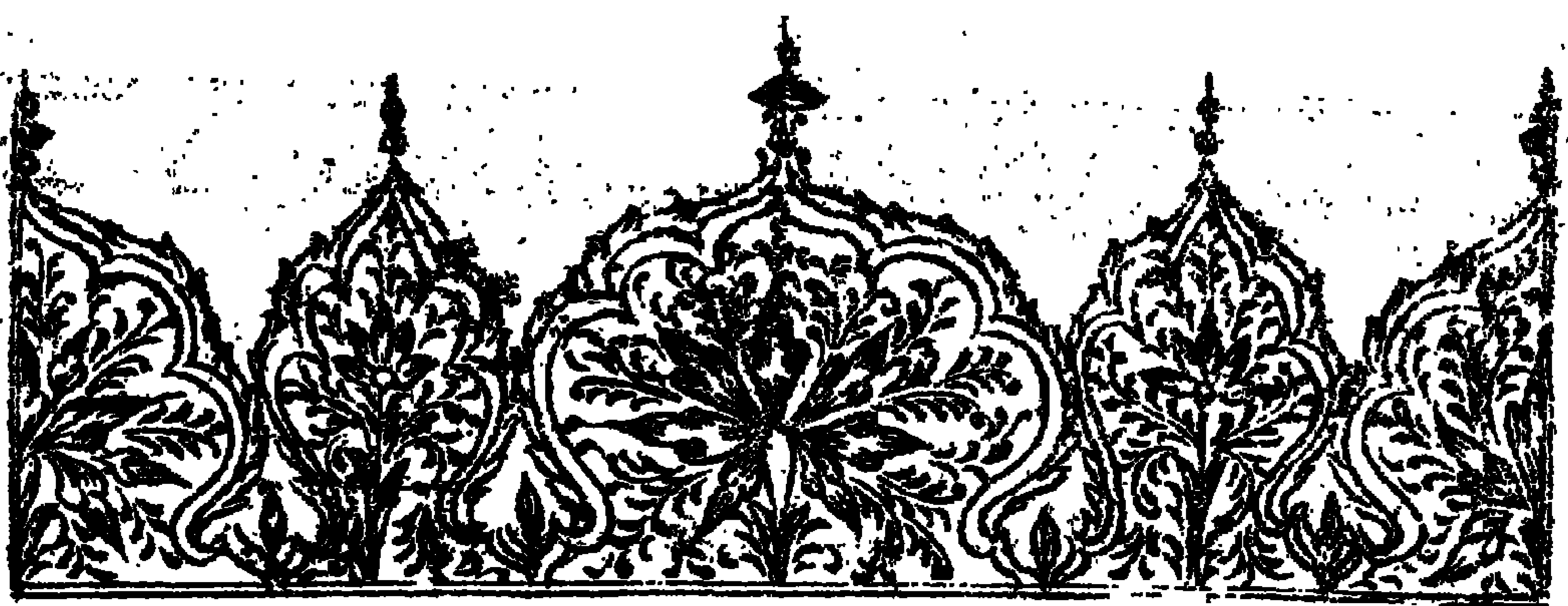
در مطبع برصایه واقع بلده حیدرآباد دکن صانها عن الشر والفتن

صرف ٹائٹل پیج مطبع ہذا میں طبع ہوا ہے۔



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله ذي المعارج جاعل دين الاسلام اوضح المناهج واصدق النتائج والصلوة والسلام على سيد المرسلين محمد الراقي الى اعلى المنازل والرفيع المدارج وعلى آله واصحابه الذين هم السابقون في الميدان طرفقون في المخارج وبعد فيا ايها الخلان وجهابذة الاخوان من امة سيد الانس والجان اعلموا كثركم الله تعالى ووفقكم بالاكتساب لما يرضى به الرحمن والاجتناب عن هوى جنس النفس وخطوات الشيطان انه قد وقع من سوانح هذا الزمان زمان الشر والطغيان ان بعض العلماء قد اكبوا على انشاء الزور واعلان البهتان واشاعة الاكاذيب واقاويل البطلان واطفاء انوار الحق وكتمان العرفان واظهار فضائلهم وكمالاتهم بافواههم بين ابناء الزمان فانتحلوا بالاشراف وانتسبوا بالاسلاف ووزنوا انفسهم معهم في الميزان مع انهم ليسوا منهم بالايقان فمنهم الذي ...



بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفین ثابت ہین خداے تعالے کو کہ مرتبون والا ہے اور دین اسلام کو تمام ادیان مین زیادہ رشد
اور صادق ترنیجون کا بنانے والا اور درود و سلام رسولون کے سردار محمد پر کہ بلند تر منزلون
اور سب اونچے درجون پر چڑہنے والا ہے اور ویسے آل و اصحاب پر کہ صفت کرنے والے
مین داخل ہونیکے مقامون مین اور راست بازی مین نکلنے کے مواقع مین اور حمد وصلوات کے
بعد پس اے دوستو اور دینی بہائیون کے سردارو جانو تم رہا وے تم کو خدا تعالی
اور توفیق دے تم کو اون امور کے حاصل کرنے کے جن سے رحمن راضی ہوتا ہے
اور نفسانی خواہشون اور شیطان کے قدمون پہ چلنے سے بچنے کی تحقیق واقع ہوا
منجملہ واقعات اس زمانہ کے کہ شرو طغیانی کا زمانہ ہے یہہ کہ بعض علما جہک پڑے ہین بزور
وبہتان کے ظاہر کرنے اور جہوٹی باتون اور باطل قولون کے شایع کرنے پر
اور حق کی روشنیون کے بجہانے اور معرفت کے چہپانے پر اور اپنے فضایل
اور کمالات اپنے موہنہ سے اجانے زمان مین بیان کرنے پر پس ان علمانے
شریف خاندانون مین اپنے کو داخل کر دیا ہے اور سلف صالحین کے
طرف منسوب ہو گئے ہین اور اپنے کو اون اکابرون کے ساتہہ ایک ترازو مین
تولا ہے حالانکہ یقیناً یہہ لوگ اون مین سے نہین ہین پس انہین علما مین سے ہے [illegible] کہ

الفقیه الاکبر فی هذه الاوان وطبعه واشاعه فی البلدان وادعی فیه بانه عالم
قریش وسع طباق الارض علما ومحی لعلوم اهل البیت حتما ومجدد المائة الامة
دینها علی راس المائة الثالث عشر بالحجة والبرهان وسیعلم مما نحققه بالتحقیق والبیان انه
لیس کذلک بل افتری علی نفسه کذبا واجترئ فی الدین علما وفسبا واختار فیه مذهب الرا
المتقنین بل سلک مسلک الطاغین وضع صنیع المتعسفین الذین لهم تعصب وتعنت
باعظم الفقهاء والمحدثین وان تبرء منه واعترف بانه من المخلصین وتشبث باقوال غیر
مرضیة فی صحته ممن لا یعباء بهم ولا یعتمد علیهم فی امور الدین ووثق بما جمعوا ونقلوا
کتبهم وان کانوا فیه من الکذبین واعترفوا بکذبهم واتهم من المفترین حسبة لله
واعانة للدین وما علموا بان الله متم نوره فی کل وقت وحین علی رغم انف الملحدین
واختار لنفسه الشهرة بین الناس فی الفضائل وکمالات الدین مع انها لیست تعیه
بالیقین والذی قاده الی هذا الصنیع الفظیع انه رای الائمة الاربعة والمشاهیر من
الامة تنسب الیهم الفضائل وتنزل علیهم الاحادیث والاثار الواردة فی تلک
الشمائل فاستحسن لنفسه الاشتراک فی تلک الاوصاف ونسب بنفسه لنفسه ایاها بالادعاء
والاعتساف وما دری انهم رحمهم الله تعالی ما اختاروها بانفسهم بل العلماء المحققون بعد
انقضاء زمانهم وانتشار علومهم فی طباق الارض وتلقی الامة اقوالهم ومجتهداتهم بالقبول

کتاب تحفہ اکبر عن اہل بیت اطہر کو اس زمانہ مین تصنیف کیا ہے اور اوس کو طبع کرا کر شہرون مین پھیلا دیا ہے اور اوس کتاب مین دعوے کیا ہے کہ مین ایسا قریشی عالم ہون کہ روئے زمین مین اوس کا علم پھیلا ہے اور علوم اہل بیت کا زندہ کرنے والا ہون قطعی طور پر اور اس امت کے دین کا مجدد ہوا ہون تیرہوین صدی کے سر پر حجت اور برہان کے ساتھ اور ہماری تحقیق اور بیان شافی سے قریب معلوم ہو جائے گا کہ یہ شخص ایسا نہین ہے بلکہ اسنے اپنے نفس پر جھوٹ بولا ہے اور علم و نسب کے اعتبار سے دین مین جرأت کر بیٹھا ہے اور اس نے اس کتاب مین کاملین محققین کا مذہب نہین اختیار کیا بلکہ طعنہ زنون کی چال چلا ہے اور اُن بے انصافون کا کام کیا ہے جنکو اعظم فقہا و محدثین کے ساتھ تعصب اور بیر تھا گو اُس نے اپنے کو اس فعل سے بری ظاہر کیا ہے اور اقرار کیا ہے کہ مین اون کے مخلصون مین سے ہون اور اون ناپسندیدہ اقوال کو پکڑا ہے جو محض غیر معتبر اور امور دین مین بے اعتبار لوگون سے صادر ہوئے ہین اور جو کچھ انہون نے جمع کیا اور اپنی کتابون مین نقل کیا اوس کو دستاویز بنا لیا اگرچہ اُنہون نے جھوٹ کہا ہو اور اپنے جھوٹ بولنے کا اقرار بھی کیا ہو اور بیان کر دیا کہ ہمنے یہ افترا طلب ثواب اور دین کی مدد کیواسطے کیا ہے اور انہون نے یہ سمجھا کہ خدائے تعالی اپنا نور تمام کرنیوالا ہے ہر وقت اور ہر زمانہ مین اور اس نے اپنے نفس کے لئے فضائل و کمالات مین شہرت کو پسند کیا ہے حالانکہ یقیناً وہ کمالات اس مین نہین ہین اور وہ امر کہ جس نے اس کو اور سنگ کام کی طرف کھینچا ہے یہ ہے کہ اس نے چارون امامون اور امت محمدیہ کے مشہور فاضلون کو دیکھا کہ اون کے طرف فضائل منسوب کئے جاتے ہین اور جو حدیثین و آثار اون فضائل مین وارد ہوئے ہین اون پر چسپان کئے جاتے ہین پس اپنے نفس کے واسطے اون اوصاف مین شریک ہونا پسند کیا ہے خود ہی اون اوصاف کو دعوے اور زبردستی سے اپنے نفس کیطرف منسوب کر لیا اور یہ سمجھا کہ اون بزرگون نے اللہ اونپر رحم کرے اون فضائل کو خود اپنی طرف نسبت نہین کیا ہے بلکہ محقق عالمون نے اون کا زمانہ گزرنے اور روئے زمین مین اون کے علوم پھیلنے اور اون کے اقوال و اجتہادات کو امت مرحومہ کے قبول کر لینے کے بعد اون فضائل کو

نسبوها الیہم وجعلوہم مصداقہما بالظن والتخمین کما قال الامام السیوطی فی تمام الدرایہ وقد ورد فی الحدیث التبشرۃ بالشافعی ومالک فروی الطیالسی فی مسندہ والبیہقی فی المعرفۃ حدیث لا تسبوا قریشا فان عالمہا یملأ الارض علما قال الامام احمد وغیرہ وھذا العالم ھو الشافعی لانہ لم ینتشر فی طباق الارض من علم عالم قریشی من الصحابۃ وغیرھم ما انتشر من علم الشافعی وروی الحاکم فی المستدرک وغیرہ حدیث یضربون اکباد الابل فلا یجدون عالما اعلم من عالم المدینۃ قال سفیان ھذا العالم مالک بن انس انتہی وایضا قال فی تبییض الصحیفۃ فی مناقب ابی حنیفۃ وقد بشر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالامام ابی حنیفۃ فی الحدیث الذی اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان العلم معلقا بالثریا تناولہ رجال من ابناء فارس واخرج الشیرازی فی الالقاب عن قیس بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان العلم معلقا بالثریا لتناولہ قوم من ابناء فارس وحدیث ابی ھریرۃ فی صحیح البخاری ومسلم بلفظ لو کان الایمان عند الثریا لناولہ رجال من فارس وفی لفظ مسلم لو کان الایمان عند الثریا لذھب بہ رجل من ابناء فارس حتی یتناولہ وفی معجم الطبرانی الکبیر بلفظ لو کان الایمان معلقا بالثریا لا تناولہ العرب لناله رجال من فارس وفی الطبرانی ایضا عن ابن مسعود

اون اکابر کی طرف منسوب کیا ہے اور اپنے گمان اور تخمین سے اون کو اون احادیث کا مصداق ٹہرایا ہے
چنانچہ امام سیوطیؒ نے اتمام الدرایہ مین بیان کیا ہے کہ تحقیق حدیث مین امام شافعیؒ و امام مالکؒ
کی بشارت وارد ہوئی ہے پس طیالسی نے اپنی مسند مین اور بیہقی نے معرفت مین حدیث
روایت کی ہے کہ تم قریش کو گالی مت دو اس لئے کہ اون مین کا عالم روئے زمین کو علم سے
بہر دیگا امام احمد وغیرہ نے کہا ہے کہ وہ عالم امام شافعی ہین اس لئے کہ روئے زمین مین
کسی قریشی عالم کا علم خواہ وہ عالم صحابی ہو یا غیر صحابی اس قدر نہین پہیلا ہے کہ جتنا امام شافعی کا
علم پہیلا ہے اور حاکم نے مستدرک مین اور اوس کے غیر نے حدیث بیان کی ہے کہ
لوگ اونٹون کو مسافت دراز مین پیٹ پیٹ کر چلاوینگے پہر بہی کوئی عالم مدینہ کے عالم سے
زیادہ نہ پاوینگے سفیان ثوریؒ نے کہا ہے کہ وہ عالم مدینہ امام مالک بن انسؒ ہین تمام
ہوا قول امام سیوطیؒ کا اور نیز امام سیوطیؒ نے تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ مین کہا ہے
اور تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے امام ابو حنیفہؒ کوفی کی بشارت دی ہے اوس حدیث مین
جس کو ابو نعیم نے حلیہ مین نقل کیا ہے ابو ہریرہؓ سے کہا اونہون نے کہ فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر علم ثریا (چند ستارون کا گچہا) مین معلق ہوتا فارس کے چند مرد اوس کو
حاصل کر لیتے اور شیرازی نے القاب مین نقل کیا ہے قیسؓ بن سعد سے کہا اونہون نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر علم ثریا مین معلق ہوتا البتہ فارس کے لوگون کی ایک جماعت
اوس کو حاصل کر لیتی۔ اور ابو ہریرہؓ کی حدیث صحیحین مین اس طور پر ہے اگر ایمان ثریا کے قریب ہوتا البتہ
لے لیتا اوس کو چند لوگ فارس کے اور مسلم مین اس طور پر بہی ہے۔ اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا البتہ اوس کو
فارسیون کا ایک مرد لیجاتا یہان تک کہ اوس کو حاصل کر لیتا اور معجم طبرانی کبیر مین یون ہے اگر ایمان ثریا مین
معلق ہوتا نہ حاصل کرتے اوس کو عرب البتہ اوس کو فارس کے چند لوگ حاصل کر لیتے اور طبرانی نے بروایت عبد اللہ بن مسعودؓ

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان الدين معلقا بالثريا لتناوله ناس من ابناء
فارس فهذا اصل صحيح يعتمد عليه في البشارة والفضيلة انتهى ذكره الطحاوي في
شرح الدر المختار فهذه الاحاديث تدل على ان الجمع باعتبار الاتباع والافراد باعتبار
الاصل وهو ابو حنيفة فاتيان رسول الله صلى الله عليه وسلم بذلك الطريق اشارة
الى ان اتباع ذلك الرجل كانوا امثاله فائقين على غيرهم بفضل الاصابة بحسب قواعده
واصوله فلذا قال الامام الشافعي من اراد الفقه فليلزم اصحاب ابي حنيفة فان المعاني
قد تيسرت لهم وقال العلامة ابن حجر المكي في الخيرات الحسان في ترجمة النعمان ومما يصلح
الاستدلال به على عظم شان ابي حنيفة ما روي عنه عليه الصلاة والسلام انه قال
ترفع زينة الدنيا سنة خمسين ومائة ومن ثم قال شمس الائمة الكردري ان هذا
الحديث محمول على ابي حنيفة لانه مات تلك السنة انتهى فشتان بين هذا المدعي وبين
[illegible] الكرام كما قيل في الفارسية ع چه نسبت خاک را با عالم پاک وقد رايت في
كتابه هذا علة اسقام رواية ودراية يجب على اهل السنة والجماعة ازالتها و
بادلة العقل والنقل [illegible] احقاق الحق وابطال الباطل سنة سنية للسالفين
والخالفين من العلماء والمحدثين و[illegible] في [illegible] النعمان ونصر الحق و
[illegible] المتين [illegible] حفظ دينه وعصمه

اگر دین ثریا مین لٹکا ہوتا البتہ اوس کو فارسیون کے چند لوگ حاصل کر لیتے پس یہ ایک دلیل صحیح قابل
اعتماد ہے بشارت و فضیلت کے باب مین ذکر کیا اسکو طحطاوی نے در مختار کی شرح مین
پس یہہ چند حدیثین دلالت کرتی ہین اسپر کہ جمع کا صیغہ اتباع و افراد کے اعتبار سے ہے اور مفرد کا
اصل کے اعتبار سے اور وہ اصل امام ابو حنیفہ ہین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرمانا
اس طور پر اشارہ ہے اس طرف کہ پیرو اوس مرد کے اوس کے مثل ہون گے کہ اپنے غیر سے
فایق ہون گے صواب کو پانے کی فضیلت مین اوس مرد کے قواعد و اصول کی پابندی سے پس
اسیوجہ سے امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص فقہ کا ارادہ کرے پس اوس کو ابو حنیفہؒ کے
اصحاب کی اتباع لازم ہے اس لئے کہ تحقیق معانی اون پر آسان ہو گئے ہین اور علامہ ابن حجر
مکی نے خیرات حسان فی ترجمۃ النعمان مین بیان کیا ہے کہ اون دلائل مین سے کہ جن کے ساتھ
امام ابو حنیفہؒ کی عظمت شان پر استدلال ہو سکتا ہے وہ حدیث ہے کہ جو روایت کی گئی ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا ہے۔ دنیا کی آرایش اوٹھ جائے گی سن ایکسو پچاس
مین۔ اور یہین سے شمس الائمہ کردری نے فرمایا ہے کہ تحقیق یہہ حدیث امام ابی حنیفہ پر
محمول ہے اس لئے کہ انہون نے اسی سال مین وفات پائی ہے تمام ہوا کلام ابن حجر کا
پس بڑا فرق ہے اس مدعی اور اون اکابرین جیسا کہ فارسی زبان مین کہا گیا ہے
ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۞ اور تحقیق پہونچا اس کی اس کتاب مین روایت و درایت کے
لحاظ سے چند ایسی خرابیان دیکھی ہین کہ اہل سنت پر اون کا دور کرنا اور عقلی و نقلی دلیلون سے
اون کا رد کرنا واجب ہے اس لئے کہ حق کو ثابت کرنا اور باطل کو جھٹلانا سلف و خلف کے علماء مجتہدین
کا عمدہ طریقہ ہے اور ہر زمانہ مین انہون نے ایسا ہی کیا ہے اور انہون نے حق کی مدد کی ہے اور دین متین کو بچایا
ہے شیاطین کے اتباع کے بیہودہ خیال سے پس پاک ہے وہ کہ جس نے اپنے دین کو محفوظ رکھا اور نگہبانی کی

نبيه ونصرحزبه وخزل عدوه ووفق المومنين لضرب اعناق الحاسدين ورد اقوال الحاسدين الذين في انى
فان اعلم بانى لست من ارباب التدوين والتاليف وليس الفراغ لى من نفسى لشئى غيرى الوجهية
الحق الفرلح حماية الصدق الصراح ومطالبة بعض الخلان والاجلة من الاخوان دعانى الى هذا
التاليف فالان اشرع فى رد تاويله التى وقعت فى كتابه بحيث انقل اولا من عبارة جمله معنونا بها
بعنوان قال واورد جوابه بعد نقله قولا قولا بعنوان قوله وما اقدح به عليه بعنوان اقول والمامول
من اهل الانصاف ان ينظروا فى هذا الكتاب بعين الانصاف لا بالعناد والاعتساف

مقدمة الكتاب

وليعلم اولا ان المصنف فى كتابه هذا قد خلط الحق والباطل وفتح باب الطعن والبهتان
على اهل الفضائل ونسب الاكاذيب اليهم ترويجا لمذهبه الفاسد وتقويما لمتاعه الكاسد فى
مواضع فمنها ما قال فى صفحة (٢٣) قال اعظم الفقهاء الاربعة ابوحنيفة فى الفقه الاكبر اه اختار الفقهاء
الاربعة وكف لسانه عن لفظ الائمة الاربعة لما فى ضميره من سوء الاعتقاد معهم ولانحصار الامامة
فى الاثنى عشر تقليدا للشيعة واظهر به ان الامام جمع بنفسه الفقه الاكبر الذى نقل منه
هذا القول كما يفهم من لفظ قال وهذا اغلاط منه وبهتان على الامام الاعظم تعمدا وانما وقع فى هذه
الورطة بتقليد امامه ابن تيمية فانه نقل فى فتاواه اقوالا عن الفقه الاكبر المتداول ونسبها اليه ورده
العلامة الحلبى كما نقله المفتى محمد سعيد فى التنبيه وقال فيه فى صفحة (٣٣٣) قلت هذه الرواية
لو نقلها العلامة الحلبى عنه لما نتكلم فيها بشئ والمراد بالفقه الاكبر هذا هو غير المتداول
نحو جزء برواية ابى مطيع الحكم بن عبد الله البلخى عن الامام ابى حنيفة وما نقل ابن تيمية من
اوله بقوله سئلت اباحنيفة الخ هو عبارة غير المتداول واما المتداول المنسوب الى الامام الذى

اپنے نبی کی امداد اپنے گروہ کی مدد فرمائی اور اپنے دشمن کو رسوا کیا اور مومنون کو منکرون کی گردن مارنے اور دین کے حاسدون کے اقوال کو رد کرنے کی توفیق دی اور مین اگرچہ جانتا ہون کہ مین تصنیف و تالیف کرنے والون مین سے نہین ہون اور نہ مجھکو اپنے نفس کے محاسبے سے غیر کی طرف متوجہ ہونیکی فرصت ہے لیکن حق صرف کی تڑپ اور خالص سچائی کی حمایت نے اور بعض دوستون اور جلیل القدر دینی بھائیون کے تقاضا نے مجھکو اس تالیف کی طرف بلالیا پس اب مین مصنف کے اقوال کا رد شروع کرتا ہون جو اس کتاب مین واقع ہوئے ہین بطرح پر کہ پہلے اوسکی عبارت نقل کرونگا اوسکو شروع مین قال لکہونگا پہر اوسکا جواب لکہونگا اوسکو شروع کلام سے ایک ایک فصل قولہ کے عنوان کے تحت لیکر نوع بنوع قدح کرونگا اقول کو عنوان بنا کر لکہونگا اور منصف لوگون سے امید ہے کہ اس کتاب مین انصاف کی نگہ سے نظر کرین نہ عناد اور بے انصافی سے ۱۲

مقدمہ کتاب کا

پہلے جاننا چاہئے کہ مصنف نے اپنی اس کتاب مین حق اور باطل کو مخلوط کردیا اور دین کے اکابر پر طعن و بہتان کا دروازہ کہول دیا اور ان کی طرف جہوٹے اقوال کو منسوب کیا اپنے مذہب خراب کے رواج دینے اور کہوٹی پونجی کی بناوٹ کے واسطے چند مقامات مین پس منجملہ اون مقامات کے وہ ہے کہ جو صفحہ ۲۴۴ مین کہا ہے کہ بہا فقہائے اربعہ کے بزرگ ابو حنیفہ نے فقہ اکبر مین اور فقہائے اربعہ کو اختیار کیا اور ائمہ اربعہ کہنے سے زبان کو روکا اسوجہ سے کہ اسکے قول مین ان چارون کی سوء اعتقاد ہے اونمین سے کسی کے نزدیک امامت بارہ ہی مین منحصر ہے باتباع شیعہ اور ظاہر کیا اس محل مین یہ کہ فقہ اکبر کو امام ابو حنیفہ نے خود جمع کیا ہے جس سے مصنف نے امام کا قول نقل کیا ہے جیسا کہ لفظ قال سے سمجھا جاتا ہے اور یہ مصنف کی غلطی ہے اور امام پر دانستہ بہتان ہے مصنف اس بہتان مین اپنے امام ابن تیمیہ کی پیروی کرتا ہے اسوجہ سے کہ ابن تیمیہ نے اپنی فتاوی حمویہ مین چند اقوال اوس فقہ اکبر سے نقل کئے ہین جو بعلج پا گئی ہین اور اون اقوال کو امام اعظم کی طرف منسوب کیا اور علامہ حلبی نے ابن تیمیہ کے اس قول کا رد لکہا ہے چنانچہ مفتی محمد سعید صاحب نے تنبیہ مین اوس کو نقل کیا ہے اور تنبیہ کے صفحہ ۳۴۳ مین کہا ہے کہ مین کہتا ہون کہ اس روایت کو علامہ حلبی نے اوس سے نقل نہین کیا اور نہ اوسمین کچھ کلام کیا اور مراد اس فقہ اکبر سے وہ ہے کہ جو غیر مشہور ہے بقدر ایک جزء کے بروایت ابو مطیع حکم بن عبد اللہ بلخی امام اعظم صاحب سے اور جو عبارت ابن تیمیہ نے اوس کی شروع سے نقل کی ہے اپنے قول سالت ابا حنیفہ کے ساتھ وہ عبارت فقہ اکبر غیر مشہور کی ہے اور لیکن مشہور فقہ اکبر جو امام صاحب کی طرف منسوب ہے اور جس کی

وشرحه علي بن محمد القاري من متأخري الحنفية فهولا لابي حنيفة نعمان بن ثابت الكوفي بل لابي حنيفة محمد بن يوسف البخاري كما حققه العلامة ابن حجر في فتاواه ونقله العلامة الطحطاوي في حاشية الدر عنه انتهى وقال ايضاً بعيد هذا ثم هذه العبارة ما وجدتها في نسخة قديمة عندنا من الفقه الاكبر للامام ابي حنيفة برواية صاحبه ابي مطيع رواه ابو المعين ميمون بن محمد بن محمد بن معتمد المكحولي النسفي عن الامام ابي عبد الله الحسين بن ابي الحسن الكاشغري الملقب بالفضل عن ابي مالك نصران بن نصر بن الختلي عن ابي الحسن علي بن الحسن بن محمد الغزالي عن ابي الحسين علي بن احمد الفارسي عن نصير بن يحيى الفقيه قال سمعت ابا مطيع الحكم بن عبد الله البلخي قال سئلت ابا حنيفة النعمان بن ثابت عن الفقه الاكبر قال فذكره وهي قد كتبت سنة تسع وخمسين وستمائة نعم قد رايتها في نسخة جديدة ذكر في اولها حدثنا الشيخ ابو الفضل عبد المؤمن الخ انتهى فالعجب من المصنف انه يعلم ان هذه الرواية الفاسدة ليست في نسخة الفقه المتداولة للفقه الاكبر الذي هو موجود عنده كما علمته ومع ذلك ينقل هذه الرواية من المتن وانتسبها الى الامام ان هذه الا اختلاق وغير المتداول ايضاً ليس من تاليف الامام بل كتب سنة تسع وخمسين وستمائة برواية تلميذ الامام ابي مطيع البلخي في صحيحه كما مر كيف يصح قوله قال اعظم الفقهاء للاربعة في الفقه الاكبر ان هذا الا التعمد بالوضع وابتاع الكرامية والطائفة المبتدعة كما قال السيد السند في اصول الحديث المدونة في قوله الصنف الثاني وقد ذهب الكرامية والطائفة المبتدعة الى جواز وضع الحديث [illegible] عن ابي عصمة نوح بن ابي مريم انتهى لفظهم من هنا ان المصنف يتمسك بالاكاذيب والاباطيل اشاعة للباطل واتباعاً لهوى النفس العاطل نعوذ بالله سبحانه منه ومنه ما قال في صفحة (۱۳۲) قال اعظم ائمة الاربعة واقدم متكلمي صفاء التبع المنبعة الخ

ملا علی قاری نے لکہی ہے جو پہلے حنفیہ سے ہین وہ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کی نہین ہے بلکہ ابو حنیفہ محمد بن یوسف بخاری کی
ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر نے اپنے فتاوے مین اس کی تحقیق کی ہے اور علامہ طحطاوی نے درمختار کے حاشیہ مین اس کو نقل
کیا ہے تمام ہوا کلام مفتی صاحب کا اور اس کلام کے کچہ بعد نیز مفتی صاحب نے کہا ہے کہ پہر اس عبارت کو مینے نہین پایا
فقہ اکبر امام اعظم کے قدیم نسخہ مین جو میرے پاس موجود ہے بروایت ابو مطیع تلمیذ امام روایت کیا اس کو ابو الحسین
میمون بن محمد بن محمد بن معتمد مکحولی نسفی نے امام عبد اللہ حسین بن ابی الحسین کاشغری سے جو ملقب ہین ساتہہ فضل کے انہون نے
روایت کیا ابی مالک نصران بن نصر بن ختلی سے اور انہون نے ابو الحسن علی بن حسن محمد غزالی سے انہون نے
ابو الحسین علی بن احمد فارسی سے انہون نے نصیر بن یحیی فقیہ سے کہا انہون نے ہمنا مین نے ابو مطیع حکم بن عبد اللہ
بلخی سے کہا انہون نے مینے پوچہا ابو حنیفہ نعمان بن ثابت سے فقہ اکبر کو کہا پس ذکر کیا امام نے اوس کو اور وہ
لکہی گئی ہے ۹۵۰ھ مین کہا ہان اس عبارت کو مین نے دیکہا ہے جدید نسخہ مین کہ جس کے شروع مین ہے
حدیث بیان کی ہم سے شیخ ابو الفضل عبد المومن نے آخر تک تمام ہوا کلام مفتی صاحب کا تنبیہ مین پس
تعجب ہے مصنف سے اس پر کہ وہ جانتا ہے کہ یہ عبارت فاسد فقہ اکبر غیر مشہور مین نہین ہے جو اوسکے
موجود ہے جیسا کہ ہم کو معلوم ہے اور باوجود اس کے اس روایت کو مشہور فقہ اکبر سے نقل کر کے
امام اعظم کے طرف منسوب کیا ہے یہ فعل محض بناوٹ ہے اور فقہ اکبر غیر مشہور بہی امام اعظم کی
تصنیف نہین ہے بلکہ ۹۵۰ھ مین لکہی گئی ہے بروایت تلمیذ امام ابو مطیع بلخی ایک جزر کے مقدار مین جیسا کہ
گذرا پہر مصنف کا یہ قول کہ امام اعظم فقیہا اربعہ نے فقہ اکبر مین کہا ہے [illegible] یہ تو دانستہ جہوٹ جوڑنا ہے اور کراہیہ
وگروہ اہل بدعت کی پیروی کرنا ہے جیسا کہ سید صاحب نے لکہا ہے [illegible] مین جو ترمذی کی شروع مین لگا ہوا ہے دا اور کراہیہ
اور ایک جماعت اہل بدعت کی گئی ہے طرف جواز وضع حدیث [illegible] ترغیب و ترہیب [illegible] اور اسی قبیل کے ہے جو کہ روایت کیا اوسکو ابو عصمہ نوح بن
ابی مریم نے تمام ہوا کلام سید کا پس اس نقل سے ظاہر ہو گیا کہ مصنف [illegible] مین اتر [illegible] نقل کرتا ہے اپنے باطل مذہب کو پہیلانے اور اپنے نفس امارہ کی
پیروی کی [illegible] ہم پناہ مانگتے ہین ساتہہ خدا کے اس فعل سے اور انہین مواقع سے [illegible] صفحہ ۲۰ مین کہا اعظم فقہاء اربعہ واقدم صحابہ سے [illegible]

فحمل له لفظا عظيما لفقها وكف لسانه من لفظ الامام وجعله فيه من صغار التبع مع انه من التابعين فكيف
يصح جعله من صغار تبعهم معاذ الله من هذا الكذب وغض البصر من فضل الامام قال السيد السند
في اصول الحديث ووجيه الدين في شرح الشرح والشيخ محمد في خاتمة مجمع البحار قيل لابي عصمة
نوح بن ابي مريم من اين لك عن عكرمة عن ابن عباس في فضائل القران سورة سورة فقال
رايت الناس قد اعرضوا عن القران واشتغلوا بفقه ابي حنيفة ومغازي بن اسحاق فوضعتها
حسبة انتهى وابو عصمة نوح من كبار تبع التابعين ومن معاصري الامام مالك كما قال ابن حجر
في التقريب نوح بن ابي مريم ابو عصمة المروزي القرشي مشهور بكنيته ويعرف بالجامع
لجمعه العلوم لكن كذبوه في الحديث من السابعة مات سنة ثلاث وسبعين ومائة ومالك بن
انس المدني الفقيه امام دار الهجرة من السابعة مات سنة تسع وسبعين ومائة انتهى وقال ايضا
في صدره السابعة كبار اتباع التابعين كمالك وقال الامام محمد في شرح موطا قوله اخبرنا
مالك بن انس مشهور انه من تبع التابعين وقيل ادرك بعض الصحابة كابي الطفيل وقيل انه روى
عن عائشة بنت ابي وقاص فعلى هذا يكون تابعيا كابي حنيفة الا انه تابعي بلا اختلاف كما
بينته في مسند الامام شرح الامام والثوري انتهى فذلك القول من نوح تصريح بان
الناس اهل القرن الثاني والثالث والرابع كانوا مشتغلين بفقه الامام ابي حنيفة وانه
كان مقبول الناس في زمانه في باب الدين وانه من التابعين لا من صغار تبعهم كما زعمه
المصنف لانه لو كان من صغار التبع كيف يشتغل كبارهم بفقهه وان نوح بن مريم
كان وضاع الحديث ومن حاسدي الامام ابي حنيفة ولما اخذ المصنف بروايته وذكره
ثبت حسده ايضا مع الامام وكونه خصيما للخائنين وقد قال الله تعالى ولا تكن
للخائنين خصيما وفقل في صفحه (١٣٦) قصة مناظرة المرأة الجهمية مع الامام

پس اختیار کیا لفظ اعظم فقہا کو اور لفظ امام کہنے سے اپنی زبان کو روکا اور صغار تبع تابعین مین امام کو قرار دیا باوجودیکہ
امام اعظم صاحب تابعین مین داخل ہین پس کیونکر صحیح ہوتا ہے اونکو صغار تبع تابعین مین قرار دینا خدا کی پناہ ایسی جھوٹ سے
اور امام کی بزرگی سے چشم پوشی کرنیسے سید سند نے اصول حدیث مین اور وجیہ الدین نے شرح الشرح مین اور شیخ محمد نے مجمع البحار
کے خاتمہ مین لکھا ہے کہ ابو عصمہ نوح بن ابی مریم سے پوچھا گیا کہ تم کو کہان سے حاصل ہوئی روایت عکرمہ کی ابن عباس سے فضائل
قران مین ایک ایک سورت کے باب مین پس ابو عصمہ نے کہا کہ مین نے لوگون کو دیکھا کہ اونہون نے قرآن سے مونھہ پھیر لیا اور
ابو حنیفہ کی فقہ اور ابن اسحاق کی مغازی مین مشغول ہوگئے لہذا مینے اون روایتون کو گہڑ لیا بغرض طلب ثواب تمام ہوا کلام
اونکا اور ابو عصمہ نوح کبار تبع تابعین سے ہے اور امام مالک کے ہمعصرون مین داخل ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر نے تقریب التہذیب
مین کہا ہے نوح بن ابی مریم ابو عصمہ مروزی قرشی اپنی کنیت کے ساتھہ مشہور ہی اور جامع کرکے مشہور ہی اسوجہ سے کہ اوسنے علوم
کو جمع کیا ہی لیکن محدثین نے علم روایت حدیث مین اوسکو جھوٹا کہا ہے وہ ساتوین طبقے سے ہی ۱۷۳ھ مین مرا اور مالک بن انس بھی فقیہ دار الہجرہ کے
امام بھی ساتوین طبقے کے ہین ۱۷۹ھ مین انہون نے وفات پائی تمام ہوا کلام ابن حجر کا اور نیز اوسی کتاب کے شروع مین ابن حجر نے کہا ہی ساتوین طبقہ
کبار تابعین کا ہی جیسے کہ امام مالک اور شرح موطا مین کہا ہی اور امام محمد نے بھی مالک بن انس کی شرح مین مشہور ہی کہ امام مالک تبع تابعین سے ہین اور کہا گیا
کہ انہون نے بعض صحابہ کو پایا ہے جیسے کہ ابو الطفیل صحابی اور کہا گیا ہی کہ انہون نے عائشہ بنت ابی وقاص سے روایت کی ہی تو اس بنا پر وہ تابعی ہین
مثل امام ابی حنیفہ کے مگر فرق یہہ ہی کہ امام ابو حنیفہ بلا خلاف تابعین سے ہین جیسا کہ ہم نے اوسکو بیان کیا ہی مسند امام مین اور امام ثوری انتہی پس نوح کا یہ کلام
تصریح ہی اسبات کی کہ دوسرے اور تیسرے اور چوتھے قرن کے لوگ امام ابو حنیفہ کی فقہ سے شغل رکھتے تھے اور وہ اپنے زمانہ کے لوگون مین
مقبول تھے دین کے معاملہ مین اور وہ تابعین سے تھے نہ صغار تبع تابعین سے جیسا کہ مصنف نے کہا ہی اسلیے کہ اگر وہ صغار تبع تابعین مین ہوتے تو
اون کے کبار امام کی فقہ سے کیونکر شغل رکھتے اور نوح کے کلام سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ نوح بن مریم حدیث بنانے والا تھا اور امام اعظم کے
حاسدین مین تھا اور جبکہ مصنف نے اسکی روایت کو لیا اور اوس کا تزکیہ بیان کیا تو امام اعظم کے ساتھہ
مصنف کا حسد رکھنا اور اہل خیانت کی طرفداری کرنا بھی ثابت ہوگیا حالانکہ حق تعالے نے فرمایا ہے
کہ تو خیانت کرنے والونکا طرفدار مت بن اور صفحہ (۱۲۱) مین مصنف نے نقل کیا ہی قضیہ جہمیہ عورت کی مناظرہ کرنیکا امام اعظم

الاعظمؒ بروایتہ ابی عصمۃ ورام من نقلھا الطعن علیہ بانہ عجز وسکت فی مقابلۃ امراۃ و
قال فی صفحہ (۱۳۰) فما عن بعضھم فی ابی حنیفۃ و بن الحسن انہما جہمیان ففی غایۃ البطلان
انتھی اراد بھذا القول تزکیۃ الامام و تلمیذہ من الجھمیۃ ظاھرًا
واعلان کونھما ممن یختلف فی جھمیتھم باطنا والجھمیۃ یقال
لاصحٰب جہم بن صفوان وھو من الجبریۃ الخالصۃ ظھرت بدعتہ بترمذ و قتلہ سالم بن
احوز المازنی بمرو فی اخر ملک بنی امیۃ ووافق المعتزلۃ فی نفی الصفات الازلیۃ و زاد علیہم باشیاء
کما فی الملل والنحل ومنھا ما نقل فی صفحہ (۱۳۸) بروایۃ ابی عصمۃ یعنی قول الامام ابی حنیفۃ
فی جواب رجل سالہ عن ایۃ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ انہ قال ھو کما تکتب الی الرجل
انی معک وانت غائب عنہ والمعنی بالسماء فی حدیث الجاریۃ السوداء و قول ابی حنیفۃ
الجہۃ السامیۃ انتھی فی ھذہ الروایۃ ایضًا بھتان علی الامام و اختلقھا ابو عصمۃ
حسدًا علیہ کما اعترف بہ فیما حکی عنہ و اثبات الجھۃ للّٰہ تعالی لیس من مذھب
الامام حاشاہ عن ذلک بل افتراہ المصنف کذبا علیہ نعوذ باللّٰہ منہ ومنھا ما قال
فی صفحہ (۴۳) وقال فی الوصیۃ الایمان اقرار باللسان و تصدیق بالجنان الی ان نقل
وکذلک المعرفۃ وحدھا ای مجرد التصدیق لا یکون ایمانا انتھی اراد بنقلہ من کتاب
الوصیۃ ان الامام الاعظمؒ موافق لہ بزعمہ فی ان مجرد التصدیق لیس بایمان ولھذا
فسرھا بقولہ ای مجرد التصدیق فلزم ان التصدیق وحدہ لیس بایمان عند الامام
وھذا تعمدًا بالکذب علی مذھبہ لان مجرد التصدیق عندہ ایمان والاقرار شرط لہ
فی احکام الدنیا کما ھو مصرح فی کتب العقائد وسنذکرہ فی محلہ انشاء اللّٰہ تعالی
ومنھا ما نقل فی صفحہ (۲۶) من مناظرۃ الامام ابی یوسفؒ مع شیخہ الامام ابی حنیفۃ

کے ساتھ جس کا راوی ابو عصمہ مذکور ہوا اور اس قصہ کی نقل سے امام اعظم صاحب پر طعن کا قصد کیا ہے بایں طور کہ ایک عورت کے مقابلہ میں
عاجز و ساکت ہو گئے اور صفحہ (۴۴) میں کہا ہے کہ ابو حنیفہ اور ان کے شاگرد محمد بن حسن کے باب میں جو بعض لوگوں سے منقول ہے کہ وہ دونوں جہمی
تھے پس وہ بالکل بے اصل ہے انتہی اس قول میں بظاہر تو ان دونوں کا جہمی ہونے سے تبریہ کا قصد کیا ہے اور درحقیقت اس بات کے اعلان کا قصد کیا
کہ دونوں ایسے ہیں کہ جن کے جہمی ہونے میں لوگوں کا اختلاف ہے اور جہمیہ کہا جاتا ہے جہم بن صفوان کے اصحاب کو اور وہ جبریہ خالص ہیں جہم اور اوس کی بدعت
ترمذ میں ظاہر ہوئی اور سالم بن احوز مازنی نے اوس کو بنی امیہ کی اخیر حکومت میں مرو میں قتل کر ڈالا اور جہم مذکور معتزلہ کے موافق تھا صفات
ازلیہ کے نفی کرنے میں اور کچھ معتزلہ کی اقوال پر اور بھی اضافہ کئے ہیں جیسا کہ ملل و نحل میں ہے اور اس میں شک نہیں ہے جو صفحہ (۳۰) میں بروایت ابو عصمہ نقل کیا ہے
یعنے امام ابو حنیفہ کا قول ایک مرد کے جواب میں کہ جس نے امام اعظم سے آیت (اللہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو) کا مطلب پوچھا تھا وہ قول یہ ہے
کہ امام صاحب نے کہا کہ یہ ایسا ہے کہ جیسے تو کسی کو لکھے میں تیرے ساتھ ہوں اور تو اوس سے دور ہو اور معنی ہمارے کے جاریہ سودا کی حدیث میں اور ابو حنیفہ
کے قول میں جہت عالیہ ہے تمام ہوا کلام مصنف کا اس روایت میں بھی امام صاحب پر اور اس روایت کو ابو عصمہ نے امام صاحب پر حسد کرنے کی وجہ سے بنایا ہے
چنانچہ ابو عصمہ نے اس کے بنانے کا اقرار کیا ہے اس قول میں جو ابو عصمہ سے منقول ہے اور جہت کو اللہ تعالے کے واسطے ثابت کرنا امام صاحب کا مذہب نہیں
وہ اس سے پاک ہیں بلکہ مصنف نے امام صاحب پر جھوٹ بولنے کے واسطے یہ افترا پردازی کی ہے خدا کی پناہ اس افترا سے اور بعض اون مواقع میں
سے وہ ہے کہ جو صفحہ (۴۴) میں کہا ہے (اور کہا امام ابو حنیفہ نے وصیت میں ایمان نام ہے زبان سے اقرار کرنے اور دل سے
سچا جاننے کا یہاں تک کہ نقل کیا اور اسی طرح سے معرفت تنہا یعنے صرف تصدیق ایمان نہیں ہے انتہی اس قول کو کتاب الوصیت سے
نقل کرنے سے یہ ارادہ کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ مصنف کے موافق ہیں مصنف کے نزدیک اس امر میں کہ صرف تصدیق ایمان نہیں ہے
اور اسی وجہ سے معرفت کی تفسیر تصدیق کے ساتھ بیان کی اپنے قول اے مجرد التصدیق سے پس لازم آیا کہ تنہا تصدیق
امام صاحب کے نزدیک ایمان نہیں ہے اور یہ دانستہ جھوٹ بولنا ہے امام صاحب کے مذہب پر اس واسطے کہ صرف تصدیق
امام صاحب کے نزدیک ایمان ہے اور زبان سے اقرار کرنا ایمان کیلئے شرط ہے دنیاوی احکام میں جیسا کہ
یہ امر عقاید کی کتابوں میں بصراحت مذکور ہے اور ہم اس کو اس کے مقام میں عنقریب بیان کریں اگر خدا نے
چاہا اور بعض اون مواقع سے وہ ہے جو صفحہ (۱۲۶) میں نقل کیا ہے یعنے ذکر کرنا امام ابو یوسف کا اپنی تشنیع امام ابو حنیفہ کی تکفیر تک

بروايته البيهقى الى سنة جرداء ثم استقراره ابهما على عدم خلق القرآن وفى هذا النقل ايضاً يريد تزكيتهما بحسب الظاهر ويظهر كونهما من المخالفين فى خلقه فى بدء الامر وهذه الصنيعة من المصنف مع انه يدعى نصرة مذهب الامام ابى حنيفة وكونه من اهل السنة والجماعة وكونه راد المذهب الشيعة ومحيا لعلوم اهل البيت ومجددا لهذا العصر من العجائب كيف ولو كان صادقا فى هذه الدعاوى لما اغمض البصر عن فضائل اكابر اهل السنة ولما سرد المصنف مثالب الامام الاعظم التى سردت ابو بتهما مثالب مجلة وسنبينها فى مقامها مفصلة وبغض البصر من فضائل حان لنا ان نذكر ههنا نبذا منها تنشيطا للمقلدية وتحميضا للحق الصريح على طالبيه سيما اخواننا القادريه لان الامام الاعظم شيخ شيخنا اعنى داود الطائى كما قال الاستاذ ابو القاسم القشيرى فى رسالته مع صلابته فى مذهبه وتقدمه فى هذه الطريقة من ابى القاسم النصيرابادى قال انا اخذت هذه من الشبلى وهو اخذها من الجنيد وهو اخذها من السرى السقطى وهو من معروف الكرخى وهو من داود الطائى وهو اخذ العلم والطريقة من ابى حنيفة وكل اثنى عليه واقر بفضله انتهى واذا تمهد هذا فاعلموا اخوانى ان ابا حنيفة النعمان من اعظم معجزات المصطفى بعد القرآن لانه اخبر به قبل وجوده بالاحاديث الواردة التى ذكرنا بعضا منها آنفا فانها حملت عليه قطعا وحسبك من مناقبه اشتهار مذهبه فى الآفاق ما قال قولا الا اخذ به امام من الائمة الاعلام وقد جعل الله الحكم لاصحابه واتباعه من زمنه الى هذه الايام الى ان يحكم بمذهبه عيسى بن مريم عليه السلام وهذا يدل على امر عظيم اختص به من بين سائر العلماء العظام كيف لا وهو كالصديق رضى الله عنه له اجره واجر من دون الفقه وفرع احكامه على اصوله العظام الى يوم الحشر والقيام وقد تبعه على مذهب كثير من الاولياء الكرام ممن اتصف بثبات المجاهدة

بروایت بیہقی پھر دونون کی رائے کا قرآن کے مخلوق نہ ہونے کا ٹہر جانا اور اس نقل مین بھی لعن دونون کی سنیت کا ارادہ کرتا
ظاہر ہی ہے اور اعلان کرتا ہے اس کا کہ وہ دونون ابتدائی امر مین قرآن کے مخلوق ہونے مین اختلاف کرنیوالون مین تھے مصنف کی
یہہ حرکت باآنکہ وہ مدعی ہے مذہب امام کی نصرت کا اور اپنے سنی ہونے کا اور مذہب شیعہ کا رد کرنیوالا اور علوم اہل بیت کو زندہ کرنیوالا اور
اس زمانہ کا مجدد ہونیکا عجائبات سے ہے کیونکہ اگر مصنف ان دعوون مین سچا ہوتا تو اکابر اہل سنت کے فضائل سے چشم پوشی نہ کرتا
اور جبکہ مصنف نے امام اعظم کے معائب کو بیان کیا ہے کہ جس کے جوابات مجمل طور پر ہماری طرف سے دئے گئے اور ہم اون کے مقام مین مفصل
طور پر بیان کرینگے اور للہ صاحب کے فضائل سے چشم پوشی کی تو ہم کو موقع ملا کہ ہم یہانپر کچھ فضائل امام صاحب کے بیان کر دین تا اہل حق ہمارے
مقلد خوش ہون اور حق بات طالبین حق پر کھل جائے خاصکر ہمارے قادریہ بھائیون پر اس لئے کہ امام اعظم صاحب ہمارے
شیخ طریقت حضرت داود طائی کے شیخ ہین چنانچہ استاد ابو القاسم قشیری نے اپنی رسالہ قشیریہ مین بیان کیا ہے حالانکہ اون کو اپنے مذہب مین
تشدد رہا ہے اور وہ طریقت مین سبقت رکھتے ہین کہ سنا مینے استاد ابو علی دقاق سے کہ وہ کہتے تھے کہ مینے یہ طریقہ حاصل کیا حضرت
ابو القاسم نصیر آبادی سے انہون نے کہا کہ مینے اس کو حاصل کیا حضرت شبلی سے اور شبلی نے حاصل کیا حضرت جنید سے اور حضرت جنید نے
حاصل کیا حضرت سری سقطی سے اور انہون نے حضرت معروف کرخی سے اور انہون نے حضرت داود طائی سے اور انہون نے علم طریقت کو حاصل کیا امام ابو حنیفہ سے
اور ان سب بزرگون نے امام صاحب کی تعریف بیان کی اور آن کی بزرگی کا اقرار کیا اور جبکہ یہہ مقدمہ بیان ہو چکا پس جانو تم
میرے بھائیو بیشک ابو حنیفہ نعمان حضرت نبی مصطفے صلعم کے بڑے معجزون مین سے ہین بعد قرآن کے اسوجہ سے کہ اونکی خبر دی گئی ہے اونکی پیدایش
قبل اُن حدیثون مین جنمین سے بعض کا ذکر ابھی ہم کر چکے پس وہ حدیثین قطعی طور پر امام صاحب پر ہی حمل کی گئی ہین اور امام صاحب کی اوصاف مین سے یہی بات ہے کہ
جہان مین اون کے مذہب کی شہرت ہے جو بات انہون نے کہی ہے کسی نہ کسی امام جلیل القدر نے اوس پر عمل ہمیشہ کر لیا ہے رضی اللہ تعالی عنہ اور اونکے اصحاب و اتباع
کا حصہ کر دیا فتوے دینا امام صاحب کے زمانہ سے لیکر اس زمانہ تک یہان تک کہ حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام امام صاحب ہی کے مذہب پر فتوے دینگے
اور یہہ امر دلیل ہے امام صاحب کی بڑی فضیلت پر جس کے ساتھ اونہین کی خصوصیت ہے تمام علماء اعلام پر کیونکر نہ ہو حال یہ ہے کہ حضرت امام اعظم علماء مین بمنزلہ
حضرت صدیق اکبر کے ہین صحابہ مین اون کو اجر ہے اون کے اجر کا اور نیز اجر ہے شخص کا کہ جس نے علم فقہ کو جمع کیا اور فقہ کے مسائل
امام صاحب کے بزرگ اصول پر نکالے قیامت تک بعد امام صاحب کی مذہب مین بہت سے اولیاء کرام ہوئے ہین جو موصوف تھے مجاہدہ مین اور ثابت قدم رہتے

واتباع احكام الاسلام بكمال الاهتمام كما مر ذكرهم في شافية الم تكن لك اسوة حسنة
في هؤلاء السادات الكرام اما كانوا لمهتدين في هذه الاقرار والافتخار وهم ائمة هذه
الطريقة وارباب الشريعة والحقيقة ومن بعدهم في هذه الامر فلهم تبع وكل ما خالف
ما اعتقدوه مردود مطروح وايضاً قد اتبعه على مذهبه ممن اتصف بثبات المجاهدة
وركض في ميدان المشاهدة ابراهيم بن ادهم وشفيق البلخي ومعروف الكرخي وابو يزيد
بسطامي وفضيل بن عياض ووكيع بن الجراح وابو بكر الوراق وعبد الله بن المبارك
وغيرهم ممن لا يحصى عددهم وقد قال بعض الاكابر من العلماء قد صار العلم من الله
عز وجل الى محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم صار الى الصحابة ثم صار الى
التابعين ثم صار الى ابي حنيفة فمن شاء فليرض ومن شاء فليسخط ومنها انه نقل قصة
الاحراق بالنار التي هي مما يذكره الخارجيون في مطاعن سيدنا علي كرم الله تعالى وجهه
التي يتبرء منها اهل السنة والشيعة من مجيء ذلك الجانب فيدفعونها عنه باجوبة انيقة
في كتبهم في صفحة ١٥٨ بعنوان التنبيه عن فتح الباري وقال بعد تمامها وقد حدث
في هذا الزمان احداث على آثارهم يهرعون وانا لله وانا اليه راجعون يجب اشد
الوجوب على اولي الامر ويتحتم آكد التحتم على اهل العلم والقدرة ان يعتنوا ويهتموا بازالة
هذا الامر وعظاً وبياناً وتعزيراً وهو غاية التعذير حبساً وضرباً وقتلاً اعاذنا الله انتهى
ومقصوده من نقلها اغراء اولي الامر على تعذيب اهل الحق الذين قالوا بتنزيه الصفات
لله عز وجل من صفات المخلوق كما يشهد به اتيانه بهذه القصة بعد ما بينهم وما
درى ان هذه القصة وان كانت صحيحة من حيث النقل الا انها مردودة مرجوع
عنها كالمنسوخ وصارت كانها لم تكن ويتضح ذلك في حديث عكرمة ان علياً احرق

اور احکام اسلام کی پیروی کرنے کے ساتہہ کمال اہتمام سے جیسا کہ مذکور ہوا فتیہ ہوگی عبارت منقولہ مین کیا اون سادات کرام کے باب مین تیرے نئے نیک پیروی نہین ہے کیا یہ اکابر فضل امام اعظم کے اقرار اور اون کے طریقہ عالیہ کا تمسک کرنیمین ہایت نہ تھے حالانکہ یہی حضرات طریقت کے پیشوا اور شریعت و حقیقت والے تھے اور اون کے بعد والے امر شریعت مین پیرو ہین اور جو فیصلہ ان اکابر کے حکم کے خلاف ہے مردود و بدعت ہے اور نیز امام اعظم کے مذہب کی پیروی کی ہی لوگون نے جو ثبات مجاہدہ اور میدان مشاہدہ مین گہوڑا کدانیکے ساتہہ موصوف تہے حضرت ابراہیم ادہم اور شقیق بلخی و معروف کرخی و بایزید بسطامی و فضیل بن عیاض و وکیع بن جراح و ابو بکر وراق و عبد اللہ بن مبارک نے اور اون کے سوا بہت سے اکابر نے جن کا عدد شمار مین نہین آسکتا اور بعض اکابر نے کہا ہی کہ آئینہ علم اللہ عز و جل کے پاس سے محمد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مین آیا پہر اوس سے صحابہ مین آیا پہر تابعین مین آکر امام ابو حنیفہ مین جمع ہوگیا اب جو چاہے اون سے اس فضیلت پر خوش ہو اور جو چاہے ناخوش ہو اور اون مواضع مین سے یہ ہے کہ مصنف نے آگ مین جلانیکا قصہ جو اون قبایح مین سے ہے کہ جن کو خارجی حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے اون مطاعن مین ذکر کیا کرتے ہین کہ جن سے سنی و شیعہ تمام آنجناب سے محبت رکہنے والے بیزار ہین اور آن جناب کے طرف سے اپنی کتابون مین عمدہ جوابات دے کر اون کو دفع کرتے ہین صفحہ (۱۵۰) مین بعنوان تنبیہ فتح الباری سے نقل کیا ہے اور اوس کے خاتمہ پر کہا ہے اور اس زمانہ مین کچہ لوگ پیدا ہوئے ہین اونہین سوختگان کے نقش قدم پر چلتے ہین اور ہم اعتقاد کئے ہین اور اللہ ہی کے طرف لوٹنے والے ہین حکام وقت پر واجب ہے اشد وجوب اور علمائے ذی مرتبہ لوگون پر لازم ہے اوکد لزوم کرکے یہ کہ اس بدعت کے دور کرنے مین توجہ کرین اور وعظ بیان سے اہتمام کرین اور حبس و ضرب و قتل و اعلان کے ساتہہ ان بدعتیون کے حد درجہ کی تعزیر دیوین انتہی اور اس قصہ کے نقل کرنے سے مصنف کا مقصود حکام کو آمادہ کرنا ہے اور اون اہل حق کو عذاب کرنے پر کہ جو صفات الہی کو صفات مخلوق سے منزہ کرنیکے قائل ہین چنانچہ ان لوگون کا ذکر کرنے کے بعد اس قصہ کو نقل کرنا ہمارے مدعا پر شاہد ہی اور مصنف نے یہ نہ سمجہا کہ یہ قصہ اگرچہ نقل کے اعتبار سے صحیح ہے لیکن وہ مردود ہے کہ اوس کا رجوع ثابت ہے بمنزلہ منسوخ کے گویا اوس کا وجود ہی نہ تہا اور یہ امر حضرت عکرمہ کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علی

قوما ارتدوا عن الاسلام فبلغ ذلك ابن عباس فقال لو كنت انا لقتلتهم لقول رسول الله صلى الله عليه وسلم من بدل دينا فاقتلوه ولم اكن لاحرقهم لان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تعذبوا بعذاب النار فبلغ عليا فقال صدق ابن عباس رواه الترمذي وقال هذا حسن صحيح انتهى فلا يجترى على نقلهما وحدهما الخارجيون الذين يسبون عليا ويظهرون مثالبه ويعدونها من المنكرات ومثالبه قسمان الاول ما تفرد به النواصب الطائفتان اللتان هما من محبيه انكرتاه وهذا القسم مما لا يعبأ به لانه من مفتريات النواصب كالشركة في قتل عثمان وفي قتال عائشة وان نزول والذي تولى كبره منهم له عذاب عظيم في حقه نعوذ بالله منه والثاني ما نقل في كتب الطائفتين بطرق صحيحة وقد تصدى الطائفتان لجوابه كما اجاب الشريف مرتضى في تنزيه الانبياء والائمة من علماء الشيعة وابن حزم في التفصيل من علماء اهل السنة ومنه وما قيل انه تصرف في سلاح عثمان وماله بعد قتله وما رده على ورثته وان طلبوه منه ومال المسلم لا يستحل بوجه من الوجوه ومنه الاحراق بالنار كذا في التحفة ومنها انه كذب وافترى على الامام الهمام ذي الحسب الزكي والنسب العلي سيد العلماء وارث خير الانبياء جعفر الصادق وجعله من مثبتي الجهة لله عز وجل وتعالى عنها علوا كبيرا وتصرف في كلامه الشريف لاثبات مرامه مع انه برهان جلي على نفيه فضلا من ان يثبته كما قال في صفحه ٢ ، وقال حافظ الصوفية ابو القاسم عبد الكريم القشيري في الرسالة المشهورة وقال جعفر الصادق من زعم ان الله في شيء او من شيء او على شيء فقد اشرك اذ لو كان على شيء لكان محمولا زاد المصنف منهما من عنده) اي وليس محمولا بل هو حامل بقدرته وحافظ برحمته كل حامل ومحمول (ولو كان في شيء لكان محصورا) زاد بعده (اي وليس محصورا ولا مقصورا

اوس قوم کو جو دین اسلام سے پھر گئے تھے پس یہ خبر حضرت عبد اللہ بن عباس کو پہونچی انہون نے کہا اگر مین ہوتا تو ان لوگون کو
قتل کرتا بسبب فرمانے رسول اللہ صلعم کے کہ جو شخص دین کو بدل ڈالے پس اوسکو مار ڈالو اور مین اونکو نہ جلاتا اس لئے کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے
فرمایا ہے کہ مت عذاب دو تم آگ کا عذاب پس یہ فرمانا حضرت عبد اللہ بن عباس کا حضرت علی تک پہونچا تو آپ نے فرمایا سچ کہا ابن
عباس نے اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حسن صحیح ہے انتہی پس تنہا اس قصہ کو نقل کرنے کی جرات خوارج کرتے ہین کہ
جو حضرت علی کو گالیان دیتے ہین اور اونکے عیوب بیان کرتے ہین اور اون عیوب کو منکرات سے شمار کرتے ہین اور عیوب حضرت علی کو
جو بیان کئے جاتے ہین دو طرح کے ہین پہلی قسم وہ عیوب ہین جن کے بیان کرنے مین فرقۂ ناصبیہ ہی متفرد ہے اور حضرت علی سے محبت
رکھنے والے دونون فرقے اون عیوب کا انکار کرتے اور اونکا کچھ اعتبار نہین ہے اسوجہ سے کہ یہ محض فرقۂ ناصبیہ کی گھڑت اور بناوٹ ہے
جیسا کہ حضرت عثمان کے قتل مین اور حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمت لگانے مین شریک ہونا اور یہ کہ آیت والذی تولی کبرہ منہم لہ عذاب
عظیم کا نزول حضرت علی کے حق مین ہے نعوذ باللہ منہ اور دوسری قسم وہ عیوب ہین جو سنی شیعہ دونون گروہ کی کتابون مین صحیح طریقون سے منقول
ہین اور یہ دونون فرقے انکا جواب دہی کیلئے ہوئے ہین چنانچہ علماے شیعہ مین سے شریف مرتضی نے تنزیہ الانبیاء والائمہ مین اور علماے اہل سنت مین سے
بعض علماء نے تفصیل سے جواب دیا ہے اور اسی قسم ثانی مین سے ہے جو کہا گیا کہ حضرت علی نے حضرت عثمان کے سلاح و مال پر اونکے قتل ہونیکے بعد قبضہ کر لیا اور
ورثہ نے ہر چند مطالبہ کیا مگر اون کو واپس نہ دیا حالانکہ مسلمان کا مال کسی وجہ شرعی سے حلال نہین سمجھا جاتا ہے اور اسی قبیل سے ہے آگ مین جلانیکا قصہ جیسا کہ تحفہ اثنا عشریہ
مین مذکور ہے اور انہین مواضع مین سے یہ ہے کہ مصنف نے امام ہمام صاحب حسب زکی و نسب علی سید علماء وارث خیر الانبیاء حضرت
امام جعفر صادق پر دروغ گوئی و افترا پردازی کی اور اون کو اس جماعت مین داخل کر دیا جو کہ اللہ عز وجل کے جہت علو مین ہونے کا
اثبات کرتے ہین اور امام موصوف کے کلام مین اپنا مدعا ثابت کرنے کو کمی بیشی کی حالانکہ وہ کلام شریف روشن برہان ہے جہت
کی نفی پر چہ جائیکہ جہت کا اثبات سمجھا جائے جیسا کہ صفحہ (۰) مین کہا ہے اور کہا حافظ صوفیہ ابو القاسم عبد الکریم قشیری نے اپنے
رسالہ مشہورہ مین اور کہا امام جعفر صادق نے جس نے اعتقاد کیا کہ اللہ کسی شے مین ہے یا کسی شے سے ہے یا کسی شے پر ہے
تو وہ بیشک مشرک ہو گیا اس لئے کہ اللہ کسی شی پر ہوتا تو وہ اٹھایا ہوا ہوتا (یہان پر مصنف نے اپنی طرف سے اضافہ کیا) یعنی اور وہ اٹھایا ہوا نہین ہے بلکہ وہ اٹھانیوالا ہے ہر شی کا
قدرت سے اور نیز اگر وہ کسی چیز مین ہوتا تو اسکا احاطہ کیا جاتا اور انتہا ہوتی اسکی (اور اگر کسی شی مین ہوتا تو البتہ گھیرا ہوا ہوتا) اسکے بعد مصنف نے اضافہ کیا (یعنی اور وہ گھیرا ہوا ہے اور نہ روکا ہوا ہے

بل ھو حاضر وقاصر لکل محصور ومقصور فاما نحو قوله تعالیٰ الرحمٰن علی العرش استویٰ وقوله تعالیٰ ء امنتم من فی السماء تجل جلّی عظیم و تعلی جلی فخلیم من تجلیاته و تعلیاته من غیر ان تکون له حاجة الی العرش ولا شئی من الفرش و سیبین (ولو کان من شئی لکان محدثا) زاد بعده ای وھو ممتنع مطلقا انتھی واھل الحق الذین یقولون بنفی الجھة لله تعالیٰ یستدلون بھذا الکلام الشریف والبیان المنیف بدون التصرف فیه کما قال المفتی محمد سعید فی التنبیه فی صفحة (۲۰) البرھان الاول وھو المقتبس من ذی الحسب الزکی والنسب العلی سید العلماء وارث الانبیاء وجعفر الصادق قال لوکان الله فی شئی لکان محصورا وتقریر ھذه الدلالة انه لوکان فی جھة مشارا الیه لزم تناھیه وذلك لانه اذا کان فی ھذه الجھة دون غیرھا فقد حصل فیھا دون غیرھا ولا معنی لتناھیه الا ذلك وکل متناه محدث لان تخصیصه بھذا المقدار دون سائر المقادیر لابد له من مخصص فقد ظھر بھذا البرھان الذی یبھر العقول ان القول بالجھة یوجب کون الخالق مخلوقا والرب مربوبا وان ذاته متصرف فیھا ویقبل الزیادة والنقصان تعالیٰ الله عما یقول الظالمون علوا کبیرا انتھی والشیعة ایضا علی حسب مقتضاه ھذا الکلام المنیف قائلون بنفی الجھة لله تعالیٰ کما قال العلامة القوشجی فی شرح التجرید للمحقق الطوسی ویدل ای وجوب الوجود علی نفی الجھة لان کل ما ھو فی جھة فھو جسم او جسمانی وکل منھما ممکن بل حادث لما بینا من حدوث الاجسام انتھی وقال فی نھج المسترشدین فی اصول الدین من کتب مذھب الشیعة انه تعالیٰ لیس فی جھة انتھی کذا فی التنبیه فعلم من ھذا التحقیق ان المصنف لاثبات ما ھو بصدده وھو المذھب الیه الوھابیة النجدیة یتصرف فی کلام الاکابر من الائمة ویفتری علیھم ما ھم بریئون عنه کما شھد

بلکہ وہ گھیرنیوالا ہے اور روکنے والا ہے ہر گھیرے ہوئے اور روکے ہوئے کا اور مثل قول خدائے تعالے رحمٰن عرش پر مستوی ہوا اور قول خدا تعالے کیا بے ڈر ہو گئے تم اوس سے جو آسمانوں میں ہے نہین ہے مگر ایک عظیم الشان تجلی اور روشن و بزرگ تعلی اوس کی تجلیون و تعلیون مین سے بغیر اوس کے کہ اوسکو جہت ہو عرش کی یا کسی فرش کی اور یہہ قریب بیان کیا جائے گا (اور اگر ہوتا کسی شے سے تو ہونا نوپیدا) اِس کے بعد اضافہ کیا اور یہہ مطلقًا محال ہے اور اہل حق جو حق تعالیٰ سے جہت کی نفی کے قایل ہین دلیل لاتے ہین اس کلام شریفکو بیان منیف سے نفی جہت پر بدون کمی بیشی کے چنانچہ مفتی محمد سعید نے کتاب تنبیہ کے صفحہ (۲۰) مین کہا ہے پہلے برہان اور وہ نکالی ہوئی ہے صاحب حسب زکی و نسب علی سید علما وارث انبیا امام جعفر صادق کے کلام سے یہہ ہے کہ اونہون نے فرمایا (اگر ہوتا اللہ کسی شے مین تو ہوتا گھیرا ہوا) اور بیان اِس دلیل کا یہہ ہے کہ اگر خدائے تعالے کسی جہت مشار الیہ مین ہوتا تو اوس کا متناہی و محدود ہونا لازم آتا یہہ اس وجہ سے کہ وہ جبکہ ہو اسی جہت مین نہ اس کے غیر مین تو اسی مین موجود ہوتا نہ اوس کے غیر مین اور اوس کے محدود ہونے کے یہی معنی ہین اور محدود نوپیدا ہے اسوجہ سے کہ اوس کا خاص ہونا اس مقدار معین کے ساتھ نہ اور مقدارون [illegible]اتھ بالضرور محتاج ہے خاص کرنے والے کا۔ پس اس برہان سے جو کہ عقلونکو دنگ کرنے والی ہے ظاہر ہوگیا کہ جہت کا قول واجب کرتا ہے خالق کے مخلوق ہونے اور رب کے مربوب ہونے کو اور اوس کے ذات مین غیر کے متصرف ہونے اور کمی و بیشی کے قایل ہونے کو برتر ہے خدا اون اوصاف سے جن کو ظالم کہنیوالے اوسکی طرف منسوب کرتے ہین بہت برتر ہونا انتہی اور شیعہ بھی اس کلام منیف کے مطابق خدا تعالے سے جہت کی نفی کرنیکے قایل ہین چنانچہ علامہ قوشجی نے محقق طوسی کی تجرید کی شرح مین کہا ہے اور وجوب وجود دلالت کرتا ہے جہت کی نفی پر اس لئے کہ جو چیز جہت مین ہے جسم ہوتی ہے یا جسمانی اور یہہ دونون ممکن ہین بلکہ نوپیدا ہین اس لئے کہ جسمونکا نوپیدا ہونا ہم بیان کرچکے ہین انتہی اور نہج المسترشدین فی اصول الدین مین جو کہ شیعون کی کتاب ہے لکھا ہے کہ اللہ تعالی جہت مین نہین ہے انتہی جیسا کہ تنبیہہ مین ہے پس اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ مصنف اپنا مذہب ثابت کرنے کے واسطے جو کہ در حقیقت وہابیہ نجدیہ کا مذہب ہے بڑے بڑے ائمہ دین کے کلام مین تصرفات کرتا ہے اور اوپر تہمت لگاتا ہے اون عقلمندی کے منبع بزرگ سنی ہین چنانچہ انکی بات پر

به علماء اهل السنة والشيعة كلهم في كتب عقائدهم فالعجب من المصنف انه يدعي
حب اهل البيت واحياء علومهم ونصرة اهل السنة في مقابلة الشيعة ويأتي في كتبه
بعجائب لا يرضى بها احد منهم منها ما قال في حاشية صفحه (٤٢) لا يخفى ما في هذا وما
مضمون اخلاص خواص اهل السنة المودة على اختصاص العقيدة من دون تقية
شقية في هؤلاء الائمة التقية النقية منه انتهى اودع في صنعة هذه العبارة ان التقية
قسمان شقية ونقية فالاول من مذهب الامامية والثاني من مذهب خواص اهل السنة الذين
سلك المصنف مسلكهم وهم النجدية لا عوامهم اهل سنة من مقلدي الائمة الاربعة
ونقول في جوابه ان اهل السنة والامامية كلهم يحرمون التقية في القول والفعل جميعا وهي كلها
عندهم شقية وحرام وتقسيمها الى قسميها المذكورين انما هو مختار المصنف وائمته الذين
هم النجدية كما قال صاحب الملل والنحل وكان نجدة بن عامر ونافع بن ازرق قد اجتمعا
مع ... على ابن زبير ثم تفرقا عنه فاختلف نافع ونجدة فصار نافع البصرة ونجدة
الى اليمامة وكان سبب اختلافهما ان نافعا قال التقية لا تحل والقعود عن القتال كفر
واحتج بقول الله تعالى يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ وبقوله تعالى
اذا فريقٌ مِنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ وخالفه نجدة وقال التقية جائزة واحتج
بقوله تعالى وقال رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهُ وقال القعود جائز
والجهاد اذا امكنه افضل وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا وقال
نافع هذا في اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم حين كانوا مقهورين واما في غيرهم
مع الامكان فالقعود كفر لقوله تعالى وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وقالوا
اي الامامية والخوارج بحرمة التقية في القول والفعل واحتجوا بان التقية كتمان امر

وشیعہ کے علما نے اپنی کتابون مین شہادت دی ہے پس مصنف سے تعجب ہے کہ وہ محب اہل بیت اور اون کے علوم
کے زندہ کرنے اور شیعہ کے مقابلہ مین سنیون کی تائید کرنے کا دعوے کرتا ہے اور اپنی کتاب مین ایسے عجائب امور
لاتا ہے کہ جن سے نہ سنی راضی ہین نہ شیعہ اونہین مقامات سے وہ ہے کہ جو صفحہ ۲۴ کے حاشیہ مین لکہا ہے کہ
(پوشیدہ نہین ہے جو کہ اس مقام مین ہے اور اس کے پہلے گذشتہ مقام مین یعنے مخلص ہونا اہل سنت مودت
کے خواص کا عقیدہ کی خصوصیت پر بدون تقیہ شفقہ کے اون اامون کے باب مین کہ جو تقیہ و نقیہ والے ہین انتہی
اس عبارت کی بناوٹ مین یہہ بات رکہی ہے کہ تقیہ دو قسم پر ہے ایک شقیہ دوسرا تقیہ پس قسم اول امامیہ کا مذہب ہے
اور قسم ثانی خواص اہل سنت کا مذہب ہے جن کے مذہب پر مصنف چلا ہے اور وہ نجدیہ ہین نہ عوام اہل سنت کا جو ائمہ
اربعہ کے مقلد ہین ہم اس کے جواب مین کہتے ہین کہ اہل سنت و امامیہ تمام تقیہ کو چاہے قول مین ہو یا فعل حرام
جانتے ہین اور تقیہ مطلقاً اون کے نزدیک شقیہ و حرام ہے اور تقیہ کی تقسیم کرنا دو قسمون مذکورہ کی مصنف
اور اوس کے امامون ہی کے مذہب مین مختار ہے جو نجدیہ ہین جیسا کہ صاحب ملل و نحل نے کہا ہے (اور
نجدۃ بن عامر اور نافع بن ازرق خارجیون کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی مخالفت پر جمع ہوئی ہے پھر متفرق
ہو گئے اوس سے اور مختلف مقام مین چلے گئے پس نافع بصرہ مین چلا گیا اور نجدۃ یمامہ مین اور اون کے اختلاف کا
سبب یہ ہوا کہ نافع نے کہا تقیہ حلال نہین ہے اور جنگ سے بیٹھ رہنا کفر ہے اور وہ حجت لایا اللہ تعالے کے
اس قول سے) (قتال کرتے ہین اللہ کی راہ مین اور ملامت گر کے ملامت سے باک نہین رکہتے اور اس قول سے
ناگاہ ایک گروہ اون مین کا ڈرتا ہے لوگون سے خدا سے ڈرنے کی طرح اور مخالف ہوا اس قول کا نجدۃ اور اللہ تعالے
کے کلام سے حجت لایا (اور کہا ایک ایماندار مرد نے آل فرعون مین سے جو کہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا) اور کہا لڑائی سے
بیٹھ رہنا جائز ہے اور جہاد جبکہ ہو سکے افضل ہے اور فضیلت دی خدا نے جہاد کرنے والون کو بیٹھ رہنے والون پر بہت بڑا اجر (اور نافع نے کہا
یہ کلام اصحاب نبی صلعم کے باب مین وارد ہے جبکہ وہ مغلوب تھے اور لیکن اون کے غیر مین باوجود امکان جہاد کے پس بیٹھ رہنا کفر ہی بسبب قول خدا تعالے
کے (مگر وہ لوگ کہ جنہون نے [illegible]) اور ان پر [illegible] نے کہا کہ تقیہ قول و فعل مین حرام ہے اور اس پر حجت لایا بایں طور کہ تقیہ ایک کلام کو چھپانا ہے

ولظهار خلافه دفعا للضرر وهو نفاق والنفاق حرام فالتقية كذلك وبانها لو جازت لجاز على الانبياء اظهار كلمة الكفر تقية ولو جاز على الانبياء لعدم الدين بالكلية لاسيما في اوائل الاوقات لابتداء الدعوة لكثرة العدو والمنكر حينئذ وذلك باطل انتهى وايضا روى محمد بن يعقوب الكليني في الكافي عن عبد الله بن المنكدر قال لا ينبغي للمؤمن ان يجلس مجلسا يعصي الله فيه فلا يقدر انتهى فما رامه المصنف في هذا القول من نسبة التقية الشقية الى الامامية على طور التعريض بمخالفيهم وما ارتضاء لخواص اهل السنة من عزاء التقية اليقية اليهم كناية يعرفها العاقلون فان اراد بهم النجدية فهو صحيح لكنهم ليسوا من اهل السنة فضلا ان يكون من خواصهم وان اراد بهم اكابر اهل السنة فهو افتراء عليهم حاشاهم عن ذلك فافهم ولا تغفل ومنها انه نقل المذهب المردود لشيخه وشيخ النجدية ابن تيمية من رسالة النزول وفتاوى الحموية في تشبيه الصفات لله تعالى واثبات الجهة له قال في صفحه (١٠) بعبارة طويلة ما حاصله انه هو لما نور عن السلف وائمتهم وفي صفحه (١٠) والاخبار والآثار في الباب اهل البيت النبوة والاصحاب لا تعد ولا تحصى والكتب الالهية السابقة مملوة من اثبات الجهة الفائقة وكذا كلام الانبياء المتقدمين وادعيتهم يوجد بعضها الى الآن في التوراة والانجيل وصحائف انبياء بني اسرائيل ويوجد الفاظها متفرقة في مواضع شتى وكثير منها لا يوجد الآن في هذه الكتب الموجودة انتهى وهذا ايد بيانه ومشيد اركانه وبسط كل البسط لسرد الادلة ونقل الاقوال للائمة وتطبيق كلام السلف والخلف عليه بالتصرفات الواهية حتى سود سطورا من كتب هذه بعبارات فاسدة واستدلالات كاسدة يمجها الطبع السليم ويستخفها الفهم

اور اوس کے خلاف کو ظاہر کرنا دفع ضرر کے لئے اور یہہ نفاق ہے اور نفاق حرام ہے پس
او ربایں طور کہ اگر تقیہ جائز ہوتا البتہ انبیاء کو کلمۂ کفر کہنا بطور تقیہ کے جائز ہوتا اور انبیاء کو کلمۂ کفر
کہنا اگر جائز ہوتا تو دین بالکل معدوم ہو جاتا خاص کر شروع دعوت اسلام کے ابتدائی اوقات مین
دشمنون اور منکرون کے زیادہ ہونے کے سبب سے اسوقت مین اور یہہ امر باطل ہے انتہی اور
نیز محمد بن یعقوب کلینی نے کافی مین عبد اللہ بن منکدر سے روایت کی ہے کہ انہون نے
کہا مومن کو لایق نہین ہے کہ ایسی مجلس مین بیٹھے کہ جس مین خدا کی نافرمانی کیجاوے
اور اسکو دفع کی قدرت نہو انتہی پس مصنف نے اس قول کو جو تقیہ شنیعہ کی نسبت بطور
تعریض کے امامیہ کے طرف قصد کی ہے اون کے مذہب کے خلاف ہے اور تقیہ نفیہ کو
منسوب کرنا خواص اہل سنت کے طرف جو پسند کیا ہے بطور کنایہ کے کہ جس کو عقلا سمجھتے ہین
پس خواص اہل سنت سے نجدیہ کو ارادہ کیا ہے تو یہہ نسبت کرنا صحیح ہے لیکن نجدیہ اہل سنت تو
نہین ہین چہ جائیکہ اہل سنت کے خواص مین سے ہون اور اکابر اہل سنت کو ارادہ کیا ہے تو یہہ اون پر
افترا پردازی ہے وہ اس سے بری ہین ای ناظر کتاب تو اس کو سمجھ لے اور غافل نہو اور ان مواضع مین سے
یہہ ہے کہ مصنف نے اپنے امام نجدیہ کے شیخ ابن تیمیہ کا مردود مذہب نقل کیا ہے رسالہ نزول و فتاوی حمویہ سے
خدائے تعالی کی صفات مین تشبیہہ اور اوس کیلئے اثبات جہت کے باب مین اور صفحہ (۰۰) مین ایک طول طویل عبارت مین
لکھا ہے جسکا حاصل یہہ ہی کہ یہی مذہب سلف صالحین اور سادات اماموں سے منقول ہے اور اسنادوا خبار آثار رواہل بیت نبوت اصحاب بیشمار بیچ اس مین
اور پھیلا کر جہت فوق کا اثبات ہی ما امان دین سے اسیطرح بعینہ سابقہ کا کلام اور ذہبی وغیرہ نے بعض نعمین ہیں تک کہ توات سے تحریف کیا ہے اور انبیا بھی ہمراسل بن موجود ہین
اور اوس کو الفاظ متفرق طور سے مختلف مقامات مین سے پاجاتی مین اور بہت ملکوں مین اسوقت مفقود ہوگئی ہین ان کتب موجودہ مین نہین اور اسیطرح پر اوس کے بیان کو قوت دی اور اوس
ارکان کو محکم بنایا اور بہت پھیلا کر کے اوس کو پھیلا یا دلائل کے بیان کرنے اور اماموں کے اقوال نقل کرنے اور علما سلف و خلف کی کلام سے اوس پر شرطا
کرنیکے ساتھ وہی تصرفات کر کے یہان تک کہ ایک بڑا حصہ لمبی اوس کتاب کا سیاہ کر دیا بیانات فاسدہ اور استدلالات کاسدہ سے کہ جن کو طبع سلیم رد کرتی ہے اور فہم

المستقيم فنقول بتوفيق الله تعالى وعونه ان المصنف في هذا الباب اقتدى بمذهب بن تيمية وهو مبني على اصلين احدهما تلفيق بين مذهب المتكلمين ومذهب المشبهة كما هو داب الوهابية خذلهم الله تعالى وثانيهما تجويز ترجمة الصفات المتشابهة بلغة اخرى وهو ايضا مخالف لقول السلف صريحا ويتضح ذلك من التنبيه للعلامة المفتي محمد سعيد وعبارته هذا قال بن تيمية في الحموية وجماع الامر ان الاقسام الممكنة في ايات الصفات واحاديثها ستة اقسام كل قسم عليه طائفة من اهل القبلة قسمان يقولون على ظواهرها ويقولون على ظواهرها وقسمان يسكتون اما الاولون فقسمان احدهما من يجريها على ظاهرها يجعل ظاهرها من جنس صفات المخلوقات فهؤلاء المشبهة ومذهبهم باطل انكره السلف واليه توجه الرد بالحق والثاني من يجريها على ظاهرها اللائق بجلال الله انتهى اقول فاجراءهما على الظاهر ثم اتصافه باللائق بالجلال جمع بين مذهب المجسمة والمتكلمين فان المجسمة حملتها على الظاهر والمتكلمين اعتقدوا لها معنى لائقا بجلال الله من غير تعيين وارادة الظاهر تعيين للمعنى المراد ووصفه باللائق بالجلال غير تعيين له انتهى فالذي اختاره بن تيمية لمذهبه في الصفات كلام متعارض ومتناقض وتلفيق وجمع بين المذهبين وفيه ايضا فما قاله بن تيمية في الحموية الاستواء معلوم يعلم معناه وتفسيره ويترجم بلغة اخرين واما كيفيته ذلك الاستواء فهو التاويل الذي لا يعلمه الا الله مخالف لقول السلف صريحا فان الاستواء وان كان معناه معلوما في اللغة لا مجهولا فانه لفظ مشترك بين معان متعددة لكن تعين المراد منه متوقف ومفوض الى الله ولهذا لا يجوز تفسيره ولا يترجم انتهى فما ترجم المصنف من الصفات بالهندية هكذا صفحہ (١٤٩) اور اللہ کا چہرہ باقی ہے ہر شے ہلاک ہوگی بجز اس کے

درست خفیف سمجہتی ہے پس ہم کہتے ہین اللہ کی توفیق اور اوسکی مدد سے کہ مصنف نے اسباب مین ابن تیمیہ کے مذہب کی پیروی کی ہے اور مذہب ابن تیمیہ
دو اصل پر مبنی ہی ایک اون مین سے ملا دینا اور جمع کر دینا ہے مذہب متکلمین و مذہب مشبہہ کو جیسا کہ وہابیون کا خاصہ ہی خدا اونکو خوار کرے
اور دوسری اصل صفات متشابہہ کا ترجمہ دوسری زبان مین کرنیکو جائز کر دینا ہے اور یہہ دونون علمائے سلف کے قول سے صریح مخالف ہے اور یہہ امر مفتی
محمد سعید علامہ کی تنبیہہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوسکی عبارت یہہ ہے (ابن تیمیہ نے حمویہ مین کہا ہے) اور خلاصہ اس امر کا یہہ ہے کہ آیات
و احادیث صفات متشابہہ مین جس قدر احتمالات ممکن ہین چہہ قسم پر ہین اور ان مین سے ہر ایک قسم اہل قبلہ کے گروہ کا مذہب ہے دو گروہ
اون کے ظاہری معنے کے قایل ہین اور دو گروہ اون کے خلاف ظاہر کے قائل ہین اور دو گروہ اون مین سکوت کرتے ہین لیکن پہلا دو گروہ
دو قسم پر ہین ایک گروہ اون مین کا وہ ہی کہ ظاہری معنے پر اونکو جاری کرتا ہے اور اُس ظاہری معنی کو صفات مخلوقات کی جنس سے قرار دیتا ہے
پس یہہ گروہ تو مشبہہ ہین اور اون کا مذہب باطل ہی کہ علمائے سلف نے اس کا انکار کیا ہی اور اسی مذہب پر اہل حق کا رد وارد ہوتا ہے اور دوسرا
گروہ وہ ہی کہ اونکو ظاہر معنی پر جاری تو کرتا ہی پر اوس ظاہری معنی کو جلال الٰہی کے لایق اعتقاد کرتا ہی (انتہی) فائدہ یہی اخیر گروہ ابن تیمیہ کی جماعت
ہی جسمین مشبہہ و متکلمین کے دونون مذہبون کو خلط ملط کر دیا ہی جس کو مفتی صاحب سطر چہارم رد کرتے ہین (مین کہتا ہون پس اونکو جاری کرنا
اون کے ظاہری معنی پر پھر اوس کو معنی موصوف کرنا لائق جلال الٰہی کے ساتھ جمع کر دینا ہے مجسمہ و متکلمین کے مذہبون کو اس لئے کہ مجسمہ نے
اون کو ظاہر پر حمل کیا ہے اور متکلمین نے اون کے ایسے ارادے کئے ہین جو جلال الٰہی کے لایق ہون بدون معین کرنے کسی خاص معنی کے
اور ظاہر معنی کو ارادہ کرنا یعنی مرادی کو معین کر دینا ہے اور اوس ظاہر کو لایق بجلال الٰہی کے موصوف کرنا یعنی مراد کو غیر متعین کرنا ہے
تمام ہوا کلام مفتی صاحب کا) پس جس مذہب کو ابن تیمیہ نے نفی صفات مین اختیار کیا ہے وہ ایک متعارض و متناقض قول ہی اور خلط کر دینا ہی
دو مذہب مذکور کو اور نیز تنبیہہ مین مذکور ہی (پس یہہ جو حمویہ مین ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ استوا معلوم ہی اوسکی معنی اور اوسکی تفسیر جائز جانتا ہین
اور دوسری زبان مین ترجمہ کرنے جائز ہین لیکن استوا کی کیفیت نہین ہی اور اوس کی تاویل ہی جسکو بجز خدا کے کوئی نہین جانتا ہی یہہ قول علمائے سلف کے قول
سے صریح مخالف ہی اس لیے کہ استوا کی معنی اگرچہ معلوم ہین کہ وہ ایک لفظ مشترک ہی چند معانی میں لیکن جو معنی کہ اوس سے مراد لئے گئے ہین
اون مین توقف کیا گیا ہے اور وہ اللہ کی مشیت مین سونپے گئے ہین اور اسی وجہ سے نہ اوسکی تفسیر درست ہے اور نہ اوس کا ترجمہ
کیا جاتا ہے انتہی پس جو مصنف نے صفات متشابہہ کا ترجمہ کیا ہی ہندی زبان صفحہ (۱۴۹) مین اسطرح سے (اور اسکی چہرہ ہی ہر شئے ہلاک ہوگی بجز اوس کے

چہرے سکے۔ ہے محمد تیرے رب صاحب کرامت کا چہرہ باقی رہیگا صفحہ (۱۵۱) اور اللہ آسمان دنیا پر اوترتا ہے
اور اللہ کا نا نہیں ہی اور اللہ کیلئے انگلی بھی ہے کوئی دل نہیں مگر وہ اللہ عزوجل کے انگلیون مین سے دو انگلیونکے
اندر ہے بلند ہے اونچا ہے عرش پر اپنی مخلوق سے جدا ہے صفحہ (۱۵۳) ساتوین آسمان پر اپنی عرش کے اوپر اپنی مخلوق
جدا ہے اور اوس کا علم وقدرت ہر مکان مین ہے اللہ تعالے عرش پر ہی اور کرسی اوس کے دونون پیرون کی جگہ ہی صفحہ ۱۵۵
اللہ عزوجل اپنے عرش پر بیٹھا ہے صفحہ (۱۵۷) اور ہم کل مسلمانونکو دعا کیوقت آسمانکی طرف ہاتھ اوٹھاتے ہوئے دیکھتے ہین اسلئے
اللہ عزوجل عرش پر بیٹھا ہی جو آسمان کے اوپر ہی اگر وہ عرش پر نہوتا تو عرش کے طرف مسلمان اپنے ہاتھ نہ اٹھاتے وعلی ہذا القیاس فی موضع آخر

فنقول له فی جوابه ما تقول فیما ورد من ذکر العیون بصیغة الجمع وذکر الجنب وذکر
الساق الواحد وذکر الایدی فان اخذت بظاهر هذا یلزمك اثبات شخص له وجه واحد و
علیه عیون کثیرة وله جنب واحد وعلیه اید کثیرة وله ساق واحد فای شخص یکون فی الدنیا
ابشع من هذا وان تصرفت فیه بجمع وتفریق بالتاویل ففیه اما اولا فهو خلاف مذهبك
واما ثانیا فلم یذکره الله ورسوله وسلف الامة قال العلامة الحلبی قادحا علی ابن
تیمیه فیما زعم لیت شعری هل هذا فی کلام الله تعالی علی هذه الصیغة اللتی نقلها هذا عن
کتاب ربه وسنة نبیه صلی الله علیه وسلم وهل فی کتب الله تعالی کلمة مما قاله
حتی یقول ان فیه نصا والنص هو الذی لا یحتمل التاویل البتة ویعلم مراده فانه جعله غیر
القائل بعطفه علیه وای آیة فی کتب الله تعالی نص بانه الاخذ بادنی انتهی قال المحقق الدوانی
فی شرح العضدیة وللابن تیمیة واصحابه میل عظیم الی اثبات الجهة ومبالغة فی القدح
فی نفیها وقد صرح بکون الفوق بجهة لله تعالی حقیقة من غیر تجوز انتهی وقد علم مما سبق
ان عقیدة الجهة باطل واهل السنة والشیعة وائمتهم کلهم علی خلافها وقد قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار وایضا من

چہرہ کے ۔ اے محمد تیرے رب صاحب کرامت کا چہرہ باقی رہیگا صفحہ (۱۵۱) اللہ آسمان دنیا پر اوترتا ہے اور اللہ کانا نہین ہے اور اللہ کیلئے بھی
بھی ہے ۔ کوئی دل نہین مگر وہ اللہ عز وجل کی انگلیون مین سے دو انگلیون کے اندر ہے بلند ہے اونچا ہے عرش پر اپنی مخلوق سے جدا ہے
صفحہ (۱۵۳) ساتوین آسمان پر اپنے عرش کے اوپر اپنی مخلوق سے جدا ہے اور اس کا علم و قدرت ہر مکان مین ہے اللہ تعالے عرش پر ہے اور
کرسی اوسکے دونون پیرون کی جگہ ہے صفحہ (۱۵۵) اللہ عز وجل اپنے عرش پر بیٹھا ہے صفحہ (۱۵۷) اور ہم کل مسلمانون کو دعا کیوقت
آسمان کے طرف ہاتھ اُٹھاتے ہوئے دیکھتے ہین اس لئے کہ اللہ عز وجل اپنے عرش پر بیٹھا ہے جو آسمانون کے اوپر ہے اگر وہ عرش پر نہوتا
تو عرش کیطرف مسلمان اپنے ہاتھ نہ اوٹھاتے اور اسی طرح سے اور مقامات مین ترجمہ کیا ہے پس ہم اوس کے جواب مین کہتے ہین کیا کہوگا
تو اون حدیثون مین کہ جنمین چند آنکھون کا ذکر ہے جمع کے صیغہ کے ساتھ اور ایک پہلو اور ایک پنڈلی اور چند ہاتھون کا ذکر ہے پس اگر ظاہر
معنی پر تونے حمل کیا تو لازم آئیگا تجھپر ثابت کرنا ایسے شخص کا کہ جس کا ایک چہرہ ہے اور اوس پر بہت آنکھین ہین اور اوسکے ایک پہلو ہے اور اوسکے
بہت ہاتھ ہین اور اوسکی ایک پنڈلی ہے پس کون شخص دنیا مین اس سے زیادہ بدصورت ہوگا اور اگر تونے جمع و تفریق کے ساتھ تاویل کرکے اوسمین
تصرف کیا پس اسمین پہلا اعتراض یہہ ہے کہ تاویل تیرے مذہب مذکور کے مخالف ہے اور دوسرا اعتراض یہہ ہے تیری تاویل کو نہ خدا تعالے نے
ذکر کیا ہے نہ اوس کے رسول نے اور نہ امت کے سلف صالحین نے علامہ حلبی نے فرمایا ہے پس کاش مین جانتا کہ آیۃ کلام اللہ مین وارد ہوا ہے
جس طرح پر کہ ابن تیمیہ نے نقل کیا ہے اپنے رب کی کتاب سے اور اوس کے نبی کی حدیث مین ہے اور کیا کلام اللہ مین اوس کے قول کا ایک کلمہ وارد ہوا ہے
جسکی وجہ سے یہہ کہتا ہے کہ اسمین نص وارد ہے اور نص تو وہی کلام ہے کہ جو قطعاً تاویل کا احتمال نرکھے اور یہی ابن تیمیہ کی مراد ہے اس لئے کہ
اوسنے تاویل کو غیر ظاہر قرار دیا ہے تاویل کا عطف ظاہر پر کر کے اور کلام اللہ مین اس لحاظ سے کونسی آیت اس بات مین اور اوسکی نفی پر قدح
کرنے مین مبالغہ اور صاف طور سے بیان کر دیا ہے خدا تعالے کیلئے حقیقتاً جہت فوق ہونیکو بلا ارادہ مجاز کے انتہا درجے کی رغبت ہے خدا تعالے
کے لئے جہت کے اثبات مین اور اوس کے نفی پر قدح کرنے مین مبالغہ اور اس نے صاف طور سے بیان کر دیا ہے
خدائے تعالے کے لئے حقیقتاً جہت فوق ہونے کو بلا ارادہ مجاز کے انتہا اور بیان سابق سے معلوم ہوچکا کہ
عقیدہ اثبات جہت کا باطل ہے اور سنی و شیعہ اور اون کے کل ائمہ اوس کے خلاف پر ہین اور رسول اللہ صلعم
نے فرمایا ہے کہ تم بڑے گروہ کی اتباع کرو کہ جو اون سے جدا ہوا دوزخ کی آگ مین جا پڑا اور نیز فرمایا ہے جو شخص

فارق الجماعة فاقتلوه فيجب على الموجودين فی زماننا من الطائفتين ان لا يقبلوا ما اتی به المؤلف فی هذا الكتب اتباعاً للشيخ بن تيمية ونشراً لمذهبه فی الامة بل يردوه وينكروه كل الانكار ولا يحسبوه من اخوانهم الاخيار واعوانهم والانصار فانه من انصار اهل البدعة الذين مضوا قبله على هذه العقيدة ولو لم يكن من احبائهم لما نسج على منوالهم ولما انطق قوله باقوالهم وهم الهشامية اصحاب الهشامين هشام بن الحكم صاحب المقالة فی التشبيه وهشام بن سالم الجواليقی الذی نسج على منواله فی التشبيه وكان هشام بن الحكم من متكلمی الشيعة وجرت بينه وبين ابی الهذيل مناظرات فی علم الكلام منها فی التشبيه حكی بن الراوندی عن هشام بن الحكم انه قال ان بين معبوده وبين الاجسام تشابها ما بوجه من الوجوه ولولا ذلك لما دلت عليه وحكی الكعبی عنه انه قال هو جسم ذو ابعاض له قدر من الاقدار ولكن لا يشبه شيئاً من المخلوقات ولا يشبهه شئ ونقل عنه انه قال هو سبعة اشبار بشبر نفسه وانه فی مكان مخصوص وجهة مخصوصة وانه يتحرك وحركته فعله وليست من مكان الى المكان وقال هو متناه بالذات غير متناه بالقدرة وحكی عنه ابو عيسى الوراق انه قال ان الله تعالى مماس لعرشه لا يفضل منه شئ وقال هشام بن سالم انه تعالى على صورة انسان اعلاه مجوف واسفله مصمت وهو نور اسود لكنه ليس بلحم ولا دم وهذا هشام بن الحكم صاحب الغور فی الاصول لا يجوز ان يغفل عن الزاماته على المعتزلة فان هذا الرجل وراء ما يلزمه على الخصم ودون ما يظهره من التشبيه وذلك انه لزم العلاف فقال انك تقول البارى تعالى عالم بعلم وعلمه ذاته فيشارك المحدثات فی انه عالم بعلم ويباينها فی انه علمه ذاته فيكون عالماً لا كالعالمين فلم لا تقول هو جسم لا كالاجسام وصورة لا كالصور وله قدر لا كالاقدار الى غير ذلك ومحمد بن نعمان الملقب

جماعت سے ہیں اس کو قتل کردو پس ہمارے زمانہ کے موجودین سنی و شیعہ پر واجب ہے کہ جو کچھ مصنف اس کتاب مین لایا ہی باتباع اپنے شیخ
ابن تیمیہ کے اور امت مرحومہ مین اوس کا مذہب پھیلانیکی غرض سے اوسکو قبول نکرین بلکہ اوسکو رد کرین اور پوری طرح سے اوسکا انکار
کرین اور مصنف کو اپنی نیک بنائو ظن سے نہ سمجہین اور نہ اپنے اعوان و انصار مین سے اس لئے کہ مصنف اون بدعتیون کے انصار مین سے ہی جو امر
پہلی اس عقیدہ پر گذری ہین اور اگر یہ اون کے قبیلہ مین نہ ہوتا تو اون کے طریقہ پر اپنی کتاب نہ لکہتا اور اپنا قول اون کے اقوال سے
مطابق نہ کرتا اور بدعتی لوگ ہشامیہ ہین وہ ہشام کی پیرو ایک ہشام بن حکم ہی جس نے تشبیہ مین مقالہ ایک کتاب تصنیف کی ہی اور دوسرا
ہشام بن سالم جوالیقی ہی جو پہلے ہشام کے طرز پر چلا ہی تشبیہ کے باب مین اور ہشام بن حکم متکلمین شیعہ مین سے تہا اور اوس مین ابو الہذیل مین بہت
مناظرے ہوئے ہین علم کلام مین اونہین مناظروں مین سے ایک مناظرہ تشبیہ مین ہوا ہے ابن راوندی نے ہشام بن حکم سے حکایت کی ہی کہ اوس نے بیان
بیان کیا ہی کہ اوس کے معبود اور اجسام مین ایک قسم کی مشابہت ہے اور اگر وہ مشابہت نہوتی تو اجسام اوس پر دلالت نکرتے اور کعبی نے اوس سے روایت
کی ہی کہ اوس نے کہا ہی کہ معبود ایک جسم ہی کہ جس کے اجزا ہین اور اوسکی ایک مقدار ہی مقادیر مین سے ولیکن وہ مخلوقات مین سے کسی کے مشابہ نہین ہے
اور نہ کوئی شی اوس کے مشابہ ہی اور اوس سے منقول ہی کہ اوس نے کہا ہی کہ اللہ اپنی نفس کی بالشت سی سات بالشت کا ہی اور وہ خاص جگہ مین ہی اور خاص
جہت مین اور وہ حرکت کرتا ہی اور اوسکی حرکت اوس کا فعل ہی اور اوسکی حرکت ایک جگہ سے دوسری جگہ تک نہین ہی اور کہا ہی کہ وہ باعتبار اپنی ذات کے
محدود ہی اور باعتبار اپنی قدرت کے غیر محدود ہی اور ابو عیسیٰ وراق نے اوس سے نقل کیا ہی کہ اوس نے کہا ہی کہ اللہ تعالے اپنے عرش سے ملا ہوا ہی کچھ
عرش کا اوس سے چہوٹا ہوا نہین ہی اور ہشام بن سالم نے کہا ہی کہ اللہ تعالے آدمی کی صورت پر ہے اوپر کا حصہ اوس کا خولدار ہی اور نیچے کا حصہ
ٹہوس ہی اور وہ سیاہ نور ہی لیکن وہ گوشت اور خون نہین ہی اور یہہ ہشام بن حکم کہ جس نے اصول مین غور ایک کتاب لکہا ہی اوس کی
جو الزامات معتزلہ پر وارد کئی ہین یاد رکہنے کے لائق ہین اس لئے کہ یہہ شخص دشمن کو الزام دینے مین بلند پرواز ہے اور تشبیہ کے
پیچ لگا ہوا ہی اور اس کا بیان یہہ ہے کہ اس نے علاف کو الزام دیا کہ تو کہتا ہی کہ خدا تعالے عالم ہی ساتہہ صفت علم کی اور اوس کا علم عین ذات ہی پس تو پیدا
چیزون کی وہ شریک ہو گیا اس صفت مین کہ وہ عالم ہے ساتہہ صفت علم کے اور اون کے مخالف ہوا اس امر مین کہ اوس کا
علم اوس کی ذات کا عین ہی پس وہ عالم ہوگا نہ مثل اور علما کے پس تو کیون نہین کہتا ہے کہ وہ جسم ہے نہ مثل اجسام کے اور صورت
ہے نہ مثل اور صورتونکی اور اوس کے واسطے مقدار ہی نہ مثل اور مقادیر کے اسی طرح پر ہین اور صفات اوس کی وہ محمد بن نعمان جسکا لقب

بشيطان الطاق والشيعة تقول هو مؤمن الطاق وافق هشام بن الحكم في ان الله تعالى
نور على صورة انسان ويابى ان يكون جسما لكنه قال قد ورد في الخبر ان الله خلق ادم
على صورته وعلى صورة الرحمن فلا بد من تصديق الخبر ويحكى عن مقاتل بن سليمان
مثل مقالته في الصورة وكذا يحكى عن داود الجواربي ونعيم بن حماد المصري وغيرهما
من اصحاب الحديث انه تعالى ذو صورة واعضاء ويحكى عن داود الجواربي انه قال
اعفوني عن الفرج واللحية واسئلوني عما وراء ذلك فان في الاخبار ما يثبت
ذلك ويروى [illegible] قال اليقطين زعم ان الملائكة تحمل العرش والعرش
يحمل الرب تعالى انه قد ورد في الخبر ان الملائكة ياط احيانا من وطأة عظمة الله تعالى
على العرش كذا في الملل للشهرستاني ومنهم محمد بن كرام السجستاني شيخ الكرامية سقط
حديثه على بدعة قال ابن حبان خذل حتى التقط من المذاهب اردأها ومن الاحاديث
اوهاها وايضا قال جعل محمد بن كرام الايمان قولا بلا معرفة وقال ابن كرام الايمان قول
باللسان ومن اعتقد الكفر بقلبه فهو مؤمن ومن بدع الكرامية قولهم في المعبود تعالى
انه جسم لا كالاجسام وقد سقت اخبار ابن كرام في تاريخي الكبير وله اتباع ومريدون
وقد سجن بنيسابور لاجل بدعته ثمانية اعوام ثم اخرج وسار الى بيت المقدس ومات
بالشام في سنة خمس وخمسين ومائتين وعكف اصحابه على قبره مدة كذا في الميزان
للذهبي [illegible] قال المفتي محمد سعيد في التنبيه في صفحه (٣٧) هذه اقوال المحدثين
سيما قول الامام الطحاوي والبيهقي من اهل الرواية والدراية والمحققين من الفقهاء
والمتكلمين والصوفية وغيرهم اول دليل على ان الله تعالى منزه عن الجهة باتفاق
اهل السنة وخالفت في ذلك المشبهة فخصصوه بجهة الفوق اتفاقا ثم اختلفوا

شیطان طاق ہے اور شیعہ اوس کو مومن طاق کہتے ہین ہشام بن حکم کے موافق ہوگیا ہے اس عقیدہ مین
کہ اللہ تعالے نور ہے آدمی کی شکل مین اور وہ خدا کے لئے بدن ہونے کا انکار کرتا ہے لیکن اوس نے
کہا ہے کہ خبر مین وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالے نے آدم کو اپنی شکل پر پیدا کیا اور یون بھی وارد ہوا ہے
کہ رحمن کی شکل پر پیدا کیا اور ایسا ہی منقول ہے داؤد جوار بی و نعیم بن حماد مصری اور دوسرے محدثین سے
کہ اللہ تعالے صورت و اعضا رکہتا ہے اور داؤد جوار بی سے منقول ہے کہ تم مجھکو فرج اور ڈاڑہی کے
سوال سے معاف رکہو اور اس کے سوا جو چاہے سوال کرو اس لئے احادیث مین اس کا ثبوت موجود ہے
اور یونس بن عبد الرحمن قمی نے (جو آل یقطین کا آزاد کردہ غلام تہا) کہا ہے کہ فرشتے عرش کو اوٹہائے
ہوئے ہین اور عرش پروردگار کو اوٹہائے ہوئے ہے چنانچہ اس لئے کہ حدیث مین آگیا ہے کہ فرشتے کبہی کبہی جہک
جاتے ہین عرش پر اللہ تعالی کی عظمت کا بوجہہ پڑنے سے اسی طرح چہپا ہے ملل و نحل شہرستانی مین اور
اور اونہین بدعتیون مین سے ہے محمد بن کرام سجستانی کرامیہ کا شیخ کہ جسکی حدیث متروک ہے بدعتی ہونیکی
وجہہ سے ابن حبان نے کہا ہے کہ یہہ شخص رسوا ہوا یہان تک کہ مذہبون مین سے زیادہ ردی مذہب کو
اسنے اختیار کیا ہے اور حدیثون مین زیادہ واہی حدیثون پر عامل ہوا اور نیز کہا ہے کہ ابن کرام نے
کہا ہے کہ ایمان صرف زبانی اقرار کرنے کا نام ہے اور جو دل مین کفر کا اعتقاد رکہے مومن ہے اور کرامیہ
کی بدعتیون مین اونکا یہہ قول ہے کہ حقتعالی کا بدن ہے نہ اور بدنون کی طرح اور مین نے ابن کرام کی حدیثون کو
اپنی تاریخ کبیر مین بیان کیا ہے اور اوس کے بہت سے پیرو اور مرید ہین اور نیشاپور مین اپنی بدعت کیوجہ سے
آٹہہ برس تک وہ قید رہا پہر وہان سے رہا ہو کر بیت المقدس کی طرف چلا گیا اور ۲۵۵ھ مین ملک شام مین مر گیا اور اس کے
اصحاب مدت تک اوس کی قبر پر جمع رہے جیسا کہ ذہبی کی میزان الاعتدال مین مذکور ہے مفتی محمد سعید صاحب حنفی نے تنبیہہ کے صفحہ (۴۰) مین لکہا ہے کہ محققین علما کے
کہ امام طحطاوی و بیہقی کہ اہل روایت و درایت سے ہین اور محققین فقہا و متکلمین و صوفیہ کرام رحمہم کی یہہ اقوال مذکورہ بہت بڑی دلیل ہین اس امر کی کہ اللہ تعالی
جہت سے پاک ہے تمام اہل سنت کے نزدیک اور رہا یہ مین شیعہ نے اہل سنت کا خلاف کیا ہے یعنی جہت و فوقیت کو ساتہہ پروردگار کے انہون نے باتفاق خاص کیا ہے پہر اسمین مختلف ہوے

فمنها ما ذهب ابو عبد الله محمد بن كرام الى ان كونه فى الجهة ككون الاجسام فيها
قالوا هو مماس للصفحة العليا من العرش ويجوز عليه الحركة والانتقال وتبدل الجهات و
عليه اليهود حتى قالوا العرش يئط من تحته اطيط الرحل الجديد وانه يفضل على العرش
من كل جهة اربع اصابع ومنهم من قال هو محاذ للعرش غير مماس له فقيل بمسافة
متناهية وقيل غير متناهية ومنهم من قال ليس كونه فى الجهة ككون الاجسام فى الجهة
بل انه ينفى عنه جميع خواص الاجسام حتى لا يبقى الا اسم الجسم كذا فى المواقف ومنهم
ابن تيمية واصحابه من الوهابية حيث حكى عن ابن تيمية انه قال فى بعض تصانيفه انه
لا فرق عند بداهة العقل بين ان يقال هو معدوم او يقال طلبته فى جميع الامكنة فلم
اجده فلو لم يكن ذاته تعالى فى مكان اصلا يلزم ان يكون معدوما ورده صاحب
مظهر النور بانه هذا قياس مؤلف من مقدمات اوهامية الوف بها من احكام المحسوسات المادية
الجسمانية ثم قاس عليها من هو منزه متعال عن الكل وقد نقل عنه انه يقول بتجدد العرش
من افراد العرش على سبيل التعاقب لان الله تعالى عنده مكانى ازلى فلزمه ان يقول بان
العرش لا يزال اذا اندرس واحد منه يضع آخر لجلوسه تعالى اللهم انما يكون الجلوس
على العرش الجديد يوم النيروز او يوم العيد وامثال ذلك كذا فى مظهر النور لمولانا
قمر الدين اللاهوري بادى ومنها انه تسبب للاثبات مذهبه من اثبات الجهة والاستقرار
على العرش وغيره بالاسرائيليات التى رواها اليهود والنصارى عن التوراة والانجيل
وغيرهما وادعى انهما موجودة الان والقرآن الكريم يصفهما كما قال فى صفحة (٢٠٢) وليعلم ان
ان العبارات التى ينقلها رواة الاحاديث من التورية والانجيل يوجد بعضها الى الان
فى التوراة والزبور والانجيل وصحائف انبياء بنى اسرائيل ويوجد بعض الفاظها متفرقة فى مواضع

پس بوجہ اونکے محمد بن کرام اس طرف گیا ہے کہ اللہ کا جہت علوی مین ہونا مثل اور اجسام علویہ کے اور کہا ہے کہ وہ عرش کے فوقانی سطح سے
ملا ہوا ہے اور نزدیک اوسکے حق تعالی پر حرکت کرنا اور تبدل مکانی اور جہت کا تبدل جائز ہے اور اسی باطل عقیدہ پر یہود ہین یہانتک کہ
انہون نے کہا ہے کہ عرش چٹکتا ہے پروردگار کے نیچے جیسا کہ نیا کجاوہ اونٹ پر چٹکتا ہے اور یہہ کہ خدا عرش کے ہر جانب مین
بقدر چار انگشت بڑہا ہوا ہے۔ اونہین سے بعض نے کہا ہے کہ خدا عرش کے محاذی ہے عرش سے ملا ہوا نہین ہے پھر بعض نے
عرش سے محدود مسافت کے فاصلہ پر ہے اور بعض نے کہا غیر محدود فاصلہ پر ہے اور بعض کا عقیدہ یہہ ہے کہ اوس کا جہت
علوی مین ہونا اور اجسام علویہ کی طرح سے نہین ہے یہہ قائل جملہ صفات اجسام پروردگار سے نفی کرتا ہے یہانتک کہ نہین
چہوڑتا ہے سوا اسم جنس یعنے لفظ جسم کے ایسا ہی ہے موافق ہین اور مشتبہ مین سے ہی ابن تیمیہ اور اوس کے
اصحاب جنہین وہابیہ کہتے ہین اس لئے کہ ابن تیمیہ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ جس کو اوس نے اپنی بعض تصانیف مین لکہا
ہے کہ بداہت عقل کے نزدیک کچہ فرق نہین ہے اسمین کہ کہا جاے کہ خدا معدوم ہے یا اوس کو مینے سب جگہ تلاش
کیا پر اوس کا پتا نہ ملا پس اگر ذات الہی کسی مکان مین بالکلیہ نہو تو اوس کا معدوم ہونا لازم آئے اور اس کو مظہر النور کے مصنف نے
رد کر دیا ہے کہ بنا بنظور کہ یہہ ایک ایسا قیاس ہے کہ ترکیب دیا گیا ہے اون مقدمات وہمیہ سے جنکے سبب ابن تیمیہ کو الفت ہے یعنے
تمہارا وہ جسمانیہ کے احکام پر اوسنے قیاس کیا ہے اوس ذات پاک کو جو منزہ اور برتر ہے تمام اشیاء سے اور ابن تیمیہ سے یہہ
بہی منقول ہے کہ وہ کہتا ہے کہ عرش کے خزانے بعد دیگرے بدلتے رہتے ہین اور یہہ اسوجہ سے کہا ہے کہ اللہ تعالی اوس کے نزدیک کلی ازلی ہے پس اوس کو
لازم آیا قائل ہوتا اس امر کا کہ ایک عرش جب کہنا ہو جاتا ہے تو دوسرا عرش پروردگار کی جلوس کے لئے بنا دیا جاتا ہے اس خدا کو عرش پر جلوس نو بنو یا عید کر دن ہوتا
ہوگا اسی قبیل کے اور بہی اقوال ابن تیمیہ نے بکے ہین جیسا کہ شہر نور مین مولانا فخر الدین اورنگ آبادی قدس سرہ نے بیان کر دیے ہین۔
اور انہین مقالات مین سے یہہ ہے کہ مصنف نے اثبات جہت و عرش پر بیٹھنے وغیرہ عقاید باطلہ کو ثابت کرنے مین مستند
بنایا ہے اون احادیث واہیہ کو کہ جنکو یہود و نصاری نے توریت و انجیل وغیرہ سے روایت کیا ہے اور دعوے کیا ہے کہ کتب سابقہ
ہنوز موجود ہین اور قران کریم موجودہ کتب سابقہ کی صداقت بیان کرتا ہے جیسا کہ صفحہ (٢٠٢) مین کہا ہے ۔ اور
جبا منا یہہ ہے کہ جن عبارتوں کو ہم نے ذکر کیا ہے وہ توریت و انجیل سے نقل کی ہین جن کی توریت اور زبور و انجیل صحابی کے زمانہ مین ہنوز موجود ہین اور اون کے بعض نسخے

اشتی وکثیر منها لا یوجد الآن فی هذه الکتب الموجودة فیحتمل ان الیهود والنصاری
اسقطوها علی وفق عادتهم المعروفة التی اقربها المفسرون من النصاری ویحتمل ان تکون
تلک العبارات منقولة من کتب احادیث موسی علی نبینا وعلیه الصلوٰة والسلام واحادیث انبیاء
بنی اسرائیل انتهی وقال فی اخر هذه الصفحة وکذلک النصاری یطلقون لفظ الانجیل علی
الاناجیل الاربعة التی جمعها متی ویوحنا ولوقا ومرقس فیها کلام الله انتهی ثم قال فی صفحه ۲۰۶
وفرقة اخری یدعون ان التوریة والزبور والانجیل وغیرها فقدت من الدنیا انتهی ثم رد فی
علی هذه الفرقة فی اخر هذه الصفحة بقوله فهؤلاء یخالفون القواعد الشرعیة ویتکلمون
فی شان الکتب المنزلة بکلمات تقشعر منها جلود المؤمنین فان احاط فی تکفیرهم لاقرارهم
باصل هذه الکتب او بحیهم فقد انها فلا شک انهم مبتدعون بدعة عظیمة قاربها
الکفر اعاذنا الله من شرورهم انتهی قد علم من هذه العبارات عدة دعاوی الاول ان الکتب
السابقة موجودة الی الآن الثانی ان القرآن یصدق هذه الموجودة الثالث ان فی اهل
الکتب مفسرین ومحدثین الرابع ان من ینکر وجود الکتب المنزلة الآن فهو مبتدع
قریب الی الکفر وهذه الدعاوی کلها باطلة قال صاحب قوت القلوب فی الجلد الثانی
منه فی صفحه (۱۳۰) ومما فضل الله تعالی به هذه الامة علی سائر الامم وخصها بذلک اشیاء
بتقیة الاسناد فیهم باسناد خلف عن سلف متصلا الی نبینا صلی الله علیه وسلم ما
خلا من علمائنا وانما کانوا فیهم ینسخون الصحف کلما اختلفت صحیفة جددت فکان
ذلک اثر العلم فیهم والثانیة حفظ کتب الله المنزل عن ظهر غیب وانما کانوا یقرؤن کتبهم
نظرا ولم یحفظ جمیع کتب انزل الله تعالی قط غیر کتابنا الا ما الهمه الله تعالی العزیر ا
من التوریة بعد ان بخت نصر حرق جمیعها عند اخراة بیت المقدس ولذلک قال

مختلف مقامات مین متفرق ہوگئے ہین اور بہت سے الفاظ اون عبارات کے ان کتب موجودہ مین اب مفقود ہین پس احتمال
ہو ہے کہ یہود و نصارے نے اپنی عادت مشہور کے مطابق اون الفاظ کو نکال ڈالا ہو جیسا کہ نصارے کے مفسرین نے اسکا
اقرار کیا ہے اور یہہ بہی احتمال ہے کہ وہ عبارتین حضرت موسیٰ کی احادیث کی کتابون سے اور نیز انبیاے بنی اسرائیل کی
کتابون سے نقل کی گئی ہون انتہی پہر صفحہ (۲۰۶) مین لکہا کہ (اور دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ توراۃ و زبور و انجیل وغیرہ دنیا سے
مفقود ہو گئی ہین انتہی ف اس فرقہ سے محققین علماے اسلام کی جماعت مراد ہے پہر اس فرقہ پر اُسی صفحہ کے آخر مین اسطرح
فتوے دیا ہے پس یہہ لوگ قواعد شرعیہ کے خلاف کرتے ہین اور کتب منزلہ کی شان مین ایسے کلمات بولتے ہین کہ جن سے مومنون کے
رونگٹے کہڑے ہو جاتے ہین پس اگر انکی تکفیر مین کوئی شخص احتیاط کرے اسوجہ سے کہ یہہ لوگ کتابونکی اصلیت کا اقرار کرتے ہین
اور ان کے گم ہوجانے کا اعتقاد رکہتے ہین لیس اس مین تو شک نہین ہے کہ یہہ لوگ بہت بڑے بدعت کے مرتکب ہین جس کی وجہ سے
کفر کے قریب پہنچ گئے ہین ہم کو پناہ مین رکہے خدا اون کی شرارتون سے انتہی ان عبارتون سے مصنف کے چند دعوے معلوم ہوئے
اول یہہ کہ کتب سابقہ ہنوز موجود ہین دوم یہہ کہ قرآن ان موجودہ کتب کو مانتا ہے سوم یہہ کہ اہل کتاب مین مفسرین و محدث
ہوتے ہین چہارم یہہ کہ جو شخص کتب سابقہ کے موجود ہونیکا انکار کرے وہ بدعتی ہے کہ کافر ہونیکے قریب ہے اور یہہ تمام دعوے باطل ہین
قوت القلوب کے مصنف نے اسکی جلد ثانی کے صفحہ (۳۱) مین لکہا ہے (اور ان امور مین سے کہ جنکی وجہ سے خدا تعالےٰ نے اس امت کو
باقی تمام امتون پر فضیلت بخشی ہے اور اسی امت کو اونکے ساتہہ خاص کیا ہے تین چیزین ہین ایک اس امت مین اسناد کا باقی رکہنا ہے
بالکلیہ سلف سے لیکر خلف تک کہ متصل ہے ہمارے نبی صلعم تک ہمارے علما کے سوا دوسرا مین یہہ بات نہین ہے اگلی امتون مین صرف
یہہ بات تہی کہ صحیفون کو لکہہ رکہتے تہے جب وہ پرانے و بوسیدہ ہو جاتے دوسرا صحیفہ لکہہ کر تیار کر لیتے پس یہی طریقہ علم کے نقل کا اون
کا تہا اور دوسرا امر اس امت مین قرآن شریف کو برزبان کر لینا ہے اور اگلی امتین اپنی کتابون کو صرف ناظرہ تلاوت
کرتی تہین اور کوئی کتاب آسمانی تمامہ کبہی حفظ نہین کی گئی ہماری کتاب یعنے قران کے سوا مگر
ہان جس کو خدا تعالےٰ نے حضرت عزیر پر الہام کیا تہا یعنی توراۃ بعد اس کے بخت نصر نے توراۃ کے کل نسخون کو
جلا دیا تہا جبکہ اوسنے بیت المقدس کو جلا دیا تہا اور اسی سبب سے یہود کے ایک گروہ نے کہا ہے

سبطهم اليهود انه ابن الله عز من ذلك علواً كبيراً لما خصه به وافرده من حفظ جميع التورية
والثالث كل مومن من هذه الامة يسئل عن علم الايمان ويسمع قوله ويوخذ من
رائيه وعلمه مع حدوث سنه ولم يكونوا فيما مضى يسمعون العلم الامن الاحبار
والقسيسين والرهبان لا غير من الناس انتهى فعلم منه ان بتقية الاسناد خصيصة لنا
لا لغيرنا فلما لم يكن ذريعة بقاء العلم التي هي رواية الاسناد موجودة في غيرنا فكيف يذعن
ببقاء العلم المنزل فيهم وايضاً وقعت فيهم حوادث عظيمة في زمن بخت نصر وهم بين
فيها اغراقهم واحرقت كتبهم واوراقهم حتى صارت كانها لم تكن شيئاً مذكوراً فكيف
يستيقن ان هذه الموجودة في ايدي النصارى واليهود التي اثنى عليها المصنف وبين اوفي
كذا وكذا هي المنزلة من الله ويؤيده ما نقل صاحب عقائد الاسلام من علماء الاعلام
وقد صرح به الامام القرطبي في الاعلام والامام الرازي وغيره جميع علماء الاسلام
حتى صارت هذه المسئلة مما اتفقت عليه الامة لسيد الانس والجن وسياتي بيانه
في مقامها ان شاء الله تعالى فعلم ان حكم الابتداع والتفسيق على منكري الكتب الموجودة
منه ليس بصحيح ومنها ان المصنف لما راى بين عقيدته الجهة والاستقرار على العرش
وانه صريحه لعقيدة العينية والوحدة مذهب الى ابطال العينية وشمر ذيله لتكفير
ارباب وحدة الوجود وافترى على شيخ المعرفة واصحابه بانهم موافقون له في اثبات
الجهة وبينونة وجود الخلق عن الخلق حيث قال في صفحه (٦٣) واما قول الملاحدة
ائمة الاماتري فانكار لوجود الحق سبحانه تعالى على الحقيقة لانهم يقولون العالم كله
هو الله وليس غيره شئ معه موجود في الخارج كالكلي الطبيعي وجزئياته ليس غيرها
موجود ولا شك ان قيله العينية بهذه المعنى كفر صريح بل اشد كفراً اذ ليس كافر ولا مشركاً

عزیر اللہ کے بیٹے ہین اور اللہ اون کے اس قول سے بہت پاک ہے یہہ زعم یہود کو اسوجہ سے ہوا کہ حفظ توریت کے ساتھہ اللہ نے
عزیر علیہ السلام ہی کو خاص و متفرد کیا اور تیسرا امر یہہ ہے اس امت کے ہر مسلمان سے مسئلہ ایمان مین سوال کیا جاتا ہے اور
اسکا قول سنا جاتا ہے اور اوس کی رائے عمل کیا جاتا ہے اگرچہ وہ کم سن ہو اور اگلی امتین صرف احبار و قسیسین
ورہبانون سے علم کو دریافت کرتے تہے نہ دوسرے لوگون سے انتہی پس اس نقل سے معلوم ہوا کہ اسناد باقی رہنا
ہمارا ہی خاصہ ہے نہ ہمارے غیر کا پہر اہل کتاب مین علم کے باقی رہنے کا اعتقاد کیونکر کیا جائے اور بخت نصر کے
زمانہ مین اونپر بڑے بڑے حادثے برپا ہوئے ہین کہ جن مین اون کی گردنین ماری گئی اور اونکی کتابین اور اوراق
جلائے گئے یہان تک کہ گویا اون کتابون کا وجود ہی نہ تہا پہر کیونکر یقین کر لیا جائے کہ یہہ کتابین جو یہود و نصاری
کے ہاتہون مین موجود ہین اور جن کی مصنف نے تعریف کی ہے اور چنان و چنین اون کے اوصاف بیان کئے ہین
وہی کتابین ہین جو خدا کے پاس سے نازل کی گئی تہی اور اسی کی تائید کرتا ہے وہ کلام جسکو عقاید الاسلام کے مصنف نے
نقل کیا ہے زبردست علما سے اور امام قرطبی نے اعلام مین اور امام رازی وغیرہ تمام علمائے اسلام نے اسکی صراحت
کر دی ہے یہان تک کہ یہہ مسئلہ حضرت سید انس و جان صلعم کی امت مین متفق علیہا ہو گیا ہے اور اس کا بیان تحریف
اس کے مقام مین آئیگا پس معلوم ہوا کہ کتب موجودہ کے انکار کرنے والونپر بدعتی و فاسق ہونے کا فتوے دینا
صحیح نہین ہے اور ان مواقع مین سے یہہ ہے کہ مصنف نے جبکہ جہت و عرش پر ہونے مین اور عینیہ و وحدت وجود کے
صریح مخالفت [illegible] عینیت کے باطل کرنیکی طرف قدم بڑہایا اور وحدت وجود کے قائلون کو کافر کہنے پر آمادہ ہوا
اور معرفت کے شیخ رحمہ یعنی ابن العربی [illegible] کے صواب پر [illegible] کہ یہہ لوگ اثبات جہت اور وجود حق
کے مخلوق سے باہر [illegible] مصنف کے موقف [illegible] نے چنانچہ صفحہ (۶۴) مین لکہا ہے (اور نسبت ملحدون کا یہہ قول کہ
نہین ہے مگر جو کچہہ تو دیکہہ رہا ہے پس یہہ انکار ہے حق تعالی کے علیحدہ موجود ہونیکا اسو مسئلہ یہہ لوگ کہتے ہین
کہ یہہ عالم تمام اللہ ہی ہے اور اوس کا غیر کوئی شئے اوس کے ساتھہ خارج مین موجود نہین ہے جس طرح کلی طبعی اور اوسکی جزئیات مین زید و عمرو کا
موجود نہین ہے اور اس مین شک نہین ہے کہ عینیت کا قول کرنا صحیح [illegible] مطلق کفر ہے بلکہ بد ترین کفر ہے اسلئے کہ [illegible]

ینکر وجود الحق علی صرة عز و تعالے عما یقول الظلمون علواً کبیرا انتہی وقال فی صفحہ (۶۲) وقد
اکثر الشیخ وغیرہ من اہل المعرفۃ السالفۃ والخالفۃ فی تصانیفہم من ذکر مثال ظل
الانسان وعکسہ فی المرأۃ فقولہم موافق لقول علماء السلف ان اللہ علی عرشہ
بائن من خلقہ فان الانسان بائن من ظلہ وعکسہ انتہی فنقول بتوفیق اللہ وعونہ ان
اہل الاسلام فی مسئلہ وجود الحق تعالی علی ثلثۃ انحاء ایجادیۃ وشہودیۃ ووجودیہ
فالاولون ذہبوا الی غیریۃ وجود الحق تعالی عن وجود الخلق والنسبۃ بینہما عندہم
کالکلال والکوزۃ والشہودیۃ وہم اصحٰب الظل والعکس قالون بان وجود الحق
اصل ووجود الخلق ظلہ وعکسہ وعلی قول ہذہ الطائفۃ لایتاتی الحمل بالمواطاۃ
فلا یقال ہمہ اوست بل یقال ہمہ ازوست والوجودیۃ ارباب العینیۃ والوحدۃ یقولون
ان الوجود ہو اللہ ولا وجود غیر اللہ فالموجود ہو اللہ واللہ ہو الموجود وعندہم
یصح الحمل بالمواطاۃ ویقال ہمہ اوست کما قال عارف باللہ المرزا مظہر جانجاناں
فی المکتوبات الثالث من مکتوباتہ بالفارسیۃ بدانکہ نسبت در لغت عرب عبارتست
از علاقہ بین الطرفین ودر اصطلاح صوفیہ مراد از علاقہ ایست کہ خالق جل تبندہ وخلق واقع ست متکلمین تعبیر
ازان نسبت بصانعیت ومصنوعیت میکنند چون نسبت کلال با کوزہ از کتاب وسنت ہمین معلوم می شود و
صوفیہ اگر وجودیہ اند تعبیر ازان نسبت بظہور وحدت در کثرت میکنند مثل ظہور آب در صور موج وحباب
ومیگویند کہ این کثرت اعتباری مزاحم وحدت حقیقی ما مطلق نیست وحاصل این تعبیر اثبات عینیت
خلق ست باحق واین معنی را بتاویلات وتمثیلات شرع ومعقول می سازند واگر شہودیہ اند نسبت
ظل با اصل چون نسبت اضواء منبسطہ شمس با شمس ہیفرمایند وظل اینجا بمعنی تجلی ست یعنی ظہور شے
در مرتبہ ثانیہ واین کثرت ظلی نیز مخل وحدت حقیقی شمس نمی تواند شد این قدر فرق ... با ... تعبیر

اللہ تعالے علحدہ وجود کا منکر نہین ہے برتر ہے خدا ان ظالمون کے قول سے بہت برتر ہونا انتہی اور صفحہ ۲۴
مین لکہا ہے (سو تحقیق شیخ محی الدین عربی اور دوسرے پچھلے عارفون نے اپنی کتابون مین انسان کے سایے
اور آئینہ مین اوس کے عکس کی مثال کو اکثر بیان کیا ہے پس ان بزرگون کا قول علماے سلف کے قول سے
موافق ہے کہ اللہ اپنے عرش پر ہے اپنی مخلوق سے جدا ہی اس لئے کہ انسان اپنے سایے اور عکس سے جدا ہے
انتہی اب ہم اللہ کی توفیق اور اوسکی مدد سے کہتے ہین کہ تمام مسلمان وجود حق کے مسئلہ مین تین قسم پر ہے اتحادیہ
و شہودیہ و وجودیہ۔ پس اتحادیہ قائل ہین کہ وجود حق غیر ہے وجود خلق کا اور نسبت ان دونون وجود مین اوس کے
نزدیک کوزہ گر اور کوزہ کی سی ہے اور شہودیہ اور یہی لوگ ظل و عکس کی مثال دینے والے ہین قائل ہین کہ وجود حق اصل
ہے اور وجود خلق اوس کا ظل و عکس ہے اور ان گروہ کے قول پر حمل بالمواطاۃ درست نہین ہی پس نہ کہا جائیگا کہ
سب وہی ہے بلکہ کہا جائیگا کہ سب اوس سے ہین اور وجودیہ کی عینیت اور وحدت وجود کا قول کرتے ہین اون کا قول
یہہ ہی کہ وجود اللہ ہی ہے اور کوئی وجود اللہ کا غیر نہین ہے پس موجود اللہ ہی ہے اور اللہ ہی موجود ہے اور ان کے
مذہب پر حمل بالمواطاۃ درست ہے اور کہا جاتا ہے کہ سب اللہ ہی ہے جیسا کہ عارف باللہ حضرت مرزا مظہر جان جانان
نے اپنی مکتوبات کے تیسرے مکتوب مین فارسی عبارت مین فرمایا ہے (جاننا چاہئے کہ نسبت عربی زبان مین
دو چیزون مین علاقہ سے عبارت ہے اور صوفیہ کی اصطلاح مین عبارت ہے اوس علاقہ سے کہ خالق جل مجدہ اور
اوس کی مخلوق کے درمیان واقع ہے اور علم کلام والے اوس نسبت کی تعبیر صانعیت و مصنوعیت کیساتھ
کرتے ہین جیسے کوزہ گر کو کوزہ سے نسبت ہے اور کتاب و سنت سے یہی معلوم ہوتا ہے اور صوفیہ
اگر وجودیہ ہین اوس نسبت کی تعبیر کثرت مین وحدت کے ظہور سے کرتے ہین جس طرح کہ موج و حباب کی صورت مین پانی کا ظہور
اور کہتے ہین کہ یہہ اعتباری کثرت مطلق پانی وحدت حقیقی کو دور نہین کرتی اور ... ثابت کرتا ہے حق کے ساتھ
اور اس معنی کو تاویلون اور مثالون سے مشروع و معقول کرتے ہین اور اگر شہودیہ ہین اصل و ظل کی نسبت تعبیر کرتے ہین جیسا کہ آفتاب کی ہے
کہ ... آفتاب سے نسبت ہے اور ظل کے معنی یہان تجلی کے ہین یعنی شی کا ظاہر ہونا دوسرے مرتبہ مین ... وحدت حقیقی مین خلل انداز نہین ہے

اصل وثانی که هرچند ظل را حقیقتے دیگر غیر از اصل او نیست همان اصل در مرتبهٔ ثانی ظهور کرده خود را ظل وانموده است اما حمل ومواطاة یکے بر دیگرے اینجا صحیح نیست ودر صورت امواج ودریا صحیح ست پس شهودیه ازین تعبیر متوجه اثبات غیریت میکنند بطوریکه در توحید وجود حقیقی خلل نه کند وهمین معنی را از کتاب وسنت بآسانی توان استنباط کرد انتهی فعلم ان الصوفیة وجودیة کانت او شهودیة کلهم متفقون فی مسئلة الوحدة غیر قائلین بالمباینة کما فهمه المصنف من مثال الظل والعکس غایة ما فی الباب ان الشهودیة منهم قایلون بالمغائرة الاعتباریة من وجه بحیث لا یخل بالوحدة الحقیقة اصلا واین المغائرة الاعتباریة من المبائنة الحقیقة فنسبته المبائنة الحقیقة الیهم سیما الی شیخ المعرفة وهو امام الوجودیة عجیب جدا ولما تمهد هذا فنقول ان الشیخ محی الدین بن عربی قدس الله سرة العزیز من الوجودیه بل هو امامهم فی هذا الباب کما قال صاحب جواهر الحقایق فی صفحه (۸۷) شیخ محی الدین بن عربی بحر حقایق است کمالات وے از مصنفات وے خصوصاً فصوص وفتوحات وے هویدا است متقدمان وے هرچند در غلبات سکر سخنان توحید واتحاد باشارات ورموز انا الحق سبحانی گفته اند اما هیچ یکے ازین طائفه پیش از شیخ بتفصیل آن پرداخته ووجه اتحاد را باین نهج بیان نکرده وباین علوم واسرار زبان نکشاده است اوست که سخن معرفت وعرفان بنیاد نهاده است وشرح وبسط داده اوست که از توحید واتحاد تفصیل آن سخن گفته ومنشاء تعدد وتکثر را بیان فرموده است واوست که بیرون خانهٔ علم ظهورے اثبات نکرده ودر مراتب امجالے ومظاهر شهود ومشاهده ورویت تجویز نموده است واوست که وجود را بالکل بحق سبحانه داده وعالم را موهوم ومتخیل ساخته است واوست که عالم را عین حق دانسته است ومتاخرین وے از برکات وے استفاضه نموده واز معارف وے حظ وافر گرفته اند وحکم عیال وے دارند پس شیخ برهان متقدمان وحجت متاخران ست جزاه الله سبحانه عنا جزاء الخیر وقدوه قائلان وحدت وجود ست بسیارے از فقهاء وعلماء ظاهر در وے طعن کرده اند

پہلی اور دوسری تعبیر مین اسی قدر فرق ہی کہ اگرچہ سایہ کی کوئی حقیقت اپنی اصل کے سوا نہین ہی اوسی اصل نے دوسرے
مرتبہ مین ظاہر ہوکر اپنے سائے کو ظاہر کیا ہے لیکن حمل مواطات یا یکدوسرے پر اس قول پر صحیح نہین ہی اور موج و
دریا کی صورتمین صحیح ہے پس شہودیہ اس تعبیر سے ایکطرح کی غیریت ثابت کرتے ہین ایسی طور پر کہ وجود حقیقی کی توحید مین
خلل انداز نہو اور اسمعنی کو کتاب و سنت سے بآسانی ثابت کرنا ممکن ہی انتہی پس اس نقل سے معلوم ہوا کہ تمام صوفیہ وجودیہ ہون
یا شہودیہ وحدت وجود کے مسئلہ مین متفق ہین اور مباین ہونیکے قائل نہین ہین جیسا کہ مصنف نے ظل و عکس کی
مثال سے سمجھ لیا ہے غایت یہہ ہے کہ شہودیہ ایک قسم کی مغائرت اعتباری کے قایل ہین اس طرحپر کہ وحدت حقیقیہ
مین اصلا خلل انداز نہین ہے اور اعتباری مغائرت کو حقیقی مبائنت سے کیا نسبت ہے پس مبائنت حقیقی کی نسبت
کرنا صوفیہ کیطرف خصوصًا معرفت کے شیخ (محی الدین بن العربی) کیطرف وہ وجودیہ کے امام ہین قطعًا عجیب ہے
اور جبکہ یہہ مقدمہ ثابت ہوچکا تو ہم کہتے ہین کہ شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ العزیز وجودیہ مین سے ہین
بلکہ وہ اسباب مین وجودیہ کے امام ہین چنانچہ جواہر الحقایق کے مصنف نے صفحہ (۷۰) مین لکہا ہی کہ شیخ محی الدین
بن عربی حقایق کے دریا ہین اون کے کمالات اونکی کتابون سے خاصکر اونکی فصوص اور فتوحات سے روشن
ہین اور اون کے پہلون نے اگرچہ سکر کے غلبہ مین توحید و اتحاد کی باتین انا الحق و سبحانی کے رموز و اشارات مین
کہے ہین لیکن کوئی شخص اس گروہ مین سے شیخ سے پیشتر اوس کی تفصیل مین مشغول نہین ہوا اور اتحاد
وجہ کو شیخ کے مانند بیان نہین کیا اور ان علوم و اسرار مین زبان نہین کہوتی اوسی نے معرفت و عرفان کے مسئلہ کی
بنیاد قایم کی اور اوسکو اچہی طرح بیان بسط کے ساتھ بیان کیا اوس نے توحید و اتحاد اور اوسکی تفصیل مین کلام کیا اور تعدد و تکثر کا منشا بیان کیا
اور اوس نے خانہ علم کی باہر کسی طور کا اثبات جائز نہین رکہا اور مجالی و مظاہر کے ماسوا مین شہود و مشاہدہ و رویت کو ناجائز کہا اور اوسی نے
وجود کو بالکل حق سبحانہ مین منحصر کردیا اور عالم کو محض موہوم اور خیالی قرار دیا اور اسی نے عالم کو عین حق جانا اور اوس کے پچہلون نے اوسکی
برکات سے فیض پایا اور اوسکی معارف سے کامل حصہ لیا اور اوس کے عیال مین جکہا ایتناد داخل ہوے پس شیخ پہلون کی برہان اور پچہلون کی حجت ہی اللہ پاک
اوسکو ہماری طرف سے اچہا بدلا دے وحدت وجود کے قائلین کا وہ پیشوا ہی بہت سے ملاؤن اور ظاہر کے علما نے اوس پر طعن کیا ہے

فعلم من هذا التحقيق ان ما نسبه المصنف الى الشيخ من مثال الظل والعكس ليس
على التحقيق لانه تصوير لمذهب الشهودية والشيخ من الوجودية فكيف ينتج هذا
المثال على منواله وايضا نسبة البينونة والاستقرار اليه افتراء عظيم عليه حاشاه عن
ذلك اما بيان مسئلة العينية على وجه الاجمال بحيث ينكشف حقيقة الحال فنقول
بتوفيق الله تعالى وعونه ان حقيقة الحق سبحانه عند الوجودية هو الوجود المطلق فليست
شيئا سواه والوجود هي تلك الحقيقة فليس هو شيئا غيرها وتلك الحقيقة هي الموجود
فليست هي غير موجود اصلا والموجود هي تلك الحقيقة فلا موجود ما عداها كذا في
مظهر النور وان حقيقة كل شيء عندهم هي الحقيقة الحقة مع اعتبارها من الاعتبارات
اللازمة لها المقتضية للآثار والاحكام فيلزم سراية الحقيقة في الحقائق كلها
وهي يستلزم تحقق جميع الاعتبارات في كل حقيقة حقيقة لكونها الازمة لها وهو ترتب
الآثار في كل منها الاجل كونها مقتضيات الاعتبارات ولهذا الزمهم القول
باندراج كل شيء وترتب آثار جميع الاشياء على كل شيء الا ان اصحاب الكمون
والبروز خصوا الاندراج بالاجسام والصوفية عموا في جميع الحقائق كلها وكثرة
الحقائق حقيقية عند اصحاب الكمون اعتبارية عند الصوفية كذا في مظهر النور وقال
الشيخ قدس سره ان النظام اصاب في قوله بان العالم اعراض مجتمعة ولخطاءه انه لم يقل
بقيام تلك الاعراض بذات واحدة تقومها لم يثبت حقيقة غير حقيقة الحق جل
على نحو الاستقلال قالت الصوفية حقيقة ذاته كلها اعراض مجتمعة بعضها الى بعض
وقيام جملة تلك الاعراض بالذات القائمة بالذات القيومة فانك لو فصلت حقيقة
الانسان وحللتها لم تجد فيها الا اعراضا متعلقة بنوع النطق والحس والحركة.

پس اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ مصنف نے ظل و عکس کی مثال لا کے جو نسبت شیخ کی طرف کی ہے خلاف تحقیق ہے اس لیے کہ یہ مثال
شہودیہ کے مذہب کی تصویر ہے اور شیخ محی الدین بن عربی وجودیہ میں سے ہیں پس یہ مثال ان کے مذہب پر کیونکر درست
ہوگی اور نیز پایین ہونے اور عرش پر بیٹھنے کا عقیدہ شیخ کی طرف منسوب کرنا شیخ پر بہت بڑی تہمت ہے شیخ اس سے بری ہیں پھر شیخ اس سے بری ہے
لیکن عینیت کے مسئلہ کا بیان اجمالی طور پر کہ جس سے حقیقت حال کھلجاے کیونکہ ہم بیان کرتے ہیں خدا کی توفیق و مدد سے کہ حق سبحانہ
کی حقیقت وجودیہ کے مذہب میں صرف وجود مطلق ہے پس حقیقت بجز وجود مطلق اور کچھ نہیں ہے اور وجود مطلق عین
حقیقت حق ہے پس سوائے حقیقت حق وجود مطلق اور کچھ نہیں ہے اور وہی حقیقت موجود ہے پس وہ ہرگز
غیر موجود نہیں اور موجود وہی حقیقت ہے پس غیر حقیقت موجود نہیں ہے اسیطرح لکھا ہے مظہر نور میں اور
ہر شے کی حقیقت وجودیہ کے نزدیک وہی حقیقت حقہ ہے مع ایک اعتبار کے اوس کے اعتبارات سے جو کہ اوسکو
لازم ہیں اور آثار اور احکام خارجیہ کے مقتضی ہیں پس اس قول پر حقیقت حقہ کا سرایت کرنا تمام حقایق میں لازم
ہے اور وہ حقیقت ہر ہر حقیقت میں پائے جانیکے واسطے اپنے جدا اعتبارات کے پائے جانیکو مستلزم ہے کیونکہ وہ
اعتبارات حقیقت حقہ کو لازم ہیں اور وہ مرتب ہوتا ہے آثار کا ہر ہر حقیقت میں کیونکہ وہ حقایق اعتبارات کے مقتضی
ہیں اسی وجہ سے اون پر لازم ہوگیا ہے قول کرنا اندراج کل کا کل میں اور وہ مرتب ہونے آثار تمام اشیاء کا ہر ہر شے
پر مگر اصحاب کمون و بروز نے اندراج کو اجسام ہی کیساتھ خاص کیا ہے اور صوفیہ نے جملہ اشیاء میں اندراج کو
عام رکھا ہے ایسا ہی لکھا ہے مظہر نور میں اور شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ نظام اپنے اس
قول میں کہ عالم نام ہے اعراض مجتمعہ کا مصیب ہے لیکن وہ چوک گیا ہے اس میں کہ وہ ان اعراض کے قایم ہونے کا ایک
ذات میں کہ اونکی قایم رکہنی والی ہے قائل نہیں ہوا پس جبکہ کوئی حقیقت مستقل طور پر حقیقت حق کے سوا ثابت نہوئی صوفیہ
قائل ہوگئے کہ عالم کی حقایق سب کی سب اعراض مجتمعہ ہیں بعض اون کے بعض کے ساتھ اور اون سب کا قیام ذات حق کے ساتھ ہے
کہ جو بالذات قایم ہے اور دوسرے حقایق کو قایم رکہنی والی ہے اس لئے کہ تو اگر انسان کی حقیقت کی تفصیل کرے
اور اوسکو کہول کر دیکہے اوسمیں اعراض متعددہ کے سوا کچھ نہ پاے گا کہ وہ نطق و حس و حرکت ہے اسیطرح

قال صاحب جواهر الحقایق باید دانست که نزد ارباب وحدة الوجود وجود خارجی عین وجود حق سبحانه تعالی
است بدلیل آیتِ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى وكريمه هو الاول والآخر والظاهر
والباطن وحديث لو دليتم احدكم الى الارض السابعة لهبط على الله وحديث واذا مرضت
فلم تعدني الا وغيرها من الآيات والاحاديث والاقاويل والدلائل الدالة على العينية
چنانچه موج عین بحر و سیف عین جسم است همچنان وجود خارجی عین وجود عام بود چه نزد وجودیه موجودیکه در خارج
بود و آثار خارجی بروئے مترتب شود در وجود محتاج بضم ضمیمه است یا نه اول ممکن بود و ثانی واجب و این ضمیمه
دیگر وجود منبسط بر همه کل موجودات است و قایم بذاته و مقوم لغیره است و بالذات متعین نبود و بنوعی از آثار که
عند الناس معلوم اند مختص نباشد در قدیم قدیم و در حادث حادث و او را وجود و صادر اول نیز گویند
اما صدور او مقارن حق ازلیت (وقال فی حاشیه) صفحه ۲، چه وجود بمنزله کلی طبعی است بوجود
یک فرد موجود میشود و چون وجود حقیقی فردے از افراد است پس بتحقیق وجود حق در ازل این
وجود منبسط نیز در ازل متحقق خواهد شد و زمانے نبیت انتهی بقدر الحاجة و من شاء التفصیل
فلیرجع الیه وقال مولنا عبد الرحمن الصوفیؒ فی کلمة الحق ان التوحید اقدم رکن من
ارکان الایمان وکلمة التوحید لا اله الا الله اول المحکمات الخمس التی بنی علیها الاسلام
والتصدیق بحقیة مضمونها واجبة علی کل مسلم ومسلمة والامة المرحومة کلها الا واحدة
من الصوفیة الصافیة قدست اسرارهم زعموا ان لا مدلول للکلمة الطیبة الا انه سبحانه
واحد ومستحق للعبادة ولیس الامر کذلک لان مشرکی العرب ایضاً کانوا مصدقین بوحدته
سبحانه ومقرین بان الله مستحق للعبادة ولم یقل احد للصنم انه الله رب العالمین
لقولهم ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفی وهؤلاء شفعاؤنا
عند الله فلو کان مدلول الکلمة الطیبة هو

جواہر الحقایق کے مصنف نے کہا ہے (جاننا چاہئے کہ وجودیہ کے نزدیک وجود خارجی وجود حق سبحانہ کا عین ہے بدلیل آیت (اور نہین پھینکا تونے جبکہ پھینکا تونے لیکن اللہ نے پھینکا) اور بدلیل آیت (وہی اوّل اور آخر اور ظاہر اور باطن ہے) و بدلیل حدیث (اگر پھینکا جائے ایک تم مین کا ساتوین زمین کیطرف اسدہی پر جاکر منتہی ہوگا) و بدلیل حدیث (اور جبکہ مین بیمار ہوا پس تونے میری عیادت نہ کی) اور اس کے سوا اور بہت سی آیتین و حدیثین و اقوال و دلائل ہین کہ وجود کے عین ہونے پر دلالت کرتی ہین جیسا کہ موج عین دریا ہے اور تلوار عین جسم ہے اسی طرح وجود خارجی عین وجود عام ہے اس لئے کہ وجودیہ کے نزدیک جو موجود کہ خارج مین ہے اور آثار خارجی اوسپر مترتب ہوتے ہین وجود مین ضمیمہ کے ملانے کا محتاج ہے یا نہین ہے اول ممکن ہے اور دوسرا واجب اور یہہ ضمیمہ ایک وجود ہے کہ تمام موجودات کے ہیکلون پر پھیلا ہوا ہی اور اپنی ذات سے قایم اور اپنے غیر کا قایم کرنے والا ہے اور بذات خود متعین ہے اور خاص قسم کے آثار ہے کہ جو لوگون کو معلوم ہین مخصوص نہین ہے قدیم مین قدیم ہے اور حادث مین حادث ہی اور اوسی کو وجود عام اور صادر اول بہی کہتے ہین لیکن اوس کا صدور حق ازلی کے مقارن ہے (اور اوس کے حاشیہ مین کہا ہے) اس لئے کہ وجود بمنزلہ کلی طبعی کے ہی ایک فرد کے وجود سے موجود ہو جاتا ہی اور جبکہ وجود حقیقی اوس وجود عام کا ایک فرد ہے پس وجود حق کے ازل مین ہونیسے یہ وجود منبسط بہی ازل مین پایا جائیگا اور زمانہ کی ساتھ مقید نہین ہے تمام ہوا کلام صاحب جواہر الحقایق کا بقدر حاجت اور جو شخص تفصیل کو چاہے اس کتاب کیطرف رجوع کرے اور مولانا عبد الرحمٰن صوفی نے کلمۃ الحق مین لکہا ہی (تحقیق کہ توحید ارکان ایمان کا پہلا رکن ہے اور کلمۂ توحید لا اله الا الله اول اون پانچ محکمات کا ہی کہ جن پر اسلام بنا کیا گیا ہے اور اس کلمہ کے مضمون کی تصدیق واجب ہے ہر مسلم و مسلمہ پر اور کل امت مرحومہ نے سوائے صوفیہ کرام کے اعتقاد کر لیا ہی کہ کلمۂ طیبہ کے معنی یہی ہین کہ اسد پاک یکتا ہے اور عبادت کا مستحق ہے حالانکہ کلمۂ طیبہ کا مضمون ایسا نہین ہے اس لئے عرب کے مشرک بہی خدائے پاک کے یکتائی کے قائل تھے اور اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اسمی ہی عبادت کا مستحق ہی اور کسی مشرک نے نہین کہا کہ رب خدا لیکن پروردگار سارے جہان کا ہے اون کا قول تو یہ ہے کہ ہم بتون کو صرف خدا کی یہان نزدیکی حاصل ہونیکے واسطے مانتے ہین اور بت ہماری سفارش کرنیوالے ہین خدا کی درگاہ میں بس اگر کلمۂ طیبہ کا مضمون یہی

المعنى المذكور فقط لم يكن بين المشركين والمسلمين فرق ولا ريب انما نزلت لود زعم المشركين وجميع الانبياء عليهم الصلوة والسلام امروا بالقائها الى امهم مطلقا وقال نبينا و شفيعنا محمد رسول الله صلعم امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله فعلم ان مدلول الكلمة الطيبة امر قد انكره المشركون انكارا شديدا او زعموا الغيرية بينه سبحانه وبين الالهة وسائر الاشياء فنزل في ردهم لا اله الا الله يعني كلما توهمتموه غير الله ليس بغير الله بل عينه وسيظهر صحة هذا المعنى بما لا مزيد عليه انشاء الله تعالى انتهى فقد ظهر من هذه النقول ان المصنف غلط في فهم مذهب الصوفية ومنشائه انه لما كان منهمكا ومستغرقا في لجج العقائد الباطلة من اثبات الجهة والاستقرار على العرش و البينونة وغيرها لله تعالى وكان مصداقا للكريمة والذين في قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاويله وما يعلم تاويله الا الله نظر وقاس كلام العرفاء على ما ارتكز في زعمه واشرب في قلبه وشغفه حبه فوقع فيما وقع لامحالة والعجب منه انه يدعي الصوفية ويصف نفسه بهذا الوصف ولا يعلم ما التصوف وما التوحيد عند ارباب هذا العلم ولو كان من مسترشدي هذه الطائفة العالية وطالبيهم ومريدهم ومصاحبيهم لبلغ مبلغهم ودرك مسلكهم ومشربهم كما قال صاحب مظهر النور بنيان معتقد الصوفية في هذه المسئلة بل في جميع المسائل ليس على الاقضية والدلائل بل على العيان الصريح والكشف الصحيح وما يحصل به الكشف والعيان نور يودعه الله تعالى في عين القلب يرى به الاشياء على ما هي عليه ويدرك به ما لا سبيل للعقل اليه وملاك ظهور هذا النور وان كان على عناية الله تعالى التي يجتبي بها من يشاء من عباده لكنه قد ربطه الله تعالى

معنی مذکور ہوتا تو مشرکون اور مسلمانون مین کچھ فرق نہوتا [illegible] شک نہین کہ کلمہ طیبہ مشرکون کا عقیدہ رد کرنے کے واسطے نازل ہوا ہے اور کل انبیا علیہ السلام مامور ہوئے ہین [illegible] پاک [illegible] اپنی امتون مین شایع کرنیکے واسطے اور ہمارے نبی اور شفاعت کرنیوالے محمد رسول اللہ صلعم نے فرمایا [illegible] مجکو حکم ہوا ہے کہ مین لوگونسے جہاد کرون یہانتک کہ وے لا الہ الا اللہ کا اقرار کرین پس معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ کا مضمون ایسا امر ہے کہ [illegible] مشرکین سخت انکار کرتے تھے اور اونکا عقیدہ یہ تہا کہ خدا نے پاک مین اور بتون مین تمام اشیا مین غیریت ہے پس [illegible] عقیدہ کے رد مین نازل ہوا کہ لا الہ الا اللہ یعنے جس کو تم نے خدا کا غیر وہم کیا ہے وہ خدا کا غیر نہین ہے بلکہ خدا کا عین ہے اور اس معنی کی صحت منقریب ظاہر ہو جاویگی اس [illegible] کہ [illegible] پس کہ اگر خدا [illegible] منقولہ سے ظاہر ہو گیا کہ صوفیہ کا مذہب سمجھنے مین مصنف نے غلطی کی ہے اور اس غلطی کا منشا یہ ہے کہ مصنف [illegible] عقاید باطلہ کے گردابون مین ڈوبا ہوا تہا (جیسے خدا کے لیے جہت ثابت کرنا اور عرش پر بیٹھنے اور مخلوق [illegible] قبول کرنا) اور اس آیت کا مصداق بن گیا تہا اور جنکے دلون مین کجی ہے وہ قرآن کے متشابہات کے پیچھے ہوتے ہین [illegible] اور اوسکی تاویل کی جستجو مین حالانکہ اوسکی تاویل خدا ہی جانتا ہے) لہذا مصنف نے اپنی مرکوز خاطر پر عارفونکے کلام کو بھی قیاس کر لیا پس لامحالہ [illegible] جس بلا مین کہ واقع ہوا اور مصنف سے تعجب [illegible] وہ صوفی ہونیکا دعوی کرتا ہے [illegible] وصف کے ساتھ اپنی کو موصوف کرتا ہے اور اوسکو یہ بھی معلوم نہین ہے کہ صوفیون کے مذہب مین تصوف و توحید کیا چیز ہے اور اس طایفہ عالیہ کے معتقدون [illegible] اور مریدون [illegible] لوگون مین [illegible] اونکی مبلغ کو پہنچتا اور [illegible] کا طریقہ معلوم [illegible] صوفیہ کے اعتقاد [illegible] توحید مین بلکہ تمام مسائل مین عقلی عقدیات اور عقلی دلائل پر نہین ہے بلکہ کبھی مشاہدہ [illegible] کشف پر مبنی ہے اور جس چیز [illegible] مشاہدہ [illegible] جسکو حق [illegible] تمام اشیا کی حقیقت کہلاتی ہے [illegible] وہ چیزین معلوم ہو جاتی ہین کہ جنکی طرف عقل کا گذر نہین ہے اور اس [illegible] اور جسکی وجہ سے جس کو [illegible] قبلہ احدیت کے جانب

بالتوجه التام الى القبلة الاحدية على طريقة التسبيب الله يجتبي اليه من يشاء و يهدي اليه من ينيب انتهى وقال ايضاً وللتوجه طرق شتى يهدي السالكون ويرشدون اليها على حسب مراتبهم ومناسباتهم لها وشرائط كثيرة اعظمها تفريغ القلب وتطهيرها بقلع الاثار والتي تدنس بها وهي علوم وادراكات القاها اليه الاباء واملاها المعلمون المجربون في اول الامر وبدء الفطرة كما علموا وعلموا من ابائهم ومعلميهم حين كانت نفوسهم هيولانية حتى صارت عندها كانها ضروريات اوليات او فطريات وعلوم استخرجها من الحجج التي مباديها تلك العلوم الماخوذة الكاذبة الموهومة بالصدق والبداهة حتى سرت تكذيبها فيما انتجه ويلدته انتهى هذا واما تكفيره لارباب العينية في هذا المقام وللمسلمين المخالفين له في عقائده الباطلة في مواضع اخر فليس من صنيع الصحابة ولا تابعيهم ولا من سنة اهل السنة وائمتهم ومقلديهم بل هو من خصائص الخوارج وشنائع اهل البدعة كما قال صاحب الصواعق الالهية في الرد على الوهابية المطبوعة في نخبة الاخبار في المصر في صفحه (١٢) ثم ان الخوارج اعتزلوا وبدءوا المسلمين الامام ومن معه بالقتال فسار عليهم علي رضي الله عنه وجرى المسلمين منهم امور هائلة يطول وصفها ومع هذا كله لم يكفرهم الصحابة والتابعون ولا ائمة الاسلام ولا قال لهم علي ولا غيره من الصحابة قامت عليكم الحجة وبينا الحق فانظر رحمك الله الى طريقة اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم في الاحجام عن تكفير من يدعي الاسلام انتهى وايضاً قال في صفحه (٢) اليوم ابتلى الناس بمن ينتسب الى الكتاب والسنة ويستنبط من علومهما ولا يبالي من خالفه واذا طلبت منه ان يعرض كلامه على اهل العلم لم يفعل بل يوجب على الناس الاخذ بقوله وبمفهومه ومن خالفه فهو عنده كافر هذا وهو لم يكن فيه خصلة واحدة من خصال

پوری توجہ کرنیکے ساتھہ بطور عالم اسباب کے اللہ اپنا مقبول کر لیتا ہے جس کو چاہے اور ہدایت کرتا ہے اپنی طرف اوسکو جو اوسکی طرف پوری توجہ کرے
انتہی ۔ نیز دوسرے مقام میں کہا ہے اور توجہ کرنیکے مختلف طریقے ہیں کہ جنکی طرف سالکون کی رہنمائی کیجاتی ہے اونکے مراتب اور مناسبات کے موافق
اور توجہ کی بہت سی شرطین ہیں بڑی شرط انہیں سے دلکو فارغ اور پاک کرنا ہے اون آثار کے دور کرنیسے جنکی ساتھہ دل آلودہ ہو گیا ہے
اور وہ آثار عبارت اون علوم و ادراکات سے ہے جن کو مان باپ نے سالک کے دل میں القا کیا تھا اور بے بصیرت علماؤن نے اول امر
و بدو فطرت میں سکھایا تھا جس طرح پر کہ خود انہون نے اپنے ۔ ماں باپ اور اپنے استادون سے سیکھا تھا جبکہ اون کے نفوس عاقل
ہیولانی کے مرتبہ میں تھے یہانتک کہ وہ علوم اون کے نفوس کے نزدیک بدیہی اولی و فطریات کے درجہ میں ہو گئے
اور نیز عبارت ہے اون علوم سے جن کو طالب نے بطور خود ثابت کیا ایسی دلیلون سے کہ جن کے مقدمات وہی علوم تھے
جو کاذب یا صادق کی بہر رنگ تھے کہ جن کو اوس نے بدیہی سمجھہ لیا تھا یہانتک کہ اون کا کذب ... کے دلائل کے نتایج میں سرایت کر گیا
انتہی اسکو یاد رکھنا چاہیے ۔ اور لیکن یہہ جو مصنف نے کفر کا فتوے دیا ہے وحدت وجود کے قائلین پر اس مقام میں اور اون مسلمانون
جو مصنف کے عقاید باطلہ میں مصنف سے مخالف ہیں دوسرے مقامات میں پس یہہ نہ صحابہ کا فعل تھا اور نہ تابعین اور نہ اہل سنت کا فعل ہے
اور نہ اونکے ائمہ و متقدمین کا بلکہ یہہ خارجیون کی خصایص سے ہے اور اہل بدعت کے قبایح سے جیسا کہ صاحب صواعق الہیہ نے فی رد علی الوہابیہ
اس کتاب مطبوعہ مطبع نخبۃ الاخبار فی البصرے صفحہ ( ) میں کہا ہے پہر تحقیق کہ خارج علی سے ہو گئے اور مسلمانون اور اونکے امام کے ساتھہ لڑنا شروع
کیا یعنی علی رضی اللہ عنہ اور پر چڑہائی کی اور مسلمانون پر خوارج کی جانب سے خطرناک حوادث کا سامنا ہوا جن کا قصہ دراز ہے اور باوجود اونکی تمام حرکات
کے نہ اونکو صحابہ نے کافر کہا اور نہ تابعین نے اور نہ اسلام کے پیشواؤن نے اور صحابہ میں سے حضرت علی نے کہا نہ اونکے غیر نے کہ تمپر حجت قایم ہو گئی اور تمہارے سامنے
ہم نے حق کو بیان کر دیا پس تم دیکھو تجھپر خدا رحم کرے اصحاب رسول اللہ صلعم کے سکوت کرنیکو اون لوگون کی تکفیر سے کہ جو اسلام کے
مدعی تھے انتہی اور نیز اسی کتاب کے صفحہ (۴۹) میں کہا ہے آجکے دن لوگ مبتلا ہوئے ہیں ایسے شخص کے ہاتھون جو کتاب و سنت پر عمل کا دعوی کرتا ہے اور کتاب و سنت سے
علوم کا اثبات کرتا ہے اور کتاب و سنت سے کا باک نہیں رکہتا اور جب اوس سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ تو اپنے کلام کو
عالمون کے سامنے پیش کر تو نہیں مانتا ہے بلکہ اپنے قول پر عمل کرنا لوگون پر واجب کرتا ہے اور جو کوئی اوسکے خلاف کا
قائل ہے وہ اوس کے نزدیک کافر ہے اس کو بلا در کہہ اور وہ ایسا شخص ہے کہ اوس میں مجتہدین کی صفات میں سے ایک صفت بھی

من الاجتهاد ولا والله عشر واحدة ومع هذا فراج كلامه على كثير من الجهال فانا لله وانا اليه راجعون انتهى ومنها انه شيد اركان الامامية كالامامية على نهج يوافق الامامية ويخالف اهل السنة والجماعة وتفصيله ان اصول الامامة التي هي مدار الاختلاف بين الفرقتين خمسة عند الشيعة كما نص عليه عمدة المفسرين وزبدة المحدثين مولانا شاه عبد العزيز في التحفة حيث قال في صفحه (۳۹۷) باید دانست که مدار مخالفت درمیان شیعه و اہل سنت مسئلہ امامت ست و مسئلہ امامت بر پنج اصول موقوفست و ہر یکے ازین پنج اصل ثابت نشود ہرگز قائل شنیعہ نباشد اصل اول آنکہ حضرت امیر امام بود بلا فصل اصل دوم آنکہ ائمہ امامت منحصر در دوازدہ لا یزیدون علیہ ولا ینقصون عنہ اصل سوم طول عمر امام آخر و اختفا او یا رجعت او بعد الموت علی اختلاف فرقہم فی ذلک این ہر سہ امر از روئے کتاب اللہ و اخبار متواترہ ہرگز بثبوت نرسیدہ است و نخواہد رسید اصل چہارم اعتقاد کفر صحابہ و کتمان حق اظہار باطل و اجتماع ہمہ ایشان بر امور شنیعہ با وصف آنکہ آیات بینات و اصح الدلالات بر حسن حال و مآل ایشان صریح ناطق اصل پنجم اعتقاد تقیہ در جناب ائمہ کہ ہر بے شبہ چیز بظاہر منسوب بودند کہ از دیگران مخفی و مستور میداشتند حالانکہ آن دیگران نیز شاگردان و تلامذہ آنحضرت بودند و اخذ علم و طریقہ از ایشان کردہ اند و بلا وجہ و بدون باعث دروغ گفتن حضرات ائمہ را چہ ضرور بود انتہی نقلہ للحاجة واذا تمهد هذا فنقول بتوفيق الله تعالى وعونه ان المصنف قد اورد هذه الاصول الخمسة التي عند الشيعة في باب الامامة بمنزلة الاركان الخمسة للاسلام في هذا الكتاب وغيره من مصنفاته متفرقة لئلا يفهم المومنون انه من مقلدي الشيعة في هذا الباب وما دري ان المومن يفهم بفراسة الايمان وينظر بنور الله المنان فالاصل الاول ومال اليه بحديث خم غدير الذي اورده في هذا الكتاب غير مرة كما ان الشيعة ايضا ياتون به لاثبات الاصل الاول واهل السنة يجيبون بعد قبول

نہین ہی بخدا بلکہ ایک صفت کا دسوان حصہ بہی اوس مین نہین اور اس علم و دانش پر وہ اپنا کلام بہت سے جاہلون مین پہیلاتا ہے پس ہم اللہ ہی کے ہین اور ہم اوسی کے طرف لوٹنے والے ہین انتہی اور منجملہ اون مقامات کے یہہ ہی کہ مصنف نے امامت کے ارکان کو بلند کیا ہی امامت کے طور پر اس طرح سے کہ امامیہ کے موافق ہی اور اہل سنت کے مخالف ہے تفصیل اسکی یہہ ہی کہ امامت کے اصول کہ جن پر شیعہ و اہل سنت کی مخالفت کا مدار ہے شیعون کے نزدیک پانچ ہین جیسا کہ عمدۃ المفسرین و زبدۃ المحدثین مولانا شاہ عبدالعزیز نے تحفہ اثنا عشریہ مین اس کی تصریح کی ہے چنانچہ تحفہ کے صفحہ ۲۳۹ مین فرمایا ہے (جاننا چاہیئے کہ شیعہ و اہلسنت مین مخالفت کا مدار امامت کا مسئلہ ہے اور یہہ مسئلہ پانچ اصول پر موقوف ہے اور اون پانچ اصول مین سے ہر ایک ثابت ہوتی ہے ایسی دلیل سے کہ سننے کے قابل ہے پہلی اصل یہہ ہی کہ حضرت امیر بلا فاصلہ امام تھے دوسری اصل یہہ ہے کہ امامت کے کل امام ایک خاص عدد مین منحصر ہین نہ اوس سے زیادہ ہین نہ کم ہین تیسری اصل یہہ ہے کہ پچہلا امام دراز عمر ہے اور مخفی ہے یا یہہ کہ مر گیا ہے پہر لوٹیگا یہہ مبنی اون کے باخودہا اختلاف پر یہہ تینون اصول قرآن و حدیث متواتر سے ہرگز ثابت نہ ہوئے ہین اور نہ ہونگے چوتہی اصل صحابہ کا مرتد و کافر ہونا اور حق کو چہپانا اور باطل کو ظاہر کرنا اور اون سب کا امور شنیعہ پر اتفاق کرنا باآنکہ کہلی کہلی آیتین اون کے حال اور مآل کی خوبی پر صریح ناطق ہین پانچوین اصل جناب ائمہ مین تقیہ کا اعتقاد کرنا کہ شیعون کے لئے ایسی باتین ظاہر کرتے تھے کہ جو دوسرون سے اون کو مخفی رہتے تھے حالانکہ وہ دوسرے بہی اون حضرات کے شاگرد رشید تھے اور علم طریقت کو اماموں ہی سے انہوں نے لیا ہی اور یہہ سبب جعلی حضرات ائمہ کو جہوٹ بولنا کیا ضرور تہا انتہی بقدر حاجت اور جبکہ یہہ تمہید ہوچکی تو ہم خدا تعالی کی توفیق اور اوسکی مدد سے کہتے ہین کہ مصنف ان پانچون اصول کو جو شیعہ کے نزدیک امامت کے باب مین ارکان خمسہ اسلام کے درجہ مین ہین اس کتاب مین اور اپنی دوسری تصانیف مین متفرق طور پر لایا ہے تاکہ مسلمانونکو جو فراست ایمانی رکہتے ہین معلوم ہوجائے کہ مصنف اسباب مین شیعہ کا مقلد ہے اور مصنف نے یہہ نجانا کہ مومن سمجہہ لیتا ہے ایمانی فراست سے اور دیکہہ لیتا ہے خدائے منان کی نور سے پس پہلی اصل کے طرف اشارہ کیا ہے حدیث خم غدیر سے جسکو مصنف اس کتاب مین کئی مرتبہ لایا ہی جیسا کہ شیعہ بہی اس حدیث کو اصل اولی کے اثبات مین نقل کرتے ہین اور اہل سنت اس حدیث کو مان کر ایسے عمدہ جواب دیتے ہین

هذا الحديث بأجوبة انيقة لا يثبت بها من امامهم ولا يقيم كلامهم كما هو مبسوط في
كتب اهل السنة والاصل الثاني لم اليه ما قاله في اثناء السند الخبر المسلسل بالائمة
العشرة الكمل فان العشرة تثبت من هذا القول والاثنان يثبتان باضافة السيد
المحجوب الذي اثبت غيوبته في صفحة (٣٩) والامام الحسن الذي هو مقبول الطرفين
فيتم العدد ويكمل الى اثنا عشر الذي هو عند الشيعة مقبول ولا يزيد عليه ولا ينقص
منه والاصل الثالث اثبته بعبارت الحاشية في صفحة (٣٩) هكذا (يعني امام محمد
بن حسن جن کے محجوب ہونے کا واقعہ مشہور یہ ہے کہ آپ بعمر نجسالگی موضع (سر من راے) میں
ایک غار کے اندر تشریف فرما ہوئے اور غائب ہوگئے تھے) انتہی فلما ذکر هذه القصة واحالها على
الشهرة وقبل مضمونها بانه سكت بعد نقلها وما رد عليها وانكر علم انها مقبولة
عنده ومذعنة بها لان السكوت في معرض البيان بيان فالاصل الرابع اشار اليه
تحريف عبارة الدعاء المنقولة من الصحيفة السجادية بالزيادة والنقصان حيث قال
في صفحة (٧) واتباع الرسل عامة واتباع حبيبك محمد خاصة الذين احسنوا الصحابة
انتهى فانه يومي بزيادة لفظة عامة وخاصة وتغيير احسنوا الصحبة الذي كان في
الاصل بصيغة الماضي من الاحسان وبصيغة المصدر المفعول به للماضي لفظ تكون بدون
لفظة خاصة قبله وكان يفيد الدعاء الخير لجميع الصحابة الى احسنوا الصحابة بصيغة
افعل التفضيل من الحسن واضافتها يومي الى ان بعض الصحابة ليسوا كذلك بل هم
جائرون ناكبون عن الحق وان هو الا ما عليه الشيعة من الاصل الرابع واهل السنة يعدون
الصحابة كلهم عدول ثقة ثبت حجة دلائل الرشاد ونجوم الاهتداء لحديث اصحابي
كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم وغيره مما ورد في هذا الباب وهذه التي نصرف

کہ جن سے شیعوں کا مدعا ثابت نہین ہوتا اور اونکا کلام ناتمام رہجاتا ہے جیسا کہ اہل سنت کی کتابون مین مفصل طور پر مذکور ہے اور دوسری اصل کے طرف مصنف نے اشارہ کیا ہی ثنائے سند مین باینطور کہ کہا (الحجج للسلسلۃ الائمۃ العشر الاکمل) اس لئے کہ دس اماموں کا ثبوت تو اس قول سے کیا اور دو امام ثابت ہوتے ہین سید محجوب کے ملانے سے جن کے غائب ہونے کو ثابت کیا ہے صفحہ (۹۴) مین اور امام حسن کے ملانے سے جو طرفین مین مقبول و مسلم ہین پس اماموں کا عدد پہنچتا ہے اور کامل ہوجاتا ہے بارہ تک کہ جو شیعہ کے نزدیک مقبول و معتبر ہے اور اس سے عدد ائمہ نہ زیادہ ہے نہ کم ہے اور تیسری اصل کو حاشیہ صفحہ (۹۳) کی عبارت مین اس طرح ثابت کیا (یعنی امام محمد حسن جنکے محجوب ہونیکا واقعہ یہ ہے کہ آپ بعمر پنجسالگی موضع سرمن رائے مین ایک غار کے اندر تشریف فرما ہوئے اور غائب ہوگئے تھے) پس جبکہ اس قصہ کو ذکر کیا اور شہرت پر حوالہ کیا اور اس کے مضمون کو قبول کرلیا باینوجہ کہ اس کے نقل کرنیکے بعد سکوت کیا اور اسکا رد و انکار نکیا اس سے معلوم ہوگیا کہ یہ قصہ مصنف کے نزدیک مقبول ہے اور عقیدہ کے موافق ہے اس لئے کہ بیان کے موقع پر سکوت کرنا بمنزلہ بیان ہے اور چوتھی اصل کے طرف اشارہ کیا ہے اوس دعا کی عبارت مین تحریف کرکے کہ جس کو کمی و بیشی کے ساتھ صحیفہ سجادیہ نقل کیا ہے چنانچہ صفحہ (۸۹) مین لکھا ہے (اور رسولون کے عامۃ اتباع پر اور اپنے حبیب محمد کی خاص اتباع پر جو صحابہ مین بہتر تھے) انتہی اس لئے کہ اس کلام مین لفظ عامہ و خاصہ کا اضافہ ہے اور احسنوا الصحبۃ کو جو اصل دعا مین تہا ماضی کے صیغہ پر باب افعال سے اور مصدر کا صیغہ مفعول بہ تہا ماضی مذکور کا اور لفظ خاصہ اس کے قبل نہ تھا اور تمام صحابہ کے واسطے دعا خیر کا مقید تہا مصنف نے بدلدیا ہے احسنوا الصحابہ کے ساتھ کہ جس مین احسنوا کا لفظ اسم تفضیل ہے حسن سے اور اوسکی اضافت صحابہ کے طرف اشارہ کرتی ہے اس امر کا کہ بعض صحابہ ایسے نہ تھے بلکہ وے صاحب جور تھے حق سے دور تھے اور یہ مضمون وہی شیعہ کی چوتھی اصل ہے اور اہل سنت کہتے ہین کہ تمام صحابہ متقی ہین ثقہ ہین قابل وثوق ہین حجت ہین راستی کی دلیلین ہین راہ پانے کے ستارے ہین اس حدیث سے (میرے صحابہ ستارون کے مانند ہین تم نے جس کی پیروی اون مین سے کی راہ حق پالیا) اور اس کے سوا دوسری حدیثون ہے جو اس باب مین وارد ہین

فیھا المصنف ینقل من قبل اھل السنۃ فی مقابلۃ الشیعۃ فی ان الائمۃ کانوا راضین
من الصحابۃ کلھم وداعین لھم بالخیر والرضا من اللہ عز وجل فلما حرفھا المصنف
الی ما حرف قوی منہ مزعوم الشیعۃ وضعف وبطل تشبث اھل السنۃ بھا والاول
الخمس اشبہ بالعبارۃ المصنوعۃ للمندرجۃ فی حاشیۃ صفحۃ (۴۲) لایخفی ما فی ھذا
وفھما مضی من اخلاص خواص اھل السنۃ المودۃ علی اختصاص العقیدۃ من دون
تقیۃ شقیۃ فی ھؤلاء الائمۃ النقیۃ التقیۃ منہ ووجہ الاثبات قد مضی منا فی
بیان ھذہ العبارۃ فلا نعیدھا ولیرجع الیہ ومنھا انہ سلک مسلک الشیعۃ فی
آخر ھذا الکتاب ایضا سالۃ فی اولھا فی ان القرآن الموجودۃ فی ایدی الامۃ
ناقص والتکمیل انما یاتی بضم القرآن الذی کان لعلی الیہ وھو الآن مفقود منا و
مدفون فی موضع سر من رائ ومتی یظھر الامام الاخیر یکمل بہ ھذا الموجود فی
ایدینا حیث قال فی صفحہ (۲۵۲) وھی الصفحۃ الاخیرۃ لھذا الکتاب (فقد علم انہ
کرم اللہ وجھہ جمع القرآن قدیما الی ان قال ثم جمعہ بعد وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم
کما تقرر فی العرضۃ الاخیرۃ الی ان قال فکان کانہ العلم کلہ قال ابن حجر مکی فی المنح
المکیۃ واختلی ای المرتضی بعد موتہ صلی اللہ علیہ وسلم فکتب کتابا فیہ العلم
الجمۃ حتی قال ابن سیرین لو اصبت ذلک الکتب لظفرت بالعلم کلہ انتھی وقد
تمت مضامین ھذا الکتب الی ھذہ العبارۃ فعلم منہ ان القرآن الکریم لم یکمل بعد
ما لم یضم الیہ ذلک الکتب الذی تمنی ابن سیرین باصابتہ والذی علیہ اھل السنۃ
لا سیما علی کرم اللہ وجھہ ان ھذا القرآن الموجود جامع لجمیع العلوم وشامل
لجملۃ ما اتی بہ نبی صلعم بطریق الوحی المتلو وما بقی دونہ حرف وتحقیقہ ان اول

اور یہ عبارت جس کو مصنف نے تصرف کرکے نقل کیا ہے اسکو اہل سنت شیعہ کے مقابلہ میں لاتے ہیں اس امر کے اثبات میں کہ ائمہ اہل بیت تمام صحابہ سے راضی تھے اور اون کے لئے دعا رخیر کیا کرتے تھے اور خدا کی خشنودی چاہتے تھے پس جبکہ مصنف اس عبارت کو بدل دیا اسطرح پر کہ جس سے شیعہ کا عقیدہ قوی ہوگیا اور اہل سنت کا اس عبارت سے دلیل لانا ضعیف و باطل ہوگیا اور پانچوین اصل کو ثابت کیا ہے اوس عبارت سے جس کو مصنف نے لکھکر صفحہ (۲۴) کے حاشیہ مین درج کیا ہے (پوشیدہ نہین ہے کہ جو کچھ اس مین ہے اور گذشتہ مضمون مین سے یعنے اخلاص خواص اہل سنت مودت کا عقیدہ کے خاص کرنے پر بدون تقیہ شیعہ کے ان اماموں کے بابین جو تقیہ نقیہ والے ہین) اور اس عبارت سے پانچوین اصل کے اثبات کی وجہ مذکور ہوچکی ہے اس عبارت کے بیان لہذا یہان ہم اوس کا اعادہ نہین کرتے جسکو دیکھنا ہو وہان دیکھہ لے اور منجملہ اون مقامات کے یہہ ہے کہ اس کتاب کے آخر مین بھی مصنف شیعہ کے جال چلا ہے جیساکہ اس کے اول مین چلا تھا اس امر کے بیان مین کہ جو قرآن کہ امت کے ہاتہو مین موجود ہے ناقص ہے اور اس کی تکمیل جب ہوگی کہ حضرت علی کا قرآن اوس مین شامل کیا جائے گا اور وہ قرآن اس وقت مفقود ہے اور موضع سرمن رآ مین مدفون ہے اور جب امام آخر اوس کو لیکر ظاہر ہونگے تب یہہ قرآن مکمل ہوگا چنانچہ صفحہ (۲۵۲) مین کہ جو اس کتاب مطبوعہ کا آخر صفحہ ہے بیان کیا ہے (پس تحقیق معلوم ہو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پہلے ایک قرآن جمع کیا تہا) یہانتک کہ لکہا (پھر جمع کیا نبی صلعم کی وفات کو بعد جیساکہ ثابت ہوا تحقیق جدید مین) یہانتک کہ لکہا (پس گویا کہ تمام علم وہی قرآن تہا ابن حجر مکی نے تاریخ مکیہ مین کہا ہے کہ تنہائی کی یعنی حضرت مرتضی نے نبی صلعم کی وفات کے بعد پس الیسا ایک کتاب بھی کہ جمین تمام علوم تھے یہانتک کہ امام ابن سیرین نے کہا ہے کہ اگر مین اس کتاب کو پاتا سارے علوم پر آگاہ ہوجاتا اس کتاب کے مضامین اس عبارت مذکورہ تک تمام ہوچکے پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم مین تو سب علوم نہین ہین جبتک کتاب اوس کے ساتہہ ملائی جائے کہ جس کے پانیکی تمنا امام ابن سیرین کو تھی اور جس عقیدہ پر اہل سنت ہین خاصکر حضرت علی کا وہی عقیدہ ہے وہ یہہ ہے کہ یہی موجود قرآن جامع ہے تمام علوم کا اور شامل ہے تمام اون امور کو کہ جنکو نبی صلعم وحی متلو کے طریق سے لائے ہین اور اس کے سوا ایک حرف باقی نہین رہا اور تحقیق اس عقیدہ کی یہہ ہے کہ اول

من جمع القرآن ابوبكر الصديق فانه جمع اولاً ثم صحايف ارسلها الى الاطراف وما
واحد عنده ثم لما استشهد القراء فى آخر زمن عمر الفاروق واختلف الصحابة فى
القرأة وفهم ابن مسعود ان المعوذتين ليستا من القرآن بل هما من الادعية وزاد
بعضهم فيه تفسيرا سمع من النبي صلى الله عليه وسلم وايقن انه من القرآن حتى
اتى زمن عثمان وقال له حذيفة بن اليمان ادرك هذه الامة قبل ان يختلفوا فى
الكتب اختلاف اليهود والنصارى بجمع عثمان جملة للصاحف التى كانت متفرقة
عندهم حتى ان ابن مسعود لما توقف فى اعطاء المصحف الذى كان عنده تشدد عليه
واخذ منه جبرا وجمع الموجود بين الدفتين وحرق مادونه صونا له وما بقى شئ عند
احد سوا هذا القرآن حتى اجتمع الصحابة كلهم على انه هو القرآن وما عداه
ليس بقرآن وكان على يقول فى خطباته غير مرة ان ما سوى هذا الذى جمعه
عثمان ليس عندى لكنى رجل اوتى فهما لو شئت لاوقرت سبعين بعيرا من تفسير
سورة الفاتحة انتهى وما تشبث به من رواية ابن سيرين فى هذا الباب فجوابه انه ضعيف
كما صرح به الملا على القارى فى المرقات وقد ثبت بسند جيد على رضى الله عنه انه
قال اعظم الناس فى المصاحف اجرا ابوبكر رحمة الله على ابى بكر هو اول من جمع كتب الله انتهى ولا
يعارضه رواية محمد بن سيرين لانه ضعيف كما مر والشرط للتعارض ان يكون المتعارضان
متساويين فى القوة والضعف وفيه ايضا وعلى تقدير الصحة فالمراد بالجمع الحفظ براسه
اوالجمع منفردا واما جمع ابى بكر فهو اجماعى لا يحتمل الزيادة والنقصان من المتعددين ولهذا
استحسن على جمع ابى بكر ودعا له بالاجر والرحمة والله اعلم بالصواب وعنده ام الكتب

تمت المقدمة ههنا بفضل الله تعالى وعونه

جس نے قرآن کو جمع کیا وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہین اس لیئے کہ انہون نے پہلے پانچ صحیفے جمع کئے جنکو اطراف ملک مین بہیجدیا اور ایک اُن مین سے
اپنے پاس رکہہ لیا پہر حضرت عمر فاروقؓ کے آخر زمانہ مین قاری شہید ہوگئے اور صحابہ نے قرأت مین اختلاف کیا حضرت ابن مسعود نے سمجہہ لیا کہ معوذتین
قرآن مین سے نہین ہین بلکہ وہ تعویذ ہین اور بعض صحابہ نے جو تفسیر نبی صلعم سے سنی تہی قرآن مین بڑہا دی اور یہہ یقین کر لیا کہ یہہ قرآن کا
جزو ہی یہانتک کہ حضرت عثمانؓ کا زمانہ خلافت آگیا اور حذیفہ بن الیمان نے عرض کیا کہ اس امت کو سنبہالو قبل اسکے اختلاف کرے
قرآن مین یہود و نصاری کی طرح سے اپنی کتابون مین پس حضرت عثمانؓ نے اون تمام مصاحف کو جمع کیا جو اوسوقت لوگون کے
پاس پہیلے ہوئے تہے یہانتک کہ ابن مسعودؓ نے جب اوس مصحف کے دینے مین توقف کیا جو اون کے پاس تہا ونیز سختی کی اور جبراً اون سے
لے لیا اور جو کچہہ کہ بین الدفتین تہا اوس وقت موجود تہی اس کو جمع کیا اور اس کی حفاظت کیواسطے اس کے ماسوا کو جلا دیا اور کوئی جز
قرآن کا اس موجود کے سوا کسی کے پاس نرہا یہانتک تمام صحابہ نے اتفاق کر لیا اس پر کہ یہی موجود قرآن ہے اور اس کے ماسوا قرآن
نہین ہے اور حضرت علیؓ اپنی خطبون مین بارہا فرماتے تہے کہ سوا اس قرآن کے جسکو عثمانؓ نے جمع کیا میرے پاس نہین ہے لیکن مین ایک
مرد ہون کہ جسکو فہم دی گئی ہے اگر چاہون تو سورہ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ کر لادون انتہی اور وہ جو روایت ابن سیرین
سے مصنف نے اس باب مین استدلال کیا ہی اوس کا جواب یہہ ہی کہ یہہ روایت ضعیف ہی جیسا کہ ملا علی قاری نے مرقات مین اسکی
تصریح کی ہی اور بسند صحیح حضرت علی سے ثابت ہوا ہی کہ اونہون نے فرمایا قرآن جمع کرنیوالون مین زیادہ اجر ابوبکر کو ہی خدا کی رحمت
ہو ابوبکر پر سب سے پہلے انہون نے قرآن کو جمع کیا انتہی اور اس روایت کا معارضہ محمد بن سیرین کی روایت سے نہین ہو سکتا کیونکہ وہ
ضعیف ہی جیسا کہ گذر چکا اور تعارض مین شرط ہی کہ دونون دلیلین قوت وضعف مین برابر ہون اور نیز مرقات مین ہی کہ بر تقدیر
صحت پس مراد جمع سے پورے قرآن کو یاد کرنا ہے یا نہ جمع کرنا ہی اور ابوبکر صدیق کا جمع کرنا اجماع سے ہوا ہی کہ جس مین ظن کی
طرف سے کمی وبیشی کا احتمال نہین ہے اور اسی وجہ سے حضرت امیر نے ابوبکر صدیق کے جمع کو پسند فرمایا اور اون کو دعاء
خیر دی اور اللہ زیادہ جانتا ہے امر حق کو اور راوی کو اصل کتاب کا علم ہے یہانتک خدا کی توفیق و مدد سے
مقدمہ کتاب کا تمام ہوا فقط

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی وفقنا باتمام المقدمة من كتبنا هذا اثم وجهنا الى ان نرد على مقدمة الفقه الاكبر
المولوی حسن الزمان التركمانی نسبا والحیدرابادی موطنا فلنشرع فيه بعون المعبود الصمد المسجود
قال الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى اللهم لك الحمد واليك المشتكى وانت المستعان ولا حول
ولا قوة الا بالله العلى العظيم ونستعينك على افسادفينا ونسئلك صلاح امرنا كله الحمد لله الذی
احيا بمن شاء من عباده علوم اهل البيت لسيد عباده عليه واله صلوة وداده وجمع على يده
ما تفرق منها وانتشر في الزبر لاهل السنة بعد ما شذ وند روكاد ان يكون مما قد فقد واند رمع
ما تفضل عليه به والقى في قلبه من تحقيقات وتدقيقات واجتهادات واستنباطات واستدراكات
ونشر بين العرب والعجم تشويقا الى ذلك وتوفيقا له من فضله لما قضى له به وقد تحقيقا له هنا المصداق
حديث ان الله يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد لها امر دينها وحديث
وان عالم قريش يملا طباق الارض انتهى قوله الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى
اقول ومن الله التوفيق كان عليه ان يصلى ولا تسليم لان السلام دون الصلوة لا يخفى في الاستعمال
بالنبی صلی الله علیه وعلی اله وسلم ولا یصلی علی غیره الا تبعا والسلام عام له ولغیره ولما اتی به حد نها وردّ
عليه ايرادان لحد هما ان ترك الصلوة لا سيما في مقامها ليس من سنن المحدثين كما قال في مقدمة سنن
الدارمی في ذكر فضيلة علم الحديث ومن شرف اهله ايضا ما روينا من حديث بن مسعود رضی الله تعالى عنه
قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ان اولی الناس بی يوم القيمة اكثرهم على صلوة رواه الترمذی وحسنه
قال بن حبان في صحيحه في هذا الحديث بيان صحيح على ان اولى الناس برسول الله صلعم في القيمة اصحاب الحديث وليس من هذه
الامة قوم اكثر صلوة عليه منهم انتهى فصار تركها ليس على سنن كتبهم وثانيهما انه سلك فيه مسلك الشيعة لانهم قائلون بان ائمة اهل البيت
معصومون كالانبياء ويستوون في استحقاق الدعاء لهم والصلوة عليهم مثلهم ولهذا يتركون لفظة
على ويقولون اللهم صل على محمد وال محمد ويستدلون عليه بما روى من فرق بينى وبين الى بعلى لم ينلنى شفاعتى
جفاء واهل السنة كثرهم الله تعالى يفهمون هيهنا بلفظ على بكسر اللام والياء المشددة ويقولون ان معنيه
ان اولاد الحسنين يقال لهم ال محمد ولا يقال لهم ال على فالمصنف لما كان بصدد اقتداء الشيعة واقتفاء اثارهم
اختار من اول الامر مختارهم واقتفى في بدعه اثارهم قوله اللهم لك الحمد واليك المشتكى الخ اقول
هذا الدعاء محجوب لانه ترك فيه الصلوة وقد اخرج الديلمی انه صلی الله علیه وسلم قال الدعاء محجوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفیں واسطے خدا کو جس نے ہم کو ہماری اس کتاب کا مقدمہ تمام کرنیکی توفیق عطا فرمائی پھر ہمکو وقت آگئے مقدمہ کے رد کرنیکی طرف متوجہ کیا جو مولوی حسن الزمان ترکمانی حیدرآبادی کی تصنیف سے اب چاہئے کہ ہم کتاب مذکور کے مقدمہ کا رد شروع کریں جو بہ تمامہ مسجود خلائق کی مدد سے کہا مصنف نے حمد خدا کو اور سلام اوس کے اون بندوں پر جن کو اوس نے برگزیدہ کیا۔ اے خدا تیرے ہی واسطے حمد ہے اور تجھی سے لوگوں کا شکوہ بیان کیا جاتا ہے اور تو ہی مدد کرتا ہے اور نہ گناہ سے پھرنا ہے اور نہ عبادت پر دسترس ہے مگر خدائے بزرگ و برتر کی مدد سے اور ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اوس فساد کے دور کرنے میں جو ہم میں پھیل رہا ہے اور اپنے کل کاموں کی درستی تجھ سے طلب کرتے ہیں بہت تعریفیں اوس خدا کو جس نے زندہ کیا اپنے جس بندے کے ہاتھ سے چاہا سید عباد یعنی سوا اللہ کے اہل بیت کے عادتوں کو اس پر اور اوسکی آل پر خدا کی رحمت کے درود نازل ہوں اون علوم کو جو اہل سنت کی کتابوں میں متفرق و منتشر تھے بعد اوس کے کہ قریب تھا کہ مفقود و ناپید ہو جائیں اوس بندے کے ہاتھ سے یکجا کر دیا مع اون تحقیقات و تدقیقات و اجتہادات و استنباطات و تصرفات کے جو اوس بندے کو اوسنے عطا فرمائی تھے اور اوس کے قلب میں القا کئے تھے جن و انس میں پھیلانے کے واسطے تاکہ لوگوں کو اونکا شوق پیدا ہو اور یہ اوسکا فضل ہے اور اوسکی توفیق دے اون کمالات کی جو اوس کیلئے مقدر کئے تھے اور تاکہ وہ بندہ اسمقام میں مصداق ہو جاوے اس حدیث کا (بیشک خدا اس امت کیلئے ہر صدی کے سر پر ایسا شخص بھیجتا ہے جو اون کے دین کی اصلاح کر دیتا ہے) اور نیز اس حدیث کا (بیشک ایک قریشی عالم کا علم روے زمین کو بھر دیگا) اقول میں کہتا ہوں اور توفیق خدا ہی کی طرف سے ہے یہ جو مصنف نے کہا حمد خدا کو اور سلام اوسکے اون بندوں پر جنکو اوس نے چن لیا۔ مصنف کو چاہئے تھا کہ بجائے سلام کے درود لکھتا کیونکہ سلام صحیح ہے لیکن درود سے کم ہے سو وجہ اسکی یہ ہے کہ استعمال میں درود حضرت صلعم کے واسطے خاص ہو گیا اور یہی طریقہ درود میں بھیجنے کا ہے اور جب کبھی سلام حضرت پر درود کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور جبکہ مصنف نے سلام کو ذکر کیا اور درود کو ترک کیا تو اوس پر دو اعتراض وارد ہوئے ایک یہ کہ درود کو ترک کرنا ... مقدمہ میں محدثین کا طریقہ نہیں ہے جیسا کہ سنن دارمی کے مقدمہ میں کہا ہے علم حدیث کی فضیلت کے ذکر میں اور محدثین کی فضیلت میں ہے وہ حدیث جسکو روایت کیا حضرت عبد اللہ بن مسعود سے ہم کو پہنچی ہے کہا انہوں نے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا زیادہ قریب مجھ سے قیامت کے دن وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر درود زیادہ پڑھیں گے اس حدیث کو ترمذی نے اور ... ابن حبان نے اپنی صحیح میں کہا ہے اس حدیث میں بیان ہے اوپر اس بات کے تحقیق نزدیک ترین آدمیوں کا ساتھ رسول اللہ صلعم کے قیامت کے دن اصحاب حدیث ہیں کیونکہ اس امت میں کوئی جماعت ... نہیں ہے ... دوسرا اعتراض یہ ہے کہ ... مصنف نے مسلک کی پیروی کی جو اس کے قائل ہیں کہ اہلبیت مثل انبیا کے معصوم ہیں اور درود و سلام میں مستقل طور پر انبیا کی طرح حق رکھتے ہیں اسی وجہ سے شیعہ علی کے ذکر میں (اللہم صل علی محمد و علی آل محمد) اور اوس پر دلیل لاتے ہیں اس حدیث سے (جس میں ... درود میں آل میں لفظ علی کے ساتھ جدائی کی اوس نے مجھ پر ظلم کیا) اور اہل سنت خدا اونکی جماعت کو زیادہ اس مقام میں علی کو لام کے کسرہ اور یا کی تشدید کے ساتھ پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ حسنین کی اولاد کو آل محمد کہا جاوے اور آل علی لکھا ہو ... پس مصنف جبکہ شیعوں کی اقتدا اور اونکی پیروی کے درپے تھا لہذا اول امر سے اون کے مذہب مختار کو اختیار کیا اور شروع ہی میں فکر نفس قدم پر چلا اور یہ جو مصنف نے کہا اے خدا تیرے ہی واسطے حمد ہے اور تیرے طرف لوگوں کا شکوہ بیان کیا جاتا ہے تا آخر میں کہتا ہوں کہ یہ دعا خدا کے قرب سے محجوب ہے اسلئے کہ مصنف نے اس دعا میں درود کا ذکر چھوڑ دیا ہے اور علی نے حدیث بیان کی ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ دعا محجوب ہے

حتى احيى محمد واهل بيته فقوله الحمد لله الذى احيى بمن شاء من عباده علوم اهل البيت لسيد عباده
الى آخر ما نقل فى الصدر القول ومن الله سبحانه التوفيق كله ادعاء باطل واستدعاء عاطل لا ينبغى
لاهل الفضل ان يتكلموا به لانفسهم ويفتخروا عليه بانفسهم وايضا ليس هو من داب اهل السنة بل هو
من عادت الشيعة فان اهل السنة لما راوا ان مقصود الدين وهو التقرب الى الله تعالى انما يحصل بالاتباع لما
جاء به النبى صلى الله عليه وعلى آله وسلم من الآيات والاحاديث وحاملوه هم الصحابة واهل البيت رضوان
الله عليهم اجمعين وكلهم عندهم عدول فى باب الدين جمعوا ونشروا ما وجدوا منهم بالطرق الصحيحة والاسانيد
المعتبرة من دون فرق بين طائفة او تخصيص منهم والشيعة لما اعتقدوا ان الائمة المخصوصين هم المعصومون من
بين الامة والصحابة اكثرهم منافقون عندهم نعوذ بالله تعالى منه اعتمدوا التخصيص فى الرواية بالائمة المخصوصين
وتركوا ما دونهم فعلم من هذا البيان ان المصنف فى هذا الصنيع من مقلدى مذهب الشيعة وان ادعى انه
من اهل السنة كثرهم الله تعالى واما بطلان ما ادعاه من انه احيى وجمع ونشر علوم اهل البيت بعد ما صارت
مندرسة منتشرة فى زبر اهل السنة فلان اهل السنة جمعوا ونشروا جملة العلوم لجملة اهل البيت كما هو مدون
مبسوط فى كتبهم كل البسط وتفصيله ان علوم اهل البيت على ثلثة اقسام الاول ما رووه عن النبى صلى الله
عليه وعلى آله وسلم بدون الواسطة والثانى ما نقلوه عنه بواسطة غيرهم والثالث ما افادوه من عند انفسهم
ويقال لها علوم لدنية كما روى فى التفسير النيسابورى عن على كرم الله وجهه انه قال ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم ادخل لسانه فى فمى فانفتح فى قلبى الف باب من العلم وقال لو شئت لاوقرت سبعين بعيرا من
تفسير سورة الفاتحة وقال لو بنيت لى وسادة فجلست عليها لحكمت لاهل التورية بتوراتهم ولاهل الانجيل
بانجيلهم ولاهل الزبور بزبورهم ولاهل الفرقان بفرقانهم انتهى وهذا القسم الاخير اصل علم الطريقة
الذى وصل الينا من اولاد سيد الاولياء على كرم الله تعالى وجهه بواسطة المعروف كرخى وبايزيد بسطامى
رضى الله تعالى عنهما ويعمل به فى جميع السلاسل للاولياء الكرام واما اهل البيت عند اهل السنة فهم الازواج
المطهرات وبنو فاطمة الذين يقال لهم آل العباء وبنو عباس الذين يقال لهم آل ملاذى وبنو هاشم ومرويا تهم
كثيرة لا يحصى عددها كما وقع فى تذهيب التهذيب وغيره من ان مرويات المرتضى على خمسمائة وست وثمانون ٥٨٦
ومرويات فاطمة الزهراء ثمانى عشرة ومرويات عائشة الفان ومائتان وعشرون ٢٢١٠ ومرويات حفصة بنت عمر ستون
ومرويات رملة بنت ابى سفيان خمس وستون ٦٥ ومن زينب بنت جحش كثيرة ومن سودا بنت زمعة كثيرة
ومن صفية بنت حى بن اخطب كثيرة ومن الامام الحسن ثلثة عشر ومن الامام الحسين ثمانية ومن عباس بن عبد المطلب خمسة
ومن عبد الله بن عباس رضى الله تعالى عنهما ستمائة وثلثون ٦٣٠ ومن عقيل بن ابى طالب كثيرة ومن

جب تک کہ محمد اور اہل بیت محمد پر درود نہ بھیجا جاسے اور مصنف کا یہ قول کہ سب تعریفیں اوس خدا کو جس نے اپنے جس بندہ سے چاہا سید عباد یعنے رسول اللہ کے اہل بیت کے علوم کو زندہ کر دیا تو ان کو۔ الحمد سے کے آخر تک میں کہتا ہوں اور توفیق خدا ئے پاک ہی کی طرف سے ہے یہ تمام جھوٹا دعوے ہے اور بیہودہ خواہش ہے ان فضل کو بیان نہیں ہے کہ اپنے مونہہ سے اپنے نفس کے واسطے اس کو بیان کریں اور خود ہی اس دعوے پر افتخار کریں اور نیز اہل سنت کا یہ طریق نہیں ہے بلکہ یہ شیعہ کی عادات سے ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ اہل سنت نے جبکہ دیکھا دین کا مقصود اور روہ خدا سے قربت حاصل کرنا ہے آیات واحادیث کی پیروی سے ہی حاصل ہوتا ہے اور اون کے پہنچانیوالے صحابہ واہل بیت ہیں خدا ان سب سے راضی ہو اور دوسرے تمام دین کے باب میں اہلسنت کے نزدیک ثقہ اور سچے ہیں پس جو کچھ اہل سنت نے روایات صحیحہ باسناد معتبرہ صحابہ واہل بیت سے پایا اوس کو جمع کر لیا اور تمام امت میں اوس کو شایع کر دیا اور اسباب میں انہوں نے صحابہ واہل بیت میں سے کسی خاص جماعت یا خاص شخص کو جدا نہیں کیا اور شیعہ نے جبکہ اپنا عقیدہ ٹہیرایا کہ خاص ائمہ اہلبیت ہی تمام امت پر معصوم ہیں اور صحابہ کثر منافق تھے (ہم پناہ مانگتے ہیں خدا سے ایسے عقیدہ سے) لہذا روایت حدیث میں شیعہ نے ائمہ اہل بیت کی تخصیص کو مقرر کیا اور اون کے غیر کی روایات کو چھوڑ دیا ہمارے اس بیان سے معلوم ہوگیا کہ مصنف اپنی اس صنعت میں شیعہ کے مذہب کا معتقد ہے گو وہ دعوے کرتا ہے کہ میں اہل سنت سے ہوں اور یہ جو مصنف نے دعوے کیا ہے کہ میں نے علوم اہل بیت کو زندہ کیا اور ایک جا فراہم کرکے شایع کیا بعد اس کے کہ وہ علوم اہل سنت کی کتابوں میں کالعدم اور متفرق ہوگئے تھے یہ دعوے باطل ہے اس وجہ سے کہ اہل سنت نے تمام اہل بیت کے تمام علوم کو جمع کرکے شایع کیا ہے جیسا کہ اون کی کتابوں میں بسط کے ساتھ وہ علوم مدون ہو چکے ہیں تفصیل اسکی یہ ہے کہ علوم اہل بیت تین طرح کے ہیں ایک وہ علوم ہیں جنکو اہل بیت نے بلا واسطہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے دوسرے قسم وہ علوم ہیں جن کو انہوں نے آنحضرت صلعم سے بواسطہ اپنے غیر کے نقل کیا ہے تیسری قسم وہ علوم ہیں کہ جن کو انہوں نے اپنی طرف سے افادہ فرمایا ہے اور اس قسم کو علوم لدنی کہا جاتا ہے جیسا کہ تفسیر نیشاپوری میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کو میرے مونہہ میں داخل فرمایا پس میرے قلب میں علم کے ہزار باب مفتوح ہوگئے اور نیز فرمایا اگر میں چاہوں تو سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ کا بوجھ مہیا کر دوں اور فرمایا کہ اگر میرے لئے ایک فرش بچھایا جاے تو میں اوس پر بیٹھکر اہل تورات کے لئے اون کی تورات کے مطابق فیصلہ کروں اور اہل انجیل کیلئے اون کی انجیل کے مطابق اور اہل زبور کیلئے اونکی زبور کے مطابق اور اہل قرآن کیلئے اون کے قرآن کے مطابق انتہی اور یہی پہلی قسم علم طریقت کی اصل ہے جو ہم کو سید اولیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے حضرت معروف کرخی اور حضرت بایزید بسطامی کے واسطے سے پہونچا ہے اور تمام اولیاے کرام کے سلسلوں میں اوس پر عمل کیا جاتا ہے اور لیکن حضرات اہل بیت اہل سنت کے مذہب میں پس وہ ازواج مطہرات اور بنی فاطمہ جن کو آل عبا کہا جاتا ہے اور بنی عباس جن کو آل خلفاء کہا جاتا ہے اور کل بنی ہاشم ہیں اور ان تمام کی احادیث اس قدر ہیں کہ جن کا شمار کرنا دشوار ہے چنانچہ فقط کتاب تہذیب التہذیب میں ہے کہ حضرت علی مرتضی کی حدیثیں پانسو چھیاسی اور حضرت فاطمہ زہرا کی اٹھارہ ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ کی دو ہزار دوسو چھبیس ہیں اور حضرت حفصہ بنت عمر کی ساٹھ ہیں اور رملہ بنت ابی سفیان کی پینسٹھ ہیں اور زینب بنت جحش کی گیارہ ہیں اور سودہ بنت زمعہ کی گیارہ ہیں اور صفیہ بنت حیی بن اخطب کی گیارہ ہیں اور حضرت امام حسن کی تیرہ ہیں اور حضرت امام حسین کی آٹھ ہیں اور حضرت عباس بن عبد المطلب کی پینتیس ہیں اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی چھ سو ساٹھ ہیں اور حضرت عقیل بن ابی طالب کی گیارہ ہیں

حمزة بن عبد المطلب كثيرة ومن جعفر بن ابي طالب الهاشمي ذو الجناحين بن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم
كثيرة روى عنه جماعة من الصحابة والتابعين ومن زبير بن العوام كثيرة وامه صفية بنت عبد المطلب و
اسماء بنت ابي بكر زوجة الزبير كثيرة ومن نوفل بن عباس ابن عبد المطلب كثيرة وعن سلمان الفارسي
واسامة بن زيد مولى رسول الله صلعم بن مولاه وبلال بن رواح المؤذن وثوبان الهاشمي مولى النبي
صلعم كثيرة وهم من اهل البيت لحديث سلمان منا اهل البيت رضي الله عنهم ومن الامام زين العابدين برواية الزهري التي
هي جيدة الاسانيد في الموطا كثيرة ومن اولاده الامام محمد باقر والامام عبد الله الطاهر والامام
زيد الشهيد والامام عمر الاشرف والامام حسين الاصغر كثيرة ومن اولاد اولاده كثيرة ومن الامام
جعفر الصادق واولاده كثيرة ومن الامام موسى الكاظم واولاده كثيرة ومن الامام علي الرضا و
اولاده كثيرة ومن الامام محمد التقي والامام علي النقي واولاده كثيرة ومن الامام حسن عسكري
واخيه الامام جعفر وهو يكنى بابي كرين كثيرة ومن اولاده وهم الذين يقال لهم رضويون ومنهم
العلماء العظماء الذين تصانيفهم مذكورة في كتب النسابة كثيرة ومن الاولاد الامام الكرام الحسن الامام
زيد بن الحسن المجتبى واولاده والامام حسن المثنى واولاده الامام عبد الله المحض والامام
ابراهيم الغمر والامام الحسن المثلث الذي يكنى بابي علي والامام داود والامام جعفر بين بين
[illegible] الذين منهم خرجوا اجلاء الامام محمد ذي النفس الزكية والامام
ابراهيم القتيل الباخمري والامام موسى الجون والامام يحيى الديلمي والامام سليمان والامام
ادريس كثيرة وبعض مرويات هم مذكورة في الصواعق المحرقة في فضائل الشيخين ومن اولاد
الامام الحسن المثلث الامام ابي محسن علي العابد واولاده كثيرة وفي تراجم هؤلاء الاكابر و
فضائلهم دون كتاب المطالب في الرابطة بين الاحاديث المروية عن جميعهم تبلغ عددا لا
يحصى وكتب اهل السنة مملوة منها والمصنف مع دعوته الاحاطة والجمع لهذا العلوم ما اتى في
كتابه بجملة مرويات شخص منهم فضلا ان يحيي ويجمع جميعها والبعض منها الذي اتى به رواه
من طرق مجروحة مجروحة [illegible] ما منهم بانه ليست مما يوجد
به ويعتقد عليه وسيأتي بيان ضعفها في موضعه ان شاء الله تعالى واما طعنه لكونه تركمانيا
فلانه تركماني من جهة الاباء لا قرشي كما اعترف به في لوح هذا الكتب حيث قال بابه
حسن الزمان محمد بن قاسم بن علي بن ذو الفقار علي بن امام قلي الى ان قال والتركماني
الاسجلوي بالانشعاب الابوي انتهى والعبرة في الانساب للآباء واما الانتساب الى

اورحضرت حمزہ بن عبد المطلب کی متعدد ہین اور حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمی ذو الجناحین بن عم رسول صلعم کی بہت متعدد ہین ان سے صحابہ
و تابعین کی بڑی جماعت نے روایت کی ہے اور حضرت زبیر بن العوام کی متعدد ہین اور ان کی والدہ صفیہ بنت عبد المطلب کی اور اسما
بنت ابی بکر زوجہ حضرت زبیر کی متعدد ہین اور فضل بن عباس بن عبد المطلب کی متعدد ہین اور حضرت سلمان فارسی و اسامہ بن زید کی کہ
خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابن خادم آپ کے تھے اور بلال بن رباح موذن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اور ثوبان ہاشمی خادم حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی متعدد ہین اور یہ حضرات بھی اہل بیت مین داخل تھے کیونکہ حدیث مین وارد ہوا ہے (قوم کا غلام بھی قوم مین داخل ہے)
اور احادیث حضرت امام زین العابدین کی زہری کی روایت سے جو موطا مین اعلی درجہ کی سند ہے متعدد ہین اور انکی اولاد امام محمد باقر و امام
عبد اللہ باہر و امام زید شہید و امام عمر اشرف و امام حسین اصغر کی حدیثین بہت سی ہین اور انکی اولاد کی اولاد سے بیشمار حدیثین مروی ہین اور
امام جعفر صادق اور ان کی اولاد سے متعدد ہین اور امام موسے کاظم اور ان کی اولاد سے متعدد ہین اور امام علے رضا اور ان کی
اولاد سے بہت ہین اور امام محمد تقی سے اور امام علے نقی سے اور انکی اولاد سے بہت ہین اور امام حسن عسکری اور ان کے بھائی امام جعفر
سے جن کی کنیت ابو کرین ہی بہت ہین اور ان کی اولاد سے کہ جنکو رضویہ کہتے ہین اور ان مین بڑے بڑے علما ہوئے ہین کہ جنکی
تفصیلین انساب کی کتابون مین مذکور ہین بہت حدیثین مروی ہین اور امام حسن کی اولاد یعنے امام زید بن حسن مجتبے اور اونکی
اولاد و امام حسن مثنے اور اون کی اولاد امام عبد اللہ محض و امام ابراہیم غمر و امام حسن مثلث جن کی کنیت ابو علی ہے
اور امام داؤد و امام جعفر سے بہت ہین اور امام عبد اللہ محض کی اولاد کہ جن مین بعض جلیل القدر محدث ہوئے ہین یعنے
امام محمد صاحب نفس زکیہ و امام ابراہیم قتیل باخمرے و امام موسے جون و امام یحیے دیلمی و امام سلیمان و امام ادریس سے
بہت ہین کہ بعض اونمین کی صواعق محرقہ مین فضایل شیخین کے باب مین مذکور ہین اور امام حسن مثلث کی اولاد یعنے
امام ابو الحسن علی عابد اور اون کی اولاد سے بہت ہین اور انہین سادات کے احوال و فضائل مین کتاب عمدۃ المطالب
فے آل ابی طالب مدون ہوئی ہے پس ان تمام مذکورین سے جس قدر حدیثین مروی ہین اون کا شمار
کرنا دشوار ہے اور اہل سنت کی کتابین اون سے مالا مال ہین اور مصنف نے باآنکہ ان تمام علوم کو جمع و زندہ کرنے کا
دعوی بھی کیا اپنی کتاب مین اہل بیت مذکورین مین سے ایک شخص کی کل حدیثون کو بھی بیان نہین کیا سب کی کل حدیثون کا تو
جمع کرنا تو کجا اور بعض حدیثین جو بیان کی ہین سو لیسے مجروح و مجروح طریقون سے کہ جن کو علمائے اہل سنت
نے درست چھوڑ دیا ہے نا قابل و غیر معتبر سمجھکر اور اون کے بیان عنقریب اپنے مقام مین آئے گا اگر خدا نے
چاہا اور لیکن قریشی ہونے کا دعوے جو مصنف نے کیا ہے سو وجہ سے باطل ہے کہ مصنف باپ دادا کی
طرف سے قریشی نہین ہے بلکہ ترکمانی ہے چنانچہ اپنی بعض تالیفات مین خود اس نے اقرار کیا ہے جہان پر یہ لکھا ہے کہ مؤلف کتاب
حسن الزمان محمد بن قاسم علی بن ذو الفقار علی بن امام قلی تا آنکہ ترکمانی انجلوی ہے باپ کی طرف سے انتہی اور نسب مین اعتبار باپ دادا کا ہوتا ہے اور

غيرهم فقد ورد منه التهديد العظيم في الشرع فكيف ينتسب الى غيرهم ويفتخر به اما التهديد فقد
روى في صحيح البخاري عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من انتسب الى غير
ابيه او تولى الى غير مواليه فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين والاحاديث في هذا الباب
كثيرة مشهورة فلا نطيل الكتب بذكرها فلما منع من الانتساب الى نسب غير الاب مطلقا فكيف الى
اشرف الانساب الذي هو نسب سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم اعاذنا الله من الكذب عليه وعلى
ابنائه واوليائه من حق توحيدنا في زمرة اهل البيت النبوي المعظم المكرم فانا من محبيهم وخدامهم
وحبابهم ومن احب قوما رجا ان يكون معهم بنص الحديث الصحيح وقد قال ابن حجر الهيتمي في الصواعق
المحرقة في نسبه صلى الله عليه وسلم ينبغي لكل احد ان يكون له غيرة على هذا النسب الشريف وضبط
حتى لا ينتسب اليه صلى الله عليه وسلم احد الا بحق ولم يزل انساب اهل البيت النبوي مضبوطة على
تطاول الايام واحسابهم التي بها يتميزون محفوظة عن ان يدعيها الجهال واللئام قد الهم الله من يقوم
بتصحيحها في كل زمان ومن يعتني بحفظ تفاصيلها في كل اوان خصوصا انساب الطالبين والمطلبين ومن
ثم وقع الاصطلاح على اختصاص الذرية الطاهرة بني فاطمة من بين ذوي الشرف كالعباسين والجعافرة
بلبس الاخضر اظهارا لمزيد شرفهم واما فضل القريش على غيرهم فقد اخرج البخاري في الادب والحاكم
والبيهقي عن ام هانى ان النبي صلى الله عليه وسلم قال فضل الله قريشا بسبع خصال لم يعطها احد
قبلهم ولا يعطاها احد بعدهم فضل الله قريشا اني منهم وان النبوة فيهم وان الحجابة فيهم وان السقاية
فيهم ونصرهم على الفيل وعبدوا الله عشر سنين لا يعبد غيرهم وانزل الله فيهم سورة من القران لم يذكر
فيها احد غيرهم لايلاف قريش انتهى واما بطلان كونه من المجددين لله دين فلانه لا يوجد فيه شرط
من شروط التجديد فضلا من ان يتصف بجميع الشروط التي يصح بها كونه مجددا قال صاحب التفهيمات
واقرب الناس الى التجديد المحدثون القدماء كالبخاري ومسلم واحمد بن حنبل قال احمد بن المناوي
سال رجل احمد بن حنبل اذا حفظ الرجل مائة الف حديث هل يكون فقيها قال لا قال فمائتي الف
حديث قال لا قال فثلث الف مائة حديث قال لا قال فاربعمائة الف حديث قال نعم قال ابو الحسين فسالت
جدي كم كان يحفظ احمد قال اجاب عن ستمائة الف حديث قال ابو اسحق لما جلست في جمع المنصور
للفتيا ذكرت هذه المسئلة فقال لي رجل فانت تحفظ هذا المقدار حتى تفتي الناس قلت لا انا افتي
بقول من يحفظ هذا المقدار انتهى وقال صاحب الصواعق الالهية في الرد على الوهابية في صفحه ۱۳۹
منه قال الامام ابو بكر المروزي اجمعت العلماء قاطبة على انه لا يجوز لاحد ان يكون اماما في الدين والمذهب

غیر کی طرف نسبت بیان کرنیسے بڑی ممانعت شرعی وارد ہے کیونکہ مصنف اپنے کو غیر آبا کی طرف نسبت کرکر افتخار کرتا ہے اور ممانعت شرعی کی دلیل وہ حدیث ہے جو بخاری میں بروایت حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہا انہوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہ اپنے باپ کے غیر کے طرف اپنا نسب لگا وے یا اپنے آقاؤں کے غیر سے اپنی غلامی بتاوے تو اوس پر خدا اور ملائکہ اور تمام لوگوں کی پھٹکار ہے اور حدیثیں اس باب میں کثیر و شایع ہیں لہذا اون کے ذکر سے اس کتاب کو ہم دراز نہیں کرتے ہیں پس جبکہ باپ کے غیر کے طرف نسب لگانا مطلق منع ہوا پھر کیونکر نہ منع ہوگا نسب لگانا اعلی غیر باپ کی طرف کہ جو اشرف و بہترین انساب ہے یعنی نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا ہم کو بچاوے حضرت پر اور آپکے اولاد و احباب پر جھوٹ جوڑنے سے اور اہل بیت نبوی کے زمرہ میں جو عظمت و کرامت والا ہے ہم کو اوٹھاوے اس لیے کہ ہم اونکو دوست رکھتے ہیں اور یاد اونکی ونکا مقدس کے خادم ہیں اور جو شخص دوست رکھتا ہے کسی قوم کو اوس کی تمنا یہی ہوتی ہے کہ اون کے ساتھ ہووے جیسا کہ حدیث صحیح کی نص سے ثابت ہے اور ابن حجر ہیتمی نے صواعق محرقہ میں بنی مسلم کے نسب شریف کے بابت کہا ہے کہ ہر شخص کو چاہیے کہ اس نسب شریف کے ضبط پر غیرت رکھے تاکہ غیر شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب میں خلاف حق نہ لگاوے اور اہل بیت نبوی کے انساب ہمیشہ سے مضبوط رہے ہیں اور اون کے حالات خاص محفوظ رکھے گئے ہیں اس امر سے کہ جہال و نالایق ان کا دعوی کریں خصوصاً محققین ہر زمانہ میں حق تعالی الہام فرماتا رہا ہے برگزیدہ اشخاص کو اونکی صحت قایم رکھنے کا اور اونکی حفظ تفاصیل کا ہر وقت میں اہتمام رکھنے کا خاص کر بنی طالب و بنی مطلب کے انساب کیلئے اور یہیں سے اصطلاح واقع ہوگئی ہے نسبت طاہر و بنی فاطمہ کو خاص سبز لباس کیا تھا کہ کبھی پردہ دوسرے ذی شرف انساب عباسین و جعافرہ وغیرہ ہماسے اون کی سیادت و زیادت شرف کے ظاہر کرنیکے واسطے اور قریش کا فضل اون کے غیر پر اس کے ثبوت میں بخاری نے ادب میں اور حاکم و بیہقی نے ام ہانی سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے قریش کو سات خصال میں فضیلت بخشی ہے کہ نہ اون سے پہلے کسی کو دیگئی تھیں اور نہ اونکے بعد والوں کو دی جاینگی ایک فضیلت قریش کو یہ ہے کہ میں اون میں سے ہوں دوسری فضیلت یہ ہے کہ نبوت اون میں ہے تیسری یہ ہے کہ کعبہ شریف کی دربانی اون میں ہے چوتھی یہ کہ پانی پلانا حاج و زوار کعبہ کو اون میں ہے پانچویں یہ کہ خدا نے اصحاب فیل پر اون کو نصرت دی چھٹی یہ کہ دس برس تک انہوں نے خدا کی عبادت کی اس طرح پر کہ اون کے سوا اوس وقت کوئی موحد نہ تھا ساتویں یہ کہ قرآن میں خدا نے ایک سورت خاص قریش کے باب میں نازل فرمائی ہے اوس میں اون کے غیر کا ذکر نہ کیا وہ سورہ لایلف ہے انتہی اور لیکن باطل ہونا مصنف کے مجدد ہونیکا وہ اس وجہ سے ہے کہ مصنف میں تجدید کی شرطوں میں سے ایک شرط بھی موجود نہیں ہے چہ جائیکہ تمام شرطیں تجدید کی کہ جن پر اون کا مجدد ہونا موقوف ہے اور میں بیان کیا ہوں صاحب تفہیمات نے کہا ہے کہ مجدد ہونیکے قریب تر لوگوں میں اگلے محدثین ہیں جیسے امام بخاری و مسلم و امام احمد بن حنبل احمد بن منادی نے کہا ہے کہ ایک شخص نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کہ جب کسی شخص کو ایک لاکھ حدیثیں یاد ہوں ایا وہ فقیہہ یعنی مجتہد ہو جاتا ہے فرمایا نہیں کہا اگر دو لاکھ حدیثیں یاد ہوں فرمایا نہیں کہا اگر تین لاکھ یاد ہوں فرمایا نہیں کہا اگر چار لاکھ یاد ہوں تب کہا ہاں یعنی ہو سکتا ہے ابو الحسین نے کہا ہے کہ میں نے اپنے دادا سے پوچھا کہ امام احمد بن حنبل کو کسقدر حدیثیں یاد تھیں کہا کہ جواب دیا [illegible] لاکھ حدیثیں [illegible] جب میں جامع منصور میں فتوے دینے کو بیٹھا تو میں نے اس مسئلہ کا ذکر کیا پس مجھ سے ایک شخص نے پوچھا کہ کیا تم کو چار لاکھ حدیثیں یاد ہیں جسکی بنا پر تم لوگوں کو فتوے دیتے ہو بیٹھے کہا نہیں میں تو صرف فتوے اوس شخص کے قول پر دیتا ہوں جسکو یہ مقدار یاد ہو انتہی اور صاحب صواعق الہیہ نے اسی کتاب کے صفحہ (۳) میں کہا ہے کہ ابو بکر ہروی کا قول ہے کہ تمام علماے اہل سنت کا اتفاق ہے اس پر کہ کسی شخص کا دین و مذہب میں امام ہونا جایز نہیں ہے —

المستفيد حتى يكون جامعًا لهذه الخصال وهي ان يكون حافظًا للغات العرب واختلافها ومعاني اشعارها واصنافها واختلاف العلماء والفقهاء ويكون عالمًا فقيهًا وحافظًا للاعراب وانواعه والاختلاف عالمًا بكتب الله حافظًا له وللاختلاف قرائته واختلاف القراء فيها عالمًا بتفسيره ومحكمه ومتشابهه وناسخه ومنسوخه وقصصه عالمًا باحاديث الرسول صلى الله عليه وسلم مميزًا بين صحيحها وسقيمها ومتصلها ومنقطعها ومراسيلها ومسانيدها ومشاهيرها واحاديث الصحابة موقوفها ومسندها ثم يكون ورعًا دينًا صائنًا لنفسه صدوقًا ثقة يبني مذهبه ودينه على كتاب الله وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا اجمع هذه الخصال يجوز ان يكون امامًا وجاز ان يقلد ويجتهد في دينه وفتاويه واذا لم يكن جامعًا لهذه الخصال او اخل بواحدة منها كان ناقصًا ولم يجز ان يكون امامًا وان يقلده الناس الى ان قال ولو ذهبنا نحكي ما حكى في الاجماع لطال وفي هذا الكفاية للمسترشد وانما ذكرت هذه المقدمة لتكون قاعدة يرجع اليها فيما نذكره فان اليوم ابتلي الناس بمن ينتسب الى الكتاب والسنة ويستنبط من علومهما ولا يبالي من خالفه واذا طلبت منه ان يعرض كلامه على اهل العلم لم يفعل بل يجب على الناس الاخذ بقوله وبمفهومه ومن خالفه فهو كافر عنده هذا وهو لم يكن فيه خصلة واحدة من خصال اهل الاجتهاد ولا والله عشر واحدة ومع هذا اغراج كلامه على كثير من الجهال فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ انتهى بقدر الحاجة واما بطلان كونه عالمًا قريش يسع طباق الارض علمًا فقد مر في الخطبة باحسن الوجوه فلا نعيدها قال اشهد ان لا اله الا الله ربًا رؤفًا ملكًا كبيرًا صمدًا سبوحًا قدوسًا رحمن الدنيا والاخرة ورحيمهما واحدًا لا شريك له واشهد ان محمدًا عبده ورسوله ووده ومقبوله ورضيه وخليله وحبيبه فاردًا لا شبيه له امنا بالله كما هو في ذاته الاحدية وصفاته الواحدية وملئكته وكتبه ورسله وانبيائه وما ورد من الامر في اليوم الاخر والقدر من الله القدير القادر اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد وبارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد اللهم اجعل صلوتك وبركاتك على محمد النبي وازواجه امهات المؤمنين وذريته واهل بيته كما صليت على آل ابراهيم انك حميد مجيد اللهم وعلى حملة عرشك الذين لا يفترون من تسبيحك ولا يسئمون من تقديسك والملئكة الذين اختصصتهم لنفسك اللهم وصل على رسولك وانبيائك من آدم الى الخاتم اللهم واتباع الرسل عامة اللهم واصحاب حبيبك مولنا محمد خاصة الذين احسنوا الصحابة وابلوا البلاء الحسن في نصره وكانفوه واسرعوا الى وفادته وسابقوا الى دعوته اللهم والتابعين لهم باحسان الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا

جب تک کہ یہ چند خصال اوس میں نہ ہوں اور وہ خصال یہ ہیں لغات عرب کا حافظ ہو اور ایسا ہی تصرفات اشعار عرب کے معانی کو جانتا ہو

ہر ایک کی اقسام کے اور اختلاف علماء و فقہا کو جانتا اور وہ علم جیسا کہ چاہیے جانتا ہو اور علم نحو جیسا کہ مسائل مختلف فیہا سے ماہر ہو قرآن شریف کا

عالم ہو اور اوس کو یاد رکھتا ہو اوس کے اختلاف قرأت و اختلاف قراء کے اور قرآن کی تفسیر اور اوس کے محکم و متشابہ و ناسخ و منسوخ

و قصص کا عالم ہو احادیث رسول اللہ سے واقف ہو اوس کے صحیح و سقیم و متصل و منقطع و مرسل و مسند و مشہور وغیرہ کے اور اسی طرح آثار

صحابہ سے واقف ہو اور اون کے موقوف و مسند کے پہچاننے کا اور روایات اور نقل کو نگاہ رکھنے والا اور صحت کو معتبر رکھنے والا ہو تا کہ اپنے مذہب

دین کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر مبنی کرتا ہو پس جبکہ ان خصال کا جامع ہو تو اوس کو امام ہونا زیب ہے اور یہ لوگ اوس کی تقلید

کریں اور وہ اپنے دین و احکام میں اجتہاد کرے اور جب کہ یہ سب خصال اوس میں نہ ہوں یا ایک ہی آدھ ان میں سے کم ہو تو وہ شخص

ناقص رہے گا اور اوس کا امام ہونا درست نہ ہوگا اور نہ لوگوں کا اوس کی تقلید کرنا جائز ہوگا یہان تک کہ کہا ہے کہ اگر ہم اس مسئلہ میں

اتفاق علماء کے ناقلین کو بیان کرنا چاہیں تو کتاب دراز ہو جائے اور اسی قدر کافی ہے طالب راستی کے واسطے اور یہ مقدمہ اس لئے

ہم نے ذکر کیا ہے کہ بیان یکساں قاعدہ کلیہ ہو جائے اون مباحث کے لئے جن کا ہم آگے ذکر کریں گے اس لئے کہ آج کل مسلمانوں کو ایک ایسے شخص سے

معاملہ پڑا ہے کہ جو کتاب و سنت کے طرف اپنے کو منسوب کرتا ہے اور اون کے علوم سے مسائل نکالتا ہے اور کسی سے کہ مخالف ہو نفیس

بات لینے خوف نہیں رکھتا ہے اور جب علماء پر اپنا کلام پیش کرنے کے واسطے کہا جاتا ہے تو پیش نہیں کرتا ہے بلکہ اپنے ہی قول و مفہوم پر عمل

کرنا لوگوں پر واجب کرتا ہے اور جو شخص اوس کے قول سے مخالف ہو تو اوس کے نزدیک کافر ہے یہ تو اوس کی حالت ہے اور اوس کی

ساتھ کیفیت یہ ہے کہ اوس میں مجتہدین کے اوصاف میں سے ایک وصف بھی موجود نہیں ہے بلکہ بھلا ایک وصف کا دسواں حصہ بھی نہیں

نہیں ہے اس پر اپنے کلام کو بہت سے جاہلوں میں شائع کر دیا ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ تمام ہوا بعض عبارت اور لیکن

مصنف کے اس جھوٹ کا بطلان کہیں قریشی عالم ہوں جس کا علم روئے زمین پر پھیلنے کی حدیث میں بشارت وارد ہے پس مقدمہ میں بخوبی ظاہر

ہو چکا ہے لہذا یہاں ہم اوس کا اعادہ نہیں کرتے کہا مصنف نے دین گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود سوا خدا کے نہیں ہے کہ یہ ہرگز مہربانی

بادشاہ ہے نگہبان ہے پاک ہے جا لیز و دنیا و آخرت میں رحمٰن و رحیم ہے یکتا ہے کہ جس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اوس کے بندے اور رسول

و حبیب و مقبول و ولی و خلیل و حبیب ہیں ایسے یکتا ہیں کہ جن کا نظیر نہیں ہے اور ہم خدا پر ایمان لائے جیسا کہ وہ اپنی ذات و صفات اور اپنی صفات و اسماء میں اور او

فرشتوں اور کتابوں اور تمام رسولوں و انبیاء پر اور اون امور پر جو آخرت میں ہونے والے ہیں اور خدا کی تقدیر تمام کی تمام اشیاء کو مقدر فرمانے والے خدا اور درود بھیج

پاور آل محمد پر جیسا کہ تو نے درود بھیجا ابراہیم و آل ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے اے خدا اپنی رحمتیں و برکتیں نازل کر محمد نبی پر اور اون کی بیبیاں پر

نازل ہوئیں اور اون کی اولاد و اہل بیت پر جیسا کہ رحمت نازل کیا تو نے ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے اے خدا اپنے عرش کے اٹھانے والے فرشتوں پر جو کہ تیری تسبیح

ستی ہیں کہ وہ تیری تقدیس کرتے ہیں تمام فرشتوں پر جو کہ تو نے اپنی ذات کے لئے خالص کیا ہے اور بزرگ سادات خصوصاً آدم کہ خاتم الانبیاء تک اور خدا سرکار تابعین پر خدا راضی ہو

حبیب ہمارے مولے محمد کے اصحاب پر خصوصاً جو بہترین صحابہ ہیں جنہوں نے ساتھ دیا اسلام کا زمانے میں حضرت کے مدد کرنے میں اور

محافظ ہوئے حضرت کے اور حضرت کا پیغام پہنچایا ہے جلدی کی اوس کا اسلام کو پورا قبول کیا تا کہ پیروی کریں وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار بخش ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو

الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم انتهی قوله فقال امهات المومنین وذریته واهل بیته اقول ومن الله التوفیق فی افراد الازواج من اهل البیت مع تقدمها علیهم والفصل بالذریة بینهما ایماء الی انها خارجة منهم وفی الاتیان بهم بعد الذریة تلمیح الی کونهم من الذریة لا من الازواج فحصل بهذین الکلامین قیاس علی الترتیب الشکل الثانی ان اهل البیت هم الذریة والازواج لیست بذریة فاهل البیت لیسوا بالازواج وینعکس الی ان الازواج لیست باهل البیت ویؤیده ما قال صاحبه فی ازالة الخفاء فی صفحه (۱) حضرت عائشه ام المومنین محب اهل بیت بودند انتهی یعنی انها من محبیهم لا منهم ویؤیده ایضا انه لم یرو فی هذا الکتب عنهن حدیثا ولا اثرا استقلالا مع ان موضوع مباحث هذا الکتب علوم اهل البیت لا غیرهم وهذا القیاس فاسد لان صغراه ممنوعة مخالفة لمذهب اهل السنة لان الازواج المطهرات عندهم من اهل بیت نبی صلی الله علیه وسلم اصالة والذریة داخلة فیهم تبعا کما نص علیه فی التفتحیت حیث قال فی صفحه (۲۲۱) منها البتی و محققین برانند که هرچند آیت در مخاطبه ازواج واقعست الحکم العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب جمیع اهل بیت درین بشارت و اعلام و حباء پیغمبر صلعم ازین دعا در حق چهار کس موصوف فرمودند نظر بخصوص سبب بود و نیز قرائن خصوصیت با زواج سابق و لاحق کلام دریافته نرسید که مراد خاص بازواج باشد و لهذا در روایة صحیحه بیهقی مثل این معامله با حضرت عباس و پسران او نیز ثابت شده مدعای آن حضرت صلعم برین بود که جمیع اقارب خود را در لفظ اهل البیت که در خطاب الهی وارد شده داخل ساخته مانند آنکه بادشاه کریم یکی از مصاحبان خود بفرماید که اهل خانه خود را حاضر کن تا خلعت دهیم و نوازش فرمایم این مصاحب عالی همت همه متوسلان خود را گوید که اینها اهل خانه من اند تا در خلعت و نوازش بادشاهی بر همه نصیبی باشد انتهی بقدر الحاجة قوله علی جملة الثقات الذین لا یفترون من تسبیحات ولا یسئمون من تقدیسک اقول فیه براعة ظاهرة لما بسطه فی هذا الکتب من عقاید المجسمة المشبهة ان الله تعالی جالس علی عرشه فوق سبع سموات بائن من خلقه وجلاله علی کرسیه لیس باعور یضحک وینزل الی سماء الدنیا علی الحقیقة وعن تبلیغ هذه العقائد الفاسدة فی حاشیة صفحه (۲۲) بروایة محمد بن اسحق الذی هو من المدلسین عند المحققین کما سیاتی فی تلک الصفحة من لم یقر ان الله تعالی علی عرشه قد استوی فوق سبع سموات فهو کافر بربه یستتاب فان تاب والا ضربت عنقه والقی علی بعض المزابل حیث لا یتاذی المسلمون ولا المعاهدون بنتن ریحه وکان ماله فیئا لا یرثه احد من المسلمین اذ المسلم لا یرث الکافر کما قال صلعم انتهی وهذه العقیدة المردودة من مزعومات اهل البدعة ردها علماء اهل السنة سلفا

جو ایمان مین ہم سے پہلے گذر گئے ہین بخش دے اور ہمارے دلون مین مومنون کی طرف سے کدورت نہ رکھ اے ہمارے پروردگار بیشک تو مہربان
اور رحیم ہے انتہی یہ جو مصنف کا قول ہے اور اون کی بیبیون پر جو مومنین کے مائین ہین اور اونکی اولاد اور اہل بیت پر مین کہتا ہون خ
خدا ہی کی طرف سے توفیق ہے ازواج کو اہل بیت سے جدا لانے مین اونکو اہل بیت پر مقدم کرنے مع نکے ساتھ اونکے واو عطف سے اون دونون مین فرق کرنے
مین اشارہ ہے اسطرف کہ ازواج اہل بیت سے خارج ہین اور اہل بیت ذریت کے بعد لانے مین اشارہ ہے اس طرف کہ اہل بیت ذریت مین
ہین نہ ازواج مین سے پس ان دونون کلام کے ملانے سے شکل ثانی کی ترتیب پر یون قیاس مرتب ہوا کہ اہل بیت ذریت مین سے ہین اور ازواج
ذریت مین سے نہین پس اہل بیت ازواج نہین اور اس کا عکس یون ہوگا کہ ازواج اہل بیت نہین ہین اور اسی کو موئد ہے جو مصنف کے
شاگرد نے ازالۃ الخفا کے صفحہ (۱۱) مین کہا ہے (حضرت عائشہ ام المومنین محب اہل بیت نہین) انتہی مراد یہ ہے کہ حضرت عائشہ اہل بیت کو
دوست رکھنی والی نہین نہ یہ کہ اہل بیت سے نہین اور نیز اس کا موید ہے یہ کہ مصنف نے اس کتاب مین ازواج مطہرہ سے مستقل طور پر
نہ کوئی حدیث روایت کی نہ کوئی اثر حالانکہ اس کتاب کے مباحث کا موضوع اہل بیت کے علوم ہین اور اونکا غیر اور یہ قیاس فاسد ہے اس لئے کہ
اسکا صغریٰ ممنوع ہے اور مذہب اہل سنت کے مخالف ہے کیونکہ ازواج مطہرات اون کے نزدیک اصالتاً اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور حضرت کی
اولاد اون مین داخل ہین تبعاً جیسا کہ تحفہ مین اس کی تصریح کی ہے جہان پر کہ صفحہ (۲۰۴) مین لکھا ہے (اور محققین اہل سنت اس پر ہین کہ ہر چند
یہ آیت ازواج کے خطاب مین واقع ہے لیکن چونکہ عموم لفظ کا اعتبار ہے نہ خصوص سبب کا کل اہل بیت اس بشارت مین داخل ہین
اور جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ دعا چار اشخاص موصوف کے حق مین فرمائی بلحاظ خصوص سبب کے تھی اور نیز ازواج خاص کر مخاطب تھین
کلام الٰہی کے سابق ولاحق مین پاکر حضرت کو خیال پیدا ہوا کہ مبادا یہ بشارت ازواج ہی کیلئے خاص ہو اسی وجہ سے بیہقی کی صحیح روایت
مین اس معاملہ کے مثل حضرت عباس اور اونکی اولاد کے حق مین بھی ثابت ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدعا یہی تھا کہ اپنی تمام اقارب کو اہل بیت کے
لفظ مین جو کہ خدا کے کلام مین وارد ہوا ہے داخل کر لیوین جس طرح سے کہ بادشاہ کریم اپنے کسی مصاحب کو حکم کرے کہ اپنے تمام اہل خانہ کو حاضر کر تا مین
اون پر خلعت وغیرہ سے نوازش کرون یہ مصاحب عالی ہمت اپنی کل علاقہ دارون کو فراہم لا کر کہدیوے کہ یہ سب میرے گھر کے
لوگ ہین تاکہ بادشاہی خلعت وعطیہ مین سب حصہ دار ہو جاوین قولہ اور اپنے عرش کے اٹھانیوالون پر جو کہ تیری تسبیح سے سستی نہین
کرتے انتہی مین کہتا ہون کہ اس قول مین مصنف براعت استہلال ہے اون عقاید کے لئے جو مصنف نے اس کتاب مین بسط کے ساتھ
لکھی ہے یعنے مجسمہ ومشبہہ کے عقاید کہ اللہ تعالےٰ اپنی عرش پر بیٹھا ہے اپنے سات آسمانون سے اوپر ہے اپنی مخلوق سے جدا ہے اس کے
دونون پیر اوسکے کرسی پر ہین کانا نہین ہے **فائدہ** یعنی دونون آنکھین درست صحیح وسالم ہین ہنستا ہے اور نیچے کے آسمان کی طرف حقیقتاً اترتا ہے
اور ان عقائد فاسدہ کی تبلیغ کو صفحہ ۴۳۰ کے حاشیہ مین صفحہ ۵ محمد بن اسحاق کی روایت جو کہ محققین کے پاس لس تھا جیسا کہ اوسمین
ایکا اسطرح پر لکھا ہے (جو شخص کا اقرار نکرے اسکا کہ اللہ تعالی اپنے عرش پر بیٹھا ہے سات آسمانون کے اوپر وہ اپنے رب کا منکر ہے اوس سے توبہ
کرائی جاوے اگر توبہ کرے تو فبہا ورنہ اوسکی گردن ماریجاوے اور گھورے پر پھینکدیا جاوے تاکہ مسلمان اور ذمی کفار اوسکی بدبو سے ایذا نپاوین اور اسکا مال غنیمت کا حکم رکھتا ہے
نہ وارث ہوگا اوسکا کوئی مسلمان اسلئے کہ مسلم کو کافر کا ترکہ نہین پہنچتا جیسا کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے انتہی اور یہ مردود عقیدہ اہل بدعت کے عقائد ہی تھا اہل سنت سلف

وصلنا كما مر نبذ منه في المقدمة وسيأتي بقيته في مقامه ان شاء الله تعالى قوله اللهم واتباع الرسل
عامة واخص حبيبك مولانا محمد بجماعة الذين احسنوا الصحابة وابلوا البلاء الحسن الخ اقول و
من الله التوفيق اورد هذه العبارة مقتبسا من الصحيفة السجادية التي هي كالصحيفة الالهية وكنز القرآن
عند الشيعة في الدرجة والفضيلة تنشيطا لقلوب الامامية وتغليظا للمنازعة اهل السنة والجماعة وايقاد
النار المنازعة التي هي في قلوب الطائفتين كامنة ولذا تصرف فيها بالنقص والزيادة كي يدفع ما اراد
بها اهل السنة ويثبت ما رامه الامامية وتفصيله ان اهل السنة قائلون بان الصحابة كلهم عدول ومن
ابغض واحدا منهم او تكلم فيه بشئ فهو مبتدع ضال زنديق داخل في زمرة اهل الشنعة وخارج من
دائرة اهل السنة والجماعة كما قال ابن حجر في الصواعق المحرقة اعلم ان الذي اجمع عليه اهل السنة والجماعة
انه يجب على كل مسلم تزكية جميع الصحابة باثبات العدالة لهم والكف عن الطعن فيهم والثناء عليهم
فقد اثنى الله سبحانه عليهم في آيات من كتابه منها قوله تعالى كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ فاثبت
الله لهم الخيرية على سائر الامم ولا شئ يعادل شهادة الله لهم بذلك لانه تعالى اعلم بعباده وما
انطووا عليه من الخيرات وغيرها بل لا يعلم ذلك غيره تعالى فاذا شهد تعالى فيهم بانهم خير الامم وجب
على احد اعتقاد ذلك والايمان به والا كان مكذبا بالله في اخباره ولا شك ان من ارتاب في حقية
شئ مما اخبر الله او رسوله به كان كافرا باجماع المسلمين انتهى بقدر الحاجة وقال امام عصره ابو زرعة
الرازي من اجل شيوخ المسلم اذا رأيت الرجل ينقص احدا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
فاعلم انه زنديق وذلك ان الرسول حق والقرآن حق وما جاء به حق وانما ادى الينا كل الصحابة فمن جرحهم
انما اراد ابطال الكتاب والسنة فيكون الجرح به الصق والحكم عليه بالزندقة والضلالة والكذب والفساد
هو الاقوم الاحق وقال ابن حزم الصحابة كلهم من اهل الجنة قطعا وانه لا يدخل احد منهم النار لانهم
المخاطبون بالآية انتهى كذا في الصواعق وذهب جمهور العلماء الى ان الصحابة كلهم عدول قبل فتنة عثمان
وعلي وكذا بعدها كذا في شرح فقه الاكبر وقال ابن دقيق العيد في عقيدته وما نقل فيما شجر بينهم
واختلفوا فيه فمنه باطل وكذب فلا يلتفت اليه وما كان صحيحا اولناه بتأويلات حسنة لان الثناء
عليهم من الله سابق وما نقل من الكلام اللاحق محتمل التأويل والمشكوك والموهوم لا يبطل المحقق
والمعلوم هذا وقال الشافعي تلك دماء طهر الله ايدينا عنها فلا نلوث السنتنا بها انتهى كذا في
شرح فقه الاكبر والشيعة يعتقدون ان بعض الصحابة بل اكثرهم منافقون قد ارتدوا واتى الذين
وغصبوا الخلافة من مستحقيها وجاروا على الامام الحق وافسدوا بين الخلق نعوذ بالله من هذا

مصنف تک اس کا رد کرتے آئے ہیں چنانچہ اس کا کچھ بیان مقدمہ میں گذر چکا ہے اور باقی اپنے مقام میں اگر خدا نے چاہا مذکور ہوگا مصنف کا
قول ہے خدا اور رسولوں کے پیرووں پر صلوٰۃ اور اپنے حبیب سے جو مولے محمد کے یاروں پر خاص کر جنہوں نے صحبت کو اچھی طرح سے کیا
اور بلا میں اچھی طرح مبتلا کئے گئے انتہی میں کہتا ہوں کہ اس عبارت کو مصنف نے صحیفہ سجادیہ سے اخذ کیا ہے جو کہ صحیفہ آیہ اور قرآن کی مثل
شیعوں کے مذہب میں سمجھا جاتا ہے اور بعد تفضیل کے اعتبار سے امامیہ کے قلوب خوش کرنے اور اہل سنت کا رد کرنے اور جھگڑے کی
آگ انکا جو فریقین کے دلوں میں دبی ہوئی ہے اور اسی وجہ سے کمی بیشی کر کے اصل عبارت میں تصرف کر کے نقل کیا ہے تا سنیوں کا
استدلال اس عبارت سے مرتفع ہو جاوے اور امامیہ کا مطلب ثابت ہو جاوے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سنیوں کے مذہب میں صحیح یہ ہے
سب صحابہ کو متقی جانیں اور جس نے ایک صحابی سے بغض رکھا یا کچھ اوس میں الزام لگایا تو وہ شخص بدبختی گمراہ بددین ہے بددینوں کی جماعت میں داخل ہے
اور اہل سنت کے حلقہ سے باہر ہے چنانچہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں کہا ہے کہ جان تو کہ تحقیق اہل سنت کا اجماع ہے اس پر کہ ہر مسلمان پر واجب
ہے کہ کل صحابہ کی صفائی اور پاکی کا اثبات کرے بذریعہ اثبات انصاف و سچائی کے اور ان پر طعن کرنے سے زبان کو روکنا اور انکی تعریف و ثنا کرنا اس لئے
کہ حق سبحانہ نے کلام مجید کی بہت سی آیتوں میں انکی مدح فرمائی ہے منجملہ ان کے قول خدائے پاک کا ہے تم بہتر جماعت ہو کہ جو لوگوں کی اصلاح
کے واسطے بھیجی گئی ہے پس اسنے صحابہ کیلئے تمام امتوں سے بہتر ہونا ثابت فرمایا اور اس معاملہ میں اللہ کی شہادت سے بڑھ کر کوئی دلیل نہیں
ہو سکتی ہے اس لئے کہ حق تعالے اپنے بندوں کا حال اور جو کچھ خیر و شر انکا خیال ہے بخوبی جانتا ہے بلکہ حق تعالے کے سوا دوسرے کو اسکا
علم ہی نہیں ہے پس جبکہ خدا نے صحابہ کی تمام امتوں سے افضلیت بیان فرمائی ہے ہر شخص پر اس کا اعتقاد و ایمان لازم ہو گیا ورنہ اس نے
حق تعالے کو جھٹلایا تو لازم آئے گا اور اس میں شک نہیں کہ جو شخص اللہ اور اوس کے رسول کے اخبار کے حق ہونے کو شک و شبہ سمجھے تو وہ تمام اہل
اسلام کے اجماع سے کافر ہو جائے گا تمام ہوا یہ کلام بقدر مرام اور امام وقت ابو زرعہ رازی نے جو کہ مسلم کے اجلہ شیوخ میں سے ہیں کہا
ہے جبکہ تو کسی کو دیکھے کہ کسی صحابی کی توہین کرتا ہے تو تو یقین کر لینا کہ یہ شخص بددین ہے اور یہ اسوجہ ہے کہ رسول سچا ہے اور قرآن سچا
ہے اور قرآن کا ایراد تحقیق جبرئیل امین سچا ہے اور تمام قرآن ہم کو صحابہ نے پہنچایا ہے پس جو کہ صحابہ میں جرح کرتا ہے اوسکا ارادہ درحقیقت
کتاب و سنت میں جرح کرنیکا ہے تو ایسی جرح اوسی شخص جارح کے لئے زیادہ چسپاں ہے اسی طرح مذکور ہے صواعق میں اور فقہ اکبر کی شرح
میں لکھا ہے کہ جمہور علما کا مذہب ہے کہ تمام صحابہ سچے ہیں حضرت عثمان غنی اور سیدنا علی کے فتنہ سے قبل اور اسی طرح اوس کے فتنہ کے بعد
اور ابن دقیق العید نے اپنے عقیدہ میں لکھا ہے اور جو کچھ صحابہ کے باہم خصومات میں منقول ہوا ہے اور جس معاملہ میں صحابہ کا خلاف منقول
ہوا ہے اوسکی روایات پس بعض تو اون میں سے محض بے اصل ہیں و بیہودہ ہیں اور انکی طرف اصلا توجہ نکی جانے اور جس قدر اون میں سے
صحیح ہیں ان کی تاویلات حسنہ بیان کریں گے کیونکہ صحابہ کی ثنا حق تعالے کی طرف سے پہلے ہو چکی ہے اور جو کچھ اون کے خلاف شان منقول ہوتا ہے
بعید ہے اور تاویل کا احتمال رکھتا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ مشکوک موہوم کی وجہ سے امر قطعی و یقینی باطل نہیں ہو سکتا ہے اسکو خوب سمجھ لے اور امام شافعی کا
قول ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے خون سے اللہ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا ہے پس ہم کو بھی چاہئے کہ ہم اپنی زبانوں کو اون سے آلودہ کریں تمام ہوا یہ قول؛ فقہ اکبر کی شرح میں
اور شیعہ کا اعتقاد یہ ہے کہ بعض ہیں مگر اکثر منافق تھے کہ دین میں مرتد ہو گئے اور خلافت کو دوسرے مستحق سے چھین لیا اور امام برحق پر ظلم کیا جو بزرگ تھا اوسپر کیا پناہ

الاهاجي الواهيات الاباطيل تعلماء اهل السنة تاظرا لهم في هذه المسئلة ورد دواعيهم في الكتب ودفعوا
هذه المطاعن بطرق معتبرة في البحث والمناظرة فيها انهم ردوا على الامامية زاعمين هذه العبارة من
الصحيفة السجادية قائلين بان الائمة كانوا يحبون الصحابة كلهم ويدعون لهم بالخير وانتم يا معشر الامامية
تدعون حب الائمة وتخالفون سيرهم في افعالهم وسيرتهم في اقوالهم فلما غير المصنف هذه العبارة حيث
زاد فيها اللعن واتباع الرسل عامة ونقص كثيرا من الخصال الزم منه ان عموم الدعاء وارد في حق اصحاب
الانبياء السابقين وخصوص لبعض اصحاب نبينا صلى الله عليه وسلم الذين اتصفوا بالاوصاف المذكورة
واما غير الموصوفين بها كمعاوية وغيره فخارجون منه وان هؤلاء الانبياء امر الشيعة رفقاء اهل السنة فقوي
ما زعمه الامامية على رغم اهل السنة وضعف ما استدل به اهل السنة على خلاف الامامية فاشتعل
نار المنازعة بعد ما كانت كامنة في قلوب الجماعة وقد قال الله تعالى ولا تفسدوا في الارض بعد اصلاحها
وقال تعالى إن الله لا يحب المفسدين اعاذنا الله تعالى من افساد المفسدين وايقادهم نار الفتنة
بعد خمودها بين المسلمين قال اما بعد فلقد امتد ما انتهى الي من اقوال الفرق المتشيعة ان اهل السنة
وهم جماعة الموالي على المرتضى وشيعته وخاصته على الحقيقة وان لم يتسموا بذلك اتقاء موضع التهمة خلافا
للمتشيعة حيث تسموا بالشيعة والخاصة وسموا اهل السنة بالعامة انهم سلفا وخلفا قد تركوا مذهب
الائمة من اهل البيت النبوة بما سلكوا من مذاهب الصحابة والتابعين في اصول الدراية واصول الرواية و
واصول الدراية وجل الفروع الفقهية على الغاية الكثرة وتركوا سائر ما عنهم من انواع العلوم وكما قالوا مع
ان جل علوم اجل القوم امام الائمة على المرتضى انما هو عند اهل السنة انتهى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه
ان هذا الكلام لا يخلو عن الاسقام ومع ذلك لا يدل على المرام لغاية الابهام اما اولا فلان من في قوله من
اقوال الفرق المتشيعة اما تبعيضية او بيانية على الاول يبقى لفظ ما في قوله ما انتهى الي بغير بيان فلا يدل
على المرام لكمال الابهام وعلى الثاني لا يطابق قوله من اقوال الفرق المتشيعة لما بعده لان ما بعده قول
واحد لا اقوال واما ثانيا فلان لفظ انهم في قوله انهم سلفا وخلفا مقحم لان اهل السنة اسم ان وقوله
قد تركوا الى اخره خبره فما الفائدة في زيادة انهم وان ادعى التاكيد الكثير بينه وبين المؤكد منه يوهن
دعونه واما ثالثا فلان قوله وهم جماعة الموالي على الخ اما من مقولة الشيعة فهو يقلع هذا الاعتراض
من اصله وايضا يخالف زعمهم في الواقع واما من مقولة المصنف كما هو الظاهر فيقتضي التناقض
كما سيأتي واما من مقولة الغير فالسياق والسباق ابيان عنه كل الاباء فلا بد له من البيان وبدونه
صار الكلام من ادنى مراتب البلاغة ويشتمل على الحشو لا طائل تحته واما رابعا فلان هذا الاعتراض

شیعون کی ان ہوائی تباہی باتون سے پس علمائے اہل سنت نے اس مسئلہ مین اون سے مناظرہ کیا اور اپنی کتابون مین شیعون کا رد لکھا اور شیعون کے طعن
مطاعن کو فن مناظرہ کے معتبر طریق سے دفع کیا پس ان طرق مین سے بعض یہہ ہے کہ اہل سنت نے شیعہ کو الزام دیا صیغہ سجادیہ کی عبارت مذکورہ کو تحریر
نقل کرکے بایں طور کہ ائمہ اہل بیت تمام اصحاب کو دوست رکہتے تہے اور اونکو دعائے خیر دیتے تہے اور تم لوگ اے امامیہ کی جماعت ائمہ کی محبت کا دعوی کرتے ہو
اور اونکی سیرت افعال و سیرت اقوال کے خلاف کرتے ہو پہر جبکہ مصنف نے اس عبارت کو تغییر کر دیا اس طرح سے کہ اس نے کہ اول مین جماعتہ کا لفظ بڑہا دیا
و اسکے آخر سے بہت کچہ کم کر دیا تو اس صنعت سے لازم آیا کہ عموم دعا کا انبیاء سابقین کے اصحاب کے حق مین وارد ہے اور خصوصیت کا وارد ہے
بعض اصحاب رسول اللہ صلعم کے واسطے جو کہ اوصاف مذکورہ فی الدعا کے ساتہ موصوف تہے اور جو کہ اون اوصاف کے ساتہ موصوف تہے جیسے معاویہ وغیرہ
وہ اس دعا سے خارج ہین اور یہی تو شیعہ کا مطلب ہے اور سنیون کے منافی ہے پس اس تغییر مصنف سے امامیہ کا مطلب قوی ہو گیا برخلاف منشاء اہلسنت کے
اور اہل سنت کا استدلال شیعون کے خلاف مین اس عبارت سے ضعیف ہو گیا پس جہگڑے کی آگ بہڑک اوٹہی بعد اس کے کہ لوگون کے دلون مین بجہی
ہوئی تہی اور حق تعالے نے فرمایا ہے (اور مت فساد برپا کرو زمین مین اوسکی درستی کے بعد) اور نیز فرمایا (بیشک اللہ فسادیون کو دوست
نہین رکہتا ہے) خدا پناہ مین رکہے مفسدون کے فساد برپا کرنے سے اور فتنہ کی آگ کو مسلمانون مین بجہنے کے بعد سلگانے سے کہا مصنف نے (لیکن
حمد و صلوٰۃ کے بعد پس شیعون کا یہہ اعتراض جہانتک پہنچا کہ سنیون نے جو کہ درحقیقت مولی علی مرتضے کے شیعہ اور خاصہ ہین اگرچہ وہ اپنے کو موضع تہمت سے
بچنے کے لئے شیعہ نہین کہلواتے بخلاف شیعون کے کہ اپنا نام شیعہ و خاصہ رکہتے ہین اور اہل سنت کو عامہ کہتے ہین سلف سے لیکر خلف تک
ائمہ اہل بیت کے مذہب کو چہوڑ کر مذہب صحابہ و تابعین کو اختیار کر لیا ہے علم عقاید و علم روایت و اصول درایت و جملہ مسائل فقہیہ مین
باوجود ان کی کثرت کے اور نیز کل انواع علوم کو جو اہل بیت سے منقول ہین چہوڑ بیٹہے یا جس طور سے شیعہ اس اعتراض کی تقریر
کرتے ہین حالانکہ اجل قوم امام ائمہ علی مرتضے کے علوم کا بڑا ذخیرہ اہل سنت ہی کے یہان ہے تمام ہوا کلام مصنف کا اب خدا کی توفیق
و مدد سے مین کہتا ہون کہ مصنف کا یہہ کلام چند اسقام سے خالی نہین ہے اور باوجود غایت ابہام و پیچیدگی کی وجہ سے اصل مطلب پر
دلالت نہین کرتا ہے پہلا سقم یہہ ہے کہ مصنف کے قول (من اقوال الفرق المتشیعۃ) مین لفظ من یا تبعیضیہ کیلئے ہے یا بیانیہ ہے شق
اول پر اوس کے قول (ما اتفق الخ) مین لفظ ما بلا بیان رہجاتا ہے پس ابہام کے سبب سے مقصود پر دلالت نہین کرتا اور شق ثانی پر مصنف کا
قول (من اقوال الفرق المتشیعۃ) اپنے مبین کے مجمل سے مطابق نہین ہوتا ہے اس لئے کہ اوس کے بعد مین ایک قول ہے نہ کہ اقوال دوسرا
سقم یہہ ہے کہ مصنف کے قول (انہم سلفا و خلفا) لفظ انہم کی بہرتی ہے اس لئے کہ اہل السنۃ انّ کا اسم ہے اور مصنف کا قول قد ترکوا
آخر تک انّ کی خبر ہے پس لفظ انہم کے بڑہانے مین کیا فائدہ ہے اگر تاکید کا دعوے ہو تو تاکید اور موکد مین بڑا فاصلہ لازم آتا
ہے جو مصنف کے دعوی تاکید کو مکرر کرتا ہے تیسرا سقم یہہ ہے کہ مصنف کا قول (ہم جماعۃ المبنی علی آخر تک یا تو شیعہ کا قول [illegible]
تو یہہ قول اعتراض مذکور کو جڑ سے اوکہاڑ دیتا ہے اور واقعی مین بہی شیعہ اس کے قایل نہین اور یا مصنف کا قول قرار دیا جاوے تو یہہ امر محل
ظاہر ہے تو اس تقدیر پر تناقض لازم آتا ہے جیسا کہ آگے اس کا مذکور ہوگا اور یا کسی غیر شخص کا قول ہے پس اس احتمال سے کلام سابق و لاحق بالکل
الجہ جاتا ہے پس اس کے لئے کوئی قرینہ ضرور ہے ورنہ یہہ کلام اوس مرتب بافندہ کے الجہا گنجا [illegible] چوتہا سقم یہہ ہے کہ [illegible]

اما دعوٰی فلا تکون الا لیل ویدونه لا یسمع واما ثانیاً فلا بد له من التصحیح بان ینسب الی کتب
معرکتب قائلیها وثقة من ثقاتہم وکلاہما مفقودان فکیف یتصدی الیه بالرد او التسلیم واما
ثالثاً فلان قوله تعالیٰ موضع التہمة لیس له محل لان اهل السنة یفتخرون بکونہم من شیعة
المرتضی علی کرم اللّٰه وجہه ویباہون ویتعجبون به کما صرح به فی التحفة فی صفحه ۳۹ اول کسیکه
بشیعه ملقب شد جماعه از مہاجرین وانصار وتابعین ایشان باحسان اند که متابعت ومتابعت حضرت مرتضیٰ نمودند در وقتیکه
جناب ایشان خلیفه شد عیر ملازمت صحبت ایشان اختیار کردند وبا محاربین ایشان جنگ نمودند ومطیع اوامر ونواہی ایشان
ماندند وایشان را شیعه مخلصین گویند وابتدای این لقب در سن سی وہفت بود از ہجرت بازلبعدا زدوصد سال شیعه تفضیلیه ظاہر
شدند الی ان قال بعدازان ظاہر شد شیعه سبئیه که اعاظم صحابه وامہات المومنین را سب وطعن میکردند وایشان متفرق شدند بفرق
کثیره چنانچه گذشت واین ترتیب بنا بر ظہور مذہب است والا حدوث اینہا ہمه در عہد امیر المومنین بود باغوای عبد اللّٰه بن سبا
انتہی بقدر الحاجة فکیف یتقونه ظانین له من مظان التہمة ان ہو الا کذب وبہتان افتراء محض منه
علیہم وانما فعل لتشتعل به نیران الخلاف والشقاق بین الطائفتین اعاذنا اللّٰه منه والعجب منه
یقول الآن انه یفتخر به ایضاً کما قال وہم جماعة الموالی علی المرتضی وشیعته وخاصة علی الحقیقة مع
دعواه بکونه من اهل السنة ان ہو الا تناقض صریح کما وعدناه سابقاً واما سادساً فلان
قوله قد ترکوا مذہب الائمة من اهل بیت النبوة بما سلکوا مذاہب الصحابة والذین تبعوا باطل لان
المذہب ینسب علی بعض العلماء من الائمة فی فہم الشریعة فیضع ذلك العالم قواعد بعقله
وبمقتضاها فہمه یستنبط المسائل الشرعیة من مآخذها ولهذا یحتمل الخطاء والصواب فنسبته
الی الصحابة واهل بیت النبوة لیس بمعقول کما وقع من المصنف وتقرر الاعتراض ولهذا لا
ینسب الی اللّٰه ورسوله والملائکة واهل السنة ایضاً لا ینسبونه الی فقہاء الصحابة مع کونہم افضل من
الائمة الاربعة بیقین عندہم والامام نائب الرسول معصوم من الخطاء عند الامامیة فکیف یصح
منہم ان ینسبوا المذہب الیه بل نسبته الی ائمة اهل البیت او الصحابة غیر خالیة عن سوء الادب
بینما اقوال الائمة والصحابة مواخذ المذاہب لا انفسها کذا فی التحفة واما سابعاً فلان قواعد فی اصول
الدین وقواعد الکلامیة واصول الدرایة وجل الفروع الفقہیة علی غایة الکثرة ایضاً لا تعقل
نسبتها الی الصحابة لان ہذه الفنون انما دونت بعد قرون الثلثة المشہودة علیہا بالخیر وما کان
فی زمن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم واصحابه من العلوم علم الایمان وعلم القرآن وعلم الروایة
وعلم الفقه کما کذا فی فوت القلوب والفقه ایضاً دون بامر المرتضی کرم اللّٰه وجہه وشریعته

جس کو مصنف نے شیعون کے جانب سے نقل کیا ہے یا تو مصنف کو ادعاء محض ہے تو اس کیلئے دلیل کا ہونا ضرور ہے ورنہ قابل سماعت نہ سمجہا جائیگا یا نقل ہے پس اس کی تصحیح کیلئے مصنف پر لازم ہے کہ شیعہ کی کسی کتاب یا اون کے کسی معتبر شخص کا حوالہ نقل کرے اور یہہ دونون امر یہان پر مفقود ہین پہر کیون کر تسلیم یا رد کے طور پر اس اعتراض کے طرف توجہ کیجائے پانچوان سقم یہہ ہے کہ مصنف کا قول (اتقاء موضع التہمۃ) بے محل ہے اس لئے کہ اہل سنت سیدنا علی کے شیعہ ہونے پر فخر کرتے ہین اور مقابل مباہات وحسنات سمجھے ہین چنانچہ مولانا نے تحفہ کے صفحہ ۹ مین اس کی تصریح کی ہے پہلے جن کا نام شیعہ رکہا گیا مہاجرین وانصار اور اون کے تابعین باحسان کی جماعت ہے کہ جنہون نے حضرت مرتضے کی رفاقت واطاعت کی تہی اون کی خلافت کے زمانے مین اور ہمراہی صحبت کو لازم پکڑ کر اون کے مخالفین سے لڑتے اور خود اون کے احکام کی اطاعت کرتے رہے اور انہین کو شیعہ مخلصین کہتے ہین اور اس لقب کی ابتدا سن سنتیس ہجری مین ہوئی پہر دو تین برس کے بعد شیعہ تفضیلیہ ظاہر ہوئے یہانتک کہ ان کے بعد شیعہ سبیہ ظاہر ہوے کہ جو بڑے صحابہ اور امہات مومنین پر لعن طعن کرتے ہین پہر ان کے بعد سے فرقے ہو گئے جیسا کہ مذکور ہوا اور یہہ ترتیب مذہب کے ظاہر ہونے کے لحاظ سے ہے ورنہ پیدا ہونا ان سب فرقون کا حضرت امیر کے عہد مین عبداللہ بن سبا کے بہکانے سے ہوا ہے تمام ہوا یہ کلام بقدر مرام پہر کیونکر اس کو موضع تہمت سمجہکر اس سے احتراز کرین گے یہہ تو محض جہوٹ ہے اور مصنف کے طرف سے سنیون کے اوپر افترا ہے اور یہہ جملہ مصنف نے اس لئے درج کتاب کیا ہے کہ اس کو پڑہکر شیعہ وسنی دونون فرقون مین مخالفت وعداوت کی آگ خوب روشن ہو خدا اس سے پناہ دیوے یہہ اور تعجب تو مصنف سے یہہ ہے کہ خود ہی ایسا کہتا ہے اور خود ہی فخر کرتا ہے جیسا کہ قول مصنف (وہم الجماعۃ الموالی علی المرتضی وشیعتہ وخاصتہ علی الحقیقۃ) سے ظاہر ہے اور اپنے سنی ہونے کا دعوے بہی مصنف کو ہے پس مصنف کے اس کلام مین تناقض صریح لازم آگیا جیسا کہ ہم نے سابق مین وعدہ کیا تہا چہٹا سقم یہہ ہے کہ قول مصنف (وقد ترکوا مذہب الائمۃ من اہل بیت النبوۃ بما سلکوا مذہب الصحابۃ والتبعۃ) باطل ہے اس لئے کہ مذہب ایسا طریق ہے کہ بعض علمائے امت پر کہولا جائے مسائل شریعت کے سمجہنے کو پس وہ عالم کچہ قاعدے بناوے اپنی عقل اور مقتضے فہم سے جن کی بنا پر شرعی مسائل کو اون کے ماخذ سے نکالے اور اسیوجہ سے مذہب ہر خطا وصواب دونون کا احتمال ہے پس مذہب کی نسبت صحابہ واہل بیت نبوی کیطرف جیسا کہ مصنف نے اعتراض کی آخر مین واقع ہوئی ہے سراسر نامعقول ہے اور اسیوجہ خدا اور رسول اور فرشتون کی طرف مذہب کی نسبت نہین کیجاتی اور نیز اہل سنت فقہاے صحابہ کیطرف اپنے مذہب کی نسبت نہین کرتے باآنکہ انکے نزدیک یقیناً صحابہ افضل ہین ائمہ اربعہ اور شیعہ کے نزدیک امام نائب رسول ہی خطا سے معصوم ہے پہر کیونکر اونکی جانب سے مذہب کی نسبت امام کیجانب کرنا درست ہو سکتا ہے بلکہ مذہب کی نسبت اہل سنت یا صحابہ کیطرف بے ادبی سے خالی نہین ہے کیونکہ صحابہ وائمہ اہل بیت کے اقوال ماخذ مذاہب ہین نہ کہ عین مذاہب اسیطرح مذکور ہے تحفہ مین ساتوان سقم یہہ ہے کہ قول مصنف (فی اصول الدیانۃ واصول الروایۃ واصول الدرایۃ وفی الفروع الفقہیۃ علی غایۃ الکثرۃ) بہی مخالفت سے خالی نہین ہے اسلئے کہ فنون مذکورہ کی تدوین قرون ثلاثہ کے بعد ہوئی ہے اور یہ علوم صحابہ کے زمانہ مین مثل علم الایمان وعلم القرآن وعلم الروایۃ وعلم الفقہ تہا جیسا کہ قوت القلوب مین مذکور ہے اور علم نحو بہی حضرت امیر کے زمانہ مین ایک صحابی سے مدون ہوا ہے

يصح قوله بما سلكوا من مذاهب الصحابة والتبعة في اصول الدينية الخ ان هذا الاختلاق وإمّا
ثانيًا فلان ترك مذهب الائمة من اهل النبوة في هذه الفنون ايضًا غير صحيح لان اهل السنة
كلهم متفقون في عقائدهم غير مختلفين فيها والاشعري منهاجهم كما قال الحافظ بن عساكر
في تبيين كذب المفتري لستا نرى الائمة الاربعة في اصول الدين مختلفين انتهى وقال الشيخ
تاج الدين السبكي في معيد النعم ومبيد النقم وهذه المذاهب الاربعة ولله الحمد في العقائد
واحدة الا من لحق منها باهل الاعتزال والتجسيم والا فجمهورها على الحق يقرون عقيدة ابي جعفر
الطحاوي التي تلقاها العلماء سلفًا وخلفًا بالقبول ويدينون الله براي شيخ السنة ابي الحسن الاشعري
الذي لم يعارضه الا مبتدع انتهى واصول العقائد قد اخذوها من ائمة اهل بيت النبوة كما قال
في التحفة صفحه (٢٢٣) از رئيس فقهاء اهل سنت ابو حنيفه مرويست كه گفت قلت لابي عبد الله جعفر بن محمد
الصادق يا ابن رسول الله هل فوض الله الامر الى العباد فقال الله اجل من ان يفوض الربوبية
الى العباد فقلت هل جبرهم على ذلك فقال الله اعدل من ان يجبر على ذلك ثم يعذبهم قلت وكيف فقال بين بين
لا جبر ولا تفويض ولا اكراه ولا تسليط انتهى بر همين روايت اهل سنت بناے مذهب خود نهاده اند ودر نفي غلو
در جبر واثبات كسب براے ايشان مطابق ارشاد حضرت صادق اعتقاد دارند حالا همين روايت را بعينها از كتب شيعه
واثنا عشريه نيز بايد شنيد تا صدق وكذب اهل سنت ظاهر گردد روى محمد بن يعقوب الكليني عن ابي عبد الله انه
قال لا جبر ولا تفويض ولكن امر بين امرين وروى الكليني ايضًا عن ابراهيم عن ابي عبد الله مثل ذلك
وروى الكليني ايضًا عن ابي الحسن محمد بن رضا نحوه انتهى فعلم من هذه الروايات المتفقة عليها
بين الطائفتين ان عقيدة الائمة من اهل البيت لا جبر ولا قدر ولكنه بين بين وان هو الا معتقد
اهل السنة والشيعة على خلافه يقولون بخلق العباد للافعال ويأولون قول الامام الى تاويلات ركيكة
سخيفة لا يقبلها السليم ان رضي بها السقيم فلزم عليهم ما الزموه على اهل السنة من ترك مذاهب
الائمة والمصنف ما رضي عن هذا الجواب وان كان قويًا مسكتًا للخصم سر حاب كتب لانه
ليس في الحقيقة من منتصري اهل السنة بل هو من مقلدي مذهب المجسمة والمشبهة والوهابية
الذين هم اصحاب الجهة والنزول والاستقرار وغيرها من العقائد الباطلة كما هي مبسوطة في كتبهم
هذا وكان مرامه من تصنيف هذا الكتب ترويج هذه العقائد الواهية وهي مردودة غير
مقبولة كلها عند الطائفتين من السني والشيعة كما سنبين ان شاء الله تعالى في هذا الكتب فكيف
يمكنه ترويجها بينهما فاخترع من عند نفسه دسيسة عجيبة مختلفة من الدسيسين من

صحیح ہو سکتا ہے مصنف کا یہہ قول (ربما یشکو امن مذاهب الصحابة والتابعین فی اصول الدیانة) یہہ تو محض بناوٹ ہے آٹھواں سقم یہہ ہے کہ
ائمہ اہل بیت نبوت کے مذہب کو ان فرقوں نے ترک کر دیا ہے یہ خبر غیر صحیح ہے اس لئے کہ تمام اہل سنت عقاید میں متفق ہیں اصلا اختلاف نہیں رکھتے اور امام
اشعری اون کے طریقہ پر ہیں جیسا کہ حافظ ابن عساکر نے کتاب تبیین کذب المفتری میں کہا ہے کہ تمام ائمہ اربعہ کو عقاید میں مختلف نہیں دیکھتے ہیں
انتہی اور شیخ تاج الدین سبکی نے کتاب معید النعم و مبید النقم میں کہا ہے اور یہہ چاروں مذہب خدا کا شکر ہے کہ عقاید میں ایک ہیں مگر جو
ان میں سے معتزلی اور مجسم ہو گیا ورنہ جمہور مذاہب اربعہ کے حق پر اور ابو جعفر امام طحاوی کا عقیدہ جس کو اگلے پچھلے تماموں نے مقبول کر لیا ہے
تسلیم کرتے ہیں اور خدا کی عبادت کرتے ہیں مطابق رائے شیخ سنت امام ابو الحسن اشعری کے جن کا مخالف نہیں ہے مگر بدعتی انتہی
اور اصل الاصول عقاید کو علمائے مذاہب اربعہ نے ائمہ اہل بیت ہی سے اخذ کیا ہے جیسا کہ تحفہ کے صفحہ ۳۳۲ میں لکھا ہے فقہائے اہل سنت
کے سردار امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہا انہوں نے کہ میں نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ اے ابن رسول اللہ کیا خدا نے اپنا کام بندوں کے
سپرد کر دیا ہے فرمایا کہ خدا بزرگ تر ہے اس سے کہ رب ہونے کو بندوں کے حوالہ کر دیوے پس میں نے پوچھا کیا انکو اس پر مجبور کر دیا ہے
فرمایا کہ اللہ عادل تر ہے اس سے کہ بندوں کو اس امر پر مجبور کر دیوے پھر میں نے عرض کیا کہ کیونکر ہے یہہ معاملہ فرمایا کہ بین بین ہے نہ
بالکل جبر ہے نہ بالکل اختیار ہے نہ محض اکراہ ہے نہ بہہ تن تسلیط ہے انتہی اسی روایت پر اہل سنت نے اپنے مذہب کو مبنی کیا ہے اور
بندوں سے پیدا کرنے کی نفی اور اون کے لئے کسب کے اثبات میں امام جعفر صادق کے ارشاد کے مطابق عقیدہ رکھتے
ہیں اب بعینہا اسی روایت کو حضرات شیعہ و اثنا عشریہ کے کتابوں سے بھی سناتے ہیں تا اہل سنت کا ثبوت صحیح ظاہر
ہو جائے محمد بن یعقوب کلینی نے ابو عبد اللہ یعنے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ فرمایا انہوں نے نہ جبر ہے نہ تفویض
لیکن ایک شے ہے ان دونوں کے درمیان اور نیز کلینی نے بواسطہ ابراہیم ہی امام جعفر صادق سے کلام مذکور روایت کیا ہے
اور نیز کلینی نے امام ابو الحسن محمد بن علی رضا سے ایسا ہی روایت کیا ہے انتہی پس ان روایتوں سے کہ جن پر شیعہ
و سنی دونوں متفق ہیں معلوم ہو گیا کہ ائمہ اہل بیت کا عقیدہ نہ جبر کا ہے نہ قدرت کا بلکہ ان دونوں کے درمیان ہے
اور یہی عقیدہ ہے اہل سنت کا اور شیعہ اس کے مخالف ہیں کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا خالق ہے اور امام جعفر صادق کے
قول مذکور کی طرح طرح پر رکیک و سخیف تاویلیں کرتے ہیں کہ جن کو صحیح المزاج آدمی قبول نہیں کرتا اگرچہ بد مزاج آدمی
اون سے خوش ہو جائے پس جو کہ شیعہ نے اہل سنت پر اہل بیت کے مذاہب کو چھوڑ دینے کا الزام لگایا تھا وہ حضرات
شیعہ پر الٹ پڑا اور مصنف نے اس جواب کو پسند نہ کیا حالانکہ یہہ جواب قوی ہے اور وہ خصم کا مسکت ہے اور کتب اہل سنت میں بصراحت مذکور ہے اسکی حجت
یہہ ہے کہ در حقیقت مصنف اہل سنت کی طرفداروں میں سے نہیں ہے بلکہ وہ غلاۃ مجسمہ و مشبہہ و وہابیہ کے مذہب کا ہے جن کے عقاید باطلہ سے ہے اثبات جہت و نزول
و استقرار وغیرہ جیسا کہ یہہ عقاید مصنف نے اپنی اس کتاب میں بسط کے ساتھ درج کئے ہیں اور اس کتاب کی تصنیف سے مصنف کی اصل غرض یہی ان عقاید وہابیہ کو رواج دینا تھا
حالانکہ یہہ تمام عقیدے شیعہ و سنی دونوں کے مذہب میں نامقبول و مردود ہیں چنانچہ ہم اوس کو اگر خدا نے چاہا آگے چل کر بیان کریں گے یعنی اسی کتاب میں
پس اس کیفیت کیساتھ ان عقاید باطلہ کو سنی و شیعہ میں رواج دینا مصنف کیونکر دے سکتا پس اپنے جی سے ایک عجیب فریب کی بات بنائی جو کہ

دسائس الشیعة المذکورتین فی التحفة هکذا کید ششصت و ہشتم آنکہ طعن کنند بر اہلسنت کہ ایشاں در روایت احادیث تمیز نمیکنند در منافقین و مخلصین زیراکہ بعد از وفات آنحضرت صلعم منافق از مخلصین متمیز نمی شد با نقطاع وحی و ایشان از ہر صحابی روایت دارند بخلاف شیعہ کہ ایشاں از غیر اہل بیت روایت نمی کنند و پاکی و طہارت اہل بیت و ذہاب رجس از ایشان قطعی است انتہی کید ہشتاد و پنجم آنکہ طعن کنند بر اہل سنت و جماعت کہ ایشان مذہب ابو حنیفہ و شافعی و مالک و احمد تقلید می کنند و مذہب ائمہ را اختیار نمی کنند حالانکہ ائمہ احق اند با تباع انتہی ونسب تلک الدسیسة بعنوان الاعتراض الی الشیعة و وضع هذا الکتاب موضع جوابه من جانب اهل السنّة ونسب جملة ما املاها فیه الی ائمة اهل البیت واکابرهم والحق اقوال الاکابر علمائهم علیها رجاء ان یقبلها العوام من الطائفتین لحسن ظنهم بالاکابر الذین نسب المصنف الاقاویل الموضوعة فی هذا الکتاب الیهم وما درى ان الناقد بصیر والکیس خبیر واما تاسعًا فلان قوله وترکوا سائر ما عنهم من انواع العلم اه کما قالوا فی غایة البطلان و نهایة البهتان علی الطائفتین لان مزعوم الشیعة ان اهل السنة لا یحتاطون فی اخذ الروایات والمذاهب لانهم لا یقتصرون فیه علی الائمة المعصومین بل یاخذون عنهم وعن غیرهم من الصحابة والتابعین فغایة مزعومهم ان مذهب اهل السنّة صار مشتبهًا مختلطا بالحق والباطل بخلاف مذهب الشیعة فانه ماخوذ من المعصومین فالمذهب ابقى علی الصرافة الحق ومحوضة الصدق وما نسبه المصنف الیهم فی هذا القول فحاشاهم عنه وان ادعى به فعلیه النقل عن ثقة او کتب معتبر عندهم وکیف یقولون به وانهم یتلون الکتب قال الله تعالى قَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ وقال الشاعر اقلی اللوم عاذل والعتابن وقولی ان اصبت لقد اصابن واما عاشرًا فلان قوله مع ان جل علوم اجل القوم امام الائمة علی ا... اغنی انما هو عند اهل السنة ایضًا لا یخلو عن خدشة لان علومه المعتبرة عندهم قسمان معارف وغیرها والاول معمول به فی طرق الصوفیة الصافیة والثانی ما هو مذکور فی الصحاح منتهی عدده خمسمائة وستة وثمانون فان اراد بها هذه فلا غبار علیه وان اراد بها غیرها فهم بریون عنه ولیسوا براضین من هذه الجملة قال فما علمت من علومه عندهم مسند له ویسمی سیرة علی خرجه حافظ الیمن بن همدان الجوال الرحال ابو اسحق ابراهیم بن الحسین بن دیزیل الکسائی المتوفی فی آخر شعبان سنة احدى وثمانین ومائة و کانه صنفه بعد مائة وخمسین سنة ومسند له خرجه حافظ بغداد احمد بن ابراهیم الدورقی صاحب التصانیف المتوفی سنة مائتین وست اربعین عن ثمان وسبعین ومسند له خرجه حافظ جرجان الحفظ الکبیر ابو عبد الله محمد بن عبد الله بن سنجر صاحب المسند المتوفی فی ربیع الاول سنة مائتین وثمان

شیعون کے وکیدون سے مجملہ اون کیدون کے جو تحفہ مین مذکور ہین اسی طرح سے سترھوان کید یہ ہے کہ سنیون پر طعن کرتے ہین کہ یہہ لوگ اکثر
روایت مین منافقون اور مخلصون مین تمیز نہین کرتے ہین کہ اسوجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مخلص سے منافق کی تمیز ہونا بھی
بسبب انقطاع وحی کے اور سنی صحابی سے روایت کرتے ہین بخلاف شیعہ کے کہ یہہ لوگ اہل بیت کے غیر سے روایت نہین لیتے اور اہل بیت کی
پاکی وصفائی اور پلیدی کا اونسے دور ہونا قطعی امر ہے انتہے سچ ہے شیعون کا کید یہہ ہے کہ سنیون پر طعن کرتے ہین کہ یہ لوگ ابو حنیفہ و شافعی
و مالک و احمد کا مذہب اختیار کرتے ہین اور ائمہ اہل بیت کا مذہب اختیار نہین کرتے حالانکہ ائمہ اتباع کے زیادہ حقدار ہین انتہے
اور مصنف نے اس فریب کی بات کو شیعون کا اعتراض قرار دے کر منشاء تصنیف کتاب کی تمہید مین ذکر کیا اور اپنی اس کتاب کو
سنیون کی طرف سے اعتراض مذکور کا جواب قرار دیا اور جو کچھ اس کتاب مین لکھا اوس کو ائمہ و اکابر اہل بیت کا مذہب قرار دیا
اور اہل سنت کے اکابر علماء کے اقوال اوس پر منطبق کئے اس امید پر کہ دونون گروہ کے عوام الناس خوش عقیدہ ہونے کی وجہ سے
اسکو مان لین گے کہ جن کی طرف مصنف نے اس کتاب کے اقوال و عبارات کو منسوب کیا ہے اور یہ نہ سمجھا کہ پرکھنے والا تیز
نظر ہے اور ہوشیار باخبر ہے سولہوان تتمہ یہ ہے کہ مصنف کا قول (وترکوا ما سواہم من انواع العلم و صحابۃ اولی) اتہام و بدگمانی باطل
اور پرلے سرے کا بہتان ہے دو گروہ پر اس لئے کہ شیعہ کا قول یہ ہے کہ اہل سنت روایت مذہب کے اختیار کرنے مین احتیاط نہین کرتے
اسوجہ سے کہ وے ائمہ معصومین پر بس نہین کرتے بلکہ اون سے اور اون کے غیر صحابہ و تابعین سے روایت کرتے ہین پس حاصل قول
شیعہ کا یہ ہے کہ اہل سنت کا مذہب مشتبہ اور حق و باطل سے مختلط ہو گیا ہے اور شیعہ کا مذہب ایسا نہین ہے کہ خاص ائمہ معصومین سے
لیا گیا ہے اسیوجہ سے حق صرف اور صدق محض پر ہنوز باقی ہے اور مصنف نے اس قول مین جو کچھ شیعہ کے طرف منسوب کیا ہے وہ اس سے
بری ہین اور اگر مصنف کو دعوی ہو تو شیعہ کے کسی ثقہ کے قول یا اونکی کتاب معتبر سے اسکو ثابت کرے اور شیعہ کیونکر ایسا کہہ سکتے ہین وہ بھی تو
آخر کتاب الہی کی تلاوت کرتے ہین فرمایا خدا تعالی نے کہ یہود نے کہا نہین ہین نصاری کسی شے پر اور نصاری نے کہا کہ نہین ہین یہود کسی شے پر
حالانکہ یہ سب کتاب کی تلاوت کرتے ہین اور ایک شاعر نے کہا ہے ایہا ذو الملامت و عتاب کو کم کر اور مین اگر حق بات کہون اوس کو نسبت تو یہہ
کہ حق بات کہا و سترہوان تتمہ یہ ہے کہ مصنف کا یہ قول (وصار [illegible] علوم اہل القوم [illegible] علی المرتضی انما ھو عند اہل السنۃ) بھی خدشہ سے
خالی نہین ہے اس لئے کہ حضرت امیر کے علوم جو اہل سنت کے یہان معتبر ہین دو طرح کے ہین معارف و غیر معارف پہلی قسم پر تمام سواد [illegible] فقہ صحابہ کا عمل درآمد ہے
اور دوسری قسم وہ ہے کہ جو کتب احادیث صحیحہ مین مذکور ہے اور اوس حد و پانسو چھیاسی [illegible] علوم مرتضی ہی کا علم [illegible] تو اوس پر کچھ اشتباہ نہین
اور اگر انکا [illegible] کیا ہے تو اہل سنت اوس سے بری ہین اور اس کے مجموعہ سے راضی نہین ہین کہا مصنف نے [illegible] علوم مرتضی علی کے اہل سنت کے پاس مجموعہ کا علم ہے
منجملہ اون کے ایک مسند علی ہے اور مسیرت علی اوسکا نام ہے جسکا مصنف حافظ [illegible] ہمدانی [illegible] ابو اسحق ابراہیم بن حسین بن
دیزیل کسائی ہے جس کی وفات آخر شعبان [illegible] مین ہوئی تھی اور شاید کہ اوس نے اس مسند کو [illegible] کے بعد تصنیف کیا [illegible] اور دوسری مسند علی ہے
جس کا مصنف حافظ بغداد احمد بن ابراہیم دورقی صاحب تصانیف کثیرہ ہے جسکی وفات [illegible] مین ہوئی [illegible] اور تیسری مسند علی ہے
جس کا مصنف حافظ جرجان بہت بڑا حافظ حدیث ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحمن [illegible] صاحب مسند ہے جسکی وفات [illegible] ہجری مین ہوئی

وحسن بن قال الحافظ قطب الدين عبد الكريم الحلبي ثم المصري الحنفي في تاريخ مصر وعندي له مسند على بعض
شيوخه ويحيى بن عبيد ويزيد بن هارون وابن نمير وخلائق غيرهم فتذكرة الحفاظ للحافظ الذهبي الشافعي
ومسند له وقد سمى بحار على وسير على ايضًا للتصنيف واخرجه حافظ البصرة نزيل بغداد الحافظ الشهير
يعقوب بن شيبة السدوسي صاحب المسند الكبير الذي ما صنف مسند احسن منه ولكنه ما اتمه
قال الذهبي بلغني ان مسند علي له خمس مجلدات ومات في ربيع الاول سنة مائتين واثنتين وستين
ومسند خرجه حافظ العراق قاضي المالكية اسمعيل بن اسحق المتوفى سنة مائتين واثنتين وثمانين
ومسند خرجه حافظ مصر والقاضي ابو بكر احمد بن حنبل صاحب كتب العلم وكتب جمة المتوفى سنة
مائتين وتسعين واثنتين ومسند خرجه حافظ حضرموت ابو جعفر محمد بن عبد الله عرف بمطين
المتوفى سنة مائتين وسبع وتسعين وهو في اثني عشر جزءًا ومسند خرجه حافظ احمد بن شعيب
النسائي امام الحديث الستة المتوفى سنة ثلث وثلثمائة ومسند خرجه الحافظ ابو محمد عبد الرحمن بن عثمان
بن ابي نصر المتوفى سنة وجملة صالحة من اخباره وآثاره في كتاب خلاف اهل العراق عليًا وعبد الله الثلث
ائمة المذاهب الاربعة الشافعي وفي كتب كلام له وفي كتب اخرى سوى هما له ايضًا وفي كتب خلاف اهل
العراق عليًا وعبد الله لمحمد بن نصر المروزي وكذا اخبار وآثار جمة عن المولى المرتضى علي والذرية
العلية في كتب الحفاظ الايقاظ المتقدمة الائمة من اهل السنة ككتاب السنن والآثار لابن شهاب
الزهري المدني التابعي من خاصة الامام زين العابدين وهو اول كتب في الباب والسيرة والسنن لصالح
بن كيسان المدني ومصنف هشام بن حسان البصري والسنن لابن جريج المكي والجامع لمعمر بن
راشد البصري نزيل اليمن والسنن لسعيد بن عروبة البصري ومصنف الربيع بن صبيح البصري اول من
صنف الكتب بالبصرة والجامع والفرائض لسفيان الثوري الكوفي والخراج لابي يوسف الكوفي
ومسنده تخريج ابي عوانة الحراني له وتصانيف نعمان بن عبد السلام الاصبهاني وتصانيف عبد الرحيم
بن سليمن الاشل المروزي نزيل الكوفة ومحمد بن الحسن الشيباني الكوفي والوليد بن مسلم الدمشقي و
وكيع بن الجراح الكوفي وجامع عبد الله بن وهب المصري وموطاه وجامع سفيان بن عيينة الكوفي
ثم المكي وسننه وتفسيره وكتب يحيى بن آدم الكوفي ومسند ابي داود سليمن بن داود الطيالسي
البصري والتفسير والعلم لآدم بن ابي اياس العسقلاني وفي كتب ابي عبيد القاسم بن سلام البغدادي
واصبغ بن الفرج المصري والسنن سعيد بن منصور الخراساني نزيل المكة وكتب نعيم بن حماد
المروزي نزيل المصر ومسند بن مسرهد البصري واسحق بن راهوي المروزي ورابع الائمة المذاهب

حافظ قطب الدین عبد الکریم حلبی پسر مصری حنفی نے اپنی تاریخ معتبر کہا ہے کہ مسند بقی حافظ جریر بن مخلد کو نہایت مسند عالی
ہے جس میں اوسنے یعلی بن عبید و یزید بن ہارون وابن نمیر و خلایق کثیرہ سے روایت کی ہے اور ایسا ہی مذکور ہے حافظ ذہبی
شافعی کی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں چوتھا مسند علی ہے کہ جس کا نام اخبار علی و سیرہ ہی ہے اور ما بعد کہ اوس میں آپکی
سیرۃ مذکور ہیں اوس کا مصنف حافظ بصرہ نزیل بغداد حافظ مشہور یعقوب بن شیبۃ سدوسی ہے کہ جس نے ایسا
بڑا مسند لکہا ہے کہ جس سے خوب تر مسند تصنیف نہیں ہے لیکن وہ اوسکو تمام کرنے نہیں پایا ذہبی نے کہا ہے
کہ مجہکو خبر پہونچی ہے کہ سدوسی کے مسند علی کی پانچ جلدیں ہیں اور اوسنے ماہ ربیع الاول ۲۶۲ھ میں وفات پائی ہے
اور پانچوان مسند ہے کہ جسکو حافظ عراق مالکی مذہب قاضی اسمعیل بن اسحق نے کہ وفات ۲۸۲ھ میں ہوئی ہے تصنیف
کیا ہے چھٹا مسند ہے کہ جسکو حافظ مرو قاضی ابوبکر احمد بن علی نے تصنیف کیا ہے کہ جو مصنف کتب علم اور بہت سی
کتابوں کا اور ۲۹۲ھ میں اوسنے وفات پائی ہے ساتوان مسند ہے کہ جسکو حافظ حضرت ابو جعفر محمد بن عبد اللہ
عرف مطین نے کہ جس کی وفات ۲۹۵ھ میں ہوئی ہے تصنیف کیا ہے اور یہہ مسند بہت مشہور ہے آٹھوان مسند
ہے کہ جسکو حافظ نسائی احمد بن شعیب نے کہ جو صحاح ستہ کے مصنفوں میں سے تیسرا ہے اور ۳۰۳ھ میں وفات
پائی ہے تصنیف کیا ہے نوان مسند کہ جسکو حافظ ابو محمد عبد الرحمن بن عثمان بن ابی نصر نے تصنیف کیا ہے
کہ جن کی وفات سنہ میں ہوئی ہے اور ایک بڑا مجموعہ حضرت امیر کے اخبار و آثار کا کتاب مسند اہل العراق علیا
عبد اللہ میں ہے کہ جو محمد بن نصر مروزی کی تصنیفات اور اسیطرح اخبار و آثار کثیرہ ولی مرتضی اور ذریت
علیہ کے حفاظ ایقاظ سابقہ کی کتب میں ہیں کہ جو اہل سنت کے امام تھے جیسے کتاب السنن و آثار ابن شہاب
زہری مدنی تابعی کی کہ جو امام زین العابدین کے خاص لوگوں میں سے تھے اور یہہ اس باب میں پہلے کتاب ہے اور جیسے سیر
علی و سنن علی صالح بن کیسان مدنی کی اور جیسے مصنف ہشام بن حسان بصری کی اور سنن ابن جریج مکی کی اور جامع معمر بن
راشد بصری نزیل یمن کی اور سنن سعید بن عروبہ بصری کی اور مصنف ربیع بن صبیح بصری کی جو بصرے کے مصنفین میں
پہلے ہے اور جامع و فرایض سفیان ثوری کوفی کی اور خراج ابو یوسف کوفی کی اور مسند اونکی کہ جس کو ابو عوانہ
حرانی نے اونسے روایت کیا ہے اور تصانیف عثمان بن عبد الصمد اصبہانی کی اور تصنیف عبد الرحیم بن
سلیمان اشل مروزی نزیل کوفہ کی اور محمد بن حسن شیبانی کوفی کی اور ولید بن مسلم دمشقی اور وکیع بن جراح
کوفی کی اور جامع سفیان بن عیینہ کوفی مکی اور اسکی سنن و تفسیر اور کتب یحیی بن آدم کوفی کی اور مسند
ابی داود و مسند سلیمان بن داود طیالسی بصری کی اور کتاب التفسیر والعلم آدم بن ابی عباس عسقلانی کی اور
کتب ابو عبید قاسم بن سلام بغدادی اور اصبغ بن فرج مصری کی اور سنن سعید بن منصور خراسانی
نزیل مکہ اور کتاب سیر نعیم بن حماد مروزی مقیم مصر اور مسدد بن مسرہد بصری اور اسحاق بن راہویہ مروزی اور مذہب آلعلیہ کے

لا وبعده احمد بن محمد بن حنبل المروزي نزيل البغداد و محمد بن يحيى بن ابي عمر العدني نزيل المكة واحمد بن
منيع البغوي نزيل البغداد و عبد بن حميد الكشي و يعقوب بن ابراهيم الدورقي واخيه احمد وائمة
الحديث الستة وائمة جمة لا يحصون كثرة و مسند علي من الافعال فضلا عن الاقوال من جمع الجوامع
لخاتمة الحفاظ جلال الدين السيوطي مع حذف السند مجلد و سوى ذلك عنه في زبره سيما تفسيره
الدر المنثور جملة جلة وليس من جميع ذلك المذكور عند الشيعة نبذة ولا يوجد لهم عنه مسند صغير
فضلا عن كبير وللسيدة نساء العالمين فاطمة الزهراء مسند خرجه حافظ العراق ابو حفص عمر بن شاهين
البغدادي وفي مسانيد الحفاظ الايقاظ منها جملة يعتد بها وكذا في سائر اصناف الكتب الحديثية وللحافظ
الحنفية ابي بشر محمد بن احمد الدولابي من متقدميهم كتاب الذرية الطاهرة وللحافظ الحنابلة عبد العزيز
بن الاخضر الحنبلي البغدادي من المتأخرين معالم العترة النبوية و معارف اهل البيت الفاطمية و
فيهما من مسانيدهم ما فيهما و قد صنف مفيد بغداد في وقته المحدث المكثر مؤلف مسند ابي حنيفة ابو
عبد الله الحسين بن محمد بن خسرو البلخي الحنفي مناقب اهل البيت و كلام الائمة وكذا اعتنى حفاظ
اهل السنة سواهم كحافظ صنعاء واليمن عبد الرزاق و حافظ الكوفة والعراق بن ابي شيبة وحافظ الاندلس
والمغرب بقي بن مخلد في تفاسيرهم و مصنفاتهم وكذا اعتنى جمع سواهم عن الموسى الكاظم و الذرية
العلية المكرمة الى الامام جعفر الصادق رضي الله عنهم علوم جمة وجلها مستند اليها عملا و معتمد
عليها علما و عملا عند جلتهم انتهى اقول بتوفيق الله تعالى و عونه قد اجاب المصنف عن الاعتراض الذي
في هذه العبارة بان اهل السنة ما تركوا علوم اهل بيت النبوة بل جملة علومهم عندهم وسرد في بيانه كل
كتب صرح باسامي بعضها وابهم اجتهادا لا يبلغ عددها خمسين وافتخر وقال وليس من جميع ذلك
المذكور عند الشيعة نبذة ولا يوجد لهم عنه مسند صغير فضلا عن كبير و ما درى ان هذا الجواب ليس
بمسكت لهم ولا مرضي لاهل السنة اما اولا فلان كتب علوم الائمة من اهل بيت النبوة عندهم
اربعمائة من اربعمائة العلماء كما قال صاحب التحفة في صفحة ٣٣ واما كتب اخبار يعني احاديث پيغمبر الله
پس چنین میگویند والعهدة في الرواية عليهم که چهار صد نسخه بود از چهار صد مصنف که آنها اصول می گفتند و تمره
آن همه نسخها ضایع شده و جامعه تلخیص آن نسخها نموده چند نسخه پرداخته اند انتهى فكيف يوزن ذلك العدد اليسير
بهذا العدد الكثير و كيف يباهى به بل يضحك الخصم و يصير باعثا الشماتة الاعداء على الاحباء و مهينا
الاقوياء بايدي الضعفاء و اما ثانيا فلان ما ذكره من المسانيد والسنن والجوامع والسير وكتب
الاخبار والتواريخ فحالها عند اهل السنة عند لا تعتبر بها المرتهنين ولغوها اعتنها من ثمينها

چوتھے امام احمد بن محمد حنبل مروزی مقیم بغداد اور محمد بن یحیی بن ابی عمر عدنی مقیم مکہ اور احمد بن منیع بغوی وارد بغداد اور عبد بن حمید
کشی اور یعقوب بن ابراہیم دورقی اور اون کے بھائی احمد اور صحاح ستہ کے مصنفین اور دوسرے بہت سے اماموں کی کہ
جنکا شمار کرنا دشوار ہے اور مسند علی امام جلال الدین سیوطی کی کہ حذف سند کیساتھ ایک مجلد ہے اور اس کے سوا امام سیوطی کی اور
کتابوں مین خصوصًا اونکی درمنثور مین حضرت امیر کی روایات کا ایک بڑا مجموعہ ہے ور شیعہ کے پاس اس تمام مذکورین سے
کچھ بھی نہین ہے اور نہ اون کے یہان حضرت امیر کا کوئی چھوٹا سا مسند ہے بڑا مسند تو کجا اور تمام جہان کی سرور حضرت فاطمہ زہرا
کا ایک مسند ہے کہ جس کو حافظ عراق ابوحفص عمر بن شاہین بغدادی نے تصنیف کیا ہے اور حفاظ ایقاظ کی بہت سے مسندونمین
حضرت فاطمہ زہرا کی روایات کا ایک اچھا ذخیرہ ہے اور اسیطرح کتب حدیث کی اصناف مین اور حافظ عنیفہ ابی بشر محمد بن احمد دولابی
کہ جو متقدمین سے ہین کتاب الذریۃ الطاہرہ مین اور حافظ حنابلہ عبد العزیز بن الخضر جنابذی بغدادی کی کہ جو متاخرین مین سے ہین کتاب
معالم العترۃ النبویۃ ہے اور دوسری معارف اہل البیت الفاطمیہ ہے اور ان دونون مین اہل بیت اطہار کے مسانید بہت کچھ ہین اور
اپنے وقت کے مفید بغداد و محدث مکثر مسند ابی حنیفہ کے مؤلف ابو عبد اللہ حسین بن محمد خسرو بلخی حنفی نے مناقب اہل بیت و کلام ائمہ
کو جمع کیا ہے اور اسی طرح اہل سنت کے دوسرے حفاظ حدیث کے پاس جیسے کہ حافظ صنعاء یمن عبد الرزاق و حافظ کوفہ و عراق
ابن ابی شیبہ و حافظ اندلس و مغرب بقی بن مخلد ان ائمہ کی تفسیرون اور تصنیفون مین اور سی طرح ان کے علاوہ ایک جماعت علما
کے پاس مولی علی اور دو زینۃ علیہ مکرمہ سے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم تک کے علوم اہل بیت کا بڑا مجموعہ ہے کہ وہ تمام اونکی طرف منسوب
ہے اور علم و عمل کے باب مین تمام علماء کے نزدیک اوسپر اعتماد ہے تمام ہوا کلام مصنف کا۔ مین کہتا ہون خدا ے تعالی کی توفیق
و مدد سے کہ مصنف نے اس عبارت مین اعتراض مذکور کا جواب دیا ہے باینطور کہ اہل سنت نے علوم اہل بیت نبوۃ کو ترک نہین کیا ہے
بلکہ اہلبیت کے تمام علوم اہل سنت ہی کے یہان موجود ہین اور اس دعوے کے بیان مین چند کتابین بتائین کہ جن کے بعض کا نام
ذکر کیا اور بعض کو مبہم رکہا اور اون تمام کتابون کا عدد پچاس تک نہین پہونچتا ہے اور اسی قدر پر مصنف نے فخر کیا ہے کہا ہے کہ شیعہ کے
پاس اس مذکورین سے کچھ نہین ہے اور نہ اون کے پاس کوئی چھوٹا سا مسند علی ہے بڑا تو کجا اور مصنف کو یہ خیال نہوا کہ یہ جواب
شیعون کے لئے مسکت نہین ہے اور نہ اہل سنت کو مقبول ہے امر اول کا بیان یہ ہے کہ ائمہ اہل بیت کے علوم کی کتابین
شیعہ کے یہان چارسو ہین جنکو چارسو عالمون نے تصنیف کیا ہے جیسا کہ تحفۂ اثنا عشریہ کے صفحہ (۲۲۳) مین کہا ہے کہ کتب
اخبار یعنے احادیث پیغمبر و ائمہ کے متعلق شیعہ کا قول ہے (اور ذمہ اس قول کی روایت کا او نہین پر ہے) کہ چار سو نسخے تھے چارسو
مصنف کی تصنیف سے کہ اون کتب کو اصول کہتے تھے رفتہ رفتہ وہ تمام کتابین ضایع ہو گئین اور ایک گروہ علما نے اون کل کتابون سے
چند کتابین بنائی ہین انتہے پس مصنف کا بتایا ہوا عدد قلیل اس عدد کثیر کے ہموزن کیون کر ہو سکتا ہے اور اس پر کیون کر فخر کیا جائے بلکہ
خصم کے ہنسنے اور دشمنون کے طعنہ زنی کا باعث ہے اور ضعیفہ نگاہ تہمت زدہ اورون کو کمزور بنانیوالا ہے اور دوسرے امر کا بیان یہ ہے کہ مصنف نے
جسقدر مسانید و سنن و جوامع و کتب اخبار و تواریخ کو ذکر کیا ہے ان کا حال اہل سنت کے یہی کہ ہرگز قابل اعتبار نہین ہو سکتی تا وقتیکہ ان کے مصنفین نے انکو دیکھ کر

ودیہا من زیہن ہکو لم یطالعوہا بامعان النظر و تعمق الفکر کرات و مرات و لم یعقلوہا کما قال مسند الثقات
فی بستان المحدثین فی صفحہ (۳۰) بر ہر عاقلے پوشیدہ نیست کہ مرویات شخص از ہر رطب و یابس پس مجموع مخلوط
می باشد تا وقتیکہ خود آن شخص کہ اعتقاد بزرگی و فضیلت او داریم آن مخلوط را تمیز نکند و بارہا بنظر امعان و تعمق مطالعہ
نماید و شاگردان خود را تعلیم نکند محل اعتقاد چہ قسم تواند بود و تفصیل این اجمال آنکہ مسند امام اعظم کہ بالفعل مشہور است تالیف
قاضی القضاۃ ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد الخوارزمی است کہ در سن ششصد و ہفتاد و چہار آن را ایجاد ساختہ مسانید امام اعظم
را کہ علمائے سابق پرداختہ بودند درین مسند جمع کردہ بزعم خود ہیچ چیز را از مرویات امام اعظم ترک نکردہ و قبل از وی ہرچند
مسانید بسیار بر مرویات امام اعظم ساختہ بودند چنانچہ خود ایشان در خطبۂ این مسند نام آنہا و مصنفین آنہا و سند خود بآن
مصنفین بیان نمودہ اما بیشتر رائج و مشہور دو مسند بود و تا حال موجود دو مسند اول است اول مسند حافظ الحدیث محمد بن یعقوب
بن الحارثی دوم مسند حافظ الوقت حسین بن محمد بن خسرو رحمۃ اللہ علیہ چنانچہ اجازت این ہر دو مسند براقم الحروف نیز از شیوخ
رسیدہ پس این مسند را نسبت بحضرت امام کردن از آن باب است کہ مسند ابی بکر را مثلاً از مسند امام احمد نسبت بحضرت ابی بکر
صدیق نمایم و از تصانیف ایشان انگاریم و آن غلط بیش نیست انتہی وایضاً قال فی صفحہ باید دانست کہ قاعدۂ مقررۂ اہل
سنت است کہ ہر حدیثے را کہ بعضے ائمۂ فن حدیث در کتابے روایت کنند و صحت ما فی الکتاب را التزام نکردہ باشند مثل
بخاری و مسلم و بقیہ اصحاب صحاح و بصحت آن حدیث بالخصوص صاحب آن کتاب یا غیر او از محدثین ثقات تصریح نکردہ
باشند قابل احتجاج نیست زیرا کہ جماعۂ از محدثین اہل سنت کہ در طبقۂ متاخر پیدا شدند مثل دیلمی و خطیب و ابن عساکر چون
دیدند کہ احادیث صحاح و حسان را متقدمین مضبوط کردہ رفتہ و جائے سعی آنہا نماندہ مائل شدند بجمع احادیث ضعیفہ و
موضوعہ و مقلوبۃ الاسانید و المتون تا بطریق بیاض یکجا فراہم آوردہ نظر ثانی نمایند و موضوعات را از حسان لغیرہا
ممتاز سازند بسبب قلت فرصت و کوتاہی عمر خود آنہا این مہم سرانجام نشد اما متاخرین کبار ایشان بعد تر پیدا شدند التفات
کردند ابن الجوزی موضوعات را جدا ساخت و سخاوی حسان لغیرہا را در مقاصد علیحدہ نوشت و سیوطی در تفسیر در منثور
پرداخت و خود آن جمع کنندگان در مقدمات کتب خود این غرض را وا شگافت گفتہ اند با وجود علم بحال آن کتب
بتصریح مصنفین آنہا دریافتہ باشیم احتجاج بان حدیث چگونہ روا باشد و لہذا صاحب جامع الاصول نقل کردہ کہ
خطیب از تالیف مرتضی برادر رضی احادیث شیعہ روایت کردہ است بہمین غرض کہ بعد از جمع و تالیف در آنہا نظر
کنند و تحقیق نمایند کہ اصلے دارند انتہی فما قالہ المصنف فی اخر ہذا القول من ان جلہا مستند الیہا و معتمد
علیہا نقلا و عملا عند جلہم فی غایۃ السخافۃ و مما لا ینبغی ان یصغی الیہ ما دام لم یثبت ہذا الکلام
بتصحیح النقل عن کتاب معتبر او ثقۃ معتمد و اما قولہ و کذا عند جمع سواہم عن المولی علی
الی الاجوبۃ العلیۃ المکرمۃ لی الامام جعفر صادق رضی اللہ عنہم علو وجہۃ انتہی ففیہ السوال عن ثلث

اور بُرے و بھلے کو جدا نہ کر دیا ہو اور نظر گہری کر کے تعمق کے ساتھ بار بار ان کا مطالعہ نہ کیا ہو بعد طالب العلمون کو چند مرتبہ تعلیم نہ کیا ہو
جیسا کہ سند متاخرین نے بستان المحدثین کے صفحہ (۳۰) مین فرمایا ہے (ہر عاقل پر مخفی نہین ہے کہ مرویات انسان کی رطب
و یابس سے مجموع و مخلوط ہوتی ہین جب تک کہ وہ خود انسان کہ ہم اوسکی بزرگی و فضیلت کا اعتقاد رکھتے ہین اوس مخلوط کو
الگ نہ کردیوے اور بارہا امعان و تعمق کے ساتھ اون کو مطالعہ نکرے اور اپنے شاگردون کو اون کی تعلیم نہ کر چکے
محل اعتماد کیونکر ہو سکتی ہے اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ مسند حضرت امام اعظم کی کہ آج کل مشہور ہے قاضی القضاۃ
ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد خوارزمی کی تالیف ہے کہ سنہ ۶۶۴ مین اوس کو رواج دیا ہے جتنی مسانید امام اعظم کہ علمائے
سابق نے بنائی تھی اون مسندون جمع کرکے اپنے گمان مین امام اعظم کے مرویات سے کچھ بھی نہ چھوڑا تھا اور اوس سے
پہلے اگرچہ بہت سے مسند امام اعظم کی مرویات سے علما نے بنائے تھے چنانچہ مصنف نے اس مسند کے خطبہ مین اون
مسانید اور راوون کے مصنفین کے نام اور اپنی سند کو اون مصنفین کے طرف بیان کیا ہے لیکن زیادہ تر رائج و
مشہور دو ہی مسند تھے اور ہنوز یہہ بھی موجود و مستعمل ہین پہلا مسند حافظ حدیث محمد بن یعقوب بن حارثی کا دوسرا
مسند حافظ وقت حسین بن محمد بن خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا چنانچہ ان تینون مسندونکی اجازت راقم الحروف
بھی اپنے اساتذہ سے پہونچی ہے پس اس مسند کو حضرت امام کے طرف منسوب کرنا اس قبیل سے ہے کہ
مثلا مسند ابوبکر کو جو امام احمد نے بنایا ہے حضرت صدیق کے طرف منسوب کرین اور انہین کی تصنیف گمان
کرین اور یہہ محض غلطی ہے انتہی اور نیز تحفہ مین فرمایا ہے (جاننا چاہئے کہ اہل سنت کا ایک قاعدہ مسلمہ ہے
کہ جس حدیث کو بعض ائمہ فن حدیث نے کسی کتاب مین روایت کرین اور ما فی الکتاب کی صحت کا التزام انہون نے
نہ کیا ہو جیسا کہ امام بخاری و مسلم و باقی اصحاب صحاح نے کیا تھا اور اس حدیث کی صحت خاص طور پر اوس
کتاب کے مصنف یا دوسرے ثقہ محدثین نے بصراحت بیان نکردی ہو قابل احتجاج کے نہین ہے اس لئے کہ ایک جماعت محدثین اہل سنت
کی کہ پچھلے طبقہ مین گذری ہے جیسے کہ دیلمی و خطیب و ابن عساکر نے جب دیکھا کہ احادیث صحاح و حسان کو پہلے محدثین بالکل ضبط کر چکے ہین اور
اونمین سعی کرنیکی جگہ باقی نہین ہے احادیث ضعیفہ و موضوعہ و مقلوبۃ الاسانید کی جمع کرنیکی طرف متوجہ ہوگئے تاکہ بیاض کی بطور ریکھا کرکے نظر ثانی کرین اور
موضوع حدیثون کو حسن لغیرہ سے علحدہ کردیوین لیکن فرصتی و عمر کی کوتاہی کے سبب سے اون سے اس مہم کا سرانجام نہوا انکے پچھلے محدثین نے جو کہ اون کے بعد پیدا ہوئے
علحدہ کردیا چنانچہ ابن جوزی نے موضوع حدیثون کو علحدہ کرکے انکی مقابلہ مین حسان لغیرہا کو مقاصد حسنہ اپنی کتاب مین علحدہ لکھا اور سیوطی نے تفسیر درمنثور طیالسی کی و
ان جمع کرنیوالون نے اپنی کتب کے مقدمہ مین اس غرض کو صاف صاف کہدیا ہے اسلئے ان کتابون کا حال انکے مصنفون کی تصریحات سے معلوم ہو چکی اور اوس حدیث سے
دلیل لانا کیونکر جائز ہوا اور اسیوجہ جامع الاصول کے مصنف نے نقل کیا ہو کہ خطیب نے شریف مرتضی رضی کے بانی مذہب شیعہ کی حدیثین روایت کی ہین بیمصرف اسی غرض سے کہ جمع کرنیکو سعد
نظر کر کے بحث کرے کہ آیا انکی کوئی اصل ہے یا نہین انتہی اور جو کہ مصنف نے قول کو آخر مین کہدیا ہے کہ ہر ایک حدیث قابل اعتماد و اعتقاد دینی علما و عقلا کے نزدیک نہین ہے منقول تھا تحقیق ہی اوسکی قابل
جبتک کہ مصنف اس کلام کو کسی معتبر کتاب یا شخص معتمد علیہ کا قول نہ ثابت کرے اور جو مصنف نے لکھا کہ اسکے علاوہ ایک ناظر ہر علم عقلیہ و نقلیہ کا امام جعفر صادق تک کہ علوم

الجماعة على المصنف بانه لِمَ لم يصرح باسامي اشخاصها ولو كشف عن اساميهم بعضا عن احوالهم
والبعث على عدم التصريح بها انهم جماعة من الامامية يقال لها حكمية وهشامية ومذهبهم
مذهب المجسمة فلما كان المصنف موافقا لهم في مذهبهم سلك معهم مسلك الخليط الشاطر و
اخفى اسمهم وسترهم من عيني الفريس النظر وما درى ان الناقد بصير فنحن نخبر الناظرين عن حالهم
ومقالهم كي يتضح عليهم ما ستره المصنف من بالهم قال صاحب التحفة في صفحة ٣١ واما امامیه
پس مدار مذهب ایشان و قدرے مشترک در عقاید جمیع فرق ایشان آنست که زمانِ تکلیف خالی نمی باشد از امام فاطمی و
مجموع اینها سی و نه فرقه اند الی ان قال سیوم حکمیه و ایشان را هشامیه نیز گویند اصحاب هشام بن الحکم گویند که بعد از امام حسن
امامت تعلق بامام حسین و اولاد ایشان گرفت و تا امام جعفر صادق بترتیب معتقد امامت اند لیکن در حق باری تعالی قائل
تجسیم صریح میشوند گویند معبود ایشان بصورت جسمی است طویل و عریض و عمیق و ابعاد ثلاثه او باهم متساوی اند و صورتے
از صور متعارفه اجسام ندارد انتهی فمنهم هشام بن الحكم وهشام بن سالم ومحمد بن نعمان ابو جعفر الاحول الملقب
بشيطان الطاق والشيعة تقول هو مؤمن الطاق ويونس بن عبد الرحمن القمي مولى آل يقطين وغيرهم من الشيعة و
كذلك يحكى عن مقاتل بن سليمان داود الجواربي ونعيم بن حماد المصري وغيرهم من اصحاب الحديث ومن عقائدهم
انه تعالى ذو صورة واعضاء وانه على صورة انسان ويحكى عن داود انه قال اعفوني عن الفرج واللحية واسئلوني
عن ما وراء ذلك فان في الاخبار ما يثبت ذلك ومنها ان الملائكة تحمل العرش والعرش يحمل الرب تعالى اذ قد
ورد في الخبر ان الملائكة تئط احيانا من وطئة عظمة الله تعالى على العرش كذا في الملل والنحل ومنها ما ذكرته
في المقدمة ومن متابعة المصنف لهذه الفرقة انه ملأ هذه العقائد في هذا الكتاب حيثما وجدها مناسبة
في مواقع شتى ومنها انه استعمل فيه الفاظا مصطلحة لهم كلفظة العامة والخاصة كما قال في صفحه ٢٠١
وهو فقه العلم وايمان العامة يستوي فيه الخاصة والعامة انتهى وهو موافق لما روي ان ابن نعمان الملقب
بشيطان الطاق قد صنف كتبا جمة للشيعة منها افعل لم فعلت ومنها افعل لا تفعل وذكر فيها ان
كبار الفرق اربعة القدرية والخوارج والعامة والشيعة ثم عين الشيعة بالنجاة في الآخرة من هذه
الفرق كذا في الملل وعنى بالعامة اهل السنة والجماعة الذين لا يدخلون الجنة في زعمه نعوذ بالله منه
ومن متابعته لهذه الفرقة انه ترك ذكر علوم الامام الحسن المجتبى واولاده الامجاد وبعض اولاد الامام
الحسين الذين ليسوا ائمة عند هذه الفرقة في هذا الكتاب مع التزامه لاحياء علوم اهل البيت وايضا
ذكرهم في سلسلة الائمة وهذا لان هذه الفرقة تعتقدون ان الامامة منحصرة في سلسلة اولاد الامام
حسين ومنقطعة عن اولاد الامام الحسن المجتبى وهذا يفضي الى سوء الادب معهم وترك لبعض ما وجب

پس اس قول مین مصنف پر سوال ہوتا ہے کہ وہ جماعت کونسی ہے جس کے اشخاص کے نام مصنف نے ذکر نہین کئے اگر اون سب کے نام ذکر کر دیتا تو ہم احوال سے بحث کرتے اور نام نہ ذکر کرنے کی وجہ یہہ ہے کہ وہ امامیہ کی ایک جماعت ہے کہ جنکو حکمیہ و ہشامیہ کہا جاتا ہے اور اون کا مجسمہ کا مذہب ہے پس چونکہ مصنف اون کے مذہب مین اون کا موافق تھا لہذا اون کے ساتھہ چالاک تبرائی کی چال چلا اور اون کے نام اشخاص کو ہوشیار اہل نظر کی آنکھون سے چھپا دیا اور یہہ نہ سمجھا کہ صفحہ دیکھنے والا ہے پس ہم ناظرین کو اون جماعت کا حال و نام بتا دیتے ہین کہ جو کچھ مصنف نے چھپایا ہے اون پر واضح ہوجائے مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی نے تحفہ کے صفحہ (١٢) مین فرمایا ہے [illegible] امامیہ میں [illegible] کے مذہب کا مدار [illegible] کل فرقون کے عقائد مین قدر مشترک یہہ امر ہے کہ اون کے نزدیک تکلیف کا زمانہ کسی امام فاطمی سے خالی نہیں ہوتا ہے اور اون سبھون کے کل انچالیس فرقے ہین یہان تک کہ فرمایا تیسرا فرقہ حکمیہ ہے اور ان کو ہشامیہ بھی کہتے ہین یہہ لوگ ہشام بن الحکم کے اصحاب ہین اون کا قول ہے کہ امام حسن کے بعد امامت کا تعلق امام حسین اور اون کی اولاد کے ساتھہ ہوگیا اور امام جعفر [illegible] تک ترتیب امامت کے معتقد ہین لیکن حق تعالی کے حق مین صریح جسم ہونے کے قایل ہین کہ ہمارا معبود جسم [illegible] ہے [illegible] چوڑا گہرا اور اوس کی تینون مقدارین برابر ہین مگر اجسام کی صورتون مین سے کسی صورت مین نہین ہے انتہی ایسی ہی جماعت مین سے ہین ہشام بن حکم و ہشام بن سالم و محمد بن نعمان ابو جعفر احول جسے شیطان الطاق کہتے ہین اور شیعہ اوس کو مومن الطاق کہتے ہین اور بعض [illegible] آل یقطین [illegible] مقاتل بن سلیمان و داود جوالیقی و نعیم بن حماد مصری وغیرہ [illegible] منقول ہے [illegible] اون کا یہہ ہے کہ فرشتے عرش کو [illegible] اور عرش پر [illegible] حدیث مین [illegible] کبھی کبھی خدا کے بوجھ سے عرش [illegible] مصنف نے [illegible] مقامات [illegible] الفاظ کو مختلف استعمال کیا ہے [illegible] اصطلاح ہوتی [illegible] ایک کا نام (افعل لو فعلت) ہے اور ایک کا نام (افعل لا تفعل) ہے [illegible] کتب مین ذکر کیا ہے [illegible] اخوہ [illegible] کے ساتھہ [illegible] مین [illegible] داخل [illegible] فرقہ کی اتباع کی وجہ سے مصنف نے امام حسن مجتبے اور اونکی اولاد امجاد کے علوم کو اس کتاب مین ذکر نہین کیا اور نہ اون بعض اولاد امام حسن [illegible] خواص فرقہ کے نزدیک امام نہ تھے باآنکہ مصنف نے التزام کیا ہے اس کتاب مین علوم اہل بیت کو زندہ کرنے کا اور نیز اماموں کے سلسلہ مین [illegible] ذکر ترک کر دیا اور یہہ اس وجہ سے کہ اس فرقہ کے عقیدہ مین امامت منحصر ہے امام حسین علیہ السلم کی اولاد کے سلسلہ مین اور امام حسن [illegible] منقطع ہی اور اس سے اون اکابر کی شان مین بے ادبی لازم آتی ہے اور بعض امور [illegible] اتباع سے

علينا فبما بهم فوجب علينا ان نذكر شيئا من مسائل اولاد الحسن المجتبى واولاد الحسين الذين ترك المصنف ذكر
هم وننبه تعيين علو مهم جبراً لما انكسره المصنف في هذا الباب وتكملة لما نقصه مع ادعائه احياءها في هذا الكتاب
والله الموفق للصواب والميسر للصعاب فنقول بتوفيقه تعالى وعونه ان الامام الحسن المجتبى سبط النبي
المصطفى صلى الله عليه وسلم ولد ثلاثة عشر ذكرا وست بنات فاعقب من ولده اربعة زيد والحسن المثنى
والحسين الاثرم وعمر الا ان الحسين الاثرم وعمر انقرضا سريعا وبقي عقبه من رجلين لا غير زيد والحسن المثنى
فسيدنا الامام ابو الحسن زيد عاش مائة سنة وامه فاطمة بنت ابي مسعود الانصاري ومن ولده نفيسة
بنت زيد بن الحسن المجتبى قبرها في المصر يزوره الناس ويعظمونه ويتبركون به ومنهم الامام الحسن
بن زيد اعقب سبعة ذكور منهم قاسم وعلي وزيد وابراهيم وعبد الله واسحق فاعقب من الامام القاسم
عبد الرحمن الشجري وحمزة ومحمد البطحاني الذي هو كثير الاولاد في طبرستان وري وقم وغيرها من كل
[illegible] في عمدة المطالب في انساب ال ابي طالب [illegible] الحسن المثنى بن الامام الحسن المجتبى كان قد خطب
الى عمه الامام الحسين [illegible] احدى بنتيه [illegible] وقال يا ابن اخي [illegible] اشئت [illegible]
[illegible] رضي الله عنه قد [illegible] فاطمة [illegible] انها اشبه الناس بامي فاطمة بنت
رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible] فاطمة بنت عمه الحسين وكان [illegible] بنو الحسن [illegible]
امير المؤمنين علي [illegible] رضي الله عنهما [illegible]
[illegible] من الحجاج قال له عمه عمر بن علي [illegible] ان يشركه [illegible] فاستشفع عمر
[illegible] الى [illegible] الحجاج فبينما الحسن مسايرة ذات يوم قال الحجاج يا ابا محمد ان عمر بن علي عمك وبقية ولد جدك
[illegible] شركه معك [illegible] ابيه فقال الحسن والله ما اغير ما شرط علي ولا ادخل فيها من لم يدخله وكان
[illegible] ولده من فاطمة دون غيرهم من اولاده فقال الحجاج اذن ادخله
معك فنكص عنه الحسن حين سمع كلامه وذهب من فوره الى الشام فامر عبد الملك بادخاله فدخل فاعظمه
واكرمه واجلسه معه على سريره قال ما الذي جاء بك يا ابا محمد فذكر له حكاية عمه عمر فكتب عبد الملك الى
الحجاج كتابا ان لا يعترض الحسن بن الحسن في صدقات جده ولا يدخل معه من لم يدخله علي وختم
الكتاب وسلمه اليه وامر له بجائزة وصرفه اكراما ثم لحق بالمدينة ومات مسموما وعمره اذ ذاك خمس
وثلاثون سنة [illegible] برسول الله صلى الله عليه وسلم واعقب من خمسة رجال عبد الله المحض و
ابراهيم الغمر والحسن المثلث وداود وجعفر فعبد الله المحض امه فاطمة بنت الامام الحسين ولقب بالمحض لانه من
الحسنين لان اباه [illegible] بن الحسن المجتبى وامه فاطمة بنت الحسين [illegible]

ترک لازم آتا ہے پس ہم کو ضرور ہوا کہ اولاد حسن مجتبیٰ اور بعض اولاد امام حسین کہ جن کے علوم کو مصنف نے نہیں ذکر کیا ہے اون کے کچھ فضائل اور کچھ علوم بیان بیان کر دیوین تاکہ مصنف نے جو کچھ اس باب مین کمی کی ہے اوس کا جبیرہ اور تکمیل ہو جاوے حالانکہ اس کتاب مین مصنف کا قصد ہے احیائے علوم اہل بیت کا اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور دشواریوں کا آسان کرنیوالا ہے پس خدا کی توفیق و امداد سے ہم کہتے ہین کہ امام حسن مجتبیٰ سبط نبی مصطفیٰ صلعم کے تیرہ فرزند اور چھ دختر تھے پر اون کے بعد اون کی اولاد مین سے چار شخص باقی رہے زید و حسن مثنیٰ و حسین اثرم و عمر مگر بعد پچھلے علاوہ گذر گئے اور اولاد امام حسن مجتبیٰ صرف دو مردون زید و حسن مثنیٰ سے جاری رہی پس ہمارے سردار امام ابوالحسن زید سو سال تک زندہ رہے اون کی والدہ فاطمہ ابو مسعود انصاری کی بیٹی ہین اور اونہین کی بیٹی نفیسہ ہین کہ جن کی قبر مصر مین ہے کہ مسلمان اوس کی تعظیم و زیارت کرتے ہین اور اوس سے برکت لیتے ہین اور اونہین کی اولاد مین سے ہین امام حسن بن زید کہ جن کے سات بیٹے ہوئے کہ جن مین سے قاسم۔ علی۔ زید۔ ابراہیم۔ عبد اللہ۔ اسحق ہین بعض امام قاسم کی اولاد سے عبد الرحمن شجری و حمزہ و محمد بطحانی مین اور محمد بطحانی کی اولاد کثیر ہے کہ جن کا مسکن طبرستان و ری و قم وغیرہ جیسے مقامات ہے اور اونکی تفصیل کتاب عمدۃ المطالب فی آل ابی طالب مین مذکور ہے اور امام حسن مثنیٰ بن امام حسن مجتبیٰ نے اپنے چچا امام حسین سے ان کی ایک صاحبزادی کے لئے عقد کی درخواست کی تھی پس امام حسین نے فاطمہ و سکینہ کو اون کے سامنے کر کے فرمایا کہ اے میرے بھتیجے ان مین سے جس کو تم چاہے پسند کرے پس امام حسن شرما کر خاموش ہو گئے اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین نے تم سے فاطمہ کا عقد کر دیا اس لئے کہ یہ لڑکی میری والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم سے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے اور بخاری نے روایت کی ہے کہ امام حسن نے آپ ہی اپنے چچا کی دختر فاطمہ کو پسند کر لیا تھا اور آپ ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صدقات کے متولی تھے پس امام زین العابدین حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے صدقات کی تولیت مین ایسے نزاع کی تب آپ نے [illegible] صدقات اون کے حوالہ کر دی اور جبکہ حجاج کا زمانہ آیا تو آپ کے چچا عمر بن علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے لئے شرکت صدقات کی درخواست آپ نے نامنظور کیا تو عمر بن علی نے اس باب مین حجاج سے سفارش چاہی پس ایک دن امام حسن حجاج کے ہمراہ تشریف لیجاتے تب حجاج نے آپ سے کہا اے ابو محمد عمر بن علی تمہارا چچا ہے اور تمہارے دادا کی اولاد کا بقیہ ہے پس اس کو بھی اپنے ساتھ اس کے باپ کے صدقات مین شریک کرو امام حسن نے فرمایا کہ بخدا مین حضرت علی کی شرط کو نہ بدلوں گا اور صدقات مین جسکو انہون نے داخل نہین کیا مین نہ داخل کرون گا اور حضرت علی نے شرط [illegible] کی تھی کہ [illegible] صدقات کی تولیت اولاد فاطمہ [illegible] کے لئے مخصوص ہے پس حجاج نے کہا اب مین اوسکو تمہارے ساتھ داخل کر دونگا پس حضرت حسن [illegible] جبکہ [illegible] اور [illegible] ملک شام کے طرف [illegible] عبد الملک نے آپ کی [illegible] شام ہونیکا حکم دیا پھر جب آپ داخل ہوئے تو بہت کچھ آپ کی تعظیم [illegible] اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا پھر پوچھا کہ اے ابو محمد کس وجہ سے تشریف فرما ہوئے ہین تو آپ نے اپنے چچا عمر کا قصہ اوس سے بیان کر دیا تو عبد الملک نے حجاج کے نام ایک خط لکھا کہ حسن بن حسن [illegible] کے صدقات مین اعتراض نہ کرے اور نہ اوسکی ساتھ غیر شخص کو شریک کیا جاوے اور خط تمام کر کے آپ کو دیدیا اور ایک بڑا جائزہ کا آپ کی خدمت مین پیش کرنے کا حکم دیا اور بہت تعظیم سے آپ کو واپس کیا پھر آپ نے مدینہ پہونچکر زہر کی وجہ سے وفات پائی اور آپ کی عمر اوس وقت پینتیس برس کی تھی اور آپ حضرت صلعم کے ساتھ بہت زیادہ مشابہ تھے اور آپ نے پانچ بیٹے چھوڑے عبد اللہ محض۔ ابراہیم غمر۔ حسن مثلث۔ داؤد۔ جعفر پس عبد اللہ محض کی والدہ فاطمہ بنت امام حسین ہین اور آپ کا لقب محض ہوا کہ [illegible] دونون طرف سے [illegible] ہیں اس لئے کہ آپ کے والد حسن بن حسن مجتبیٰ ہین اور آپ کی والدہ فاطمہ بنت حسین ہین اور آپ رسول اللہ صلعم کے مشابہ تھے

وكان شيخ بني هاشم في زمانه وقيل له بما صرتم افضل الناس فقال لان الناس كلهم يتمنون ان يكونوا منا ولا نتمنى ان نكون من احد وكان قوي النفس شجاعا ادبيا قال من الشعر ولما قدم ابو العباس السفاح واهله ابو سلمة الخلال الكوفة ستر امرهم وعزم ان يجعلها شورى بين اولاد علي والعباس حتى يختاروا هم من ارادوا ثم قال اخاف ان لا يتفقوا فعزم على ان يعدل بالامر الى ولد علي من الحسن والحسين فكتب الى ثلثة نفر منهم جعفر بن محمد بن علي بن الحسين وعمر بن علي بن الحسين وعبد الله بن الحسن بن الحسن ووجهه بالكتب مع رجل من مواليهم من ساكني كوفة فبدا بجعفر بن محمد فلقيه ليلا واعلمه انه رسول ابي سلمة وان معه كتابا اليه فقال وما انا وابو سلمة هو شيعة لغيري فقال الرسول تقرأ الكتب وتجيب عليه بما رأيت فقال جعفر لخادمه قدم مني السراج فقربه فوضع عليه كتاب ابي سلمة فاحرقه فقال الا تجيبه فقال قد رأيت الجواب فخرج من عنده واتى عبد الله بن الحسن بن الحسن فقبل كتابه وركب الى جعفر بن محمد فقال له جعفر اي امر جاء بك يا ابا محمد لو اعلمتني لجئتك فقال هو امر يجل عن الوصف قال وما هو يا ابا محمد فقال هذا كتاب ابي سلمة يدعوني الى امر ويراني احق الناس به وقد جاءت شيعتنا من خراسان فقال له جعفر الصادق ومتى صاروا شيعتك انت وجهت ابا مسلم الى خراسان وامرته بلبس السواد هل تعرف منهم احدا باسمه ونسبه كيف يكونون من شيعتك وانت لا تعرفهم ولا يعرفونك فقال عبد الله ان كان هذا الكلام منك لشيء فقال جعفر قد علم الله تعالى اني اوجبت على نفسي النصح لكل مسلم فكيف ادخره عنك فلا تمنين نفسك الاباطيل فان هذه الدولة ستتم لهؤلاء القوم ولا تتم لاحد من آل ابي طالب وقد جاءني مثل ما جاءك فانصرف غير راض بما قاله واما عمر بن علي بن الحسين فرد الكتب وقال ما اعرف كاتبه فاجيبه ومات عبد الله المحض في حبس ابي جعفر الدوانيقي مخنوقا وتوفي عبد الله وهو ابن خمس وسبعين ودفن ... وفي حمد ... امير المؤمنين علي عليه السلام بعد ابيه الحسن المثنى والحسن المثلث ويكنى ابا علي ... ولاتهم ابو الحسن علي العابد ذو الثفنات ... ستقطع ابوه عن مروان فكان لا يأكل منها شيئا وكان مجتهدا في العبادة وحبسه الدوانيقي مع اهله فمات في الحبس وهو ساجد فحركوه فاذا هو ميت ومن اولاد الامام عبد الله المحض محمد ذو النفس الزكية وابراهيم القتيل بباخمرى وموسى نقل في الصواعق في صفحة ١٧٠ في فضائلهم اخرجه صحاح ... بل قصة الامام جعفر الصادق انه سعي به (اي بجعفر الصادق) عند المنصور لما حج فلما حضر الساعي به يشهد قال له اتحلف قال نعم فحلف بالله العظيم الى آخره فقال احلفه يا امير المؤمنين بما اراه فقال له حلفه فقال له قل برئت من حول الله وقوته والتجأت الى حولي وقوتي لقد فعل جعفر كذا وكذا وقال كذا وكذا فامتنع الرجل ثم حلف فما تم حتى مات فقال امير المؤمنين لجعفر لا بأس عليك انت المبرأ الساحة المأمون الغائلة ...

اور اپنے زمانہ میں بنی ہاشم کے سردار تھے آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کا گھرانہ کس وجہ سے تمام جہان کے لوگوں سے افضل ہوگیا آپ نے جواب دیا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ
تمام لوگ ہم میں سے ہونے کی تمنا کرتے ہیں اور ہم کو کسی غیر سے ہونے کی تمنا نہیں ہے اور آپ بڑے قوی بہادر تھے اور کبھی کبھی شعر بھی کہا کرتے تھے جبکہ ابو العباس سفاح اور اس کا
مصاحب ابو سلم خلال کوفہ میں آئے تو سفاح نے امر خلافت کو مخفی رکھا اور عزم کر لیا کہ اولاد علی و عباس کے مشورہ پر اوسکو موقوف رکھے تاکہ وہ جسکو چاہیں خلافت کے لئے انتخاب کریں پھر
اوس نے کہا کہ مجھکو اس صورت میں اسکا ہی ڈر ہے کہ وہ سب اسباب اتفاق نہ کریں گے پس اپنے عزم کو حسینی کی اولاد سے شوری کی طرف پھیر دیا اور ذی مرتبہ اشخاص کی طرف خطوط لکھے ایک خط
جعفر بن محمد بن علی بن حسین کی طرف دوسرا عمر بن علی بن حسین کی طرف تیسرا عبد اللہ بن حسن بن حسن کی طرف اور یہ تینوں خط ایک غلام کوفی کے ہاتھ روانہ کئے پس وہ پہلے جعفر بن محمد کے پاس رات کے وقت
پہنچا اور کہا کہ میں ابو سلم کا ایلچی ہوں اور آپ کے نام اوس کا ایک خط میرے ساتھ ہے انہوں نے جواب دیا کہ مجھکو ابو سلم سے کیا علاقہ وہ ہمارے غیر کی گروہ سے ہے ایلچی نے کہا خط پڑھ لیجئے پھر جو کچھ آپ کی رائے
ہو جواب لکھ دیجئے پس جعفر نے خادم سے چراغ طلب کیا جب چراغ قریب آیا آپ نے ابو سلم کا خط اوس پر رکھکر جلا دیا ایلچی نے کہا کیا آپ اس کا جواب نہیں دیں گے آپ نے فرمایا جو تجھنے دیکھ لیا یہی
ایلچی آپ کے پاس سے حضرت عبد اللہ بن حسن بن حسن کے پاس پہنچا اونہوں نے خط کو لے لیا اور جعفر بن محمد کے پاس تشریف لائے حضرت جعفر نے فرمایا کونسا کام تمکو یہاں لایا اے ابو محمد اگر آپ مجھکو اطلاع
کرتے میں خود آجاتا حضرت عبد اللہ نے فرمایا وہ کام بہت عظیم الشان ہے کہا وہ کیا ہے اے ابو محمد کہا یہ ابو سلم کا خط ہے وہ مجھکو بلاتا ہے ایک ایسے کام کے لئے جس کے واسطے مجھکو زیادہ حقدار جانتا ہے
شیعوں سے اور یہ بات خراسان سے آئی ہے پس جعفر صادق نے کہا وہ لوگ آپ کی جماعت کب ہو گئے آپ نے ابو مسلم کو خراسان میں بھیجا تھا اور آپ نے اوسکو سیاہ لباس پہننے کا حکم دیا تھا کیا اون میں
کسی شخص کا نام و نسب آپکو معلوم ہے کیونکر وہ لوگ آپکی جماعت ہو سکتے ہیں حالانکہ نہ آپ اونکو پہچانتے ہیں اور نہ وہ آپ کو پہچانتے ہیں پس حضرت عبد اللہ نے کہا اگر آپکا یہ کلام کسی خاص وجہ سے
ہے تو وہ یہی ہے پس حضرت جعفر نے فرمایا کہ خدا جانتا ہے میں نے اپنے نفس پر ہر مسلمان کی بہی خواہی کو واجب کر لیا ہے پھر آپ سے کیونکر میں اوسکو چھپا رکھوں گا آپ ہرگز اپنے نفس کو آرزو میں
مت ڈالیں خبردار رہئے یہ دولت عنقریب انہیں لوگوں کے لئے بالکل ہو جائیگی اور مال ابطال میں سے کسی راستہ نہ آئیگی اور میرے پاس بھی تمہارے خط کے مضمون کا ایک خط آیا ہے
پس حضرت عبد اللہ ان کے کلام خوش نہوئے اور واپس آگئے اور لیکن عمر بن علی بن حسین پس انہوں نے ابو مسلم کا خط واپس کر دیا اور کہدیا کہ اس کے کاتب کو میں نہیں جانتا ہوں کہ جواب
لکھوں و عبد اللہ محض نے قید خانہ میں وفات پائی جبکہ ابو جعفر دوانقی نے بخوف امارت آپ کو قید کر دیا تھا اور آپ کی عمر پچہتر سال تھی آپ ہی اپنے والد حسن مثنی کے بعد حضرت
امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے صدقات کے متولی تھے اور حضرت حسن مثلث کے جنکی کنیت ابو علی ہے چند ولد تھے منجملہ اون کے ابو الحسن علی عابد ذو الثفنات ہیں آپ کے
والد نے مروان سے ایک موضع لیا تھا آپ اوسکی آمدنی پرہیزگاری کے سبب سے نہیں لیتے تھے اور عبادت میں نہایت کوشاں تھے آپکو دوانقی نے مع اہل و عیال کے قید کر دیا تھا پس
اوسی قید میں سجدہ کرتے ہوئے آپ نے دنیا سے انتقال فرمایا جب لوگوں نے ہلا کر دیکھا تو آپ مر چکے تھے اور امام عبد اللہ محض کی اولاد میں سے تھے محمد ذو النفس الزکیہ اور ابراہیم قتیل
باخمری اور موسی جون اور یحیی صاحب دیلم و ادریس صواعق محرقہ کے صفحہ ۱۷۷ میں حضرت موسی جون اور اون کے بھائی یحیی صاحب دیلم کے وقائع میں نقل کیا ہے امام جعفر صادق کے قصہ کے
بعد اس طرح پر کہ حضرت جعفر صادق کی منصور کے دربار میں کچھ برائی بیان کی گئی تھی جبکہ اوس نے حج کیا تھا پھر چغلخور سے دربار میں قسم کہانیکو طلب کیا گیا منصور نے اوسکو کہا کیا تو
قسم کہا سکیگا کہا ہاں پس اوس نے ظلم کی قسم کہا کر آخر تک دعوے بیان کیا پس امام جعفر صادق نے کہا اے امیر المومنین جس طرح کہیں کہوں اوس سے قسم لو منصور نے کہا کہ آپ ہی
اپنی خواہش کے موافق اس سے قسم لیلو پس آپ نے چغلخور سے کہا کہہ کہ میں اللہ کی حول و قوت سے علیحدہ ہوکر اپنی حول و قوت کے اعتماد پر کہتا ہوں کہ جعفر نے ایسا ایسا کام کیا
ہے اور ایسی ایسی بات کہی ہے پس وہ شخص پہلے تو رکا پھر قسم بطریق مذکور کہا گیا ہنوز اوس کی قسم پوری ہونے نپائی تھی کہ اوسی جگہ پر فوت ہو گیا
پس امیر المومنین نے امام جعفر صادق سے کہا کہ آپ اس کے متعلق کچھ الزام نہیں ہے آپ کا میدان میرا ہی اور اس کے شبہ سے آپ محفوظ

انصرف مخلفه الربيع بجائزة حسنة وكسوة سنية وللحكاية تتمة ووقع نظير هذه الحكاية ليحيى بن عبد الله بن الحسن

بن الحسن المثنى بن الحسن السبط بان شخصا زبيريا سعى به للرشيد فطلب تحليفه فتلعثم فزجره الرشيد فتولى يحيى

تحليفه بذلك فما اتم يمينه حتى اضطرب وسقط لجنبه فاخذوا برجله وهلك فسال الرشيد يحيى عن سر ذلك فقال

تمجيد الله في اليمين يمنع المعاجلة في العقوبة وذكر المسعودي ان هذه القصة كانت مع اخي يحيى هذا الملقب بموسى

الجون وان الزبيري سعى به للرشيد فطال الكلام بينهما ثم طلب موسى تحليفه فحلفه بنحو ما مر فلما حلف قال موسى

الله اكبر حدثني ابي عن جدي عن ابيه عن جده علي ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ما حلف احد بهذه اليمين

اي وهي تقلدت الحول والقوة ودون حول الله وقوته الى حولي وقوتي ما فعلت كذا وهو كاذب الا عجل الله له العقوبة

قبل ثلاث والله ما كذبت ولا كذبت فوكل الي يا امير المؤمنين فان مضت ثلث ولم يحدث بالزبيري حادث فدمي لك

حلال فوكل به فلم يمض عصر ذلك اليوم حتى اصاب الزبيري جذام فتورم حتى صار كالزق فما مضى الا قليل وقد

توفي ولما انزل في قبره انخسف قبره وخرجت رائحة مفرطة النتن فطرحت فيه احمال الشوك فانخسف ثانيا فاخبر

الرشيد بذلك ففرح العجيبة ثم امر لموسى بالف دينار وساله عن تلك اليمين فروى له حديثا عن جده علي عن

ابي طالب عن النبي صلى الله عليه ما من احد يحلف بيمين مجد الله فيها الا استحيى من عقوبته وما من احد حلف

يمين كاذبة نازع الله فيها حوله وقوته الا عجل الله له العقوبة قبل ثلث انتهى الجون ويحيى صاحب الديلم وسليمن

وادريس واعقب من محمد النفس الزكية ويكنى اباعبد الله وقيل بالقاسم ويلقب بالمهدي وهو المقتول باحجار الزيت

قال وانما لقب بالمهدي للحديث المشهور عن رسول الله صلى الله عليه وسلم المهدي من ولدي اسمه اسمي واسم

ابيه ابي تطلعت نفوس بني هاشم وعظمت وكان جم الفضائل كثير المناقب وحكى ان الشيخ ابو الفرج الاصفهاني

الصدر وكان به ذات يوم حتى ركب فتبسم له في ذلك فقال ويحك هذا مهدينا اهل البيت وكان المنصور قد بايع له و

لاخيه ابرهيم مع جماعة من بني هاشم فلما بويع لبني العباس اختفى محمد وابراهيم مدة خلافة السفاح فلما ملك المنصور

وعلم انهما على عزم الخروج جد في طلبهما وقبض على ابيهما وجماعة من اهلهما فلما بلغ اباجعفر المنصور خروج

محمد بن عبد الله المحض خلا ببعض اصحابه فقال له ويحك قد ظهر محمد قال واين ظهر قال بالمدينة فقال غلبت عليه

ورب الكعبة قال وكيف قال لانه خرج بحيث لا امال ولا رجال فعاجله بالحرب فارسل اليه عيسى بن موسى بن

محمد بن علي بن عبد الله العباس بجيش كثيف فحاربهم محمد خارج المدينة وتفرق اصحابه عنه حتى بقي وحده فلما احس الخيل

لان دخل داره وامر بالتنور فسجر ثم عمد الى الدفتر الذي اثبت فيه اسماء الذين بايعوه فالقاه في التنور فاحرق ثم خرج فقاتل

حتى قتل باحجار الزيت كان ذلك مصداق تلقبه النفس الزكية لانه روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال يقتل باحجار

الزيت من ولدي النفس الزكية وكان مالك بن انس الفقيه عابدا فنفى الناس بالخروج مع محمد ومبايعته ولذلك تغير المنصور عليه

پہر آپ وہاں سے چلے آئے تو ربیع آپکے پاس نشست عظمٰی و خلعت فاخرہ امیر کیطرف سے لیا اور اس قصہ کا تتمہ تتمہ اور بہی ہے اور اس قصہ کے مثل یحیی بن عبد اللہ
بن حسن بن حسن مثنی بن حسن ہبلے کے باب مین بہی واقع ہوا ہے اس طرح پر کہ ایک زبیری نے خلیفہ رشید کے دربار مین آپ کی چغلی کہائی تب رشید نے اوس سے
حلف طلب کیا تو وہ حلف کہا گیا پس رشید نے اوس کو مجبور کیا پہر یحیی اوس سے حلف بطور مذکور لینے کے واسطے متولی ہوئے پس ابہو قسم پوری نکرنے پایا
تہا کہ ترہب کر گر پڑا لوگون نے اوس کا سر سنبہال لیا اور اسی حال مین ہلاک ہوگیا پس رشید نے اس بہید کو یحیی سے پوچہا تب آپنے فرمایا کہ قسم مین خدا کی تعظیم و ثنا
کے عذاب کو روک دیتی ہے اور مسعودی نے ذکر کیا ہے کہ یہ قصہ حضرت یحیی کے برادر موسی جون کے باب مین واقع ہوا ہے اور زبیری نے موسی جون کی چغلی رشید کے
دربار مین کہائی تہی پس دونون مین دیر تک گفتگو ہوتی رہی پس موسی جون نے زبیری سے حلف طلب پس زبیری نے بطریق مذکور جب حلف کہا لیا تو موسی جون
نے فرمایا کہ اللہ اکبر حدیث بیان کی مجہسے میرے والد نے اون سے میرے دادا نے اون کے باپ نے اون سے اون کے دادا علی نے کہ نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ نہین قسم
کہائی کسی نے جسکے ساتہہ کہ (اعتبار کی مین نے حول و قوت سواے حول و قوت خدا کے اپنی حول و قوت کو کہ لیا نہین کہا) دروغ بیان سے جہوٹا ہو ور
مگر جلد پہنچتا ہے اوس پر خدا عذاب کو تین دن پہلے سے بخدا مین نے جہوٹ نہین کہا ہے پس مجہہ پر اعتماد کر اے امیر مومنین اگر تین دن زبیری کو بغیر کسی حادثہ کے گذر جائے تو
میرا خون مجکو حلال ہے پس امیر نے اس امر پر اعتماد کر لیا پس اوسی دن صلوۃ عصر کا وقت نہین گذرا تہا کہ زبیری کو جذام کا عارضہ عارض ہوا اور بدن پہول کر مشک کی طرح
ہو گیا پس کچہہ دیر ہوئی تہی کہ مر گیا پہر جبکہ قبر مین رکہا گیا تو قبر دہنس گئی اور سخت بدبو اوس سے نکلی پہر وہ اس مین بہت سے بوجہ کانٹون کے بہر دیے گئے پہر دوبارہ
دہنس گئی جب رشید کو اوس کی اطلاع دی گئی تو اوسکو بہت تعجب ہوا اور حضرت موسی جون کے صلہ ہزار اشرفی عطیہ کا حکم دیا اور اوس قصہ کا بہید اون سے دریافت کیا
پس انہون نے رشید سے یک حدیث بیان کی بروایت اپنے جد حضرت علی کی رسول اللہ صلعم سے کہ (نہین کوئی شخص کہ اپنی قسم مین خدا کی عظمت کا بیان کرتا ہو مگر یہ کہ اسکو خدا غضب کرتے
شرماتا ہے اور نہین کوئی شخص کہ جہوٹی قسم کہائے اس طرح پر کہ خدا کے حول و قوۃ کو علیحدہ کرلے مگر خدا اسپر عذاب تین دن سے پہلے اتار دیتا ہے) پہر حضرت عبد اللہ محض کے فرزند محمد نفس
زکیہ سے اولاد جاری ہوئی آپکی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور بعض نے ابو القاسم کہا ہے اور آپ کا لقب مہدی تہا ہم نے ذریت مین آپ ہی مقتول ہوئے ہین اور مہدی آپ کا لقب ایک حدیث
مشہور نبوی کی وجہ سے ہوا تہا کہ جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ مہدی میری اولاد سے ہوگا نام اوس کا میرا نام اور اوسکے باپ کا نام ہوگا بنی ہاشم کے نفوس [illegible] بلند مرتبہ
ہین) اور آپ بڑے صاحب فضائل و مناقب اور تہے مروی ہے کہ شیخ الفرع ابن جہانے ایک روز آپکی رکاب کو پکڑ کے دیکہا یہانتک کہ آپ سوار ہوگئے پہر لوگون نے اس کا سبب پوچہا تو انہون نے کہا کہ
تیری خرابی ہو یہ شخص ہمارا مہدی اہل بیت رسول سے اور خلیفہ منصور آپ اور آپکے بہائی ابراہیم سے ایک جماعت بنی ہاشم کی ہمراہ بیعت ہوا تہا پہر جب اولاد عباس سے لوگ بیعت ہوگئے وفات
سفاح کی ہو تب یہ دونون بہائی پوشیدہ ہوگئے پہر جبکہ منصور بادشاہ ہوا اور اسکو معلوم ہوا کہ یہ دونون خروج کرنیکا عزم رکہتے ہین تب ان دونون کی طلب مین ساعی ہوا اور ان دونون کے باپ
عبد اللہ کو گرفتار قید کر لیا پہر جبکہ ابو جعفر منصور کو محمد بن عبد اللہ محض کے خروج کرنیکی خبر پہنچی تو اوس نے اپنے بعض اصحاب کو تخلیہ مین کہا تیری خرابی ہو محمد ظہور پکڑ گیا ہے اوس نے کہا کس جگہ
کہا مدینہ مین منصور نے کہا تو اوس پر غالب ہوگیا قسم اس کی کہ جلد فنا کیا کیونکہ اوس نے ایسی جگہ مین خروج کیا ہے کہ جہاں غلہ ہی نہ مال پس جلدی کر اوس کی طرف پس اوسی وقت
منصور نے عیسی بن موسی بن عبد اللہ بن عباس کو بہت لشکر کے ہمراہ روانہ کیا پس حضرت امام محمد مدینہ سے باہر ہوکر اون سے جنگ کیا اور آپکے ہمراہی سب متفرق ہو گئے یہانتک کہ آپ تن تنہا رہ گئے پہر
آپنے جب سپاہ کا مشاہدہ کیا تو گہر مین جا کر تنور گرم کرنیکا حکم دیا پس کتاب کا قصد کیا کہ جس مین بیعت کرنیوالون کے نام درج تہے پس اوسکو جلد تنور مین ڈال کر جلا دیا پہر
باہر تشریف لا کر لڑنا شروع کیا یہان تک احجار زیت شہید ہوگئے اور آپکا لقب نفس زکیہ اسوجہ سے ہوا تہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے
فرمایا احجار زیت مین میری اولاد مین سے نفس زکیہ قتل کیا جائیگا) اور امام مالک بن انس نے [illegible] فتوی دیا تہا [illegible] بیعت [illegible] منصور [illegible]

اما ابراهيم قتيل باخمرى بن عبد الله المحض ويكنى ابا الحسن وكان شديد الايدى فيحكى انه كان واقفا مع اخيه محمد
ابيه وابل لهم تعد دوفيها ناقة شرود ولا تملك فاقبلت مع الابل ترد فقال محمد لابراهيم وهو ملتف في شملة ان رددتها
فلك كذا او كذا فوثب ابراهيم فقبض على ذنبها فاشردت وتبعها ابراهيم ممسكا بذنبها حتى غاب عن اعينهم فقال عبد الله المحض
لابنه بئس ما صنعت عرضت اخاك المتلف فلما كان بعد ساعة اقبل ابراهيم ملتفا بالشملة فقال له محمد الم اقل لك انك
لا تقدر على ردها فاخرج ذنب الناقة فالقاه وقال اما تعذر من جاء بهذا وكان ابراهيم من كبار العلماء في فنون
كثيرة فقال انه كان ايام اختفائه بالبصرة وقد اختفى عند المفضل بن محمد الضبي فطلب منه دواوين العرب
يطالعها فاتاه بما قدر عليه فاعلم ابراهيم على ثمانين قصيدة فلما قتل ابراهيم استخرجها المفضل وسماها بالمفضليات
وقرئت بعده على الاصمعي فزاد فيها وظهر ابراهيم ليلة الاثنين غرة رمضان سنة خمس واربعين ومائة فبايعه
وبايعه وجوه الناس منهم بشر الرحال والاعمش وسليمان بن مهران وعباد بن المنصور القاضي صاحب مسجد
عباد بالبصرة والمفضل بن محمد في نظرائهم وقال ان ابا حنيفة الفقيه بايعه ايضا وكان قد افتى الناس بالخروج
معه فيحكى ان امراة اتته فقالت انك افتيت ابني بالخروج مع ابراهيم فخرج فقتل فقال لها ليتني كنت مكان
ابنك كذا في عمدة المطالب واما ادريس بن عبد الله المحض فخرج بالمغرب في ايام ابي جعفر [illegible]
والفضل وهذا نبذ من فضائلهم ولما نشئ من عمره فقد اخرج الدارقطني عن عبد الله المحض انه سئل عن المسح على
الخفين فقال امسح فقد مسح عمر فقال له السائل انما اسئلك انت تمسح قال ذلك اعجز لك اخبرك عن عمر وتسئلني
وانا عمر خير منى ومن ملاء الارض فقيل له هذا تقية فقال نحن بين القبر والمنبر اللهم هذا قولي في السر والعلانية فلا
تسمع قول احد بعدي كذا في الصواعق المحرقة وهذا الكلام الشريف منه يدل دلالة نيرة كالشمس في نصف النهار
على ان التقية ليس من سنن السادات الكرام بل هي من خصائص اهل البدع اللئام وايضا اخرج عنه انه قال
من هذا الذي يزعم ان عليا كان مقهورا وان النبي صلعم امره باموره لم ينفذها فكفى بهذا ازراء ومنقصة له انتهى
واخرج الدارقطني ايضا عن ولده الملقب بالنفس الزكية انه لما سئل عن الشيخين لهما عندي افضل من علي انتهى وايضا اخرج
عن محمد الباقر انه قال اجمع بنو فاطمة رضي الله عنهم على ان يقولوا في الشيخين احسن ما يكون من القول ونحوه ايضا
عن جعفر الصادق عن ابيه محمد الباقر انه رجلا جاء الى ابيه زين العابدين علي بن الحسين رضي الله تعالى عنهم فقال اخبرني
عن ابي بكر فقال عن الصديق تسال فقال تكلتك امك قد سماه صديقا رسول الله صلى الله عليه وسلم والمهاجرون والانصار
ومن لم يسمه صديقا فلا صدق الله عز وجل قوله في الدنيا والاخرة اذهب فاحب ابا بكر وعمر رضي الله عنهما وتولهما واخرج
ايضا عن عروة عن عبد الله سالت ابا جعفر الباقر عن حلية السيف قال لا باس به قد حلى ابو بكر الصديق سيفه
قال قلت وتقول الصديق قال نعم الصديق نعم الصديق نعم الصديق فمن لم يقل الصديق فلا صدق الله قوله في الدنيا

اور لیکن ابراہیم قتیل باخمری بن عبداللہ محض آپکی کنیت ابوالحسن تہی اور آپکے دست بازو بہت قوی تہے چنانچہ منقول ہی کہ ایکدن آپ اپنے بہائی محمد و باپ کیساتھ
بیٹہے تہے اور اونکے اونٹ دوڑتے تہے اون مین ایک مست اونٹنی تہی کہ جسپر قبضہ کرنا دشوار تہا پس وہ اونٹونکے ہمراہ پانی پینے کو آئی پس محمد نے ابراہیم سے کہا اور وہ اوسوقت
چادر مین لپٹے ہوے تہے کہ اگر تم نے اس اونٹنی کو کہینچ لیا تو تمکو اتنا مال دونگا پس ابراہیم نے کودکر اونٹنی کی دم پکڑلی تو وہ بہاگی اور ابراہیم اوسکی دم پکڑے ہوے
اوسکے پیچہے ہولیے یہانتک کہ دونون لوگونکی نظرونسے غائب ہوگئے پس حضرت عبداللہ محض نے اپنے فرزند محمد سے کہا تمنے بہت برا کیا اپنے بہائی کو ہلاکت مین
ڈالدیا پہر جبکہ ایکساعت گذری ابراہیم چادر اوڑہے ہوئے سامنے آئے محمد نے اونسے کہا کیا مینے تم سے نہ کہا تہا کہ تم اوسکے واپس لانے پر قادر نہین ہو
پس ابراہیم نے اونٹنی کی دم نکالکر سامنے ڈالدیا اور کہا کیا تم معذور نہین رکہتے اوسکو کہ جو اوسکی دم کو لے آئے اور تہا ابراہیم بہت سے فنون مین علماء کبار مین سے
تہے چنانچہ مروی ہے کہ جب آپ بصرہ مین مفضل بن محمد ضبی کے گہر مین مخفی تہے تو آپنے دواوین عرب مطالعہ کیلئے منگائے پس جسقدر ممکن ہوا اوسنے فراہم کردئے
پس آپنے استی قصیدونپر نشان کردیا تہا پہر جبکہ آپ مقتول ہوگئے تو مفضل نے اون قصاید کو نکالا اور اونکا نام مفضلیات رکہا یعنی عمدہ منتخب قصیدے اور مفضل کے
بعد وہ قصاید امام اصمعی کے درس مین داخل رہے اور اصمعی نے اون قصائد مین کچہ اور قصائد بہی اضافہ کئے اور ابراہیم کا ظہور شب دوشنبہ یکم رمضان ۱۴۵ ہجری
بصرہ مین ہوا ہے اور جلیل القدر اشخاص نے آپسے بیعت کی ہی اونہین مین سے بشیر رحال و اعمش و سلیمان بن مہران و عباد بن منصور قاضی کہ جنہون نے بصرہ مین
مسجد عباد بنائی تہی وغیرہ ہین اور مفضل بن محمد اونکے اصحاب مین سے تہے اور مروی ہی کہ امام ابوحنیفہ فقیہ بہی اونسے بیعت ہوئی تہی اور لوگونکو اونکی ہمراہ جاکر جہاد کرنیکا
فتوی ہوا اونہون نے دیا تہا پس منقول ہے کہ ایکعورت نے آکر کہا تو نے ہی حکم دیا تہا میرے بیٹے کو ابراہیم کیساتہہ خروج کرنیکا پس اوسنے خروج کیا اور مارا گیا پس امام
ابوحنیفہ نے کہا اے کاش مین تیرے بیٹے کے قایم مقام ہوتا ایسا ہی مذکور ہی عمدۃ المطالب مین اور لیکن ادریس بن عبداللہ محض پس انہون نے ملک مغرب مین ابوجعفر منصور کی زمانہ مین خروج کیا
جیساکہ ملل و نحل مین مذکور ہی اور یہہ بیان تہا اونکے کسیقدر فضایل کا اب کچہ بیان اونکے علوم کا پس دارقطنی نے عبداللہ محض سے روایت کی ہی کہ اون سے پوچہا گیا کہ کیا آپ
موزونپر مسح کرتے ہین فرمایا کہ مین مسح کرتا ہون اسلئے کہ عمر نے مسح کیا ہی پس سایل نے کہا کہ مین تو آپکے مسح کو پوچہتا ہون فرمایا کہ میرا جواب تیرے حق مین زیادہ مسکت ہے
مین تجہکو عمر کا حال کہہ رہا ہون اور تو میری رائے کو دریافت کرتا ہے پس عمر مجہسے زیادہ ہے اور میرے برابر زمین کی پری سی پہر کہا گیا آپسے کیا یہہ تقیہ ہے تو کہا کہ
ہم قبر و منبر شریف کے درمیان ہین اے خدا یہہ کلام ہی چہپے اور کہلے پس تو میرے بعد کسی کی بات نہ سن ایسا ہی مذکور ہے صواعق محرقہ مین اور آپ کا یہہ کلام شریف
آفتاب نصف النہار کیطرح صاف و روشن دلالت کرتا ہے اس پر کہ تقیہ سادات کرام کے خصائل سے نہین ہے بلکہ یہہ اہل بدعت و نااہلون کی خصائص سے ہے
اور نیز دارقطنی نے عبداللہ محض ہی سے روایت کی ہی کہ انہون نے فرمایا کون شخص کہتا ہی کہ حضرت علی مجبور تہے اور یہہ کہ نبی صلعم نے اونکو ایک کام کیلئے حکم دیا تہا پر انہون نے اوسکو نافذ نکیا پر
اونکی منقصت و عیب لگانیکو یہی کلام بہت ہے انتہی اور نیز دارقطنی نے اونکے فرزند ملقب نفس زکیہ سے روایت کی ہی کہ اونہون نے فرمایا کہ جبکہ اون سے شیخین کا مرتبہ دریافت کیا گیا یاد کہ
میرے نزدیک وے دونون) افضل ہین علی سے انتہی اور نیز دارقطنی نے محمد باقر سے روایت کی ہے کہ انہون نے فرمایا کہ بنی فاطمہ کا اتفاق ہی اس پر کہ
شیخین کے باب مین اعلے درجہ کا کلام کہین اور نیز جعفر صادق سے اونہون نے اپنے باپ محمد باقر سے روایت کی ہی کہ ایکشخص نے میرے باپ زین العابدین علی بن حسین کا
ہاتہہ پکڑکر کہا کہ مجکو ابوبکر کا حال کچہ سناؤ پس کہا انہون نے کہ صدیق کا حال سناون پہر مرد نے کہا آپ اونکا نام صدیق رکہتے ہین پس فرمایا تیری ماں تجکو روئے اونکا نام صدیق
رسول اللہ صلعم نے رکہا ہی اور مہاجرین و انصار نے اور جو اونکو صدیق نکہے تو خدا عز و جل اوسکا قول دنیا و آخرت مین سچا نکرے جا تو شیخین رضی اللہ عنہما کو دوست رکہہ انتہی اور نیز عروہ بن عبداللہ نے ابوجعفر سے روایت کی
کہ مینے جعفر کی آباؤ سے تلوار کی زیور کا مسئلہ پوچہا تو جواب دیا کہ جایز ہے کیونکہ ابوبکر صدیق نے بہی اپنی تلوار پر زیور چڑہایا تہا مین نے کہا کہ آپ بہی صدیق کہتے ہین فرمایا کہ ہان صدیق ہان صدیق ہان صدیق اور جو کہ صدیق

والآخرة وأخرجه ابن الجوزي في صفوة الصفوة وزاد فوثب وثبة واستقبل القبلة فقال نعم الصديق نعم الصديق
نعم الصديق الخبر وأخرج أيضاً عن جعفر الصادق أنه قال ما أرجو من شفاعة علي شيئاً إلا وأنا أرجو من شفاعة أبي بكر مثله
ولقد ولدني مرتين وأخرج أيضاً عن زيد الشهيد بن علي أنه قال لمن تبرأ منهم اعلم والله أن البراءة من
الشيخين البراءة من علي فتقدم أو تأخر وزيد هذا كان إماماً جليلاً استشهد في صفر سنة إحدى وعشرين و
مائة ولما صلب عرياناً جاءت العنكبوت ونسجت على عورته حتى سترت من رؤية الناس فإنه استمر مصلوباً
مدة طويلة وكان قد خرج وبايعه خلق من الكوفة وحضر إليه كثير من الشيعة فقالوا له ابرأ عن الشيخين نحن
نبايعك فأبى فقالوا إنا نرفضك فقال اذهبوا فأنتم الرافضة فمن حينئذ سموا الرافضة وسميت الشيعة به الزيدية
وأخرج الحافظ عمر بن شبة أن زيداً هذا الإمام الجليل قيل له إن أبا بكر انتزع من فاطمة فدك فقال إنه كان
رحيماً وكان يكره أن يغير شيئاً تركه رسول الله صلى الله عليه وسلم فأتته فاطمة رضي الله عنها فقالت له إن
رسول الله صلعم أعطاني فدك فقال هل لك بينة فشهد لها علي وأم أيمن فقال لها فبرجل وامرأة
تستحقيها ثم قال زيد والله لو رجع الأمر فيها إلي لقضيت بقضاء أبي بكر رضي الله عنه وأخرج عنه أيضاً قال
انطلقت الخوارج فبرئت ممن دون أبي بكر وعمر ولم يستطيعوا أن يقولوا فيهما شيئاً وانطلقتم أنتم فطفرتم أي وثبتم
فوق ذلك فبرئتم منهما فمن بقي فوالله ما بقي أحد إلا برئتم منه وأخرج أيضاً وابن عساكر عن سالم بن أبي الجعد قال قلت
لمحمد بن الحنفية هل كان أبو بكر أول القوم إسلاماً قال لا قلت فبما علا أبو بكر وسبق حتى لا يذكر أحد غير أبي بكر قال لأنه كان
أفضلهم إسلاماً حين أسلم حتى لحق بربه وأخرج الدارقطني عن سالم بن أبي حفصة وهو شيعي لكنه ثقة قال سألت أبا جعفر محمد
بن علي وجعفر بن محمد عن الشيخين فقال يا سالم تولهما وابرأ من عدوهما فإنهما كانا إمامي هدى [illegible] قال دخلت على
أبي جعفر وفي رواية على جعفر بن محمد فقال وأراه قال ذلك من أجلي اللهم إني أتولى أبا بكر وعمر وأحبهما اللهم
إن كان في نفسي غير هذا فلا نالتني شفاعة محمد صلعم يوم القيامة وأخرج عنه أيضاً قال جعفر يا سالم
أيسب الرجل جده أبو بكر جدي لا نالتني شفاعة محمد صلى الله عليه وسلم إن لم أكن أتولاهما وأبرأ من عدوهما
وأخرج عنه من طريق أيضاً أنه قيل له إن فلاناً يزعم أنك تبرأ من أبي بكر وعمر فقال برئ الله من فلان إني لأرجو أن ينفعني
الله بقرابتي من أبي بكر ولقد مرضت فأوصيت إلى خالي عبد الرحمن بن القاسم بن محمد بن أبي بكر رضي الله عنهم و
أخرج عنه أيضاً والحافظ عمر بن شبة عن كثير قلت لأبي جعفر محمد بن علي أخبرني أظلمكم أبو بكر وعمر من حقكم شيئاً
ومنزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيراً ما ظلمانا من حقنا ما يزن حبة خردل قلت أفأتولاهما
جعلني الله فداك قال نعم يا كثير تولهما في الدنيا والآخرة قال وجعل يصك عنق نفسه ويقول ما أصابك فبعنقي
فذاك ثم قال برئ الله ورسوله من المغيرة بن سعيد وبيان فإنهما كذبا علينا أهل البيت وأخرج أيضاً عن

لگے تو خدا اوسکی بات کو دنیا و آخرت مین سچی نکرے اور اس روایت کو ابن جوزی نے صفوۃ الصفوۃ مین نقل کیا ہے اور اوسمین اسقدر اور بڑہا دیا ہے بس آپ اوسکے
روبقبلہ ہوکر فرمانے لگے ہان صدیق ہان صدیق ہان صدیق آخر تک اور نیز جعفر صادق سے روایت کی ہی کہ انہون نے فرمایا جس امر مین شفاعت علی کی امید رکہتا ہون ابوبکر کی شفاعت کا
بہی مین امیدوار ہون مثل علی کے اور مجھکو دو مرتبہ اونسے تولد حاصل ہی اور نیز زید شہید بن علی سے روایت کی ہی کہ انہون نے فرمایا اوس شخص سے کہ جو شیخین سے بیزار تہا جاننا چاہیے
سنجدا بیزاری شیخین سے بیزاری ہی علی سے پس آگے بڑہ اب چاہو مین یا پیچہے ہٹ اور یہ زید بیٹے امام تہے ماہ صفر سنہ ۱۲۱ہ مین شہید ہوے اور جبکہ اونکو برہنہ کرکے سولی پر چڑہایا تو
مکڑی نے آکر انکی شرمگاہ پر جالا تندیا یہانتک کہ لوگون کی نظرون سے چہپا دیا اسلیے کہ وہ مدت دراز تک سولی پر رہے تہے اور انہون نے خروج کیا تہا اور کوفہ کی بہت مخلوق اونسے
بیعت ہوگئی تہی اور بہت سے شیعہ بہی حاضر ہوکر کہا کہ آپ شیخین سے تبرا کرین تو ہم آپسے بیعت ہوتے ہین جب آپنے تبرا سے انکار کیا تو شیعون نے کہا کہ آپکو چہوڑتے ہین پس
آپنے فرمایا کہ جاؤ تم سب رافضی ہو پس اوس وقت سے اون شیعونکا نام رافضی ہوگیا اور آپکی جماعت کا نام زیدیہ رکہا گیا اور حافظ عمر بن شبہ نے روایت کی ہی کہ اس زید امام
جلیل القدر سے کہا گیا کہ ابوبکر نے فاطمہ سے فدک کو غصب کرلیا پس زید نے جواب دیا کہ ابوبکر رحمدل تہے اور مکروہ جانتے تہے رسول اللہ صلعم کی ترکہ مین تغیر کرنیکو پس فاطمہ رضی اللہ
عنہا نے اونکے پاس آکر اون سے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فدک مجکو دیا تہا آپنے کہا کہ آپکے پاس گواہ ہین پس فاطمہ کے دعوے پر گواہی دی علی و ام ایمن نے پس ابوبکر نے فاطمہ سے کہا کہ تم
صرف ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت پر تم فدک کو لینا چاہتی ہو پہر اسمقام پر زید نے فرمایا کہ سنجدا اگر فدک کا مقدمہ اگر میرے پاس آیا ہوتا تو مین ابوبکر کی طرح فیصلہ کرتا
اور نیز اونسے روایت کی ہی کہ فرمایا انہون نے کہ خارجیون نے ایک چال چلی ہی پس ماسوا شیخین کے بیزار ہوگئے مگر اونکو شیخین کے باب مین لب ہلانیکا موقع نمل سکا اور تمنے ایک
راہ اختیار کی پس کود پڑے تم اوس سے اوپر کو کہ تم شیخین سے بیزار ہوگئے پس اب کوئی بہی تمہاری بیزاری سے نہ بچے گا اور نیز دارقطنی و ابن عساکر نے سالم بن ابی الجعد سے
روایت کی ہی کہ مینے محمد بن الحنفیہ سے پوچہا کہ ایا ابوبکر اسلام مین سب سے پہلے تہے کہا نہین مینے کہا پہر کس وجہ سے وہ بلند و سابق ہوگئے یہانتک کہ غیر ابوبکر کا ذکر
نہین ہوتا کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ ابوبکر کا اسلام سب سے افضل تہا جبکہ وہ اسلام لائے یہانتک اپنے رب سے جا ملے اور دارقطنی نے سالم بن ابی حفصہ سے
روایت کی ہی اور سالم شیعی تہا پر ثقہ تہا ایک روایت مین کہا سالم نے کہ مینے جعفر کے باپ محمد بن علی و جعفر بن محمد سے شیخین کا مرتبہ دریافت کیا تو دونون نے فرمایا کہ ای
سالم تو اون دونونکو دوست رکہہ اور اونکے دشمن سے بیزاری کر اسلیے کہ شیخین ہدایت کے دو امام تہے اور نیز سالم سے روایت کی ہی کہا اوس نے کہ مین ابوجعفر کے پاس
گیا اور ایک روایت مین جعفر بن محمد کے پاس کہا انہون نے اور میرے گمان مین مجہے کو سنا کر کہا تہا الٰہی خدایا مین دوست رکہتا ہون ابوبکر اور عمر کو اور محبت رکہتا
ہون اونکو الٰہی اگر میرے دل مین اسکا غیر ہو تو مجکو قیامت کے دن محمد صلعم کی شفاعت نصیب نہ ہو اور نیز سالم سے روایت کی کہ کہا مجہسے جعفر صادق نے
ای سالم ایا کوئی شخص اپنے دادا کو گالی دیتا ہے ابوبکر میرے دادا ہوتے ہین مجکو محمد صلعم کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر مین اون دونون کو دوست نرکہون اور اونکے
دشمن سے بیزار نہون اور نیز دارقطنی نے جعفر صادق سے روایت کی ہی کہ اون سے کہا گیا کہ فلان شخص کہتا ہی کہ ابوبکر و عمر سے تو بیزار ہین پس فرمایا کہ خدا اوس شخص سے
بیزار ہو مین تو اوسکا امیدوار کہ مجکو نفع دیوے خدا ابوبکر کی قرابت سے جو مجکو حاصل ہی اور مین بیمار ہوا تہا تو مینے اپنے ماموں عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر کو
وصیت کی تہی اور نیز دارقطنی و حافظ عمر بن شبہ نے کثیر سے روایت کی ہی کہ مینے ابوجعفر محمد بن علی سے کہا کہ مجکو خبر دو کیا ابوبکر و عمر نے اہل بیت کے
حق مین کچھ ظلم کیا تہا پس جواب دیا کہ نہین بندہ پر قرآن اوتارنیوالے کی قسم ہی تاکہ وہ بندہ سارے جہان کو عذاب الٰہی سے ڈراوے کہ اون دونون نے
ہمارے حق مین رائی کے دانہ برابر بہی ظلم نہین کیا کہا کہ پہر مینے پوچہا کیا مین اونکو دوست رکہون کہا خدا آپ پر قربان کرے کہا ہان ای کثیر تو اون دونونکو دوست رکہہ دنیا اور آخرت مین
کہا اور اپنی گردن کو ہلا کر فرماتے تہے کہ جو کچھ اس باب مین تجہہ سے مواخذہ ہوے میری گردن پر اوسکا ذمہ ہی پہر فرمایا کہ خدا اور رسول مغیرہ بن سعید سے بیزار ہین انہون نے ہم اہل بیت پر جہوٹ باندہا

لبسام الصيرفي قلت لابي جعفر ما تقول في ابي بكر وعمر فقال والله اني لاتولهما واستغفر لهما وما ادركت احدا من اهل بيتي الا وهو يتولهما واخرج ايضا عن الشعبي رضي الله عنه عن جعفر بن ابيطالب قال ولينا ابو بكر خير الخليفة وارحمه لنا واحناه علينا وفي رواية فما ولينا احد من الناس مثله وفي اخرى فما رأينا قط كان خيرا منه واخرج ايضا عن ابي جعفر الباقر انه قيل له ان فلانا حدثني ان عليا بن الحسين قال ان هذه الاية وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ نزلت في ابي بكر وعمر وعلي قال والله انها لفيهم انزلت ففي من انزلت الا فيهم قيل فاي غل هو قال غل الجاهلية ان بني يتيم وعدي وبني هاشم كان بينهم شيء في الجاهلية فلما اسلم هؤلاء القوم تحابوا فاخذ ابا بكر الخاصرة فجعل علي ان يسخن يده ويكمد بها خاصرة ابي بكر فنزلت هذه الاية فيهم وفي رواية له عنه ايضا قالت لابي جعفر وسالته عن ابي بكر وعمر فقال من شك فيهما فقد شك في السنة ثم ذكر ان كان بين تلك القبائل شحناء فلما اسلموا تحابوا ونزع الله ذلك من قلوبهم حتى ان ابا بكر لما اشتكى خاصرة سخن علي يده وضمد بها فنزلت فيهم الاية واخرج ايضا عن علي ان هذه الاية نزلت في هذه البطون الثلثة يتيم وعدي وبني هاشم وقال منهم انا وابو بكر وعمر واخرج ايضا عن ابي جعفر الباقر انه قيل له هل كان احد من اهل البيت يسب ابا بكر وعمر قال معاذ الله بل يتولونهما ويستغفرون لهما ويترحمون عليهما واخرج عن ابي جعفر ايضا عن ابيه علي بن الحسين رضي الله عنهما انه قال لجماعة خاضوا في ابي بكر وعمر ثم عثمان الا تخبروني انتم المهاجرون الاولون الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ قالوا لا قال فانتم الذين تبوؤا الدار والايمان من قبلهم من هاجر اليهم ولا يجدون في صدورهم حاجة مما اوتوا ويؤثرون على انفسهم ولو كان بهم خصاصة وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ قالوا لا قال اما انتم فقد برئتم ان تكونوا في احد هذين الفريقين وانا اشهد انكم لستم من الذين قال الله عز وجل فيهم وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ واخرج ايضا عن فضيل بن مرزوق سمعت ابراهيم بن الحسن بن الحسن اخا عبد الله بن الحسن يقول والله قد مرقت علينا الرافضة كما مرقت الحرورية على علي رضي الله عنه واخرج عنه ايضا سمعت حسن بن حسن يقول لرجل من الرافضة والله لان امكننا الله منكم لَنُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ ولا نقبل منكم توبة واخرج ايضا عن محمد بن حاطب قال ذكر عثمان عند الحسن والحسين رضي الله عنهم فقالا هذا امير المومنين اي علي ايتكم الان يخبركم عنه اذ جاء علي قال الراوي ما ادري اسمعهم يذكرون عثمان او سالوه عنه فقال عثمان مِنَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّآمَنُوا ثُمَّ مِنَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ واخرج عنه ايضا من طرق قال دخلت على علي فقلت يا امير المومنين اني ارحل الى الحجاز وان الناس يسئلون

اور نیز بسام صیرفی سے روایت کی ہے کہ مین نے ابو جعفر سے کہا کہ ابو بکر و عمر کے باب مین تم کیا کہتے ہو کہا کہ بخدا مین تو اون دونون کو
دوست رکہتا ہون اور اونکے لئے طلب مغفرت کرتا ہون اور جنکو اہلبیت مین سے پایا اونکو دوست ہی رکہتے ہوے پایا اور نیز امام شافعی نے
سے اونہون نے جعفر بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ کہا اونہون نے کہ حاکم ہوے ہمپر ابو بکر بہتر خلق خدا کے اور رحم دل زیادہ اور مہربان
زیادہ تمام لوگون سے ہمپر اور ایک روایت مین ہے پس اونکے مثل لوگون مین سے کوئی ہمپر حاکم نہین ہوا اور ایک روایت مین ہے پس ہمنے کبہی اون سا بہتر کسیکو
نہین پایا اور نیز جعفر کے باپ محمد باقر سے روایت کی ہے کہ اون سے کہا گیا کہ فلان شخص نے ہمسے بیان کیا کہ علی بن الحسین نے کہا ہے کہ آیت (ونزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین)
ابو بکر و عمر و علی کے باب مین نازل ہوئی ہے کہا اونہون نے بخدا کہ یہ آیت انہین کے باب مین نازل ہوئی ہے اونکے باب مین نہین تو پہر کسکے باب مین پہر پوچہا گیا کہ آیت مذکور مین غل سے
کیا مراد ہے کہا کہ غل سے مراد جاہلیت کا غل ہے کیونکہ قبیلہ تیم و عدی و بنی ہاشم مین ایام جاہلیت مین کچہہ رنجش تہی پہر جبکہ یہ جماعتین مسلمان ہو گئی تو باہم دوست ہو گئی پس ایکبار
ابو بکر کی کوکہ مین درد پیدا ہوا تو علی اپنا ہاتہ گرم کرکے ابو بکر کی پہلو کو سینکتے تہے پس یہ آیت اونکے باب مین نازل ہوئی اور ایک روایت مین ہے کہ مینے جعفر سے اونکے باپ
ابو بکر و عمر کا حال دریافت کیا پس فرمایا کہ جس نے شک کیا ان دونون مین تو اوسنے سنت مین شک کیا اسکے بعد فرمایا کہ قبائل مذکورہ مین بغض و عداوت تہی جب وہ مسلمان
ہو گئے آپسمین دوست بن گئے اور خدا نے اونکے دلون مین سے اوس عداوت کو نکال لیا یہانتک کہ ایکبار ابو بکر کی پہلو مین درد پیدا ہو گیا تہا تو علی نے اپنا ہاتہ گرم کرکے اونکی پہلو کو
سینکا پس یہ آیت اونکے باب مین نازل ہوئی اور نیز دارقطنی نے علی سے روایت کی ہے کہ اس آیت کا نزول تین قبیلون یعنی تیم و عدی و بنی ہاشم کے باب مین ہوا ہے اخوانا
کا ذکر انہین قبائل مین اور ابو بکر و عمر ہین اور نیز جعفر کے باپ محمد باقر سے روایت کی ہے کہ اون سے پوچہا گیا کہ آیا اہلبیت مین سے کوئی ابو بکر و عمر کو برا کہتا تہا فرمایا کہ
خدا کی پناہ بلکہ اہلبیت اونکو دوست رکہتے تہے اور اونکے حق مین دعاے مغفرت کرتے تہے اور اونپر مہربانی رکہتے تہے اور نیز ابو جعفر سے روایت کی ہے اور اونہون نے اپنے
باپ علی بن حسین سے کہ فرمایا اونہون نے چند لوگون سے کہ جو ابو بکر و عمر کے باب مین کلام کر رہے تہے پہر عثمان پر بہی کچہہ جرح کرتے تہے تم سب مجہے بتاؤ کیا تم مہاجرین
اولین ہو جو کہ اپنے وطنون و اموال سے نکالے گئے اور وہ خدا کے فضل و خوشنودی کے طالب تہے اور خدا و رسول کی مدد کرتے تہے وہی سچے لوگ تہے کہا لوگون نے کہ نہین
پہر پوچہا کہ کیا پہر تم انصار ہو کہ جنہون نے مہاجرین کے آنے سے قبل دار الہجرت و ایمان کو دوست کر رکہا تہا اور جو اونکے پاس ہجرت کرکے آتا اوسکو دوست رکہتے
تہے اور اپنے اموال مین اپنے دلونکی خواہش نہین پاتے تہے اور دوسرونکو اپنے حقوق پر ترجیح دیتے تہے اگرچہ وہ خود بہی صاحب حاجت تہے اور جو لوگ حرص نفسانی سے
محفوظ ہون وہی مراد کو پہنچے ہین کہا اون لوگون نے کہ نہین پہر فرمایا کہ ان دونون جماعتون سے تو تم علیحدہ ہو گئے اور مین گواہی دیتا ہون کہ تم لوگ اوس
گروہ سے بہی نہین ہو جنکے حق مین اللہ عز وجل نے فرمایا ہے کہ (اور جو لوگ کہ اونکے بعد آئے یہ کہتے ہونگے کہ ای ہمارے پروردگار بخشدے ہمکو اور ہمارے بہائیونکو جو ایمان مین
ہمپر سابق ہو چکے ہین اور ہمارے دلونکو مومنونکی عداوت سے پاک رکہہ ای ہمارے پروردگار تو ہی مہربان رحم کرنیوالا ہے ۔ اور نیز فضیل بن مرزوق سے
روایت کی ہے کہ سنا مینے ابراہیم بن حسن بن حسن سے کہ جو عبد اللہ بن حسن کے بہائی ہین کہ وہ کہتے تہے کہ مطعون کر دیا ہمکو رافضیون نے جیسا کہ مطعون کر دیا علی کو
تو حروریہ نے اور نیز فضیل سے روایت کی ہے کہ مینے حسن بن حسن کو کہتے ہوے سنا جو ایک رافضی سے کہ بخدا اگر ہمکو خدا نے تمپر قابو دیا تو ہم تمہارے ہاتہ پاون
خلاف جانب کے کاٹ ڈالینگے اور تمہاری توبہ قبول نکرینگے اور نیز محمد بن حاطب سے روایت کی ہے کہا اونہون نے کہ حسنین کے سامنے عثمان غنی کا ذکر ہوا
راضی ہو خدا اون سب سے پس حسنین نے کہا کہ یہ امیر المومنین یعنی تمہارے باپ علی اسوقت تم سے اونکا حال بیان فرمائینگے اس کہنے کے ساتہ ہی علی آ گئے
وہی ذکر چہڑا ہے کہ مجہے معلوم نہین ہے یا حضرت علی نے عثمان کا ذکر کرتے ہوے خود سن لیا یا حسنین نے اون سے دریافت کیا پس فرمایا کہ عثمان اونہین سے

فما تقول في قتل عثمان وكان متكئا فجلس وقال يا ابن حاطب والله اني لارجو ان اكون انا وهو كما قال الله تعالى ونزعنا ما في صدورهم من غل الاية واخرج ايضا عن سالم بن ابي الجعد قال كنت جالسا عند محمد بن الحنيفة فذكروا عثمان فنهانا محمد وقال كفوا عنه فغدونا يوما اخر فنلنا منه اكثر مما كان قبل فقال الم انهكم عن هذا الرجل قال وابن عباس جالس عنده فقال يا ابن عباس تذكر عشية الجمل وانا عن يمين علي وفي يدي الراية وانت عن يساره اذ سمع هدة في المربد فارسل رسولا فجاء الرسول فقال هذه عائشة تلعن قتلة عثمان فرفع علي يديه حتى بلغ بهما وجهه مرتين او ثلاثا وقال وانا العن قتلة عثمان لعنهم الله في السهل والجبل قال فصدقه ابن عباس ثم اقبل علينا فقال في وفي هذا لكم شاهدا عدل واخرج ايضا عن الحسين بن محمد بن الحنفية انه قال يا اهل الكوفة اتقوا الله عز وجل ولا تقولوا لابي بكر وعمر ما ليسا له باهل ان ابا بكر الصديق رضي الله عنه كان مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في الغار ثاني اثنين وان عمر اعز الله به الدين واخرج ايضا عن جندب الاسدي ان محمد بن عبد الله بن الحسن اتاه قوم من اهل الكوفة والجزيرة قالوه فالتفت الي فقال انظر الى اهل بلادك يسئلون عن ابي بكر وعمر لهما عندي افضل من علي واخرج ايضا عن عبد الله بن الحسن انه قال والله لا يقبل الله عز وجل توبة عبد تبرأ من ابي بكر وعمر وانهما ليعرضان على قلبي فادعو الله عز وجل لهما اتقرب به الى الله عز وجل واخرج ايضا عن فضيل بن مرزوق انه قال قلت لعمر بن علي بن الحسين رضي الله عنهم افيكم امام تفترض طاعته تعرفون ذلك له من لم يعرف ذلك فمات ميتة جاهلية فقال لا والله ما ذاك فينا من قال هذا فهو كاذب فقلت انهم يقولون ان هذه المنزلة كانت لعلي ان رسول الله صلعم اوصى اليه ثم كانت للحسن ان عليا اوصى اليه ثم كانت للحسين بن علي ان الحسن اوصى اليه ثم كانت لعلي بن الحسين ان الحسين اوصى اليه ثم كانت لمحمد بن علي الباقر لنفي عمر المذكور ان علي بن الحسين اوصى اليه فقال عمر بن علي بن الحسين فوالله ما اوصى ابي بحرفين اثنين قاتلهم الله لو ان رجلا اوصى في ماله وولده وما يترك بعده ويلهم ما هذا من الدين والله ما هؤلاء الا متأكلين بنا واخرج ايضا عنه انه سئل عنهما فقال ابرأ ممن ذكرهما الا بخير فقيل له لعلك تقول ذلك تقية فقال انا اذا من المشركين ولا نالتني شفاعة محمد صلى الله عليه وسلم واخرج عنه ايضا انه قال ان الخبثاء من اهل العراق يزعمون انا نقع في ابي بكر وعمر وهما والداي اي لان امه ام فروة بنت القاسم الفقيه بن محمد بن ابي بكر وامها اسماء بنت عبد الرحمن بن ابي بكر ومن ثم سبق قوله ولدني ابو بكر مرتين واخرج ايضا عنه ابي جعفر الباقر قال من لم يعرف فضل ابي بكر وعمر فقد جهل السنة قال بعض ائمة اهل البيت صدق والله انما نشأ من الشيعة والرافضة وغيرهما فشئا من البدع والجهالات من جهلهم بالسنة وفي الطيوريات بسنده الى جعفر بن محمد عن ابيه قال قال رجل لعلي بن

یہن جو خوف خدا کرکے ایمان لائے پہر تقوی کرکے احسان کے درجہ کو پایا اور خدا احسان کرنیوالون کو دوست رکہتا ہے اور نیز محمد بن حاطب سے چند طرق کی ساتہہ روایت کی ہے کہ مین حضرت علی کے پاس گیا مین نے کہا کہ ای امیر المومنین مین نے حجاز کا ارادہ کرلیا ہے اور لوگ مجہسے عثمان کا واقعہ دریافت کرینگے پس آپ کا قول اسباب مین کیا ہے حضرت علی تکیہ لگائے تہے پہر سنکر بیٹہہ گئے اور فرمایا ای ابن حاطب بخدا مین امیدوار ہون اسکا کہ مین اور عثمان دونون ایسے ہی ہونگے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے (اور ہمنے دور کردیا جو کچہہ انکے دلون مین کینہ تہا) اور نیز سالم بن ابی الجعد سے روایت کی ہے کہا اوس نے کہ محمد بن الحنفیہ کے پاس بیٹہا تہا پس لوگون نے عثمان غنی کا تذکرہ شروع کردیا پس محمد نے ہمکو منع کیا اور فرمایا کہ عثمان کے باب مین لب نہ ہلاؤ پہر ہم ایکروز علی الصباح اونکے پاس گئے تو پہلی مرتبہ سے زیادہ ہمنے اونکو منع کرتے پایا اور فرمایا کہ کیا ہمنے تمکو انکے باب مین گفتگو کرنیسے منع نہین کرچکا یہ کہا اور ابن عباس اونکے پاس بیٹہے تہے پہر اون سے پوچہا کہ ای ابن عباس تمکو جنگ جمل کا انجام کا ماجرا یاد ہے اور مین اوسوقت حضرت علی کے دہنے بازو کی طرف تہا اور میرے ہی ہاتہہ مین جہنڈا تہا اور تم اونکے بائین طرف تہے کہ یکایک میدان سے کچہہ شور بلند ہوا پس ایک شخص کو بہیجکر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ عائشہ صدیقہ قاتلین عثمان پر لعنت کرتے ہین پس علی نے اپنے دونون ہاتہہ اوٹہائے یہانتک کہ اونکو چہرہ تک پہونچایا دو مرتبہ یا تین مرتبہ اور کہا کہ مین بہی قاتلین عثمان پر لعنت کرتا ہون خدا اون پر لعنت کرے میدان مین ہون یا پہاڑ پر کہا کہ اس حکایت کی ابن عباس نے تصدیق کی پہر ہماری طرف متوجہ ہو کر کہا کہ ہم دونون تمہارے لئے دو سچے گواہ ہین اور نیز حسین بن محمد بن حنفیہ سے روایت کی ہے کہ کہا اونہون نے ای اہل کوفہ خدا عزوجل سے ڈرو اور ابوبکر و عمر کے باب مین نازیبا بات مت کہو ابوبکر صدیق غار مین رسول اللہ صلعم کے ساتہہ دو مین کے دوسرے تہے اور عمر سے خدا نے دین کو عزت بخشی اور نیز جندب اسدی سے روایت کی ہے کہ محمد بن عبد اللہ بن حسن کے پاس کوفہ جزیرہ کے کچہہ لوگ آئے اور شیخین کا حال پوچہنے لگے پس میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا دیکہو اپنے ہم وطنون کو مجہسے ابوبکر و عمر کا حال پوچہتے ہین میرے نزدیک وہ دونون یقیناً علی سے افضل ہین اور نیز عبد اللہ بن حسن سے روایت کی ہے کہا اونہون نے کہ خدائے تعالی اوس شخص کی توبہ نہ قبول کرے جو ابوبکر و عمر سے بیزار ہو اور بیشک وہ دونون میرے دل مین جگہہ رکہتے ہین اور مین اونکے خدائے پاک کی حضور مین دعائے خیر کرتا ہون اور اوسکو موجب قرب الہی سمجہتا ہون اور نیز فضیل بن مرزوق سے روایت کی ہے کہ مین نے عمر بن علی بن حسین سے کہا کیا آپکے گہرانہ مین کوئی شخص امام ہے کہ جسکی اطاعت اہل اسلام پر فرض ہووے آپ اوسکو مستحق امامت پہچانتے ہین اور جو اوسکو مستحق امامت نہ جانے تو اوسکی موت موت جاہلیت ہوگی کہا بخدا ہم مین کوئی ایسا نہین ہے جو ایسا کہے جہوٹا ہے پہر مین نے کہا لوگ کہتے ہین کہ یہ مرتبہ علی کا تہا اسلئے کہ حضرت صلعم نے اونکو وصی بنایا تہا پہر امام حسن کا یہ مرتبہ ہوا اسلئے کہ اونکو علی نے وصی بنایا تہا پہر حسین بن علی کا ہوا اسلئے کہ امام حسن نے اونکو وصی بنایا پہر علی بن حسین کا ہوا اسلئے کہ امام حسین نے اونکو وصی بنایا پہر محمد باقر بن علی کا ہوا جو مذکور کے بہائی تہے اسلئے کہ علی بن حسین نے اونکو وصی بنایا پس عمر بن علی بن حسین نے فرمایا کہ بخدا میرے باپنے دو حرف کی بہی وصیت نہین کی خدا رافضیون کو ہلاک کرے بیشک تو مرد کی مال و اولاد و ترکہ مین ہوا کرتی ہے خرابی ہو انکی اسکو دین سے کیا علاقہ بخدا یہ رافضی تو ہمارے حق مین ناسور ہو گئے ہین اور نیز انہین سے روایت کی ہے کہ ان سے شیخین کا حال پوچہا گیا پس فرمایا کہ مین بیزار ہون اوس سے جو انکا ذکر خیر کے ساتہہ نہ کرے پہر کہا گیا کہ شاید آپکا یہ قول تقیہ کے طور پر ہوگا تو فرمایا کہ اگر ایسا ہو تو مین مشرک ہون اور مجہکو محمد صلعم کی شفاعت نصیب نہو اور نیز انہین سے روایت کی ہے کہ فرمایا اونہون نے کہ عراق کے اہلسنت لوگ کہتے ہین کہ ہم اہلبیت شیخین کی اہانت کرتے ہین حالانکہ وہ دونون میرے اجداد سے ہین یعنی مان انکی ام فروہ بنت قاسم فقیہ بن محمد بن ابوبکر ہے اور انکی نانی اسماء بنت عبد الرحمن بن ابوبکر ہین اور اسی سبب انکا کلام گذرچکا ہے کہ مین دوبارا ابوبکر سے تولد ہوا ہون اور نیز محمد باقر سے روایت کی ہے کہ اونکا قول ہے کہ جس نے ابوبکر و عمر کا فضل نہ پہچانا تو سنت سے جاہل رہا اس کلام شریف کی نسبت بعض ائمہ اہلبیت نے کہا ہے کہ واللہ صحیح فرمایا ہے اسلئے کہ شیعہ اور روافض وغیرہ سے جیسے بدعتین اور جہالت کی باتین

ابي طالب تسمعك تقول في الخطبة اللهم اصلحنا بما اصلحت به الخلفاء الراشدين المهديين فمنهم فاغرورقت عيناه فقال هم حبيباي ابوبكر وعمر اماما الهدى وشيخا الاسلام ورجلا قريش المقتدى بهما بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم من اقتدى بهما عصم ومن تبع آثارهما هدى الى الصراط المستقيم ومن تمسك بهما فهو من حزب الله انتهى فهذه اقاويل المعتبرين من اهل البيت رواها عنهم الائمة الحفاظ الثقات عليهم المعول في معرفة الاحاديث والآثار وتمييز صحيحها من سقيمها باسانيدهم المتصلة كذا في الصواعق ثم ينقلها المؤلف مع دعوته الاحياء علوم اهل البيت لما مر فتذكر قال محشي الغيرة بحق الحق على ان عمدت وعلى فضل الله اعتمدت الى ان ادون علوم المولى المرتضى والذرية العلية رضي الله عنهم في تسعة عشر كتابا تكون لما بلغني من علومهم نصابا الكتب الاول كتب فقه الايمان المسمى كتب الفقه الاكبر عن اهل البيت الاطهر الكتب الثاني كتب العلم المترجم بكتب اصول رواية العلم عن اهل البيت مدينة العلم ـ الكتب الثالث كتب اصول الدراية عن اهل بيت الهداية ـ الكتب الرابع كتب اصول المسائل عن اهل بيت الفضائل الكتب الخامس كتب فقه الاسلام عن اهل بيت النبوة الاعلام ـ الكتب السادس كتب قراءات القرآن عن اهل بيت الذكر والاتقان الكتب السابع كتب علوم القرآن عن اهل بيت النبوة والعرفان ـ الكتب الثامن كتب انباء العالم عن آل النبي المكرم صلى الله تعالى عليه واله وسلم الكتب التاسع كتب الحكمة والموعظة عن اهل البيت الفطنة والمعرفة ـ الكتب العاشر كتاب الادب عن اهل بيت النبي المؤدب عليه وعليهم صلوة الرب الكتب الحادي عشر كتب الطب عن اهل البيت الحب صلى الله عليه واله وسلم كما يوفي ويحب الكتب الثاني عشر كتب الادعية والاذكار عن اهل البيت الاطهار الملقب بالصحيفة الالهية الكتب الثالث عشر كتب فقه الاحسان عن اهل بيت الحكمة والعرفان الكتب الرابع عشر كتب ايت النبوة عن روايات الفتوة الكتب الخامس عشر كتب جوامع الاخبار والآثار عن اهل البيت الاخيار الكتب السادس عشر كتب الصحف المطهرة لعلومه الموقرة العلوية الكتب السابع عشر كتب اصول العربية المحصول من الحضرة العلوية اذكر فيه الاصول النحوية والقواعد الصرفية والمآخذ الاشتقاقية واتخلص الى نوادر اللغات العربية والعجمية المروية عن اهل بيت النبوة واللطائف البديعية والبيانية والظرائف المعنوية والاشعار الاهلية المأثورة عن اهل بيت النبوة الكتب الثامن عشر كتب الكتب والخطب عن آل بيت علو الرتب الملقب بمنهاج البلاغة الكتب التاسع عشر كتابا بمعرفة الرجال الرواة عن اهل بيت الكمال هذا امع ان قلت بضاعتي ربما كانت توهمني ان ذلك لوفق من اضاعتي حتى منح بعد استخارة الله واستشارة اهل الله ما همت به في الامر تصميما استعينا بالله وولي الهداية انتهى

عالم میں فاش ہوا لیکن بسبب اسکے کہ خواستے ہو ہوا اور روایات میں بسند دارقطنی جعفر بن محمد کی روایت سے منقول ہے کہ ایک شخص نے علی بن ابی طالب سے کہا کہ ہم
آپ سے خطبہ میں یہ دعا سنتے ہیں کہ اے خدا ہمکو درست بنا اون افعال کے ساتھ کہ جن سے تونے خلفاء راشدین مہدیین کو درست بنایا پس یہ خلفاء کون لوگ ہیں یہ سنکر
حضرت علی کی آنکھیں آنسو بھر لائیں اور فرمایا کہ یہ خلفاء میرے دوست ابوبکر و عمر ہیں کہ ہدایت کے دو امام اور اسلام کے دو بزرگ اور قریش کے دو مرد ہیں جنکی اقتدا
کیگئی رسول اللہ صلعم کے بعد جس نے کہ انکی اتباع کی محفوظ رہا اور جو انکے نقش قدم پر چلا ہدایت کیا گیا سیدھے راستہ کی طرف اور جس نے انسے تمسک کیا وہ خدا کے گروہ
داخل ہوگیا۔ انتہی پس یہ احادیث اقوال اہلبیت کے معتبر اشخاص سے مروی ہیں بروایت ان حفاظ حدیث کے کہ معرفت حدیث کا انکے قول پر دارومدار ہے اور حدیث
صحیح و غیر صحیح میں امتیاز ذکر اسانید متصلہ پر موقوف ہے جیسا صواعق محرقہ میں علامہ ابن حجر نے بیان کیا ہے مولف ان حدیثوں کو نقل نہ کیا اگر علوم اہلبیت کے
زندہ کرنیکا مدعی ہے اور اسیوجہ سے جو چیز وہ بیان کرے تو یاد کر لیں کہا مصنف نے پس مجکو امر حق کی غیرت نے اسپر آمادہ کر دیا کہ میں نے قصد کیا اور خدا کے
فضل پر اعتماد کیا اس امر میں کہ مرتضی علی اور ذریۃ طیبہ رضی اللہ عنہم کے علوم کو انیس کتابوں میں جمع کروں کہ وہ کتابیں میرے تمام معلومات کا جو علوم اہلبیت کے متعلق ہیں
نصاب ہوجاوین پہلی کتاب فقہ الایمان ہے جسکا نام فقہ اکبر از اہلبیت اطہر دوسری کتاب کتاب العلم ہے جسکا نام ہے کتاب اصول روایت علم از اہلبیت مدینۃ علم
(تیسری) کتاب اصول درایت از آل بیت ہدایت (چوتھی) کتاب اصول مسائل از اہلبیت فضائل (پانچوین) کتاب فقہ الاسلام از اہلبیت نبوت اعلام (چھٹی)
کتاب قرائت قرآن از اہلبیت ذکر والفرقان (ساتوین) کتاب علوم قرآن از اہلبیت نبوت و عرفان (آٹھوین) کتاب اخبار عالم از آل نبی اکرم صلعم (نوین) کتاب
حکمت و موعظت از اہلبیت فطنت و معرفت (دسوین) کتاب ادب از اہلبیت نبی مودب بادب رب و براہشان بصلوات رب (گیارہوین) کتاب طب
از اہلبیت حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برصی و تحبیب (بارہوین) کتاب ادعیہ و اذکار اہلبیت اطہار جسکا لقب صحیفہ فاضلہ ہے (تیرہوین) کتاب فقہ احسان
از اہلبیت حکمت و عرفان (چودہوین) کتاب آیات نبوت از سادات فتوت (پندرہوین) کتاب جوامع اخبار و آثار از اہلبیت اخیار (سولہوین) کتاب
صحف مطہرہ علویہ برائی بارگاہ باوقار علویہ (سترہوین) کتاب اصول عربیت محصول از درگاہ علویہ جسمین اصول نحوی و قواعد صرفی و مانند
اشتقاق کے ہین ذکر کرونگا و لغات عربی و عجمی کے نادرات کو جو اہلبیت نبوت سے مروی ہین اور فن بدیع و بیان کے لطائف و معنوی نظم
و امثال اشعار کو جو اہلبیت نبوت سے منقول ہین مخلص کرونگا (اٹھارہوین) کتاب کتب و خطب از اہلبیت علو رتب جسکا لقب
منہاج البلاغۃ ہے (انیسوین) کتاب معرفت رجال روایت کنندگان از اہلبیت کمال) یہ قصد تو ہوا مگر میری نا بے نصابتی سے و قلت
و ہم ولاتی تھی کہ اس کام میں میری تضیع اوقات ہوگی بالآخر استخارہ اور اہل اللہ کے اشارہ سے جس کام کا میں نے پختہ عزم کر لیا ہے
مجپر ظاہر ہوگیا درانحالیکہ میں طالب مدد تہا خدا سے کہ ہدایت کا مالک ہے انتہی میں کہتا ہوں اور خدا ہی کی طرف سے توفیق ہے
یہ تمام مصنف کی تقریر باطل ہے نہ اسکا کچھ حاصل ہے اور اسکے معنے میں کچھ فائدہ ہے لیکن بطلان اوسکے اس کلام کا۔ (فحینئذ تعین)

بحق الحق علی ان عمدت علی فضل اللہ لعمدت الی ان ادون علوم المولی المرتضی وا لذریۃ العلیۃ
فی تسعۃ عشر کتابا تکون لما بلغنی من علومہم نصابا انتہی پس اسوجہ سے ہے کہ ابتک مصنف نے مولی علی و ذریۃ علیہ
کے علوم کو ایک پوری کتاب میں بہی تصنیف نہین کیا چہ جائیکہ ۱۹ کتابین تصنیف کی ہون اور انکو علوم مذکورہ کا نصاب بنایا ہو اور
جسقدر تصنیف کیا ہے وہ صرف کتاب فقہ اکبر کا ایک حصہ ہے جیسا کہ اس کتاب کے آخر میں لکہا ہے کہ (کتاب فقہ اکبر کا پہلا حصہ پورا

اقول ومن الله التوفيق هذه الكلمة باطلة فليس له حاصل ولا تحته طائل اما بطلان قوله فحتى الغير تحقق
الحق على ان عدت وعلى فضل الله اعتقدت الى ان ادون العلوم للمولى المرتضى والذرية العلية في تسعة عشر
كتابا تكون لما بلغني من علومهم [جامعا] تنتهي فلانه ما دون علوم المولى المرتضى والذرية العلية الى الان في كتب
تام فضلا ان دونها في تسعة عشر كتابا وسماها لما انصها باوما دونه انما هو جزء من هذه الكتب كما قال في اخر
كمل الجزء الاول من كتب الفقه الاكبر ويتلوه الجزء الثاني من الايمان بانبياء الله ورسله تعالى ولو دخلها
كما ذكر فهذا او فيما غيره من مواضع آخر لطبعها في الزبر قبل ان يناله الكبر ويرد الى ارذل العمر ففعله
في هذا الباب يرد قوله وعجزه عن الاتيان بواحد منها ومن ما ادعى به طول عمره مع انه جاوز ثمانين سنة
ولحقه الغفلة من الكبر والسنة فان لم يف بما وعده لاهل هذا الزمان فمتى ياتي بما هو اهواه واوعده بالتشهير و
الاعلان فحق عليه الوعيد بهذا الخطاب المجيد يا ايها الذين آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون كبر مقتا عند الله
ان تقولوا ما لا تفعلون فعليه ان يتوب الى ذي العزة والجبروت من هذه الدعاوى التي فاتت منه او
تفوت قبل ان يهرم او يموت واما الاسماء التي اخترعها الكاتب من نفسه فليس لها من سلطان ولا
على مصاديقها ومسمياتها من برهان وانما هي دسيسة عظيمة منه رام بها شهرته في الامصار بكونه
جامعا الفضائل العلوم والآثار ليقتنص بها الجد والفخار والجاه والاعتبار ويجلب القنطار من ايدي
الامراء والاخيار ومع هذا يرجو عليها الثواب من الكريم الوهاب حيث قال في صفحة (٢٦) وارجو من
فضل ربي ذي المنن ان يمن على لحوج حليفه الى رحمته وارفقه بحسن اتمامها وتزين قبولها وبان لا يجعلها
عملا ينقطع عقب وفاة كاسبه بل يجعلها علما ينتفع به بعد ممات صاحبه انتهى وما درى انه سيسئل
في القبر والمحشر بين يدي خالق القوى والقدر عما اودعه في هذه الاوراق من العقايد الفاسدة
المشهورة في الآفاق بالبطلان والاختلاق وبانها منسوبة الى اهل النفاق والشقاق غير معزية الى ارباب
المعارف والاذواق واصحاب الفضائل ومكارم الاخلاق فما عزاها الى الائمة المذاق ليس له عليها في
الآخرة من خلاق وان وصلت سمعها ادعيته الى السبع الطباق وقد قال الله تعالى ليس للانسان الا
ما سعى وان سعيه سوف يرى والى الله المشتكى واليه المآل والرجعى وما سمع انه قد قيل طوبى لمن
مات فماتت ذنوبه معه ولم يوخذ بها بعد وقال بعض العلماء لا تذنب فان كان لا بد فلا تحمل غيرك
على الذنب فتكتب ذنبين وقد يعيش العبد اربعين سنة ثم يموت فتبقى ذنوبه بعده مائة سنة يعاقب
عليها في قبره اذا كان قد سن سنة سيئة واتبع عليها الى ان تندرس او يموت من كان يعمل بها ثم تسقط
عنه ويستريح منها واما عدد الاسماء المخترعة فهو ايضا غير مضبوط بعد فقد علم من استقريط

ہوگیا اور اسکے بعد دوسرے حصہ کا آغاز ایمان بانبیاء ورسل سے ہوگا اور اگر اون اونچیس کتابون کو تصنیف کرچکا ہوتا جیسا کہ مصنف
رسالہ کتاب ہیں اور اشتہار وغیرہ وہ سب مطبع ہیں اوسکو ذکر کیا ہے تو ضرور اونکو طبع کرا دیتا قبل اسکے کہ شیدا پاس آسکے اور اندول حصر کی
طرف مصنف کو ورد کیا جاتی لیکن اس بارہ میں مصنف کا فعل اوسکے قول کو رد کر رہا ہے اور ایک کتاب پوری پیش کرنیسے عاجز ہے اور
دعوی کو سست کرتا ہے حالانکہ اسکی عمر اسی برس سے تجاوز کرگئی اور کلان سالی کیوجہ سے غفلت اور اونگھ نے مصنف کو دبا دیا پس
اگر ہنوز مصنف نے اپنے وعدہ کو پورا نہیں کیا تو پہر کب وفا کریگا وہ کتابیں جنکی اوسکو ہوس ہے اور تشہیر واعلان کے ساتھ اونکی
تصنیف کا دعوی کر رہا ہے پس مصنف پر کلام مجید کی یہ وعید چسپان ہو رہی ہے کہ (ای ایمان والو کیون کہتے ہو جو کام تم نہیں کرتے
اللہ کے نزدیک نہایت ناپسند ہے یہ کہ تمہارا قول تمہارے عمل کے برخلاف ہے) پس مصنف پر واجب ہے کہ رب العزت کی حضور میں توبہ کرکے
ایسے دعاوی سے جو مصنف سے نہو سکے یا نہوسکینگے پہر فرصت ہونے یا مرنے سے پہلے اور لیکن نام اون کتابونکے کہ جنکو مصنف نے
اپنے جی سے بنا لیا ہے پس اون کیلئے بہی کوئی نتیجہ نہیں ہے اور نہ اونکے مصداق ومسمی پر کوئی قطعی دلیل ہے بلکہ صرف یہ مصنف کا ایک
بہت بڑا منصوبہ ہے کہ جسکے ذریعہ سے شہر و یمن اپنی شہرت مصنف کو مطلوب ہے بایں طور کہ مصنف علوم واثار کے فضائل کا جامع ہے تاکہ
مجد و فخار وجاہ و اقتدار کو نگاہ کرے اور امراء اور اغنیاء سے دولت کا ذخیرہ ہاتھ میں لائے اور اس برتنے پر خدائے کریم وہاب سے
ثواب کا بہی امیدوار ہے جیسا کہ صفحہ ۱۶ میں کہا ہے وارجو من فضل ربی ذی المنن ان یمن علی اجیح خلیقتہ الی حتفہ
وترقہ بحسن اتمامہا وزین قبولہا وبان لا یجعلہا عملا ینقطع عقب وفات کاسبہ بل یجعلہا عملا
ینتفع بہ بعد ممات صاحبہ انتہی اور یہ نہیں سمجہا کہ قبر ومحشر میں خالق قوی قدیر کے سامنے سوال کیا جائیگا
اون عقائد فاسدہ کا کہ جنکو ان اوراق میں مصنف نے درج کیا ہے اور جہان میں اونکا بطلان وفساد مشہور ہے اور یہ بہی مشہور ہے کہ وہ عقائد سنا گئین ہو
نہیں اسلام کی طرف منسوب ہیں نہ کہ اولیاء اللہ وعلماء وصلحا کیطرف اور مصنف نے جبکہ ائمہ کاملین کی طرف اون عقائد فاسدہ کو منسوب کیا
تو حسرت میں اس حرکت پر کوئی حصہ ملیگا اگرچہ مصنف دعاوات کو تیر دن کو ساتون آسمان تک پہونچا دے اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ (انسان کو
کچہ ثواب نہ ملیگا مگر اپنی سعی کا اور قریب ہے کہ اوسکی سعی اوسکو معلوم ہوجائیگی) اور خدا ہی کے سامنے ہمارا شکوہ ہے اور اوسیکی طرف مآل ورجوع ہے اور
مصنف نے بعض علما کا قول نہیں سنا ہے کہ مردہ چہوڑ دے اوسکو کہ اوسکی موت کے ساتھ ہی اوسکے گناہ بہی مرجائین اور اوسکی بعد اوس پر عمل نہ کیا جائے اور بعض علما
نے کہا ہے کہ گناہ مت کرو پس اگر ضروری کرنا ہے تو اپنے گناہ پر دوسرے کو آمادہ مت کرو کہ اس صورت میں دو گناہ تیرے ذمہ لکہے جائینگے اور
بعض اوقات بندہ کی عمر چالیس برس کی ہوتی ہے پہر مرجاتا ہے اور اوسکے گناہ اوسکے بعد سو برس تک باقی رہتے ہیں اور قبر میں
اونکا عذاب اوسکو دیا جاتا ہے جبکہ اوسنے کوئی برا طریقہ جاری کیا تہا اور اوسکی اتباع لوگون نے کی تہی یہانتک کہ وہ برا طریقہ
مٹجائے یا اوسپر عمل کرنے والے مرجائین تب اوس بندے سے وہ گناہ ساقط ہوتا ہے اور اوسکو اسکے گناہ سے
فراغت ملتی ہے اور لیکن شمار ان بے بنیاد نامونکی سو وہ بہی ہنوز غیر منضبط ہے اسلئے کہ جو تقریظ اس کتاب
کے شروع میں مولوی حیدر علی مرحوم کی طرف منسوب کیگئی ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتابیں مادہ میں

المنسوبة الى المولوى حيدر على المرحوم انها اثنتا عشرة وكتب اصول العلم مدونة فى الرواية والدراية وعلم من قوله [illegible]
تسعة عشرة وكتب اصول العلم مدونة فى الرواية فقط وما دون فى الدراية فهو كتب على حدة وايضاً علم من التقريظ الملحق
كتب فقه الاسلام المترجم باحياء الميت بفقه اهل البيت كتب لخراسان نفع فهرست هذه الكتب الا انها ثلاث وعشرون
عشرين لا تسعة عشر كما اشتهر وعلم ايضا مشتملا على نفس من هذه الكتب انها ستة الفقه الاكبر وكتب اصول الرواية
العلم وكتب علم القرآن وكتب اصول الدراية عن اهل بيت الهداية وكتب اصول المسائل وكتب فقه
الاحسان فهذه الاضطراب والاختلاف فى عددها يدل دلالة واضحة على انها فرضيات محضة
ومخترعات صرفة ليست بواقعة على اصل يستند ولا على مبنى يعتمد ومع ذلك اشتهر فى الاشتهار
انها التجديدية ومؤلفها من الآيات ولولايته من الكرامات وعلى اختصاصه من بين سائر الامة من البينات
نعوذ بالله من هذه الخرافات والكلمات الواهيات والدعاوى المهلكات التى يدعيها من الفتنة
وعلى صاحبها من القادحات واما قوله هذا مع ان قلت بضاعتى وبما كانت توهم بى ان ذبت
لوقتى من اضاعتى حتى سنح لى بعد استخارة الله واستشارة اهل الله ما صممت به فى الامر تصميما
مستعينا بالله ولى الهداية انتهى فهذا ايضا يخبر عن كذبه ويالج عن صدقه لان الصدق ايلج والباطل
يتلجلج وشرح الصدر علامة الايقان وضيق القلب امارة البطلان واضاعة الوقت انما هى فى
السيئات لا فى الحسنات التى هى من الباقيات الصالحات والاستخارة والاستشارة ايضا ينبغى
ان تكونا فى امر لا يلوح خيره بل يخطر فى القلب خيره وشره وما كان من اوضح الخيرات واكمل الحسنات
فلا حاجة فيه الى الاستخارة ولا الى الاستشارة لانهما برجحان احد جانبى الامر الذى يحتمل التخيير
والشر وما كان خيره او شره قطعيا فلا بد فيه من الامتثال ان كان خيرا ومن الاجتناب ان كان شرا
ومن ثم قال الواعظ در كار خير حاجت هيچ استخاره نيست وايضا قوله مع ان قلت بضاعتى
توهمنى ان كان صدقا فكيف يكون قليل البضاعة من المجددين فدعواه التجديد ينافيه وان كان كذبا
فلا يكون الكاذب مجددا ولا واسطة بينهما على قول الجمهور وان تشبثت بقول الجاحظ واقربا لواسطة
فيلزم دخوله فى المجانين والمجنون ايضا لا يستطيع التجديد فلزم الفرار على ما عنه الفرار واما الفتنى
اسامى الكتب فهى ايضا ليست على ما ينبغى لان بعضها محرف من اسامى الكتب المشهورة للشيعة
كالصحيفة الفاضلة حرف من الصحيفة الكاملة للشيعة وكمنهاج البلاغة حرف من نهج البلاغة
للشيعة وبعضها طويل عريض فى ثلاثة سطور لا يكاد يوجد نظيره فى الكتب الشهيرة للعلماء من المتقدمين
والمتاخرين وقد قيل خير الكلام ما قل ودل فكيف بالاسم الذى يقصد منه تعبير المسمى باوجز لفظ واخصر

اور کتاب مدینۃ العلم تصنیف کی گئی روایت و درایت دونون کے بیان مین اور اس قول مصنف سے جو مذکور ہوا ہے معلوم ہوا کہ
دو کتابین تصنیف ہوئین اور کتاب اصول علوم صرف روایت کے بیان مین لکہی گئی اور درایت کے بیان مین علحدہ ایک اور کتاب لکہی گئی
اور نیز تقریظ مذکور سے یہ بہی معلوم ہوا کہ کتاب فقہ الاسلام کہ جسکا نام احیاء الامیت بفقہ اہل البیت ہے علحدہ ایک کتاب ہے
حالانکہ اس کتاب کی فہرست مذکور مین نام ہے نہ نشان ہے پس لازم آیا کہ وہ کتابین جسمین ہون نہ کہ ادنی رسالہ کہ مصنف نے شہرت دی
اور اس کتاب کے صفحہ (۲۰) کے حاشیہ مین مصنف کی تحریر سے معلوم ہوا کہ وہ کتابین جو ہمہ مین فقہ اکبر. کتاب اصول روایۃ العلم. کتاب علوم الدرایۃ
کتاب اصول الدرایت من احادیث الہدایۃ. کتاب اصول المسائل. کتاب فقہ الاحسان. پس اون کتابون مین کی شمار مین اسقدر اختلاف
و اختلاف صاف صاف دلالت کر رہا ہے کہ یہ اسماء فرضی محض اختراعی صرف ہین نہ انکی کوئی اصل ہے اور نہ بنیاد ہے اس حالت پر اشتہارون مین مصنف
کا شہرت دیتا رہا ہے کہ یہ کتابین مولف کے مجددیت کی نشانیان ہین اور اونکی ولایت کی کرامتین اور تمام امت مین مولف کی خصوصیت کے واسطے
حجتین ہین خدا کی پناہ ہے ان خرافات سے کلمات واہیات و مادی حیلہ کات سے جو اپنے مدعی کو فضیحت کرنے والے ہین اور اپنے صاحب پر
لگانیوالے اور لیکن مصنف کا یہ قول (مع ان قلتہ بضاعتی ربما کانت توہمنی ان ذلک لوفی من اضاعتی حتی انہج
لی بعد استخارۃ اللہ واستشارۃ اہل اللہ ما صممت بہ فی الامر تصمیما مستعینا باللہ علی الہدایۃ انتہی)
پس یہ قول بہی مصنف کے کذب کا مخبر ہے اور صدق سے منکر ہے اسلئے کہ صدق روشن ہوتا ہے اور باطل خیرہ رہا کرتا ہے اور سینہ کا فراخ ہونا یقین کا
نشان ہے اور دل کی تنگی بطلان کی علامت ہے اور وقت کی تضیع بڑی نہین ہوتی ہے نہ کہ نیکیوں نہین کہ جنکی صف باقیات صالحات ہے اور استخارہ و طلب
مشورت بہی ایسے امور مین ہونی چاہئین کہ جنکی خوبی واضح نہو بلکہ خیر و شر دونون کا دل مین خطرہ گذرتا ہے اور جو عمل کا مقصد خیرات کا اور باکمل حسنات کا
ہو اوسمین نہ استخارہ کی حاجت ہے اور نہ طلب مشورت کی اسلئے کہ یہ دونون ایک جانب کو ترجیح دیا کرتے ہین ایسے کام مین کہ جو خیر و شر دونون کا
احتمال رکہتا ہے اور جس کام کی خوبی یا برائی متعین ہو تو اوسمین کرنا ہی متعین ہے اگر وہ کام خیر ہے اور ترک ہی متعین ہے اگر شر ہے اور جسمین سی علمائی کہا ہے
نیک کام مین استخارہ کی حاجت کچہ نہین ہے اور نیز مصنف کا قول (مع ان قلتہ بضاعتی توہمنی) اگر صادق ہے تو قلیل البضاعت کیونکر
مجدد ہو سکتا ہے پس تجدید کا دعوی اس قول کی مخالف ہے اور اگر دروغ ہے تو دروغ گو مجدد نہین ہوتا ہے اور کلام خبری کیلئے صدق و کذب کا
سوا جمہور علماء کے مذہب مین تیسری قسم نہین ہے اور اگر مصنف جاحظ کا مذہب اختیار کرکے واسطہ کا اقرار کرے اور مصنف کا مجنون ہونا لازم
آئیگا اور مجنون بہی تجدید کا اہل نہین ہے دلیل جس سے فرار کیا تہا وہ پہر قرار لازم آگیا اور لیکن کتب کے یہ اسامی فی نفسہا ہی قابل حفاظت نہین
اسلئے کہ بعض انمین شیعہ کے مشہور کتب کے نامون مین تحریف کرکے بنائی ہین جیساکہ (صحیفہ فاضلہ) محرف ہے شیعہ کی صحیفہ کاملہ سے اور جیساکہ
منہاج البلاغۃ محرف ہے شیعہ کی نہج البلاغۃ سے اور بعض اونمین نام لمبے چوڑے ہین تین تین سطرون تک کہ جنکا نظیر علماء متقدمین
و متاخرین کی مشہور کتابون مین نہ نکلے گا اور یہ بہی کہا گیا ہے کہ اچہا کلام وہ ہے کہ کم ہو اور پر مضمون پس اس
اسم کا کیا حال ہوگا کہ جس سے مقصود مسمی کو بیان کرنا ہے چہوٹے لفظ اور مختصر کلمہ کے ساتہ تاکہ اوس اسم سے
مسمی کی طرف جلد انتقال ذہنی ہوجائے اور اسم سے مراد قصون اور حکایتون کی تصویر نہین ہوتی تہی کہ بڑے بڑے

كلمة كي ينتقل منه الى الجميع بالسرعة ولا يراد منه تصوير القصص والحكايات حتى كالجهالات المطولات
كما لا يخفى على الماهر الاديب والشاعر الاريب قال والقصد حيثما الواجد الرواية عن هؤلاء الائمة
الولاية من انفسهم ان او رخص من رواياتهم من غيرهم من فضلاء الصحابة والتبعة وقليلا ما هو وما
اقله وفي كل مسئلة معضلة او فوائد او شيء من علوم القرآن او غير ذلك من العلوم ان اشير
قدر ما تيسر لي في ذلك عن الصحابة والتبعة واهل المذاهب المتبعة وغيرهم من الاجلة تقوية
بالشهادة لسند الرواية وتوطية للموافقة والمتابعة في الدراية وكل ذلك مع الاهتمام بالالتزام
للتصحيح والتعليل والتجريح والتعديل فشروطنا اهل السنة الحسنى باثنا عما يحكى في بعض كتب
ما لا نفهم اليه ولا خطام هنا الا تعليقات اهل الرواية الثقات كالفقهاء الاربعة واصحابهم
كالبخاري والترمذي وابن المنذر وابي عمر بن عبد البر وجماعات اخر فانها ماخوذ بها واقدم
بفضل الله ملهم الصواب في كل باب من كل كتب ما ناسب ذلك من آيات اعظم الثقلين كتاب
الله الحكيم العليم الوهاب ثم نورد المرفوع والموقوف والمقطوع عن ثاني الثقلين الاقارب ولا اعتمد
الا ما قد ورد بسند جيد معتمد صحيح او حسن او مقارب بما له من عاضد او عواضد من المتابعات
او الشواهد وارجو من فضل ربي ذي المنن ان يمن علي لوجه خليقه الى رحمته ورأفته بحسن اتمامها
وزين قبولها وبان لا يجعلها عملا ينقطع عقب وفات كاسبه بل يجعلها علما ينتفع به بعد ممات
صاحبه اللهم امين بجاه حبيبك الامين انتهى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه ان المصنف
قد اتى في هذا الكتب بما يخالف دعوته في هذا القول وبيانه انه ادعى في هذا القول بدعاوى
الاول انه يورد في هذا الكتب روايات الائمة من اهل البيت في كل باب وان لم يجدها من انفسهم
فرواياتهم من غيرهم من الصحابة والتبعة الثاني انه يشعر بما في ذلك الباب عن غيرهم من الاجلة
تقوية بالشهادة لسند الرواية وتوطية للموافقة والمتابعة في الدراية الثالث انه يفعل كل
ذلك مع الاهتمام بالتزام التصحيح والتعليل والجرح والتعديل بالشرائط المعتبرة عند اهل السنة
الرابع انه يجتنب عما يحكى في بعض كتب اهل السنة بدون السند المعتبر الا ما علقها الثقات من
اهل الرواية الخامس انه يقدم في كل باب ما ناسبه من الكتب ثم يورد المرفوع والموقوف
والمقطوع من السنة السادس انه لا يعتمد على غير ما ورد بسند جيد معتمد صحيح او حسن او مقارب
بما له عاضد او عواضد من المتابعات او الشواهد وبعد هذه الدعاوى الستة رجا من الله
ان يمن عليه بحسن اتمام هذه الكتب وزين قبولها في الحيوة وبعد الممات ونحن نذكر نبذا مما اتى به

عنوان سے کے مانند ترتیب دیا جائے ایسا کہ یہ امر ظاہر ادب ... پر بھی نہیں ہوا کہ ... اعتقاد یہ ہے کہ جس
مسئلہ میں بعض ان ائمہ ولایت کی روایت بیان کرونگا تو اور صحابہ و تابعین سے جو اونکی روایات ہونگی اونکو لکہدونگا او خدا مسیحا
بہت ہی کم اتفاق ہوا ہے اور ہر خود مسئلہ یا قرأت یا اور شے میں علوم قرآن سے ہو یا دیگر علوم سے یہ قصد ہے کہ جو کچھ روایات
صحابہ و تابعین و اہل مذاہب صحیح وغیرہ کی خبر ہونگی اونکو بھی ظاہر کر دونگا تاکہ سند روایت کی شہادت کا تقویہ ہو جائے اور درایت میں
موافقت و پیروی کی تمہید ہو جائے اور اس تمام کے ساتھ تصحیح و تعلیل و تجریح و تعدیل کا بھی اہتمام کے ساتھ التزام کیا جائیگا
اون عمدہ شہود کے ساتھ کہ جو اہلسنت کے نزدیک معتبر ہیں اور یا اون کتب اہل سنت کے حوالہ سے اجتناب کیا جائیگا کہ جنکا کچھ اعتبار
نہیں ہے بلا سند ہونیکی سبب سے ہاں البتہ بلا سند وہ اتنی ثقہ راویونکی ہے جیسے امام بغوی اور اونکے اصحاب جیسے بخاری و ترمذی و ابن
مسند و ابی عمر بن عبد البر اور دوسری معتبر جماعتیں کہ اونکو بھی اس کتاب میں لیا جائے گا اور میں خدائے ملہم صواب کے فضل سے
کتاب کے ہر ایک باب میں پہلے کتاب اللہ کی آیتیں جو مناسب اوس باب کے ہیں ذکر کرونگا پھر حدیث مرفوع و موقوف و مقطوع اہلبیت
کرام کی نقل کرونگا اور راوی حدیث پر اعتماد کرونگا کہ جسکی سند جید قابل اعتماد ہو صحیح یا حسن یا قریب حسن کہ جسکی لیے توابع و شواہد سے قوت ہو
اور میں اپنے پروردگار ذوالمنن کے فضل سے امید کرتا ہوں کہ اپنی رحمت و کرم کی زیادہ محتاج بندہ پر احسان فرمائے اس کتاب کے حسن اتمام و
زینت قبول سے اور اوسکو ایسا کام نہ بناوے کہ جو اپنے عامل کی وفات کے بعد منقطع ہو جاتا ہے بلکہ اوسکو ایک ایسا علم بناوے کہ مصنف کے
مرنے کے پیچھے بھی اس سے نفع ہوتا رہے اے خدا قبول کر اپنے حبیب رسول امین کی برکت سے انتہی میں کہتا ہوں خدا کی توفیق و مدد
سے کہ مصنف نے اس کتاب میں ایسی باتیں ذکر کی ہیں جو اوسکے اس قول کے دعوی ضمنیہ کے مخالف ہیں بیان اس امر کا یہ ہے کہ مصنف نے
اس قول میں چند دعوے کیے ہیں اول یہ کہ اس کتاب میں ہر ایک باب کے ثبوت میں ائمہ اہلبیت کی روایتیں ذکر کریگا اور اگر اونکی
وہ روایات کسی موقع پر نہ ملی تو اونہوں نے جو روایتیں اپنے عزیزوں صحابہ و تابعین سے بیان فرمائی ہیں اونکو ذکر کریگا دوسرے یہ کہ اوس
باب میں غیر اہلبیت سے مثل اجلہ صحابہ و تابعین وغیرہم کے جو روایات ہونگی سند روایت کے قوی کرنے اور عقیدہ میں موافقت
ہونیکی تمہید کیلئے اونکو بھی ذکر کریگا سوم یہ کہ یہ سب کام نہایت اہتمام سے اور تصحیح و تعلیل و جرح و تعدیل کے التزام کے ساتھ
کریگا اون شرطوں کی جو اہلسنت کے یہاں معتبر ہیں چہارم یہ کہ جو روایتیں بعض کتب میں بلا سند معتبر کے مذکور ہیں
اونکے ذکر سے اجتناب کریگا ہاں جو اون میں سے ثقہ لوگوں کی مرویات ہونگی وہ ترک نہ کیجاینگی پنجم یہ کہ ہر باب میں
پہلے اوسکے مناسب کتاب اللہ کی آیت ذکر کریگا پھر حدیث مرفوع و موقوف و مقطوع کو ششم یہ غیر جید حدیث پر اعتماد
نہ کریگا بلکہ صحیح ہو یا حسن یا مقارب حسن شواہد و متابعات کی وجہ سے اوسی سے دلیل لاویگا پھر ان چھ دعووں کے
بعد خدا سے امید کی ہے اس کتاب کے حسن اتمام و زینت قبول کی حیات و ممات دونوں کے زمانہ میں اب ہم
اس کتاب کی حصہ مطبوعہ کی کچھ عبارت نقل کرتے ہیں جس سے مصنف کے دعوی کا کذب اور ہمارے قول کا
صدق ظاہر ہو جائے گا پس ہم کہتے ہیں کہ مصنف نے اس کتاب کو ایمان کے مسئلہ سے شروع کیا ہے اور اسکی

في الجزء المطبوع من هذا الكتاب كي يتبين كذب ما ادعاه وصدق ما قلنه فنقول انه بدء هذا الكتب بمسئلة الايمان واورد لاثباته اربعة احاديث اثنان منها عن علي موسى رضا برواية ابي الصلت الهروي احدهما في صفحه (٢٠) هكذا قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الايمان اقرار باللسان ومعرفة بالقلب وعمل بالجوارح. انتهى وثانيهما في صفحة (٢٢) هكذا قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن جبرئيل عليه السلام قال قال الله تعالى اني انا الله الذي لا اله الا انا فاعبدوني بلعبادي فمن جاء منكم بشهادة ان لا اله الا الله بالاخلاص دخل في حصني ومن دخل في حصني امن من عذابي انتهى واثنان اخران منهما عن الامام حسن العسكري برواية بلاذري احدهما الذي قال انه مسلسل بالائمة العشرة مع ان في سنده محمد بن علي رضا وليس له استماع الحديث من ابيه باتفاق الطائفتين لان ابيه توفي في المشهد وهو حينئذ ابن خمس او ست كان في بغداد فكيف يكون حديثه مسلسلا بالائمة لان الامامة في هذا السن لاتعتبر عند احد والمسلسل بالائمة هو الذي تكون رواته كلهم ائمة فكونه مسلسلا مخالف لما عليه الجمهور من المحدثين وهذا الحديث نقله في صفحة (٣٣) هكذا قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الايمان معرفة بالقلب وقول باللسان وعمل بالاركان انتهى وثانيهما ما نقله في صفحه (٣٨) هكذا قال حدثني محمد بن عبد الله سيد الانبياء قال حدثني جبرئيل سيد الملائكة قال قال الله سيد السادات اني انا الله لا اله الا انا من اقر لي بالتوحيد دخل حصني ومن دخل في حصني امن من عذابي انتهى ونقل في سند هذا الحديث قصة اختفاء ابي الحسن المحجوب في الغار في موضع سر من رائى ولحال شرح هذه القصه في حاشية تلك الصفحة على الشهرة وهذا ايضا مخالف لاهل السنة كلهم مردود عندهم فكيف اورده في هذا الكتب مع كونها مخالفة لدعونه السادس الذي مر ذكره في تلخيص هذا القول منا وقال لهذا الحديث ايضا انه مسلسل بالائمة العشرة الكمل وفيه ايضا ما فيه ثم قال لهذا الحديث في صفحة (٣١) وكذا الحديث الاولى المسلسل بالائمة العشرة الكمل في فضل الايمان انما هو ناظر ظاهر في عدم دخول العمل في اصل الايمان انتهى وقال في صفحه (٣٢) والى ظاهر هذه الاحاديث والاثار عن اهل البيت الاطهار نحو ما ذهب اصحاب الحديث ومالك والشافعي واحمد والاوزاعي كمذهب اهل البيت ان العمل داخل في الايمان انتهى ونحن نتكلم اولا في سند هذه الاحاديث فنقول اما حديثان الاولان ففي سندهما ابو الصلت الهروي وهو مجروح بالتشيع ومتهم بالكذب عند اثبات اهل السنة قال الذهبي في ميزان الاعتدال في ترجمة علي بن موسى بن جعفر الرضا قال ابن طاهر ياتي

اثبات کیلئے چار حدیثین لایا ہی دو اونمین علی موسی رضا سے ہین ابو الصلت ہروی کی روایت سے ایک اونمین سے (صفحہ ۲۸) اسطرح ہی (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
الایمان اقرار باللسان ومعرفة بالقلب وعمل بالجوارح انتہی اور دوسری یہ ہی اسطرح ہی (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن جبرئیل علیہ السلام
قال قال اللہ تعالی انی انا اللہ الذی لا الہ الا انا فاعبدونی یا عبادی من جاء منکم بشہادة ان لا الہ الا اللہ بالاخلاص دخل فی حصنی ومن دخل فی حصنی امن
من عذابی انتہی اور دوسری دو حدیثین اونمین کی امام حسن عسکری سے ہین بروایت بلاذری ایک وہ ہی کہ جسکو مصنف نے کہا ہی کہ یہ حدیث دس اماموں کی
روایت سے مسلسل ہی حالانکہ اسکی سند مین محمد بن علی رضا ہین اور اونکو حضرت علی رضا سے حدیث کی سماعت باتفاق سنی وشیعہ ثابت نہین ہی سبب یہ
کہ علی رضا نے جب مشہد مین وفات پائی تو محمد اوسوقت پانچ یا چہ سال کے بغداد مین تہی پہر کیونکر اونکی حدیث مسلسل بائمہ ہو سکتی ہی کیونکہ اس فن مین امام
ہونا کسیکی مذہب مین معتبر نہین ہی اور مسلسل بائمہ وہی حدیث ہوتی ہی کہ جسکے کل راوی امام ہون پس اس حدیث کا مسلسل ہونا جمہور محدثین کی اصطلاح کے
مخالف ہی اور اس حدیث کو صفحہ ۲۸ مین اسطرح سے لایا ہی (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الایمان معرفة بالقلب وقول باللسان وعمل بالارکان انتہی اور
دوسری اونمین کی وہ حدیث ہے کہ جسکو صفحہ ۴۰ مین اسطرح پر لایا ہی (قال حدثنی محمد بن عبد اللہ سید الانبیاء قال حدثنی جبرئیل سید الملائکة قال قال اللہ
سید السادات انی انا اللہ لا الہ الا انا من اقر لی بالتوحید دخل حصنی ومن دخل حصنی امن من عذابی انتہی اور اس حدیث کی سند مین ابو السید کے غار سر من
رای مین چہپنے کا قصہ نقل کیا ہی اور راوی کی ثبوت کو اوسی صفحہ کے حاشیہ مین شہرت پر محمول کیا ہے اور یہ بہی تمام سنیوں کے مخالف ہی اور اونکے نزدیک مردود ہے
پس اس کتاب تحفہ نے کیونکر اس قصہ کو ذکر کیا حالانکہ یہ مخالف ہے مصنف کے قول مذکور مین جنکو دعوے کا جسکو ہم نے اپنی عبارت مین بلفظ خلاصہ کے قرار دیا
اور اس حدیث کو بہی مصنف نے مسلسل بائمہ عشرہ کا کہا ہی اور اسمین بہی وہی اعتراض مذکور وارد ہوتا ہی اور اس حدیث کی نسبت صفحہ ۴۲ مین کہا ہی
وکذا الحدیث الالہی المسلسل بالائمة العشرة الکمل فی فضل الایمان انما ہو ناظر ظاہر فی عدم دخول العمل فی اصل الایمان انتہی اور صفحہ ۴۳ مین کہا ہے
دوالی ظاہر ہذہ الاحادیث والآثار عن اہل البیت الاطہار ونحوہا ذہب اصحاب الحدیث ومالک والشافعی واحمد والاوزاعی کمذہب اہل البیت
ان العمل داخل فی الایمان انتہی اور ہم پہلے ان حدیثوں کی سند مین کلام کرتے ہین اور کہتے ہین کہ پہلی دو حدیثوں کی سند مین ابو الصلت ہروی ہے
اور وہ تشیع کے ساتہ مجروح ہی اور ثقات محدثین کے نزدیک متہم بالکذب ہے جیساکہ ذہبی نے میزان الاعتدال مین علی بن موسی ابن جعفر کے
احوال مین کہا ہی کہ ابن طاہر نے کہا ہی کہ اپنے باپ سے عجائب نقل کرتا ہی مین کہتا ہون کہ اسکی طرف سند کے ثبوت مین بحث ہی ورنہ بس
ایسا شخص ہی کہ جسپر جہوٹ کہا جاتا ہی اور ایک کتاب مشہور اوسکی نسبت بنائی گئی ہی جیساکہ اوسکے دادا جعفر صادق پر جہوٹ جوڑا گیا ہے
پس اوس سے ابو الصلت ہروی نے کہ متہم لوگون مین سے ہی روایت کی ہی اور دارقطنی نے کہا ہی کہ ہمکو ابن حبان نے خبر دی ہی اور کہا ہے
کہ علی بن موسی رضا اپنے باپ کی طرف سے عجیب باتین روایت کرتے ہین اور وہم وخطا سے خالی نہین ہین اور بالی اھ۔ عامر بن سلیمان طائی کی
ایک بڑی کتاب ان سے مروی ہی اور داود بن سلیمان غزنوی کی اوسکی طرف سے ایک کتاب ہی اور علی بن مہدی قاضی کی اوسکی جانب
سے ایک کتاب ہی انتہی اور جو کہ مصنف نے جواب دیا ہی اون جرحونکا جو ابو الصلت ہروی پر ثقات محدثین کی طرف سے کیگئی ہین اور
اونکی اس حدیث کو ترک کر دینے کا صفحہ ۴۳ مین بانظور اور لیکن ہروی کی ابو الصلت کی اس حدیث کی روایت مین علی رضا
سے محمد بن اسلم سے اپنی ذکر کیا اوسکو بیہقی نے سے شعیب ابن حرب نے کہا کہ ابو الصلت اس حدیث کی اسناد سے انتہی لیس بنا

عن ابيه بعجائب قلت انما الشان في ثبوت السند اليه والا فالرجل قد كذب عليه ووضع عليه نسخة
سائرة كما كذب على جده جعفر الصادق فروى عنه ابو الصلت الهروي احد المتهمين وقال الدارقطني
اخبرنا ابن حبان قال علي بن موسى رضا يروى عن ابيه عجائب يهم ويخطى ولابي احمد عامر بن سليمان الطائي
عنه نسخة كبيرة ولداود بن سليمان الجرجاني عنه نسخة ولعلي بن مهدي القاضي عنه نسخة انتهى
(٣٠) وما اجاب به المصنف عن جروح الثقات عليه وتركهم هذا الحديث المروي عنه من قوله في صفحه
ولكن تابعه على رواية هذا الحديث عن الرضي محمد بن اسلم فذكره عن البيهقي في الشعب قال فخرج
ابو الصلت من عهدته انتهى ففي غاية البطلان ونهاية البهتان لان ما اخرجه محمد بن اسلم الطوسي هو غير الحديث
المتروك انما هو حديث آخر مقبول عند اهل السنة كما قال في الصواعق لابي ذرعة الرازي ومحمد بن اسلم الطوسي عن الامام علي رضا
قال حدثني ابي موسى الكاظم عن ابائه عن المرتضى عن المصطفى قال حدثني حبيبي وقرة عيني رسول الله صلعم قال حدثني جبرئيل قال سمعت
رب العزة يقول لا اله الا الله حصني فمن قالها دخل حصني ومن دخل حصني امن عذابي وفي رواية ان الحديث المروي
الايمان معرفة بالقلب واقرار باللسان وعمل بالاركان ولعلهما واقعتان انتهى فعلم من هذا النقل ان
المصنف قد كذب على بن محمد بن الطوسي حيث جعله تابعا للهروي في حديثه المتروك من جهة
والعياذ بالله تعالى من هذه الفرية واما تزكية المصنف الهروي على خلاف جمهور المحدثين
واجلتهم فمما يناقض دعوته الثالث واما الحديثان الاخران ففي سندهما ابو محمد البلاذري وهو
شيعي مستور الحال غير مقبول الرواية لاسيما فيما يقوى به مذهبه قال صاحب العجالة النافعة
علامت وضع حديث وكذب راوی چند چیز ست اول آنکه خلاف تاریخ مشهور روایت کند
دوم آنکه راوی رافضی باشد وحدیث در تائید مذهب خود روایت کند یا ناصبی باشد
وحدیث در مطاعن اهل بیت کند وعلى هذا القياس سیوم آنکه چیزے روایت کند که بر جمیع
مکلفین معرفت آن وعمل بر آن فرض باشد واو منفرد بود در روایت چهارم آنکه وقت وحال قرینه
باشد بر کذب او پنجم آنکه مخالف مقتضای عقل وشرع روایت کند وقواعد شرعیه آنرا تکذیب
نماید ششم آنکه در حدیث قصه سائر باشد از امر حسی واقعی که اگر بالحقیقت متحقق میشد
هزاران کس آنرا نقل میکرد انتهى وهذه الوجوه الستة متحققة في هذه الرواية للبلاذري
دالة على كذبه في هذه اما الاول فلانه خالف التاريخ المشهور بين الطائفتين في ان استماع
محمد الجواد عن ابيه غير ثابت لما مر بيانه منا واما الثاني فلانه شيعي كما يفهم من قوله في
سند الحديث الرابع ابو السيد المحجوب امام عصره بمكة لان بقاء الامام في كل عصر انما هو من معتقدات

بطلان ظاہر ہے اور دوسرے درجہ کا بہتان ہی اسلئے کہ جس حدیث کو محمد بن اسلم طوسی نے روایت کیا ہی وہ یہ حدیث شرک نہین ہے بلکہ وہ اہل سنت کے نزدیک حدیث الٰہی مقبول ہی جیسا کہ صواعق محرقہ مین بروایت ابو زرعہ رازی و محمد بن اسلم طوسی امام علی رضا سے روایت کی ہی کہ حدیث بیان کی ہے مجھسے میرے باپ موسی کاظم نے اپنے اجداد کی روایت سے حضرت علی مرتضی سے اونہون نے مصطفے صلعم سے فرمایا کہ حدیث بیان کی ہے مجھسے میرے حبیب و میری آنکھہ کی ٹھنڈک رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھسے بیان کیا جبرئیل نے کہ سنا مین نے رب العزت سے کہ فرماتا ہے (لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے پس جس نے کہا اس کلمہ کو وہ میرے قلعہ مین داخل ہوگیا اور جو شخص میرے قلعہ مین داخل ہوا وہ میرے عذاب سے امن مین رہا اور ایک روایت مین ہی کہ اس روایت کی حدیث یہ ہی کہ (الایمان معرفۃ بالقلب و اقرار باللسان و عمل بالارکان اور شاید دو واقعہ نہین ایسا ہوا ہوا انتہی پس اوس نقل سے معلوم ہوا کہ مصنف نے محمد بن اسلم طوسی پر بہتان لگایا ہے کہ اوسکو ہروی کی حدیث شرک کا مانع بنایا ہی حدا کی پناہ اس بہتان سے اور جو کہ مصنف نے برخلاف جمہور محدثین کے اور جلیل القدر لوگون کو ہروی کی متابعت بیان کی ہی سو وہ مصنف کے اپنے دعوی کی مخالف ہے اور لیکن دوسری دو حدیثین پس اونکی سندمین ابو محمد بلاذری داخل ہی اور یہ شخص شیعی مستور الحال غیر مقبول الروایت ہی خصوصا ایسی حدیث مین کہ جس سے اپنے مذہب کو قوی کرتا ہی مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی نے اپنی عجالہ نافعہ مین کہا ہی کہ حدیث کے موضوع ہونے اور کذب راوی کی علامت چند امور ہین اول یہ کہ تاریخ مشہور کے خلاف روایت کرے دوم یہ کہ راوی رافضی ہو اور حدیث اپنے مذہب کی تائید مین روایت کرے یا ناصبی ہو اور اہلبیت کے مطاعن مین حدیث روایت کرے اور علی ہذا القیاس سوم یہ کہ ایسی چیز کی روایت کرے کہ جملہ مکلف لوگون پر اوسکی معرفت اور اوسپر عمل کرنا ضروری فرض ہو اور وہ شخص روایت مین تنہا ہو چہارم یہ کہ وقت اور حالت اوسکی کذب پر قرینہ ہووے پنجم مقتضای عقل و شرع کے برخلاف روایت کرے اور قواعد شرعیہ اوس روایت کی تکذیب کرین ششم یہ کہ اوس حدیث مین ایک شی واقعی محسوس کا قصہ مذکور ہو کہ اگر حقیقت مین وہ قصہ واقع ہوتا ہزارون آدمی اوسکو نقل کرتے انتہی اور چھٹون وجہین بلاذری کی اس روایت مین موجود ہین اور اس حدیث مین اوسکی کاذب ہونے پر دلالت کرتی ہین وجہ اول اسوجہ سے موجود ہی کہ بلاذری نے اس حدیث کی روایت مین خلاف کیا ہی اوس تاریخ کا جو سنی شیعہ کے دونون گروہ مین مشہور ہی اسباب مین محمد جواد کا استماع حدیث اپنے باپ سے غیر ثابت ہے جیسا کہ ہم اسکو بیان کر چکے ہین دوسری وجہ کا ثبوت اسوجہ سے ہی کہ بلاذری شیعی ہی جیسا کہ ہم چوتھی حدیث کی سند مین اوسکا یہ قول (ابا السید المحجوب امام عصرہ) بکتے، اسپر دال ہی اسلئے کہ امام کا باقی رہنا ہر زمانہ مین شیعہ کے عقائد سے ہی اور سلسلہ امامت کو ثابت کرنیکی غرض سے اوسنے یہ حدیث اسطرح پر روایت کی ہی تیسری وجہ کا ثبوت اسلئے ہی کہ اوسنے ایسا مسئلہ روایت کیا ہی کہ جملہ مکلفین پر اوسپر عمل کرنا واجب ہے اور وہ مسئلہ ایمان ہی باینطور کہ ایمان مرکب ہے امور ثلثہ مذکورہ سے اور بلاذری اس قول مین تنہا ہی اسلئے کہ تمام اہلسنت کا اجماع اسکے خلاف پر ہی کیونکہ اونکے نزدیک ایمان صرف تصدیق کا نام ہے اور اقرار شرط ایمان سے دنیوی احکام جاری ہونیکے واسطے اور امور ثلثہ مذکورہ اہلسنت کے نزدیک ایمان مین غیر معتبر ہین نہ تنہا تنہا نہ اونکا مجموعہ جیسا کہ ہم اگر خدا نے چاہا اسکو بیان کرینگے اور چوتھی وجہ کا وجود اسلئے ہی کہ وقت اور حال دونون اوسکی روایت کو جھٹلاتے ہین اسلئے کہ جو محمد

[illegible]

الشيعة وروى هذا الحديث بهذا الوجه لغرض اثبات سلسلة الائمة واما الثالث فلانه روى
شيئا يجب العمل به على سائر المكلفين وهو الايمان بان الايمان مركب من هذه الامور الثلثة وهو تفرد
في هذا القول لان اهل السنة والجماعة كلهم مجمعون على خلافه لان الايمان عندهم هو التصديق والاقرار
شرط له في الاحكام الدنيوية وهذه الامور الثلاثة غير معتبرة عندهم في الايمان لا انفرادا و لا
اجتماعا كما سنبين انشاء الله تعالى واما الرابع فلان الوقت والحال يكذبان بان ما رواه لان المحدثين
الموجودين في زمنه مع كثرتهم واهتمامهم هذا الشان لم ينقلوا هذه الرواية ممن اخذها منه وقد
ذكر السيوطي في تاريخ الخلفاء كل من كانوا من المحدثين الاعلام في زمن الامام على رضا الى زمن الحسن
العسكري وقد توفي الامام على رضا سنة المائتين والاثنين الثالث ومن هذا الزمان كالمحدثون المتقنون
كسفيان بن عيينة والامام الشافعي وعبد الرحمن المهدي وابي داود الطيالسي وغيرهم المذكورين
في تاريخ الخلفاء واسامي من مات في ايام المعتصم من الاعلام الحميدي شيخ البخاري وابو نعيم وغيرهما و
من مات في خلافة الواثق بالله البسدي وخلف بن هشام والبويطي صاحب الشافعي والاخرون و
في خلافة المتوكل ابو ثور والامام احمد حنبل والاخرون وفي ايام المعتز السري السقطي والعتبي و
هرون بن سعيد وفي ايام المعتمد البخاري ومسلم والترمذي وابن ماجة والمزني وغيرهم وقد
توفي الامام الحسن العسكري في ايام المعتمد كذا في تاريخ الخلفاء فهؤلاء الاكابر كانوا في هذا الزمان
من اجلة المحدثين ومع ذلك لم ياخذوا بهذه الرواية فالوقت والحال مكذبان بان لها لا
محالة واما الخامس فلان هذه الرواية مما يكذبه العقل والنقل لان الايمان هو الاذعان والقبول
ومحله القلب والقول والعمل كلاهما من الجوارح ولا دخل فيهما للقلب والمعرفة وان كانت من
القلب لكنها تحصل اضطرارا والكفار ايضا يعرفون الدين والرسول كالمومنين لكنهم ليسوا بمصدقين
كالمومنين كما قال الله تعالى يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وقال الله تعالى وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ
النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ والمعرفة كانت حاصلة لهم فلما طلب منهم التصديق احالوه
السفاهة وايضا كون المعرفة والقول والعمل من الايمان مخالف للايات والاحاديث المتواترة معنى الواردة
في باب الايمان كالحديث الاتي المذكور وغيره ولهذا اجمع اهل السنة على ان الايمان هو التصديق لا غير وقال
العلامة التفتازاني في شرح العقائد في صفحه (٩٠) الايمان في اللغة التصديق اى اذعان حكم المخبر وقبوله
وجعله صادقا انتهى وقال فيه ايضا في صفحه (٩١) واذا عرفت حقيقة معنى التصديق ان الايمان في الشرع
بما جاء به الرسول من عند الله تعالى اى تصديق النبي عم بالقلب في جميع ما علم بالضرورة مجيئه

بلاذری کے ہمعصر تھے انہون نے باوجود اپنی کثرت اور امر حدیث کے اہتمام کی اس حدیث کو بلاذری کے مروی عنہ سے نقل نہین کیا ہے اور علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفا مین ذکر کیا ہے جتنے اشخاص کہ محدثین اعلام مین سے امام علی رضا سے حسن عسکری کے زمانہ تک موجود تھے اور امام علی رضا کی وفات ۲۰۲ یا ۲۰۳ مین ہوئی ہے اور اس زمانہ سے حسن عسکری کے زمان وفات تک کہ جو مامون کی خلافت کا زمانہ ہے اجلہ محدثین مثل سفیان بن عیینہ و امام شافعی و عبد الرحمن مہدی و ابو داود طیالسی وغیرہ جنکا ذکر تاریخ الخلفا مین مبسوط ہے موجود تھے اور ان محدثین کے نام کہ جنکی وفات معتصم باللہ کے زمانہ مین ہوئی ہے حمیدی شیخ بخاری و ابو نعیم وغیرہ ہین اور جن محدثین کی وفات واثق باللہ کی خلافت مین ہوئی ہے مسدد و خلف بن ہشام و بویطی صاحب امام شافعی اور دیگر محدثین ہین اور متوکل کی خلافت کے محدثین ابو ثور و امام احمد حنبل و دیگر اشخاص ہین اور معتز کی خلافت کے محدثین سری و سقطی و عتبی و ہارون بن سعید ہین اور معتمد کے زمانہ مین بخاری و مسلم و ترمذی و ابن ماجہ و مزنی وغیرہ تھے اور اسی زمانہ مین امام حسن عسکری نے وفات پائی ہے جیسا کہ تاریخ الخلفا مین مذکور ہے پس اس زمانہ مین اجلہ محدثین میں سے یہ اکابر موجود تھے اور باوجود اس کے بلاذری کی حدیث کو انہون نے اخذ نہین کیا پس لا محالہ وقت و حال دونون اوس کے مکذب ہین اور پانچوین وجہ کا ثبوت اس لیئے ہے کہ عقل و نقل اس روایت کو جھٹلاتی ہین اس لئے کہ ایمان صرف اذعان و قبول کا نام ہے اور اس کا محل قلب ہے اور قول و عمل دونون جوارح کے فعل ہین اون مین قلب کو کچھ دخل نہین ہے اور معرفت اگرچہ قلب سے ہوتی ہے لیکن اوس کا وجود بے اختیار ہوجاتا ہے اور کفار کو بھی دین و رسول کی معرفت حاصل تھی لیکن اون کو مومنون کی طرح تصدیق نہ تھی جیسا کہ حق تعالے فرمایا ہے پہچانتے ہین اوسکو جیسا کہ پہچانتے ہین اپنی اولاد کو اور نیز فرمایا ہے کہ جبکہ اون سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ جیسا کہ اور لوگ لائے ہین تو کہتے ہین کیا ہم بیوقوفون کی طرح ایمان لائین اور معرفت تو کفار کو حاصل ہی تھی پھر جب اون سے تصدیق کا مطالبہ کیا گیا تو اوسکو انہون نے بیوقوفی قرار دیا اور نیز معرفت و قول و عمل کا جزو ایمان ہونا مخالف ہے آیات و احادیث کے جو معنی متواتر ہین اور ایمان کے باب مین وارد ہین جیسے حدیث الہی مذکور وغیرہ اور اسیوجہ سے اہل سنت کا اجماع ہوگیا ہے اس پر کہ ایمان صرف التصدیق ہے عبارت علامہ تفتازانی نے شرح عقاید کے صفحہ (۶۰) مین کہا ہے کہ (ایمان لغت مین تصدیق ہے یعنی اعتقاد مخبر کے علم کا اور قبول کرنا اوس کو اور صادق قرار دینا انتہی اور نیز اوسکے صفحہ (۶۷) مین کہا ہے اور جبکہ تجھکو معنی تصدیق کی حقیقت معلوم ہوگئی پس جان تو کہ ایمان

به من عند الله تعالى اجمالا فانه كاف في الخروج عن عهدة الايمان ولا يحط درجته عن الايمان التفصيلي انتهى وقال فيه ايضاً في صفحه (٧٨) وذهب جمهور المحققين الى انه هو التصديق بالقلب وانما الاقرار شرط لاجراء الاحكام في الدنيا لما ان التصديق القلب امر باطن لا بد له من علامة فمن صدق بقلبه ولم يقر بلسانه فهو مومن عند الله وان لم يكن مومنا في احكام الدنيا انتهى وقال فيه ايضاً وايضاً الاجماع منعقد على ايمان من صدق بقلبه وقصد الاقرار باللسان ومنعه منه مانع من خرس ونحوه انتهى واما السادس فلان هذه الرواية مخبرة عن حقيقة الايمان وهو من الامور القطعية التي لا بد منها للمسلم بل هي اول مهماتها لان مدار النجاة في الاخرة والتكليف بالامور الشرعية الفرعية عليه فلو كان هذا هو حقيقة الايمان لما انعقد على خلافه اجماع اهل السنة وصار متواترا بين اخبار الامة فعلم كذب هذا الحديث ووضعه بهذا الطريق الاتيق وايضاً ظهر ما قال المصنف في ... ... الاحاديث والاثار عن اهل بيت الطهارة ونحوها ذهب اصحاب الحديث ومالك والشافعي والاحمد والاوزاعي كمذهب اهل البيت ان العمل داخل في الايمان انتهى ثم نتكلم ثانيا في نفس هذه الاحاديث ونقول ان الاول والثالث منها نص على ان المعرفة والاقرار والعمل كلها داخل في الايمان والثاني والرابع منها نص على ان الايمان نفس التصديق لا غير والامور الثلثة المذكورة ليست من ... ... ابو ... عن علي رضي الله تعالى عنه في صفحه (٢٦) هكذا قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الايمان قول وعمل انتهى وفي مسنده ايضاً ابو الصلت الهروي احد المتهمين رواه على ان التصديق والمعرفة ايضاً خارجان من الايمان فهذه الخمس المذكورة متعارضة ومتناقضة معنى فاذا ... قلت ... عنها والاحتجاج بها فبطل كلما بني عليها المصنف ... السنة ... الائمة السبعة و... العشرة وفصل ... المصنف كالتي ... عنها ... التصفية من كثير من الجرح والتعديل والترجيح والتفصيل ... المذكورة في هذا ... بطلانها وفسادها في

شرع میں تصدیق کرنا اون احکام کی کہ تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے طرف سے لائے ہیں یعنی سچا جاننا نبی علیہ السلام کو دل سے انکی تمام امور میں جنکا منزل من اللہ ہونا بالبداہت معلوم ہے اجمالی طور پر اس لئے کہ اس قدر کافی ہے ایمان کے عہدہ سے نکلنے کے واسطے اور اس کا درجہ تفصیلی ایمان سے کم نہیں ہے انتہی اور نیز اوسی کے صفحہ (۸۰) میں کہا ہے (اور جمہور محققین اسی طرف گئے ہیں کہ ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے اور اقرار شرط ایمان ہے اجراے احکام کے واسطے دنیا میں اس لئے کہ تصدیق قلبی ایک باطنی امر ہے کہ جس کے لئے کوئی علامت ضرور چاہئیے پس جس شخص نے دل سے مان لیا ور زبان سے اقرار نکیا تو وہ شخص خدا کے نزدیک ایماندار ہے اگرچہ دنیا میں اوسکو ایماندار نہ جانا جائے انتہی اور نیز اوسی میں کہا ہے (اور نیز اجماع منعقد ہی اوس شخص کے مومن ہونے پر کہ جس نے اپنے دل سے مان لیا اور زبان سے اقرار کرنے کا ارادہ کیا پر اوسکو حرص وغیرہ اقرار کرنے سے مانع ہوگئی انتہی اور جہتی وجہ اسلئے ثابت ہے کہ یہہ روایت حقیقت ایمان کی مخبر ہے اور وہ ان امور ضروریہ سے ہے کہ جن کا وجود مسلمان کے لئے ضروری ہے بلکہ حقیقت ایمان کا جاننا امور ضروریہ میں اول واجب ہے اس لئے کہ مدار نجات کا آخرت میں اور مسائل شرعیہ فرعیہ کی تکلیف کا دنیا میں اسی پر ہے پس اگر قول وعمل معرفت کا ہی مجموعہ ایمان کی حقیقت ہوتی تو اوسکے خلاف پر اہل سنت کا اجماع منعقد نہ ہوتا اور یہی مجموعہ احاد [illegible] میں متواتر ہوجاتا پس ان وجوہ سے طریق حدیث بلا دری کا کذب وموضوع ہونا کہل گیا اور اوس کا کذب بین معلوم ہوگیا جو کہ مصنف نے صفحہ (۲۲) میں کہا ہے کہ (والی ظاہر ہذہ الاحادیث والآثار عن اہل بیت الاطہار ونحوہا ذہب اصحاب الحدیث ومالک والشافعی واحمد والاوزاعی کمذہب اہل البیت ان العمل داخل فی الایمان) انتہی پہر ہم دوسری مرتبہ نفس ان احادیث میں کلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پہلی اور تیسری حدیث ان جہ [illegible] سے ظاہر ہے اسپر کہ معرفت اقرار وعمل ہر ایک ایمان میں داخل ہے اور دوسری چوتھی حدیث [illegible] ایمان تصدیق [illegible] اور [illegible] تینوں امور مذکورہ ایمان میں داخل نہیں ہے اور ایک حدیث [illegible] مصنف نے بروایت حاکم تاریخ نیشاپور سے حضرت علی سے صفحہ (۲۶) میں اس طرح سے نقل کیا ہے (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الایمان قول وعمل) انتہی دال ہے اس پر کہ تصدیق اور معرفت بہی ایمان سے خارج ہے اور [illegible] حدیث کی سند میں ابو الصلت ہروی احد المتہمین داخل ہے پس [illegible] حدیث مذکور [illegible] معارض [illegible] [illegible] [illegible] کیا اور [illegible] مقرر [illegible] تصحیح وتعلیل اور [illegible] نزول مذکور میں

من مواضعها ببيان شاف لا مزيد عليه ان شاء الله تعالى قال تنبيه قال خاتم الحفاظ
جلال الدين سيوطي في اول كتابه جمع الجوامع بعد ما ذكر ما رمز البخاري ومسلم و
ابن حبان والحاكم في المستدرك والضياء المقدسي في المختارة وجميع ما في هذه الكتب
الخمسة صحيح فالعزو اليها معلم بالصحة سوى ما في المستدرك من المتعقب فانبه عليه
قلت ما تعقب الذهبي في تلخيص المستدرك فبعضه عندي متعقب مستدرك ولم
ينبه عليه من بعد كما في علي فانا انبه عليه في هذه الكتب حيث اقف ان شاء الله
تعالى انتهى نقول انه ما وفا بهذا الوعد في هذا الجزء المطبوع فمتى يفي به نجيبه ان شاء الله
تعالى قال وكذا ما في موطا مالك وصحيح ابن خزيمة وابي عوانة وابن السكن والمنتقى
لابن الجارود والمستخرجات فالعزو اليها معلم بالصحة ايضا قال بعد ذكر رمز
ابي داود وما سكت عليه فهو صالح وما بين ضعفه نقلت عنه وذكر رمز الترمذي
قال وانقل كلامه على الحديث قلت وما ينبغي من الكلام على رواياتهما انبه عليه
ان شاء الله تعالى ثم ذكر رمز ابن ماجه والنسائي وابي داود والطيالسي وعبد الرزاق
وسعيد بن منصور وابن ابي شيبة واحمد وابنه عبد الله وابي يعلى والطبراني
والدارقطني وابو نعيم والبيهقي قال وهذه فيها الصحيح والحسن والضعيف فابينه
غالبا قلت وحيث لم يبينه فانا ابينه حيث اقف عليه ان شاء الله تعالى قال وكل ما
كان في مسند احمد فهو مقبول فان الضعيف الذي فيه يقرب من الحسن قلت
وانا ابينه عليه ان شاء الله تعالى والبحث فيه مستوفى في القول المستحسن في فخر الحسن
وذكر رمز العقيلي في الضعفاء وابن عدي في الكامل والخطيب وابن عساكر
في تاريخه قال وكل ما عزي لهؤلاء الاربعة او الحكيم الترمذي في نوادر الاصول
او الحاكم في تاريخه او الديلمي في مسند الفردوس فهو ضعيف فيستغنى بالعزو
اليها او الى بعضها عن بيان ضعفه قلت وجملة صالحة للاعتداد منها صالحة
للاحتجاج بها فانبه عليه حيث اقف ان شاء الله تعالى وقد جرى السيوطي على هذا
الاصطلاح في كتبه الدر المنثور في تفسير المأثور وسائر كتبه والناس عنه غافلون

گذرے ہین باطل ہوگئے اور ہم اون کا بطلان آیندہ مواقع مین بہی بیان شافی کے ساتہہ جس پر زیادتی نہین ہوسکتی
ہے بیان کرین گے اگر خدائے برتر نے چاہا ۔ کہا مصنف نے (تنبیہ) کہا خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی نے
اپنی پہلی کتاب جمع الجوامع مین بعد اس کے کہ ذکر کیا رموز بخاری ومسلم وابن حبان کو و رموز حاکم کو مستدرک
مین و رموز ضیاء مقدسی کو مختارہ مین (اور جو کچہ ان پانچون کتابون مین مذکور ہے صحیح ہے) پس ان کتابون
کی طرف نسبت کرنا صحت کی نشانی ہے سوائے اون حدیثون مستدرک کے کہ جنکا تعقب کیا گیا ہے پس مین
اون کو بتادون گا (مین کہتا ہون) جن حدیثون پر ذہبی نے تلخیص مستدرک مین تعقب کیا ہے پس بعض تعقب ذہبی
کے میرے نزدیک تعقب کے قابل ہین اور قابل گرفت ہین اور اوس کے بعد والے اوس پر مطلع نہین ہوسکے
پس مین ان کتابون مین جسجگہ اوسپر مطلع ہون گا اوسکو بتادون گا اگر خدائے برتر نے چاہا انتہی ہم کہتے
ہین کہ مصنف نے اس وعدہ کو اس جزو مطبوع مین پورا نہین کیا پس جبکہ اوس کو پورا کرے گا انشاء اللہ تعالی
ہم اوسکا جواب دین گے (کہا مصنف نے) اور اسی طرح جو حدیثین موطا امام مالک وصحیح ابن خزیمہ وابی
عوانہ وابن سکن ومنتقی ابن جارود و دیگر مستخرجات مین ہین وہ بہی صحت کا نشان رکھتی ہین اور کہا سیوطی نے
ابوداود کے رموز ذکر کرنیکے بعد اور جن حدیثون پر ابوداود نے سکوت کیا ہے وہ بہی صالح احتجاج
کی ہین اور جن کا ضعف اوس نے بیان کیا ہے اوس کو مینے ابوداود سے نقل کردیا ہے اور ترمذی کی رموز
کو ذکر کیا اور کہا کہ مین اوس کا کلام جس حدیث پر ہے نقل کرون گا مین کہتا ہون کہ جو کچہ کلام ان دونون
کے روایت پر وارد ہوتا ہے مین اوسکو بتادون گا اگر خدا نے چاہا پہر سیوطی نے رموز ابن ماجہ ونسائی
وابوداود طیالسی و [illegible] وسعید بن منصور وابن ابی شیبہ واحمد اور اون کے فرزند عبداللہ وابو یعلی
و [illegible] ودارقطنی وابونعیم وبیہقی کو ذکر کرکے کہا اور ان کتابون مین صحیح وحسن وضعیف حدیثین موجود
ہین پس اون کو غالبا بتادون گا مین کہتا ہون اور جن حدیثون کو سیوطی نے نہین بتایا ہے جسجگہ اون پر واقف
ہون گا بتادون گا اگر خدا نے چاہا کہا سیوطی نے مسند احمد مین جسقدر حدیثین ہین مقبول ہین اس لیے
کہ اوسمین ضعیف حدیث بہی حسن کے قریب ہین مین کہتا ہون کہ مین اون کو بتادون گا [illegible] مرعانی سے
چاہا اور اون کی بحث پورے طور پر ہماری کتاب (القول المستحسن فی فخر الحسن) مین مذکور ہے اور
سیوطی نے عقیلی کی رموز ضعفا مین اور ابن عدی کی رموز کامل مین اور خطیب وابن عساکر کی رموز
اوسکی تاریخ مین ذکر کرنے کے بعد کہا اور جو حدیثین ان چارون سے طرف یا حکیم ترمذی سے طرف

فليكن منك على تذكرة ولم يذكر السيوطي تهذيب الآثار لابن جرير في كتب الصحيح واعطاها من تسمية اياه به انه عنده مهذب صحيح خلاف ما صرح انه غير صحيح قال ياقوت لابي محمد الفرغاني وابن جرير ابتدأ بتصنيف كتب تهذيب الآثار وهو من عجائب كتبه ابتدأ بما رواه ابو بكر الصديق مما صح وتكلم على كل حديث وعلله وطرقه وما فيه من الفقه واختلاف العلماء وحججهم والائمة فتم مسند العشرة واهل البيت والموالي ومن مسند ابن عباس قطعة ومات وقال الخطيب ان كتب تهذيب الآثار لم ار مثله في معناه انتهى وتم مقدمة ههنا اقول بتوفيق الله تعالى وعونه تنبيه ومما يجب ان يعلم في هذا المقام ان المصنف في كتبه هذا الذي صنفه لاثبات اصول الدين على طبق مذهب اهل البيت ومذهب اهل السنة والجماعة قد اثبت مسئلة الايمان بالاحاديث المرويه بالطرق الواهيه والاسناد المتروكة الشاذة وعدل رواتها مع كونهم من المتهمين المجروحين عند الثقاة المتقدمين من اجلة المحدثين كالامام احمد والدارقطني والسيوطي والحاكم وغيرهم وادعى وفور علمه وعثور فهمه في مقابلتهم في علم الحديث واني اعلم قدره في هذا الشان وفي جل العلوم لاني معاصريه ومن تلامذة استاذه ومن اهل بلده عشرت معه منذ سنين ودارسته وباحثته في زمرة الطالبين فلما رايت عجبه برايه واعتماده على نفسه دون غيره من السالفين والخالفين مع زلة قدمه عن جادة التحقيق وزيغ قلبه في مقام التدقيق واتباعه الباطل معرضا للحق الحقيق وجب علي ان انبه وابين له ما وقع فيه نفسه وما زاغ عنه قدمه نصحا في الدين له ولسائر المسلمين وما ابرئ نفسي ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربي ان ربي غفور الرحيم قال الامام ابن حجر المكي في الزواجر الكبيرة التاسعة عشرة الكبر والفخر والخيلاء والعجب والتيه وسياتي في باب اللباس بسطه وكذا الذي اعلم ان الذين ظهرت عليهم سيما الصالحين يسرع اليهم الكبر لان الناس يتردون اليهم تقضيا ومآرب والمبالغة في اكرامهم فيرون حينئذ انهم ارفع واحق بان يكون الناس دون لعدم وصولهم الى حقائق احوالهم وما دروا ان ذلك ربما يكون سببا لسلبهم كما وقع لكثير وقال ابن مسعود الهلاك في اثنين القنوط والعجب اى لان القانط ايس من نفع الاعمال ومن لازم ذلك تركها والمعجب يرى انه قد ظفر بمراده فلا يحتاج لعمل ومن ثم قال تعالى فلا تزكوا انفسكم هو اعلم بمن اتقى

سے مسند فردوس ہین منسوب ہین وہ ضعیف ہین پس اون کی نسبت کرنا اون کتابون کے کل یا بعض کیطرف
بیان ضعیف سے مغنی ہے مین کہتا ہون کہ ان کتب کی حدیثون کا ایک معتدبہ مجموعہ کی حجۃ ہونیکے قابل ہے
ہین اوسکو بتاؤنگا جس مقام مین کہ اوسیر اطلاع پاؤن گا اگر خدا نے چاہا اور سیوطی اپنی کتاب تفسیر
در منثور مین اور اپنی کتابون مین سے اسی اصطلاح پر چلا ہے اور لوگ اس سے غافل ہین تجکو یاد رکھنا
چاہیے اور سیوطی نے صحیح حدیث کی کتابون مین ابن جریر کی تہذیب الآثار کو ذکر نہین کیا ہے اور اس کتاب کے
نام ہی سے ظاہر ہے کہ مصنف کے نزدیک اسکی احادیث مہذب وصحیح ہین بجز اون حدیثون کے کہ جن کے
صحیح نہ ہونے پر اوس نے تصریح کر دی ہے ابو محمد فرغانی کے تلمیذ نے کہا ہے کہ ابن جریر نے کتاب تہذیب الآثار
کی تصنیف سے ابتدا کی ہے اور یہ اوس کے عجیب کتابون مین سے ہے اس کی ابتدا ابو بکر صدیق کی مرویات
صحیحہ سے ہوئی ہے اور ہر حدیث پر مصنف نے کلام کیا ہے اور اسکی اور اسکے طرق کی علت بیان کی ہے اور
جو مسئلہ اوس سے نکلتا ہے اور جو کچھ اوسمین علما کا اختلاف اور اون کی حجتین ہین اور اوس کے معانی
لغویہ یہ سب امور بتائے ہین پس عشرہ مبشرہ واہل بیت اور اون کے موالی کا ایک کامل مسند ہو گیا
ہے اور مسند ابن عباس مین سے بھی کچھ مذکور ہے اور انتقال کر گیا خطیب نے کہا ہے ابن جریر کی کتاب
تہذیب الآثار ایسی ہے کہ اوس کی صفت مین اوس کا مثل مینے نہین دیکھا ہے تمام ہوا کلام مصنف کا اور یکی
کتاب فقہ اکبر کا مقدمہ یہان تک تمام ہو گیا مین کہتا ہون خدا کی توفیق اور مدد سے (تنبیہ) اور منجملہ اون امور کے کہ جنکا جاننا اس مقام
مین واجب ہے ایک یہ امر ہے کہ مصنف نے اپنی اس کتاب مین کہ جسکو عقائد دینیہ مطابق اہل بیت و مذہب
اہل سنت بیان کرنے کی غرض سے تصنیف کیا ہے ایمان کا مسئلہ ایسی حدیثون سے ثابت کیا ہے کہ جو مروی
ہین واہی طریقون اور متروک وشاذ سندون سے اور اونکے راویون کی صفائی بیان کی ہے باوجودیکہ وہ ثقات
متقدمین اور اجل محدثین کے نزدیک متہم ومجروح ہین مثلاً امام احمد بن حنبل اور دارقطنی اور ابو حاتم وغیرہم
نے اون راویون کی خوب قلعی کھولدی ہے پر مصنف نے ان بزرگون کے مقابلہ مین علم حدیث مین اپنی وفور
علم وعتور فہم کا دعوے کیا ہے اور مجھکو اس علم مین اور دوسرے علوم جلیلہ مین مصنف کی مقدار معلوم ہے
اس لئے کہ مین مصنف کا ہمعصر ہون اور اوسکے استاد کا شاگرد ہون اس کا ہم وطن ہون برسون سے
اس کے ساتھ رہا ہون اور طالب العلمون کی جماعت مین اوس کا ہمدرس وہمکلام رہا ہون اور جبکہ مین نے
اوسکا عجب اپنی رائے پر اور اوسکا اعتماد اپنے نفس پر نہ متقدمین ومتاخرین مین سے کسی پر معائنہ

تزكية اعتقاد انها بارة وهو معنى العجب انتهى وقال فيه ايضا وللعجب افات كثيرة منها انه لـه
الكبر عنه كما مر فتكون افات الكبر افات العجب لانه الاصل هذا مع العباد والمعجب غرته نفسه بربه
فامن مكره وعقابه وعد نفسه ان له على الله حقا بعمله فزكى واعجب برايه وعقله وعلمه
حتى استبد بذلك ولم تطمئن نفسه ان يرجع لغيره فى علم ولا عمل فلا يسمع نصحا ولا وعظا
لنظره الى غيره بعين الاحتقار وقد تقدم الفرق بين الكبر والعجب وايضا ان الكبر اما باطن وهو
خلق فى النفس واسم الكبر بهذا احق واما ظاهر وهو اعمال تصدر من الجوارح وهى ثمرات
ذلك الخلق وعند ظهورها يقال له تكبر وعند عدمها يقال فى نفسه كبر وقد اخبر صلى الله
عليه وسلم ان مما يغلب فى اخر هذه الامة اذ جميع اهل البدع والضلال انما اصروا عليها
لعجبهم بارائهم الفاسدة وبذلك اهلكت الامم السابقة لما افترقوا فرقا واعجب كل برائه كل
حزب بما لديهم فرحون انتهى وقال فيه ايضا ومن ثم جعل صلى الله عليه وسلم من علامة
الكبر بطر الحق [illegible] وغمط الناس اى احتقارهم وازدراءهم ثم الحامل على التكبر هو اعتقاد كمال
تميزه على الغير بعلم او عمل او نسب او مال او جاه او قوة او كثرة اتباع فالتكبر اسرع الى العلماء
الذين لم يتحفوا بالتوفيق منه لغيرهم لان احدهم يرى غيره بالنسبة اليه كالبهيمة
فى قصره فى حقوقه التى طلبها الشارع منه كالسلام والعيادة والبشر ويطالب منه ان لا يخل
بشئ من حقوقه لمحبته الترفع عليه وفاعل ذلك اجهل الجاهلين لانه جهل مقدار نفسه وربه
وخطر الخاتمة وعكس [illegible] ادمن [illegible] المواهب [illegible] حجة
الله عليه بالعلم وتقصيره فى شكر نعمته لكن سبب ذلك ان علمه اما يرجع الى الدنيا او لانه
لم يخلص النية فيه فخامر فيه غيره وجهه فانتج له تلك النتائج انتهى بقدر الحاجة وفيه
الكفاية لطالب الهداية ومن شاء الزيادة بادر الى الزواجر بحسن النية والارادة والله ولى
العصمة منه [illegible] النفوس [illegible] فيه نفسه واما بيان [illegible]
تفصيلا سيأتى فى [illegible] كتابه بكمال البسط [illegible] كلامه فى هذا المقام فنقول ان المصنف قد عد نفسه من المجددين ومن اجلة المحدثين ومن اصحاب
الجرح والتعديل ومن ارباب الاجتهاد والتكمل فلذلك قال فى كل باب منها كابر رجاله فى الفقه

گیا باآنکہ اوس کا قدم جادہ تحقیق سے لغزش کر گیا اور مقام تدقیق مین اوس کا قلب کج ہوگیا اور باطل کا پیرو و
حق حقیق سے منحرف ہوگیا تو مجھپر واجب ہوگیا کہ اوس کو ہوشیار کردون اور جن مواقع مین اوسنے اپنے نفس کو گرایا
اور اپنے قدم کو ڈگایا اوس کے اور تمام مسلمانون کی خیر خواہی کی غرض سے اون مواقع کو بیان کردون اور
مین اپنے نفس کو خطا سے بری نہین کرتا ہون بیشک نفس بدی کا حکم کرنیوالا ہے مگر جسپر میرے ربنے رحم کیا
کیونکہ میرا رب مغفرت و رحم کرنیوالا ہے امام ابن حجر مکی نے زواجر مین لکھا ہے کہ (اونیسوان[۱۹] کبیرہ کبر اور فخر اور خیلا
و عجب اور اترانا ہے اور اوس کا بیان خوب بسط کے ساتھ باب اللباس مین عنقریب آنے والا ہے اوسیطرح
پر وہ علما کہ جن سے صالحین کے آثار نمایان ہے اون کے طرف کبر بہت جلد جاتا ہے اسوجہ سے کہ لوگون کو اپنے
قضائے حوایج کے لئے اون کے پاس آمد و رفت کرنی ہوتی ہے اور اون کی تعظیم مین مبالغہ کرتے ہین تو اونکو
اوسوقت گمان ہوتا ہے کہ ہمین سب سے بلند ہین اور مستحق ہین اس کے کہ اور لوگ ہمارے تحت حکم رہین یہ خیال
اون کو اسوجہ سے پیدا ہوا کہ اور لوگ اون کے اعمال ظاہری تک نہین پہنچے ہین اور یہ نہ سمجھے کہ یہ خیال بسا اوقات
اون کے سلب و کمال کا سبب ہوجائے گا جیسا کہ بہت سے علما کے حق مین واقع ہوا ہے اور ابن مسعود نے فرمایا
ہے ہلاکی دو مین ہے ناامیدی و خودپسندی اس لئے کہ ناامید اعمال کے نفع کی امید نہین رکھتا ہے اور جس کو یہ
یہ خیال لازم ہوجائے اعمال کو ترک کر دیتا ہے اور خودپسند خیال کرتا ہے کہ مین نیک بخت ہون اور اپنی مراد کو پہنچگیا
ہون اسوجہ سے عمل کا محتاج نہین رہتا ہے اور یہین سے حق تعالی نے فرمایا ہے کہ تم اپنے نفسون کو پاکیزہ مت سمجھو
خدا ہی کو خوب معلوم ہے جو شخص کہ متقی ہے اور پاکیزہ سمجھنے ہی سے یہ خیال ہوتا ہے کہ میرا نفس نیک ہے اور یہی
معنی ہین خودپسندی کے اور نیز زواجر مین کہا ہے اور عجب کے آفات بہت ہین منجملہ اون کے پیدا ہونا کبر کا ہے عجب کے
سبب سے جیسا کہ گذرا یس کبر کے آفات ہی عجب کی آفات ہین اس لئے کہ عجب ہی تو کبر کی اصل ہے یہ تو بندون کے ساتھ صاحب عجب کا
حال ہے اور پروردگار کے ساتھ ہی صاحب عجب کو اوس کے نفس نے دہوکا دیا ہے اس لئے کہ اوس کے مکر و عذاب
سے بیخوف ہوگیا ہے اور سمجھ لیا ہے کہ میرا اللہ پر حق ہوگیا ہے بسبب عمل کرنے کے پس نفس کو پاکیزہ سمجھ لیا
اور اپنی رائے و عقل و علم کو عجب گمان کیا یہان تک کہ اوس پر استقلال کر لیا اور اوس کا نفس غیر کیطرف
علم و عمل مین رجوع کرنے پر راضی نہین ہے پس نصیحت سنتا ہے نہ وعظ اپنے غیر کو حقارت کی آنکھ سے دیکھنے کے
سبب سے اور بیان مذکور سے کبر و عجب مین فرق معلوم ہوگیا تفصیل اوسکی یہ ہے کہ کبر یا ایک باطنی حالت
ہے اور وہ نفس کی عادت ہے اور لفظ کبر اسی پر زیادہ چسپان ہی ہے یا ظاہری حالت ہے اور وہ اعمال ظاہری ہین

قابل الفقهاء الاربعه وفي الحديث قابل ابن حجر المكي والسيوطي والحاكم واحمد بن حنبل والذهبي وغيرهم من اجلة هذا الفن وفي اصول الحديث قابل اكابره وفي التصوف والمعرفة قابل الشيخ محي الدين بن العربي والقشيري وغيرهما من كبراء هذا الفن وهذا القول الذي ذكره لعنوان التنبيه في اخر مقدمة هذا الكتاب يشير الى مقابلة المحدثين واصحاب الجرح والتعديل ومن مقتضاها ان يهون بعض ما وثقوه ويقوي ما ضعفوه فلهذا اجرح اولا على تعقبات الذهبي في تلخيص المستدرك التي سلمها السيوطي وغيره من المحققين في هذا الشان وقال قلت ما تعقب الذهبي في تلخيص المستدرك فبعضه عندي متعقب مستدرك اقول بتوفيق الله تعالى وعونه وجه مخالفته للذهبي في بعض ما تعقبه في المستدرك انه رأى ذلك البعض موافقا لمذهبه في تفضيل علي رضي الله عنه على عثمان رضي الله عنه ولهذا ترك ذكر عثمان رضي الله عنه في هذا الكتاب والحاكم صاحب المستدرك ايضا كان يرى ذلك وقال مولانا شاه عبد العزيز في بستان المحدثين في صفحه (٤٢) ليكن خطيب بغدادي در حال او نوشته است كان الحاكم ثقة وكان يميل الى التشيع بعضي از علما گفته اند كه معنى تشيع او اينست كه قايل بود بتفضيل حضرت علي بر حضرت عثمان كه مذهب جميع از اسلاف هم بود والله اعلم ودر بسيارى از احاديث مستدرك كه او حكم بصحت آنها نموده مثل احاديث صحيحين انگاشته علماء اجله او را تخطيه كرده اند وبروى انكار نموده از انجمله است حديث الطير كه در مناقب حضرت مرتضى علي مشهور ومعروف است ولهذا ذهبي گفته است كه حلال نيست كسى را كه بر تصحيح حاكم غره شود تا وقتيكه تعقبات وتلخيصات مرا نه بيند ونيز گفته است احاديث بسيار است در مستدرك كه بر شرط صحت نيست بلكه بعضى از احاديث موضوعه نيز هست كه تمام مستدرك بآنها معيوب گشته انتهى وهذا انما يقوي بعض ما ضعفوه ثم خرج على السيوطي بعد ما ذكر قوله هكذا اقول قال وكل ما عزي لهؤلاء الاربعه او الحكيم الترمذي في نوادر الاصول او الحاكم في تاريخه والديلمي في مسند الفردوس فهو ضعيف فيستغني بالعزو اليها او الى بعضها عن بيان ضعفه قلت وجملة صالحة للاعتداد منها صالحة للاحتجاج بها فانبه عليه حيث اقف ان شاء الله تعالى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه وجه مخالفة للسيوطي في هذا القول

کہ ظاہر اعضا سے صادر ہوتی ہین اور اہی کبر باطنی کے ثمرات ہین جب یہہ اعمال ظاہر ہوتی ہین تو اوسکو کہا جاتا ہی کہ فلان نے
تکبر کیا اور اگر نہ ظاہر ہو تو کہا جاتا ہی کہ اوسکے نفس مین تکبر ہی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ کبر غالب ہو جائیگا اس
امت کے پچھلون مین) اسوجہ سے کہ تمام بدعت و گمراہی والے اپنی بدعات پر جو مصر ہوئے تو صرف اپنی
آرائے فاسدہ کو اچھا جانکر اور اسی صفت کے سبب سے پہلی امتین ہلاک ہو گئین کیونکہ وے فرقے فرقے ہو گئے اور
ہر ایک نے اپنی رائے کو پسند کیا ہر گروہ اپنے خیالات پر خوش ہے انتہی اور نیز زواجر مین لکہا ہے اور اسی وجہ سے
نبی صلعم نے کبر کی علامت قرار دیا ہی حق کو رد کرنا اور لوگون کو حقیر جاننا اور عیب لگانا پہر تکبر کا باعث اپنی کمال امتیاز کا اعتقاد
ہی غیر پر علم یا عمل یا نسب یا مال یا جاہ یا قوت یا کثرت اتباع مین پس تکبر جلدی آجاتا ہے ایسے عالمون مین کہ جنہون نے ہنسی چہا لگی نور
خدا کو بہ نسبت غیر اونکے کر اس لئے کہ اون مین کا ہر ایک اپنی نسبت غیر کو جانور کی طرح سمجہتا ہے پس غیر کے حقوق مین
کہ جن کا شارع نے اوس سے مطالبہ کیا ہے جیسے سلام کرنا و بیمار پرسی و خندہ روئی کمی کرتا ہے اور غیر سے چاہتا ہے
کہ میرے حقوق مین ذرہ برابر کمی نکرے اپنی ترفع کو دوست رکہنے کی وجہ سے اور ایسا شخص جاہلون سے زیادہ
جاہل ہے اس لئے کہ وہ اپنے نفس اور اپنے رب کی مقدار سے انجان ہے اور خاتمہ کے اندیشہ سے ناواقف ہے
اور معاملہ برعکس ہو جانے سے غافل ہے اس لئے کہ علم کی شان سے زیادہ ہونا خوف و تواضع کا کیونکہ علم کیوجہ سے
اسکی حجت اوس پر تمام ہو گئی اور نعمت پروردگار کے شکر مین اوس کے تقصیر ظاہر ہو گئی لیکن اوس کا سبب یہی معلوم
ہوتا ہے کہ یا تو اوس کا علم دنیاوی حاجت کے لئے حاصل ہوا ہے یا یہ کہ اوس نے تحصیل علم کیوقت نیت کو خالص نہین
کیا تہا پس علم کو بطور رسم حاصل کیا کہ جسکی وجہ سے یہہ نتایج پیدا ہو گئے تمام ہوا کلام ابن حجر کا بقدر حاجت اور طالب ہدایت
کے لئے اسی قدر مین کفایت ہو سکتی ہے اور جو شخص زیادہ کا خواہان ہے تو حسن نیت و ارادہ کے ساتہہ زواجر کیطرف
سبقت کرے اور خدا ہی مالک ہی حفاظت کا اور اوس کے طرف سے بچاؤ گمراہی سے یہ بیان ہے اوس موقع کا کہ
جس مین مصنف نے اپنے نفس کو گرا دیا اور لیکن بیان اوس محل کا کہ جس سے مصنف نے اپنا قدم ڈگا دیا تو اوسکی تفصیل
بکمال بسط و تکمیل کے ساتہہ اوس کی کتاب کے رد مین عنقریب آنیوالی ہے اور یہان بہی ہم اوسمین سے تہوڑا سا بیان کر دیتے
ہین کہ جس قدر کو مصنف کا کلام اسمقام مین مقتضی ہے پس ہم کہتے ہین کہ مصنف نے اپنے نفس کو شمار کیا ہے مجددین
مین اور اجلہ محدثین مین اور اصحاب جرح و تعدیل و ارباب ارشاد و تکمیل مین پس اسی وجہ سے فنون مذکورہ بالا مین
ہر ایک کے باب مین اکابر رجال سے مقابلہ کیا ہی پس فقہ مین مقابلہ کیا ہے فقہاء اربعہ سے اور حدیث مین مقابلہ کیا
ہے ابن حجر مکی و سیوطی و حاکم و احمد بن حنبل و ذہبی وغیرہ اس فن کی اجلہ سے اور اصول حدیث مین اوس کے اکابر سے مقابلہ

انه رای مادة ادلة مذهبه فی هذا الکتاب فاراد ترکیبها اولا بحتج باحادیثها الضعاف
فی مقام برا مناسبا له ثانیا فنقول فی جوابه ان الاحتجاج باخبار الاحاد لاثبات العقائد الدینیة
مخالفة لما علیه الطائفتان من اهل السنة والشیعة قال الامام النووی فی شرح صحیح مسلم فی
باب صحة الاحتجاج بالحدیث المعنعن قال العلماء الخبر ضربان متواتر و احاد فالمتواتر ما نقله
عدول لا یمکن تواطئهم علی الکذب ویستوی طرفاه والوسطه ویخبرون عن حسی لا مظنون و
یحصل العلم بقولهم واما خبر الواحد فهو ما لم یوجد فیه شروط المتواتر سواء کان الراوی له
واحدا او اکثر واختلف فی حکمه فالذی علیه جماهیر المسلمین من الصحابة والتابعین فمن
بعدهم من المحدثین والفقهاء واصحاب الاصول ان خبر الواحد الثقة حجة من حجج الشرع یلزم
العمل ویفید الظن ولا یفید العلم انتهی وقال صاحب الکنز فی منار الاصول الاول فرض وهو
ما ثبت بدلیل لا شبهة فیه کالایمان والارکان الاربعة وحکمه اللزوم علما وتصدیقا
بالقلب وعملا بالبدن حتی یکفر جاحده ویفسق تارکه بلا عذر والثانی واجب وهو
ما ثبت بدلیل فیه شبهة کصدقة الفطر والاضحیة وحکمه اللزوم عملا لا علما حتی
لا یکفر جاحده انتهی وقال ابن خلدون فی مقدمة تاریخه ولا یرجع الی تعدیل الرواة
حتی یعلم ان ذلک الخبر فی نفسه ممکن او ممتنع واما اذا کان مستحیلا فلا فائدة للنظر
فی التعدیل والتجریح انتهی هذا ما نصه المحققون من اهل السنة فی هذا الباب واما اقوال الامامیه
فمنها ما ذکره فی ایات البینات فی صفحه (۱۱۳) هکذا اجاب مولانا سید محمد مجتهد عصر حضرت
حیدریه میں فرماتے ہیں کہ متکلمین و مجتہدین امامیہ اصول دین میں دلائل قطعیہ پر اعتماد کرتے ہیں اور بس انتہی
وقال فیه ایضا فی صفحه (۱۰۹) هکذا اجاب مولانا دلدار علی صاحب نے صوارم میں متعلق اخبار احاد حدیث
کے اپنے مذہب کا یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ فرقہ حقہ امامیہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ اصول اعتقادات میں
یقین حاصل کرتے ہیں اور ظن اور تقلید کو اصول دین میں جائز نہیں رکھتے انتہی فما ذهب الیه المصنف
فی هذا الکتاب من الاحتجاج بالاحاد لاثبات الاصول الدینیه والعقائد الشرعیه مردود
عند الطائفتین وغیر مرضی لاحد منهما ثم قال وقد جری السیوطی علی هذا الاصطلاح
فی کتابه الدر المنثور فی تفسیر المأثور وسائر کتبه والناس عنه غافلون فلیکن

کیا اور تصوف و معرفت مین شیخ محی الدین بن العربی و قشیری وغیرہ اس فن کے کبرا سے مقابلہ کیا ہے اور یہ قول کہ جسکو مصنف نے تنبیہ کے عنوان سے مقدمۂ فقہ اکبر کے آخر مین ذکر کیا ہے محدثین و اصحاب جرح و تعدیل سے مقابلہ کرنیکی طرف اشارہ کرتا ہے اور مقابلہ کے لوازم سے ہے یہ کہ ضعیف کرے بعض اون امور کو کہ جنکو اونہون نے قوی کیا اور قوی کرے بعض اون امور کو کہ جنکو اونہون نے ضعیف کیا پس اسیوجہ سے پہلے تعقبات ذہبی پر کہ جنکو ذہبی نے تلخیص المستدرک مین ذکر کیا ہے اور سیوطی وغیرہ اس فن کے محققین نے اون کو مان لیا ہے جرح کی اور کہا کہ مین کہتا ہون تلخیص مستدرک مین جو ذہبی نے تعقبات کئے ہین پس بعض اونکے میرے نزدیک قابل تعقب و مستدرک ہین آخر تک) مین کہتا ہون خدائے تعالی کی توفیق و مدد سے مصنف نے جو بعض تعقبات ذہبی سے مخالفت کی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اوس بعض کو مصنف نے اپنے مذہب کے موافق دیکھا حضرت علیؓ کو فضیلت دینے مین عثمان غنیؓ پر اور اسی سبب سے حضرت عثمانؓ کا ذکر اس کتاب مین نہین کیا اور حاکم صاحب مستدرک کا عقیدہ بھی ایسا ہی تھا چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز نے بستان المحدثین کے صفحہ ۷۷ مین فرمایا ہے لیکن خطیب بغدادی نے حاکم کے حال مین لکھا ہے کہ حاکم ثقہ تھا اور کسیقدر شیعیت کی طرف میل رکھتا تھا بعض علما نے کہا ہے کہ تشیع حاکم کے معنے یہ ہین کہ وہ قائل تھا حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر فضیلت دینے کا کہ یہ مذہب ایک جماعت کا متقدمین مین سے بھی رہا ہے اور خدا دانا تر ہے اور مستدرک کی بہت حدیثین کہ حاکم نے اون کو مثل احادیث صحیحین گمان کیا ہے جلیل القدر علماء کے نزدیک حاکم نے اون مین خطا کی ہے اور وہ حدیثین منکر ہین منجملہ اون کے ایک حدیث الطیر ہے کہ حضرت علیؓ کے مناقب مین مشہور و معروف ہے اور اسیوجہ سے ذہبی نے کہا ہے کہ کسیکو حلال نہین ہے یہ کہ حاکم کی تصحیح پر غرہ ہو جاوے جبتک کہ میرے تعقبات والحاقات کو نہ دیکھلے اور یہ بھی کہا ہے کہ مستدرک کی بہت سی حدیثین صحت کی شرط پر نہین ہین بلکہ بعض حدیثین موضوع بھی اوسمین ہین جنکی وجہ سے تمام مستدرک عیب دار ہو گئی ہے انتہی۔ اسکے بعد مصنف نے سیوطی پر جرح کی بعد ذکر کرنے قول سیوطی کے اسطرح پر (قال وکل ماعزی طھسوّ لاد الاربعۃ او الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول او الحاکم فی تاریخہ او الدیلمی فی مسند الفردوس فھو ضعیف فیستغنی بالعزو الیھا او الی بعضھا عن بیان ضعفہ قلت وجملۃ صالحۃ للاعتداد منھا صالحۃ للاحتجاج بھا فانبہ علیہ حیث اقف انشاء اللہ تعالی) مین کہتا ہون خدا کی توفیق و مدد سے کہ مصنف نے اس قول مین سیوطی کی مخالفت اسوجہ سے کی ہے کہ ان کتابون مین مصنف کو اپنے مذہب کی ادلہ کا مادہ نظر آیا پس پہلے اون کی صفائی بیان کرنیکا ارادہ کیا تا جس مقام کے مناسب اونکی ضعیف حدیثون سے استدلال کا موقع معلوم ہو تو وہان اون سے حجت لا سکے پس ہم اسکے جواب مین کہتے ہین

منشأ على ذكرى اقول ومن الله التوفيق هذا منه افتراء عظيم على السيوطي وما
نسبه على الناس من غفلتهم عن هذا الاصطلاح منسوب اليه والناس بفضل الله
تعالى بريون عنه كيف وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم يد الله على الجماعة وعليكم
بالجماعة فمن شذ شذ في النار والامام السيوطي رح في هذا الشان موافق للجمهور وما
اخترع اصطلاحا مخالفا لهم لا في تفسيره الدر المنثور ولا في سائر كتبه بل جعل
لها مراتب ومنازل وبين غرضها فيها كما صرح به في التحفة حيث قال بايد دانست
كه قاعده مقرره اهل سنت است كه حديثي را كه بعضے ائمه فن حديث در
كتابے روايت كنند وصحت ما في الكتاب را التزام نكرده باشند مثل بخاري
ومسلم وبقيه اصحاب صحاح ولصحت آن حديث بالخصوص صاحب آن كتاب
يا غير او از محدثين اهل سنت كه در طبقه متاخر پيدا شده اند نيست زيرا
كه جماعه از محدثين اهل سنت كه در طبقه متاخر پيدا شده اند مثل ديلمي
وخطيب وابن عساكر چون ديدند كه احاديث صحاح وحسان را متقدمين
مضبوط كرده رفته وجائے سعي دران نمانده مائل شدند بجميع احاديث
ضعيفه وموضوعه ومقلوبة الاسانيد والمتون تا بطريق بياض بجا فراهم
آورده نظر ثاني كنند وموضوعات را از حسان لغيرها ممتاز سازند بسبب
قلت فرصت وكوتاهي عمر خود انهارا اين مهم سرانجام نشد اما متاخرين كه از
ايشان بعد تر پيدا شده اند امتياز كردند ابن الجوزي موضوعات را جدا
ساخت وسخاوي حسان لغيرها را در مقاصد حسنه عليحده نوشت وسيوطي
در تفسير در منثور پرداخت وخود ان جمع كنندگان در مقدمات كتب
خود اين غرض را واشگاف گفته اند با وجود علم بحال اين كتب كه بتصريح
مصنفين انها دريافته باشيم احتجاج بان حديثي چگونه روا باشد انتهى
ولهذا اجمع السيوطي رح مروياته المتواترة علىحدة في كتابه الفوائد المتكاثرة
في الاخبار المتواترة ثم لخص منه رسالة وجيزة سماها بالازهار المتناثرة في الاخبار

کر اخبار احاد سے حجت لانا عقائد دینیہ کے اثبات کیلئے سنی وشیعہ دونون گروہ کے مخالف ہے چنانچہ امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح مین حدیث معنعن سے حجت لانیکی بحث کے بیان مین کہا ہے (کہا علما نے کہ حدیث کی دو قسم ہین متواتر وخبر واحد پس متواتر وہ حدیث ہے کہ جسکو نقل کرنیوالے اتنے ثقہ لوگ ہون کہ جنکا جھوٹ پر اتفاق کرنا غیر ممکن ہو اور اوسکے دونون کنارے اور بیچین برابر یہی صفت پائی جاے اور مضمون اونکی صفت کا امر محسوس ہو نہ ظنی وخیالی اور اونکے قول سے یقین حاصل ہو جاے۔ اور خبر واحد وہ ہے کہ اوسمین متواتر کی شرطین نپائی جائین چاہے اوسکا راوی ایک ہو یا زیادہ اور اوسکے حکم مین علماء کا اختلاف ہے پس جسپر جمہور اہل اسلام ہین یعنے صحابہ وتابعین اور اونکے بعد والے محدثین وفقہاء واصولین کی راے قایم ہے یہ ہے کہ ایک شخص معتبر کی خبر شرعی حجتون مین سے ایک حجۃ ہے کہ جسپر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے اور مفید ظن ہوتی ہے مفید یقین نہین ہوتی ہے۔ انتہی۔ اور صاحب کنز نے منار الاصول مین کہا ہے (اور قسم اول فرض ہے اور فرض وہ حکم ہے کہ جسکا ثبوت قطعی دلیل سے ہو جیسا کہ ایمان اور چارون ارکان اور فرض کا حکم لازم ہو جاتا ہے دل سے ماننے اور یقین کرنے اور بدن سے اوسپر عمل کرنیکی رو سے یہانتک کہ اوسکا منکر کافر ہو جاتا ہے اور اوسکا تارک بلا عذر فاسق ہو جاتا ہے اور دوسری قسم واجب ہے اور واجب ایسا حکم شرعی ہے کہ جسکا ثبوت دلیل ظنی سے ہو جیسے صدقہ فطر وقربانی اور اوسکا حکم لازم ہوتا ہے باعتبار عمل کے نہ کہ باعتبار یقین کے یہانتک کہ اوسکا منکر کافر نہین ہوتا ہے۔ انتہی اور ابن خلدون نے اپنی تاریخ کے مقدمہ مین کہا ہے اور راویونکی صفائی کی طرف رجوع نکیا جاے جبتک یہ معلوم نہو کہ وہ خبر فی نفسہ ممکن ہے یا ممتنع ہے اسلئے کہ جب خبر ممتنع ہو تو صفائی وجرح رواۃ مین نظر کرنا بے سود ہے انتہی یہ وہ قاعدہ ہے کہ جسکے محققین اہل سنت نے اسباب مین تصریح فرمائی ہے ولیکن شیعون کے اقوال پس منجملہ اونکے ایک قول یہ ہے کہ جسکو آیات بینات کے صحہ ۱۱۳ مین اسطرح بیان کیا ہے جناب مولنا سید محمد مجتہد ضربت حیدریہ مین فرماتے ہین کہ متکلمین ومجتہدین امامیہ اصول دین مین دلائل قطعیہ پر اعتماد کرتے ہین اور بس انتہی۔ اور نیز اوسکے صفحہ ۱۰۹ مین اسطرح بیان کیا ہے کہ جناب مولنا دلدار علی صاحب نے صوارم مین متعلق اخبار واحادیث کے اپنے مذہب کا یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ فرقہ حقہ امامیہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ اصول اور اعتقادات مین یقین حاصل کرتے ہین اور ظن اور تقلید کو اصول دین مین جایز نہین رکھتے انتہی۔ پس جو کہ مصنف نے اس کتاب مین اخبار احاد سے اصول دینیہ وعقائد شرعیہ کا اثبات اختیار کیا ہے دونون گروہ سنی وشیعہ کے نزدیک مردود ہے اور ان دونون مین سے کسیکے نزدیک پسندیدہ نہین ہے

پھر کہا مصنف نے (وقد جری السیوطی علی ہذا الاصطلاح فی کتابہ الدر المنثور

المتواترة وقال في ديباجتها وبعد فاني جمعت كتابا سميته الفوائد المتكاثرة
في اخبار المتواترة اوردت فيه ما رواه من الصحابة عشرة فصاعدا
مستوعبا طرق كل حديث والفاظه فجاء كتابا حافلا لم اسبق الى مثله
الا انه لكثرة ما فيه من الاسانيد انما رغب فيه من له عناية بعلم الحديث
واهتمام حال وقليل ما هم فرايت تجريد مقاصده في هذه الكراسة ليعم
نفعه بان اذكر الحديث وعدة من رواه من الصحابة مقرونا بالعزو
الى من خرجه من الائمة المشهورين وفي ذلك مقنع المستفيدين وسميته
الازهار المتناثرة في اخبار المتواترة ورتبته على الابواب كاصله انتهى
ثم اخذ السيوطي لعدم ذكره تهذيب الاثار لابن جرير في كتب الصحيح
بان الظاهر من تسمية ابن جرير هذا الكتب بتهذيب الاثار انه مهذب
صحيح عنده واشهد على صحته بقولين احدهما قول تلميذ ابي محمد الفرغاني
وثانيهما قول الخطيب واشار الى ما فيه بالاجمال بحيث يعلم منه انه مشتمل
على علوم اهل البيت فحصل ما هو بصدده من جمع علومهم بذلك الكتب
ايضا ولا يخفى على الماهرين الكاملين بهذا القدر من البيان لا يتم ما عناه
ولا ينكشف معناه بل قوله بخلاف ما صرح انه غير صحيح يوهن ما ادعاه
ويضر ما عاه وايضا ترك السيوطي اياه وعدم عده به في الصحاح مع
تبحره وعثوره وجلالة شانه ووفوره لا يخلو عن شئ ومع ذلك قد صرح
العلماء واجمعوا على ان للكتب الحديث طبقات ودرجات بعضها فوق بعض
وبينوها وعينوها بان ما يصلح منها للاحتجاج فهو مقبول وما ليس
فليس كما قال في مقدمة سنن الدارمي الفصل الاول في انواع كتب هذا
العلم كثر الله تعالى اهلها وما يتصل بذلك ولها طرق متنوعة منها الجامع
وهو ما يوجد فيه جميع اقسام الحديث من العقائد والاحكام والرقاق
واداب الاكل والشرب والسفر والقيام وما يتعلق بالتفسير والتاريخ

فی التفسیر الماثور وسائر کتبہ والناس عنہ غافلون فلیکن منک علی ذکر لی، مین کہتا ہون یہ مصنف کی طرف سے
علامہ سیوطی پر بہتان عظیم ہے اور لوگون کی طرف جو اس اصطلاح سے غافل ہونا منسوب کیا ہے درحقیقت
مصنف کی طرف راجع ہے اور لوگ اس سے بفضلہ تعالی بری ہین کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (اللہ
کا ید جماعت پر ہے، اور ترجمہ جماعت کو لازم پکڑو اسلیئے کہ جو علٰحدہ ہوا جماعت سے علٰحدہ ہوا آگ مین) اور امام سیوطیؒ
اس امر مین جمہور کے موافق ہین اونہون نے کوئی اصطلاح خلاف جمہور نہین تراشی نہ اپنی تفسیر درمنثور مین اور نہ اپنی
اور کتابون مین بلکہ اونہون نے کتابون کے مراتب اور درجے مقرر کیئے ہین اور جو کچھ اونکی تدوین سے غرض
تھی اون مین اوس غرض کو بیان کر دیا ہے چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ مین اسکی تصریح موجود ہے جسجگہ کہ فرمایا ہے
(جاننا چاہیئے کہ اہل سنت کا قاعدہ مقررہ ہے کہ جس حدیث کو بعض امام فن حدیث کے کسی کتاب مین
روایت کرین اور اوس کتاب کی حدیثون کی صحت کا التزام اونہون نے نہ کیا ہو جسطرح کہ امام بخاری ومسلم
اور باقی اصحاب صحاح نے التزام کیا ہے اور خاص اوس حدیث کی صحت کو اوس کتاب کے مصنف یا دوسرے
اہل سنت کے ثقہ محدثین نے بصراحت نہ بیان کیا ہو وہ حدیث قابل دلیل بنانیکے نہین ہے اسلیئے کہ ایک
جماعت محدثین اہل سنت نے جو پچھلے طبقہ مین پیدا ہوئے ہین جیسے دیلمی وخطیب وابن عساکر جب دیکھا
کہ صحیح وحسن حدیثون کو پہلے محدثین مضبوط کر گئے ہین اور اب اونمین سعی کرنیکی جگہہ نہین رہی لہذا احادیث
ضعیفہ وموضوعہ ومقلوب سند کے جمع کرنیکی طرف متوجہ ہو گئے اس غرض سے کہ بیاض کے طور پر سب کو ایک جگہ
فراہم کر کے نظر ثانی کرین اور موضوع حدیثون کو حسان لغیرہا سے علٰحدہ کر دیوین پر کم فرصتی اور عمر کی کوتاہی
کے سبب سے اونسے یہ مہم انجام کو نہ پہونچا لیکن اون سے بعد کے محدثین نے جدا کر دیا ابن جوزی نے موضوع
حدیثون کو جدا کر دیا اور اون کے مقابل حسان لغیرہا کو مقاصد حسنہ مین علٰحدہ لکھا اور سیوطی نے تفسیر درمنثور
بنائی اور خود ہی ان جمع کرنیوالون نے اپنی کتابون کے مقدمون مین اس غرض کو صاف بتا دیا ہے پھر ان کتابونکا
حال معلوم ہوتے ہوئے کہ اون کے مصنفون کی تصریح سے ہمکو معلوم ہوا ہے اوس حدیث سے دلیل پکڑنا کیونکر
جائز ہے انتہی۔ اور اسیوجہ سے امام سیوطیؒ علیہ نے اپنی احادیث مرویہ متواترہ کو علٰحدہ کتاب مسمی بفوائد
متکاثرہ فی الاخبار المتواترہ) مین جمع کر دیا پھر اوس کتاب سے ملخص کر کے ایک چھوٹا سا رسالہ بنایا اور اسکا
نام (الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ) رکھا اور اوسکے دیباچہ مین لکھا (اور حمد وصلوۃ کے بعد معلوم ہو
کہ مین نے ایک کتاب مسمی بفوائد متکاثرہ در اخبار متواترہ لکھی اوسمین وہ حدیثین لایا کہ جنکے راوی دس

والسير والفتن والمناقب والمثالب ومنها المسند وهو ما يذكر فيه الاحاديث على ترتيب الصحابة بحيث يوافق حروف الهجاء والسوابق الاسلامية او الشرافة النسبية ومنها المعجم وهو ما تذكر فيه الاحاديث على ترتيب الشيوخ والغالب هو الترتيب على حروف الهجاء ومنها الجزء وهو تاليف الاحاديث المروية عن رجل واحد من الصحابة او من بعدهم وقد يختارون من المطالب المذكورة في صفة الجامع مطلبا جزئيا يصنفون فيه مبسوطا ومنها السنن وهو الكتب المرتب على ابواب الفقه من الايمان والطهارة والصلوة والصيام الى آخره ومن المستخرج وهو ما استخرج لاثبات احاديث كتاب آخر مع رعاية ترتيبه ومتونه وطرق اسناده ومنتهى سنده الى شيخ ذلك المصنف او شيخ شيخه وهلم جرا بحيث لا يحول المصنف بينه وبين علو السند ومنها المستدرك وهو ما ذكر فيه ما فات من كتب آخر شرطه واما طبقات كتب هذا العلم فالاولى من الموطا والصحيحين اما الصحيحان فقد اتفق المحدثون على ان جميع ما فيهما من المتصل المرفوع صحيح بالقطع وانهما متواتران الى مصنفيهما وانه كل من يهون امرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل المومنين والموطا كالام لهما واثار الصحابة والتابعين في الموطا تزيد عليهما والثانية منها كتب لم تبلغ مبلغ الموطا والصحيحين ولكنها تتلوها في الوثوق كسنن ابي داود وجامع الترمذي ومجتبى النسائي وكاد مسند احمد يكون من جملة هذه الطبقة والثالثة منها مسانيد وجوامع ومصنفة قبل الشيخين او في زمانهما او بعدهما ولم يشتهر في العلماء ذلك الاشتهار وان زال عنها اسم النكارة المطلقة كمسند ابي يعلى ومصنف عبد الرزاق ومصنف ابي بكر بن ابي شيبة ومسند عبد بن حميد والطيالسي وكتب البيهقي والطحاوي والطبراني وكان قصدهم جمع ما وجدوه لا تلخيصه وتهذيبه وتقريبه من العمل وبين هذه الكتب تفاوت وتفاضل بعضها اقوى من بعض منها سنن ابن ماجة ومسند الدارمي وسنن دارقطني وصحيح ابن حبان

یا زیادہ صحابی ہین اور ہر حدیث کے تمام طرق و الفاظ کو پورے طور پر لکھا پس ایک ایسی عجیب کتاب ہوگئی کہ اوسکی
مثل مجھسے پہلے کوئی کتاب نہین لکھی گئی مگر کثرت اسناد کی وجہ کہ جو اوسمین لکھی گئی تھی اوس کتاب کی جانب
وہی لوگ متوجہ ہوے کہ جنکو علم حدیث مین اہتمام مدنظر ہے اور ایسے لوگ کمتر ہوتے ہین پس مین نے اوسکے
مقاصد کو علحدہ اس کے اس مختصر مین لکھدیا تا اوسکا نفع عام ہوجاے باین طور کہ حدیث کو مع عدد روات کے کہ وہ
صحابہ ہین ذکر کردیا اور اسکے ساتھ اوسکے مخرجین کو کہ ائمہ مشہورین تھے بھی بتا دیا اور اس رسالہ مین فائدہ لوگونکو
محل قناعت ہے اور اس رسالہ کا نام (الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ) رکھا اور اسکے ابواب کی ترتیب اسکے
اصل کے مطابق رکھی — پھر مصنف نے سیوطی پر مواخذہ کیا کہ ابن جریر کی تہذیب الآثار کو سیوطی
نے کتب صحاح مین ذکر نہین کیا حالانکہ اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب مصنف کے نزدیک
مہذب اور صحیح ہے اور دو قول سے اسکی صحت پر شہادت لایا ایک قول تلمیذ ابی محمد فرغانی کا اور دوسرا قول
خطیب کا اور اس کتاب کے مضامین کیطرف مجملاً اشارہ کردیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمین علوم اہل بیت
مدون ہین پس جسکے مصنف درپے ہے یعنے علوم اہل بیت کا جمع کرنا اس کتاب سے بھی حاصل ہوگیا اور طریق
کاملین پر مخفی نہین ہے کہ اسقدر بیان سے کتاب کا مدعا تمام نہین ہوسکتا ہے اور نہ اوسکے مضمون کا انکشاف
ہوسکتا ہے بلکہ اوسکا قول (فلا ما صح انہ غیر صحیح) اوسکے دعوے کو سست کرتا ہے اور اوسکے مدعا کو مضر ہے
اور نیز سیوطی کا اس کتاب کو چھوڑ دینا اور کتب صحاح مین اوسکو شمار نکرنا باوجود سیوطی کی تبحر و عثور و جلالت شان
و فور علم کے شبہہ سے خالی نہین ہے اور نیز علما نے تصریح کی ہے اور اتفاق کرلیا ہے اسپر کہ کتب حدیث کے طبقے
اور مراتب ہین بعض اونمین فوق ہین بعض سے اور اون طبقات و مراتب کو بیان کردیا اور مقرر کردیا باین طور
کہ جو اون مین سے احتجاج کے قابل ہے مقبول ہے اور جو ایسی نہین ہے مقبول بھی نہین ہے چنانچہ سنن دارمی کے
مقدمہ مین لکھا ہے (پہلی فصل کتب علم حدیث کی اقسام کے بیان مین. زیادہ کرے اللہ تعالیٰ اس علم کے علما
کو اور اوس چیز کے بیان مین جو اس بیان کے ساتھ مناسب ہے) کتب حدیث کے متعدد اقسام ہین منجملہ اونکے
ایک قسم جامع ہے اور جامع وہ کتاب ہے کہ جسمین ہر قسم کی حدیثین از قسم عقائد و احکام و رقاق و آداب اکل و
شرب و سفر و قیام اور متعلقات تفسیر و تاریخ و سیر و فتن و مناقب و مثالب کی پائی جائین اور دوسری قسم
مسند ہے اور مسند وہ کتاب ہے کہ جسمین صحابہ کی ترتیب پر حدیثین ذکر کیجائین اسطرح کہ حروف ہجا یا سوابق
اسلامیہ یا شرافت نسبیہ موافق ہو اور تیسری قسم معجم ہے اور وہ ایسی کتاب ہے کہ اوسمین حدیثین شیوخ کی

ومستدرك الحاكم والرابعة منها كتب قصد مصنفوها بعد قرون متطاولة جمع ما لم يوجد في الطبقتين الاولين وخلطوا وضبطوا فيها ومظنة هذه كتب الضعفاء لابن حبان وكامل ابن عدي وكتب الخطيب وابي نعيم والجوزقاني وابن عساكر وابن نجار والديلمي وكاد مسند الخوارزمي يكون من هذه الطبقة ما كان ضعيفا محتملا واسوءها ما كان موضوعا او مقلوبا شديد النكارة وهذه البطقة مادة كتاب الموضوعات لابن الجوزي فليست هذه الاحاديث صالحة للاعتماد عليها حتى يتمسك بها في اثبات عقيدة او اثبات عمل ولنعم ما قيل شعر فان كنت لاتدري فتلك مصيبة وان كنت تدري فالمصيبة اعظم ومنها كتب الضعفاء للعقيلي وتصانيف الحاكم وتصانيف ابن مردويه وتصانيف ابن شاهين وفردوس الديلمي وتصانيف ابي الشيخ والخامسة منها ما اشتهر على السنة الفقهاء والصوفية والمورخين ومن نحوهم وليس لها اصل في هذه الطبقات الاربع اما الطبقة الاولى والثانية فعليهما اعتماد المحدثين وحوم حماها مرتعهم والثالثة فلا يباشرها للعمل عليها والقول بها الا النحارير الجهابذة الذين يحفظون اسماء الرجال وعلل الاحاديث نعم ربما يوخذ منها المتابعات والشواهد وقد جعل الله لكل شيئ قدرا واما الرابعة فالاشتغال بجمعها والاستنباط منها نوع تعمق من المتاخرين وان شئت الحق فطوائف المبتدعين من الرافضة والمعتزلة والمبتدعة وغيرهم عنهم الله تعالى يتمكنون بادنى عناية ان يلخصوا منها شواهد مذهبهم فالاقتصار عليها غير صحيح في معارك العلماء بالحديث هذا ملخص ما في حجة الله البالغة وغيرها واما الاحتجاج في الاحكام فبالخبر الصحيح مجمع عليه وكذلك بالحسن لذاته عند عامة العلماء وهو ملحق بالصحيح في باب الاحتجاج وان كان دونه في المرتبة والحديث الضعيف الذي بلغ بتعدد الطرق مرتبة الحسن لغيره ايضا مجتج به وهو احسن من الراي فيه مباحث كثيرة التصدي لبيانها العلماء في كتب اصول الحديث لانطول بذكرها ولكل قسم من هذه الاقسام الثلاثة

بالکل اعراض تھا یہانتک کہ اسی حالت پر ایک زمانہ دراز اور مدت طویلہ گذر گئی بالآخر اہل ہند پر خدا نے احسان کیا کہ بعض علماے ہند پر (جیسے شیخ ولی اللہ محدث دہلوی اور اونکی اولاد امجاد) اس علم کا افاضہ فرمایا پس ان حضرات کیوجہ سے یہ علم کسیقدر تر و تازہ ہو گیا بعد اسکے کہ نسیاً منسیا ہو گیا تھا اور حق تعالی اونکے علوم سے بہت سے مومنین ہند و نکو وہ نفع بخشا کہ کسی پر مخفی نہین رہا۔ اس علم کا معدن تو ملک حجاز ہے خاصکر یمن اور اوسکے قریب وجوار کا حصہ جیسا کہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ ایمان یمانی ہے اور حکمت یمانیہ ہے) اور اسی خطے سے ابتک بڑے بڑے جید علما کی ایک جماعت اور مجتہدین کرام کا ظہور ہوا ہے اور اسیطرح وہ لوگ کہ اونکے مقلد ہین رحمہم اللہ چنانچہ یہ امر اونکی تصنیفات کو معلوم کرنے سے ظاہر ہو جاتا ہے اور یہ وہ لوگ ہین کہ جنپر تعدیل نبوی جو صحیح حدیثون مین وارد ہوئی ہے منطبق ہے اسیوجہ سے صاحب تفہیمات نے کہا ہے (مجدد ہونیکے قریب تر قدماے محدثین ہین جیسے بخاری و مسلم اور اونکے امثال انتہی۔ اور ایسا ہی ہے – اور نیز کہا ہے کہ مجدد وہ مرد ہے کہ جسکو حق سبحانہ نے علم قرآن و حدیث کا پورا حصہ عطا کیا ہو پھر لباس سکینہ سے اوسکو مشرف کیا ہو پس وہ تحلیل و تحریم و وجوب و کراہت و استحباب و اباحت کو اونکے مواقع مین رکھنا شروع کرے اور بنائی ہوئی باتون اور قیاسات واہیہ اور دین مین ہر قسم کی افراط و تفریط سے شریعت کو پاک و صاف کر دیوے اور خدا ہی کیطرف سے توفیق ہے انتہی اور ہم نے تمام فصل کی نقل سے اس مقدمہ کے رد کو اسوجہ سے طول دیا ہے کہ ناظرین پر مصنف کی حقیقت حال اور اوسکے دعوی تجدید کی قلعی کھلجاے اور معلوم ہو جاے کہ مصنف اہل بدعت اور دین کے خراب کرنیوالون مین سے ہی نہ کہ محدثین و مجددین سے اور یہ اسلئے کہ مصنف نے روافض و وہابیہ و مجسمہ کے اون اقوال کو دستاویز بنایا ہے جو اونہین کی کتابون مین درج ہین اور اکابر اہل سنت و جماعت کے نزدیک مطروح و مردود ہین حق تعالے نے اہل سنت ہی کو بڑھایا اور اون کا مددگار رہا اور اپنے گروہ و لشکر مین سے اونکو بنایا اور اپنی طرف سے اون کو قوت بخشی بسبب اتباع نبی کریم کے کہ جنکے بعد کوئی نبی نہوگا اور اہل سنت ہی کے باب مین فرمایا کہ (ہمپر لازم ہے مدد کرنی مومنین کی) اور اللہ کی جماعت ہی غالب رہتی ہے۔ پس جسنے اہل سنت کی مدد کی وہ مدد کیا گیا اور جسنے اونپر غدر کیا اور اونکے معاملہ مین خیانت کی رسوا ہوا اور پچھاڑا گیا پس خدا کا شکر و احسان ہے اور اوسی پر اعتماد و توکل ہے اور مصنف کو ہند کے رئیس المحدثین اور اونکے سردار ہمارے مولے اور ہمارے پیشوا شیخ ولی اللہ دہلوی اور اونکے فرزند رشید و ولد سعید سند المحدثین و رئیس المفسرین مولنا شاہ عبد العزیز کے ساتھ بغض ہے حالانکہ حدیث کی سند مصنف کو اونہین کے سلسلہ سے ہے اور یہ دونون مصنف کے اکابر شیوخ سے ہین علم حدیث مین پھر کیونکر مصنف کی سند فن حدیث مین صحیح ہو سکتی ہے اور کسطرح اسناد احادیث مین اوسکا سلسلہ باقی رہ سکتا ہے بلکہ اوسکی

هذا الحديث عن الرضى محمد بن اسلم انتهى وان هذا الا ترجيح المرجوح وتفضيل المقبوح وايضا اخرج حديث البلاذري عن الحسن العسكري المنقطع من جهة محمد التقي وافتخر به افتخارا عظيما حيث قال في صفحه (۲۲) ولم يتشرف احد ممن صنف واشتهر ما صنف من ذوي الرواية بالاجتماع بالامام علي الرضى وحفيد ابنه الامام الحسن العسكري والاستماع منهما الا اهل السنة ولله المنة انتهى وهذا الافتخار انما يصح اذا ثبت الاجتماع والاستماع لاحد من افراد اهل السنة وهو بعد غير مسلم للخصم وبدونه خرط القتاد والعهدة فيه على المصنف ولان اثبته للبلاذري او لابي الصلت الهروي فهما ليسا من اهل السنة كما في ميزان الاعتدال فلزم منه الافتخار المذكور للخصم وهو مخالف لما ادعاه و ليس هذا من شان المجدد المؤيد بل من شان المفتري المخرب

وقد تم بتوفيق الله تعالى ومقدمته الى ههنا ويتلوه رد كتابه الفقه الاكبر عن اهل البيت الاطهر ان شاء الله تعالى

سند کٹ گئی اور اوسکی اصل ادھڑ گئی اور اون دونون سے بغض رکھنے کی وجہ سے بعض مسائل مین مصنف نے شیخ ولی اللہ رحمۃ اللہ کی تکفیر کی ہے اور اونکے فرزند رشید کو جاہل کہا ہے اسی کتاب کے بعض حواشی مین جیسا کہ صفحہ ۱۲ کے حاشیہ مین کہا ہے اور روایت کیا اوسکو کلینی نے کافی مین ابو جعفر سے اور قمی نے توحید مین اور عیون اخبار الرضی مین اونسے اونکے ابائی سلسلہ سے مرتضی تک اونہون نے محمد مصطفے صلعم سے اور اسمین استدراک ہے تحفہ اثنا عشریہ کے مصنف پر کہ ان سب کو اوسنے نجانا انتہی اور یہ کل حرکات مصنف کے نقمت و حرمان و خیبت و خسران کا موجب ہین اسلئے کہ نعمت کا شکر نعمت کو زیادہ کرتا ہے اور ناشکری نقصان و ہلاکت مین ڈالتی ہے اور حق تعالی نے فرمایا ہے (اگر تم شکر کروگے تو ہم اور زیادہ تمکو دینگے اور اگر کفران نعمت کروگے تو پھر میرا عذاب البتہ سخت ہے) اور فرمایا کہو اسے محمد کیا ہم بتلادین تمکو اعمال مین زیادہ نقصان والون کو یہ وہ لوگ ہین کہ جنکی سعی دنیا کی زندگی مین بہک گئی اور وہ سمجھتے ہین کہ ہم اچھا کام کر رہے ہین اور نبی صلعم نے فرمایا جسنے مخلوق کا شکر نکیا اوسنے خدا کا شکر بھی نہین کیا پس خدا ہی کیطرف شکر رہے اور وہی ہمارا مرجع ہوا ہے۔ اور مجدد کی شان یہ ہے کہ حق کی چھان بین کرے اور باطل نالائق کو علحدہ کر دیوے اور مصنف نے بالکل اسکے برخلاف کیا ہے اسلئے کہ حدیث غریب ابو الصلت ہروی کی جہت سے مردود کو رکھدیا ہے حدیث الہی کی جگہ مین جو متواتر ہے معنیً اور مقبول ہے متناً و سنداً جسکی تخریج کی ہے حافظ ابن حجر نے صواعق مین ابو ذرعہ رازی و محمد بن اسلم طوسی سے اور اوسکے آخر مین کہا کہ امام احمد حنبل کا قول ہے کہ اگر اس حدیث کی یہ سند مجنون پر پڑھی جاے تو وہ اپنے جنون سے اچھا ہو جاے انتہی پس یہ فضیلت حدیث الہی کی سند کیلئے ہے جسکی روایت محمد بن اسلم طوسی نے کی ہے نہ کہ ہروی کی حدیث کی سند کیلئے پس مصنف نے باطل کو حق کے عوض خرید لیا اور سند حدیث الہی کا فضل حدیث ہروی کی سند کیلئے ثابت کردیا جیسا کہ صفحہ ۴۱ مین لکھا ہے کہ ہمارے بعض محدثین سلف جب اس سند کی روایت کرتے تو کہتے تھے کہ اگر یہ سند مجنون پر پڑھی جاوے تو اچھا ہو جاے انتہی اور ہروی کی مردود روایت کو اصل بنایا اور محمد بن اسلم کی مقبول روایت کو اوسکا تابع بنایا جیسا کہ صفحہ ۳ مین کہا ہے (ولیکن اس حدیث کو جسکو ہروی نے علی رضا سے روایت کیا ہے محمد بن اسلم ہروی کا تابع ہے) انتہی اور یہ قول مصنف کا جرح کو راجح کرتا ہے اور قبیح کو فضیلت دینا اور نیز بلاذری کی حدیث کو جو حسن عسکری سے مروی ہے ہروی محمد نقی کی جہت سے منقطع ہی مصنف نے نقل کیا اور اوسپر بہت تر افتخر کیا جیسا کہ صفحہ ۲۲ مین لکھا ہے کہ (جتنے مصنف اہل روایت کے انکی تصانیف مشہور و معروف ہین کوئی اونمین سے امام علی رضا اور اونکے پوتے امام حسن عسکری کی لقا اور سماع حدیث سے مشرف نہین ہوا ہے سوا ہ[illegible] مصنف کے انتہی) ور یہ افتخار صحیح ہو سکتا ہے جب ان دو اماموں سے حدیث کا سننا اور صحت اسنا[illegible] کرنا بسند متصل کسی شخص کو ثابت ہو ادیا مہنوز غیر مسلم ہے اور بدون ثبوت کے اسکا نکی کو چیلنا ابنی سخت بے شرمی ہے اور اسکا بار مصنف پر ہے اور اگر اوسکا ثبوت بلاذری یا ابو الصلت ہروی کیلئے مصنف قرار دے تو یہ دونون اہلسنت سے نہین ہین جیسا کہ میزان الاعتدال مین مذکور ہے پس فخر لازم آیا تو خصم کیواسطے نہ کہ مصنف کیلئے اور اللہ تعالی کی توفیق سے مصنف کے مقدمہ کا رد تمام ہوا

فبشر عبادي الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه

هذا الكتاب المسمى باحسن الذريعة
للسد عن الاقوال الشنيعة من
مؤلفات تلميذ محقق المسائل الفقهية بالآيات
الصريحة والاحاديث الصحيحة المدقق
الفريد مولانا الحاج المولوي
ابي رجا محمد زمان خان
الشهيد محمد شاه
قيصي القادري
كان الله
له

مطبع قيصري واقع بلدة حيدرآباد دكن صينت عن الشر والفتن

بسم الله الرحمن الرحیم

واذقد فرغنا من رد مقدمته بعونه تعالیٰ فحان لنا ان نشرع فی رد
کتابه علی السنن الذی مرّ فی رد مقدمته قال هذا ولنشرع الان فی
مقاصد الکتب الاوّل بعون الله الکریم الوهاب کتاب الفقه الاکبر
عن اهل البیت الاطهر وقد یقال ذلک الدّین القیم للمرء المسلم وهو فقه
العلم وایمان العامه یستوی فیه الخاصّة والعامّة فیه الابانة عن اصول الدیانة
من عدة عقیدة لابدّ من اعتقادها لکل داخل فی الملة والیه الاشارة
فی حدیث جبرئیل علیه السلام بالایمان انتهیٰ وقال فی هامشه علی اصول
الدیانة ف اعلم ان الاصول لما به الیٰ مقصود الدّین اصول نوعان اصول
الشریعة واصول الطریقة فاصول الشریعة ثلثة انواع اصول الدیانة
وهی العقائد کما فی هذا الکتب والفقه الاکبر الحنفی واصول الرّوایة وهی
اصول علم الاثر کما فی کتاب اصول روایة العلم عن اهل بیت مدینة العلم
وما فی الکفایة فی علم الرّوایة للخطیب اصول الدرایة وهی نوعان اصول
التفسیر کما فی مقدمة کتاب علوم القرآن عن اهل بیت النبوة والعرفان وما



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور جبکہ ہم مصنف کی کتاب فقہ اکبر کے مقدمہ کا رد کرنے سے بعونہ تعالیٰ فارغ ہو چکے تو ہمارے لئے وقت آگیا
کہ ہم اوس کی کتاب مذکور کا رد شروع کرین اوسی طرز پر کہ اوس کے مقدمہ کے رد مین گذر چکا ہے۔ کہا
مصنف نے (مقدمہ کا مضمون تمام ہوا اور اب ہم کو چاہیے کہ پہلے کتاب کے مقاصد کا بیان شروع کرین خداوند
کریم بخشنے والے کی مدد سے (کتاب فقہ اکبر اہل بیت اطہر سے) اور کبھی اس کو دین قیم مرد مسلم کا) بھی
کہا جاتا ہے اور یہ فقہ علم و ایمان عامہ ہے اس مین فرقۂ خاصہ اور عامہ برابر ہے اس مین اظہار ہے اصول
دیانت کے چند عقیدون کا کہ جن کا اعتقاد رکہنا ملت اسلام مین ہر ایک داخل ہونے والے پر واجب و فرض ہے
اور انہین عقاید کے طرف اشارہ ہے جبرئیل علیہ السلام کی حدیث مین لفظ ایمان سے انتہیٰ اور مصنف نے اس کے
حاشیہ مین اصول دیانت کی تحقیق پر لکھا ہے سنو جان تو کہ اصول اس چیز کے کہ جس سے مقصود دین تک
پہونچنا ہوتا ہے دو قسم ہین۔ اصول شریعت و اصول طریقت۔ پہر اصول شریعت تین قسم کے ہین ایک اصول
دیانت اور اسی کو عقاید کہتے ہین جیسا کہ اس کتاب فقہ اکبر حنفی مین مذکور ہے اور اصول روایت اور اس کو
اصول علم اثر کہتے ہین جیسا کہ اصول روایت علم عن اہلبیت مدینۃ العلم مین اور کفایہ فی علم الروایۃ مصنفۂ خطیب مین
مذکور ہے اور اصول درایت اور یہہ بھی دو قسم پر ہے ایک اصول تفسیر جیسا کہ
کتاب علوم القرآن عن اہل بیت النبوۃ والعرفان کے مقدمہ مین اوس

في الاتقان في علوم القران واصول فقه الفروع وهي نوعان احدهما
اصول الدلائل كما في كتاب اصول الدراية عن اهل بيت الهداية و
اصول الجصاص والسرخسي والبزدوي ورسالة الشافعي ومابعدها و
غالب اصول الرواية يندرج في مباحث السّنة من اصول الدلائل وثانيهما
اصول المسائل كما في كتاب اصول المسائل عن اهل بيت الفضائل وكتاب
اصول الرّضا ولا اعلم الى الآن فيها كتابا قبله ولا بعده مثله على عظم حجمه
فانه في اربع مجلدات مع اختصار لكثير علمه ولم يظفر به ابن نجيم صاحب الاشباه
والنظائر كما يظهر منه وكذا لم يعثر عليه ممن قبله الجلال السيوطي فقال
في اشباهه النحوية واول من فتح هذا الباب شيخ الاسلام بن عبد السّلام
في قواعده الكبرى فتبعه الزركشي في القواعد الى آخر ما ذكر وقد رائيت
بمكة المباركة كتابا فيه للحنابلة واما اصول الطريقة فتعرف بعلم التصوف
والزهد والرّقاق كما في كتاب فقه الاحسان عن اهل بيت الحكمة والعرفان
واول من صنّف فيه عبد الله بن المبارك ووكيع ومن اوسطهم احمد بن حنبل
والحارث المحاسبي ومن آخرهم صاحب التعرف والقوت والسلمي وابو نعيم والبيهقي
والقشيري والهروي ومن بعدهم هذا ما بدالي في وقتي هذا والحمد لله تعالى
انتهى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه قد سمي هذا الكتب بالفقه الاكبر للتعريض
على الامام الهمام اعظم الائمة ابي حنيفة النعمان بان الفقه الاكبر الذي صنّفه
الامام وان كان في العقائد لكنه ليس مبنيا على عقائد اهل البيت الكرام فمست
الحاجة الى ان يدون كتاب حافل لعقائدهم التي هي ضرورية لكل داخل في
ملة الاسلام سواء كان من العامّة اي اهل السّنة او من الخاصّة اي الشيعة

اور اتقان فی علوم القرآن مین مذکور ہے اور اصول فقہ الفروع اور اس کی بہی دو قسم ہین۔ ایک
اصول دلائل جیسا کہ اصول درایت عن اہلبیت الہدایۃ مین اور جیسا سرخسی و بزدوی کے
اصول اور رسالہ شافعی ہین اور اس کے بعد کی کتابون مین مذکور ہے اور اکثر اصول روایت اصول
دلائل کے مباحث سنت مین داخل ہین دوسری قسم اصول مسائل عن اہلبیت فضائل مین اور
کتاب اصول رضا مین مذکور ہے۔ اور ابتک مجکو معلوم نہین ہوئی کوئی کتاب اصول الرضا کے
نہ اُس کے پہلے اور نہ اوس کے پیچھے بقدر اوس کے حجم کے اس لئے کہ یہ کتاب باوجود اختصار کے کیونکہ
اس کا علم کثیر ہے چار جلدات مین ہے اور ابن نجیم صاحب اشباہ النظائر کو یہہ کتاب دستیاب نہین ہوئی جیسا
کہ اشباہ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے اور اسی طرح ابن نجیم سے پہلے جلال الدین سیوطی کو بھی اس کتاب سے
لاعلمی تھی اسلئے کہ اپنی کتاب اشباہ نحویہ مین انھون نے لکہا ہے کہ اول جسنے یہ دروازہ کھولا ہے وہ شیخ الاسلام
بن عبد السلام ہے مصنف قواعد کبرٰی کا پھر زرکشی بیان قواعد مین اوس کا پیرو ہے تا آخر اور مین نے اس فن مین
حنبلیون کی ایک کتاب مکہ متبرکہ مین دیکھی ہے اور لیکن اصول طریقت پس اونکا بیان علم تصوف و زہد و رقاق مین
مذکور ہے جیسا کہ کتاب فقہ الاحسان عن اہل بیت الحکمۃ والعرفان مین مذکور ہے اور علم تصوف مین پہلی تصنیف
عبد اللہ بن مبارک و وکیع نے کی ہے اور بیچ کے مصنف احمد بن حنبل و حارث محاسبی ہین اور اخیر کے مصنفین مین سے
صاحب تعرف و قوت و سلمی اور ابو نعیم و بیہقی و قشیری و ہروی اور اون کے بعد والے ہین
یہہ تحقیق وہ ہے جو مجکو اس وقت معلوم ہوئی اور حمد ثابت ہے حق تعالی کو انتہی مین کہتا
ہون حق تعالی کی توفیق و مدد سے کہ مصنف نے اس کتاب کا نام فقہ اکبر امام اعظم صاحب کے
چوٹ کرنے کو رکھا ہے باینظور کے امام اعظم کی فقہ اکبر بھی اگرچہ عقاید مین ہے لیکن اوس مین اہلبیت
کرام کے عقاید کا بیان نہین ہے پس لامحالہ ضرورت داعی ہوئی کہ تمام اہل اسلام کیلئے
ایک کتاب عقاید مین ایسی بنائی جاے کہ جس مین عقاید اہل بیت مذکور ہون چاہیے کہ وہ
مسلمان فرقۂ عامہ یعنے اہل سنت مین سے ہون یا فرقۂ خاصہ یعنے شیعان پاک مین سے ہون

خصوصیتهم لانهم هم المحبون لاهل البیت والمفضلون لهم علی غیرهم بخلاف اهل السنة
لانهم یعاملون معهم کما ملتهم مع غیرهم من الصحابة والتبعة والفقها الاکبر الخفی لیس کذالک
ولاهو فی مرتبة هذا الکتب والماهرون من علماء اهل السنة والشیعة کلهم یعلمون
علما یقینیا ان اهل البیت الاطهار بریون عما عزا الیهم المصنف فی هذا الکتب من العقائد
الباطلة اللاعنة للفرق المبتدعة من الکرامیة والمشبهه المجسمة والوهابیة الفیه
والمقلدة للیهود والنصاری فی اسرائیلیات فعلم ان تسمیته ایاه بهذا انما هی
من قبیل تسمیة الشئ بضده او نقیضه کما یقال للزنجی انه کافور وانما اختار هذه
التسمیة للتعریض المذکور وترویج عقائده الباطلة بین الطایفتین وتلقیهما
ایاها بالقبول وقد فرغنا من بیان اصطلاحه العامة والخاصة باقتداء شیخه
الملقب بالشیطان الطاق فی المقدمة فلیتذکر واما قوله فی الهامش اعلم ان
الاصول لما به الی مقصود الدین اصول نوعان اصول الشریعة واصول الطریقة
فاقول ومن الله التوفیق الاصول جمع اصل وهو لفظ مشترک فی معانی منها المسائل
کما یقال اصول الصرف واصول النحو ای مسائلهما ومنها الدلائل کما یقال اصول الفقه
واصول الحدیث ای دلائلهما ومنها الاباء کما یقال حرم علی المراة اصولها ای الاباء
ومنها المعانی اللغویة کما یقال الصلوة فی الاصل الدعاء ای بحسب اللغة ولا یستقیم
منها ههنا الا الاول لان فان ارادبها الاول فماذا اراد بلفظة ما ان ارادبها الدین
فتقسیم اصول الدین الی اصول الشریعة واصول الطریقة یقتضی تقسیم الشئ الی نفسه
والی غیره لان الدین والشریعة وکذا الملة والمذهب متحدة بالذات ومختلفة بالاعتبار
فان الشریعة من حیث انها تطاع تسمی دینا ومن حیث انها تجمع تسمی ملة ومن حیث
انها ترجع الیها تسمی مذهبا وایضا الدین ینسب الی الله تعالی کما ورد فی القران الکریم

اور شیعہ کو خاص اسوجہ سے کہا کہ یہی حضرات اہل بیت کے دوست رکھنے والے ہین اور اہلبیت اطہار کو اون کے اغیار پر فضیلت
دینے والے ہین برخلاف اہل سنت کے کہ اونکا معاملہ اہلبیت سے ایسا ہے کہ جیسا غیر اہل بیت صحابہ و تابعین سے اور فقہ اکبر
حنفی کا نہ یہ مرتبہ ہے اور نہ ایسا بیان ہے جیسا ہماری فقہ اکبر کا ہے اور اہل سنت و شیعہ کے ماہرین علما کو یقینی طور پر معلوم ہے
کہ اہل بیت اطہار ان عقاید سے مُبرا ہے کہ جن عقاید باطلہ کو مصنف نے اس کتاب مین اونکی طرف منسوب کیا ہے یہ
عقاید تو بدعتی فرقون کے ہین. کرامیہ و مشبہہ مجسمہ وہابیہ نجدیہ و دیگر اشخاص کے جو اسرائیلیات کی روایتون مین یہود و
نصاریٰ کے مقلد ہین پس اس بیان سے معلوم ہوا کہ مصنف نے اس کتاب کا نام فقہ اکبر رکھنا ایسا کہ جس طرح کسی شی کا
نام اوس کے ضد و نقیض کے نام سے رکھا جائے جیسا کہ زنگی کا فور کہتے ہین اور اس نام کو اختیار کرنے مین ایک تو تعریض کور
ملحوظ ہے اور دوسرا امر یہ ہے کہ مصنف کے عقاید باطلہ دونون فرقون سنی و شیعہ مین رواج پا جائین اور یہ دونون
گروہ ان عقاید کو بدل قبول کرلین اور لفظ عامہ و خاصہ کی جو اصطلاح مصنف نے باقتدار اپنے شیخ طریقت ملقب
بشیطان طاق کے قرار دی ہے کہ اوسکو ہم مقدمہ مین بیان کر چکے ہین پس اسکو یاد کر لیجاوے اور جو کہ حاشیہ کی
عبارت مین مصنف کا قول ہے اعلم ان الاصول لما به الی مقصود الدین اصول نوعان اصول الشریعة
واصول الطریقة پس مین کہتا ہون اور خدا ہی کیطرف سے توفیق ہے کہ اصول لفظ اصل کی جمع ہے اور یہ لفظ چند معانی مین مشترک ہے
ایک اونمین سے مسائل ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے اصول صرف و اصول نحو یعنی ان دونون کے مسائل اور دوسرے معنی اونمین سے دلائل ہین جیسا کہا جاتا ہے اصول
الفقہ و اصول الحدیث یعنی ان دونون کے دلائل اور تیسرے معنی آبا ہین جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ عورت پر اوس کے اصول حرام ہین یعنی اوسکے باپ دادا وغیرہ چوتھے اونمین سے
معانی لغویہ ہین جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ نماز اصل مین دعا ہے یعنی لغت کے اعتبار سے اور ان معانی مین سے اس مقام مین صرف
دو پہلے بن سکتے ہین پس اگر لفظ اصول سے معنی اول کو ارادہ کیا ہے تو لفظ ما سے کیا ارادہ کیا ہے اگر دین ارادہ کیا ہے تو اصول دین کی
تقسیم اصول شریعت و اصول طریقت کی طرف کرنیسے شے کی تقسیم اوس کے نفس اور اوسکے غیر کیطرف لازم آتی ہے اسلئے کہ
دین و شریعت اور اسی طرح ملت و مذہب ایک ہی شے کے نام ہین اور اونمین فرق اعتبار کا ہے اسلئے کہ شریعت اس اعتبار سے
کہ اوسکی پیروی کیجاتی ہے دین ہے اور اس لحاظ سے کہ جمع کیجاتی ہے ملت ہے اور اس خیال سے کہ اوسکی جانب
رجوع کیا جاتا ہے مذہب ہے اور نیز دین کی اضافت خدا کے طرف کی جاتی ہے جیسا کہ قرآن کریم مین وارد ہوا ہے

وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۔ والملة تنسب الی النبیؐ کما ورد فیه
ایضًا واتبع ملة ابراهیم حنیفا والمذهب ینسب الی المجتهد کما یقال الزکوة فی حلی
النساء فرض فی مذهب الامام ابی حنیفةؒ ولیست بفرض فی مذهب الامام الشافعیؒ
کذا فی مجمع الانهر شرح ملتقی الابحر مع زیادة الامثلة منا للتوضیح وان اراد بها
الثانی فالتقسیم الی النوعین المذکورین لا یستقیم علی مذهب ما لان اصول الدین
الاربعة عند اهل السنة الکتاب والسنة والاجماع والقیاس وایضًا عند الامامیة
الثلاثة عندنا الأولُ والعقل کما صرح به فی الضربة الحیدریة واثنان عند النجدیة
الکتب والسنة وکلها مخالف لهما وان اراد بها کلیهما فیلزم عموم المشترک وهو غیر
جائز عند المحققین کما قال فی الصواعق وایضًا تعیین بعض معانی المشترک بدون
القرینة یقتضیه تحکم لا یعتد وتعمیمه فی مفاهیمه کلها لا یسوغ والذی علیه
جمهور الاصولیین وعلماء البیان واقتضاء استعمالات الفصحاء انه لا یعم جمیع
معانیه انتهی وان اراد بلفظة ما العلم او العمل وکلیهما فهو ایضًا لا یستقیم لانهما
متفرعان علی الدین فاصولهما هی اصول الدین لا غیر وبالجملة هذا التقسیم باطل وانما
ابدع التقسیم بهذا النظام لئلا یظهر بطلانه علی الاعلام بل یظهر علو شانه فی
العربیة بین الانام ولهذا لم یترجمه مع انه التزم ترجمة الکتب لتقریب المرام
الی افهام العوام وهکذا صنیعته فی هوامش هذه الکتب ونحن نبینها ان شاء الله
تعالی حیث نجدها مناسبة للمقام والله الموفق وبه الاعتصام قوله فاصول
الشریعة ثلاثة انواع اصول الدیانة وهی العقائد کما فی هذا الکتب والفقه
الاکبر للحنفی واصول الروایة وهو اصول علم الاثر کما فی کتب روایة العلم عن
اهل بیت مدینة العلم وما فی الکفایة فی علم الروایة للخطیب واصول الدرایة

اور دیکھو گا تو لوگوں کو کہ داخل ہوتے ہیں دین میں اللہ کے فوج فوج) اور ملت نبی کے طرف نسبت ہوتی ہے جیسا کہ قرآن میں وارد ہے (اور پیروی کر ابراہیم حنیف کے ملت کی) اور مذہب کی نسبت مجتہد کیطرف ہوتی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے زکوۃ عورتوں کے زیور میں فرض ہے مذہب امام ابوحنیفہ میں اور مذہب امام شافعی میں فرض نہیں ہے اسیطرح مذکور ہے مجمع انہر شرح ملتقی الابحر میں صرف مثالیں ہیں اضافہ کی ہیں توضیح کی غرض سے اور اگر دوسرے معنی یعنی دلایل اراده کئے ہیں تو یہ تقسیم کسی مذہب پر درست نہیں ہوتی اس لئے کہ اصول دین اہل سنت کے مذہب میں چار ہیں کتاب وسنت اجماع وقیاس اور نیز شیعوں کے یہاں چار ہیں تین پہلے اور عقل جیسا کہ ضربیۃ حیدریہ میں اسکی تصریح کی ہے اور نجدیہ وہابیہ کے نزدیک دو ہیں کتاب وسنت اور یہ سب اقسام مصنف کے قسموں کے برخلاف ہیں اور اگر دونوں معنی کو ایک ساتھ ارادہ کیا ہے تو لفظ مشترک کا عموم لازم آتا ہے اور وہ محققین کے نزدیک ناجائز ہے چنانچہ صواعق میں لکھا ہے کہ (اور نیز خاص کرلینا مشترک کے معانی کو بدون قرینہ کے محض تحکم ہے کہ جسکا کچھ اعتبار نہیں ہے اور مشترک عام کرلینا اوسکے تمام معانی میں درست نہیں ہے جمہور اصولیین وعلماء بیان کے مذہب سے اور استعمالات فصحی کے اقتضاء سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مشترک اپنے سب معانی میں عام نہیں ہوتا ہے۔ انتہی اور اگر لفظ ما سے علم یا عمل یا دونوں کو ارادہ کیا ہے تو یہ بھی نادرست ہے اسلئے کہ علم وعمل دین پر متفرع ہیں پس ان دونوں کے اور دین کے اصول ایک ہی طرح کے ہونگے اور حاصل کلام یہ تقسیم باطل ہے اور مصنف نے اس عنوان سے یہ تقسیم اسلئے تراشی ہے کہ اس کا بطلان علما پر کھل نہ جائے بلکہ مصنف کی علو شان و علوم عربیہ لوگوں پر ظاہر ہوجاوے اسی وجہ سے حاشیہ کی عبارت کا ترجمہ نہیں کیا بانکہ مصنف نے اس کتاب کا ترجمہ کرنا عوام کے ذہن نشین کرنیکیواسطے لازم کرلیا ہے اور اسیطرح پر ہے مصنف کی صنعت اس کتاب کی جابجا حاشیہ میں اور ہم اوسکو جس جگہ مناسب مقام سمجھیں گے بیان کردیں گے اور اللہ ہی توفیق دینے والا اور اوس پر ہم کو اعتماد ہے (قول مصنف کا) فاصول الشريعة ثلاثة انواع اصول للدينية وهي العقائد كما في هذا الكتاب والفقه الاكبر للحنفي واصول الرواية وهو اصول الاثر كما في كتاب بدواية العلم عن اهل بيت مدينة العلم وصل في الكفاية في علم الرواية للخطيب واصول الدراية

اقول ومن الله التوفيق هذا التقسيم ايضاً لا يخلو عن الفساد لان الديانة عبارة عن التدين والتعبد كما في الصراح دينة بالكسر دينداری وهو لا يحصل الا بالعلم بما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم وهو لا يتاتى الا بالصحة الدراية اى التفقه وصحة الرواية اى الاسناد فالشريعة هى ما جاء به النبي صلعم واصولها هى الادلة الاربعة فاصول الديانة انما هى اصول الشريعة لا قسيمها واراده المسائل من اصول الشريعة مما لا يتعارف بين العلماء ولا يكاد يصح لان الشريعة ليست بعلم واحد يتميز من غيره من العلوم بحسب موضوعه وغايته حتى يقال ان اصول الشريعة هى مسائلها وقواعدها فجعل اصول الديانة قسيما لاصول الشريعة مما لا وجه له قوله وهى نوعان اصول التفسير واصول فقه الفروع فهى نوعان احدهما اصول الدلائل وثانيهما اصول المسائل كما في كتابى اصول المسائل عن اهل بيت الفضائل وكتاب اصول الرضا انتهى اقول ومن الله التوفيق لا يخفى على ارباب العقول ما في اضافة لفظ الاصول الى الدلائل والمسائل من الذهول عما يتعارفه الفحول من علماء المعقول والمنقول وما في تقسيم اصول الدراية الى اصول التفسير واصول فقه الفروع فان الدراية هى العلم والتفقه واصولها هو ما تحصل منه من الادلة الاربعة والمبادى اللغوية والشرائط الاجتهادية التى تشتمل على اصول الرواية ايضاً فحصر اصول الدراية فى اصول التفسير واصول فقه الفروع مما لا يصح اصلا على ان اضافة الاصول الى التفسير يفيد الاستغراق وهو لا يتم الا بدخول الجزء الاعظم من اصول التفسير الذى هو علم الرواية لان التفسير بالراى حرام فيرد عليه جعل اصول الرواية قسيما لاصول الدراية سابقا وقسما لها لاحقا وهو باطل قوله ولا اعلم الى الان فيهما كتابا قبله ولا بعده مثله على عظم حجمه فانه فى اربع مجلدات مع اختصار الكثير علمه اقول ومن الله التوفيق قد اكثر فى توصيفه وبالغ فى تعريفه ومع ذلك لم يفهم ما حاله واى مذهب منوا له

میں کہتا ہوں اور توفیق خدا کے طرف سے ہے یہ تقسیم بھی فساد سے خالی نہین اسواسطے کہ دیانت عبارت ہے
تدین و تعبد سے جیسا کہ صراح مین ہے دیانت بالکسر دینداری اور تدین نہین حاصل ہوتا ہی مگر علم شریعت سے اور
علم شریعت نہین حاصل ہوتا ہے مگر درایت یعنی تفقہ کی صحت سے اور نیز روایت یعنی اسناد کی صحت سے پس شریعت
تو وہ امور ہین کہ جنکو نبی صلعم لائے اور اون کے اصول یہی ادلہ اربعہ ہین اور بس پس اصول دیانت یہی اصول شریعت
ہی ہین نہ کہ اون کی قسم اور اصول شریعت سے مسائل ارادہ کرنا علما مین غیر متعارف ہے اور صحیح بھی معلوم نہین ہوتا
اسلئے کہ شریعت ایک علم نہین ہے کہ اور علوم سے اپنے موضوع و غایت کے اعتبار سے علیحدہ ہووے یہانتک کہ کہا جائے کہ
اصول شریعت عبارت ہے مسائل شریعت اور اوس کے قواعد سے پس اصول دیانت کو اصول شریعت کی قسم بنانا محض
بیوجہ ہے (قول مصنف کا) وھی نوعان اصول التفسیر و اصول فقہ الفروع وھی نوعان احدھما اصول الدلائل
وثانیھما اصول المسائل کما فی کتاب اصول المسائل عن اھل البیت العظام و کتاب اصول الرضا انتہی مین کہتا
ہون اور توفیق خدا کیطرف سے (اہل عقل پر پوشیدہ نہین ہے کہ جو کچھ مصنف کو لفظ اصول کی اضافت دلائل و مسائل کیطرف کرنیمین غول
علما کے امر متعارف سے ذہول ہوا ہے اور جو کچھ خرابی اصول روایت کی تقسیم اصول فقہ و اصول تفسیر کے طرف کرنیمین واقع ہے
اسلئے کہ درایت نام ہے علم اور تفقہ کا اور اوس کے اصول وہی ہین کہ جن سے وہ حاصل ہوتی ہین یعنی ادلہ اربعہ
و مبادی لغویہ و شرائط اجتہادیہ کہ جس مین اصول روایت بھی داخل ہین پس اصول درایت کا حصر اصول تفسیر و
اصول فقہ مین کرنا بالکل غیر صحیح ہے اسکے علاوہ لفظ اصول کی اضافت تفسیر کے طرف مفید استغراق ہے اور استغراق
جب ہی پورا ہوگا کہ اصول تفسیر کا جزو اعظم کہ وہ علم روایت ہے اصول تفسیر مین داخل رہے اسواسطے کہ
تفسیر رائے سے کرنا تو حرام ہے پس اسپر وارد ہوتا ہے اصول روایت کو پہلے اصول درایت کا قسیم
بنانا اور بعد مین اوسکی قسم بنانا اور یہ امر باطل ہے (قول مصنف کا) ولا اعلم الی الان فیھا کتابا قبلہ ولا بعدہ
مثلہ علی نظم نھجہ فانہ فی اربع مجلدات مع الاختصار الکثیر علمہ انتہی مین کہتا ہون اور توفیق خدا کے طرف سے
ہے مصنف نے کتاب اصول الرضا کی توصیف مین غلو کیا ہے اور اس کی تعریف مین
مبالغہ کیا ہے اور پھر بھی اوس کا حال نہ کھلا اور یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ کتاب کس مذہب کی ہے

ومن الفقه ورتبه ومن دونه ومذهبه وانما صنع ما صنع في هذا القول لاظهار علمه وسعة عثوره وفضله وتفوقه بعبوره على من كان قبله او في عصره من العلماء الراسخين كابن نجيم والسيوطي وغيرهما من المتقدمين ثم بعد من المجددين ولا يعتد به في القاصرين وسيعلم مما نأتي به في هذا الكتاب انه من المدعين في هذا الباب والى الله المشتكى من هتك الفاضح وبتك القادح قوله واما اصول الطريقة فتعرف بعلم التصوف والزهد والرقاق كما في الكتاب فقه الاحسان عن اهل بيت الحكمة والعرفان واول من صنف فيه عبد الله بن المبارك ووكيع ومن اوسطهم احمد بن حنبل والحارث المحاسبي ومن لخرهم صاحب التعرف والقوت والسلمي وابو نعيم والبيهقي والقشيري والكرخي ومن بعدهم هذا ما بدا لي في وقتي هذا اقول ومن الله التوفيق جعل اصول الطريقة قسيم الاصول الشريعة وحكم بانها تعرف بعلم التصوف والزهد والرقاق ومشابهة كتب وجعل مؤلفيها على ثلاث طبقات وهذا كله فاسد اما الاول فلان اصول الطريقة هي اصول الشريعة لا غير لان ماورد الشريعة فهي زندقة فالمغائرة بينهما ليست من حيث الاصول بل من حيث ان الشريعة عبارة عما جاء به النبي صلعم وروى الينا بالاسناد الصحيح والطريقة عبارة عما القاه الله تعالى على قلوب الاصفياء من الحقايق والمعارف لصفاء اذهانهم وزكاء نفوسهم بالاعراض عما سوى الله فالطريقة نتيجة الشريعة من حيث العلم والعمل بها لا قسيمها او قسيمها ويتضح ذلك مما افاد امام الطريقة وشيخ المعرفة ابن عربي في فتوحاته المكية وهو هذا فان قلت فلخص لي هذه الطريقة التي تدعى انها الطريقة الشريفة الموصلة سالكها الى الله تعالى وما تنطوي عليه من الحقايق والمقامات باقرب عبارة واوجز لفظ وابلغه حتى اعمل عليه فاعلم ان الطريقة الى الله تعالى الذي سلكت عليه الخاصة من المؤمنين

اور اس کا مولف کون ہے اور اس قول مین بہی مصنف نے اپنی علمیت وزیادت تحقیق وفضل وتفوق
کا اظہار کیا ہے بہ نسبت علماے سابقین ومعاصرین کے مثل ابن نجیم وسیوطی وغیرہ ہما کے علماے
متقدمین مین سے تاکہ مجددین مین مصنف کا بہی شمار ہوجاوے اور ناقصون مین سے نہ سمجہا جاوے
اور اس کتاب کے مضامین سے معلوم ہوجائیگا کہ اس باب مین مصنف کا صرف دعوی ہی دعوی ہے اور ہمارا شکوہ
خدا ہی کے سامنے ہے فضیحت کرنیوالے کی پردہ دری اور معترض کی قطع وبرید سے (مصنف کا قول) واما اصول
الطریقۃ فتعرف بعلم التصوف والزہد والرقاق کما فی کتب فقہ الاحناف عن اہل البیت للحکمۃ والعرفان
واول من صنف فیہ عبد اللہ بن المبارک ووکیع ومن اوسطہم احمد بن حنبل والحارث المحاسبی
ومن آخرہم صاحب التعرف والقوت والسلمی وابو نعیم والبیہقی والقشیری والہروی ومن بعدہم
ہذا ما بدا لی فی وقتی ہذا الفتح مین کہتا ہون اور توفیق خدا ہی کے طرف سے ہے (مصنف نے اصول
طریقت کو اصول شریعت کا قسیم بنا کر یہ حکم لگایا کہ اصول طریقت کی معرفت علم تصوف وزہد ورقاق سے حاصل
ہوتی ہی اور چند کتابین علم تصوف کی مثالین بتا کر اون کے مصنفون کے تین طبقے بتائے اور یہ تمام بیان فاسد ہے
امر اول کا فساد اسوجہ سے ہے کہ اصول طریقت بہی اصول شریعت ہین نہ اونکا غیر[1] اسوجہ سے کہ جن امور کو شریعت نے
رد کیا ہے وہ امور بیدینی سے ہین پس ان دونون مین فرق اصول کے لحاظ سے نہین ہی بلکہ اسوجہ سے ہی کہ شریعت
وہ احکام ہین جو باسناد صحیحہ نبی صلعم سے ہمارے طرف پہونچے ہین اور طریقت عبارت ہے اون امور سے کہ پاکیزہ
لوگون کے دلونپر حق تعالی کے طرف سے اونکا القا ہوا ہے یعنی حقایق ومعارف اون کے اذہان کی صفائی اور
اونکے نفسون کی پاکی کی وجہ سے غیر اللہ سے کنارہ کشی کے سبب پس طریقت نتیجہ ہے شریعت کا شریعت کے علم وعمل کے
لحاظ سے نہ کہ شریعت کی قسم یا قسیم اور اس امر کی وضاحت اوس بیان سے بخوبی ہوجاتی ہے کہ جس کا افادہ فرمایا ہے
امام طریقت وشیخ معرفت نے فتوحات مکیہ مین اور وہ یہ ہے (پس اگر تو کہے کہ میرے لئے اوس طریقہ کا خلاصہ کر دو کہ جس کو
طریقت شریفہ کہا جاتا ہے اور یہ وہ کہ جو سالک کو خدا تک پہونچاتا ہے اور جو کچہ اوسمین حقایق ومقامات پیچیدہ ہین
واضح عبارت ومختصر الفاظ وبلیغ تر کلام مین تاکہ مین اوسپر عمل کرون پس معلوم کر تو کہ حق تعالی کا ارشاد ہے کہ جسپر مومنین

[1] جیسا کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب اتمام الدرایہ مین اصول طریقت کو اصول الدین مین داخل کیا ہے کیونکہ اصول الدین اوسی امر سے

الطالبين نجاتهم دون العامة الذين شغلوا انفسهم بغير ما خلقت له على اربع
شعب بواعث ودواع واخلاق وحقايق الى اخر الفصل من شاء التحقيق فليرجع
اليه واما الثاني فلان حكمه بانها تعرف بعلم التصوف والزهد والرقاق غير تام
لانها كما تعرف منها تعرف من سائر العلوم الشرعية فتخصيص معرفتها بها مما
لا يصغى اليه واما الثالث فلان جعله ارباب الكتب المذكورة على الطبقات المذكورة
خلاف التحقيق كما يظهر من جواهر الحقايق حيث قال مولفه - اول كسى كه اين را علامات
نهاد حارث محاسبى است كنيتش ابو عبد الله است از علماى مشائخست وتقدم
ايشان انتهى فعلم منه ان طبقاته الثلاث غير ناشئة عن علم هذا اما بدا لنا
في الحال بتوفيق العزيز المتعال ومنه البداية واليه المآل قال الله المتعال فلولا
نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين فرض الايمان الاكمل قال الله تعالى
قل آمنا بالله وما انزل علينا وما انزل على ابراهيم واسمٰعيل واسحٰق ويعقوب
والاسباط وما اوتي موسى وعيسى والنبيون من ربهم لا نفرق بين احد منهم
ونحن له مسلمون وقال تعالى يا ايها الذين آمنوا آمنوا بالله ورسله والكتب
الذي نزل على رسوله والكتب الذي انزل من قبل ومن يكفر بالله وملائكته
وكتبه ورسله واليوم الآخر فقد ضل ضلالا بعيدا وقال انما المومنون
الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم واذا تليت عليهم آيته زادتهم ايمانا وعلى
ربهم يتوكلون الذين يقيمون الصلوٰة ومما رزقنهم ينفقون اولئك هم المومنون
حقا الآية قال حافظ الاولياء صاحب الكرامات العلى محمد بن اسلم الطوسي صاحب
المسند المجود حدثنا علي بن موسى الرضا عن ابيه ثنا ابي جعفر عن ابيه محمد بن
بن علي عن ابيه علي بن الحسين عن ابيه الحسين عن ابيه علي رضي الله عنهم قال

طالبین نجات مین سے خاص لوگ چار ہین نہ کہ عوام الناس کہ جنہون نے اپنی نفسون کو مشغول کر دیا ہی اون کامون مین کہ جن کے
لئے وہ پیدا نہین کئے گئے چار قسم پر ہے شعب و بولعث و ودلعی و اخلاق آخر فصل تک جسکو تحقیق مدنظر ہو فتوحات کو دیکھے
اور امر دوم کا فساد اسوجہ سے ہی کہ مصنف نے جو حکم لگایا ہے کہ اصول طریقت کی معرفت علم تصوف و زہد و رقاق سے حاصل
ہوتی ہے ناتمام ہے اسلئے کہ جس طرح ان سے ہوتی ہے اور علوم شرعیہ سے بھی ہوتی ہے پس معرفت مذکورہ کو انہین کے ساتھ
خاص کر دینا قابل التفات نہین ہے اور تیسرے امر کا فساد اسوجہ سے ہے کہ مصنف کا مصنفین کتب تصوف کو طبقات
مذکورہ پر قرار دینا خلاف تحقیق ہی جیسا کہ جواہر الحقایق سے ظاہر ہوتا ہی جس مقام مین کہ اوسکے مصنف نے کہا ہی دیکھے جس نے علم
تصوف کی بنیاد قایم کی حارث محاسبی ہی کنیت اوسکی ابو عبد اللہ ہے علماے مشایخ سے ہی اور اونکی اولین سے ہین انتہی پس معلوم ہوا کہ
مصنف کے طبقات ثلاثہ مذکورہ علم سے ناشی نہین ہین یہ وہ تحقیق ہے جو ہمپر اسوقت منکشف ہوئی عزیز متعال کی
توفیق سے اور اوسی سے آغاز ہی اور اوسی کیطرف انجام ہی کہا مصنف نے فرمایا حق تعالی نے پس کیون نہین سفر کرتے ہر گروہ مین سے
ایک جماعت دین مین سمجھ پیدا کرنیکے واسطے) فرض ایمان اکمل کا فرمایا حق تعالی نے کہو کہ ایمان لائے ہم خدا پر اور جو کتاب ہمپر اوتری
اور جو کتابین کہ ابراہیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب و اسباط پر اتری ہین اور جو کتابین کہ موسی و عیسی کو اور دوسرے انبیا کو دیگئی
ہین ہم نبیون مین کسیکو جدا نہین سمجھتے ہین اور ہم خدا ہی کے مطیع فرمان ہین اور فرمایا حق تعالی نے اے ایمان والو تم ایمان لاو خدا پر
اور اوسکے رسول پر اور اس کتاب پر جسکو خدا نے اپنے رسول پر نازل فرمایا ہے اور جو پہلے نازل کی گئی اور جو شخص کفر کریگا خدا سے
اور اوسکے فرشتون سے اور کتابون اور رسولون اور آخری دن سے تو وہ بیشک بہک گیا دور کا بہکنا) اور فرمایا ایمان دار
وہ لوگ ہین کہ جب خدا کا ذکر کیا جائے تو اون کے دل ڈر جاتے ہین اور جب کلام الہی کی آیتین اونکے سامنے تلاوت کیجاتی ہین
تو اون کے ایمان کو زیادہ کرتی ہین اور وے اپنے پروردگار ہی پر بہروسہ رکھتے ہین جو کہ نماز قایم رکھتے ہین اور
ہمارے دئے ہوئے مین سے خرچ کرتے ہین یہی لوگ واقعی ایمان دار ہین آیت کے آخر تک فرمایا اولیاے اصحاب
کرامات کے بڑے حافظ محمد بن اسلم طوسی مسند مجوفی کے مصنف نے کہ ہم سے حدیث بیان کی علی بن موسے رضا نے
اپنے باپ کی روایت سے کہ ہم سے حدیث بیان کی میرے باپ جعفر نے اپنے والد محمد بن علی کی روایت سے انہون سنا اپنے
والد علی بن حسین کی روایت سے انہون نے سنا اپنے والد الحسین سے انہون سنے اپنے والد علی رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا انہون نے کہ فرمایا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الايمان اقرار باللسان ومعرفة بالقلب
وعمل بالجوارح ورواه البيهقي في شعب الايمان ثنا ابو محمد عبيد بن محمد
بن مهدي القشيري انا ابو محمد عبد الله بن محمد بن موسى بن كعب ثنا ابو محمد
الفضل بن محمد بن المسيب ثنا ابو الصلت الهروي عبد السلام ومحمد بن
اسلم الطوسي قالا ثنا علي بن موسى الرضى عن ابيه فذكره به وسنده مسلسل
بالائمة السبعة اولي الرفعة الكمل وقوله عليه الصلوة والسلام اقرار
باللسان اي بتوحيد الله وتصديق رسوله وما جاء به. وقال الحافظ البلاذري
ابو محمد احمد بن محمد بن ابراهيم بن هاشم صاحب الطبيخ على وضع صحيح مسلم
ثنا الحسن بن علي بن محمد بن علي بن موسى ابو السيد المحجوب ثني ابي علي بن
محمد ثني ابي محمد بن علي ثني ابي علي بن موسى الرضى قال ثني ابي موسى بن
جعفر قال ثني ابي جعفر عن ابيه محمد بن علي عن ابيه علي بن الحسين عن ابيه الحسين عن ابيه
علي رضي الله عنهم قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الايمان
معرفة بالقلب وقول باللسان وعمل بالاركان - وقال الحافظ ابو بكر احمد
بن عبد الرحمن الفارسي الشيرازي في القاب ثنا ابو بكر محمد بن احمد بن
عقيل الوراق ثنا ابو محمد احمد بن محمد بن ابراهيم بن هاشم البلاذري الحافظ
فذكره عنه به وسنده مسلسل بالائمة العشرة الكمل فذلك السند العالي
هو السلسلة الذهبية او عقد اللآلي بل بحر الجواهر المهذبة لا بل هذا
تقصير لفضله الكبير وسيروي نبذة من فضيلة كل من هؤلاء الائمة
انشاء الله تعالى ولم يتشرف احد ممن صنف واشتهر ما صنف من
ذوي الرواية بالاجتماع بالامام علي الرضى وحفيد ابنه الامام الحسن العسكري

نسبه بالفتح الى بلدة بالرى

فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ ایمان اقرار کرنا ہے زبان سے اور معرفت ہے دل سے اور
عمل کرنا ہے جوارح سے) اور روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان مین اس طرح سے کہ
بیان کیا ہم سے ابو محمد عبید بن محمد بن محمد بن مہدی قشیری نے کہ ہم کو خبر دی ابو محمد عبد اللہ
بن موسیٰ بن کعب نے کہ ہم سے بیان کیا ابو محمد فضل بن محمد بن مسیب نے کہ ہم سے بیان کیا
ابو الصلت الہروی عبد السلام و محمد بن اسلم نے دونون نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی
بن موسیٰ رضا نے اپنے باپ کی روایت سے پس ذکر کیا حدیث مذکور کو بسند مذکور اور
اس حدیث کی سند سات اماموں رفیع الشان کاملین سے مسلسل ہے اور قول حضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقرار باللسان اسے اقرار کرنا اللہ کی توحید کا اور سچا ماننا اوسکے
رسول کو اور اوس کی شریعت کو اور کہا حافظ بلاذری ابو محمد احمد بن محمد بن ابراہیم بن ہاشم
نے کہ جو مصنف ہے ایک صحیح کا صحیح مسلم کی وضع پر کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی بن محمد
بن علی بن موسیٰ سید محجوب کے باپ نے کہ مجھ سے کہا میرے باپ علی بن محمد نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ محمد بن
علی نے کہ مجھ سے کہا میرے باپ علی بن موسیٰ (رضا) نے کہ مجھ سے کہا میرے باپ موسیٰ بن جعفر نے کہا مجھ سے بیان کیا میرے باپ جعفر نے
اپنے باپ محمد بن علی کی روایت سے انہون نے اپنے باپ علی بن حسین سے انہون نے باپ حسین سے انہون نے اپنے باپ علی سے کہ فرمایا حبیب اور اللہ
نے کہ [illegible] کہ ایمان دل کی بیچاننا اور زبان سے کہنا اور جوارح سے عمل کرنا ہے اور کہا حافظ ابو بکر احمد بن عبد الرحمن
فارسی شیرازی نے القاب مین کہ ہم سے بیان کیا ابو بکر محمد بن احمد بن عقیل وراق نے کہ بیان کیا ہم سے ابو محمد حسن بن محمد بن ابراہیم
بن ہاشم بلاذری حافظ نے پس ذکر کیا حدیث مذکور کو بلاذری نے بسند مذکور اور بلاذری کی
سند مسلسل ہے دس اماموں کاملین سے پس یہ سند عالی سونے کی مالا ہے یا موتیون کا ہار ہی
بلکہ جواہر کی آراستہ تسبیح ہے نہین بلکہ یہ اوس کے فضل کبیر کو گھٹانا ہے اور عنقریب کچھ فضایل
ان اماموں کے مین سے ہر ایک کی روایت کئے جائین گے اگر خدا کو منظور ہے اور کسیکو اون اہل
تصنیف مین سے کہ جنکی تصانیف مشہور ہین محدثین مین امام علی رضا اور اونکے پوتے امام حسن عسکری کے سا تھ

الاسماع منهما الا اعرابات ولله المنة انتهى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه لما فرغ من بيان
تسمية كتبه هذا بالفقه الاكبر وبيان موضوعه من عقائد اهل البيت شرع باول
العقائد الذى هو الايمان واستدل عليه بعدة ايت واحاديث بذكر اسانيدها
التى افتخر بها كل الافتخار ولما كان فى زعمه ان الايمان مركب من القول والمعرفة
والعمل سرد ثلاث ايت تدل لكل منها على كل منها فالاية الاولى اعنى قل امنا
بالله الخ تدل على جزئية القول والثانية اعنى يا ايها الذين امنوا امنوا بالله الخ
تدل على جزئية المعرفة والثالثة اعنى انما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت
قلوبهم الخ تدل على جزئيه لان التوكل واقامة الصلوة والانفاق من الرزق
من الاعمال ثم قصد التصريح بهذه الامور الثلاثة بحديث محمد بن اسلم الطوسى
اعنى الايمان اقرار باللسان ومعرفة بالقلب وعمل بالجوارح فذكره وايده بذكر
طرقه وتوابعه وتوصيف رواته فنقول فى جوابه ان هذا المدعى ليس له فهم
بايعى ولا هو اين للحديث ولا ادعى وان ادعى انه منهم اللوذعى او الالمعى لان الاية الاولى
انما تدل على وجوب القول بالايمان لا على جزئية له وانما هى منها بمراحل والثانية
لا ذكر فيها للمعرفة حتى تدل على جزئيتها للايمان وسياتى بيانه مفصلا والثالثة
لا دخل لها فى جزئية الاعمال للايمان وانما هى تدل على ان الاعمال المذكورة فيها
من امارات الايمان فبطل كلما ادعاه فى زعمه على رغم انفه وما ثبت من القران
فى باب الايمان عند اهل السنة انه هو تصديق بالقلب لا غير كما يفهم من اية
اولئك كتب فى قلوبهم الايمان ومن كريمة وقلبه مطمئن بالايمان ومن قول
ولما يدخل الايمان فى قلوبكم وغير ذلك والاحاديث ايضا تدل عليه كما قال
عليه السلام اللهم ثبت قلبى على دينك وقال عليه السلام لاسامة حين قتل

جمع ہونے اور ان دونون سے حدیث سننے کا شرف حاصل نہین ہوا ہے بجز اہل سنت کو اور غیر ہی کا احسان ہے
انتہی مین کہتا ہون حق تعالی کی توفیق و مدد سے کہ ہرگاہ مصنف کو اس کتاب کا نام بتانے اور اوسکی موضوع کے
کے بیان سے کہ وہ اہلبیت کے عقائد ہین فراغت ہوئی تو مسئلہ ایمان کو کہ سب عقاید مین اول ہے بیان کرنا شروع
کیا اور چند آیتین اور چند حدیثین ایسی کہ اونکی سندون کو ذکر کرکے اختصار کیا ہے پورا اختصار کرنا دلیل مین
لایا اور جبکہ مصنف کے زعم مین ایمان مرکب تہا قول و معرفت و عمل سے تو تین آیتین بیان کی کہ اونمین سے
ہر ایک دلیل ہے ہر ایک جزو ایمان کی پس پہلی آیت یعنی قل امنا باللہ آخر تک دلیل ہے قول کے
جزو ایمان ہونے کی اور دوسری آیت یعنی یا ایہا الذین امنوا امنوا باللہ آخر تک دلیل ہے معرفت کے جزو
ایمان ہونے کی اور تیسری آیت یعنی انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم آخر تک دلیل ہے عمل کے
جزو ایمان ہونیکی اس لئے کہ توکل کرنا اور نماز کو قایم رکہنا اور روزی مین سے خرچ کرنا اعمال کے قبیل سے
ہے پہر چاہا کہ ان تینون امور کے جزو ایمان ہونیکی تصریح بہی بیان کردیوے محمد ابن اسلم الطوسی کی
حدیث یعنی (الایمان اقرار باللسان و معرفة بالقلب و عمل بالجوارح) سے پس حدیث مذکور کو ذکر کیا اور اوسکے طرق و توابع
بیان سے اوسکی تائید کی اور اوسکے راویون کے صفت کے بیان سے پس اوسکا جواب ہم کہتے ہین کہ اس مدعی کو نہ تو اپنی مرویات کا فہم ہے اور نہ
محدثین کا پتا ہے نہ اوسکا لی پالک گو اسکو دعوی ہے کہ مین جماعت محدثین مین نکی اور تیز رائے ہون اس لئے کہ پہلی آیت سے ایمان کو
زبان سے کہنے کا وجوب سمجہا جاتا ہے نہ کہ زبان سے کہنا ایمان کا جزو ہے جزئیت قول تو مضمون آیت سے منزلون دور ہے اور دوسری
آیت مین معرفت کا ذکر بہی نہین ہے چہ جائیکہ معرفت کے جزو ایمان ہونے پر دلالت کرنا تو کجا اور اسکا بیان مفصل طور پر قریب مین آئیگا اور تیسری آیت
کو اعمال کے جزو ایمان ہونے مین اصلا مدخلیت نہین ہے اوس سے تو استقدر سمجہا جاتا ہے کہ جو اعمال اس آیت مین مذکور ہین ایمان کی نشانیان اور علامتین ہین پس جو
کچہ مصنف نے اپنے خیال مین منصوبہ قایم کیا تہا اوسکے خلاف تمنا باطل ہوگیا اور اہل سنت کے نزدیک تو قرآن سے ایمان کے باب مین اسقدر ظاہر ہے کہ ایمان صرف
تصدیق قلبی کا نام ہے اور بس جیسا کہ آیت (ان لوگون کے دلون مین خدا نے ایمان کو لکہدیا ہے) اور کریمہ (اور اوسکا دل ٹہیرا ہوا ہے ایمان پر) اور حق تعالی کے
قول (اور ہنوز تمہارے دلون مین ایمان داخل نہین ہوا) اور دوسری آیتون سے سمجہا جاتا ہے اور حدیثین بہی اسی پر دلالت کرتی ہین چنانچہ حضرت علیہ السلام
نے فرمایا ہے ای خدا ثابت کر میرے دل کو اپنے دین پر اور اسامہ سے ارشاد فرمایا جبکہ انہون نے ایک کلمہ گو قتل کرڈالا

من قال لا اله الا الله فلا شققت قلبه وغير ذلك منها ومن ثم ذهب جمهور
المحققين الى ما قلنا خلافا لما ادعى به هذا المدعى كما نص عليه العلامة التفتازاني
في شرح للعقائد النسفي حيث قال وذهب جمهور المحققين الى انه هو التصديق
بالقلب وانما الاقرار شرط لاجراء الاحكام في الدنيا لما ان تصديق القلب امر
باطن لا بد له من علامة فمن صدق بقلبه ولم يقر بلسانه فهو مومن عند الله
وان لم يكن مومنا في احكام الدنيا انتهى هذا في ما استدل به من الايات واما
الاحاديث فنقول في جوابها بعونه تعالى ان قوله قال حافظ الاولياء اصحب
الكرامات الشيخ محمد بن اسلم الطوسي صاحب المسند المجود حدثنا على بن موسى
الرضى عن ابيه الخ يوهم الى ان محمد بن اسلم مخرج هذا الحديث وانه لم يوجد في
مسنده وكلاهما باطلان اما الاول فلانه مخرج الحديث الا في هذا السند
المعتبر وتخريجه هذا الحديث غير ثابت عند المحدثين واما الثاني فلانه اخرج
الحديث الذى رواه بهذا السند في تاريخه النيسابوري لا في المجود والدليل
على ما قلنا انه قال العلامة بن حجر في الصواعق المحرقة ذيل ترجمة الامام
على الرضا في صفحه (١٨٠) ولما دخل نيسابور كما في تاريخها وشق سوقها وعليه
مظلة لا يرى من ورائها فعرض له الحافظان ابو زرعة الرازي ومحمد بن اسلم
الطوسي ومعهما من طلبة العلم والحديث ما لا يحصى فتضرعا اليه ان يريهم وجهه
ويروى لهم حديثا عن ابائه فاستوقف البغلة وامر غلمانه بكشف المظلة
واقر عيون تلك الخلائق برؤية طلعته المباركة فكانت له ذوابتان مدليتان
على عاتقه والناس بين صارخ وباك ومتمرغ في التراب ومقبل لحافر بغلته
فصاحت علماء معاشر الناس انصتوا واسمعوا منه الحافظان المذكوران فقال

(تونے اوس کے دل کو کیون نہ چیر ڈالا) اور دوسری حدیثین ہین ان کے سوا اسی سبب سے جمہور محققین نے
ہمارے قول کو مذہب قرار دیا ہے برخلاف مدعائے مصنف کے چنانچہ علامہ تفتازانی نے عقاید نسفی کی شرح
شرح مین اسکی تصریح کردی ہے جسمقام مین کہ کہا ہے (اور جمہور محققین کا مذہب یہ ہے کہ ایمان تصدیق بالقلب ہے
اور اقرار احکام دنیاوی کے جاری کرنیکو شرط ایمان ہی اس لئے کہ تصدیق قلبی ایک باطنی امر ہے کہ جس کیلئے
کوئی علامت چاہیئے پس جسنے دل سی مان لیا اور زبان سے اقرار نہین کیا تو وہ خدا کے نزدیک مومن ہے
اگرچہ احکام دنیا مین مومن نہو انتہی) یہ تو جواب ہوا اون آیات کا کہ جن سے مصنف دلیل لایا ہی اور لیکن حدیثین انکی
جواب مین کہتے ہین خدا کی مدد سے کہ مصنف کا قول (قال حافظ الاولیاء اصحاب الکرامات العلی) ما آخر اسکا
وہم دلاتا ہی کہ محمد بن اسلم حدیث مذکور کا راوی ہی اور اس حدیث کو اپنی سند مین اوسی روایت کیا ہی اور یہ دونو باتین باطل ہین
اول کا بطلان اسوجہ سے ہی کہ محمد بن اسلم نے اس سند معتبر سے حدیث آلی کو روایت کیا ہے اور اس حدیث کی روایت
محمد بن اسلم سے محدثین کے نزدیک ثابت نہین ہی اور دوسرے کا بطلان اسوجہ سی کہ محمد بن اسلم نے جس حدیث کو اس سند
سے روایت کیا ہی تو اوسکی روایت تاریخ نیشاپوری مین کی ہی نہ کہ مسند محمد بن اور ہمارے اس قول کی دلیل یہ ہی کہ علامہ
بن حجر نے صواعق محرقہ مین امام علی رضا کے ترجمہ کے نیچے صفحہ (۱۰۰) مین لکھا ہی (اور جبکہ نیشاپور مین داخل ہوئے جیسا کہ تاریخ
نیشاپور مین مذکور ہی اور اون کے بازار مین گئے اور آپکے اوپر ایک پردہ تھا کہ جسکی سبب سے آپ نظر نہ آتے تھے آپکے سامنے
دو حافظ آئے ابو زرعہ رازی و محمد بن اسلم طوسی اور ان دونون کے ہمراہ علم حدیث کے طالب بیشمار تھے پس ان دونون
نے نہایت الحاح کی کہ اپنا چہرہ انور حاضرین کو دکھائین اور نبی آبا کیطرف سے ایک حدیث ان سے روایت فرمائین پس اپنے خچر کو
ٹھہرایا اور خدام کو پردہ اٹھانیکا حکم دیا اور اس مخلوق کی آنکھونکو صورت مبارک کے دیدار سی ٹھنڈا کیا پس آپکے دو گیسو
کندہے پر لٹکے ہوئے اور لوگون کی یہ حالت ہوگئی کہ کوئی چیخ مار رہا تھا اور کوئی روتا تھا اور کوئی مٹی مین
لوٹتا تھا اور کوئی آپکے خچر کے سم کو چومتا تھا پس علما نے شور کیا کہ اے حاضرین خاموش ہو
پس سب خاموش ہوگئے اور دونون حافظ مذکورین نے آپ سے حدیث کا لکھنا چاہا پس فرمایا

حدثني ابي موسى الكاظم عن ابيه جعفر الصادق عن ابيه محمد الباقر عن ابيه
زين العابدين عن ابيه الحسين عن ابيه علي بن ابيطالب رضي الله عنهم قال حدثني
حبيبي وقرة عيني رسول الله صلى الله عليه وسلم قال حدثني جبرئيل قال سمعت رب
العزة يقول لا اله الا الله حصني فمن قالها دخل حصني ومن دخل حصني امن من
عذابي ثم ارخى الستر وسار فعدّ اهل المحابر والدوى الذين كانوا يكتبون فانافوا
على عشرين الفا وفي رواية ان الحديث المروي الايمان معرفة بالقلب واقرار باللسان
وعمل بالاركان ولعلهما واقعتان قال احمد لو قرأت هذا الاسناد على مجنون لبرئ
من جنته انتهى فهذا النقل المطابق للعقل اول دليل على ان المروي عن الامام
علي الرضا بالسند المعتبر البالغ حد التواتر بالمعنى الموصوف بالشفاء للمجنون عند
اجلة المحدثين هو الحديث الالهي الذي رواه الحافظان ابو زرعة ومحمد بن اسلم
الطوسي واما هذا الحديث الذي استدل به المصنف فهو غير ثابت بالنقل
الصحيح فضلا عن سنده عن ضعف ولهذا قال العلامة ابن حجر في بابه وفي
ر دفع ايضا قال ولعلهما واقعتان يعني انه غير ثابت وعلى التسليم فيقال
لعلهما واقعتان وايضا قد زاد الدارقطني بعد ذكر هذا الحديث من الهروي
انه متهم بوضعه لم يحدث به الا من سرقه منه فهو الابتداء في هذا الحديث
وقال ابن الجوزي فيه ايضا انه موضوع ووافقه في هذا القول السخاوي في
المقاصد الحسنة ولهذا ترك هذا الحديث واقتصر على رواية ابن ماجة
فبعد تصريح هؤلاء الجهابذة بكذب هروي ووضعه هذا الحديث كيف
يسوغ لاحد ان يروي بهذه المكابرة لا يرتكب مثلها الا المجترئ ولعدم مقبوليته
تشبع المصنف صنيع المخادع حيث جعل محمد بن اسلم مخرجا له والي الصلت

بیان کیا مجھ سے میرے باپ موسی کاظم نے اپنے باپ جعفر صادق کی روایت سے انہون نے اپنے باپ
محمد باقر کی روایت سے انہونے باپ زین العابدین کی روایت سے انہون نے اپنے باپ حسین کی روایت سے
انہون نے اپنے باپ علی ابن ابی طالب کی روایت سے راضی ہے حق تعالی اون سے انہون نے کہا حضرت علی نے کہ مجھ سے
میرے حبیب اور میرے آنکھون کی خنکی رسول خدا صلعم نے کہ مجھ سے بیان کیا جبرئیل نے کہ سنا مین نے رب العزت سے
کہ فرماتا ہے لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے پس جس نے یہ کلمہ کہا وہ داخل ہوا میرے قلعہ مین اور جو داخل ہوا میرے قلعہ مین امن
پایا میرے عذاب سے پھر پردہ چھوڑ کر روانہ ہو گئے پس شمار کی دوات والے جو وہان پر لکھ رہے تھے جب اون کا شمار کیا گیا تو
کچھ اوپر بیس ہزار تھے اور ایک روایت مین ہے کہ حدیث مذکور الایمان معرفۃ بالقلب و اقرار باللسان و عمل بالارکان
ہے اور شاید کہ یہ دو واقعہ ہون گے احمد نے کہا ہے کہ اگر یہ اسناد مجنون پر پڑھی جائے تو اپنے جنون سے
اچھا ہو جاوے انتہی یہ نقل عقل کے بھی مطابق ہے بہت بڑی دلیل ہے اس پر کہ حدیث مروی امام علی رضا
بسند معتبر کہ جو تواتر معنوی کو حد تک پہنچائی ہے اور احد محدثین کے نزدیک شفائی مجنون کی فضیلت سے موصوف ہے
وہی حدیث الہی ہے کہ جس کے راوی دو حافظ حدیث ہین ابو زرعہ رازی و محمد بن اسلم طوسی ولیکن یہ حدیث
کہ جسکو مصنف نے دلیل گردانا ہے اسکا ثبوت نقل صحیح سے نہین [illegible] اور اسکی سند ضعف سے خالی نہین ہے اسی وجہ سے
علامہ ابن حجر نے اس کے باب مین وفی روایۃ کہا اور نہ کہا [illegible] واقعات یعنی اول تو یہ حدیث غیر ثابت ہے
اور بر تقدیر تسلیم ثبوت کیا جائیگا کہ شاید یہ دو واقعہ ہون گے اور نیز دارقطنی نے ہروی کی اس حدیث کو ذکر
کرنیکے بعد کہا ہے کہ ہروی پر اس حدیث کے وضع کرنیکی تہمت قایم ہے کسی نے اسکو روایت نہین کیا ہے مگر ہروی
سے چرا کر لیا اول ہی اوسکی وضع مین اور ابن جوزی نے بھی اسکو موضوع کہا ہے اور نووی نے [illegible] مقاصد حسنہ
مین ابن جوزی کے اس قول کی موافقت کی ہے اسی وجہ سے اس حدیث کو چھوڑ دیا ابن ماجہ کی [illegible] اکابر
محدثین کے تصریح کرنیکی بعد کذب ہروی اور اس حدیث کے موضوع ہونے پر کیونکر اس حدیث سے دلیل لانا جایز ہو
یہ تو مکابرہ ہے کہ جسکا ارتکاب دین مین جرأت والا کرتا ہے اور حدیث ہروی کے غیر مقبول ہونے کی
وجہ سے مصنف نے دھوکا دینے والے کا کام کیا ہے کہ محمد بن اسلم کو اوسکا راوی قرار دیا [illegible] اصلا

المجروح شاهد الحديث قال بعد تخريجه عن محمد بن اسلم ورواه البيهقي في شعب
الايمان ثنا ابو محمد الى ان قال ثنا ابو الصلت الهروي عبد السلام ومحمد بن اسلم
قالا حدثنا علي بن موسى الرضا عن ابيه فذكره وسنده مسلسل بالائمة
السبعة ولي الرفعة الكمل انتهى وهذا ايضاً لا يخلو عن شيء لان تخريج محمد بن اسلم
عن الامام علي الرضا انما وقع في نيسابور وكان معه حينئذ الحافظ ابو ذرعة
الرازي لا الهروي فكيف يصح جعله الهروي شاهد الطوسي ان هذا الا
اختلاق وايضاً خادع خديعة اخرى وبيانها انه وضع المردود ههنا موضع
الالمعي المقبول واثبت اوصاف المقبول للمردود ثم وضع الالمعي المقبول موضع المردود
في صفحه (٢٢م) واثبت صفاته اياه ان هذا الا الشقاق ثم استدل عليه بحديث
البلاذري الذي قال فيه ابن الجزري كذا وقع هذا الحديث بهذا السياق
من المسلسلات السعيدية والعهدة فيه على البلاذري انتهى وجادل تزكية
في اثناء البسنا حيث قال انه صاحب الصحيح على وضع الحديث واثبت كونه
مقبول الرواية باخذ الشيرازي هذا الحديث منه في الالقاب ثم اثنى على سنده
بما لا مزيد عليه حيث قال وسنده مسلسل بالائمة العشرة الكمل فذلك
السند العالي هو السلسلة الذهبية او عقد اللآلي بل سبحة الجواهر المهذبة
لا بل هذا اقتصير بفضله الكبير ثم افتخر بتخريج الحديث بهذا السند اعني
البلاذري على الشيعة حيث قال ولم يتشرف احد ممن صنف واشتهر
ما صنف من ذوي الرواية بالاجتماع بالامام علي الرضا وحفيد ابنه
الامام الحسن العسكري والاستماع منهما الا اهل السنة ولله المنة وهذا كله
ليس الا كنسج العنكبوت لا وهن البيوت او كالتي نقضت غزلها ثم جعلها انكاثاً

مجروح کو اونکا شاہد بنایا اس لئے کہ اس حدیث کی روایت محمد بن اسلم سے کر کے کہا کہ اسکو روایت کیا بیہقی نے شعب الایمان مین کہ ہمسے بیان کیا ابو محمد نے یہانتک کہ کہا بیان ہم سے ابو الصلت ہروی علیہ السلام اور محمد بن اسلم نے کہا دونون نے کہ بیان کیا ہم سے علی بن موسیٰ رضا نے اپنے باپ کی روایت سے پس ذکر کیا اوس کو پسند کو اور اوس کی سند مسلسل ہے سات اماموں رفیع الشان کاملین سے انتہی اور یہ امر بھی فساد سے خالی نہین ہے اسلئے کہ محمد بن اسلم کی روایت امام علی رضا سے نیشاپور مین واقع ہوئی ہے اور اوسوقت اون کی ساتھ حافظ ابو زرعہ رازی تھے نہ کہ ہروی پس مصنف کا ہروی کو طوسی کا شاہد بنانا کسطرح سے صحیح ہوسکتا ہے یہ تو محض عناد ہے اور نیز ایک اور فریب کیا ہے بیان اوسکا یہ ہے کہ مصنف نے اسمقام مین حدیث مردود کو حدیث الٰہی مقبول کی جگہ مین رکھا ہے اور مقبول کے اوصاف کمال مردود کیلئے ثابت کئے پھر صفحہ (۴۲) مین حدیث الٰہی مقبول کو مردود کی جگہ مین بیان اور صفات مردود مقبول کیلئے ثابت کئے یہ بھی ایک عداوت کا فعل ہے پھر دعویٰ مذکور پر بلاذری کی حدیث سے دلیل لایا جس کے باب مین ابن جزری نے کہا ہے کہ اسی طرح مذکور ہے یہ حدیث مسلسلات سعیدیہ مین پر اس کی صحت کا ذمہ بلاذری پر ہے انتہی اور بلاذری کا تذکیہ کیا مصنف نے ثنائے سند مین اس طرح پر کہ بلاذری کی نسبت کہا کہ وہ ایک صحیح کا مصنف ہے صحیح مسلم کی بنیاد پر اور اوسکی مقبول الروایت ہونا ثابت کیا اس حدیث کو شیرینی کے نقل کرنیسے بروایت بلاذری القاب مین پھر اوسکی سند کی تعریف بیان کی اسقدر کہ اوسپر زیادتی دشوار ہے چنانچہ کہا اور اوسکی سند دس اماموں کاملین سے مسلسل ہے پس یہ سند عالی ہونیکی علاوہ باتونکا باری بلکہ موتیونکی آراستہ تسبیح ہی نہین بلکہ یہ بیان اوس کے بڑے فضل کو گھٹاتا ہے پھر اسی سند کیساتھ اس حدیث کے راوی یعنی بلاذری کیوجہ سے شیعون پر فخر بیان کیا ہے اس طرح پر کہ کہا محدثین اصحاب تصنیف مین سے کہ جنکی تصانیف مشہور ہین امام علی رضا اور ذکی بروتے امام حسن عسکری کے جمع ہونے اور اون دونون سے حدیث سننے کا شرف کسیکو حاصل نہین ہوبجز اہل سنت کے اور خدا ہی کا احسان ہے اور یہ تمام تقریر مکڑی کے جالے سے کم نہین ہے کہ جو تمام گھرون نا رکتر ہے یا مثل اوس عورت کے ہے جو اپنی کاتی ہوے کو توڑ ڈالتی تہی پہر اوسکو ٹکڑی ٹکڑی کر دیتی تہی

وكا غريق يتشبث بالحشيش ويحفر الجبل لاخراج التبن ولنعم ماقيل ع
ولن يصلح العطار ما افسده الدهر ✽ لان البلاذري وكذا ابو الصلت الهروي
وعلي بن غراب وغيرهم من الذين تشبث المصنف باحاديثهم كلهم من الشيعة الغالية
والمفضلة فجمع رواياتهم المردودة لاثبات مسئلة الايمان التي هي اعظم العقايد واولها
على مذهب اهل السنة. دال على كمال السخافة ونهاية البلاهة ومع ذلك هذه
الاحاديث في انفسها مخالفة للآيات والاحاديث المتواترة اجماع الامة والقياس
كما ذكرناه في المقدمة وسنذكره بعيد ان شاء الله وكون هذا الاسناد مسلسلة بالائمة
العشرة ايضا غير صحيح لان المسلسل من الاحاديث ما يتفق رجال سنده كما هو مصطلح
اهل الحديث وصرح به في فقه اهل البيت لمن تفقه في ابيات مثلا فان اتفق الرواة
في وضع الاداء والحالات وغيرها فهو المسلسل وان كان الرواة من اهل البيت فهو
سلسلة الذهب كحديث علي بن موسى الرضا عن ابيه الى النبي صلى الله عليه وسلم
وفي هذا السند كما هو مصرح باين مات ابوه في المشهد وهو بن خمس او ست كان في بغداد و
لهذا ما اتفق له استماع الحديث ولا اخذ مناهج الامامة المعتبرة عند الشيعة كما قال في
الملل والنحل ومن قال بعلي شك اولا في محمد بن علي اذ مات ابوه وهو صغير غير مستحق للامامة
ولا علم عنده بمناهجها انتهى فانقطاع هذا السند عن ابيه متفق عليه بين الامامية واهل
السنة فبطل كونه مسلسلا بالائمة العشرة وايضا ولم يتشرف احد ممن صنف الحديث
غير البلاذري والهروي ان ادعى فعليه البيان وما دام لم يثبت فالافتخار
به ليس الا من الاضاحيك والاعاجيب وان سلمنا فكونهما من الشيعة يناقض
دعوته ويهدم مبناه وايضا نقل المصنف في هذا الكتب ولا في غيره حديثا برواية
الهروي والبلاذري بحيث العلم من سنده ان احدهما قد تشرف بالاستماع منهما

یا مثل ڈوبتے کے ہے کہ تنکے کا سہارا لیتا ہے یا پہاڑ کو اوکھیڑنا ہے تنکا نکالنے کیواسطے اور کیا خوب کہا گیا ہے کہ تنہا
وس دوا کو درست نہین کر سکتا ہے کہ جسمین زمانہ نے فساد پیدا کر دیا ہو اس لئے کہ بلاذری اور اسی طرح ابو الصلت ہروی
اور علی بن غراب اور اونکے سوا دوسرے راوی کہ جنکی حدیثون سے مصنف دلیل لایا ہے یہ تمام راوی غالی شیعہ تھے
یا تفضیلیہ تھے پس اونکی روایات مردودہ کو مسئلہ لیان کے ثابت کرینگے۔ اسواسطے جمع کرتا اور یہ مسئلہ عقاید مین اعظم
اول ... ہے مذہب اہل سنت کے طور پر کما ... مخالف اور نہایت بیوقوفی پر دال ہے اور اوسکے ساتھ یہ حدیثین بذات
خود نہین آیات واحادیث متواترہ واجماع امت وقیاس سے جیسا کہ ہمنے اسکو مقدمہ مین ذکر کیا ہے اور آیندہ بھی
ہم اوسکو ذکر کرینگے اور حدیث بلاذری کی سند کا مسلسل بالاماموں سے ہونا بھی صحیح نہین ہے اس لئے کہ حدیث
مسلسل وہ ہے کہ جسکی سند کے راوی ایک طرح کے ہون جیسا کہ محدثین کی اصطلاح ہے اور تحفہ اہل بیت مین
تحفۃ فی البیت مین اسکی تصریح کی ہے اس طرح جبکہ سب آبا راوی حدیث کے متفق ہون ادا کی صیغون مین یا حالا وغیرہ مین
تو وہ حدیث مسلسل ہی اور اگر کل راوی اہل بیت سے ہون تو وہ سلسلۃ الذہب ہے جیسے کہ حدیث علی بن موسی رضا کی انکے
باپ سے نبی صلعم تک انتہی اور حدیث بلاذری کی سند مین محمد بن علی ہین کہ وہ پانچ چھ سال کے بغداد مین تھے جبکہ اونکے
باپ نے مشہد مین وفات پائی اور اسیوجہ سے اونکو حدیث سننے اور مناہج امامت کے سیکھنے کا جو کہ شیعہ کے یہان معتبر
ہین اتفاق نہین ہوا جیسا کہ ملل ونحل مین لکھا ہے کہ اور جو کہ علی کا قائل ہوا تو اوسنے پہلے ہی محمد بن علی کے باب مین
شک کیا اسلئے کہ اونکے باپ نے وفات پائی اور وہ ہنوز صغیر سن غیر مستحق امامت تھے اور نہ اونکو مناہج امامت کا علم تھا انتہی
پس اس سند کا منقطع ہونا اونکے باپ سے سنی وشیعہ دونون کا متفق علیہ ہے پس حدیث بلاذری کا مسلسل ہونا اس امر کے
ساتھ باطل ہوگیا اور نیز مصنف کا قول ولم یتشرف احد من صنف آہ نہ بلاذری کے حق مین ثابت ہے نہ ہروی کے
اگر مصنف کو دعوے ہے تو دلیل لانا اوسکے ذمہ پر ہے اور جبتک کہ اوسکو ثابت نکرے
اسپر افتخار کرنا ہنسنا اور تعجب کرنیکی بات نہین ہے اور اگر ہم اسکیان بھی لین تو ان دونون کا شیعہ ہونا مصنف کے دعوے کے برخلاف
اور اس کے منزل کو منہدم کرتا ہے اور نیز مصنف نے نہ اس کتاب مین نقل کیا اور نہ اوسکی غیر مین کسی حدیث کو ہروی کی یا بلاذری کی
روایت سے اسطرح کہ اونکی سند سے معلوم ہو جاے کہ اون دونون نے دونون امام مذکور سے حدیث کے سننے اور اونکی صحبت حاصل کرنے سے مشرف ہوا

والاحتجاج بهما فكيف يصح التئ الادعاء والافتخار بامر منهم غير مذكور صراحة ولا
اشارة قال وقال الحافظ الناقد ابوحاتم محمد بن ادريس الرازي ثنا محمد بن زياد السهمي
ثنا علي بن موسى الرضى قد ذكره به وقال الحافظ ابوعثمان اسمعيل بن عبد الرحمن
الصابوني النيسابوري في المائتين انبأنا ابوبكر بن مهران ثنا ابومحمد زنجويه بن محمد بن
الحسن اللباد ثنا ابوحاتم محمد بن ادريس الرازي فذكره به قال الصابوني هذا حديث
غريب لم اكتبه الا من حديث اهل البيت وقال الحافظ ابوبكر احمد بن محمد بن اسحق
المعروف بابن السني الدينوري في كتاب الاخوة والاخوات اخبرني ابويحيى الساجي
اى الحافظ زكريا صاحب الجرح والتعديل ثنا عبد العزيز بن محمد بن الحسن بن زبالة
ثنا عبد الله بن موسى بن جعفر ثني علي بن موسى به وعبد العزيز قال ابن حبان
ياتي عن المدنيين بالاشياء المعضلات فبطل الاحتجاج به قلت قد برء
من عهدته بما هنا وثبت حديثه هذا وعزى لابي سعيد بن الاعرابي الحافظ
في معجمه بسنده عن عبد الله بن موسى به فليراجع وقال ابن ماجة حافظ
قزوين وسادس ائمة الحديث السنة في سننه ثنا سهل بن ابي سهل الرازي ومحمد
بن اسماعيل قالا ثنا عبد السلام بن صالح ابوالصلت الهروي ثنا علي بن موسى
الرضى به قال ابوالصلت لو قرئ هذا الاسناد على مجنون لبرأ واخرج من جهة
الهروي الحافظ ابوبكر بن ابي داؤد وابوالبشر الدولابي في الكنى والطبراني في
الكبير وابوالاجري في الشريعة وابونعيم الاصبهاني والحاكم خارج المستدرك
في تاريخ نيسابور وغيره والبيهقي في شعب الايمان وابن مردويه في التفسير وابونصر
بن ابي القاسم القشيري وابن الجوزي والتاج بن السبكي في طبقات الشافعية وابن
الجزري في اسنى المطالب في مناقب الامام علي بن ابي طالب بطرق ومما يذيع

پھر کیونکر جائز ہو سکتا ہے مصنف کا دعوے کرنا اور اتنا تو ایک امر تا معلوم ہو کہ نہ صراحتاً مذکور ہے اور نہ اشارۃً کہا مصنف نے
داور کہا حافظ ناقد ابو حاتم محمد بن ادریس رازی نے کہ بیان کیا ہم سے محمد بن زیاد آبی نے کہ بیان کیا ہم سے علی بن موسی رضا نے
پس ذکر کیا حدیث مذکور کو بروایت مذکورہ اور کہا حافظ ابو عثمان اسمٰعیل بن عبد الرحمن صابونی نیشاپوری نے مائتین میں لکھا
ہے کہ خبر دی ہم کو ابو بکر بن مہران نے کہ بیان کیا ہم سے ابو محمد زنجویہ بن محمد بن حسن لبّاد نے کہ بیان کیا ہم سے ابو حاتم محمد بن
ادریس رازی نے پس ذکر کیا حدیث مذکور بسند مذکور کہا صابونی نے یہ حدیث غریب ہے میں نے اس کو اہل بیت ہی کی
حدیث سے لکھا ہے اور کہا حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن اسحٰق معروف بہ ابن سنی دینوری نے کتاب اخوۃ واخوات میں کہ ہم کو خبر
دی ابو یحیی ساجی یعنے حافظ زکریا صاحب جرح وتعدیل نے کہ بیان کیا ہم سے عبد العزیز بن محمد بن حسن بن زبالہ نے کہ بیان
کیا ہم سے عبد اللہ بن موسی بن جعفر نے کہ بیان کیا مجھ سے علی بن موسی نے اسکو اور عبد العزیز مدینین سے پیچیدہ امور کو
نقل کرتا ہے پس اس حدیث سے دلیل لانا باطل ہوا میں کہتا ہوں کہ وہ بری ہے اپنی ذمہ داری سے اوس حدیث
کی وجہ سے اور اوس کی یہ حدیث بھی ثابت ہوگئی اور اس حدیث کو اوس نے ابو سعید بن اعرابی حافظ کی طرف بھی اوسکی
معجم میں منسوب کیا ہے اپنی سند کے ساتھ عبد اللہ بن موسی سے پس چاہیے کہ معجم مذکور کی طرف رجوع کیا جاے۔

اور ابن ماجہ حافظ قزوینی نے کہ ائمہ حدیث صحاح ستہ کا چھٹا امام ہے اپنی سنن میں کہا ہے کہ بیان کیا ہم سے سہل
بن ابی سہل رازی و محمد بن اسمٰعیل نے کہا ان دونوں نے کہ بیان کیا ہم سے عبد السلام بن صالح ابو الصلت ہروی نے کہ ہم سے
بیان کیا علی بن موسی رضا نے اس حدیث کو کہا ابو الصلت نے کہ اگر یہ اسناد مجنون پر پڑھی جاے تو اچھا ہو جاے
اور اس حدیث کو روایت کیا ہے ہروی کی روایت سے حافظ ابو بکر بن ابی داؤد اور ابو البشر دولابی نے کنی میں اور طبرانی نے
کبیر میں اور ابو بکر آجری نے شریعت میں پھر روایت کیا اسکو ابو نعیم اصبہانی نے اور حاکم نے مستدرک سے علیحدہ تاریخ
نیشاپور وغیرہ میں پھر بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن مردویہ نے تفسیر میں اور ابو نصر بن ابو القاسم قشیری و ابن جوزی
نے اور تاج بن سبکی نے طبقات شافعیہ میں اور ابن جزری نے اسنی المطالب
فی مناقب الامام علی بن ابی طالب میں چند طرق سے اور لایق ہے کہ

ان یستدرك على الحاكم كونه لم یخرجه فی صحیحه المستدرك مع كونه صحیحا على رایه فی الهروی حیث انه صحح حدیث انا مدینة العلم وانما فوقه ائمه اهلبیت النبوة الذین هو یعظمهم فتنبه انتهى ـ اقول بتوفیق الله تعالى وعونه قد اتى المصنف على حدیث ابی الصلت الهروی الموضوع من جهة الهروی بتوابعات وشواهدات منها حدیث البلاذری وقد مر بطلانه ومنها حدیث ابی حاتم محمد بن ادریس ومنها حدیث ابی عثمان اسماعیل الصابونی ومنها حدیث ابن السنی الدینوری بروایه عبد العزیز الذی قال فیه ابن حبان انه یاتی عن المدنیین بالاشیاء المضادات فبطل الاحتجاج به ومنها حدیث ابی سعید بن الاعرابی وقد مر بطلانه ومنها حدیث ابن ماجة بروایت ابی الصلت الهروی وفیه انه ایضا من الهروی وهو متهم بالكذب فی حدیث الامام علی الرضى كما صرحنا به فی المقدمه نقلا عن میزان الاعتدال للذهبی وقول الهروی بانه لوقرئ هذا الاسناد على مجنون لبرا ءایضا مسروق من قول الامام احمد فی باب الاسناد لحدیث الاهلی لمحمد بن اسلم الطوسی كما نقلناه عن الصواعق مفصلا ومنها تخاریج الحفاظ ابی بكر بن داود وابی بشر الاولابی والطبرانی وابی بكر الاجری وابی نعیم الاصبهانی والحاكم خارج المستدرك والبیهقی فی الشعب وابن مردویه وابی نصر وابن الجوزی والتاج السبكی وابن الجزری بطرق منه وهذه التخاریج المبهمة ایضا لاتجدی نفعا لان كلها راجعة الى ابی الصلت الهروی وهو مجروح متهم بالكذب فی باب الامام علی الرضى فكیف یوثق به فی هذا الحدیث وقد صرح الائمة من المحدثین كالدارقطنی وابن الجزری وابن حجر وابن الجوزی بموضوعیته خاصة فبطل كلما اورده فیهما غیر مفسرة بصحیته واما قوله فی جواب جرح ابن حبان على عبد العزیز بانه قد برأ من عهدته بما هنا وثبت حدیثه هذا انما لایلتفت الیه لان مجرد

کہ حاکم پر استدراک کیا جاسے اس امر کا کہ اوسنے اس حدیث کو اپنی تصحیح مستدرک مین کیون نہ روایت کیا
باآنکہ یہ حدیث صحیح ہے اوس کی راسے پر ہروی کے باب مین اس لئے کہ حاکم نے ہروی کی حدیث انا مدینۃ العلم کو صحیح قرار دیا ہے
اور ہروی سے اوپر کے راوی تو اہل بیت نبوت کے امام ہین کہ حاکم جن کی تعظیم کرتا ہے پس تو ہوشیار ہو جا انتہی صفحہ ۱۷
مین کہتا ہون خدا تعالی کی توفیق و مدد سے کہ ابو الصلت ہروی کی حدیث پر کہ جو ہری کی جہت سے موضوع ہے مصنف نے
چند توابع و شواہد کو یہان پر ذکر کیا ہے منجملہ اون کے ایک حدیث بلاذری ہے اور اوس کا بطلان تو گزر چکا اور اون مین سے
حدیث ابو حاتم محمد بن ادریس کی ہے اور اونہین مین سے ابو عثمان اسمٰعیل صابونی کی حدیث ہے اور اونہین سے سے ہے
ابن سنی دینوری کی حدیث عبد العزیز کی روایت سے جس کے باب مین ابن حبان نے کہا ہے کہ وہ مدنیون سے بیہودہ باتین
نقل کرتا ہے تو اس حدیث سے حجت لانا باطل ہوا اور انہین مین سے ابو سعید بن اعرابی کی حدیث ہے اور اوس کا بطلان
بھی گزر چکا اور اونہین مین سے ابن ماجہ کی حدیث ہے ابو الصلت ہروی کی روایت سے اور اس حدیث پر بھی جرح وارد ہے
کہ اس کا راوی ابو الصلت ہے کہ جس کی روایت امام علی رضا سے غیر منقول ہے کیونکہ اس خاص روایت مین اوس پر
کذب کی تہمت ہے چنانچہ ہم نے مقدمہ مین اس کی تصریح کر دی ہے ذہبی کی میزان الاعتدال سے نقل لا کر اور ہری کا
یہ قول کہ اگر یہ اسناد مجنون پر پڑہی جاسے تو اچھا ہو جاسے نیز مسروق ہے امام احمد کے قول سے جو وارد ہے محمد بن
اسلم طوسی کی حدیث الہی کی سند کے باب مین جیسا کہ ہم نے اس کو صواعق محرقہ سے بتفصیل نقل کیا ہے اور منجملہ اون کے
چند روایتین ہین حفاظ ابو بکر بن داؤد و ابو بشر دولابی و طبرانی و ابو بکر آجری و ابو نعیم اصبہانی و حاکم کی خارج مستدرک مین اور بیہقی کی
شعب مین اور ابن مردویہ و ابو نصر و ابن جوزی و تاج سبکی و ابن جزری کی چند طرق سے اور یہ مبہم روایتین بھی نفع بخش نہین ہین
اس لئے کہ ان سب کی انتہا ابو الصلت ہروی تک ہے اور وہ مجروح ہے اور امام علی رضا کے باب مین متہم بکذب ہے
پھر اس حدیث مین کیونکر اوس پر اعتماد کیا جاسے اور چند ائمہ حدیث نے مثل دار قطنی و ابن جزری و ابن حجر و ابن جوزی نے خاص
اس حدیث کے موضوع ہونیکی تصریح بھی کر دی ہے پس جسقدر روایات مبہم کہ اون کی صحت بیان نہین کی گئی اور مصنف نے یہان
نقل کی ہین باطل ہو گئین اور لیکن مصنف کا قول جواب مین ابن حبان کی جرح کے جو اوس نے عبد العزیز پر کی ہے (کہ عبد العزیز
بری ہو گیا اپنی ذمہ داری سے اوس حدیث کے سبب سے جو معجم مین اوسے ہے اور اوسکی یہ حدیث ثابت ہو گئی) پس قابل التفات نہین ہے اس لئے

اخذ الساجی روایته فکیف براءة عن جرح ابن حبان علیه وهو من قدماء المحدثین والتعدیل من المتاخر بعد جرح المتقدم غیر مقبول عند المحدثین کما سیتبین فکیف بمجرد اخذ الروایة الذی لیس من التعدیل فی شئ واما قوله ومما ینبغی ان یستدرک علی الحاکم کونه لم یخرجه فی صحیحه المستدرک مع کونه صحیحا علی رایه فی الهروی حیث انه صحح له حدیث انا مدینة العلم وانما وفقه ائمة اهل بیت النبوة الذین هو یعظمهم فتنبه انتهی - اما اولا فمما لا یقبله العقل السلیم ویمجه الطبع المستقیم لان حدیث انا مدینة العلم ایضا موضوع عند الثقات من المحدثین کما قال فی التحفة حدیث پنجم روایت جابر ان النبی صلعم قال انا مدینة العلم وعلی بابها این حدیث نیز خلاف اصول درایة است ونیز مطعون قال یحیی بن معین لا اصل له وقال البخاری انه منکر لیس له وجه صحیح وقال الترمذی انه منکر غریب وذکره ابن الجوزی فی الموضوعات وقال الشیخ تقی الدین بن دقیق العید هذا الحدیث لم یثبتوه وقال الشیخ محی الدین النووی والحافظ شمس الدین الجزری انه موضوع الیس تمسک بامثال این حدیث که اهل سنت آنرا از دائره تمسک واحتجاج خارج کرده اند در مقام الزام ایشان دلیل صریحیست بر دانشمندی ایشان انتهی) وثانیا ولکون الهروی متهما بالوضع ما اورد الحاکم حدیث الایمان منه فی المستدرک بل اتی به فی تاریخه وهذا ایدل علی انه غیر معتبر عنده ایضا فالاتیان بحدیث الایمان الذی ذکره المصنف فی الاستدلال فی التاریخ والتصریح منه بکون الهروی متهما بوضعه اول دلیل علی کونه موضوعا متروکا عنده ایضا واما ثالثا فالاتیان بحدیث انا مدینة العلم فی المستدرک بدون توثیقه من جهة الهروی فلا یصلح دلیلا علی مقبولیته عنده من جهة حتی یرجع مواخذة المصنف الیه وعلی التسلیم فلا مانع من ان یعتبر احد المحدثین

کہ محض سیاق کا اوس کی روایت کو اخذ کرنا کیونکر ابن حبان کی جرح سے اوس کو بری کر سکتا ہے حالانکہ ابن حبان قدماے محدثین سے ہے اور تعدیل متاخر کی جرح متقدم کی بعد محدثین کے نزدیک غیر مقبول ہے چنانچہ ہم اوس کو بیان کرینگے چہ جائیکہ محض اخذ روایت کہ جس کو تعدیل میں کچھ بھی دخل نہین ہے دفع جرح متقدم مین مفید سمجھی جاسے اور لیکن مصنف کا یہہ قول (وما ینبغی ان یستدرک علی الحاکم کونہ لم یخرجہ فی صحیحہ المستدرک مع کونہ صحیحا علی رایہ فی الہروی حیث انہ صحح لہ حدیث انا مدینۃ العلم وانما فوقہ ائمۃ اھل بیت النبوۃ الذین ھو یعظمھم ویقتدیہ انتھی) پس عقل سلیم اس کو قبول نہین کرتی ہے اور مستقیم طبیعت کے نزدیک مطروح ہے اس لئے کہ حدیث انا مدینۃ العلم ہی ثقات محدثین کے نزدیک موضوع ہے چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ مین لکھا ہے (پانچوین حدیث بروایت جابر کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ مین علم کا شہر ہون اور علی اوس کا دروازہ ہے) یہہ حدیث بھی اصول درایت کے مخالف ہے اور نیز مطعون ہے یحیی بن معین نے کہا ہے کہ اس حدیث کی کچھ اصل نہین ہے اور بخاری نے کہا ہے کہ منکر ہے اس کے لئے کوئی صحیح طریقہ نہین ہے - اور ترمذی نے کہا ہے کہ منکر ہے غریب ہے اور ابن جوزی نے اس کو موضوعات مین ذکر کیا ہے اور شیخ تقی الدین بن دقیق العید کا قول ہے کہ محدثین کے نزدیک یہہ حدیث ثابت نہین ہے اور شیخ محی الدین نووی وحافظ شمس الدین ذہبی وشیخ شمس الدین جزری کا قول ہے کہ یہہ حدیث موضوع ہے پس ایسی حدیث سے کہ جس کو اہل سنت نے دستاویز بنانے اور حجت لانے کے دائرہ سے باہر کر دیا ہے اون کو الزام دینے کے مقام مین دلیل لانا شیعون کی دانشمندی پر کھلی دلیل ہے انتہی) اور اس حدیث کی روایت مین ہروی کے متہم بوضع ہونے کی وجہ سے حاکم نے ہروی کی حدیث ایمان مستدرک مین نہین لکھا بلکہ اسکو تاریخ مین نقل کیا پس محض اسپر دال ہے کہ حدیث ایمان ہروی کی حاکم کے نزدیک غیر معتبر ہے پس حاکم کا ہروی کی حدیث ایمان کو کہ جس سے مصنف نے استدلال کیا ہے محض تاریخ مین لانا اور ہروی کے متہم بوضع ہونے کی تصریح کرنا بہت بڑی دلیل ہے اس امر کیلئے کہ حاکم کے نزدیک بھی حدیث مذکور موضوع ومتروک ہے اور لیکن حدیث انا مدینۃ العلم کو مستدرک مین لانا اور ہروی کی جہت سے اسکی توثیق نہ کرنا اس امر کی دلیل نہین ہو سکتا ہے کہ حدیث انا مدینۃ العلم ہروی کی جہت سے حاکم کے نزدیک مقبول ہے یہانتک کہ مصنف کا اعتراض حاکم پر وارد ہو سکے اور اگر ورود اعتراض کو مان بھی لیا جاسے تو کون مانع ہے اس امر سے کہ حاکم ہروی کی اس حدیث کا اعتبار کرے

منه لما راه من تابع له او شاهد علیه ولا یعتبر الآخر منه بعد کونه متبوعا او مشهودا
علیه فکیف یصح مواخذته علی الحاکم مالم یدفع هذا الاحتمال الصحیح وقد قیل اذا جاء
الاحتمال بطل الاستدلال فسقط کلما بنی وبطل کلما ادعی ولله المنه قال وللحاکم فی تاریخ
نیسابور بسند لیس فیه من ذکر بجرح عن محمد بن عبد الله بن طاهر نائب العراق
وابن نائبها قال کنت وقفا علی راس ابی وعنده احمد بن محمد بن حنبل واسحٰق بن راهویه
وابو الصلت الهروی فقال ابی لیحدث کل رجل منکم بحدیث فقال ابو الصلت ثنی علی
بن موسی الرضی وکان والله کما سمی عن ابیه موسی بن جعفر عن ابیه جعفر بن محمد عن
ابیه محمد بن علی عن ابیه علی بن الحسین عن ابیه الحسین بن علی عن ابیه علی رضی الله
تعالی عنهم قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الایمان قول وعمل - فقال بعضهم ما
هذا الاسناد فقال له ابی هذا سعوط المجانین اذا سعط به المجنون برأ ورواه علی بن
غراب حدثنا علی بن موسی الرضی به باللفظ الاول اخرجه الخطیب فی التاریخ بغداد
وابن غراب وثقه ابن معین والدارقطنی وقال احمد کان یدلس وما اراه الا کان
صدوقا وروی له ابن ماجه والنسائی وقال الخطیب تکلم فیه لاجل مذهبه کان غالیا
فی التشیع واما روایته فوصفوه فیها بالصدق وقال ابن حجر افرط ابن حبان فی تضعیفه قال
السیوطی ومثل هذا یصلح فی المتابعة ومحمد بن سهل بن عامر البجلی ثنا علی بن موسی الرضی
به اخرجه الخطیب والبجلی قال ابن الجوزی مجهول وقال السیوطی ما رایت له ترجمه ولا فی
المیزان وعبد الله بن احمد الطائی ثنی ابی ثنی علی به اخرجه الخطیب والطائی متکلم فیه
وابو احمد داؤد بن سلیمان بن وهب الغازی ثنا علی بن موسی الرضی به اخرجه ابو
زکریا البخاری فی فوائده والغازی مجهول وبالجمله فقد استسعد بروایة هذا الحدیث

کیلیے اس وجہ سے کہ اوس کا کوئی تابع یا شاہد حاکم نے دیکھا ہوا اور دوسری حدیث کا اعتبار نہ کرے بہ سبب نہ پانے کسی
تابع یا شاہد کے پھر کیونکر مصنف کا حاکم پر مواخذہ کرنا صحیح ہو سکتا ہے جب تک کہ مصنف احتمال مذکور کو دفع نہ کر لے اور
علما کا قول ہے کہ جب احتمال موجود ہو تو دلیل لانا درست نہین ہے پس جو کچھہ مصنف نے بنایا تھا گر گیا اور جو کچھہ دعوی
کیا تھا باطل ہو گیا اور خدا ہی کے لئے احسان ہے (کہا مصنف نے) اور حاکم کی تاریخ نیساپور مین مروی ہے ایسی سند
کے ساتھہ کہ جس مین جرح کا ذکر نہین ہے محمد بن عبد اللہ بن طاہر نائب عراق و ابن نائب عراق سے کہ کہا اوس نے
کہ مین اپنے باپ کے سرہانے کھڑا تھا اور اون کے پاس احمد بن محمد بن حنبل و اسحق بن راہویہ و ابو الصلت ہروی
موجود تھے پس میرے والد نے کہا چاہیے کہ تم مین سے ہر شخص بیان کرے صفحہ (۱۹) ایک حدیث کو پس ابو الصلت نے
کہا کہ مجھہ سے بیان کیا علی بن موسی رضا نے اور بخدا وہ خدا سے راضی تھے جیسا کہ اونکا نام رضا رکھا گیا اپنے باپ موسی بن جعفر کی روایت کو کہ روایت
کی انہون نے اپنے باپ جعفر بن محمد سے انہون نے اپنے باپ محمد بن علی سے انہون نے اپنے باپ علی بن حسین سے انہون نے اپنے باپ حسین بن علی سے
انہون نے اپنے باپ علی سے خوش ہوا اللہ ان سب سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ایمان قول و عمل ہی ہے پھر کہا بعض حاضرین نے کہ یہہ اسناد
کیسی ہے پس میرے باپ نے جواب دیا کہ یہہ مجنونون کی ناس ہے کہ جب اسکو مجنون سونگھے تو فوراً اچھا ہو جاوے اور اس حدیث کو علی بن غراب نے اس طرح سے روایت کیا ہے کہ
ہم سے بیان کیا علی بن موسی رضا نے اس حدیث کو لفظ اول کے ساتھہ خطیب نے تاریخ بغداد مین اسکو روایت کیا ہے اور ابن معین و دارقطنی نے ابن غراب کو
ثقہ کہا ہے اور احمد کا قول ہے کہ وہ مدلس تھا اور مین تو اسکو بہت بڑا سچا جانتا ہون اور ابن ماجہ و نسائی نے اس سے روایت کی ہے اور خطیب کا قول ہے
کہ محدثین نے اوسمین کلام کیا اوسکے مذہب کی وجہ سے وہ تشیع مین غلو کرتا تھا اور لیکن روایات کے باب مین اسکو سچا کہا ہے اور ابن حجر کا قول ہے کہ
ابن حبان نے ابن غراب کو ضعیف بتانے مین افراط کیا ہے سیوطی کا قول ہے کہ ایسا شخص متابع ہو سکتا ہے اور روایت کیا حدیث مذکور کو محمد بن سہل بن عامر بجلی نے
باین طور کہ بیان کیا ہم سے علی موسی رضا بسند مذکور خطیب نے اسکو نقل کیا ہے اور ابن جوزی نے بجلی کو مجہول کہا ہے اور سیوطی کا قول ہے کہ مین نے بجلی کا احوال
کہین نہین دیکھا ہے اور میزان ذہبی مین مذکور ہے اور روایت کیا حدیث مذکور کو عبد اللہ بن احمد طائی نے باین طور کہ بیان کیا مجھہ سے میرے باپ نے
کہ روایت کیا مجھہ سے علی نے بسند مذکور خطیب نے اوسکو نقل کیا ہے اور طائی مین کلام کیا گیا ہے اور روایت کیا اسکو ابو احمد داود بن سلیمان بن وہب
غازی نے کہ ہم سے روایت کی علی بن موسی رضا نے بسند مذکور نقل کیا اسکو ابو زکریا بخاری نے فوائد مین اور غازی مجہول اور رجال کلام ثقات صالح مین ہے
اس حدیث مجود کی روایت کرنے سے

الجوهري عن الامام الهمام ابي الحسن علي الرضى مسلسلا عن آبائه من جهة اهل بيته وتبعته بسلسلة جماعة من حفاظ اهل السنة والجماعة ولله المنة على الصناعة ولا يضركون بعض الرواة عن الامام محل الكلام لكون آخرين ثقات الامناء من الاعلام وذكر ابن السبكي انه رواه عن الثقة الهيثم بن عبد الله وعلي بن الازهر السرخسي ايضا وعن الكاظم محمد بن صدقة العنبري والاربعة مجاهيل وقال تمام في فوائده ثنا احمد بن محمد الطبرستاني ثنا الحسن بن علي التميمي ثنا محمد بن صدقة العنبري ثنا موسى بن جعفر عن ابيه وثنا احمد بن محمد الطبرستاني ثنا احمد بن عيسى العلوي ثنا عباد بن صهيب عن جعفر بن محمد به واخرج الاربعي عمر وبن حمدان في فوائده عن علي قال سالت النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن الايمان ما هو قال معرفة بالقلب واقرار باللسان وعمل بالاركان ولابن مردويه عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الايمان اقرار باللسان وعقد بالقلب وعمل بالجوارح والاركان وهو يزيد وينقص قال السيوطي وسنده ضعيف فليراجع وبالجملة فالحديث له عن المولى علي المرتضى طرق جمة عند الائمة الجلة وللشيرازي والديلمي عن عائشة رفعا كلفظ الاول وكذا لابن الجوزي عن انس رفعا وسندهما ضعيف قال البيهقي في خبر اهل البيت وشاهد هذا الحديث ما انا ابو نصر بن قتادة فذكر بسنده عن ابي قتادة رفعه من شهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله فذل بها لسانه واطمأن بها قلبه لم تطعمه النار قلت بل هو شاهد الحديث الاتي في فرض الايمان الاجمل فالمجمل فتامل ومع هذا كله فقيل لكذا قطني وذكر رواية الهروي له وهو متهم بوضعه لم يحدث به الا من سرقه منه فهو الاوتيتن اه في هذا الحديث وقيل ابن الجوزي كلاهما مما لا يعول عليه ولا يلتفت اليه وكذا قد قصر ابن السبكي هنا فقصر لما اغتر بما ذكر في الهروي واقتصر السخاوي في المقاصد

امام ہمام ابوالحسن علی رضی سے سلسلہ اور اونکے آبا سے اور اونکے گہر کے لوگون اور خادمونکی جہت سے اہل سنت والجماعۃ
کے حفاظ حدیث کی بڑی جماعت نے اور خدا کا احسان ہے اس صناعت پر اور امام سے بعض روایت کرنیوالونکا محل کلام ہونا
کچھ مضر نہین ہے اس لئے کہ دوسرے راوی تو جہان کے ثقہ جید علما ہین اور ابن سبکی نے ذکر کیا ہے کہ نیز اس حدیث کو
امام علی رضی نے روایت کیا ہے سنو ابن عبداللہ و علی بن ازہر سرخسی نے اور کاظم سے روایت کیا ہے محمد بن صدقہ و
محمد بن تمیم نے اور یہ چارون مجہول الحال ہین اور کہا تمام نے فوائد مین کہ بیان کیا احمد بن محمد طبرستانی نے ہم سے کہا حسن بن علی تمیمی نے کہ ہم سے بیان
کیا محمد بن صدقہ عنبری نے کہ ہم سے کہا موسیٰ بن جعفر نے اپنے باپ کی روایت سے اور بیان کیا ہم سے احمد بن محمد طبرستانی
نے کہ کہا ہم سے احمد بن عیسیٰ علوی نے کہ ہم سے روایت کی عباد بن صہیب نے جعفر بن محمد سے بسند مذکور اور ابی عمر بن حماد
کی طرف منسوب ہے اوس کی کتاب فوائد مین حضرت علی کی روایت کہ پوچھا مین نے نبی صلعم سے کہ ایمان کیا چیز ہے کہا
پہچاننا دل سے اور اقرار کرنا زبان سے اور عمل کرنا اعضا سے اور ابن مردویہ کی روایت حضرت علی سے یہ کہا انہون نے
کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ایمان اقرار کرنا ہے زبان سے اور اعتقاد کرنا ہے دل سے اور عمل کرنا ہے جوارح اور اعضا
سے اور وہ کم و بیش ہوتا ہے سیوطی کا قول ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے لیکن چاہئے کہ اسکی تحقیق کیجاوے اور حاصل کلام یہ ہے اس حدیث کے
لئے بہت سے طرق ہین مولیٰ علی مرتضیٰ سے بہت سے ائمہ حدیث کے نزدیک اور شیرازی و دیلمی کی روایت حضرت عائشہ سے
ہے رفع کیا تھا بالفاظ مذکورہ اور اسی طرح ابن جوزی کی روایت رفع کیا تھا انس سے اور ان دونونکی سند ضعیف ہے
بیہقی کا قول ہے خبر اہلبیت ہین (اور شاہد اس حدیث کا یہ ہے کہ خبر دی ہم کو ابو نصر بن قتادہ نے پس ذکر کیا ساتھ اپنی
سند کے ابو قتادہ سے جو رفع کیا تھا کہ جس نے گواہی دی کہ نہین کوئی معبود خدا کے سوا اور یہ کہ محمد رسول خدا ہین پس موافق ہوئی
اس کلمہ سے زبان اوسکی اور مطمئن ہوئے اس سے دل اوسکا تو نہ کہائیگی اوسکو آگ یہین تک ہون بلکہ یہ حدیث شاہد ہے دوسری
حدیث یعنی جو عرض ایمان المجلی فالمجلی ہین آئیگی پس تو غور کرلے اور باوجود اس تمام بیان کے پس دارقطنی کا قول
اس حدیث کی روایت ہروی سے جو گزرے (کہ ہروی پر تہمت ہے اس حدیث کے وضع کرنے کی نہین بیان کیا اس
حدیث کو مگر دوسرے شخص نے کہ چورا لیا اوسکو ہروی سے پس ہروی ہی اس حدیث کی روایت مین پہلا شخص ہے) اور ابن
جوزی کا قول دونون قابل اعتماد نہین ہین اور نہ التفات کے لائق ہین اور اسیطرح ابن تیمیہ کا تصور بھی ہے۔ پس اوسکا
قصور اس وجہ سے ہی کہ ہروی کے باب مین دو قول مذکور دیکھنے سے وہ بھولا کہا گیا اور سیوطی نے متقاصد

الحسنة صل روایتہ ابن ماجة وحکم ابن الجوزی وقصہ روایۃ الامام لہ بنیسابور عند الدیلمی بلا سند وکل ذالک قصور فی العثور واورده السیوطی فی الجامع الصغیر بروایۃ ابن ماجہ والطبرانی ورموزلہ فی الهامش بالضعف وقال فی الدرر المنتثرہ وذکر ایراد الزرکشی لہ عن ابن ماجۃ قلت اوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات فلم یصب وقد ذکر السیوطی فی اللآلی المصنوعہ اکثر الطرق المذکورہ وقال ابن الجزری فی اسنی المطالب فی حدیث الهروی حدیث حسن اللفظ والمعنی رجال اسنادہ ثقات غیر الهروی وهو خادم الامام الرضی فانهم ضعفوہ مع صلاحہ وقد روی ایضا عن مالک وحماد بن زید وروی عنه احمد بن ابی خیثمة وعبد الله بن احمد وجماعة ولکن تابعه علی روایته هذا الحدیث عن الرضی محمد بن اسلم فذکرہ عن البیهقی فی الشعب قال فخرج ابو الصلت من عهدته انتهی ہے والکلام فیه مدحا وقدحا مبسوط فی غیر هذا المقام انتهی۔ اقول بتوفیق الله تعالی وعونہ قد بالغ المصنف فی هذا القول کل المبالغة فی توثیق حدیث الهروی وتائیدہ وتشیئدہ وتسدیدہ وما شنع حتی قال والکلام فیه مدحا وقدحا مبسوط فی غیر هذا المقام وما دری ان الناقد بصیر والفرس خبیر وان العاقل تکفیه الاشارۃ والکامل لا تکفیه المکاددة ولا تبیده الامارۃ وما سلم المکابر ولا العادی عن العناد وقد قابل فیه اجلتنا المحدثین بالتجهیل والتوهین حیث قال فی جواب قول الامام احمد فی علی بن غراب کان یدلس وما اراہ الا کان صدوقا فهذا الکلام فی مقابلة الامام لیس الا کالخفاش یتضرر من ضوء الشمس ویعیبه وشتان ما بینه وبین هذا الامام الهمام وهو فی هذا الشان من اجلة المحدثین واقدمیهم کان عارفا بصیرا باسباب الجرح والتعدیل حافظا لسبع مائة الف وثمانین الفا من الاحادیث بطرقها کذا فی بستان المحدثین الفضل

حسنہ مین روایت ابن ماجہ پر بس کیا اور حکم ابن جوزی کا اور قصہ روایت کرنے امام کا اس حدیث کو نیسابور مین دیلمی کے
نزدیک بلا اسناد اور یہ جملہ کہ مجھے اطلاع مین اور سیوطی نے اسکو جامع صغیر مین بروایت ابن ماجہ نقل کیا ہے اور
اوسکے حاشیہ مین اس حدیث کے ضعف کیطرف اشارہ کیا ہے اور دُرر منتشرہ مین کہا بعد اسکے کہ ذکر کیا زرکشی کا
نقل کرنا اس حدیث کو ابن ماجہ سے (مین کہتا ہون کہ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات مین نقل کیا ہے
یہ امر نا صواب ہے) اور سیوطی نے لآلی مصنوعہ مین ذکر کیا ہے اکثر طرق مذکورہ کو اور ابن جوزی نے اسنی المطالب
مین ہروی کی حدیث کے باب مین کہا ہے کہ لفظ ومعنی اسکے حسن ہین راوی اسکی سند کے ثقہ ہین بجز ہروی کے
اور ہروی امام رضا کا خدمتگار تھا پس اوس کو محدثین نے ضعیف کہا ہے باوجود اوس کی صلاح کے اور نیز مالک و حماد
بن زید سے اوس نے روایت کی ہے اور اُس سے احمد بن ابی خیثمہ و عبد اللہ بن احمد اور ایک جماعت نے روایت کی اور لیکن
ہروی کا تمل یہ ہے اس حدیث کو امام رضی سے اوسکے روایت کرتے ہیں محمد بن اسلم پھر ذکر کیا اوسکو بیہقی سے شعب مین
کہا کہ ابو الصلت اس حدیث کی ذمہ داری سے بری ہوگیا انتہی اور کلام حدیث ہروی کے باب مین مدح وقدح کی
اعتبار سے خوب بسط سے مذکور ہی اس مقام کے غیر مین انتہی ۔ مین کہتا ہون خدا کی توفیق و مدد سے کہ مصنف نے اس
قول مین خوب مبالغہ کیا ہے ہروی کی حدیث کی توثیق مین اور اوس کی تائید و تشئید و اصلاح مین اور پھر بھی سیر نہ ہوا
یہانتک کہ کہا کہ کلام اس مین مدح وقدح کے اعتبار سے اس مقام کے غیر مین بسوط ہے اور یہ نہ سمجھا کہ پرکھنی والا دیکھتا
ہے اور صاحب فراست واقف ہی اور عاقل کو اشارہ کافی ہوتا ہے اور کامل کو نہ کوئی مکارہ مکر مین لا سکتی ہے اور نغل مارہ
اوسکو ہلاک کر سکتا ہے اور زیادہ گو حد سے تجاوز کرنیوالا ٹھوکر سے نہین بچتا ہے اور اس قول مین مصنف نے اجلہ محدثین کا
تجہیل و توہین کیسا تھ مقابلہ کیا ہے چنانچہ امام احمد کا قول علی بن غراب کے باب مین کہ وہ مدلس تھا) اسطرح پر رد کیا رمیرے علم مین تو وہ بڑا سچا تھا) پس مصنف کا یہ کلام امام احمد کے مقابلہ مین ایسا ہے کہ جیسے چمگادڑ کو سورج کی روشنی ضرر
پہونچاتا ہے اور وہ اوسکو عیب دار سمجھتی ہے اور مصنف مین اور امام احمد حنبل مین زمین آسمان کا فرق ہے امام احمد اس فن مین
اعلی درجے کے محدث اور فقہا مین سے ہین اسباب جرح و تعدیل کے عارف و بصیر تھے سات لاکھ پچاس ہزار حدیثین مع اونکے طرق
واحوال رواۃ کے اونکو حفظ تھی اور اونکے مجموعے سے چنکر ایک مسند تصنیف کی جب اوسکے مسودہ سے فارغ ہوئے تو اپنی
اولاد کو بلا کر کہا کہ اس کتاب کو مین نے جمع کیا ہے اور سات لاکھ پچاس ہزار حدیثون سے یعنے اون کے طرق
سے اوس کو انتخاب کیا ہے جیسا کہ بستان المحدثین مین مذکور ہے ۔ اور نیز

قال الدارقطني في توضيعه حديث الهروي بانه متهم بوضعه لم يحدث به الامن
سرقه منه فهو الابتداء في هذا الحديث وفي هذا القول تصريح بليغ لموضوعيه
هذا الحديث باي طريق روي وعلى اي منوال نسج لانه لايخلو عن الانتهاء الى الهروي في
جميع طرقه فمن رواه من الهروي فهو سارقه منه ومن اخذ من السارق شيئا مسروقا
لايملكه ولايحل له بل هو ايضا يتهم بالسرقة فلما اخذ المصنف هذا الحديث ممن
رووه عن الهروي دخل في زمرة سارقيه وهكذا كل من يرويه منه الى يوم القيامة
فبطل كلما ادعى به من توثيق طرقه والثناء على سنده من تحت الهروي او من فوقه
والدارقطني هذا والامام احمد ايضا ممن يقبل جرحهم مطلقا مبهما كان او مفسرا
كما نقل في الرفع والتكميل من ان الجرح والتعديل لايجب بيان سبب كل منهما اذا
كان الجارح والمعدل عارفا بصيرا باسبابهما مثل احمد وغيره الى الدارقطني انتهى
وقال صاحب فقه اهل البيت لمن تفقه في البيت في صفحه (٧١) اتفق المحدثون على
ان احمد بن حنبل حاذق ماهر وقاف صراف نقاد ليس كمثله في طبقته وطبقة ما تحته
فاذا قال عملت هذا الكتاب اماما اذا اختلف الناس في سنة رسول الله صلى الله
عليه وسلم رجع اليه وقال ان هذا الكتاب قد جمعته انتقيته من اكثر من سبع مائة
الف وخمسين الفا فما اختلف المسلمون فيه من سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم
فارجعوا اليه فان وجدتموه فيه والا فليس بحجة فلابد ان يكون كتابه اصح الصحاح ولنا في
ان ثلاثيات كثيرة من ان تحصى ولا فخر له ولغيره فخر كالبخاري يفخر بثلاثياته وهي
اثنان وعشرون والثالث انه الامام البارع المجمع على امامته وجلالته وورعه و
زهده وحفظه ووفور علمه وسيادته وزيادة فهمه بمعرفة صحيح الحديث وسقيمه الخ

دارقطنی کا قول نقل کیا اس امر مین کہ ہروی کی حدیث کو انہون نے موضوع کہا ہے باین طور کہ ہروی اوسکے وضع کرنے مین متہم ہے

اس حدیث کو روایت کیا ہے مگر اوسی شخص سے کہ ہروی ہی نے اوسکو چرایا ہے پس اس حدیث کی وضع مین ہروی پہلا شخص ہی) اور دارقطنی

کے اس کلام مین پوری تصریح ہے اس حدیث کے موضوع ہونے پر جسنے طریق سے روایت کیا اور جس لکڑی پر تپتی جا اس لئے اپنے کل طرق

مین یہ حدیث ہروی تک پہونچنے سے خالی نہین ہیں پس جسنے ہروی سے اسکو نقل کیا پس وہ اسکا ہروی سے چرانیوالا ہے اور جو شخص کہ چور سے

چوری کا مال لیتا ہے تو نہ اوسکا مال ہوتا ہے اور نہ اوسکو وہ مال حلال ہے بلکہ وہ بھی چوری مین متہم ہوجاتا ہی پس جبکہ مصنف نے اس

حدیث کو ہروی کے راویون سے اخذ کیا تو وہ بھی اسکے سارقون کی جماعت مین داخل ہوگیا اور اسی طرح ہے جو شخص کہ قیامت تک

ہروی سے اس کی روایت کرے گا پس جس قدر اس حدیث کے طرق کی مصنف نے توثیق بیان کی تھی اور ہروی سے اوپر

اور نیچے کے لوگون کی جو کچھ ثنا کی تھی سب باطل ہوگئی اور دارقطنی و امام احمد اون محدثین مین سے ہین کہ جنکی جرح مطلقًا

مقبول ہے مبہم ہو یا مفسر جیسا کہ کتاب الرفع والتکمیل مین منقول ہے کہ جرح و تعدیل کا سبب بیان کرنیکی ضرورت نہین

ہے جبکہ جرح کرنے والا اور تعدیل کرنے والا ان دونون کے اسباب سے واقف و بصیر ہو جیسے امام احمد وغیرہ دارقطنی

تک انتہی اور کتاب تحفہ اہل بیت لمن تعقہ فی البیت کے مصنف نے صفحہ ۔ مین لکھا ہے (کہ تمام محدثون کا اتفاق ہے

اسپر کہ امام احمد بن حنبل بڑے حاذق ماہر وقاف صراف نقاد ہین کہ اون کے طبقہ مین کوئی محدث اون کے

مثل نہین ہے اور نہ اون کے بعد اون کا مثل ہے پس جبکہ اونہون نے فرمایا کہ مین نے اس کتاب کو

بنایا ہے ایسا امام کہ سنت رسول مین جب لوگون کا اختلاف ہو تو اوس کی طرف رجوع کیا جاسے اور فرمایا کہ

اس کتاب کو مین نے جمع کیا اور منتخب کیا ہے سات لاکھ پچاس ہزار سے زیادہ احادیث سے پس جس حدیث

رسول صلعم مین اختلاف واقع ہو تو اس کتاب کی طرف رجوع کرو پس اگر اوس حدیث کو اس مین پاؤ تو خیر ورنہ وہ حدیث

حجۃ نہین ہے) پس ضرور ہوا کہ مسند امام احمد کل صحاح سے اصح ہو اور دوسرا امر یہ ہے امام احمد کی ثلاثیات بیشمار ہین اور

اون کو اوسپر کچھ فخر نہین ہے اور اون کے غیر کو فخر ہے جیسے بخاری کہ اپنی ثلاثیات پر فخر کرتے ہین اور وہ کل

بائیس ہین اور تیسرا امر یہ ہے کہ امام احمد زبردست امام ہین کہ جن کی امامت اور ورع و زہد و حفظ اور وفور علم

و سیادت و نباوت فہم حدیث صحیح و سقیم کی معرفت مین مجمع علیہ ہے ۔ اور چوتھا امر یہ ہے

انه ثقة وسمع منه اجلة الخلائق كعبد الله وصالح وحنبل بن اسحاق وعبد الرزاق ويحيى
بن آدم وابي الوليد وابن مهدي ويزيد بن هارون وعلي المديني والبخاري ومسلم
وابي زرعة وخلائق كثيرة انتهى وقال في بستان المحدثين في ترجمة الدارقطني نام و
نسب او علي بن عمر بن احمد بن مهدي بن مسعود بن دينار بن عبد الله است وكنيت
او ابو الحسن در مذهب شافعي ست ودر مسكن بغدادي دارقطني ست ودارقطن
نام محله كلان ست در بغداد ودر سال سنه ٣٠٦ سيصد وشش متولد شد
واز ابو القاسم بغوي وابو بكر بن داود وابن صاعد وحسين محاملي وديگر علماي بسيار
سماع حديث حاصل كرده ودر بغداد وكوفه وبصره وشام وواسط ومصر وديگر بلاد
اسلام گرديده وحاكم وعبد الغني منذري صاحب ترغيب وترهيب وتمام رازي
صاحب فوائد مشهوره وابو نعيم اصفهاني صاحب حلية الاولياء از وي تلمذ وشاگردي
كرده اند ودر علم قرأت ونحو نيز دستگاه تمام داشت ودر فن معرفت علل الحديث
واسماء الرجال بي نظير وقت ويگانه عصر خود بود چنانچه خطيب وحاكم وديگر
ائمه اين صنعت بتفوق او گواهي داده اند انتهى — فعلم من هذا النقل ان الدار
قطني امام في فن الجرح والتعديل وقد قيل لكل فن رجال ولما صرح بوضع الهروي
لهذا الحديث فلا يجوز لمن بعده غير تقليده فقول المصنف كلاهما اماما لا يرد
عليه ولا يلتفت اليه لا يأول الا اليه وينطبق الا عليه ومما تشبث به من التجا
في هذا القول ما نقله من تاريخ نيسابور وقال فيه انه بسند ليس فيه من ذكر
بجرح وهذا لا يجديه نفعا لان مخرجه ايضا ابو الصلت الهروي وقد علم من
تصريح الثقات انه من الوضاعين سيما في ما يرويه عن الامام علي الرضى فكيف يتمسك

کہ اون کے شاگرد بزرگ خلایق کے ہین جیسے عبداللہ و صالح و حنبل بن اسحٰق و عبدالرزاق و یحییٰ بن آدم و ابی داؤد و عبدالرحمن بن مہدی و یزید بن ہارون و علی مدنی و بخاری و مسلم و ابو داؤد و ابو زرعہ و بہت سے لوگ انتہیٰ اور بستان المحدثین مین دارقطنی کے احوال مین لکھا ہے کہ نام و نسب اون کا علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن دینار بن عبداللہ ہے اور کنیت اون کی ابو الحسن ہے مذہب مین شافعی ہین اور مسکن مین بغدادی دارقطنی ہین اور دارقطن قاف کے ضمہ سے ایک بڑا محلہ ہے بغداد مین اور سال تین سو چھ مین پیدا ہوئے ہین اور ابو القاسم بغوی و ابو بکر ابن ابی داؤد و ابن صاعد و حسین محاملی اور دوسرے بہت علماء سے حدیث کی سماعت حاصل کی اور بغداد و کوفہ و بصرہ و شام و واسط و مصر اور دوسرے بلاد اسلام مین رہے ہین اور حاکم و عبد الغنی منذری مصنف ترغیب و ترہیب و تمام رازی مصنف فوائد مشہورہ و ابو نعیم اصفہانی مصنف حلیۃ الاولیا اون سے تلمذ و شاگردی کی ہے اور علم قرأت و نحو مین بھی پوری دستگاہ رکھتے تھے اور فن معرفت علل حدیث و اسماء رجال مین بے نظیر وقت اور اپنے زمانہ کے یکتا تھے چنانچہ خطیب اور حاکم نے اور اس فن کے دوسرے اماموں نے اون کے فایق ہونے کی گواہی دی ہے انتہیٰ پس اس نقل سے معلوم ہو گیا کہ دارقطنی فن جرح و تعدیل مین امام ہین اور تحقیق کہا گیا ہے کہ فن کے لئے رجال ہین اور جب کہ دارقطنی تصریح کر دی ہروی کے وضع کرنے کی اس حدیث کو تو اون کے بعد والون کو اس باب میں اون کی تقلید کے سوا جایز نہین ہے۔ پس مصنف کا قول (کلاهما مما لا يعول عليه ولا يلتفت اليه) مصنف ہی کے طرف عاید ہے اور اوسی پر منطبق ہے اور منجملہ اون روایات کے کہ جن سے اس قول مین دلیل لایا ہے وہ حدیث ہے کہ جس کو تاریخ نیشاپور سے نقل کیا ہے اور اوسی کی شان مین کہا ہے کہ اس کی سند مین جرح کا ذکر نہین ہے اور یہ حدیث مصنف کو مفید نہین ہے اس لئے کہ اس کا راوی بھی ابو الصلت ہروی ہے اور ثقات کی تصریح سے معلوم ہو چکا ہے کہ وہ حدیثین وضع کرنے والون مین سے ہے خاصکر اون حدیثون مین کہ جن کو امام علے رضا سے روایت کرتا ہے پھر کیونکر اوس کی حدیث سے تمسک کیا جاے

به في مسئلة الايمان الذي لا يصلح للاستدلال عليه الا ما يفيد العلم وهو
المتواتر لا غير وما نقل لفضيلة سنة انه سقوط الجنين هذا ايضا من مقالات
الى الصلت فلا يصلح للافتخار ثم استشهد عليه برواية على بن غراب وهو
ايضا مطعون بالغلو في التشيع والتدليس كما قال الخطيب انه تكلم فيه لاجل انه
كان غاليا في التشيع وقال الامام الهمام احمد بن حنبل انه كان يدلس وكون الراوي
خاطيا في الرواية او غاليا في التشيع مما لا يحتاج الى البيان ومجرد التدليس عيب
يعد من تلبيس ابليس عن المحدثين كما نقله في الايات البينات هكذا او من تلبيس
ابليس على علماء المحدثين رواية الحديث الموضوع من غير ان يبينوا انه موضوع
وهذا خيانة منهم على الشرع ومقصودهم تنفيق احاديثهم وكثرة رواياتهم وقد
قال النبي صلعم من روى عني حديثا يرى انه كذب فهو احد الكاذبين ومن
هذا القبيل تدليسهم في الرواية فيقول احدهم فلان عن فلان يوهم انه سمع منه
ولم يسمع وهذا قبيح لانه يجعل المنقطع في مرتبة المتصل انتهى فسقط قوله وما
اراه الا كان صدوقا وان التعديل من المتأخر بعد جرح المتقدم غير مقبول
وما قال من انه وثقه ابن معين والدارقطني من غير نقل توثيقهم بعباراتهم
فلا يسمع في معرض البيان واذا اختلف في احد بالجرح والتعديل وكان الجرح
مفسرا او الجارح عارفا بصيرا قدم الجرح على التعديل كما هو مصرح في فن اصول
الحديث وما وثق برواية ابن ماجه والنسائي عنه فهو لا يفيده لان مجرد الرواية
عن احد لا يفيد تعديله بل الرواية عن المجروحين والمطعونين يجعل الراوي
ساقطا من درجة الاعتبار لما روى الطبراني بسند جيد عن ابي قتادة قال
رسول الله صلعم هلاك امتي في ثلث في القدرية والعصبية والرواية

ایمان کے مسئلہ مین کہ جس کے لئے وہی حدیث دلیل ہو سکتی ہے کہ جو مفید یقین ہے اور وہ متواتر کے سوا اور حدیث نہین ہے اور جو کہ اوس کی سند کی فضیلت مین نقل کیا ہے کہ وہ مجنونون کی ناس ہے یہ جملہ بھی ابو الصلت کے اقوال مین سے ہے پس افتخار کے قابل نہین ہے پھر اوسپر شاہلایا علی بن غراب کی روایت کو اور یہ شخص بھی غلو تشیع اور تدلیس کے سبب سے مطعون ہے جیسا کہ خطیب کا قول ہے کہ (اوس مین کلام کیا گیا ہے بسبب اوس کی مذہب کے تشیع مین غلو رکھتا تہا اور امام ہمام احمد بن حنبل سے کہا ہے کہ مدلس تہا) اور راوی کا روایت مین خطا کرنیوالا یا تشیع مین غلو رکھنے والا ہونا تو بیان کا محتاج نہین ہے اور صرف تدلیس ایک ایسا عیب ہے کہ محدثین کے نزدیک تلبیس ابلیس شمار کیا جاتا ہے چنانچہ آیات بینات مین اس طرح نقل کیا ہے (اور ابلیس کی تلبیس سے ہے علما محدثین پر روایت کرنا حدیث موضوع کا بغیر اوس کے موضوع ہونے کے بیان کردینے اور یہ فعل اون کی ایک طرح کی خیانت ہے شرع کے اوپر اور اون کا مقصود اپنی حدیثون کو رواج دینا اور اپنے روایات کا زیادہ ہوجانا ہے حالانکہ نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھ سے حدیث روایت کی اور وہ جانتا ہے کہ یہہ جھوٹ ہے تو وہ ایک شخص دو جھوٹون مین سے ہے اور اسی قبیل سے ہے محدثین کی تدلیس روایت مین کہ ایک اون مین کا کہتا ہے فلان عن فلان و ہم دلاتا ہے اس کا کہ فلان نے فلان سے سنا ہے حالانکہ نہین سنا ہے اور یہ برا ہے اس لئے کہ وہ شخص منقطع کو متصل کے مرتبہ مین قرار دیتا ہے انتہیٰ پس مصنف کا یہ قول کہ دوسا اہ اہ الا کان صدوقا ساقط ہوگیا اس لئے کہ تعدیل متاخر کی متقدم کی جرح کے بعد غیر مقبول ہے اور یہ جو مصنف نے کہا ہے کہ ابن معین و دارقطنی نے اوسکو ثقہ کہا ہے بدون نقل کرنے اونکی عبارۃ توثیق کے پس غیر مسموع ہے بیان آذلہ کے مقام مین اور جبکہ کسی کے باب مین جرح و تعدیل دونون پائی جائین اور جرح مفسر ہو اور جرح کرنیوالا عارف بصیر ہو تو اسح یہ ہے کہ جرح مقدم ہوگی تعدیل پر جیسا کہ فن اصول حدیث مین مقرر و مصرح ہے اور یہ جو ابن ماجہ و نسائی کے حدیث روایت کرنیکو ہروی اوسکی توثیق مین لایا ہے تو یہ مصنف کو مفید نہین ہے اس لئے کہ صرف روایت کرنا کسی راوی سے اوس کی تعدیل کا مفید نہین ہے بلکہ مجروح و مطعون اشخاص سے روایت کرنا راوی کو درجہ اعتبار سے گرا دیتا ہے اسوجہ سے کہ طبرانی نے بسند جید ابو قتادہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ میری امت کی ہلاکت تین امر مین ہے۔ مذہب قدریہ مین۔ اور ناحق کی طرف داری مین اور غیر معتبر سے روایت کرنے مین

من غير ثبت وقال الامام مالك اذ سأله اشهب عن الرافضة فقال لا تكلمهم
ولا تروعنهم وقال الحسن لا تفاتحوا اهل الهوى ولا تسمعوا منهم وقال ابن سيرين
لم يكونوا يسألون عن الاسناد حتى وقعت الفتنة فلما وقعت نظر ومن كان من اهل السنة
اخذ واحديثه ومن كان اهل البدعة تركوا حديثه وقال رسول الله صلعم -
يظهر في آخر الزمان قوم يسمون الرافضة يرفضون الاسلام وفي الباب احاديث
وآثار واقوال الثقات تركناها خوفا للاطناب وفي ما ذكرناه كفاية لاولى الالباب.
وما تمسك به من قول السيوطي ومثل هذا يصلح في المتابعة معناه انه يصلح في
المتابعة لما ورد في فضائل الاعمال واما في العقائد فلا لان فيها غير المتواتر لا يفيد
اصلا ولا يصلح للاستدلال به عليها وهكذا حال البجلي والغازي لانهما من
المجهولين فلا يتمسك بروايتهما لاسيما في باب العقائد واما قوله وبالجملة فقد
استسعد بروايته هذا الحديث المجود عن الامام الهمام ابي الحسن على الرضى مسلسلا
عن ابائه من جهته اهل بيته وتبعته جلة جماعته من حفاظ اهل السنة والجماعة
ولله المنة على الصناعة فباطل كل البطلان ومغالطة عظيمة للمومنين في هذا
الشان لان هذا الحديث ليس بمجود وانما المجود هو الحديث الاول كما نقلناه
من الصواعق وهو المتواتر ايضا استسعد بروايته الحفاظ محمد بن اسلم الطوسي
وابو زرعة الرازي واستفاد منه خلق كثير لايحصى عددهم من المحدثين في ذلك
الزمان واما حديث الهروى هذا فهو موضوع من جهته ومخالف للمتواتر
من الحديث والقرآن ولهذا ترك كل من يتمسك بقولهم في هذا الشان
وامقرراوه فبينوا فساده من جهته الهروى وكونه موضوعا منه فبئست
الصناعة صناعة المصنف ولو كان من الاتقياء لتبرأ كل التبرأ من هذا الصنيع الفظيع

اور امام مالکؒ کا قول ہے جبکہ اون سے اشہب نے رافضیون کا حال پوچھا تو کہا کہ نہ تو اون سے بات کرو اور نہ اون سے روایت کرو اور حسن نے کہا ہے مت ابتدا سے کلام کرو اہل ہوی سے اور نہ حدیث سنو اون سے اور ابن سیرین کا قول ہے کہ پہلے اسناد کی تحقیق نہین کیجاتی تھی جب تک کہ فتنہ واقع ہوا پھر جبکہ واقع ہوگیا تو علماء نے جس کو اہل سنت دیکھا اوس کی حدیث کو لے لیا اور جس کو بدعتی دیکھا اوس کی حدیث کو چھوڑ دیا اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے (کہ اخیر زمانہ مین ایک قوم ظاہر ہوگی جن کا نام روافض ہوگا چھوڑ دین گے وہ لوگ دین اسلام کو) اور اس باب مین اور بہت سی حدیثین و آثار صحابہ اور ثقہ لوگون کے اقوال ہین کہ جنکو ہم نے ترک کر دیا ہے طوالت کتاب کے خوف سے اور ہمارا اس قدر بیان عقلمندون کے واسطے کافی ہے اور جو کہ مصنف نے سیوطی کے اس قول سے تمسک کیا ہے (ومثل ھذا یصلح للمتابعۃ) اس کے معنی یہ ہین کہ ایسا شخص متابعت کی صلاحیت رکھتا ہے اون احادیث کے لئے کہ جو فضائل اعمال مین وارد ہین اور لیکن عقائد مین پس ہرگز نہین اس لئے کہ عقائد مین حدیث متواتر کے سوا اصلا مفید نہین ہے اور نہ غیر متواتر مین عقائد کے لئے دلیل لانے کی صلاحیت ہے اور یہی حال ہے بجلی اور غازی کا اس لئے کہ یہ دونون مجہول الحال ہین پس ان کی روایت سے تمسک کرنا خاصکر باب عقائد مین جائز نہین اور لیکن مصنف کا یہ قول

(وبالجملۃ فقد استسعد بروایۃ ھذا الحدیث المجود عن الامام الھمام ابی الحسن علی الرضی مسلسلۃ عن آبائہ من جہتہ اھل بیتہ وتبعتہ جلۃ جماعۃ من حفاظ اھل السنۃ والجماعۃ وللہ المنۃ علی الصناعۃ)

محض بیدلیل ہے اور مسلمانون کو مغالطہ دینا ہے باب عقائد مین اس لئے کہ یہ حدیث مجود نہین ہے حدیث مجود تو حدیث الٰہی ہے جیسا کہ ہم صواعق سے نقل کر چکے ہین اور وہی معناً متواتر بھی ہے اوسکی روایت سے سعادت حاصل کی ہے دو حافظ حدیث محمد بن اسلم طوسی و ابو زرعہ رازی نے اور اوسکو لکھ لیا خلق کثیر نے محدثین سے ہر اوس زمانہ مین جنکی عدد کو ضبط کرنا دشوار ہے اور لیکن ہروی کی یہ حدیث پس ہروی کی جہت سے موضوع ہے اور حدیث متواتر و قرآن کی مخالف ہے اسوجہ سے فن حدیث کے ائمہ نے اسکو چھوڑ دیا ہے اور جب اوسکو روایت کیا تو ہروی کی جہت سے اسکا فساد و موضوع ہونا بیان کر دیا پس مصنف کی یہ بناوٹ نہایت بری ہے اور شعار علمائے اہل تقوی سے بعید ہے —

وللہ المنۃ ومنہ العصمۃ واما قولہ ولا یضر کون بعض الرواۃ عن الامام محل الکلام لکون
اخرین ثقات الانام من الاعلام فلا یخلو ایضا من تغلیط وتمویہ لان المتبادر من
قولہ بعض الرواۃ عن الامام ہم الذین رووہ عنہ بلا واسطۃ وما رواہ عنہ بلا
واسطۃ الھروی وھو محل الکلام قطعا کما مر واما غیر الھروی فانما رواہ من
الھروی وقد قال الدار قطنی فیہ انہ سرقہ من الھروی فکیف یصدق
قولہ لکون اخرین ثقات الانام من الاعلام علیہ لکونہ من السارقین فی باب الدین
وما استشھد بہ علیہ من تخارج الھیثم بن عبد اللہ وعلی بن الازھر السرخسی لھذا
الحدیث عن الامام علی الرضی ومحمد بن صدقۃ ومحمد بن تمیم عن الامام الکاظم
فلا یصلح فساد حدیث الھروی لما ذکرہ ابن السبکی من ان الاربعۃ مجاھیل
وما استتبع بقول تمام فی الفوائد والعزاء لابی محمد ان فی فوائدہ فھو ایضا لا یخلو
عن شئ لان مجرد ذکر الروایۃ بدون ذکر الرواۃ صحتھا ومقبولیتھا لا یکفی للا
ستشھاد کما صرح بہ فی المقدمۃ منقولا عن التحفہ وما نقل بہ من روایۃ ابن
مردویہ فسندہ ضعیف کما صرح بہ السیوطی فلیراجع واما قولہ بالجملۃ فا
الحدیث لہ عن المولی علی المرتضی طرق جمۃ عند الائمۃ الجلۃ فنقول فی جوابہ ان
کلھا مجروحۃ مطعونۃ بالوضع او المجہولیۃ او الضعف فلا تصلح للاعتبار والاستشھاد
والاستدلال بھا فی باب العقائد وکذا روایۃ الشیرازی والدیلمی عن عائشۃ
وروایۃ ابن الجوزی عن النبی فما سندھما ضعیف فلا تستدل بھما فی باب
العقائد وما اعترض بہ علی البیھقی فی قولہ وشاھد ھذا الحدیث ما انبا
ابو نصر ابن قتادۃ بسندہ عن ابی قتادۃ من شھد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ
فذل بھا لسانہ واطمان بھا قلبہ لم تطعمہ النار بقولہ قلت بل ھو شاھد الحدیث

اور تعالیٰ احسان سمجھے اور اوس کی طرف سے خطا سے حفاظت ہے اور لیکن مصنف کا قول (وقولہ بعض روات
بعض الرواة عن الامام عن الکاظم لکون آخرین ثقات الائمة من الاعلام) یہ قول بھی
مغالطہ دہی و بناوٹ سے خالی نہیں ہے اس لئے کہ اوس کے قول بعض الرواة عن الامام سے مراد وہ لوگ
ہین کہ جن کی روایت امام سے بالواسطہ ہے اور بلاواسطہ اور اس حدیث کا امام علی رضا سے بجز ہروی کے
کوئی نہیں ہے اور وہ قطعا محل کلام ہے جیسا کہ گذر چکا اور لیکن غیر ہروی پس اون کی روایت ہروی
ہی سے ہے اور دارقطنی نے اوس کے باب مین کہدیا ہے کہ اوس نے اس حدیث کو ہروی سے سرقہ
کیا ہے پھر کیونکر صادق آئے گا مصنف کا قول (لکون آخرین ثقات الائمة من الاعلام) غیر ہروی
پر۔ کیونکہ وہ باب دین مین سرقہ کرنے والوں مین سے ہے اور جو کہ اس حدیث کے لئے مصنف نے استشہا
کیا ہے ہیثم بن عبد اللہ و علی بن ازہر سرخسی و محمد بن صدقہ و محمد بن تمیم کی حدیثوں سے پس اس سے ہروی کی
حدیث کا ضعف مرتفع نہیں ہو سکتا ہے اس لئے کہ ابن سبکی نے کہا ہے کہ یہ چارون مجہول الحال ہین اور جو کہ تمام
قول کو اور ابو عمر عثمان کے منسوب کرنے کو فوائد مین تابع بنایا ہے یہ بھی تلبیس سے خالی نہیں ہے اس لئے کہ مجرد روایت
کو ذکر کرنا بدون ذکر کرنے راوی کے اوسکی صحت و مقبولیت کو استشہاد کیلئے کفایت نہین کرتا ہے جیسا کہ مقدمہ
مین تحفہ کی عبارت سے اس کی تصریح ہو چکی ہے اور جو کہ ابن مردویہ کی روایت کو نقل کیا ہے پس اوسکی سند ضعیف ہے
جیسا کہ سیوطی نے اوسکی تصریح کی ہے پس محل سیوطی کیطرف رجوع کیا جائے اور لیکن مصنف کا قول (وبالجملة فالحديث له عن الرضا
علی المرتضی طرق جمة عند الائمة الحفاظ) ہم اسکے جواب مین کہتے ہین کہ وہ سب طرق مجروح و مطعون ہین ساتھ وضع حدیث کے یا مجہول
ہونے کے یا ضعف کے پس اعتبار و استشہاد و استدلال کے قابل نہیں ہین باب عقائد مین اور اسیطرح شیرازی و دیلمی کی روایت مرفوع
عائشہ صدیقہ سے اور ابن جوزی کی روایت مرفوع حضرت انس سے ان دونوں کی سند ضعیف ہے پس باب عقائد مین یہ کافی دلیل
نہ ہوگی اور جو کہ مصنف نے بیہقی پر اعتراض کیا ہے اسکے اس قول مین (وشاهده الحديث الذي انا ابو نصر بن قتادة بسنده عن
علی مرفوعا من شهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله يعني بهما لسانه واطمان بهما قلبه لم تطعمه النار) ۔ اپنے اس
قول سے (قلت بل هو شاهد الحديث الاتي في فرض الايمان الاعمل

الوقفي في فرض الايمان الاجمل فالجمل فتامل انتهى فانما يتوجه عليه لو استشهد
البيهقي به على حديث الهروي وليس كذلك بل هو استشهاد ومنه على
الحديث الاول الذي رواه الحافظان ابو زرعة ومحمد بن اسلم لانه المقبول عند
اهل السنة والذي رواه ابو الصلت متروك من جهته فلا يستدل به
ولا يستشهد عليه عندهم فالنسبة الى البيهقي بالاستشهاد على حديث
الهروي لهذا الحديث والاعتراض عليه بعدم صحته بناء للفاسد
على الفاسد فتفكروا واما قوله ومع هذا كله فقيل الدارقطني وذكروا به
الهروي له وهو متهم بوضعه لم يحدث به الا من سرقه منه فهو ابتلى به
في حديث وقيل ابن الجوزي موضوع كلاهما مما لا يعول عليه ولا
يلتفت اليه انتهى فهو دليل على جارته على الائمة وجرأته على الاجلة
ومر ابطاله منا في ابتداء هذا الرد فليذكر واما قوله وكذا في ابن السبكي
هنا فقصر لما اغتر بما ذكر في الهروي واقتصر السخاوي على روايته ابن ماجة
وحكم ابن الجوزي وقصته رواية الامام له نيسابور عند الديلمي بلا سند
وكل ذلك قصور في الغوص انتهى فاقول بتوفيق الله تعالى وعونه انه ليس كما
قال المصنف بل هو يدل على كمال غوصهم في الروايات وجلالة غورهم في
احوال الرواة وعلى انهما قد نزل الناس على منازلهم حيث تشبثا بالمقبول وتركا
المردود والمجهول واعتمد على اقوال ائمة الفن في باب الذين واعرضا عن ماروي
عن المردودين او المجهولين والعجب من المصنف انه مع علمه بهذه الاقاويل و
دعواه بانه من اهل السنة كيف يعترض على ائمتهم واجلتهم في الدرايته او الروايت
وكيف يتمسك باقوال المردودة التي صدرت من الرواة المجروحة وكيف يفتري

فالجهل فاحش (انتهى) پس یہ اعتراض بیہقی پر جب متوجہ ہوتا کہ جب وہ اس قول سے ہروی کی حدیث
پر شاہد لاتا اور ایسا نہین ہے بلکہ اس قول مین استشہاد ہے حدیث الہی پر جس کے راوی دو حافظ
ابو فرحد و محمد بن اسلم ہین کیونکہ اہل سنت کے یہان وہی حدیث مقبول ہے اور ہروی کی حدیث بہت
ہروی متروک ہے تو اوس کو دلیل بنایا جاتا ہے اور نہ اوس پر شاہد لایا جاتا ہے اہل سنت کے نزدیک
پس بیہقی کی طرف حدیث ہروی کے لئے شاہد بنانے کی نسبت کرنا اور پھر عدم صلاحیت استشہاد بہا
کا اوس پر اعتراض کرنا بناے فاسد علی الفاسد ہے اس کو سمجھ لے اور لیکن قول مصنف کا (وضع هذا
كله فقيل الدارقطنى وذكر رواية الهروى له وهو متهم بوضعه لم يحدث به
الا من سرقه منه فهو الابتداء في هذا الحديث وقال ابن الجوزى موضوع
كلاهما مما لا يعول عليه ولا يلتفت اليه انتهى) پس یہ دلیل ہے مصنف کے بیباک ہونے
اور دلیری کرنے کی ائمہ و اکابر دین پر اور اس کا بطلان تو ہم اس رد کے شروع مین کر چکے ہین پس
وہان دیکھ لیا جاے اور لیکن مصنف کا قول (ولكن اقتصر ابن السبكى لما اغتر بما ذكر في الهروى
واقتصر السخاوى في المقاصد الحسنة على رواية ابن ماجة وحكم ابن الجوزى في قصة
رواية الامام لا نفيسا بوضعه الديلمى بلا سند وكل ذلك في الغثوه انتهى) پس مین کہتا ہون خدا
کی توفیق و مدد سے کہ امر مذکور ایسا نہین ہے کہ جیسا مصنف نے کہا ہے بلکہ اس سے اون کا کمال علمی روایا تمین
اور اون کی جلالت شان احوال رواۃ مین ثابت ہے اور یہ کہ وہ دونون لوگون کو اون کے مراتب مین رکھتے تھے
اس لئے کہ ان دونو نے مقبول حدیث کو دستاویز بنایا اور مردود و مجہول چھوڑ دیا اور دین کے باب مین ائمہ فن کے
اقوال پر اعتماد کیا ہے اور مردود و مجہول اشخاص کے مرویات سے اعتراض کیا ہے اور تعجب تو مصنف سے ہے کہ وہ ان
اقوال کا علم کہتا ہے اور اہل سنت مین اپنے داخل ہونے کا دعوے کرتا ہے پھر کیونکر اہل سنت کی ائمہ و اکابر پر درایت
یا روایت مین اعتراض کرتا ہے اور کیونکر دستاویز بناتا ہے ان مردود اقوال کو کہ جو
مجروح راویون سے صادر ہوئے ہین اور کس طرح یہ افترا و کذب

ويكذب على اهل بيت النبوة ويخترع بعض الاقوال المردودة اللهم فالى الله المشتكى من صنيع هذا المفترى وجسارته وفضيحة هذا المدعى وجراءته واما تمسكه بايراد السيوطى حديث الهروى فى الجامع الصغير برواية ابن ماجة والطبرانى مع رمزه اياه بالضعف فمما يضحك الطلبة فضلا عن الكملة وايضا سقط به تمسكه بما نقله عن الدرر المنتثرة واللآلى المصنوعة للسيوطى لان غايته ما يفهم من هذين الكتابين له ان حديث الهروى عنده ليس بموضوع ولكنه لا يخلو عن الضعف لا يتمسك به فى العقائد فبطل ما رامه المصنف من هذه النقول من الاحتجاج وكسد متاعه الفاسد فى سوق الناقدين وما راج واما قوله وقال ابن الجزرى فى اسنى المطالب فى حديث الهروى حديث حسن اللفظ والمعنى رجال اسناده ثقات غير الهروى وهو خادم الامام الرضى فانهم ضعفوه مع صلاحه انتهى فلا يفيده لان هذا القول مصرح بان الهروى غير ثقة لان المحدثين ضعفوه وما رواه الضعيف فلا يعتبر ولا يعتد به واما قوله مع صلاحه فى الحقيقة منه لا فى الرواية يخالف تصريح المحدثين بوضع الهروى وكذبه لان الصلاح فى الشرع ضد الفسق والفسق هو المعصية فى العمل دون الاعتقاد لانه داخل فى البدعة والبدعة اعتقاد الامر المحدث الذى لم يوجد فى القرون الثلاثة على خلاف ما عرف فى الدين كما فى فقه اهل السنة والهروى مع كونه شيعيا كيف يراد صلاحه الشرعى لان التشيع ابتداء فى الاعتقاد العصمة الائمة وبغض الشيخين والخصوصات فى العقائد المعلومة ولما لم يجتمع الصلاح مع الفسق فكيف يجتمع مع الابتداع الذى هو اعلى من الفسق وقوله وقد روى ايضا

کرتا ہے اہل بیت نبوت اور اون کے اامون پر اقوال مردوہ کی نسبت کرتے ہین اون کی طرف - پس خدا ہی
کے سامنے ہماری شکایت ہے اس افترا پردازی کی حرکت اور اس مدعی کی جسارت وفضیحت وجرأت کے باہین
اور لیکن دلیل لانا مصنف کا اس امر کو کہ سیوطی نے ہروی کی حدیث کو ابن ماجہ وطبرانی کی روایت سے جامع صغیر
مین نقل کیا ہے اور اوس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے - پس کاملین تو کجا طالب العلمون کو اسپر
ہنسی آتی ہے اور نیز قول سیوطی سے ساقط ہو گیا تمسک کرنا مصنف کا اس کلام سے کہ جس کو
مصنف نے درر منتشرہ ولآلی مصنوعہ مولفہ سیوطی سے نقل کیا ہے اس لئے کہ غایت کلام ان دونو
کتب سیوطی سے اسی قدر مفہوم ہے کہ حدیث ہروی سیوطی کے نزدیک موضوع نہین ہے اور لیکن
حدیث ہروی ضعف سے خالی نہین ہے اور ضعیف سے عقائد مین تمسک جایز نہین پس مصنف کا جو مقصد
ان نقول سے تہا باطل ہو گیا اور اوس کی متاع فاسد جانچنیوالون کے بازار مین کاسد ہو گئی اور رائج نہوئی
اور لیکن مصنف کا قول (وقال ابن الجزری فی اسنی المطالب فی حدیث الہروی حدیث
حسن اللفظ والمعانی رجال اسنادہ ثقات غیر الہروی وہو خادم الامام الرضی فانہم ضعفوہ
مع صلاحہ انتہی) پس مصنف کو مفید نہین ہے اس وجہ سے کہ اس قول مین صراحت ہے اس امر کی کہ ہروی
غیر ثقہ ہے کیونکہ محدثین نے اسکو ضعیف کہا ہے اور ضعیف کی روایت غیر معتبر وغیر معتد بہ ہے رہا قول ابن جزری کا
مع صلاحہ اس سے مراد خدمت کی صلاحیت ہی نہ کہ صلاحیت فی الروایت تا کہ محدثین کی تصریح سے مخالفت نہ لازم
آئے جنہون نے ہروی کی حدیث وضع کرنے اور کذب فی الروایۃ مین فرمائی ہے اس لئے کہ شرع مین صلاح ضد ہے
فسق کا اور فسق نام ہے عمل مین معصیت کرنیکا نہ کہ اعتقاد مین اس لئے کہ معصیت فی الاعتقاد بدعت مین داخل ہے
بدعت اعتقاد کرنا ہے جدید امر کا کہ جس کا وجود قرون ثلاثہ مین نہ ہوا اور مخالف ہو دین کے متعارف امر سے جیسا کہ فقہ اہل بیت
مین مذکور ہے اور ہروی جبکہ شیعی ہے تو اسکی صلاح سے مراد صلاح شرعی کیونکر ہو سکتی ہے اس لئے کہ تشیع بدعت کا لازمہ ہے
اعتقاد مین اماموں کی معصوم ہونیکے باب مین اور شیخین سے بغض رکھنے اور اماموں کو عدد معین مین منحصر جاننے مین اور جبکہ فسق کہیں
صلاح کا اجتماع نہین تاہم یہی پس ابتداء کیا تہ کیونکر جمع ہو گی کہ جو فسق سے بڑہکر ہے اور مصنف کا یہ قول زدنا علی ذوی الفضائل

عن مالک وحماد بن زید روی عنہ احمد بن ابی خیثمۃ وعبد اللہ بن احمد وجماعۃ
اقول ہذا ایضا لا یدفع الفساد ولا یفید المراد لان الہروی لما کان متہما بکذب بہ علی
الامام موسی الرضی الذی ہو اعلی وافضل من الامام مالک وغیرہ فکیف
تومن غائلتہ فیمن ہو ادون منہ کالامام مالک وحماد بن زید
وغیرہما واما الذین رووا عن الہروی کابن ابی خیثمہ وعبد اللہ بن احمد
وغیرہما فروایتہم مسروقۃ من الہروی کما صرح بہ الدارقطنی امام فن الجرح
والتعدیل وقولہ ولکن تابعہ علی روایتہ ہذا الحدیث عن الرضی محمد بن اسلم
فذکرہ عن البیہقی فی الشعب قال فخرج ابو الصلت من عہدتہ انتہی اقول
بتوفیق اللہ تعالی وعونہ ہذا النقل یوہن کید المصنف ونقشی شیدہ لانہ صریح
فی ان مخرج ہذا الحدیث ہو ابو الصلت لا غیر ومحمد بن اسلم انما ہو تابع لہ
وان کان تبعیتہ للہروی غیر ثابت علی الوضع والمصنف قد خالف ہذا النقل
عمدا ترویجا لہذا الحدیث حیث جعلہ حدیثا مجوداً فی صدر الاستدلال
وجعل محمد بن اسلم مخرجا لہ والہروی تابعا لہ وہذا کید عظیم لا یعرفہ
الا العریف وخروج الہروی عن عہدۃ ہذا الحدیث انما یثبت اذا ثبت
تخریج محمد بن اسلم لہذا الحدیث وہو بعد غیر ثابت قال وقولہ سلام اللہ علیہ
ولمولہ معرفۃ بالقلب ای بالالوہۃ للرب والنبوۃ لرسولہ بما اوجب ولاحمد
فی المسند عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الاسلام ان یسلم
قلبک وان یسلم المسلمون من لسانک ویدک قیل فای الاسلام
افضل قال الایمان قیل ما الایمان قال ان تومن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والبعث
بعد الموت قیل فای الایمان افضل قال الہجرۃ قیل ما الہجرۃ قال ان تہجر السوء قیل

عن مالک و حماد بن زید و روی عنہ احمد بن ابی خیثمۃ و عبد اللہ بن احمد و جماعتہ
انتہی۔ مین کہتا ہون کہ یہ قول ہی استدلال مصنف کے فساد کو دفع نہین کرتا ہے اور نہ مفید مراد ہے اس لئے
کہ ہروی پر جبکہ امام علی رضاؑ سے روایت کرتے ہین کاذب ہونے کی تہمت ہے کہ جو امام مالکؒ وغیرہ سے
اعلی و افضل ہین پھر اوس کی آمیزش تشیع کیونکر امن ہو سکتا ہے ان لوگون کے باب مین جو امام علی رضاؑ سے
کم درجہ مین ہین مثل امام مالک و حماد بن زید وغیرہ کے اور لیکن جنہون نے ہروی سے روایت کی ہے جیسے ابن
ابی خیثمہ و عبد اللہ بن احمد وغیرہ ہیں اون کی روایت تبری کی گئی ہے ہروی سے جیسا کہ دارقطنی فن جرح و تعدیل
کے امام نے اس کی تصریح کی ہے اور مصنف کا قول (و لکن تابعہ روایۃ ہذا الحدیث عن الرضی محمد
بن اسلم فذکرہ عن البیہقی فی الشعب قال تفرج ابو الصلت من جہدتہ انتہی) مین کہتا ہون
خدا تعالی کی توفیق و مدد سے کہ یہ نقل مصنف کے کید کو کمزور کرتی ہے اور اوسکے مکر کو ظاہر کر رہی ہے اس لئے کہ اس مین
صراحت ہے اس امر کی کہ اس حدیث کا اصل راوی ابو الصلت ہے اور محمد بن اسلم اوس کا تابع ہے اگرچہ اس کا ابن
اوسکا تابع ہونا قول اصح پر ثابت نہین ہے اور مصنف نے جان بوجھکر اس نقل کا خلاف کیا ہے اس حدیث کو رواج
دینے کیواسطے اس طرح پر کہ اس کو استدلال کے شروع مین حدیث مجود قرار دیا اور محمد بن اسلم کو اس کا اصل راوی
قرار دیا اور ہروی کو اوس کا تابع بنایا اور یہ ایک بڑا مکر ہے کہ جس کو بڑا ماہر حدیث جانتا ہے اور ہروی کا اس حدیث کی
ذمہ داری سے خارج ہونا جب ثابت ہوگا کہ جب محمد بن اسلم کا اصل راوی اس حدیث کا ہونا ثابت ہو جائے اور یہ امر
ہنوز غیر ثابت ہے (کہا مصنف نے) اور قول حضرت صلعم کا بیچ ساول سے یعنی خدا کی الوہیت اور رسول کی نبوت
کو ساتھ ضروریات دین کے اور امام احمد کی روایت سے مسند مین حضرت علیؓ سے کہ کہا انھون نے فرمایا رسول خدا صلعم نے اسلام
یہ ہے کہ تیرا دل مان لیوے اور یہ کہ مسلمان تیرے دست و زبان سے سلامت رہین پوچھا گیا کہ کون سا اسلام افضل ہے
فرمایا کہ ایمان۔ پوچھا گیا کہ ایمان کیا شئے ہے۔ فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو اعتقاد رکھے اللہ پر اور اوسکے
فرشتون پر اور اوس کی کتابون پر اور اوسکے رسولون پر اور مرنیکے بعد اٹھنے پر۔ پوچھا گیا پس کون سا
ایمان افضل ہے۔ فرمایا کہ ہجرت۔ پوچھا گیا کہ ہجرت کیا شئی ہے۔ فرمایا کہ ہجرت یہ ہے کہ تو بدی چھوڑ دے۔ پوچھا گیا

فای الهجرت افضل قال الجهاد الحدیث ولاحمد والطبرانی فی الکبیر بسند ثقات
عن عمرو بن عبسة نحوه وهذه فی الایمان والاسلام والهجرة وجهته من الشریعة
والعبد النزاق وابن ابی شیبة ورسته فی الایمان واللالکائی فی السنة والبیهقی
فی الشعب وابن عساکر عن محمد بن عدی قال حدثنا علی بن ابی طالب ان الهوی
نصف الایمان وابی ظاهر هذه الاحادیث والآثار عن اهل البیت الاطهار
ونحوها ذهب اصحاب الحدیث ومالك والشافعی واحمد والاوزاعی
کما ذهب اهل البیت ان العمل داخل فی الایمان الا انه لا یزول اصل الایمان
بزوال العمل کما لا یزول اصل الشجر بزوال الفروع والثمر والرجل لا یخرج عن نوعه
بقطع الایدی والارجل فالمعنی بالایمان فیهما هو الایمان الکامل الذی من
یفتقر یعد الاتیان به الی ان یعذر عن صاحبه وهو المقرون بالاسلام دون
المجرد عنه وقوله وهو یزید وینقص ای فی الاوصاف الثلثة فالزائد فیها الایمان
الخاصه والناقص ایمان العامته اما فی المعرفته والتصدیق فمن جهته القرات
والحلاوة لا اصل التصدیق فانه ان نقص کان شکا مخرجا من الایمان فاما
فی الاقرار فانه احیف القتل ان اقر بالایمان ظم تقیه فهو ناقص وان اقر فهو لا
الزائد الکامل واما فی العمل بالارکان فلا یحتاج الی البیان ومما یشید ما ذکرنا
ماعن المولی المرتضی قال کانت السورة اذا انزلت علی عهد رسول الله صلی الله
علیه وآله وسلم او الآیته او اکثر زادت المومنین ایمانا وخشوعا ونهیهم فانتهوا
اخرجه محمد بن اسمعیل الوراق فی امالیه والعسکری فی المواعظ وابن مردویه
فی تفسیره وسند حسن قاله السیوطی وکذا الحدیث الالهی المسلسل
بالائمة العشرة الاکمل فی فضل الایمان اتمام ومناظ ظاهر فی عدم دخول العمل

پس کونسی ہجرت افضل ہے فرمایا کہ جہاد (آخر حدیث تک) اور احمد اور طبرانی کی روایت ہے کہ جس مین ثقہ راویون کی سند کے ساتھ عمرو بن عبسہ سے مثل حدیث مذکور کے اور یہہ ایمان و اسلام مین اور ہجرت کے باب مین ایک شرعی طریقہ ہے اور عبدالرزاق و ابن ابی شیبہ و رستہ کی روایت ہے ایمان مین اور لالکائی کی روایت ہے سنت مین اور بیہقی کی روایت ہے شعب مین اور ابن عساکر کی روایت ہے حجر بن عدی سے کہا اوس نے کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابی طالب نے کہ پاکی کرنا نصف ایمان ہے اور ان احادیث و آثار اہل بیت اطہار اور انکی مثال کے ظاہر معانی کی طرف محدثین و مالک و شافعی و احمد و اوزاعی کا مذہب ہے مثل مذہب اہل بیت کے اس مسئلہ مین کہ عمل ایمان مین داخل ہے مگر زوال عمل سے اصل ایمان زائل نہین ہوتا جیسا کہ شاخون اور ثمر کے زوال سے اصل درخت کا زوال نہین ہوتا ہے اور ہاتھ پیر کاٹنے سے انسان اپنی نوع سے خارج نہین ہوتا ہے پس ان احادیث مین ایمان سے مراد ایمان کامل ہے کہ جس کے حاصل کرنے کے بعد مومن کو حذر کرنے کی حاجت نہین ہوتی اور وہ ایسا ایمان ہے کہ اسلام سے ملا ہوا ہے نہ وہ ایمان کہ اسلام سے مجرد ہے اور قول حضرت کا (اور ایمان گہٹتا بڑہتا ہے) یعنی تینون اوصاف مذکورہ مین پس اوصاف ثلثہ مین بڑہنے والا خاصہ کا ایمان ہے (یعنے شیعون کا) اور کم ہونے والا عامہ کا ایمان ہے (یعنے سنیون کا) لیکن معرفت و تصدیق مین پس باعتبار ثمرات و حلاوت کے نہ باعتبار اصل تصدیق کے اسلئے کہ اگر اصل تصدیق گہٹ جاسے تو وہ شک ہوجائیگا جو ایمان سے نکالدیتا تہا اور لیکن اقرار مین پس جب کہ قتل سے ڈرایا جاسے اگر ایمان کا اقرار کرے پس اقرار نہ کیا تو وہ ناقص ہے اور اگر اقرار کرلیا تو وہ ایمان نایکامل ہے اور لیکن عمل بالارکان کے اعتبار سے پس اوسکے لئے بیان کی حاجت نہین ہے اور منجملہ ان دلائل کے جو ہمارے اس دعوے کو قوی کرتی ہین وہ حدیث ہے کہ جو موسیٰ مرتضی سے مروی ہے کہا انہون نے کہ حضرت کے زمانہ مین جب کوئی سورت یا آیت زیادہ نازل ہوتی تو ایمان و خشوع مومنونکا زیادہ ہوجاتا تہا اور وہ سورت و آیت اُن کو ممنوعات سے روکتی تہی روایت کیا اسکو محمد بن اسمٰعیل وراق نے امالی مین اور عسکری نے مواعظ مین اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر مین اوسکی سند حسن ہے بیان کیا اسکو سیوطی نے اور اسیطرح حدیث الہی جو دین الیوم کامل کیا تھا مسلسل اصل ایمان مین جبرئیل داخل ہونیکی طرف ناظر و ظاہر ہے

فی اصل الایمان وسیروی ان شاء الله تعالی اقول بتوفیق الله تعالی وعونه لما فرغ عن سرد الادلة علی اثبات دعواهم وبیان طرقها وتعدیل رواتها شرع فی بیان بعض معانیها وما یترتب علی ذلک فی زعمه وقد بینا ان الادلة بعضها غیر مثبت للدعواه وبعضها غیر ثابت بنفسه فکیف یثبت به مدعاه والان نبین ما فی هذا القول من الفساد ونکشف الغطاء عن وجه ما حکم به علی ما تقدم وما اراد ویعلم قبل بیان المقصود ان لفظ العامة والخاصة مما اصطلح علیه محمد بن نعمان الذی کان فی المائة الثانیة فی زمان الخلیفة المهدی ویکنی بابی جعفر الاحول ویلقب بالشیطان الطاق والشیعة تقول له المومن الطاق فانه قد اخترع المذهب النعمانیة وصنف لاثباته کتبا منها افعل لم فعلت ومنها افعل لا تفعل وذکر فی بعضها ان المذاهب اربعة القدریه والخوارج والعامة والخاصة واراد بالعامة اهل السنة وبالخاصة الشیعة واثبت النجاة للخاصة دون من سواها کما ذکرنا فی المقدمة نقلا عن الملل والنحل وما سلک المصنف مسلکه فی هذا الاصطلاح نبه اولا علی هذا الاصطلاح حیث قال فی صفحه (٦) حیث تسموا بالشیعة والخاصة وسموا اهل السنة بالعامة. ثم جری علی هذا الاصطلاح ثانیا حیث قال فی صفحه (٣٠) وهو فقه العلم والایمان العامة یستوی فیه الخاصة والعامة ثم فضل الخاصة علی العامة بالاصطلاح المذکور ثالثا حیث قال فی صفحة (٣٣) فالزائد فیهما ایمان الخاصة والناقص ایمان العامة وعین المراد ان الشیعة عنده اکمل ایمانا من اهل السنة وهو المعنی من تجدیده للدین وکونه من المجددین من بین المسلمین اذ تمهد هذا فلنشرع فی جواب ما قاله فی قوله هذا ما قوله وقوله سلام الله علیه وطوله لیس علی ما ینبغی الطول

اور وہ عنقریب روایت کیجائیگی۔ اگر خدا نے چاہا۔ مین کہتا ہون خدا کی توفیق اور اوس کی مدد سے کہ ہر گاہ مصنف فارغ ہوا بیان دلائل سے اپنے دعوے پر اور اون سے طرق و تعدیل رواۃ کے بیان سے شروع کیا اون کے بعض معانی اور احکام کے بیان مین جو مصنف کے زعم مین تھے اور ہم بیان کر چکے ہین کہ بعض دلائل مصنف کے اوس کے دعوے کو ثابت نہین کرتے ہین اور بعض اون مین سے بذات خود ثابت نہین ہین پھر اون سے مصنف کا دعوے کیونکر ثابت ہو سکتا ہے اور اب ہم مصنف کے اس قول کا فساد بیان کرتے ہین اور جس وجہ سے مصنف نے ماتقدم پر حکم لگایا ہے اور جو کچھ مراد لیا ہے اوس کے چہرے سے پردہ کھولدیتے ہین اور بیان مقصود سے پہلے جاننا چاہیئے کہ لفظ عامہ و خاصہ محمد بن نعمان کے مصطلحات سے ہے جو کہ دوسری صدی مین خلیفہ مہدی کے زمانہ مین تھا اور اوس کی کنیت ابو جعفر احول ہے اور لقب اوس کا شیطان طاق ہے اور شیعہ اوس کو مومن طاق کہتے ہین پس اوس نے مذہب نعمانیہ کو اختراع کیا اور اوس کے اثبات کیلئے چند کتب تصنیف کی ایک اون مین سے (افعل لم فعلت ہی) اور ایک کا نام (افعل لا تفعل ہے) اور اپنی اون بعض کتب مین ذکر کیا کہ اصل مذہب چار ہین قدریہ و خوارج و عامہ و خاصہ اور عامہ سے اہل سنت کو ارادہ کیا اور خاصہ سے شیعہ کو اور نجات خاصہ کے واسطے ثابت کی اور بس جیسا کہ ہم نے اس کو مقدمہ مین ملل و نحل سے نقل کیا ہے اور چونکہ اس اصطلاح مین مصنف نے شیطان طاق کا مسلک اختیار کیا ہے لہذا پہلے اس اصطلاح کی طرف تنبیہ کی صفحہ (۶) مین اور کہا (حیث تسموا بالشیعۃ والخاصۃ وسموا اھل السنۃ بالعامۃ) پھر دوسری مرتبہ اسی اصطلاح پر چلا صفحہ (۲۰) مین اور کہا (وھو فقہ العلم والایمان العامۃ یستوی فیہ الخاصۃ والعامۃ) پھر تیسری مرتبہ اسی اصطلاح کے مطابق خاصہ کو عامہ پر فضیلت دی صفحہ (۳۲) مین اور کہا (فالزائد فیھا ایمان الخاصۃ والناقص ایمان العامۃ) اور اس حکم سے ظاہر ہوگیا کہ مصنف کے نزدیک ایمان مین شیعہ اکمل ہین سنیون سے اور یہی مطلب ہے مصنف کا دین کی تجدید سے اور مسلمانون مین محدثیت سے۔ جب یہ تمہید ہو چکی تو اب ہم کو چاہئے کہ جو کچھ مصنف نے اس قول مین کہا ہے اسکا جواب شروع کرین لیکن قول مصنف کا (وقولہ سلام اللہ علیہ وطولہ) عربیت کے خلاف ہے اس لئے کہ طول

فی هذا القول معطوف علی السلام وعلیه فی محل الخبر فلزم ان یکون الطول ایضا نازلاً علیه کالسلام لان وهذا اغلط فاحش لان الطول وهو القدرة صفة لازمة لذات الله تعالی لا تتعدی منه الی غیره تعالی فکیف یصح ان یقال طول الله علیه کما لا یصح ان یقال حیوة الله علیه وعلم الله علیه وقدرة الله علیه واما قوله معرفته بالقلب ای بالالوهیة للرب والنبوة لرسوله بما اوجب فهو ایضا لا یخلو عن الفساد لان المتبادر من تفسیره ان یکون تفسیر القوله بالقلب والباء فیه للاستعانة کما یقال فی رأیت بالعین وسمعت بالاذن والباء فی قوله بالالوهیة انما هی للصلة فلزم التغایر بین المفسر والمفسر به وهو غیر جائز وان اراد به تفسیر مفعول المعرفة المحذوف من نظم الکلام فهو ایضا لا یخلو عن قبح لان المعرفة لا یتعدی بالباء بل هی متعدیة بنفسها کما فی من عرف نفسه فقد عرف ربه وفی عرفت ربی بفسخ العزائم وایضا قوله بما اوجب المتبادر منه انه متعلق بالنبوة والباء فیه للصلة وهو لا یصح لان النبوة صفة لازمة للنبی غیر متعدیة بالباء و لا بغیرها وغلاته من هذا القبیل کثیرة فی هذا الکتاب فدن صفحنا عنها خوفا للاطناب ولنشرع الی جواب مقصود الکتاب والله الهادی الی الحق والموفق للصواب واما قوله ولاحمد فی المسند عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم الاسلام ان یسلم قلبک وان یسلم المسلمون من لسانک ویدک الی آخر الحدیث ان اراد منه ان الاشیاء المذکورة فی هذا الحدیث اجزاء وارکان للاسلام والایمان والهجرة کما هو المتبادر من ایراده هذا الحدیث فی هذا الباب فهو ممنوع لان سلامة القلب من السوء وسلامة المسلمین من ید المسلم ولسانه انما هی من نتائج الاسلام وامارته لا من ارکانه

اس قول مین سلام پر معطوف ہے اور علیہ محل خبر مین ہے پس لازم ہوا کہ طول بھی مثل سلام کے نازل ہوا اور یہ کھلی غلطی ہے کیونکہ طول قدرت کا نام ہے ایک ایسی صفت ہے کہ ذات الٰہی کو لازم ہے اور غیر کی طرف متعدی نہین ہوتی ہے پس طول اللہ علیہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے جیسا کہ حیواۃ اللہ علیہ و علم اللہ علیہ و قدرۃ اللہ علیہ کہنا صحیح نہین ہے اور لیکن قول اوس کا معرفتہ بالقلب ای بالالوہتہ للرب والنبوۃ لرسو له بما وجب) پس یہ بھی فساد سے خالی نہین اس لئے کہ مصنف کی تفسیر سے متبادر یہ ہے کہ وہ بالقلب کی تفسیر ہے اور بالقلب مین بے استعانت کی ہے جیسا کہ رایت بالعین و سمعت بالاذن مین کہا جاتا ہے اور بے اوس کے قول بالالوہتہ مین صلہ کی ہے پس مفسر و مفسر مین غیریت لازم آگئی اور یہ ناجائز ہے اور اگر اس سے مراد مفعول معرفت کی تفسیر ہے جو نظم کلام سے محذوف ہے تو یہ بھی قباحت سے خالی نہین اس لئے کہ معرفت متعدی بے کے ساتھہ نہین ہے بلکہ بذات خود متعدی ہے جیسا کہ (من عرفہ نفسہ فقد عرف ربہ) مین بنفسہ متعدی ہے اور عرفت ربی بفسخ العزایم مین ہے اور نیز اوس کا قول بما وجب ظاہر بھی ہے کہ نبوت کے متعلق ہے اور بے اوسمین صلہ کی ہے اور یہ بھی صحیح نہین ہے اس لئے کہ نبوت نبی کی ایک صفت لازمہ ہے نہ بے کیساتھہ متعدی ہوتی ہے نہ غیر با کے ساتھہ اور اس قبیل کی غلطیان اس کتاب مین بہت ہین ہم نے طوالت کے خوف سے اون سے چشم پوشی کی ہے اور نیز ہماری نظر مقصود کتاب پر ہے اور خدا ہی امر حق کی طرف ہادی ہے اور صواب کی توفیق دینے والا ہے (قول مصنف کا) ولاحمد فی المسند عن علی قال قال رسول اللہ صلعم الاسلام ان یسلم قلبک وان یسلم المسلمون من لسانک ویدک تا آخر حدیث) اگر مصنف کی مراد اس قول سے یہ ہے کہ جو امور اس حدیث مین مذکور ہین اسلام و ایمان و ہجرت کے اجزا و ارکان ہین جیسا کہ اس حدیث کو اس باب مین لانے سے متبادر ہوتا ہے تو یہ امر غیر مسلم ہے اس لئے کہ دل کا سلامت رہنا بدی سے اور مسلمانون کا سلامت رہنا مسلمان کے دست و زبان سے ایمان کے نتائج و علامات سے ہے نہ کہ اجزا ے ایمان سے - ورنہ اس سے

والا لزم مخالفت الحديث الصحيح في الاسبال على حسن الحديث وان اراد منه غيره فلا يصح اتيانه به في هذا المقام وحمله عليه فيما بعد بقوله والى ظاهر هذه الاحاديث والآثار عن اهل البيت الاطهار واما استدلاله بحديث على رضى الله عنه ان الطهور نصف الايمان على جزئية الطهارة للايمان فليس بتام بل لا يكاد يصح لان المراد من الايمان في هذا الكلام الشريف المومن به والمراد من الطهارة طهارة القلب والمومن به قسمان العقائد الباطلة والعقائد الحقة فالطهارة من العقائد الباطلة نصف الايمان اى المومن به وكلام المصنف انما هو في الايمان بالمعنى المصدرى فايراده هذا في هذا الباب ايضًا غير صحيح واما قوله والى ظاهر هذه الاحاديث والآثار عن اهل البيت الاطهار ونحوها ذهب اصحاب الحديث ومالك والشافعي واحمد والاوزاعي كمذهب اهل البيت ان العمل داخل في الايمان فباطل كل البطلان وناش من سوء الفهم وقلة العرفان لان هذه الاحاديث والآثار متروكة عندهم لكون بعضها موضوعا وبعضها مجهولا وبعضها ضعيفًا عندهم فكيف يستدلون بظاهرها على جزئية العمل من الايمان وفي ايضًا هذا القول كيد عظيم وتشنيع فخيم لتحريفه العريف الماهر والظريف المشاهر انه يوهم الى ان القول بجزئية العمل من الايمان الصادر من بعض اجلة الائمة والمحدثين من اهل السنة انما هو بظاهر هذه الاحاديث والآثار ولما كان كذا فلزمهم ان يقولوا بجزئية المعرفة من الايمان ايضًا لان هذه الاحاديث كما تدل بظاهرها على جزئية العمل كذلك تدل اكثرها بجزئية المعرفة ايضًا وان لم يقولوا بجزئيتها منه لزم كونهم مصداقا لكريمة افتومنون ببعض الكتاب وتكفرون ببعض فلزمهم القول بجزئيتها ايضًا لا محالة وعلى هذا يلزم دخول اهل البيت الاطهار والاكثرين من اهل السنة الاخيار

حدیث صحیح (بنی الاسلام علی خمس الحدیث) کی مخالفت لازم آسکے گی اور اگر اس کا غیر مراد ہے تو اس حدیث کو اس باب مین لانا اور اسپر آسکے چلکر حکم لگانا اپنے اس قول سے (والی ظاهر هذه الاحادیث والآثار عن اهل البیت الاطهار) نادرست ہوگا اور لیکن مصنف کا دلیل لانا حدیث ان الطهور نصف الایمان سے طہارت کے جزو ایمان ہونے پر پس ناتمام ہے بلکہ قریب صحت نہین ہے اس لئے کہ اس حدیث مین ایمان سے مراد مومن بہ ہے اور طہارت سے مراد طہارت قلب ہے اور مومن بہ کی دو قسم ہین عقائد باطلہ و عقائد حقہ پس پاک کرنا دل کو عقائد باطلہ سے نصف ہے ایمان کا یعنے مومن بہ کا اور مصنف کا کلام ایمان مصدری مین تھا پس اس حدیث کو اس باب مین لانا بھی صحیح نہین ہے اور لیکن مصنف کا قول (والی ظاهر هذه الاحادیث والآثار عن اهل البیت الاطهار ونحوها) تا آخر پس محض بے اصل ہے اور سوء فہم و قلت عرفان سے ناشی ہے اس لئے کہ یہہ احادیث و آثار ائمہ مذکورین کے نزدیک متروک ہین اس لئے کہ بعض ان مین موضوع ہین اور بعض مجہول اور بعض اون کے نزدیک ضعیف ہین پھر وہ کیونکر ان کے ظاہر سے عمل کے جزو ایمان ہونے پر دلیل لائین گے اور نیز اس قول مین ایک بڑا مکر اور فریب عظیم ہے کہ جس کو بڑا عارف و ماہر بھی پاتا ہے اور وہ مکر یہ ہے کہ یہہ قول وہم دلاتا ہے کہ عمل کے جزو ہونے کا قول اہل سنت کے بعض ائمہ و اجلہ محدثین سے صادر ہوا ہے اور انہین احادیث و آثار کے ظاہری معنی پر مبنی ہے اور جبکہ ایسا ہے تو اون کو لازم ہے کہ معرفت کے جزو ایمان ہونے کے بھی قائل ہون اس لئے کہ احادیث جس طرح بظاہر عمل کے جزو ایمان ہونے پر دال ہین اسی طرح اکثر ان مین سے معرفت کے جزو ایمان ہونے پر بھی دلالت کرتی ہین اور اگر معرفت کے جزو ایمان ہونے کا قول نہ کرین تو لازم آسے کہ آیہ کریمہ (کیا تم ایمان لاتے ہو بعض کتاب پر اور بعض کتاب سے کفر و انکار کرتے ہو) کے مصداق ہو جائین پس لامحالہ معرفت کے جزو ایمان ہونے کا قول بھی اونپر لازم ہوا اور اس تقدیر پر لازم آتا ہے کہ اہل بیت اطہار اور اکثر اہل سنت کے اخیار گروہ مرجیہ ضالہ مین داخل ہو جائین

فی الطائفة المرجئة الضالة نعوذ باللہ منہ لان القائلین بتبعیة العمل من الایمان هم المرجئة کما یظهر بمطالعة الملل والنحل للشهرستانی وهذه الشناعة نتائج تجدیدة للدین وتخریبة اساس الملة المسلمین وما یلزم علی حمله هذا زوال الایمان بزوال العمل لان العمل لا محالة العمل لما کان جزء من الایمان والکل من حیث الکل لا یبقی بعد زوال جزء منه فلزم انتفاء الایمان اذا دان احتجه بنظیرین فقال الا انه لا یزول اصل الایمان بزوال العمل لا یزول اصل الشجر بزوال الفروع والثمر والرجل لا یخرج عن نوعه بقطع الایدی والارجل انتهی وهذا الایراد فی الایراد وایضًا لا یخلو عن الفساد اما الاول فلان انتفاء الکل من حیث الکل بعد زوال جزئه لازم فی هذین النظیرین ایضًا لان کل الشجر لا یبقی قطعا بعد زوال الفروع والثمر وکل الرجل یبقی حد بعد قطع الایدی والارجل وما بقی من الشجر والرجل بعد زوال ما ذکر لیس بکل انما هو جزء آخر لهما غیر ما زال عنهما واما الثانی فلانه قیاس مع الفارق لان الایمان بمعنی التصدیق بسیط بالاجماع والذی قاسه علیه من الشجر والرجل مرکب فکیف یصلح هذا التنظیر ان یتشبث به الخبیر وان اراد من الایمان المومن به فهو خارج عن المبحث ومع ذلک لا یفید فی به الایراد وان ذال علی هذا التقدیر منه الفساد واما قوله فالمعنی بالایمان فیها هو الایمان الکامل الذی من یفتقر بعد الاتیان به الی ان یعذر عن صاحبه و هو المقرون بالاسلام دون المجرد عنه فایضا لا یخلو عن الفساد ولا ینطبق علی المراد اما الاول فلان مقارنته الشیٔ بالشیٔ انما تدل علی اتصاله به لا علی جزئیته له فالایمان المقرون بالاسلام کیف یکون مرکبا منه ومن غیره انما یکون مقرونا به وموصولا الیه واما الثانی فلان کلامه کان فی الایمان بالمعنی المصدری

گروہ مرجیہ ضالین مین داخل ہو نعوذ باللہ منہ اس لئے معرفت کو ایمان کا جزو کہنے والے صرف مرجیہ ہین جیسا کہ ملل ونحل شہرستانی کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے اور یہ ایک نجاست ہے مصنف کی تجدید دین اور مسلمانوں کی جماعت مین فساد وخرابی ڈالنے کے نتائج سے اور جبکہ مصنف کے اس حکم سے لازم آیا کہ عمل کے زوال سے ایمان بہی زائل ہوجائے اسلئے کہ عمل جب ایمان کا جزو ٹہیرا اور کل بحیثیت کل جزکے زوال سے باقی نہین رہتا ہے پس ترک عمل سے ایمان کا عدم ضرور لازم آیا تو مصنف نے اس اعتراض کو دو نظیرون سے دفع کرنا چاہا اور کہا الا انہ لا یزول اصل الایمان بزوال العمل کما لا یزول اصل الشجر بزوال الفروع والثمر والرجل لا یخرج عن نوعہ بقطع الایدی والارجل انتہی اور یہ کلام نہ تو اعتراض مذکور کو دفع کرتا ہے اور نہ خود فساد سے خالی ہے امر اول اسوجہ سے کہ کل بحیثیت کل کا زوال اپنے جزکے زوال سے ان دونون نظیرون مین بہی لازم ہی اس لئے کہ مجموعہ شجر کا شاخ وثمر کے زوال سے باقی نہین رہتا اور مجموعہ مرد کا قطع اعضاء کے کئے قطعاً فنا ہوجاتا ہے اور درخت ورجل سے اوس کے اجزا کی زوال کے بعد جو باقی ہی وہ کل نہین ہی بلکہ وہ دوسرا جزء ہے جزو معدوم کے سوا اور دوسرا امر اسوجہ سے کہ ایمان بمعنی تصدیق بسیط ہی اجماع امت وافت عربی دونون کے اعتبار سے اور درخت ورجل کہ جس پر مصنف نے ایمان کو قیاس کیا ہے مرکب ہے یعنی یہ کہ مرکب پر قیاس کرنا واقفکار کے نزدیک کیونکر صحیح ہوگا اور اگر ایمان سے مومن کو ارادہ کیا ہے تو یہ بحث سے خارج ہے اور باوجود اسکے اعتراض مذکور اس سے دفع نہین ہوتا ہے اگرچہ اس تقدیر پر اس کلام سے فساد دور ہوجاے گا اور لیکن مصنف کا قول ز المعنی بالایمان فیما ھو الایمان الکامل الذی لیس یفتقر بعد الاتیان بہ الی ان یعذ دعن صاحبہ وھو المقرون بالاسلام دون المجرد عنہ انتہی

پس یہ بہی فساد سے خالی نہین ہے اور نہ مراد مصنف پر منطبق ہے امر اول اسوجہ سے کہ مقارنت ایک شئی کی دوسری شئے سے دلالت کرتی ہے متصل ہونے پر نہ کہ جز ہونے پر جیسا ایمان کہ اسلام کے ساتھ ملا ہوا ہے وہ اسلام غیر اسلام سے مرکب کیونکر ہوگا ہان اسلام سے مقرون اور موصول ہوگا اور امر ثانی اسوجہ سے کہ مصنف کا کلام ایمان مصدریعنی تقا

وهو بسيط بالاجماع واللغة كما بسطناه في المقدمة وهذا القول مناف له و
يستدعي الخروج عن المبحث ويصم دعوى التجدد فليتفكر واما قوله وقوله وهو
يزيد وينقص اي في الاوصاف الثلاثة فالزائد فيها ايمان الخاصة والناقص
ايمان العامة فقد مر فساده وبطلانه فلا نعيده واما قوله واما في المعرفة والتصديق
ففي جهة الثمرات والحلاوة لا اصل التصديق فانه ان نقص كان شكا مخرجا من
الايمان واما في الاقرار فاذا خيف القتل ان اقر بالايمان فلم يقر فهو ناقص وان اقر
فهو الايمان الزائد الكامل واما في العمل بالاركان فلا يحتاج الى البيان فنقول في جوابه
انه ايضا بين البطلان وغير قابل للاذعان لان عطف التصديق على المعرفة واه اللغاية
كما هو الاصل في العطف فنفيه او ان الاوصاف الثلاثة المذكورة ليس فيها ذكر التصديق
فكيف ادخله في تفصيلها وايضا يلزم منه كونها اربعة لا ثلاثة واما التفسير
كما هو الظاهر من كلامه ولذا فسرها بالتصديق فيما سياتي من قول الامام الاعظم
المنقول من الوصية فهو مخالف للغة وقول جمهور اهل السنة لان التصديق
ادراك اذعاني يحصل بالكسب والاختيار ويقترن بالتسليم والانقياد بخلاف
المعرفة فانها اذعان اضطراري يحصل للكفار ايضا كما قال الله تعالى يعرفونه
كما يعرفون ابناءهم ولا يحصل التصديق لهم اصلا والا لكانوا مومنين ويؤيده
ما في شرح العقائد من ان بعض القدرية ذهب الى ان الايمان هو المعرفة واطبق
علمائنا على فساده لان اهل الكتاب كانوا يعرفون نبوة محمد كما يعرفون ابناءهم مع القطع
بكفرهم لعدم التصديق ولان من الكفار من كان يعرف الحق يقينا وانما كان ينكر عنادا
واستكبارا قال الله تعالى وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم فلابد من بيان الفرق
بين المعرفة الاحكام واستيقانها وبين التصديق بها واعتقادها ليصح كون الثاني

اور وہ باجماع ولغت لسبا ہے جیسا کہ مقدمہ مین ہم نے اُس کو بسیط سے لکھدیا ہے اور یہ قول اوسکے منافی ہے اور خارج بحث سے ہوا جاتا ہے اور دعوے تجدید کو عیب لگاتا ہے پس فکر کرنا چاہئے اور لیکن مصنف کا قول (وقوله وهو يزيد وينقص اي في الاوصاف الثلاثة فالزائد فيها ايمان الخاصة والناقص ايمان العامه) پس اس کا فساد و بطلان گذر چکا لہذا ہم اوسکو اعادہ نہین کرتے اور لیکن قول مصنف کا (واما في المعرفة والتصديق فمن جهة الثمرات والحلاوة ولا اصل التصديق تا آخر) پس ہم اس کے جواب مین ہم کہتے ہین کہ یہ بھی بین البطلان وغیرہ قابل اذعان ہے اس لئے کہ تصدیق کا عطف معرفت پر یا مغائرت کیلئے ہے جیسا کہ عطف بحرف اصل ہے تو اس مین یہ کلام ہے کہ اوصاف ثلثہ مذکورہ مین تصدیق کا ذکر نہین ہے پس اون کی تفصیل مین مصنف نے تصدیق کو کیونکر داخل کیا اور نیز اوس سے لازم آتا ہے کہ اوصاف مذکورہ چار ہوجائین نہ کہ تین اور یا عطف تفسیری ہے جیسا کہ کلام مصنف سے ظاہر ہے اور اسی وجہ سے معرفت کو تصدیق کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے امام اعظم کے قول مین جو آیو الا ہے غتیہ اور وصیتہ سے منقول ہی تو یہ مخالف ہے لغت کے اور جمہور اہل سنت کے قول سے اس لئے تصدیق ادراک اذعانی ہے کہ کسب و اختیار سے حاصل ہوتا ہے اور تسلیم و انقیاد کے مقارن ہے بخلاف معرفت کے اسلئے کہ معرفت اذعان اضطراری ہے جو کفار کو بھی حاصل ہوتا ہے جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے (يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ) اور تصدیق کفار کو ہرگز حاصل نہین ہوتی ورنہ وے مومن ہوجاتے اور اوسکی تائید کرتا ہے جو کہ شرح عقاید النسفی مین مذکور ہی کہ بعض قاریہ اس طرف گئے ہین کہ ایمان معرفت کا نام ہے اور ہمارے علما متفق ہین اسکے فساد پر اس لئے اہل کتاب کو نبوت محمد صلعم کی معرفت حاصل تھی جسطرح کہ اونکو اپنی اولاد کی معرفت حاصل با انکہ وہ قطعاً کافر تھے تصدیق نکرنیکے سبب سے اور اس لئے کہ بعض کفار کو یقینی طور پر حقکی معرفت تھی اور انکار صرف عناد و استکبار کے سبب سے تھا فرمایا حق تعالےٰ نے (اور انکار کیا انہون نے اوسکا یقین کرلیا تھا اوسکو اون کے نفسون نے) پس معرفت احکام و تصدیق احکام مین فرق بتانا ضرور ہوا تا تصدیق کا

ایمانا دون الاول انتهى بقدر الحاجة فتفسیرها به مفض الى عدم معرفة المعرفة والتصدیق وتخلیطه بین مذهب اهل السنه والمرجئة وافترائه علی الاجلة والائمة معاذ الله منها وقوله فمن جهة الثمرات والحلاوة ان اراد به زیادة وصف من اوصاف المعرفة فهو لیس من زیادة المعرفة فی شیئ لانه انما هو زیادة فی وصفه لا عینه وان اراد به زیادة نفس المعرفة فینا قض قوله لا اصل التصدیق وقوله واما فی الاقرار فاذا خیف القتل ان اقر بالایمان فلم یقر فهو ناقص وان اقر فهو الایمان الزائد الکامل فیه انه مخالف للکتاب وبعید عن الصواب لان الله تعالى قال فی حق المکره وقلبه مطمئن بالایمان فلا اثم علیه فلما کان المکره ماذونا فی اجراء کلمة الکفر على اللسان کیف یحکم علیه انه ناقص فی الایمان لانه فی هذه الحالة غیر مکلف بالاقرار وایضا قوله تعالى وقلبه مطمئن بالایمان مصرح بان الایمان محله القلب فالقول بجزئیة الاقرار والحکم بنقصان الایمان عند الاضطرار من غیر بینة ولا برهان وقوله واما فی العمل بالارکان فلا یحتاج الی البیان انتهى فیه انه لیس بینا بنفسه ولا مبینا بالحجة والذی علیه المحققون ان الاعمال تزید وتنقص ولکن الایمان لا زیادة فیه ولا نقصان کما قال فی الشرح العقائد فاما الاعمال ای الطاعات فهی تتزائد فی انفسها والایمان لا یزید ولا ینقص اه فالحکم بزیادة حقیقة الایمان بناء علی زیادة الاعمال واحالته الى البداهة تحکم جلی وتعسف منجلی وقوله ومما یشید ما ذکرنا ما عن المولى المرتضى قال کانت السورة اذا نزلت على عهد رسول الله صلى الله علیه وآله وسلم والآیة او اکثر زادت المومنین ایمانا وخشوعا ونهتهم فانتهوا انتهى فیه ان هذا الاثر لیس مما یوئید قوله بل هو مما

ایمان ہونا ثابت ہو جائے نہ معرفت کا تمام ہوا بقدر حاجت پس معرفت کی تفسیر تصدیق سے کرنا مفضی بطرف
علم امتیاز معرفت اور تصدیق کے اور ماننے مذہب اہل سنت و مذہب جبریہ کے اور جرات کرنیکے اکابر و آئمہ پر
خدا کی پناہ اس سے اور مصنف کا قول (فمن جہۃ الثمرات والحلاوۃ) اگر اس قول سے معرفت کے کسی صفت
کا زاید ہونا مراد لیا ہے تو اس سے معرفت کا زیادہ ہونا لازم نہین آتا ہے اس لئے کہ یہ زیادتی وصف
معرفت کی ہے نہ عین معرفت کی اور اگر اس سے مراد عین معرفت کی زیادتی ہے تو یہ مناقض ہے قول مصنف
(لا اصل التصدیق) کے اور قول مصنف کا (واما فی الاقرار فاذا خیف القتل ان اقر بالایمان
قلم یقر فہو ناقص وان اقر فہو الایمان الزائد الکامل) اس مین یہ کلام ہے کہ یہ مخالف ہی قرآن کے
اور دور ہے صواب سے اس لئے کہ حق تعالے نے مکرہ کے حق مین فرمایا ہے (اور اوسکا دل اطمینان رکہتا ہو ایمان سے
تو اوس پر کچہ گناہ نہین ہی) پس جبکہ مکرہ کو زبان سے کلمہ کفر کہنے کی اجازت ہوئی تو اوسکو ناقص الایمان
کہنا کیونکر صحیح ہو گا اس لئے کہ وہ اس حالت مین اقرار کا مکلف ہی نہین اور نیز قول حق تعالے کا وقلبہ
مطمئن بالایمان بصراحت بیان کرتا ہی کہ ایمان کا محل قلب ہی پس اقرار کو جزو ایمان کہنا اور اضطرار کے
وقت نقصان ایمان کا حکم کرنا بلا دلیل و بغیر برہان ہے اور مصنف کا قول (واما فی العمل
بالارکان فلا یحتاج الی البیان انتہی) اس مین یہ کلام ہے کہ یہ کلام نہ تو بنفسہ ظاہر ہے اور نہ
دلیل سے بیان کیا گیا ہے اور جس امر پر اہل تحقیق متفق ہین یہ ہے کہ اعمال مین کمی و بیشی ہوتی
ہے ولیکن ایمان مین نہ کمی ہے نہ بیشی ہے جیسا کہ شرح عقاید مین لکہا ہے (اور لیکن اعمال
یعنے طاعات پس وہ بنفسہا زائد ہوتے ہین اور ایمان کم و بیش نہین ہوتا ہے آہ پس زیادت
اعمال کی بنا پر زیادت حقیقت ایمان کا حکم کرنا اور اوسکو بداہت پر حوالہ کرنا تحکم جلی او بہت دہرمی
روشن ہی اور قول مصنف کا (ومما یشید ما ذکرنا عن المولی المرتضی قال کانت السورۃ
اذا انزلت علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والآیۃ او اکثر زادت المومنین
ایمانا وخشوعا ونہتہم فانتہوا انتہی) اس نقل مین یہ کلام ہی کہ یہ اثر مصنف کے قول کا موید نہین ہے

يرد عليه لان قوله رضی الله عنه ایماناً وخشوعاً یعطف الخشوع علی الایمان عطف
تفسیر وقوله نهتهم فانتهوا انما یدل علی زیادة الایمان بوصفه واثره وهو الخشوع
والانتهاء عن المعاصی ولا یدل علی زیادة نفس الایمان بزیادة جزء فیه وقوله
وکذا الحدیث الالهی المسلسل بالائمة العشرة الکمل فی فضل الایمان انما هو ناظر
ظاهر فی عدم دخول العمل فی اصل الایمان وسیجیئ انشاء الله تعالی اقول فجوابه
بتوفیق الله وعونه ان هذا الکلام لا یخلوا عن الاسقام اما اولاً فلان قوله وکذا
الحدیث المسلسل الخ معطوف علی قوله ومما یشید ما ذکرنا ولا مناسبة بینهما
لان حدیث علی رضی الله عنه انما اتی به للاستدلال علی جزئیة العمل للایمان
والحدیث الالهی یدل علی خلافه ولا بد للمعطوف والمعطوف علیه من المناسبة
بینهما فعلم ان العطف بالواو ههنا غیر صحیح واما ثانیاً فلان قوله المسلسل
بالائمة العشرة الکمل ممنوع بعدم الاتصال بین الامام علی الرضی وابنه محمد
التقی کما مرّ فی المقدمة واما ثالثاً فلان هذا القول یناقض دعوٰه السابق
علیه لانه ادعی فیما مضی ان العمل من الایمان وصرح فی هذا القول بانه لیس
منه وان تشبث بکون العمل داخلاً فی الکامل وغیره داخل فی الناقص فهو مخالف
لما علیه الجمهور اهل السنة ومناقض للمذهب المنصور من ان الایمان مما لا زیادة فیه
ولا نقصان کما مرّ فی هذا القول منقولاً عن شرح العقائد واما رابعاً فلان هذا
الحدیث الالهی والحدیث الذی اورده فی صدر البحث ولقّبه بالمجود متناقضان
لکون العمل الاول دالاً علی خروج العمل من الایمان والثانی دالاً علی دخوله فیه
فهما اما مقبولان عند المصنف واما مردودان واما احدهما مقبول والآخر
مردود فعلی الاول یلزم اجتماع النقیضین وعلی الثانی والثالث کان علی المصنف

بلکہ اوس کو رد کرتا ہے اس لئے کہ فرمانا علی کا (ایمانا وخشوعا) عطف خشوع کیساتھ ایمان پر عطف تفسیری ہے اور قول اُنکا
(نقصہم فانتہوا) ایمان کی زیادت پر دلالت کرتا ہے بلحاظ اوس کے وصف اثر کے اور وہ خشوع اور معاصی
باز رہنا ہے اور نفس ایمان کی زیادت پر باعتبار زیادت کسی جز کے دلالت نہین کرتا ہے اور مصنف کا قول
(وکذا الحدیث الالٰہی للمسلسل بالائمۃ العشرۃ الکمل فی فصل الایمان انما ھو ناظر ظاھر فی عدم دخول
العمل فی اصل الایمان وسیرومی انشاء اللہ تعالیٰ انتہی) ہین اوس کے جواب مین خدا کی توفیق ومدد سے کہتا
ہون کہ یہ کلام چند اسقام سے خالی نہین ہے پہلا سقم یہ ہی کہ مصنف کا قول وکذا الحدیث المسلسل آہ معطوف ہے
اوسکے قول وممایشید ما ذکرنا پر اور ان دونون قول مین کوئی مناسبت نہین ہے اس لئے کہ حدیث علی کو مصنف
اس غرض سے لایا ہے کہ عمل کو ایمان کا جزو ہونا ثابت کرے اور حدیث الٰہی اسکے خلاف پر دال ہے اور
معطوف ومعطوف علیہ مین مناسبت کا ہونا ضرور ہے پس معلوم ہوا کہ اس مقام مین عطف بالواو غیر
صحیح ہے دوسرا سقم یہ ہے کہ مصنف کا قول (المسلسل بالائمۃ العشرۃ الکمل) غیر مسلم ہے بسبب
عدم اتصال کے امام علی رضا اور اون کے فرزند محمد تقی مین جیسا کہ مقدمہ مین مذکور ہوا
تیسرا سقم یہ ہے کہ یہ قول مناقض ہے مصنف کے دعوے مذکور کے اسلئے کہ سابق مین مصنف
دعویٰ کر چکا ہے کہ عمل ایمان کا جزو ہے اور اس قول مین تصریح کی ہے کہ عمل جز ایمان نہین ہے اور اگر
دستاویز بنائے اس امر کو کہ عمل ایمان کامل کا جزو ہے اور ناقص کا جز نہین ہے تو یہہ مخالف ہی قول
جمہور و مذہب منصور کے اور وہ یہ ہے کہ نفس ایمان مین زیادت ونقصان نہین ہے جیسا کہ
ہم اسی قول کے رد مین شرح عقائد کی عبارت نقل کر چکے ہین چوتھا سقم یہ ہے کہ یہ حدیث الٰہی اور وہ حدیث
کہ جسکو آغاز بحث مین مصنف نے نقل کیا ہے اور اوسکا نام مجود رکہا ہے یہ دونون حدیثین متناقض ہین کیونکہ
پہلی حدیث عمل کے ایمان سی خارج ہونے پر دلالت کرتی ہے اور دوسری حدیث جزو ہونے پر پس دونو یا مقبول ہین
مصنف کے نزدیک یا مردود ہین یا ایک مقبول ہی اور دوسری مردود شق اول پر اجتماع نقیض لازم آتا ہے
اور شق ثانی اور شق ثالث پر یہ اعتراض ہے کہ مصنف کو لازم تہا کہ

ان لایذکر المردود عنده في هذا الکتاب والله الهادي الى الحق وملهم الصدق
والصواب قال في فصل الایمان الاکمل قال الله المتعال بعد قوله
أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ
وعن قبيصة بن جابر الاسدي قال قام رجل الى علي فقال یا امیر المومنین
ما الایمان قال الایمان على اربع دعائم على الصبر و الیقین والجهاد و العدل
فالصبر على اربع شعب على الشوق و الشفقة و الزهادة و الرقب فمن اشتاق الى الجنة
سلا عن الشهوات ومن اشفق على النار رجع عن المحرمات ومن ابصر
بالدنیا تهاون بالمصیبات ومن ارتقب الموت سارع الى الخیرات والیقین على
اربع شعب على تبصرة الفطنة وتأول الحکمة وموعظة العبرة وسنة الاولین
فمن تبصر في الفطنة تأول الحکمة ومن تأول الحکمة عرف العبرة ومن عرف العبرة
فکانما کان في الاولین و العدل على اربع شعب على غائص الفهم وزهرة العلم
وشریعة الحکم وروضة الحلم فمن فهم فسر جمیع العلم ومن علم عرف شرایع الحکم
ومن حکم ورد روضة الحلم ومن حلم لم یفرط امره وعاش في الناس وهو
في راحة والجهاد على اربع شعب امر بمعروف ونهي عن المنکر والصدق في المواطن
وشنآن الفاسقین فمن امر بالمعروف شد ظهر المومن ومن نهی عن المنکر ارغم انف
المنافق ومن صدق في المواطن قضی ما علیه ومن شنأ الفسقین وغضب لله
غضب الله له فقام السائل عنده هذا فقبل رأس علي اخرجه ابن ابي الدنیا في
الامر بالمعروف ونهي عن المنکر و لالکائي في السنة وابن عساکر في تاریخ دمشق
ورواه البیهقي مختصرا عن العلاء بن عبد الرحمن الى اخر الجملة الاولى وعن
خلاس بن عمرو قال کنا جلوسا عند علي بن ابي طالب اذا اتاه رجل من خزاعة

مردود کو اس کتاب مین ذکر نہ کرتا اور خدا ہی حق کے طرف ہادی ہے اور صدق وصواب کا
الہام کرتا ہے (کہا مصنف نے) فضیلت ایمان اکمل کی فرمایا حق تعالے نے اپنے قول (اُولٰئِکَ هُمُ
الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا) کے بعد اونہین کے واسطے درجات ہین اونکے پروردگار کے یہان اور مغفرت
ہے اور روزی عزت کی اور قبیصہ بن جابر اسدی سے مروی ہے کہا کہ ایک مرد کھڑا ہوا علیؑ کے
سامنے پھر کہا کہ اے امیر المومنین ایمان کیا شے ہے کہا ایمان کی بنا چار ستونون پر ہے صبر ویقین
وجہاد وعدل پھر صبر کی بنا چار پر ہے شوق وشفقت وزہادت وترقب پس جو مشتاق ہوا جنت کا
جدا ہوگیا خواہشات سے اور جو خوفناک ہوا آگ سے تائب ہوا محرمات سے اور جس نے دیکھا دنیا
کو سست ہوا مصیبتون مین اور جس نے انتظار کیا موت کا سبقت کی نیکیون کے طرف اور
یقین کی بنا چار شعبون پر ہے تبصر فطنت وتأول حکمت وموعظت وعبرت وسنت اولین
پر پس جسنے بینائی حاصل کی طباعی مین متوجہ ہوا حکمت مین اور جو متوجہ ہو حکمت مین اوس نے پہچان
لیا عبرت کو اور جس نے پہچان لیا عبرت کو پس گویا داخل ہوگیا پہلون مین اور عدل چار شعبون پر مبنی
ہے غائص فہم وزہرت علم وشریعت حکم وروضہ حلم پس جو سمجھدار ہوا بیان کیا اوس نے تمام علم کو
اور جو عالم ہوا پہچان گیا حکم کی راہون کو اور جو حاکم ہوا داخل ہوا حلم کے باغ مین اور جو حلیم ہوا نہ
افراط کی اوس نے کام مین اور زندہ رہا لوگون مین راحت سے اور جہاد چار شعبون پر ہے امر بالمعروف ونہی عن المنکر
وصدق فی المواطن وشنان فاسقین پس جس نے حکم کیا نیکی کا قوی کیا پشت مومن کو اور جس نے منع کیا بدی سے
خاک مین ملدیا منافق کی ناک کو اور جو صادق ہوا موقع مین ادا کردیا اوس نے اپنے حق کو اور جو ناخوش ہوا بدکارون سے
وغصہ ناک ہوا خدا کیواسطے غصہ کیا خدا نے اوسکی وجہ سے پھر سائل کھڑا ہوگیا اس کلام کیوقت اور علیؑ کے سر کو بوسہ
دیا روایت کیا اسکو ابن ابی الدنیا نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر مین اور لالکائی نے سنت مین اور ابن عساکر نے
تاریخ دمشق مین اور روایت کیا اسکو بیہقی نے اختصار کے ساتھ علاء بن عبد الرحمن سے پہلے جملہ کی آخر تک
اور خلاس بن عمرو سے مروی ہے کہا ہم بیٹھے تھے علی بن ابیطالب کے پاس کہ خزاعہ کے قبیلہ کا ایک مرد آیا

فقال يا امير المومنين هل سمعت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ينعت
الاسلام قال نعم سمعت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول بنى الاسلام على
اربعة اركان على الصبر واليقين والجهاد والعدل وللصبر اربع شعب الشوق والشفقة
والزهادة والترقب فمن اشتاق الى الجنة سلا عن الشهوات ومن اشفق عن النار رجع
عن المحرمات ومن زهد فى الدنيا تهاون بالمصيبات ومن ارتقب الموت سارع فى الخيرات
ولليقين اربع شعب تبصرة الفطنة وتأول الحكمة ومعرفة العبرة واتباع السنة فمن
ابصر الفطنة تأول الحكمة ومن تأول الحكمة عرف العبرة ومن عرف العبرة اتبع السنة
فمن اتبع السنة فكانما كان فى الاولين وللجهاد اربع شعب الامر بالمعروف والنهى عن
المنكر والصدق فى المواطن وشنان الفاسقين فمن امر بالمعروف شد ظهر المومن و
من نهى عن المنكر ارغم انف المنافقين ومن صدق فى المواطن قضى الذى عليه واحرز
دينه ومن شنأ الفاسقين فقد غضب لله ومن غضب لله يغضب الله له وللعدل
اربع شعب غوص الفهم وزهرة العلم وشرايع الحكم وروضة الحلم فمن غاص الفهم
فسر جمل العلم ومن رعى زهرة العلم عرف شرائع الحكم ومن عرف شرائع الحكم ورد
روضة الحلم ومن ورد روضة الحلم لم يفرط فى امره وعاش فى الناس وهو فى
راحة اخرجه ابو نعيم فى الحلية وقال كذا رواه خلاس بن عمرو مرفوعا ورواه
الحارث عن على مرفوعا مختصرا ورواه قبيصة بن جابر عن على من قوله ورواه
العلاء بن عبد الرحمن عن على من قوله انتهى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه
ان المصنف عقد هذا الفصل لبيان فضل الايمان الاكمل واستدل عليه بالاية
أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ
وبالاثرين الذين روى احدهما برواية قبيصة بن جابر الاسدى عن على رضى الله عنه

پس کہا اوس نے اے امیر المؤمنین کیا آپ نے سنا ہے رسول خدا صلعم سے کہ فرماتے تھے کہ اسلام کی
بنا چار رکنوں پر ہے صبر و یقین و جہاد و عدل پر اور صبر کے چار شعبے ہیں شوق و شفقت و زہادت و ترقب
پس جو مشتاق ہوا جنت کا جدا ہوا خواہشوں سے اور جو خوفناک ہوا آگ سے تائب ہوا محرمات سے اور جو
بے رغبت ہوا دنیا میں سست ہوا مصائب میں اور جو منتظر ہوا موت کا سبقت کی اوس نے نیکوں کی
طرف اور یقین چار شعبوں پر ہے دیکھنا طبیعت کی تیزی کو اور رجوع ہونا حکمت کی طرف اور
پہچاننا عبرت کو اور پیروی سنت کی پس جس نے دیکھا تیزی طبع کو متوجہ ہوا حکمت میں اور جو متوجہ ہوا
حکمت میں پہچان گیا عبرت کو اور جو پہچان گیا عبرت کو پیرو ہوا سنت کا اور جو پیرو ہوا سنت کا
پس گویا داخل ہوا پہلوں میں اور جہاد کے چار شعبے ہیں حکم کرنا نیکی کا اور منع کرنا بدی سے اور
صادق ہونا مواقع میں اور ناخوشی بدوں سے پس جسنے حکم کیا نیکی کا قوی کیا مومن کی پشت کو اور جسنے
منع کیا بدی سے خاک میں ملایا منافقوں کی ناک کو اور صادق ہوا واقع میں ادا کر دیا اوس نے جو حق کہ
اوس پر تھا اور محفوظ کر لیا اپنے دین کو اور جو ناخوش ہوا بدوں سے پس غضبناک ہوا خدا کے واسطے اور جو غضبناک ہوا
خدا کے واسطے غضبناک ہوگا خدا اوس کے واسطے اور عدل کے چار شعبے ہیں ڈوبنا فہم میں اور تازگی علم کی
اور راہیں حکم اور باغ حلم کا پس جس نے غوطہ مارا فہم میں کھولدیا علم کی باتوں کو اور جس نے نگہبانی کی
تازگی علم کی پہچانا حکم کی راہوں کو اور جس نے پہچانا حکم کی راہوں کو داخل ہوا علم کی باغوں میں اور جو داخل ہوا علم کی باغوں میں نہ
اترا طرف اوس کے کام میں اور زندہ رہا لوگوں میں آرام سے روایت کیا اسکو ابونعیم نے حلیہ میں اور کہا کہ ایسا ہی
روایت کیا اسکو خلاس بن عمرو نے رفع کیساتھ اور روایت کیا اسکو حارث نے علی سے رفع و اختصار کیساتھ
اور روایت کیا اسکو قبیصہ بن جابر نے علی سے اوس کے کلام سے اور روایت کیا اسکو علاء بن عبدالرحمن نے علی سے اون کے
قول سے انتہی میں کہتا ہوں حقتعالی کی توفیق و مدد سے کہ مصنف نے اس فصل کو منعقد کیا ہے فضیلت ایمان اکمل کے بیان میں اور اسپر
دلیل لایا آیہ کریمہ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ
وَرِزْقٌ كَرِيمٌ سے اور دو حدیثیں سے کہ اون میں سے ایک کو روایت کیا علی سے بروایت قبیصہ بن جابر اسدی

وثانيهما عنه برواية خلاس بن عمرو وكلاهما متحد ان معنىً ومختلفان لفظاً لكنّ الاوّل اثر على فى جواب من سأله عن الايمان والثانى حديث رسول صلى الله عليه وعلى آله وسلم فى جواب من سأله صلعم عن الاسلام وهٰذه الادلة الثلاثة غير مطابقة لدعوته امّا الاوّل فلانّه وارد فى فضل من اتصفوا بالاعمال التى مرّ ذكرها قبل هٰذه الآية فالفضيلة المذكورة فى هٰذه الآية راجعة الى تلك الاعمال لا الى نفس الايمان ولا الى اكمله واما الثانى فلانّه ليس بوارد فى فضل الايمان الذى هو صفة للايمان ومترتب عليه بل هو انما ورد فى بيان مباديه التى هى الصبر واليقين والجهاد والعدل كما يظهر من قوله رضى الله عنه الايمان على اربع دعائم على الصبر واليقين والجهاد والعدل وفى بيان شعب هٰذه الاربعة كما يفهم مما بعده ولا بحث فيه عن فضل الايمان ولا عن درجاته واما الثالث فلانه انما ورد فى بيان مبادى الاسلام وشعبها لما كان الاسلام متفرعاً على الايمان لان الايمان جزئه فمبادى الايمان يكون من مبادى الاسلام ايضاً لامحالة ولا ذكر فيه ايضاً لفضيلة الايمان فعلم من هٰذا البيان ان المصنف لا اقتدار له بالمعانى ولا دراية له بمدارك المثانى والمبانى ومن كان كذا لا يصلح للتجديد للدين وان ادعى انه من المجددين ولله المنّة وهو ولىّ العصمة والعجب منه انه يدعى نصرة اهل السُّنّة ومحبة اهل البيت النبوة ويخالفهم فى المذهب والطريقة لانه ياتى فى بيان ما هم عليه بالجاهيل والمناكير ويترك ما هو مما أثر عنهم بالتواتر المعنوى والطرق الصحيحة واجماع الامّة كحديث سوال جبرئيل عن الايمان والاسلام والاحسان اخرجه الشيخان عن ابى هريرة واحمد عن ابن عباس وهو من اهل البيت عند اهل السُّنّة ومسلم عن عمر وابى ذر والبخارى

اور دوسری کو حضرت علیؑ سے بروایت خلاس بن عمرو اور دونوں معنی مین یکسان ہین اور لفظوں مین مختلف ہین لیکن پہلی حدیث علیؑ کا اثر ہے جواب مین اوس شخص کے کہ جس نے آپ سے ایمان کا سوال کیا تھا اور دوسری رسول خدا صلعم کی حدیث ہی اوس شخص کے جواب مین کہ جس نے سوال کیا نبی صلعم سے اسلام کا اور یہ تینون دلیلین مصنف کے دعوی سے مطابق نہین ہین پہلی دلیل اسوجہ سے کہ وہ وارد ہے فضیلت مین ایسے اشخاص کے کہ جو موصوف ہین اون اعمال سے کہ جو مذکور ہوچکے ہین قبل اوس آیت کے پس جو فضیلت اس آیت مین مذکور ہے وہ راجع ہے اون اعمال کیطرف نہ نفس ایمان کی طرف اور نہ ایمان کامل کیطرف اور دوسری دلیل اسوجہ سے کہ وہ ایمان کی فضیلت مین کہ ایمان کی صفت ہی وارد نہین ہی اور نہ اوسپر مترتب ہے بلکہ وہ وارد ہے فضیلت ایمان کی مبادی کے بیان مین کہ وہ صبر و یقین و جہاد و عدل ہین جیسا کہ ظاہر ہے حضرت علیؑ کے اس قول سے (الایمان علی اربع دعائم علی الصبر والیقین والجہاد والعدل) اور نیز وارد ہے ان چارون مبادی کے شعبون کے بیان مین جیسا کہ قول مذکور کے مابعد سے سمجھا جاتا ہے اور ایمان کی فضیلت اور اوس کے درجات سے اس حدیث مین بحث نہین اور تیسری دلیل اسوجہ سے کہ وہ وارد ہے اسلام کے مبادی اور اون کے شعبون کے بیان مین اور چونکہ اسلام متفرع ہی ایمان پر اسلئے کہ ایمان جزو اسلام ہے پس ایمان کی مبادی بھی لامحالہ اسلام کے مبادی مین داخل ہونگے اور اس حدیث مین بھی فضیلت ایمان کا ذکر نہین ہی پس اس بیان سے معلوم ہوا کہ مصنف کو نہ معانی کی سمجھ ہے اور نہ دلالات آیات والفاظ کا ادراک ہی اور ایسا شخص تجدید دین کا اہل نہین ہوتا ہے اگرچہ اپنے مجدد ہونیکا مدعی ہو اور خدا کا احسان ہی اور وہی ہمارا نگہبان ہے اور تعجب تو مصنف سے یہ ہی کہ وہ مدعی ہی اہل سنت کی نصرت اور اہل بیت نبوت کی محبت کا اور اونسے خلاف کرتا ہی مذہب اور طریقہ مین اس لئے کہ اونکے مسلک کو ثابت کرتا ہے مجہول و منکر حدیثون سے اور ترک کرتا ہی اون احادیث کو جو اون سے منقول ہین بتواتر معنوی وطرق صحیحہ و اجماع امت مرحومہ جیسا کہ وہ حدیث کہ جسمین جبرئیل کا پوچھنا ایمان و اسلام و احسان کو مذکور ہی کہ جس کو روایت کیا شیخین نے ابی ہریرہؓ سے اور امام احمدؒ نے ابن عباسؓ سے اور ابن عباس اہل سنت کے نزدیک اہل بیت مین داخل ہین اور مسلم نے عمرؓ سے ابوذرؓ سے اور بخاری نے

فی خلق افعال العباد عن انس وابوعوانة عن جریر البجلی وکحدیث اکمل المؤمنین ایمانا احسنهم خلقا اخرجه البخاری عن ابن عمرو والحاکم عن ابی هریرة وعائشة و رضی الله عنهما من کبار اهل البیت وابن ابی شیبة من مرسل الحسن وهو من کبار التابعین ومن اجلة الاولیاء والطبرانی عن عمیر بن قتادة وابی سعید الخدری وابو یعلی عن انس والبزار عن جابر وعن ابن عمر وکحدیث الحیاء من الایمان اخرجه الشیخان عن ابی هریرة وابن عمر والترمذی والحاکم عن ابی امامة و ابی بکرة وابو یعلی عن عبد الله بن سلام والطبرانی عن ابن عباس وهو من کبار اهل البیت وابن مسعود وعمران بن حصین وابی موسی وقرة بن ایاس کذا فی الازهار المتناثرة فی اخبار المتواترة للسیوطی رحمه الله تعالی وکحدیث ذاق طعم الایمان من رضی بالله ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسولا اخرجه مسلم عن العباس عم النبی صلعم وهو من اجلة اهل البیت کذا فی المشکوٰة فترک الصافی ولخذ الکدر کما صنعه المصنف لیس من امارة المجددین بل هو من عادات المبتدعین الذین یتخذون من المذاهب اردئها ویروون من الاحادیث اوهاها اللّٰهُمَّ احفظنا مِنهُ وهذه الاحادیث التی ذکرناها والاخری نحوها التی ترکناها خوف الاطناب مع کونها منقولة بالتواتر ومقبولة بالاجماع ودالة علی فضل الایمان قد ترکها المصنف عمدا لما فی نفسه من سوء الاعتقاد مع اجلة اهل السُّنَّة ومن دعوی تجدیده واحیائه العلوم اهل البیت ومن ضرورة الاحیاء عدم الحیوٰة قبلہ فلذا اخذ من المذاهب ردءها ومن الاحادیث اوهاها وعدل وحسن رواتها المجروحین واخذ منهم اقوالهم مع کونهم فیها من الکذبین وقد قال النبی صلی الله علیه وسلم من روی عنی حدیثا یری انه کذب فهو احد الکذبین وقال صلی الله

خلق افعال عباد مین انسؓ سے اور ابوعوانہ نے جریر بجلیؓ سے اور جیسے حدیث (اکمل المومنین ایمانا احسنہم خلقا) روایت
کیا اسکو بخاری نے ابن عمروؓ سے اور حاکم نے ابو ہریرہ و عائشہؓ سے اور حضرت عائشہ کبار اہل بیت سے ہین
اور ابن شیبہ نے مرسل حسن سے اور وہ کبار تابعین واجلۂ اولیا سے ہین اور طبرانی نے عمیر ابن قتادہ اور ابو سعید
خدری سے اور ابو یعلی نے انسؓ سے اور بزار نے جابر سے اور ابن عمر سے اور جیسے (الحیاء من الایمان)
روایت کیا اسکو شیخین نے ابو ہریرہ و ابن عمر سے اور ترمذی و حاکم نے ابو امامہ و ابو بکرہ سے اور ابو یعلی نے عبد اللہ
بن سلام سے اور طبرانی نے ابن عباس سے اور وہ کبار اہل بیت سے ہین اور ابن مسعود و عمران بن حصین و ابو موسی
و قرۃ بن ایاس سے جیسا کہ امام سیوطیؒ کی ازہار متناثرہ فی الاخبار المتواترہ مین مذکور ہے اور جیسے حدیث ذاق
طعم الایمان من رضی باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد رسولا روایت کیا مسلم نے حضرت عباسؓ عم
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ اجلۂ اہل بیت سے ہین جیسا کہ مشکوۃ مین مذکور ہے پس صحاح کو چھوڑنا اور ضعاف
کو لینا جیسا کہ مصنف نے کیا ہے مجددون کی علامت نہین بلکہ وہ اہل بدعت کی عادات مین
داخل ہے کہ جو بدتر مذاہب کو اختیار کرتے ہین اور ضعیف تر حدیثون کو روایت
کرتے ہین اے خدا تو ہم کو اس فعل سے بچا اور یہ حدیثین کہ جنکو ہم نے ذکر کیا اور
ان کے مثل وہ حدیثین کہ جن کو ہم نے طوالت کے خوف سے چھوڑ دیا باآنکہ متواتر منقول
ہین اور بالاجماع مقبول ہین اور فضیلت ایمان پر دال ہین ان کو مصنف نے عمداً
چھوڑ دیا محض اسوجہ سے کہ اس کو اکابر اہل سنت سے سوء اعتقاد ہے اور مجدد ہونے
علوم اہل بیت کو زندہ کرنے کا دعوی ہے اور زندہ کرنے کی ضرورت جبھی ہوتی ہے کہ جب اس سے
پہلے زندگی موجود نہ ہو پس اسیوجہ سے مذاہب ردیہ و احادیث واہیہ کو لیکر اونکی روایت مجروحین
کی تعدیل و تحسین شروع کردی اور اون سے اون کے اقوال کو نقل کر دیا باآنکہ وہ اون اقوال
مین جھوٹے ہین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرے طرف سے حدیث کو روایت
کیا اور وہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹی حدیث ہے پس وہ بھی ایک دو جھوٹون سے ہے اور فرمایا نبی صلعم نے

علیہ وسلم من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار اخرجہ البخاری ومسلم وغیرہما من حدیث علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وغیرہ من سبعین صحابیۃ بالنقل المتواتر کما ہو مبسوط فی الازہار المتناثرۃ للسیوطی فحاول الاحیاء لما اماتہ اللہ وقصد التجدید لما اہلکہ اللہ واذہقہ ولذا قال فی اٰخر ہذا الفصل ورواہ الحارث عن علی مرفوعا انتہی وہکذا روی عن الحارث حدیث علی رضی اللہ عنہ فی کتاب ازالۃ الخفاء عن صلوٰۃ الخفاء حیث قال فی صفحہ (۱۶) واخرج ابو نعیم فی دلائل النبوۃ عن سفیان الثوری عن ابی اسحٰق السبیعی الحارث ولما کان ہذا الحارث مطعونا بالغلو فی التشیع والکذب فی الروایۃ علی علی المرتضیٰ عند الثقات من المحدثین کما قال ابن حبان کان الحارث غالیا فی التشیع واہیا فی الحدیث وعن سفیان انہ قال کنا نعرف فضل حدیث عاصم علی حدیث الحارث وقال الشعبی ثنا الحارث کذابا سمع مرۃ الہمدانی من الحارث امرا فانکرہ فقال لہ اقعد حتی اخرج الیک فدخل مرۃ فاشتمل علی سیفہ فاحس الحارث بالشر فذہب انتہی وفی میزان الاعتدال الحارث بن عبد اللہ الہمدانی الاعور من کبار التابعین علی ضعف فیہ ویکنی ابا زہیر وروی عن علی وابن مسعود وقال شعبۃ لم یسمع ابن اسحاق منہ الا اربعۃ احادیث وعن شعبی قال ما کذب علی احد من الامۃ ما کذب علی علی رضی اللہ عنہ وقال ایوب کان ابن سیرین یری ان عامۃ ما یروی عن علی باطل الا ما روی اصحاب ابن مسعود انتہی حاول المصنف تزکیۃ الحارث وقال فی الہندیۃ بلسان تلمیذہ (حارث کی نسبت بعض محدثین نے ضعف کا اطلاق بوجہ تشیع کیا ہے مگر ان کی نسبت شیعیت کا الزام برطرف ہوا اور وہی وجہ ضعف تھی تو حارث ثقہ ہوگئے کیونکہ اذا فات الشرط فات المشروط انتہی بعد ما نقلنا جروح الثقات علی الحارث

کہ جسنے دانستہ مجہپر جہوٹ بولا تو چاہیئے کہ اپنا ٹہکانا آگ مین کرلے اسکو روایت کیا شیخین وغیرہمانے علیؓ اور دوسرے ستر صحابہ کی روایت سے نقل متواتر کی ساتھہ جیسا کہ سیوطی کی ازہار متناثرہ مین مبسوط ہے پس مصنف نے اوسکو زندہ کرنا چاہا کہ جسکو خدا نے مردہ کردیا اور اوسکے نیا بنانے کا قصد کیا کہ جسکو اللہ نے مٹا دیا اور معدوم کردیا اور اسیوجہ سے اس فصل کے آخر مین کہا اور روایت کیا اسکو حارث نے علیؓ سے مرفوعاً اور اسیطرح بروایت حارث علیؓ کی حدیث کو ازالۃ الخفا عن صلوۃ الخلفا مین نقل کیا ہے چنانچہ اوسکے صفحہ (۶) مین کہا، واخرج ابونعیم فی دلائل النبوۃ عن سفیان الثوری عن ابی اسحٰق السبیعی عن الحارث اور جبکہ یہ حارث ثقات محدثین کے نزدیک مطعون تہا بسبب غالی شیعہ ہونے اور علیؓ مرتضیٰ کی روایت مین جہوٹا ہونے کے جیسا کہ ابن حبان نے کہا ہے کہ حارث غالی شیعہ تہا اور حدیث کی روایت مین واہی تہا اور سفیان ثوری سے منقول ہی کہا انہون نے حارث کی حدیث سے عاصم کی حدیث کو بہتر جانتے تھے اور شعبی نے کہاہے کہ حارث کذاب تہا مرہ ہمدانی نے حارث سے کوئی بیہودہ بات سنی اور اوس سے ناخوش ہوکر کہا تو بیٹہا رہ یہانتک کہ مین آون پس مرہ نے گھر مین جاکر تلوار لی جبکہ حارث سمجہ گیا تو وہان سے چلدیا انتہیٰ اور میزان اعتدال مین ہے کہ حارث بن عبداللہ ہمدانی اعور بڑے تابعین کے طبقے مین سے ہے اوس مین ضعف تہا ابو زہیر اوسکی کنیت ہے اور علیؓ و ابن مسعود سے روایت کرتا ہے شعبہ نے کہاہے کہ ابن اسحاق نے اوس سے کل چار حدیثین سنی ہین اور شعبی کا قول ہے کہ اس امت مین کسی پر اس قدر جہوٹ نہین کہا گیا ہے جتنا علیؓ پر کہا گیا ہے اور ایوب کا قول ہی کہ امام ابن سیرین کی رائے تہی کہ جو احادیث حضرت علیؓ سے روایت کی جاتی ہین عموماً باصل ہین مگر جنکی روایت ابن مسعود کے صحابہ نے کی ہے لہذا مصنف نے حارث کی صفائی ثابت کرنیکا قصد کیا اور اپنی شاگرد کی زبان سے اردو مین کہا کہ حارث کی نسبت بعض محدثین نے ضعف کا اطلاق بوجہ تشیع کیا ہی مگر اونکی شیعیت کا الزام کسی کتاب سے اور کسی عقیدہ سے ثابت نہین پس جبکہ شیعیت کا الزام برطرف ہوا اور وہی وجہ ضعیف تہی تو حارث ثقہ ہوگئے کیونکہ اذا فات الشرط فات المشروط انتہیٰ اور جبکہ ہم نے ثقات کی جرح مع جو حارث پر ہوئی ہین نقل کردی

کالامام ابن سیرین والشعبی وسفیان وابن حبان وشعبة وغیرهم لایخفی علی الماهرین ضعف ما تکلم به وسخافة ما تفوه به المصنف فی هذا القول فی مقابلة هؤلاء الجهابذة لانه جعل جهله باحوال الحارث دلیلاً علی برائته من التشیع والکذب وجعل عدم علمه علماً بلا حواله فتوجه علیه ما قاله مولنٰنا انوار الله سلمه تعالی وابقاه فی رسالة الکلام الموضوع فیما یتعلق بالحدیث الموضوع بالهندیة (محدثین جو قواعد جرح و تعدیل کے مقرر کئے ہین مدار اون کا تجربہ اور وجدان پر ہے اسیوجہ سے اہل بدعت سے روایت لینے مین اختلاف ہے الحاصل اس سے صاف معلوم ہوا کہ قدماء محدثین نے اپنے اپنے اجتہاد کے موافق قاعدے ٹھہرائے اور بحسب وجدان اپنے جرح وتعدیل کی اور متاخرین نے اپنے اپنے معتقد علیہ کی تقلید کرکے ہر ایک پر حکم لگائے اور اپنے وجدان یا تقلید کیوجہ سے ہر ایک کی نسبت جس قسم کا اعتقاد رکھتے تھے اوسپر قایم رہے حالانکہ محدثین کے نزدیک مسلم ہے کہ تعدیل بعد جرح کے مفید نہین چنانچہ تدریب الراوی مین امام سیوطیؒ نے قول خطیب کا نقل کیا ہے ترجمہ اوس کا یہ ہے یعنے جو لوگ کہتے ہین کہ اگر معدلین اگر زیادہ ہون اور جارحین کم تو معدلین کا قول معتبر ہے سو یہ اونکی خطا ہے اسلئے کہ جو علت جارحین نے قایم کی ہے معدلین نے اوس کے قایم ہونے کی خبر نہین دی اور اگر دی ہے تو وہ گواہی نفی کی ہوگی اور نفی کی گواہی باطل ہے انتہیٰ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ قدماے محدثین نے اگر کسی پر جرح کی ہو اور اوسی شخص کی متاخرین سے کسی نے تعدیل کی تو یہ تعدیل تقلیداً ہوگی نہ تحقیقاً اس لئے کہ اگر معدلین کو درجہ شہود مین قایم کرین تو بھی یہ شہادت نفی کی ہوگی جو باطل ہے خصوصاً مقابلہ مین شہادت اثبات کے جو عدول نے دی ہے انتہیٰ مما تشبث به فی تزکیة الحارث من قوله اذا فات الشرط فات المشروط لاینبغی ان یلتفت الیه لان فوت الشرط فی الحارث لیس بثابت بالبرهان ولا بالوجدان بل نقیضه وهو وجود الشرط مصرح ومبین بتصریح الثقات وبیانهم الحری بالقبول والاذعان ولله المنة والاحسان

وعلیه الاعتماد والتکلان

جیسے امام ابن سیرین وشعبی وسفیان ثوری وابن حبان وشعبہ وغیرہ تو اب ماہرین پر مخفی نہین کہ مصنف کا
یہ قول مخفی نہین رہا کہ مصنف کا یہ قول بمقابلہ اون اکابر کے نہایت ضعیف وسخیف ہی اسوجہ سے کہ مصنف نے
اپنی لاعلمی کو حارث کے احوال سے اوسکی صفائی پر کذب وتشیع سے دلیل بنایا ہے اور اپنے عدم علم کو
اوس کے احوال کا علم قرار دیا ہے پس صادق آگیا مصنف پر جو کچھ مولانا انوار اللہ سلمہ اللہ تعالی وابقاہ
نے اپنے رسالہ الکلام الموضوع فیما یتعلق بالحدیث الموضوع مین اردو زبان مین لکہا ہے محدثین نے جو
قواعد جرح وتعدیل کے مقرر کئے ہین مدار اون کا تجربہ اور وجدان پر ہے اسی وجہ سے اہل بدعت سے
روایت لینے مین اختلاف ہے الحاصل اس سے صاف معلوم ہوا کہ قدماے محدثین نے اپنے اجتہاد کے
موافق قاعدے ٹہرائے اور بحسب وجدان اپنی جرح وتعدیل کی اور متاخرین نے اپنے اپنے معتقد علیہ
کی تقلید کرکے ہر ایک پر حکم لگائے اور اپنی وجدان یا تقلید کیوجہ سے ہر ایک کی نسبت جس قسم کا اعتقاد
رکہتے تھے اوسپر قایم رہے حالانکہ محدثین کے نزدیک مسلم ہے کہ تعدیل بعد جرح کے مفید نہین چنانچہ تدریب
الراوی مین امام سیوطی نے قول خطیب کا نقل کیا ہے ترجمہ اوس کا یہ ہی یعنے جو لوگ کہتے ہین کہ معدلین اگر زیادہ
زیادہ ہون اور جارحین کم تو معدلین کا قول معتبر ہے سو یہ اونکی خطا ہے اس لئے کہ جو علت جارحین نے قایم
کی ہے معدلین نے اوس کے نہونے کی خبر نہین دی اور اگر دی ہے تو وہ گواہی نفی کی ہوگی اور نفی کی گواہی
باطل ہے انتہی اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ قدماے محدثین نے اگر کسی پر جرح کی ہو اور اوسی شخص کی متاخرین
سے کسی تعدیل کی تو یہ تعدیل تقلیداً ہوگی نہ تحقیقاً اس لئے کہ اگر معدلین کو درجہ شہود مین قایم کرین تو یہی شہادت
نفی کی ہوگی جو باطل ہی خصوصاً مقابلہ مین شہادت اثبات کی جو عدول نے دی ہے انتہی پس یہ جو مصنف نے
حارث کی تزکیہ کے باب مین اپنے قول اذا فات الشرط فات المشروط کو دستاویز بنایا ہے قابل التفات
نہین ہے اس لئے کہ شرط کا فوت ہونا حارث کے باب مین نہ برہان سے ثابت ہے نہ وجدان سے بلکہ
اوس کا نقیض کہ وجود شرط مصرح ومبین ہے ثقات کی تصریح وبیان سے کہ جو قابل قبول واذعان ہے اور
خدا کا شکر واحسان ہے اور اوسی پر اعتماد والتکلان ہے

قال فضل الايمان المجمل بل الاجل

قال الله المتعال في سورة الحديد (والذين امنوا بالله ورسلي اولئك هم الصديقون
وقال في سورة التوبة (وعد الله المؤمنين والمؤمنت جنت تجري من تحتها الانهار
خلدين فيها ومساكن طيبة في جنت عدن ورضوان من الله ذلك هو الفوز العظيم
وقال في سورة الفتح ليدخل المؤمنين والمؤمنت جنت تجري من تحتها الانهار خلدين
ويكفر عنهم سيئاتهم وكان ذلك عند الله فوزا عظيما) قال الحافظ البلاذري حدثنا
الحسن بن علي بن محمد بن علي بن موسى بن جعفر ابو السيد المحجوب امام عصره قال
ثني علي بن محمد التقي قال ثني ابي محمد بن علي قال ثني ابي علي بن موسى الرضى قال ثني
ابي موسى بن جعفر الكاظم قال ثني ابي جعفر بن محمد بن الصادق قال ثني ابي محمد
بن علي الباقر قال ثني ابي علي بن الحسين زين العابدين قال ثني ابي الحسين بن علي
سيد الشهداء وثني ابي علي بن ابي طالب سيد الاولياء قال ثني محمد بن عبد الله
سيد الانبياء صلى الله عليه واله وسلم قال ثني سيد الملئكة قال قال الله سيد
السادات اني انا الله لا اله الا انا من اقر لي بالتوحيد دخل حصني ومن دخل
حصني امن من عذابي ورواه من جهة البلاذري الحافظ العلامه مسند
نيسابور ابو طاهر محمد بن احمد محمش الزيادي فالحافظ ابو صالح احمد بن عبد الملك
النيسابوري المؤذن ثم المحدث ابو طاهر عبد السلام بن ابي الربيع الحنفي ثم المحدث
سعيد الدين محمد بن مسعود الفارسي الكازروني ثم الحافظ ابن الجزري في اسنى
المطالب وغلط في سند الائمة بعض من دون الحافظ ابي صالح ممن ليس من اهل
المعرفة والمسطر هو المحرر قال ابن الجزري كذا وقع هذا الحديث بهذا السياق
من المسلسلات السعيد . بة والعهدة فيه على البلاذري (قلت) هو احد الرواة

ذکر کہا مصنف نے فضیلت ایمان مجمل بلکہ اجمل کی

فرمایا اللہ تعالی نے سورۂ حدید مین (او جو لوگ کہ خدا اور اوس کے رسولون پر ایمان لائے وہی سچا ہین) اور فرمایا سورہ توبہ مین (وعدہ فرمایا خدا نے مومنین و مومنات سے جنتون کا کہ جن کے اندر نہرین جاری ہین ہمیشہ رہینگے اون مین اور عمدہ مکانات ہین ہمیشہ رہنے کے باغون مین اور خدا کی بہت بڑی خوشنودی او فسے یہ ہے بڑی کامیابی) اور فرمایا سورۂ فتح مین (تاکہ داخل کرے مومنین و مومنات کو ایسے باغون مین کہ اون کے اندر نہرین جاری رہینگی ہمیشہ رہین گے اونمین اور میٹ دی اون سے اون کی برائیون کو اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے) کہا حافظ بلاذری نے کہ بیان کیا ہے حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر سید محجوب کے باپ نے کہ اپنے زمانہ کے امام تھے مکہ مین کہا بیان کیا ہے علی بن محمد تقی نے کہا بیان کیا مجھہ سے میرے باپ محمد بن علی نے کہا بیان کیا مجھہ سے باپ علی بن موسی رضا نے کہا بیان مجھہ سے میرے باپ موسی بن جعفر کاظم نے کہا بیان کیا مجھہ سے میرے باپ جعفر بن محمد صادق نے کہا بیان کیا مجھہ سے میرے باپ محمد بن علی باقر نے کہا بیان کیا مجھہ سے میرے باپ علی بن حسین زین العابدین نے کہا بیان کیا مجھہ سے میرے باپ حسین بن علی سید الشہداء نے کہا بیان کیا میرے باپ علی بن ابی طالب سید الاولیاء نے کہا بیان کیا مجھہ سے محمد بن عبد اللہ سید الانبیاء صلعم نے کہا بیان کیا مجھہ سے جبرئیل سید الملائکہ نے کہا فرمایا حق تعالی سید السادات نے کہ مین خدا ہون میرے سوا کوئی معبود نہین جس نے میری وحدانیت کا اقرار کیا میرے قلعہ مین داخل ہو گیا اور جو میرے قلعہ مین داخل ہو گیا میرے عذاب سے محفوظ رہا اور اسکو روایت کیا بلاذری کی جہت سے حافظ علامہ سند نیساپور ابو طاہر محمد بن احمد محمش زیادی پھر ابو صالح احمد بن عبد الملک نیساپوری مؤذن نے پھر محدث ابو طاہر عبد السلام بن ابی الربیع حنفی نے پھر محدث سعید الدین محمد بن مسعود فارسی کازرونی پھر حافظ ابن جزری نے اسنی المطالب مین اور اماموں کی سند مین غلطی کی ہے بعض ناواقفون نے بجز حافظ ابو صالح کے اور جو لکھا گیا ہی وہی ٹھیک ہے کہا ابن جزری نے اسی طرح واقع ہے حدیث اسی سیاق سے مسلسلات سعیدیہ مین اور وہ اوسکا بلاذری پر ہے (مین کہتا ہون) کہ بلاذری ایک

انتهى فنبئني منصور بن محمد الحافظ الابتلائي عن عمرو التستري الحسن ثم قال الحافظ ابو عبد
الحاكم في تاريخ نيسابور كان واحد عصره في الحفظ والوعظ وكان يكثر الاقامة بنسا
ويكون له في كل اسبوع مجلسان عند شيخي البلد ابي الحسن العمي وابي نصر العبدوي و
كان شيخنا ابو علي الحافظ ومشايخنا يحضرون مجالس وعظه ويفرحون بما يذكره على
رؤس الملا من الاسانيد علم او حفظ وما غلط في اسناد او اسم او حديث سمع محمد بن
ايوب البجلي وتميم بن محمد الحافظ وعبد الله بن محمد بن شيرويه وطبقتهم بخراسان
والعراق وكتب جملة عن اسنم اهل البيت ابي محمد الحسن بن علي بن محمد بن علي بن موسى
الرضا وخرج صحيحا على وضع كتاب مسلم وقال الحافظ ابو سعد بن السمعاني في كتاب
الانساب كان حافظا ماهرا عارفا بالحديث ثم ذكر سماعه من جماعة من ائمة الصنعة
بطوس ونيسابور والري وبغداد وذكر كلام الحاكم وقال الحافظ الذهبي في طبقات
الحفاظ فقيه الامام الحافظ البارع الطوسي البلاذري الواعظ ثم ذكر كلام الحاكم
مختصرا قلت ليس السند ولا المسند مما يتعقل واخرج ابو نعيم في حلية الاولياء و
ابن عساكر وابن النجار عن ابي الصلت ثنا علي بن موسى الرضى ثني ابي موسى بن جعفر
ثني ابي جعفر بن محمد ثني ابي محمد بن علي ثني ابي علي بن الحسين قال ثني ابي الحسين
بن علي ثني علي بن ابي طالب ثنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن جبرئيل
عليه السلام قال الله عز وجل اني انا الله الذي لا اله الا انا فاعبدوني
من جاءني منكم بشهادة ان لا اله الا الله بالاخلاص دخل حصني ومن دخل
في حصني امن من عذابي قال ابو نعيم هذا حديث ثابت مشهور بهذا
الاسناد من رواية الطاهرين عن آبائهم الطيبين عليهم السلام وكان بعض سلفنا
من المحدثين اذا روى بهذا الاسناد قال لو قرئ هذا الاسناد على مجنون لافاق.

ثقہ راویون مین سے ہی اپنے شہر مین بلکہ وہ اپنے زمانہ کے بیدار مغز حفاظ حدیث مین یکتا ہے اور کم
دیکہا نہ اوس کا مثل ہی کہا حافظ ابو عبد اللہ حاکم نے تاریخ نیساپور مین کہ بلاذری اپنے زمانہ کا یکتا تہا حفظ حدیث اور عمدہ
گوئی مین اور اکثر نیساپور مین قیام رکہتا تہا ہر ہفتہ مین درس کیلئے دو مجلسین منعقد ہوتی تہین شہر کے دور
ابو الحسن یحیی و ابو نصر عبیدی کے بیان اور ہمارا شیخ ابو علی حافظ اسعد سے ہمارے شیوخ اوس کے
مجلسون مین حاضر ہوتے تہے اور وہ جستہ جستہ مسندین بہ ہر موضع ذکر کرتا تہا اوس کے سننے سے خوش ہو جاتے
اور بعض اون شیوخ کو کبہی نہین دیکہا کہ اونہون نے کسی اسناد یا اسم یا حدیث مین اوس پر حملہ مارے
ہون محمد بن ایوب بجلی و نعیم بن حماد حافظ و عبد اللہ بن محمد بن شیرویہ اور اون کے ہم طبقہ لوگون
خراسان و عراق مین سماع حدیث کیا ہی اور امام اہل بیت ابو محمد حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسی رضا علیہ
السلام مین حدیث لکہی ہی اور کتاب مسند کے وضع پر ایک صحیح تصنیف کی ہی اور حافظ ابو سعد سمعانی نے کتاب
الانساب مین لکہا ہی کہ بلاذری حافظ مجود عارف با حدیث تہا پہر اوسکی سماعت حدیث کو ذکر کیا ائمہ حدیث کی
ایک جماعت سے طوس و نیساپور و رے و بغداد مین اور کلام حاکم کو ذکر کیا اور حافظ ذہبی نے طبقات الحفاظ
مین بلاذری کے ترجمہ مین لکہا ہی امام حافظ بارع طوسی بلاذری واعظ پہر کلام حاکم کو اختصار کر کے ذکر کیا
پس مسند مسطور تعقیب کے قابل نہین ہین اور روایت کیا ابو نعیم حلیۃ الاولیا مین پہر سلفی و ابن عساکر و ابن النجار نے
ابو الصلت سے کہ بیان کیا ہم سے علی بن موسی رضا نے کہ بیان کیا مجہ سے میرے باپ موسی بن جعفر نے کہ بیان کیا مجہ
سے میرے باپ جعفر بن محمد نے کہ بیان کیا مجہ سے میرے باپ محمد بن علی نے کہ بیان کیا مجہ سے میرے باپ علی بن حسین نے کہا کہ بیان کیا مجہ
سے میرے باپ حسین بن علی نے کہ بیان کیا مجہ سے میرے باپ علی بن ابی طالب نے کہ بیان کیا مجہ سے رسول خدا صلعم نے جبرئیل کے واسطے سے کہ فرمایا اللہ
عزوجل نے کہ مین ہی اللہ ہون نہین کوئی معبود سوا میرے پس میری عبادت کرو جو میرے بندون مین سے آیا
گواہی دیتا ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہین ساتھ اخلاص کے داخل ہوگیا میرے قلعہ مین اور جو داخل ہوگیا میرے قلعہ مین امن مین رہا میرے عذاب سے
کہا ابو نعیم نے کہ یہ حدیث ہی کہ اسکی اسناد ثابت و مشہور ہی پاکیزہ لوگون کی روایت سے اپنے آبا طیبین علیہم السلام سے
اور ہمارے سلف محدثین مین سے بعض کا قول تہا کہ جبکہ یہ اسناد پڑہی جاوے کہ اگر یہ اسناد مجنون پر پڑہی جاوے تو اچہا ہو جاوے

وقال ابو علي احمد بن علي الانصاري اي راويه عن ابي الصلت وقال لي احمد بن رزين
سألت الرضى عن الاخلاص فقال طاعة الله عز وجل اي طوعًا ورغبةً الى الله لا
خوفًا ورهبة من خلق الله وعزى للشيرازي عن علي دفعه قال الله تعالى اني انا
الله لا اله الا انا من اقر لي بالتوحيد دخل حصني ومن دخل حصني امن من عذابي
ولابن النجار عن علي دفعه قال الله تعالى لا اله الا الله كلامي وانا هو فمن قالها دخل
حصني ومن دخل حصني امن من عذابي وقوله تعالى من اقر لي بالتوحيد اي كما
جاء به امته ورسولي ان بلغه خبره انه رسولي وقال اعظم الفقهاء الاربعة ابو حنيفة
في الفقه الاكبر والايمان هو الاقرار والتصديق وقال في الوصية الايمان اقرار باللسان
وتصديق بالجنان والاقرار وحده لا يكون ايمانًا لانه لو كان ايمانًا لكان المنافقون
كلهم مومنين وكذلك المعرفة وحدها اي مجرد التصديق لا يكون ايمانا لانها
لو كانت ايمانا لكان اهل الكتاب كلهم مؤمنين قال الله تعالى في حق المنافقين
وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ اي في دعويهم الايمان حيث لا تصديق لهم
وقال في حق اهل الكتاب الذين اتيناهم يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ انتهى اقول
بتوفيق الله تعالى وعونه ان المصنف قد عقد هذا الفصل لبيان فضل الايمان المجمل
بل الاجمل وعقد الفصل الذي بعده لبيان فرضه على عكس ما قبله فانه بين فيه فرض
الايمان الاكمل قبل بيان فضله وهذا من فساد نظم الكتاب وايضا بيان الفضل
قبل الفرض كما فعله في هذا الفصل لا يخلو عن قلب الموضوع لان الفضل صفة والفرض
ركن والركن مقدم طبعًا على الصفة فما فعله من تقديم الصفة على الركن مخالف
للتقدم الطبعي وما اخترعه من اقسام الايمان التي هي الاكمل والمجمل والاجمل و
المفصل مع كونها مخالفة لما عليه الجمهور مخالفة للعقل ايضًا لان الذي هو معتبر

اور بیان کیا ابو علی احمد بن انصاری یعنے اس حدیث کو ابو الصلت سے روایت کرنے والے نے کہ کہا مجھسے
احمد بن رزین نے کہ پوچھا مینے علی رضا سے اخلاص کو پس فرمایا کہ اللہ عزوجل کی بندگی کرنا خوشی و رغبت سے
طرف خدا کے نہ کہ خلق اللہ کے خوف و وہشت سے اور شیرازی کیطرف منسوب ہے رفع اس حدیث کا
حضرت علیؓ سے کہ فرمایا اللہ تعالے نے مین ہی اللہ ہون میرے سوا کوئی معبود نہین جسنے میری وحدانیت
کا اقرار کیا میرے قلعہ مین داخل ہوا اور جو داخل ہوا میرے قلعہ مین میرے عذاب سے محفوظ رہا اور
اور ابن نجار کے طرف منسوب ہے رفع اس حدیث کا حضرت علیؓ سے کہ فرمایا اللہ تعالے نے کہ لا الہ الا اللہ
میرا کلام ہے اور مین اللہ ہون پس جسنے یہ کلمہ کہا میرے قلعہ مین داخل ہوا اور جو میرے قلعہ مین داخل ہوا میرے عذاب سے
محفوظ رہا) اور قول حق تعالے کا (جسنے میرا اقرار کیا وحدانیت کیساتھ) یعنے جس طرح کہ میرا رسول اوس کو
لایا ہے اپنی امت مین اگر اوس شخص کو خبر پہونچگئی کہ وہ میرا رسول ہے اور کہا اعظم فقہاء اربعہ ابو حنیفہ
نے فقہ اکبر مین (اور ایمان صرف اقرار و تصدیق ہے) اور کہا کتاب وصیت مین کہ ایمان زبان سے اقرار
کرنا اور دل سے تصدیق کرنا ہے اور تنہا اقرار ایمان نہین ہے اس لئے کہ اگر ایمان فقط اقرار ہوتا تو سب منافق
مومن ہوجاتے اور اسی طرح تنہا معرفت یعنی مجرد تصدیق ایمان نہین ہے اس لئے کہ اگر ایمان ہوتی تو سب
اہل کتاب مومن ہوجاتے فرمایا اللہ تعالے نے منافقون کے حق مین (اور اللہ ہی گواہی دیتا ہے کہ منافق
جھوٹے ہین) یعنے اپنی دعوے ایمان مین اس لئے کہ اون کو تصدیق نہین ہے اور اہل کتاب کے حق مین فرمایا
(جن لوگون کو ہمنے کتاب دی ہے وہ پہچانتے ہین اوسکو جس طرح کہ پہچانتے ہین اپنی اولاد کو انتہی) مین کہتا ہون
خدا کی توفیق اور اوسکی مدد سے کہ مصنف نے اس فصل کو منعقد کیا ہے فضیلت ایمان مجمل بلکہ اجمل کے بیان مین اور اسکی بعد کی فصل کو منعقد
کیا ہے اسکی فرض کے بیان مین برخلاف اسکی ماقبل کے اسلئے کہ اوسمین ایمان اکمل کو اور اسکی فصل سے پہلے بیان کیا ہے اور یہ امر نظم کتاب کی فساد سے ہے اور بیان
فضیلت کو قبل فرض کے جیسا کہ اس فصل مین کیا ہے قلب موضوع سے خالی نہین ہے اسلئے کہ فضیلت صفت ہے اور فرض رکن ہے اور رکن طبیعت مین مقدم ہے
صفت سے پس جو کہ مصنف نے صفت کو مقدم کیا ہے تقدم طبعی کے خلاف ہے اور جو کہ ایمان کی قسمین اکمل و مجمل و اجمل و مفصل مصنف نے ایجاد کی ہین
مذہب جمہور کی مخالف ہونیکے علاوہ عقل کے بھی مخالف ہین کیونکہ جمہور کے نزدیک ایمان کی قسمین فقط مجمل و مفصل معتبر ہین

عند الجمهور هو تقسيم الايمان الى المجمل والمفصل لا غير واختراع الاكمل والاجمل من
دون ضرورة داعية الى مخالفة الكل من اهل الحق بدعة شنيعة وصنيعة قبيحة
تفضى لصانعها الى الفضيحة واما مخالفة العقل فلان الاكمل افعل التفضيل ولابد
له من كامل يزيد هو عليه فى الكمال وكذا الاجمل لابد له من الجميل وحيث
لم يات بهما فى الاقسام بقى تقسيمه غير حاصر لجملة الاقسام وخاليا عن اسلوب النظام
واما ما استدل به لاثبات مطلبه فى هذا الفصل فهو اب عن اثباته وتفصيله
انه ذكر فى الاستدلال ثلاث ايت وحديثين فى هذا الفصل احدهما برواية البلا
وثانيهما برواية الهروى ومتنهما واحد وهو الحديث الالهى الذى وعده ذكره
سابقا فالاية الاولى وهى ما نقلها عن سورة الحديد هكذا (والذين امنوا بالله ورسله
اولئك هم الصديقون) انها غير خالية عن نحو تفصيله لان الايمان بالله ورسله
تفصيل للايمان الشرعى المعتبر فى الشرع فالاستدلال بها لاثبات افضل الاجمل من
الايمان غير صحيح والاية الثانية وهى ما نقلها عن سورة التوبة هكذا (وعد
الله المومنين والمومنت جنت تجرى من تحتها الانهار خلدين فيها الاية) انما هى
ناظرة الى فضل المفصل لا الاجمل لان اللام الداخلة على المومنين والمومنت للعهد
والمراد من مدخولها الكاملون فى صفة الايمان وهم الذين ذكروا قبل هذه
الاية فهذه ايضا ساكتة عن بيان فضل الاجمل والثالثة وهى ما نقلها عن سورة
الفتح هكذا (ليدخل المومنين والمومنت جنات تجرى من تحتها الانهار الاية)
حالها كحال الثانية انها ايضا نازلة فى فضل الكاملين ولذا ذكر الله تعالى
فى اخرها الفوز العظيم الموعود للذين كملوا الناس فى صفة الايمان فعلم ان الاستدلال
لكل واحدة منها على فضل الاجمل على خلاف التفقه واما الحديث الالهى الذى صرح

اور اکمل و اجمل کی ایجاد بلا ضرورت برخلاف کل اہل حق کے بدعت شنیعہ و حرکت قبیحہ ہے
کہ اپنے فاعل کو رسوا کرتی ہے اور عقل کے مخالف اسوجہ سے ہے کہ اکمل افعل التفضیل کا صیغہ
ہے اور اوس کے لئے کامل کا وجود ضروری ہے کہ جس سے وہ زاید ہو کمال مین اور اسی طرح
اجمل کے لئے جمیل کا ہونا ضرور ہے اور جبکہ ان دونون کو اقسام مین ذکر نہین کیا تو مصنف کی
تقسیم جملہ اقسام ایمان کو حاصر نہوئی نہ اسلوب نظام سے خالی رہگئی اور جس دلیل سے مصنف
نے اس فصل مین اپنا مطلب ثابت کیا ہے وہ اوس کا مطلب ثابت کرنے سے ابا کرتی ہے بیان
اس کا یہ ہے کہ مصنف نے استدلال مین تین آیتین اور دو حدیثین اس فصل مین ذکر کی ہین ایک بلاذری کی
روایت سے اور دوسری ہروی کی روایت سے اور دونون کا متن ایک ہے اور وہ حدیث الٰہی
ہے کہ جس کا وعدہ سابق مین ذکر کیا تہا پس پہلی آیت کہ جس کو سورہ حدید سے اس طرح پر نقل کیا ہے
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ انتہی ایک طرح کی تفصیل ایمان سے خالی نہین ہے
اس لئے کہ ایمان خدا پر اور اوس کے رسولون پر ایمان شرعی کی کہ جو شرع مین معتبر تفصیل ہے پس اس آیت سے
دلیل لانا ایمان اجمل کی فضیلت پر صحیح نہین ہوا اور دوسری آیت کہ جسکو سورۂ توبہ سے اس طرح پر نقل کیا ہے
وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا آخر آیت تک ایمان مفصل کی
فضیلت پر دال ہے نہ کی مجمل کی اس لئے کہ جو لام کہ مومنین و مومنات پر داخل ہے عہد کا ہے اور مراد اوس
مدخول سے وہ مومن ہین کہ جو صفت ایمان مین کامل ہین اور وہ لوگ ہین کہ جن کا ذکر اس آیت سے پہلے ہو چکا
ہے پس یہ آیت بہی ایمان اجمل کی فضیلت کی بیان سے ساکت ہے اور تیسری آیت بہی کہ جسکو سورۂ فتح سے
اس طرح پر نقل کیا ہے لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ تا آخر دوسری
آیت کی طرح پر کاملین ہی کی فضیلت مین نازل ہوئی ہے اور اسی وجہ سے حق تعالےٰ نے ان دونون آیتون کے آخر
مین فوز عظیم کو ذکر فرمایا ہے کہ جو ایسے لوگون کیواسطے موعود ہے کہ صفت ایمان مین کامل تر ہے پس
معلوم ہوا کہ مصنف کا دلیل لانا ان تینون آیتون سے ایمان اجمل کی فضیلت پر ادعا کے خلاف ہے اور لیکن حدیث الٰہی کہ جسکے

ههنا طرقه وفضيلة سنده ومخرجيه بكمال التطويل والتعديل بما لا مزيد عليه ففيه
نظر من وجوه الاول من جهة مخرجيه وهما ابو الصلت الهروى والبلاذرى وقد مرّ
بيانهما فى بحث الحديث النبوى بانهما ليسا من اهل السنة بل هما من الشيعة الغالية فروايتهما
غير مقبولة عند اهل السنة الثانى من جهة كونه مسلسلا بالائمة العشرة وهذا انما يصح
اذا ثبت رواية محمد التقى واستماعه الحديث من والده الامام على بن موسى الرضى وكونه
اماما ايضا وهذان الامران غير مسلمين عند الطائفتين كما مرّ فكونه مسلسلا با
لائمة العشرة باطل عند اهل السنه والا لما اقتصر المحدثون فى روايته الحديث ولا العارفون
فى شجرات الولاية على الائمة السبعة الاول ولما تركوا من تحتهم من الثلاثة الاخيرة
الثالث كونه مسلسلا ايضا غير مسلم لان المسلسل من الحديث ما يتفق روا يته
فى الصيغ او الاحوال اما الاتفاق فى الصيغ فكما يقول كل واحد منهم حدثنا او اخبرنا
واما الاتفاق فى الحالات فكما يقال حدثنا فلان الكوفى اخبرنا فلان الكوفى انبانا فلان الكوفى
او يقال حدثنا فلان واخذ لحيته قال اخبرنا فلان واخذ لحيته قال اخبرنا فلان واخذ
لحيته قال السيد السند فى اصول الحديث والمسلسل ما يتابع رجال الاسناد الى
رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم على حالة واحدة انتهى وهذا الحديث لما لم يثبت اتصاله
من جهة محمد التقى رضى الله عنه بطل كونه مسلسلا ايضا والحديث الذى يقال
لسنده سلسلة الذهب فى عرف المحدثين هو حديث الامام على بن موسى الرضى عن ابائه
عن النبى صلعم لا ما روى عما تحته كما نقلنا عن فقراء اهل البيت فليذكر ففى جعل
حديث الهروى او البلاذرى مسلسلا بالائمة العشرة الكمل كما ارتكبه المصنف
خروج عن اصطلاح المحدثين وايضا وطعن عظيم على اولياء الطريقة سيما القادرية
وعلى علماء اهل السنة والجماعة بانهم تركوا كلهم طريقة ائمة اهل البيت ووصلهم

حزین کو اور سند رجال [illegible] کی نسبت کو کہا اول [illegible] ہے یا برنیان کیا
دشوار ہے تیسرا اور پانچ چند وجہ سے نظر ہے پہلے او یہ کہ ان دونون کے حجت ہے اور وہ دو شخص ہین
ابو الصلت ہروی اور بلاذری اور ان دونون کا بیان حدیث نبوی کی بحث مین گذر چکا ہے کہ یہ دونون
اہل سنت مین سے نہین ہین بلکہ خالی شیعہ ہین پس انکی روایت اہل سنت کے نزدیک غیر مقبول ہو دوسری
نظر حدیث ہذا کے مسلسل بائمہ عشرہ ہونے کی جہت سے ہے اور یہ جب ہو سکتا ہے کہ جب محمد تقی کی
روایت و استماع حدیث اپنے والد امام علی بن موسی رضا سے اونیز اونکا امام ثابت ہوا اور یہ دونون امر
شیعہ سنی دونون گروہ کے نزدیک غیر مسلم ہے چنانچہ گذر چکا پس حدیث ہذا کا مسلسل بائمہ عشرہ ہونا اہل سنت
کے نزدیک باطل ہے ورنہ ہرگز اہل حدیث روایت حدیث مین اور اہل معرفت انکے تعرفون مین پہلے سات
اماموں کو بس کرتے اور اخیر سے پیچھے کے تین اماموں کو ترک نہ کرتے تیسری نظر حدیث ہذا کا مسلسل ہونا
بھی غیر مسلم ہے اسلئے کہ وہ حدیث مسلسل ہے کہ جس کے راوی صیغون اور حالات مین یکسان ہون صیغون مین یکسان ہونا اسطرح ہے کہ ہر ایک اونمین
نے حدثنا یا اخبرنا کہے اور احوال مین یکسان ہونا اسطرح ہے کہ کہا جاوے بیان کیا ہم سے فلان کوفی نے خبر
دی ہم کو فلان کوفی نے آگاہ کیا ہم کو فلان کوفی نے یا یون کہا جائے کہ بیان کیا ہم سے فلان نے اور اپنی ریش کو
پکڑ لیا کہا کہ آگاہ کیا ہم کو فلان نے اور اپنی ریش کو پکڑ لیا کہا کہ خبر دی ہم کو فلان نے اور اپنی ریش کو پکڑ لیا کہا حید سنے
اصول حدیثین اور مسلسل وہ حدیث ہی کہ جسکی سند کے رجال رسول خدا صلعم تک ایک حالت پر موافق ہون انتہی اور حدیث ہذا
کا اتصال جبکہ محمد تقی کی جہت سے ثابت نہین ہی تو اس کا مسلسل ہونا بھی باطل ہوگیا اور جس حدیث کی سند کو اصطلاح
محدثین مین سلسلۃ الذہب کہا جاتا ہی وہ امام علی بن موسی رضا کی حدیث ہی جو بروایت اونکے آبا کے نبی صلعم سے مروی ہے
نہ کہ حدیث جو آلون کے والون سے مروی ہے جیسا کہ اسکو ہم نے فقہ اہل بیت سے نقل کر دیا ہے پس یاد کر لیا جا
پس ہروی یا بلاذری کی حدیث کو مسلسل بائمہ عشر تک قرار دینے مین جیسا کہ مصنف نے ارتکاب کیا ہے
محدثین کی اصطلاح سے خروج ہے اور تبرا اولیا سے طریقت خصوصاً قادریہ اور علما سے
اہل سنت و جماعت پر بہت بڑا طعن ہے بالخصوص کہ ان سنیون نے ائمہ اہل بیت کے طریقے و مذہب کو چھوڑ دیا اور ان

وانما المجتبی لهما والاخذ بهما منهم هو المصنف لاغیر ولذا ادعی بکونه مجدد الدین ومحیا العلوم اهل البیت وطریقتهم اجمعین ولولم یتغبث بروایة الهروی او البلاذری مع کونهما مطعونین عند اهل السنة اجمعین لما تیسر له هذا الادعاء ولما یتاتی طعنه علی الکبراء من المحدثین والاولیاء فهذا الذی اوقعه فی الورطة الظلماء وجعله کالعمیاء تتیه فی الغبراء وتعمه فی الصحراء او تطغی فی البید او تحت الصخرة الصماء ولان کون للافتخار وتشهیر التجدد فی الامصار تسلیم الروایة عن محمد التقی عن ابیه فما الحاجة الی الاقتصار فی الروایة علی الائمة العشرة بل نقول حینئذ فی مقابلته ان لنا حدیثا مسلسلا بالائمة الثلاثین الذین کلهم من اولاد الحسنین رضی الله عنهم اجمعین وبیانه ان فی الصواعق حدیثا روی بتخریج المسعودی مسلسلا بالائمة الخمسة هکذا عن موسی الجون عن ابیه السید عبد الله المحض عن ابیه السید الحسن المثنی عن ابیه السید الحسن المجتبی عن ابیه سیدنا علی ابن ابی طالب عن رسول الله صلی الله قال ما من احد یحلف یمینا یجد الله فیها الا استحی عن عقوبته وما من احد حلف یمینا کاذبة نازع الله تعالی فی حوله وقوته الا عجل الله له عقوبته قبل ثلاث انتهی وباتصال الشجرة العالیة القادریة النسبیة الی هذه الخمسة الکمل یبلغ عدد الائمة الرواة لثلاثین هکذا عن السید الامام ابراهیم طال الله عمره عن ابیه السید الامام المصطفی القادری عن عمه السید الامام عبد الرحمن المحض عن اخیه السید الامام سلمان الافندی عن ابیه السید الامام مصطفی عن ابیه السید الامام زین الدین عن ابیه السید الامام محمد درویش عن ابیه السید الامام حسام الدین عن ابیه السید الامام نور الدین عن ابیه السید الامام ولی الدین عن ابیه السید الامام زین الدین عن ابیه السید الامام شرف الدین عن ابیه السید الامام محمد الهتاک عن ابیه السید

دونون کو نقل کرنیوالا اور اوسپر عمل کرنیوالا اہل سنت مین صرف مصنف ہی ہے اور بس اسیوجہ سے مصنف نے دعوی
کیا ہے کہ مین دین کا مجدد ہون اور اہل بیت کے علوم و طریقے کو زندہ کرنے والا ہون اور اگر مصنف مروج
و بلاذری کی روایت کو حالانکہ یہ دونون اہل سنت کے یہان مطعون ہین دستاویز نہ بناتا تو یہ دعوے اسکو
نصیب نہ ہوتا اور اس کا طعن کبرے محدثین دا و لیا پر وارد نہ ہوتا پس یہی امر ہے کہ جس نے مصنف کو تاریک
بھنور مین گرا دیا ہے اور شب کور کی طرح بنا دیا ہے کہ جو زمین مین ٹہکتی ہے یا جنگل مین سرگردان پھرتی ہے
یا میدان مین سرکشی کرتی ہے ٹھوکر کسی چٹان کے نیچے اور اگر افتخار اور شہرون مین مجدد ہونے کی شہرت
دینے کے واسطے محمد تقی کی روایت کو اون کے باپ تک پہنچانا کافی ہے تو روایت کرنے مین دس اماموں پر
بس کرنے کی کیا حاجت ہی بلکہ ہم اسوقت مصنف کے مقابلہ مین کہتے ہین کہ ہمارے پاس ایک حدیث ہے
کہ تیس اماموں سے مسلسل ہے کہ جنہین سب کے سب حسنین کی اولاد سے ہین اور بیان اسکا یہ ہے کہ صواعق
مین مسعودی کی روایت سے ایک حدیث پانچ اماموں سے مسلسل اس طرح سے مروی ہے (روایت
کی موسیٰ جون نے اپنے باپ سید عبداللہ محض سے انہون نے باپ سید حسن مثنیٰ سے اونہون نے اپنے باپ
سید حسن مجتبیٰ سے اونہون نے اپنے باپ سیدنا علی بن ابی طالب سے اونہون رسول خدا صلعم سے فرمایا
حضرت نے نہین کوئی شخص کہ کھاوے ایسی قسم کہ جسمین خدا کی عظمت بیان کرے مگر یہ کہ خدا شرماتا ہے اوسکے
عذاب سے اور نہین ہی کوئی شخص کہ کھاوی جھوٹی قسم کہ جسمین لیوے حق تعالے سے اپنے حول و قوت کو مگر یہ کہ خدا لعبد پہنچاتا ہے
اوسکو عذاب تین دن سے پہلے انتہی اور شجرہ عالیہ قادریہ نسبیہ کو ملانیسے ان پانچون کاملین کیساتھ اس حدیث کے
راویونکی تعداد تیس تک پہنچ جاتی ہی اسطرحسے کہ سید امام ابراہیم طال اللہ عمرہ نے روایت کی اپنے باپ سید امام مصطفےٰ قادری سے انہون نے اپنے
چچا سید امام عبدالرحمٰن محض سے اونہون نے اپنے باپ سید امام سلمان بغدادی سے انہون نے اپنے باپ سید امام علی سے انہون نے اپنے باپ سید امام سلمان سے انہون نے اپنے
باپ سید امام مصطفےٰ سے انہون نے اپنے باپ سید امام زین الدین سے انہون نے اپنے باپ سید امام محمد درویش سے انہون نے اپنے باپ سید امام حسام الدین سے انہون نے اپنے
باپ سید امام نور الدین سے انہون نے اپنے باپ سید امام ولی الدین سے اونہون نے اپنے باپ سید امام زین الدین سے انہون نے
اپنے باپ سید امام شرف الدین سے انہون نے اپنے باپ سید امام محمد شتاک سے اونہون نے اپنے باپ سید امام

عبد العزيز عن ابيه السادات امام الائمة الشيخ عبد القادر الجيلانی عن السيد الامام
ابي صالح موسی جنگی دوست عن ابيه السيد الامام عبد الله الجيلی عن ابيه السيد
يحيی الزاهد عن ابيه السيد امام محمد عن ابيه السيد الامام داود عن ابيه السيد
الامام موسی عن ابيه السيد الامام عبد الله عن السيد الامام موسی الجون الی اخره
فهذا السند العالی هو السلسلة الذهبية او سبحة اللآلی اذا قرء علی الميت لحيی
او علی الاصم لاستمع او علی الابكم لتكلم او علی المخبوط لسلم او علی المجنون لافاق ولم يتشرف
احد ممن صنف واشتهر ما صنف بالرواية عن هذه الائمة الثلاثين الا اهل السنة
ولله المنة فما هو جوابه عن هذا فهو جوابنا عما افتخر به واغتر بنقله الرابع من جهة
قوله في اثناء السند ابو السيد المحجوب امام عصره بمكة وهذا القول مخدوش من
جهتين الاولی ان كنية الامام الحسن العسكری ابو محمد كما هو مشهور متعارف بين العلماء
لا ما كناه به المصنف اعنی ابا السيد المحجوب ففي وضع الثانی مع كونه مخترعا
موضع الاول مع كونه متعارفا اثارة لنائرة الفتنة واثارة للعداوة الكامنة بين
اهل السنة والشيعة وبيانه ان الشيعة تعتقد ان المهدی المنتظر هو السيد
المحجوب لا غيره واهل السنة يعتقدون بانه غيره والدليل عليه ما قال الشيخ بن حجر في الصواعق
والاشهر ان خروج المهدی قبل نزول عيسی وقيل بعده قال ابو الحسن الابری
قد تواترت الاخبار واستفاضت بكثرة رواتها عن المصطفی صلی الله عليه وسلم
بخروجه وانه من اهل البيت وانه يملك سبع سنين وانه يملأ الارض عدلا و
انه يخرج مع عيسی علی نبينا وعليه افضل الصلوة والسلام فيساعده علی قتل
الدجال بباب لد بارض فلسطين وانه يأمر هذه الامة ويصلی عيسی خلفه وحكی
السبكی عن جمهور الرافضة انهم قائلون بانه لا عقب للعسكری وانه لم يثبت الی

عبد العزیز سے انہوں نے باپ سید السادات امام الائمہ شیخ عبد القادر جیلانی سے انہوں نے اپنے باپ
سید امام ابو صالح موسی جنگی دوست سے انہوں نے اپنے باپ سید امام عبد اللہ جیلی سے انہوں نے اپنے باپ
سید امام یحیی زاہد سے اونہوں نے اپنے باپ سید امام محمد سے انہوں نے اپنے باپ امام عبد اللہ سے
اونہوں نے اپنے باپ سید امام موسی جون سے آخر تک پس یہ سند عالی سونے کی زنجیر ہے یا موتیوں کی
تسبیح ہے جبکہ مردہ پر پڑھی جاوے تو جی اوٹھے یا بہرے پر تو سننے لگے یا گونگے پر تو بولنے لگے یا خبطی پر
تو اچھا ہوجاوے یا مجنون پر تو ہوشیار بنجاوے اور اہل حدیث کے مصنفین میں سے کہ جن کی
تصانیف مشہور ہیں کوئی ان تیسوں اماموں کی روایت سے مشرف نہیں ہوا ہے بجز اہل سنت
کے اور خدا کا احسان ہے پس جو کچھ اس کا جواب مصنف دے گا تو وہی ہمارا جواب ہے اوس
سند سے کہ جس پر مصنف نے افتخار کیا ہے اور اوسکی نقل پر مغرور ہوگیا ہے چوتھی نظر اثنا
سند میں اوسکے قول (ابو السید المحبوب امام عصرہ بمکتہ) کی جہت سے ہے اور یہ قول دو وجہ سے مخدوش
ہے اول یہ کہ امام حسن عسکری کی کنیت ابو محمد ہے جیسا کہ مشہور و متعارف ہے علما میں مذکورہ جیسکے
ساتھ مصنف یا راوی نے اون سے کنایہ کیا ہے یعنے ابو السید المحبوب پس دوسری کنیت کرنا انکا
اختراعی ہے پہلی کی جگہ میں رکھنا باانکہ پہلی متعارف ہے فتنہ کی آگ کو بھڑکانا ہے اور اوس
عداوت کو ظاہر کرنا ہے جو سنی و شیعہ کے دلوں میں مخفی ہے اور بیان اسکا یہ ہے کہ
شیعہ کے اعتقاد میں مہدی بشر سید محبوب ہی ہیں اور بس اور اہل سنت کے اعتقاد میں دوسرے
شخص ہوں گے دلیل اس قول کی شیخ ابن حجر کا یہ قول ہے صواعق میں (اور زیادہ مشہور یہ ہے کہ خروج
امام مہدی کا نزول عیسیٰ کے قبل ہوگا اور کہا گیا ہے کہ بعد ہوگا اور ابو الحسن آبری نے لکھا ہے کہ نبی صلعم سے
تواتر اخبار و شہرت روات سے خروج مہدی ثابت ہے اور یہ کہ مہدی اہل بیت نبوی سے ہونگے اور سات برس تک سلطنت کرینگے اور عدل و انصاف سے زمین
کو بھر دینگے اور اونکا خروج عیسیٰ کے بعد ہوگا پس عیسیٰ قتل دجال میں اون کے معاون ہونگے سرزمین فلسطین میں
اور وہ امت کے امام ہونگے اور عیسیٰ اونکے پیچھے نماز پڑھینگے اور اوسکی ذریت آپکی ہے کہ جمہور اونکے قائل ہیں کہ امام حسن عسکری کے اولاد تھی اور یہ

اخر ما قال والحاصل انهم يتنازعون في المنتظر بعد وفاته على عشرين فرقة وان
الجمهور غير الامامية على ان المهدي غير حجة قال بعضهم قطعه ما آن للسرداب ان يلد الذي
كلمتموه بجهلكم ما آنا ؞ فعلى عقولكم العفاء فانكم ؞ ثلثتم العنقاء والغيلانا ؞ انتهى فلما
كان مقصود المصنف تائيد الامامية في باب الاثنى عشر وتقوية قولهم في باب
المهدي المنتظر وتضعيف اهل السنة وتزييف مقالتهم في هذا الباب بين اخترع
المصنف لهذه الكنية في اثناء السند واحال قصتها على الشهرة في الحاشية كما
نقلنا في المقدمة كي يتم به المقصود وينطبق العدد على المعدود ولهذا
رده مولانا محمد انوار الله سلمه الله وابقاه في رسالة المرسلة الى المصنف
ثم انك ذكرت فيه السيد المحجوب واحلت قصته على الشهرة هل هو الا من معتقدات
الشيعة الذين ينتظرون خروجه عند الساعة المنتظرة والعذر بانك ذكرته في
ضمن الاسناد لا يخلو فانه عن شائبة الريب لا يخلو هل هو الا تشئيد مباني المقصود
كي ينطبق العدد على المعدود فانك اثبت وجود الائمة السبعة في اسناد وزدت
اربعة في اسناد حتى كملت اثنا عشر اماما بزيادة الامام الحسن المجتبى المسلم عند
جميع اهل العلم والاجتهاد وهذا زائد على ما اظهرت في اول الكتاب بل مناف له في
الجملة وهي دسيسة يعرفها المهرة الكملة فانه خصصتهم من سائر الائمة العترة
فكان الامامة عندك فيهم منحصرة وان هذا الا مذهب الرفضة انتهى بقدر الحاجة
الثانية انه قوله امام عصره بمكة يدل دلالة نيرة على ان قائله ليس من اهل السنة
بل هو من الامامية المبتدعة لان الامامية يعتقدون ان العصر لا يخلو عن امام
ولذا قالوا باختفاء السيد المحجوب وبقاء حياته وظهوره عند الساعة المنتظرة
فالقائل بهذا القول لابد ان يكون الامامية لان كل اناء يترشح بما فيه فلذا قلنا

آون سے آخر قول تک اور حاصل امر یہ ہے کہ شیعون نے باخود با نزاع کی ہے مہدی منتظر کے باب مین حسن
کے وفات کے بارہ فرقو نپر اور جمہور غیر امامیہ کے اسپر ہین کہ مہدی حجت کے غیر ہین بعض اہل سنت یہ قطعہ
شیعہ کے جواب لکھا ہے (سرداب کے لئے وقت نہین آیا کہ جنے اوس شی کو جسکا تمنے اپنی نادانی سے قول کیا
ہے پس تمہاری عقلونپر پردہ پڑگیا ہے اس لئے کہ تمنے عنقا وغیلان کے سوا تیسری شے بھی ایجاد کی ہے) انتہی
پس جبکہ مصنف کا مقصود یہ تھا کہ بارہ امامون کے باب مین امامیہ کی تائید ہوجائے اور مہدی منتظر کے
باب مین اون کے قول کی تقویت اور اہل سنت کا ضعف اور اون کے کمزوری ان دونون باتون مین
ثابت کیا جائے تو مصنف نے سند کے درمیان یہ کنیت تراشی اور راوس کا قصہ حاشیہ مین شہرت پر محول کیا
جیسا کہ ہم مقدمہ مین اوسکو نقل کر چکے ہین تاکہ اس کنیت سے مقصود تمام ہوجائے اور عدد ائمہ پر منطبق ہو جائے اور اسیوجہ سے
مولانا محمد انوار اللہ نے اوس رسالہ مین کہ مصنف کے پاس بہیجا تھا اوسکو رد کیا ہے اس طرح پر پہر تو نے سند مین
سید محجوب کو ذکر کرا اور اوس کے قصہ کو شہرت حوالہ کیا اور یہ امر شیعونکی ہی عقاید سے ہی کہ جو اوس کے خروج کا
وقت منتظر پر انتظار کر رہے ہین اور تیرا یہ عذر کہ تو نے اسکو اختصار سند مین ذکر کیا ہے واضح نہین ہے اور شبہہ کی ملاوٹ سے
خالی نہین ہے یہ تو مقصود کے مکانات کو بلند کرنا ہے تاکہ عدد اپنے معدود پر منطبق ہوجائے اس لئے کہ تو نے
ایک سند مین سات امامونکو ثابت کیا اور چار کو دوسری سند مین بڑہایا یہانتک کہ امام حسن مجتبی کو ملانے سے
جو کہ تمام علماء و مجتہدین کے نزدیک مسلم ہین بارہ امام پورے ہوگئے اور یہ امر زاید ہے اوس سے کہ تو نے
اس کتاب کے شروع مین ظاہر کیا ہے بلکہ فی الجملہ اوس کے منافی ہے اور یہ ایک ایسا فریب ہے کہ جسکو ماہرین کاملین
پہچانتے ہین اس لئے کہ تو نے انہین بارہ کو ائمہ عترت مین خاص کر لیا پس گویا امامت تیرے نزدیک انہین بارہ مین
منحصر ہی اور یہی تو رافضیون کا مذہب ہے انتہی بقدر حاجت دوسری وجہ یہ ہے کہ قول مصنف امام عصرہ بلکہ صاف
دلالت کرتا ہی اس پر کہ اس قول کا قائل سنی نہین ہی بلکہ وہ امامیہ متدعہ مین سے ہے اس لئے کہ امامیہ کا اعتقاد ہے کہ زمانہ امام سے خالی
نہین ہوتا ہی اور اسیوجہ سے امامیہ سید محجوب کے مخفی رہنے اور اون کے بقاے حیات اور عنقریب منتظرہ مین اونکی ظاہر ہونیکے
قایل ہین پس اس قول کا قائل ضرور امامیہ مین سے ہے اس لئے کہ ہر ظرف سے وہ ٹپکتا ہے جو اوس مین بھرا ہی پس اسیوجہ سے ہم نے کہا ہے

ان البلاذري الذي هو مخرج هذا الحديث من الشيعة لا من اهل السنة والا
لما قال بلفظ ابو السيد المحجوب امام عصره بمكة في اثناء السند واما تخريج الحديث
الالهي المذكور بالسند المعتبر الماثور عند اصحاب المذهب المنصور واهل السنة والجماعة
وائمتهم الجمهور وهو ما للامامين الجليلين ابي زرعة الرازي استاذ الامام مسلم
ومحمد بن اسلم الطوسي عن الامام علي بن موسى الرضي عن ابائه في فضل هذا السند
قال امام احمد حنبل لو قرئت هذا الاسناد على مجنون لبرأ من جنته وايضا يقال له
سلسلة الذهب لكونه ماثورا عن الائمة السبعة من اهل بيت النبوة كما تقدم
من التصويح مفصلا في السابق فكيد المصنف في هذا الكتاب العجب والفحش من غيره
من المتبعين حيث روى في هذا الكتاب حديثين بسندين احدهما مردود دخيل
اهل السنة و ثاني مقبول فوضع المقبول الالهي موضع المردود الهروي ووضع
المردود الهروي مكان المقبول الالهي ليحصل له الاستدلال بكليهما وتيسر له
الافتخار بسنديهما وقد من الله علينا باظهار مكائده ودفع مفاسده في الدين
وشدائده وكشف ما في عباراته وزوائده ثم وفقنا بالتوجه التام الى الرد عليه
بالحق وبيان ما تشبث به من الاقوال الردية والمذاهب الواهية بالصدق
والله ولي الهداية ومنه العناية والاعانة قوله وقال اعظم الفقهاء الاربعة
ابو حنيفة في الفقه الاكبر والايمان هو الاقرار والتصديق وقال في الوصية الايمان
اقرار باللسان وتصديق بالجنان والاقرار وحده لا يكون ايمانا لانه لو كان ايمانا
لكان المنافقون كلهم مؤمنين وكذا لك المعرفة وحدها اي مجرد التصديق
لا يكون ايمانا اه اقول بتوفيق الله تعالى وعونه لما صنف هذا الكتاب في مقابلة
الفقه الاكبر الحنفي وكان المشهور بين الحنفية ان الايمان هو التصديق

بلا فرق جو اس حدیث کا راوی ہے شیعی ہے نہ کہ سنی ورنہ ہرگز (الولسید المحبوب الا من عصرہ بمکتہ) کا
اثنا عشریہ سند میں نہ کہتا اور لیکن حدیث آہنی مذکور کی روایت بسند معتبر جو اہل مذہب منصور اہل سنت
وجماعت اور راویوں کے جمہور ائمہ کے یہاں منقول ہے وہ ہے کہ جسکو دو امام جلیل القدر فن
حدیث کے ابوزرعہ رازی استاد امام مسلم و محمد بن اسلم طوسی امام علی بن موسی رضا سے بروایت اونکے
آباء کے نقل کیا ہے اور اسی سند کی فضیلت میں امام احمد حنبل نے کہا ہے کہ اگر تو اس سند کو
مجنون پر پڑھ دے تو اپنے جنون سے اچھا ہو جائے اور نیز اس سند کو سلسلۃ الذہب کہا جاتا ہے
اس لئے کہ یہ منقول ہے اہل بیت نبوت کے سات اماموں سے جیسا کہ ہم نے اسکو سابق میں صواعق
سے بہ تفصیل نقل کیا ہے پس مصنف کا مکر اس کتاب میں عجیب تر و فاحش تر ہے دوسرے اہل سنت
سے اس لئے کہ اس کتاب میں دو حدیثیں دو روایت سے نقل کی ایک اونمین اہل سنت کے
نزدیک مردود ہے اور دوسری مقبول پس مقبول آہنی کو مردود ہروی کی جگہ میں رکھا اور مردود
ہروی کو مقبول آہنی کی جگہ میں ذکر کیا تاکہ دونوں حدیثوں سے استدلال ہو سکے اور دونوں کی
سند پر فخر کا موقع ملے اور خدا نے ہم پر احسان فرمایا مصنف کے مکائد بیان کرنے اور
دین میں اوس کی خرابیاں و سختیاں دور کرنے اور اوسکی عبارات و زوائد کا حال کھولنے میں
پھر ہم کو توفیق دی اوسکے رد لکھنے میں پوری توجہ کرنے اور اون اقوال ردیہ مذاہب واہیہ
کو بیان کر دینے میں سچے طور پر کہ جن کو مصنف نے دستاویز بنایا ہے اور حمد اسی مالک ہے
ہدایت کا اور راہی کے طرف سے عنایت و اعانت ہے قول مصنف کا (اور کہا امام اعظم فقہائے اربعہ
ابو حنیفہ نے فقہ اکبر میں اور ایمان اقرار و تصدیق ہے اور کہا وصیت میں ایمان اقرار بزبان سے
اور سچا جاننا دل سے ہے اور تنہا اقرار ایمان نہیں ہے اسلئے کہ اگر ایمان ہوتا تو سارے منافق ایماندار ہوتے اور
اسی طرح تنہا معرفت یعنی مجرد تصدیق ایمان نہیں ہے الخ) میں کہتا ہوں حقتعالے کی توفیق و مدد سے ہرگاہ کہ مصنف
نے کتاب فقہ اکبر میں نقل کیا بلکہ بیان سنت کی ... حنفیہ میں مشہور ہے کہ ایمان ابو حنیفہ کے نزدیک صرف تصدیق کا

عند ابی حنیفة والمصنف قد اثبت فی الصدر ان الایمان عند اهل البیت والمحدثین
اقرار ومعرفة وعمل فاراد ان یبین مخالفة قول الامام ابی حنیفة لقول الجمهور
من اهل السنة فی مسئلة الایمان فلهذا انقل عن الوصیة والفقه الاکبر الحنفی
عبارتین یحصل عن مجموعهما ان العمل لیس من الایمان عند ابی حنیفة خلافا لما
علیه جمهور اهل السنة من ان العمل داخل فی الایمان واراد ایضا ان یبین
ان الامام اعظم موافق لهم فی ان الاقرار داخل فی الایمان ومجرد التصدیق لیس
بایمان عنده کما یدل علیه هذان القولان له فما هو المشهور بین الحنفیة مخالف
للتحقیق من مذهبه ولهذا فسر المعرفة فی قول الامام وکذا الک المعرفة وحدها فقول
ای مجرد التصدیق وقد بینا فیما مر ان المعرفة شیئ اخر وعند جمهور اهل السنة
المعتبر فی الایمان هو التصدیق والمعرفة لیست عندهم بمعتبرة فی الایمان خلافا
للمرجئة القدریة فتفسیر المعرفة بالتصدیق خلاف للتحقیق ومستلزم لکون
الامام الاعظم من المرجئة والمصنف قد وافق ابن تیمیة فی هذا التفسیر اهانة
للامام وایذاء لمقلدیه من کافة الانام کما اشار الیه مولانا المولوی ابو الحسنات
محمد عبد الحی اللکنوی فی الرفع والتکمیل حیث قال وقد تشبث بعض الشیعة کصاحب
الاستقصاء وغیره لقول السلیمانی المذکور فی المیزان فی ان ابا حنیفة من المرجئة
ولم یعلم انه قول مردود وما قال عند الجهابذة من اهل السنة واقتدی بهم
فی هذا الطعن کثیر من اهل السنة ممن له تعصب وافر وتعنت ظاهر بابی حنیفة
ومقلدیه فاوردوه فی معرض معائبه ومثالبه ایذاء لمقلدیه ولا عجب من
الشیعة فانهم من اعداء اهل السنة یسبون اکابر الصحابة ویطعنون علی سلف
صاحب الهدایة فما بالک بابی حنیفة وطریقته المرضیة انما العجب من هؤلاء الذین

ثابت ہے اور مصنف صدر کتاب مین ثابت کرچکا ہے کہ اہل بیت و محدثین کے نزدیک ایمان اقرار و معرفت
و عمل کے مجموعے سے عبارت ہے پس ارادہ کیا کہ قول امام ابوحنیفہ کی مخالفت کو جمہور اہل سنت کے
قول سے مسئلہ ایمان بیان کرے پس اسیوجہ سے وصیت و فقہ اکبر حنفی سے دو عبارتین نقل کی کہ
دونون کے مجموعے سے ثابت ہو جائے کہ عمل ایمان کا جزو نہین ہے ابوحنیفہ کے نزدیک برخلاف
جمہور اہل سنت کے کہ اون کے نزدیک عمل ایمان مین سے ہے اور نیز ارادہ کیا کہ یہ امر بھی بیان کر دیوے کہ امام اعظم
جمہور کے اس امر مین موافق ہین کہ اقرار ایمان کا جزو ہے اور نہ فقط تصدیق امام اعظم کے نزدیک ایمان نہین جیسا
کہ یہ دونو قول مذکور امام کی اس پر دلالت کرتے ہین پس حنفیہ مین جو مشہور ہے امام کے مذہب کی تحقیق سی مخالف ہے
اور اسیواسطے مصنف نے معرفت کی تفسیر قول امام (وکذا الا المعرفة وحدها) مین اپنے قول (اے مجرد
التصدیق) سے بیان کی اور ہم سابق مین بیان کرچکے ہین کہ معرفت اور شی ہے اور جمہور اہل سنت کے نزدیک معتبر ایمان مین تصدیق
قلبی ہے اور معرفت اونکے نزدیک ایمان مین معتبر نہین بخلاف مرجیہ قدریہ کے پس معرفت کی تفسیر تصدیق سے خلاف تحقیق ہے
اور مستلزم ہے کہ امام اعظم مرجیہ مین داخل ہو جائین اور مصنف نے اتفاق کیا ہے ابن تیمیہ سے
اس تفسیر مین امام کی اہانت اور اون کے مقلدین کی بڑی جماعت کو ایذا رسانی کے واسطے جیسا کہ
مولانا مولوی ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی نے رفع و التکمیل مین اس کے ظرف سلیمانی کے
قول کو جو میزان مین مذکور ہے اس باب مین کہ امام ابوحنیفہ مرجیہ مین داخل تھے اور یہ سمجھانا کہ یہ قول
مردود ہے یا تاویل کیا گیا ہے اکابر اہل سنت کے نزدیک اور اس طعن مین شیعہ کے پیرو ہو گئے
بہت لوگ اہل سنت کے جنکو امام اعظم اور اون کے مقلدون کے ساتھ تعصب وافر و سرکشی
ظاہر ہے پس یہ لوگ قول سلیمانی کو امام اعظم کے معائب و قبایح کے محل مین بیان کرتے ہین اونکے
مقلدون کی ایذا دہی کیواسطے اور شیعون سے تعجب نہین ہے اس لئے کہ شیعہ اہل سنت کے دشمن
ہین اکابر صحابہ کو گالیان دیتے ہین اور اہل ہدایت کے سلف پر طعن کرتے ہین پہر ابوحنیفہ اور اونکے
پسندیدہ طریقہ پر طعن کرنے مین تجھکو کیا تعجب ہے بڑا تعجب تو ان لوگون سے ہے

هم اهل السنة ويدعون انهم من متبعي الكتب والسنة ومع ذلك يطعنون على اول
هذه الامة وصدر الائمة من دون بصيرة ولا بصارة انتهى فعلم من هذا ان المصنف ايضا
يدب دبيبة النمل على آثار الحساد المتعصبين للامام ابي حنيفة ويدعي ظاهر اموافقته
ونصرته في مذهبه ولابد ههنا من ان يبين النسبة بين الحنفية واهل السنة
ليتبين كون المصنف من المبتدعين مع ادعائه انه من اهل السنة فنقول ان
سيدنا ومرشدنا السيد عبد الرحمن الافندي سلمه الله تعالى قد صرح في
كتابه الفتح المبين في صفحة (١٢) هكذا (ومنهم من قال ان المراد ههنا بالحنفية القائلون
بان الايمان هو المعرفة بالله وحده ونحو ذلك من خرافات المرجئة الخالصة وتوضيحه
على ما في الرسالة الفخرية ان النسبة بين اهل السنة سواء كان حنفيا او شافعيا
او حنبليا او مالكيا وبين المرجئة الضالة نسبة التباين الكلي والنسبة بين الحنفية
بمعنى المتابعين له اصلا وفرعا بين اهل السنة عموم وخصوص مطلق فكل حنفي
من اهل السنة وليس ان كل اهل السنة حنفي والنسبة بين الحنفية بمعنى مقلديه
في الفروع فقط وهذا المعنى اعم من الاول وبين اهل السنة عموم وخصوص من وجه
فمادة الافتراق من يكون حنفيا ولا يكون من اهل السنة كالمرجئة الحنفية
والمعتزلة الحنفية ومن يكون من اهل السنة ويكون شافعيا مثلا ومادة الاجتماع من
يكون موافقا لابي حنيفة في الفروع والعقيدة انتهى ثم قال ايضا فيه اذا عرفت هذا
فنقول مفاد عبارة الغنية ان الحنفية الذين هم فرع من فروع المرجئة الضالة
اصحاب ابي حنيفة الذين يقولون ان الايمان هو المعرفة والاقرار بالله ورسوله
وهذا لا ينطبق الا على المنتسبين فيكون هذا المراد من الحنفية لما عرفت سابقا ان
غسان الكوفي كان يحلي مذهبه الخبيث عن ابي حنيفة ويعد لا نفسه من المرجئة انتهى وبه

کہ سنی ہین اور کتاب وسنت کی اتباع کے مدعی ہین اور اسکے ساتھ طعن کرتے ہین اس امت کے اولیا اور صدر الائمہ پر بالبصیرت وبصارت کے انتہی پس اس سے معلوم ہوا کہ مصنف بھی چیونٹی کی طرح وہی چال چلتا ہے حاسدون کے نقش قدم پر کہ جنکو امام ابو حنیفہ سے تعصب ہے اور ظاہر مین مدعی ہے اونکی موافقت کا اور اونکی مذہب کی نصرت کا اور اس مقام مین ضرورت ہے کہ حنفیہ واہل سنت مین نسبت بیان کیجائے تاکہ مصنف کا بدعتی ہونا ظاہر ہوجائے باوجود اسکے مدعی ہونیکے کہ مین سنی ہون پس ہم کہتے ہین کہ ہمارے سردار ومرشد عبد الرحمن افندی نے خدا سلامت رکھے اونکو اپنی کتاب فتح المبین کے صفحہ ۱۲ مین اسطرح پر تصریح فرمائی ہے اور بعض نے اون مین سے کہا ہے کہ مراد حنفیہ سے اس مقام مین وہ لوگ ہین جو قائل ہین کہ ایمان صرف خدا کی معرفت کا نام ہے اور اسکے سوا جو کچھہ مرجیہ خالصہ کی خرافات ہین اور اسکی توضیح جسطور پر کہ رسالہ فخریہ مین مذکور ہے یہ ہے کہ نسبت اہل سنت مین حنفی ہون یا شافعی یا مالکی یا حنبلی اور مرجیہ ضالہ مین تباین کلی کی ہے اور نسبت حنفیہ مین بمعنی پیروی کرنیوالے امام ابو حنیفہ کے اعتقادات ومسائل فرعیہ مین اور درمیان اہل سنت کے عموم وخصوص مطلق کی ہے اور نسبت درمیان حنفیہ کے بمعنی پیروی کرنیوالے امام ابو حنیفہ کے فقط مسائل فرعیہ مین اور یہ معنے عام ہین پہلے سے اور درمیان اہل سنت کے عموم خصوص من وجہ کی ہے پس دو مادے افتراق کے وہ لوگ ہین کہ حنفی ہین اور اہل سنت سے خارج ہین جیسے کہ مرجیہ حنفیہ ومعتزلہ حنفیہ اور وہ لوگ ہین کہ اہل سنت سے ہین اور مثلا شافعی ہین اور مادہ اجتماع کا وہ لوگ ہین کہ مسائل فرعیہ واعتقادیہ مین امام ابو حنیفہ کے موافق ہین انتہی پھر اوسی کتاب مین کہا ہے (جبکہ تو نے اوسکو معلوم کر لیا پس ہم کہتے ہین کہ تعنیہ کی عبارت کا حاصل یہہ ہے کہ حنفیہ جو کہ مرجیہ ضالہ کی ایک شاخ ہین امام ابو حنیفہ کے مقلد ہین جو کہ کہتے ہین ایمان معرفت خدا ورسول واقرار کا نام ہے اور یہہ قول غسانیہ ہی پر چسپان ہے پس یہی مراد ہے حنفیہ سے اسلئے کہ سابق مین تجکو معلوم ہوچکا ہے کہ غسان کوفی اپنے مذہب خبیث کو امام ابو حنیفہ سے نقل کرتا تھا اور شمار کرتا تھا اونکو بھی مرجیہ مین انتہی اسکی تائید کرتے ہے

ملل والنحل ابن غسان كان يحكى عن ابي حنيفة رحمه الله مثل
مذهبه ويعده من المرجئة ولعله كذب ولعمرى كان يقال لابي حنيفة واصحابه
مرجئة السنة وعده كثير من اصحاب المقالات من جملة المرجئة ولعل السبب فيه
انه لما كان يقول الايمان هو التصديق بالقلب وهو لا يزيد ولا ينقص ظنوا به انه يؤخر
العمل عن الايمان وله سبب اخر وهو انه كان يخالف القدرية والمعتزلة الذين ظهروا
في الصدر الاول والمعتزلة كانوا يلقبون كل من خالفهم في القدر مرجيا وكذا الوعيدية
من الخوارج فلا يبعد ان اللقب انما لزمه من فريقى المعتزلة والخوارج والله اعلم انتهى
ولما تمهد هذا فنقول ان المصنف نسب الى الامام الاعظم افتراء عظيما بكونه من
المرجئة الضالة حيث فسر المعرفة في قوله بالتصديق لانه يلزم منه ان المعرفة و
التصديق عنده بمعنى واحد والمعرفة وحدها وكذا الاقرار وحده ليس بايمان عنده
كما صرح به في الوصية فلزم منه ان يكون مجموع المعرفة والاقرار ايمانا عنده وهو
عين مذهب الغسانية المرجئة وهذا انما لزم من تفسير المصنف المعرفة بالتصديق
ويؤاخذ عليه بهذا القول بان المراجعة الى الفقه الاكبر وكتاب الوصية فان كانت
العبارة فيهما هكذا وكذلك المعرفة وحدها لا يكون ايمانا فلا غبار عليه ولكن تفسير
المعرفة بقوله (اى مجرد التصديق) بهتان على ابي حنيفة وصرف له عن مذهبه
لان مجرد التصديق عنده ايمان كما هو مصرح في متون العقائد فهذا التفسير توجيه
الكلام بما لا يرضى به قائله ويفضى الى فساد ظاهر. قال فرض الايمان
الاجمال والمجمل قال الله تعالى آمنوا بالله ورسوله ولابن جرير في التفسير عن علي
قال الايمان منذ بعث الله آدم شهادة ان لا اله الا الله والاقرار بما جاء من عند الله
لكل قوم ما جاءهم من شريعة ومنهاج ولا يكون المقر تاركا ولكنه مضيع وقال الله

جو اہل حل و عقد زمانہ کے تھے) عجیب یہ ہے کہ مصنف ان امام ابو حنیفہ رح اپنے مذہب کو نقل کر کے بعد اوسکے اونکو مرجیہ میں
شمار کرتا ہے پس شاید یہ قول اونکا موجب تھا اس بات کا کہ ابو حنیفہ اور انکے اصحاب کو مرجیۃ السنۃ کہا جاتا تھا اور اونکو بہت
سے اہل تصانیف نے ... مرجیہ کے شمار کیا ہے اور شاید اسکا سبب یہ ہے کہ ابو حنیفہ کہتے تھے
کہ ایمان تصدیق ہے دل سے اور نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ ناقص تو اوسکو لوگون نے گمان کر لیا کہ ابو حنیفہ عمل کو ایمان سے
پیچھے کہتے ہیں اور اسکا ایک دوسرا سبب ہے اور وہ یہ ہے کہ ابو حنیفہ خلاف کرتے تھے قدریہ و معتزلہ کا کہ جنکا ظہور
صدر اول میں ہوا تھا اور معتزلہ ہر اوس شخص کو کہ قدر میں اونکا مخالف ہوتا تھا مرجی کہتے تھے اور یہی حال ہے
خوارج میں تو ممکن ہے فرقہ وعیدیہ کا پس کچھ بعید نہیں ہے کہ یہ لقب امام ابو حنیفہ پر معتزلہ اور خوارج کیطرف سے لازم
ہوا ہے اور خدا زیادہ جاننے والا ہے انتہی اور جبکہ یہ تمہید ہو چکی تو ہم کہتے ہیں کہ مصنف نے امام اعظم رحمۃ اللہ پر بہتان
اختیار کیا ہے کہ اونکو مرجیہ ضالہ میں داخل کر دیا باوجود کہ معرفت کی تفسیر اونکے قول میں تصدیق سے کر دی
اسلئے کہ اس تفسیر سے لازم آتا ہے کہ معرفت اور تصدیق امام کے نزدیک ایک ہی معنی ہیں اور تنہا معرفت
اور اسی طرح تنہا اقرار اونکے نزدیک ایمان نہیں ہے جیسا کہ وصیت میں اونہون نے اسکی تصریح کی ہے پس
اس سے لازم آگیا کہ معرفت و اقرار کا مجموعہ اونکے نزدیک ایمان ہے اور یہ بعینہ مرجیہ غسانیہ کا مذہب ہے
اور بواحت مصنف نے معرفت کی تفسیر تصدیق سے کر کے بوجہ تناقض آگیا ہے سبب مصنف پر اوسکے
اس قول میں مواخذہ ہے بایں طور کہ فقہ اکبر و کتاب الوصیۃ کی طرف رجوع کیا جاوے پس اگر اون دونون میں
عبارت مسطور ہے (و کذلک المعرفۃ وحدھا لا یکون ایمانا) تو اس کلام پر کچھ غبار نہیں ہے اور لیکن معرفت کی
تفسیر مصنف کے قول الا مجرد التصدیق سے امام ابو حنیفہ پر بہتان ہے اور اونکا مذہب یہی ہے اسلئے
کہ مجرد تصدیق اونکے نزدیک ایمان ہی جیسا کہ عقائد کے بیان میں بصراحت بیان کیا گیا ہے اب یہ تفسیر کلام کی ایسی توجیہ
کہ جس سے اوسکا قائل راضی نہیں ہوتا ہے اور اوسکا حاصل صرف فساد ہے کیونکہ مصنف نے فرمایا بیان جلیل یعنی کا

فرمایا حضرت نے ایمان لاؤ خدا اور رسول پر اور ابن جریر کی روایت ہے ... فرمایا جاننا ... اگر اس امر کی ہی کہ خدا

سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اقرار ان احکام کا جو ... خدا کی طرف سے ... [illegible]

تعالى (ليس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن البر من آمن
بالله واليوم الآخر والملئكة والكتاب والنبيين) وقال (آمن الرسول بما انزل اليه
من ربه والمؤمنون كل آمن بالله وملئكته وكتبه ورسله) الى قوله (واليك
المصير) وقال تعالى (يا ايها الذين آمنوا آمنوا بالله ورسوله والكتاب الذي نزل
على رسوله والكتاب الذي انزل من قبل ومن يكفر بالله وملئكته وكتبه ورسله
واليوم الآخر فقد ضل ضلالا بعيدا) قال ابو داؤد الطيالسي في مسنده انبا
شعبة عن منصور عن ربعي بن حراش عن علي بن ابي طالب قال قال رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم لا يؤمن عبد حتى يؤمن باربع يشهد ان لا اله الا الله واني
رسول الله بعثني بالحق ويؤمن بالموت ويؤمن بالبعث بعد الموت ويؤمن بالقدر
وعن ابي داؤد اخرجه الترمذي في جامعه عن محمود بن غيلان عنه) فقوله ويؤمن
بالموت ويؤمن بالبعث اي يكون ايمانه بالموت مقرونا بالايمان بالبعث فان كثيرا
من الكفار لا يؤمنون بالبعث ويزيده وضوحا الرواية الآتية وانه ميت ثم مبعوث
من بعد الموت وفيه ايضا انه لا بد من الموت قبل البعث وان طالت الحيوة فافهم
ولا تتوهم وقال احمد في المسند ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة فذكره به لا يؤمن عبد
حتى يؤمن باربع حتى يشهد ان لا اله الا الله واني رسول الله بعثني بالحق ويؤمن
بالموت ويؤمن بالبعث بعد الموت ويؤمن بالقدر وكذا اخرجه عثمان بن ابي شيبة
وجعفر الفريابي في القدر وابن ماجة وابو يعلى والحاكم هكذا رواه الطيالسي و
وغندر عن شعبة به وكذا رواه جرير وزائدة وشريك عن منصور به وجعله
الترمذي اصح من حديث النضر بن شميل عن شعبة عن منصور عن ربعي عن
رجل عن علي قال هكذا روى غير واحد عن منصور عن ربعي عن علي وعليه البغوي

حقتعالی نے نیکی یہی نہین ہے کہ تم اپنا رخ بیت المقدس یا کعبہ کی طرف کر لو لیکن نیک وہ شخص ہے
کہ ایمان لایا خدا پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتون و کتابون و نبیون پر) اور فرمایا (ایمان لایا رسول
اوس کتاب پر کہ اوسکی طرف اوتاری گئی اوسکے رب کی طرف سے اور سب ایمان والے ہر ایک ایمان
لایا خدا پر اور اوسکے فرشتون و کتابون و رسولون پر) اوسکے قول (اور اوسی کی طرف لوٹنا ہے) تک اور
فرمایا اے ایمان والو ایمان لاؤ تم خدا پر اور اوسکے رسولون پر اور اوس کتاب پر جو اوتاری گئی اوسکے
رسول پر اور اوس کتاب پر جو اوتاری گئی پہلے سے اور جس نے کفر کیا خدا سے اور اوسکے فرشتون و
کتابون و رسولون و قیامت کے دن سے پس وہ بہک گیا دور کا بہکنا) کہا ابو داؤد طیالسی نے اپنے
مسند مین کہ ہمکو خبر دی شعبہ نے منصور سے اونہون نے ربعی بن حراش سے اونہون نے علی بن ابی طالب سے
کہا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے نہین مومن ہوتا ہے بندہ یہانتک کہ ایمان لائے چار پر گواہی دے کہ خدا کے سوا کوئی
معبود نہین ہے اور مین خدا کا رسول ہون مجھکو حق کے ساتھہ بھیجا ہے اور ایمان لائے موت پر اور ایمان لائے مرنیکے بعد اوٹھنے
اور ایمان لائے تقدیر پر اور ابو داود کی روایت ہے کہ جسکو ترمذی نے اپنی جامع مین محمود بن غیلان سے روایت کیا ہے اونہون نے
علی سے پس قول حضرت کا (اور ایمان لاوے مرنے پر اور ایمان لاوے اوٹھنے پر) یعنی ہوے ایمان اوسکا مرنے پر یہا ہوا ایمان
بعث سے اسلیے کہ بہت سے کافر اوٹھنے پر ایمان نہین لاتے ہین اور اسکو زیادہ واضح کرتی ہے وہ روایت کہ آئیگی آگے اور اسپر کہ وہ مرنیوالا
ہے پھر اوٹھایا جائیگا مرنیکے بعد) اور اوس روایت مین یہ بھی ہے کہ موت کا ہونا ضروری ہے اوٹھنے سے پہلے اگرچہ زندگی دراز ہو پس تو سمجھلے
اور وہم مت کر اور کہا احمد نے اپنی مسند مین بیان کیا ہمسے محمد بن جعفر نے کہ بیان کیا ہمسے شعبہ نے پس ذکر کیا حدیث کو بسند مذکور
(نہین بندہ مومن ہوتا یہانتک کہ ایمان لاوے چار پر یہانتک کہ گواہی دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین اور مین خدا کا رسول ہون مجھکو حق کے
ساتھہ بھیجا ہے اور ایمان لاوے موت پر اور ایمان لاوے مرنے پیچھے اوٹھنے پر اور ایمان لاوے تقدیر پر) اور اسی طرح روایت کیا اس حدیث کو عثمان
بن ابی شیبہ و جعفر فریابی نے قدر مین اور ابن ماجہ و ابو یعلی و حاکم نے اسیطرح روایت کیا اسکو طیالسی اور غندر نے شعبہ سے روایت کو اور ترمذی نے اسکو زیادہ صحیح قرار
دیا ہے اوس حدیث سے کہ جسکو روایت کیا نضر بن شمیل نے شعبہ سے اونہون نے منصور سے اونہون نے ربعی سے اونہون نے ایک آدمی سے اونہون نے
علی سے کہا کہ اسیطرح روایت کیا متعدد لوگون نے منصور سے اونہون نے ربعی سے اونہون نے علی سے اور یہی قول ثوری کا ہے

وقال احمد ثنا وكيع ثنا سفيان عن منصور عن ربعي عن رجل عن علي رضي ومي دون الرجل في

سلسلة الائمة وكذا رواه البغوي عن يعلى بن عبيد وعبيد الله بن موسى وابي نعيم

عن سفيان زاد عبيد الله خيره وشره وسفيان عن منصور اضبط من غيره عند

كما ذكره ابن المبارك وكذا روى جعفر الفريابي عن عبد الله وعثمان ابني ابي شيبة

عن ابي الاحوص سلام بن سليم عن منصور عن ربعي من بني اسد عن علي رفعه اربع

لن يجد احد طعم الايمان حتى يومن بهن ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واني

رسول الله بعثني بالحق وانه ميت ثم مبعوث من بعد الموت ويومن بالقدر كله

وكذا روى الفريابي عن عبيد الله بن معاذ عن ابيه عن شعبة والحاصل ان شعبة في رواية

الطيالسي وغندر رواه عن منصور ورواه شعبة في رواية النضر بن شميل ومعاذ

بن معاذ عن منصور عن ربعي عن رجل عن علي وكذا رواه سفيان وسلام

بن سليم عن منصور وزيادة الثقة مقبولة فكيف بزيادة الثقات وهو من باب

المزيد في متصل الاسانيد فيحمل على ان ربعيا سمعه اولا من رجل عن علي ثم سمعه

من علي فرواه مرة كذا وتارة كذا كما وعاه ايتاء لكل ذي حق حقه وان كان لم يسمه

الا من الرجل فالرجل مجهول فالحديث متابعات وشواهد هو بها متعاضد وقوله

عليه السلام بعثني بالحق يتضمن الايمان بكل ما جاء به ومنه الايمان بالملئكة

والكتب والرسل وسيذكر من خبر آخر ان شاء الله تعالى وهذه الاحاديث

صريحة في ان الايمان هو الايقان بالشهادة لا يدخل فيه العمل وانما العمل من

الاسلام وكما يرشد عليه قوله تعالى قالت الاعراب آمنا قل لم تومنوا ولكن

قولوا اسلمنا ولما يدخل الايمان في قلوبكم ويشهد به حديث جبرئيل عليه

السلام وهو اعظم حجة في المسئلة وحديث احمد وابن مردويه بسند صحيح والبزار

اور کہا احمد نے بیان کیا ہمسے وکیع نے کہ بیان کیا ہمسے سفیان نے منصور کی روایت سے اونہون نے ایک شخص کی روایت سے
کل روایت بجز اوس ایک شخص کے اسکے سلسلہ میں بیان ہوا ایسا ہی روایت کیا اوسکو بغوی نے یعلی بن عبید و عبید اللہ بن موسی و ابو
نعیم سے اونہون نے سفیان سے عبید اللہ نے زیادہ کیا ہے (اوسکے خیر و شر پر) اور سفیان کی روایت منصور
سے صحیح تر ہے غیر کے روایت سے جو منصور سے کیگئی ہے جیسا کہ اسکو ابن مبارک نے ذکر کیا ہے اور ایسا ہی روایت کیا
جعفر فریابی نے عبد اللہ و عثمان ابی شیبہ کے دو بیٹون سے اونہون نے ابو الاحوص سلام بن سلیم سے اونہون نے منصور سے اونہون نے
ربعی سے اونہون نے ایک شخص سے روایت علی کو مرفوع کیا ہے چار امور ہین کہ ہرگز کوئی شخص ایمان کا مزہ نہ پاویگا یہانتک کہ ایمان لاوے
یہ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین وہ یکتا ہے اوسکا کوئی شریک نہین یہ کہ مین خدا کا رسول ہون مجکو حق کے ساتھ بھیجا ہے اور یہ کہ وہ شخص مرنے کے
پھر مرنے کے پیچھے اوٹھایا جاویگا اور ایمان لاوے کل تقدیر پر اور ایسا ہی روایت کیا فریابی نے عبید اللہ بن معاذ سے اونہون نے اپنے باپ
شعبہ سے اور حاصل یہ ہے کہ شعبہ نے طیالسی و غندر کی روایت مین اسکو روایت کیا ہے منصور سے اونہون نے ربعی سے اونہون نے
علی سے اور اسیطرح اسکو روایت کیا جریر و زائدہ و شریک نے منصور سے اور روایت کیا اسکو شعبہ نے نضر بن شمیل و معاذ بن
معاذ کی روایت مین منصور سے اونہون نے ربعی سے اونہون نے ایک رجل سے بروایت علی اور اسیطرح اسکو روایت کیا
سفیان و سلام بن سلیم نے منصور سے اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہے پھر کیا حال ہے ثقات کی زیادتی کا اور وہ متصل
کے باب المزید مین پس اسپر حمل کیا جاویگا کہ ربعی نے اسکو پہلے ایک رجل سے سنا ہے اور اوسنے علی سے پھر ربعی نے اسکو علی سے سنا ہے پس ایکبار اسکو
روایت کیا اور دوسری بار اسطرح روایت کیا جیسا کہ اسکو یاد کیا تھا ہر چند اسکا حق ادا کرنیکے واسطے اور اگر رجل ہی سے اسکو سنا ہے
پس وہ رجل گو مجہول ہے پر اوسکی حدیث کے لئے بہت سے متابعات و شواہد ہین کہ جن سے وہ قوی ہو گئی ہے پس قول حضرت علیہ السلام
(مجکو حق کے ساتھ بھیجا ہے) شامل ہے ایمان کو جملہ احکام شرعیہ کے اور منجملہ اوسکے ایمان ہے فرشتون و کتابون و رسولون پر اور عنقریب نقل
کیا جاویگا دوسری حدیث سے اگر خدا نے چاہا اور یہ حدیثین صریح ہین اس باب مین کہ ایمان مجرد یقین لانا ہے
مع اقرار کے عمل و سمین داخل نہین ہے اور عمل اسلام ہی کا جزء ہے جیسا کہ اسیطرف مشیر ہے قول حق تعالی کا کہ کہا
عربون نے ایمان لائے ہم کہہ دو کہ تم ایمان نہین لائے مگر یہ کہو کہ ہم اسلام لائے اور ہنوز تمہارے دلون مین ایمان داخل نہین ہوا ہے اور اسیکی تفسیر
دیتی ہے حدیث جبرئیل علیہ السلام کی اور وہ حدیث بہت سی ہے کتب ملت اسلام مین لیکن ابو احمد و ابن مردویہ کی جو حدیث ہے سند صحیح سے اور بزار

وابي يعلى عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الاسلام علانية والايمان في
القلب ثم يشير بيده الى صدره ثلاث مرات الحديث ولاسحق بن راهويه و
عبد بن حميد في تفسيرهما عن عكرمة قال سئل الحسن مقبله من الشام عن الايمان
فقرأ (لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى
وَالْيَتٰمٰى) الاية وكذا روى مجاهد مرسلا عن النبي صلى الله عليه واله وسلم ان
اباذر سأله عليه السلام عن الايمان فقرأ الاية اخرجه عبد الرزاق في تفسيره
واسحاق وعبد وروى عنه عليه واله السلام من وجه اخر متصلا عن القاسم
بن عبد الرحمن جاء رجل الى ابي ذر فقال ما الايمان فتلا عليه هذه الاية فقال ليس
عن البر سألتك فقال جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فسأله
عما سألتني فقرأ عليه هذه الاية الحديث اخرجه اسحق وعبد وابن مردويه
واخرج ابن ابي حاتم والحاكم وصححه عن ابي ذر انه سئل رسول الله صلى الله
عليه واله وسلم عن الايمان فتلا هذه الاية ثم سأله فتلاها ثم سأله فتلاها
الحديث) ومعناه ان الايمان هو الايقان بما ذكر ولكنه مقرون بالعمل بما
امر وانه البر والايمان الاكمل ومن هنا قال ابو ميسرة من عمل بهذه الاية فقد
استكمل الايمان اخرجه وكيع وابن ابي شيبة والمنذر ولابن شاهين في
السنة والحاكم في تاريخه والديلمي في المسند الفردوس عن علي رفعه الايمان
والعمل اخوان شريكان في قرن لايقبل الله تعالى احدهما الا بصاحبه ولابن
شاهين عن محمد بن علي مرسلا الايمان والعمل قرينان لا يصلح كل واحد
منهما الا مع صاحبه ولابي نعيم في الحلية عن محمد بن علي الباقر قال الايمان

اور ابو یعلی نے انس سے [illegible] انہون سے تعداد آیت کی نبی صلعم سے کہ [illegible]

[illegible] ہے پھر آپ ارشاد کرتے تھے اپنے سینے کی طرف تین مرتبہ آخر حدیث تک اور اسحاق بن راہویہ نے [illegible]
کی حدیث ہی اون دونون کی تفسیر مین عکرمہ سے کہا انہون نے حسن سے جبکہ وہ شام سے آئے تھے ایمان کا سوال کیا گیا
پس انہون نے یہ آیت پڑہی (نیکی یہی نہین ہی کہ تم اپنا رخ کرو مشرق و مغرب کی طرف اور لیکن نیکی جو شخص ہی کہ ایمان لایا
خدا پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتون و کتاب و انبیا پر اور خیرات کیا مال خدا کی محبت مین عزیزون و یتیمون پر آخر
آیت تک) اور اسی طرح مجاہد سے مرسل روایت کی ہی نبی صلعم سے کہ ابوذر نے حضرت سے ایمان کو دریافت کیا پس حضرت نے
آیت مذکور کو تلاوت فرمایا اس حدیث کو عبدالرزاق نے اپنی تفسیر مین اور اسحاق و عبد نے روایت کیا ہے اور حضرت صلعم سے
مروی ہی اور طریقہ سے قاسم بن عبدالرحمن کی متصل روایت سے کہ ایک شخص نے ابوذر کے پاس آکر کہا کہ ایمان
کیا شے ہی پس انہون نے آیت مذکورہ اوسکے سامنے پڑھ دی پس اوس شخص نے کہا کہ مینے آپ سے نیکی کا
سوال نہین کیا تھا پس کہا ابوذر نے کہ ایک شخص آیا تھا رسول خدا صلعم کے پاس پھر اوس نے پوچھا حضرت سے
جو کچھ کہ تو نے مجھسے پوچھا تو حضرت نے اوسکے سامنے یہی آیت پڑہی تھی آخر حدیث تک اسکو روایت کیا [illegible]
و عبد بن حمید و ابن مردویہ نے اور ابن ابی حاتم و حاکم نے روایت کی ہی اور اسکو صحیح کہا ہی ابوذر سے کہ انہون نے پوچھا
نبی صلعم ایمان کو پس حضرت نے اسی آیت کو تلاوت فرمایا پھر انہون نے پوچھا حضرت نے اسی آیت کو تلاوت فرمایا پھر انہون نے
پوچھا تب بھی حضرت نے اسی آیت کی تلاوت فرمایا آخر حدیث تک اور اسکا مطلب یہ ہی کہ ایمان صرف یقین لانا اور ذکر کو
پورا کرین وہ ملا ہوا ہی عمل کرنے سے اون امور پر کہ جنکا حکم ہوا ہے اور وہی نیکی اور ایمان اکمل ہے اور یہین سے ابو میسرہ نے
کہا ہی کہ جس نے اس آیت پر عمل کیا پس بیشک پورا کر لیا ایمان کو روایت کیا اسکو وکیع و ابن ابی شیبہ و ابن منذر نے
اور ابن شاہین کی روایت ہی سنت مین اور حاکم کی دمشق تاریخ مین اور دیلمی کی مسند فردوس مین حضرت علی سے رفع [illegible] کہ ایمان
و عمل دونون بھائی ہین کہ شریک ہین اتصال مین نہین قبول کرتا ہی خدائے تعالی ایک اونمین سے مگر اوسکی شریک کیساتھ اور ابن
شاہین کی روایت مرسل ہی محمد بن علی سے کہ ایمان و عمل دونون ساتھی ہین نہین درست ہوتا
ہے ایک اونمین کا مگر اپنے ساتھی کے ساتھ اور ابو نعیم کی روایت ہی حلیہ مین محمد بن علی باقر سے کہا کہ ایمان

ثابت في القلب وهذا هو مذهب ابي حنيفة واصحابه ان الاعمال غير داخلة في
اصل الايمان قال في الوصية ثم العمل غير الايمان والايمان غير العمل بدليل ان كثيرا من الاوقات
يرتفع العمل عن المومن ولا يجوز ان يقال يرتفع عنه الايمان فان الحائض ترفع عنها
الصلوة ولا يجوز ان يقال رفع الايمان عنها وامر لها بترك الايمان وقد قال لها الشارع
دعي الصوم ثم اقضيه ويجوز ان يقال ليس على الفقير زكوة ولا يجوز ان يقال على الفقير
الايمان انتهى وللشيرازي في الالقاب عن علي ان النبي صلى الله عليه واله وسلم قال
كنا وانتم بني عبد مناف فنحن وانتم اليوم بنو عبد الله ورواه الطحاوي في شرح معاني
الآثار عن النزال بن سبرة قال لنا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فذكره نحوه والظاهر
انه من رواية النزال عن علي والمعنى انه من شان الايمان ان لا يدعى اليوم بنحو بني
عبد مناف بل يدعى بنحو بني عبد الله فذلك من فضل الايمان بالله الرحمن والحمد
لله المنان على الاحسان والامتنان **اقول** ومن الله التوفيق ان المصنف قد عقد
هذا الفصل ببيان الايمان الاجمالي فالمجمل وطوله بذكر آيات واحاديث وبيان تفاسيرها
وطرقها وكل هذا تطويل بلا طائل وايضا التعبير بالاجمالي فالمجمل اختراع جديد
وابتداع غير سديد لان المتعارف بين علماء الامة من السلف والخلف انما هو
تقسيم الايمان الى المجمل والمفصل لا غير وايضا ما ذكره من قوله تعالى ليس البر ان تولوا
وجوهكم الآية وقوله تعالى امن الرسول بما انزل اليه من ربه الآية وقوله تعالى
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ الآية انما هو من دلائل الايمان المفصل
لا المجمل كما فهمه المصنف وهذا ظاهر على من تلا هذه الآيات الثلث فالتقريب ليس بتام
وايضا ما ذكره من حديث لا يومن عبد حتى يومن باربع الحديث وشيدا ركانه
بذكر التوابع الشواهد ومن حديث اربع لن يجد احد طعم الايمان حتى يومن بهن

ثابت ہے دل مین اور یہی مذہب ہے ابو حنیفہ اور ساون کے اصحاب کا کہ اعمال داخل نہین مین اصل ایمان مین کیا
کتاب وصیت مین پھر عمل غیر ایمان ہے اور ایمان غیر عمل ہے اس دلیل سے کہ بسا اوقات عمل مومن سے
اوٹھ جاتا ہے اور نہین جائز ہے کہ کہا جائے کہ ایمان مومن سے اوٹھ جاتا ہے اس لئے کہ حائض سے نماز
اوٹھ جاتی ہے اور نہین جائز ہے کہنا کہ اوس سے ایمان اوٹھ گیا ہے اور ایمان چھوڑنیکا حکم ہوا ہے اور
تحقیق شارع اوسکو کہتا ہے کہ تو روزہ چھوڑ دے پھر اوسکو قضا کر لے اور جائز ہے یہ کہنا کہ فقیر پر زکوۃ
نہین ہے اور نہین جائز ہے یہ کہنا کہ فقیر پر ایمان لانا واجب نہین ہے انتہی اور شیرازی کی روایت ہے
القاب مین علی کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ ہم اور تم بنی عبد مناف تھے آج ہم تم بنی عبد اللہ مین اور روایت کیا اوسکو
طحاوی نے شرح معانی الآثار مین نزال بن سبرہ سے کہ فرمایا ہم سے رسول خدا صلعم نے پس ذکر کیا مثل حدیث
مذکور کے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ نزال کی روایت ہے علی سے اور مطلب اس کا ایمان کی فضیلت ہے جو کہ زوج مثل بنی عبد مناف کے
نہ پکارا جاوے بلکہ مثل بنی عبد اللہ کے پکارا جائے پس یہ اللہ رحمن پر ایمان لانیکی فضیلت سے ہے اور شکر
خدائے منان کا ہی احسان و امتنان پر انتہی مین کہتا ہون اور خدا کیطرف سے توفیق ہے کہ مصنف نے اس فصل کو
ایمان اجمل پس مجمل کے بیان مین اور اسکو طول دیا ہے چند آیات و احادیث کے ذکر سے اور اون کی تفاسیر
وطرق کے بیان سے اور یہ سبب طوالت دیتا ہے اور نیز اجمل پس مجمل کے ساتھہ اوسکو تعبیر کرنا اختراع جدید
و ابتداع غیر سدید ہی اس لئے کہ تمام سلف و خلف کے علمائے امت مین متعارف تقسیم ایمان کی مجمل و مفصل
کیطرف ہے اور بس اور نیز جو کہ ذکر کیا مصنف نے قول حق تعالے کا لیس البر ان تولوا وجوھکم آخر
تک اور قول حق تعالے کا آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ آخر تک اور قول حق تعالی کا یا ایہا الذین
آمنوا آمنوا باللہ و رسولہ آخر تک یہ سب ایمان مفصل کے دلائل مین سی ہے نہ کہ ایمان مجمل کے جیسا کہ مصنف
سمجہا ہی اور یہ امر ظاہر ہے اوس شخص پر کہ جسنے ان تینون آیتون کی تلاوت کی ہی پس تقریب نا تمام ہی اور نیز مصنف نے
یہ جو حدیث ذکر کی ہے لا یومن عبد حتی یومن باربع آخر تک اور اوسکے ارکان کو مضبوط کیا ہی توابع
و شواہد کے ذکر سے اور دوسری حدیث اربع لن یجد احدکم الایمان حتی یومن بہن آخر

الحديث وقوى سند ثم بذكر طرقه ليس من دلائل الجمل كما هو الظاهر من متن الحديثين ثم قوله بعد ذكر الحديث وهذه الاحاديث صريحة في ان الايمان هو الايقان بالشهادة لا يدخل فيه العمل وانما العمل من الاسلام متناقض و متعارض لما قاله في صدر هذا الكتاب من ان العمل داخل في الايمان وما ذكره من الادلة على خروج العمل من الايمان فهو مما ليس فيه كلام فلا نعيده وما ذكره في آخر هذا البحث من حديث كنا وانتم بني عبد مناف فنحن وانتم اليوم بنو عبد الله الحديث ثم قال بعده ذلك فصح فضل الايمان بالله الرحمن انتهى قلت هذا امسلم ولكنه اتيان هذا الحديث في باب فرض الايمان ليس في محله وقد علم مما ذكرنا ان للمصنف لمريات في هذا الكتاب بما يعينه ويفيده في لباب بل جمع من المذهب اردأ ما ولخذ من الاتاويل اوهاها وسردها في مطاوى العبارات واوردها في مواضع متفرقة ومتشتتة من الصفحات لترويج الباطل وتمويه الكاسد والواط فنحن ايضا لبالمرصاد ونقدح ونناقش عليه فيما نجده في هذا الكتاب من الخلل والفساد واما المواضع التي فيها شيئ من المطارحات وذكرها المصنف للتطويل والتعقيد والتمويه والتمهيد فنظر فيها بالاجمال ولا نطيل الكلام بتفاسيل الرد عليها والله الموفق قال الكفر بالطاغوت مع الايمان برب الملكوت قال الله تعالى فمن يكفر بالطاغوت ويؤمن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقى الاية قال ابن ابي شيبة ثنا حاتم بن اسمعيل عن جعفر عن ابيه قال كان على بن الحسين يعلم ولده يقول قولوا امنت بالله وكفرت بالطاغوت انتهى اقول بقوله تعالى ذي قوته ليس في هذا الفصل شيئ مما يعتد به ويليق ان يبين مستقلا ومع ذلك افرده المصنف بالذكر وعنونه بعنوان الكفر بالطاغوت مع الايمان برب الملكوت تجديدا للدين

اور اوسکی سند کا تقویہ کیا ہے اور اوسکے طرق کے ذکر سے ایمان مجمل کے دلایل مین سے نہین ہین جیسا کہ دونون
حدیثون کے متن سے ظاہر ہے پھر قول مصنف کا احادیث کے ذکر کے بعد (اور یہ حدیثین صحیح ہین اس امر
مین کہ ایمان صرف یقین لانا ہے اقرار کیساتھہ عمل اوسمین داخل نہین ہی عمل اسلام مین داخل ہے) تناقض و تعارض
ہے اوس کے اوس قول سے جو اوسنے اس کتاب کے شروع مین کہا ہے کہ عمل ایمان مین داخل ہی اور جو دلیلین کہ ایمان
سے عمل کے خارج ہونے پر ذکر کی ہین اونمین ہم کو کچھہ کلام نہین ہے پس ہم اون کا اعادہ نہین کرتے اور جو حدیث کہ
اس بحث کے آخر مین ذکر کی ہی کہ ہم تم یعنی عبد مناف تھے پس آج سے ہم تم بنی عبد اللہ ہین آخر تک پھر اسکے بعد
مصنف نے کہا کہ پس یہ حدیث ایمان باللہ الرحمن کی فضیلت سے ہے انتہی مین کہتا ہون کہ یہ امر مسلم
ہے لیکن اس حدیث کو فرض ایمان کے بیان مین لانا بے محل ہے اور ہم نے جو کچھہ ذکر کیا ہے اوس سے معلوم
ہوگیا کہ مصنف نے اس کتاب مین وہ دلائل پیش نہین کی جو باب ایمان مین اوسکو مفید اور معین ہون بلکہ مذاہب
ردیہ کو جمع کر دیا ہے اور ضعیف تر اقوال کو اخذ کیا ہے اور عبارتون کے لپیٹون مین اونکو داخل کر دیا ہے اور
اور متفرق مقامات و مختلف صفحات مین اون کو درج کر دیا ہے باطل کو رواج دینے و کاسد و بیئے کار کو
آراستہ کرنے کی غرض سے پس ہم بھی تاک مین ہین اور اوسپر قدح و مناقشہ کرینگے جہان کہین
اس کتاب مین خلل و فساد پائینگے اور لیکن وہ مقامات کہ جن مین کچھہ اعتراض نہین ہے اور مصنف
نے اوسکو تطویل و تعقید و تمویہ و تمہید کیلئے ذکر کیا ہے پس اونمین ہم اجمالی نظر کرینگے اور کلام کو اونپر
تفصیلی رد کرنے سے طول نہ دینگے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے (کہا مصنف نے) کفر کرنا طاغوت سے اور
ساتھہ ایمان لانیکے رب الملکوت پر فرمایا حق تعالےٰ نے (یعنی جسنے کفر کیا طاغوت سے اور ایمان لایا خدا پر پس تحقیق
اوسنے پکڑ لیا مضبوط کڑے کو آخر تک) کہا ابن ابی شیبہ نے بیان کیا ہم سے حاتم بن اسمٰعیل نے جعفر کی روایت سے اونہون
نے روایت کی اپنے باپ سے کہا کہ علی بن حسین اپنی اولاد کو تعلیم کرتے تھے کہ کہو تم کہ ایمان لایا مین خدا پر اور کفر کیا مینے طاغوت
سے انتہی مین کہتا ہون خدا کی حول و قوت سے کہ اس فصل مین کوئی ایسا معتد بہ امر نہین ہی کہ مستقل طور پر بیان کرنیکے لائق ہو اور پھر بھی
مصنف نے اس کا ذکر علیحدہ کیا اور کفر بالطاغوت مع الایمان برب الملکوت اس کا عنوان قرار دیا دین کی تجدید

وتنبیہا علی کونہ من الجحدین ولم یبین ما معنی الطاغوت وما معنی
الکفر بہ فالرد علیہ بافرادہ بالذکر ولا اثم بترکہ مجملا ثانیا قال الایمان
المفصل الایمان بالذات الاحدیۃ والصفات الواحدیۃ والاسماء
الالٰھیۃ قال ذو الجلال المتعال (قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد
و لم یولد و لم یکن لہ کفوا احد) وقال (لو کان فیھما الھۃ الا اللہ
لفسدتا) وقال (ما اتخذ اللہ من ولد وما کان معہ من الہ اذا لذھب
کل الہ بما خلق ولعلا بعضھم علی بعض) وقال المتعال (وللہ الاسماء
الحسنی فادعوہ بھا وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ سیجزون ما کانوا
یعملون) قال مسند صاحب المسند نا عبد الوارث بن سعید عن
محمد بن اسحق عن النعمان بن سعد قال کنت بالکوفۃ فی دار الامارۃ دار
علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ اذ دخل علینا نوف بن عبد اللہ
فقال یا امیر المومنین بالباب اربعون رجلا من الیہود فقال علی علی بھم
فلما وقفوا بین یدیہ قالوا لہ یا علی صف لنا ربک ھذا الذی ھو فی السماء
کیف ھو وکیف کان ومتی کان وعلی ای شیء ھو فاستوی علی جالسا وقال یا
معشر الیہود اسمعوا منی ولا تبالوا ان لا تسئلوا احدا غیری ان ربی
عز وجل ھو الاول لم یبدء مما ولا ممازج معما ولا حال وھما ولا شبح یتقضی ولا
محجوب فیحوی ولا کان بعد ان لم یکن فیقال حادث بل جل ان یکیف
المکیف للاشیاء بکیف کان بل لم یزل ولا یزول لاختلاف الازمان ولا
لتقلب شان بعد شان فکیف یوصف بالاشباح وکیف ینعت بالالسن الفصاح
من لم یکن فی الاشیاء فیقال کائن ولم یبن منھا فیقال بائن بل ھو بلا کیفیۃ

اور اپنے معبود ہونے پر تنبیہ کے واسطے اور یہ بھی نہ بتایا کہ الوہیت کے کیا معنی ہیں اور اس سے کفر کرنیکا کیا
مطلب ہے پس پہلا اعتراض اسکو جدا فصل قرار دینے پر ہے پھر دوسرا اعتراض اسکو بھی چھوڑ دینے پر ہے کہا
مصنف نے ایمان لا نا دات احدیت پر اور صفات واحدیت و اسمار الہیہ پر فرمایا خدا سے بزرگ و برتر نے کہدے
کہ خدا ایک ہے خدا بے نیاز ہے نہ اوسنے کسیکو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا اور نہ کوئی اوس کا کفو ہے اور فرمایا
کہ اگر زمین و آسمان میں چند معبود ہوتے بجز خدا کے تو ضرور دونون تباہ ہوجاتے اور فرمایا کہ خدا نے کسیکو اپنا بیٹا
نہین بنایا اور نہ اوسکے ساتھ کوئی اور معبود ہے ایسا ہوتا تو ہر معبود اپنی مخلوق کو الگ لیجاتا اور ایک معبود دوسرے
معبود پر چڑھائی کرتا اور فرمایا خدا سے برتر نے اور خدا ہی کے لئے ہین نیک نام پس اوسکو
اون کے ساتھ پکارو اور چھوڑ دو اون لوگون کو جو خدا کے نامون مین بے دینی کرتے ہین قریب
اپنے عمل کی سزا پائینگے کہا مسدد صاحب مسند نے کہ روایت کی ہم سے عبدالوارث بن سعید نے
محمد بن اسحاق سے اونہون نے نعمان بن سعد سے کہا اونھون نے کہ مین کوفہ کے دار الامارت علی
بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر مین تھا نہ بیکا یک نوف بن عبداللہ نے ہمارے پاس آکر کہا
کہ اے امیر المومنین دروازے پر چالیس یہودی مرد موجود ہین پس علی نے فرمایا کہ اونکو میرے
پاس لے آ پس جبکہ وے حضرت امیر کے سامنے آکر کھڑے ہوئے تو کہنے لگے اے علی ہم سے
اپنے رب کی صفت بیان کر کہ جو آسمان مین ہے کہ وہ کیونکر ہے اور کیونکر تھا اور کب تھا اور کس شے پر ہے
پس علی سیدھے ہو بیٹھے اور فرمایا کہ اے یہودیون کی جماعت سنو تم مجھسے اور اس کا پاک نکرو
کہ میرے سوا اور کسی سے نہ پوچھو بیشک میرا رب عزت و جلال والا ہے سب سے اول ہے کسی شے سے
ظاہر نہیں ہوا اور نہ کسی شے کیساتھ ملا ہوا ہے اور نہ وہم مین آتا ہے اور نہ وہ جسم ہے کہ منتقل ہوجاوے اور نہ چھپا
ہوا ہے کہ گھیر جاوے اور نہ موجود ہوا عدم کے بعد کہ اوسکو حادث کہا جائے بلکہ اشیاء کو کیفیت سے موصوف کرنیوالا اس سے
برتر ہے کہ پوچھا جاوے کہ کیونکر تھا بلکہ وہ ہمیشہ رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا کہ نہ زایل ہوگا زمانے کے اختلاف سے اور نہ صفات کے بدلنے سے پھر
کیونکر وصف کیا جاوے شکلون سے اور کس طرح بیان کیا جاوے فصیح زبانون سے کہ جو اشیاء میں داخل نہین ہے کہ کہا جائے کہ ہونیوالا ہے اور نہ اون سے علیحدہ ہے کہ کہا جاوے کہ جدا ہے بلکہ جو

وهو اقرب من حبل الوريد وابعد في الشبه من كل بعيد لا يخفى عليه من
عباده شخوص لحظة ولا كرور لفظة ولا ازدلاف ربوة ولا انبساط خطوة في
غسق ليل داج ولا ادلاج لا يتغشى عليه القمر المنير ولا انبساط الشمس
ذات النور بضوئهما في الكرور ولا اقبال ليل مقبل ولا ادبار نهار مدبر الا
وهو محيط بما يريد من تكوينه فهو العالم بكل مكان وكل حين واوان
وكل نهاية ومدة فالامد الى الخلق مضروب والحد الى غيره منسوب لم
يخلق الاشياء من اصول ازلية ولا اوائل كانت قبله بدية بل خلق ما خلق
فاقام خلقه وصور ما صور فاحسن صورته توحد في علوه فليس لشيء
منه امتناع ولا له بطاعة شيء من خلقه انتفاع اجابته للداعين سريعة
والملائكة في السموات والارضين له مطيعة علمه بالاموات البائدين
كعلمه بالاحياء المتقلبين وعلمه بما في السموات العلى كعلمه بما في
الارضين السفلى وعلمه بكل شيء لا تحيره الاصوات ولا تشغله اللغات سميع
للاصوات المختلفة بلا جوارح له مؤتلفة مدبر بصير عالم بالامور حي قيوم
سبحانه كلم موسى تكليما بلا جوارح ولا ادوات ولا شفة ولا لهوات سبحانه
وتعالى عن تكييف الصفات من زعم ان الهنا محدود فقد جهل الخالق
المعبود ومن ذكر ان الاماكن به تحيط لزمته الحيرة والتخليط بل هو المحيط بكل
مكان فان كنت صادقا ايها المتكلف لوصف الرحمن بخلاف التنزيل
والبرهان فصف لنا جبرئيل وميكائيل واسرافيل هيهات اتعجز عن
وصف مخلوق مثلك وتصف الخالق المعبود وانما تدرك صفة رب
الهيئة والادوات فكيف من لم تاخذه سنة ولا نوم له ما في السموات

اور وہ قریب ہے باوجود بلندی کے سب سے بعید ہے قریب ہے باوجود بلندی کے اور چھپا ہوا ہے ظاہر
ہونے کی طرح پہچانا اور دیدار لگایا نہ گیا اور دیکھ کر نہیں پہچانا مستقیم [illegible]
تاریکی میں اور نہ اول غیب کے چلنے میں نہ اوس پر پردہ پڑتا ہے روشن چاند اور پھیلا نور روح آفتاب کا
اپنی روشنی کو گذرنے میں اور نہ آنیوالی رات کا آنا اور جانیوالی دن کا جانا مگر وہی گھیرے ہوئے ہے
ہر چیز کو کر اوس کا موجود کرنا چاہتا ہے بس وہی علم ہے ہر حالت اور ہر وقت و ہر آن و ہر زمانے
چہ مدت کا بس مدت مخلوق کی طرف جاتی ہے اور حد اوس کے غیر کی طرف منسوب ہے اوس نے
اشیا کا اصول ازلی سے تعین نہیں کیا اور نہ پہلی چیزوں سے کہ اوس سے پہلے ظاہر تھی بلکہ پیدا کیا
جو کچھ پیدا کیا پس قایم کیا اوس کے بدن کو اور وہی صورت بنایا جسکو کہ وہی صورت بنایا پس
خوب بنایا اوس کی صورت کو یکتا ہے اپنی بلندی میں پس کسی شے سے اوسکو روک نہیں اور نہ اوسکو
اپنی مخلوق میں سے کسی کی بندگی کا نفع ہے اوس کا جواب دینا پکارنے والے کو جلد ہے اور فرشتے آسمانون
اور زمینون میں اوس کے فرمان بردار ہیں اوسکا جاننا مُردون کو ایسا ہی ہے کہ جیسے اوسکا جاننا
چلتے پھرتے زندون کو ہے اور اوس کا علم بلند آسمانون کی موجودات کے متعلق اسی طرح ہے
کہ جس طرح اوس کا علم پست زمینون کی موجودات کے متعلق ہے اور اوس کا علم ہر شے کے
متعلق ہے نہ اوسکو آوازین دنگ کرتی ہیں اور نہ اوسکو بولیان مشغول کرتی ہیں مختلف آوازون کو
سننے والا ہے بدون اعضائے مرکبہ کے تدبیر والا ہے بینا ہے کل امور کا جاننے والا ہے [illegible]
قایم رکھنے والا ہی پاک ہے وہ موسی سے اوس نے کلام کیا بدون اعضا و حجاب کے اور بدون [illegible] کے پاک ہے وہ
اور برتر ہے صفات کے کیفیت کو بیان کرنے سے جس نے گمان کیا کہ ہمارا معبود محدود ہے پس تحقیق وہ نادان رہا [illegible] معبود [illegible]
ذکر کیا کہ مکانات خدا کو گھیرے ہوئے ہیں اوسکو حیرانی و خلل لازم ہو گئی بلکہ وہی ہر مکان کو گھیرے ہوئے ہے [illegible] سمجھا ہو [illegible] کی صفت
بیان کرنے میں [illegible] کے خلاف کرنیوالے پس بیان کر [illegible] جبرئیل [illegible]
اور [illegible] بیان کر [illegible] آسمانون [illegible]

وما في الارض وما بينهما وهو رب العرش العظيم) وعن
مسدد اخرجه ابونعيم في الحلية قال انا ابوبكر احمد بن محمد بن
الحارث قال ثنا الفضل بن حباب الجمحي نا مسدد به وعزى الاثر للحكيم
الترمذي في نوادر الاصول فليراجع قال ابونعيم غريب من حديث
النعمان كذا رواه ابن اسحاق عنه مرسلا والنعمان قال صاحب الميزان
ما روى عنه سوى عبد الرحمن بن اسحق احد الضعفاء وهو ابن
اخته (قلت) قال ابن حبان في الثقات يروى عن علي بن ابي طالب
وزيد بن ارقم روى عنه ابنه وعبد الرحمن بن اسحاق وروى له
الترمذي فقيل الذهبي في المغني مجهول غير مقبول ولذا قال في التقريب
مقبول ولوائح الصحة ظاهرة على صفحات هذا المتن وليس يقدر
على الاتيان بمثله من دون علي كما لا يخفى على من صفا ولنبين معاني
بعض الفاظ الاثر فقوله زاد له من الله رضوانه وطوله (هو
الاول لم يبدء مما) اى هو الاول بلا ابتداء فلم يظهر من شيئ
يعبر عنه بما (ولا ممازج معما) اى ولا مختلط مع شيئ يعبر عنه
بما وفيه رد صريح على اهل الالحاد القائلين بالحلول والاتحاد الذين
يتشبثون بكلام اهل التحقيق لمذهبهم الباطل وهم بريئون منه
قال شيخ المعرفة محي الدين بن العربي في الباب (۵۵۸) الثامن والخمسين
وخمسمائة من الفتوحات المكية بعد بسط فكما ان الناظر في
المرايا المختلفة المتقابلة يرى صورته فيها بحسبها مع القطع بان
تلك الصورة المختلفة والتعينات باختلاف المرائي ليس شيئ منها

اور جو کچھ زمین میں ہے - اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے - اور وہ پروردگار ہے عرش عظیم کا) اور مسدد سے اس حدیث کو ابونعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے کہا کہ خبر دی ہمکو ابوبکر احمد بن محمد بن حارث نے کہا کہ بیان کیا ہم سے فضل بن حباب جمحی نے کہ خبر دی ہمکو مسدد نے حدیث مذکور کی اور اثر مذکور حکیم ترمذی کیطرف منسوب ہے نوادر الاصول میں پس چاہیے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جاوے - کہا ابونعیم نے کہ اثر غریب ہے حدیث نعمان سے اسیطرح مرسل روایت کیا اسکو ابن اسحق نے اوس سے اور نعمان نے کہا صاحب میزان نے نہیں روایت کی اوس سے بجز عبدالرحمن ابن اسحق کے کہ ضعیفوں میں سے ہے اور اوس کا پہا نجا ہے میں کہتا ہوں کہا ابن حبان نے کہ ثقاتوں میں داخل ہے علی ابن ابی طالب سے روایت کرتا ہے اور زید بن ارقم سے اوسکے بیٹے نے روایت کی ہے اور عبدالرحمن بن اسحق نے اور اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے پس ذہبی کا قول مغنی میں کہ مجہول ہے غیر مقبول ہے اور اسی وجہ سے ذہبی نے تقریب میں کہا ہے کہ مقبول ہے - اور صحت کی علامتیں ظاہر ہیں - اس قول کے صفو نپر اور بجز علی کے ایسی حدیث لانے پر کوئی قادر نہیں ہے چنانچہ یہ امر صاف طینت پر پوشیدہ نہیں ہے اور چاہیئے کہ ہم اس اثر کے بعض الفاظ کے معانی بیان کریں پس قول حضرت امیر کا زیادہ ہو اونکے حق میں خدا کی خوشنودی اور قوت اوسکی (ھو الاول لم یبدا مما) یعنی وہی اول ہے ابتدا کیس نہیں ظاہر ہوا کسی ایسی شئے سے کہ جس کی تعبیر بلفظ ماسے کیجاے (ولا ممازج معما) یعنی وہ نہیں مختلط ہے کسی ایسی شے کے ساتھ کہ جس کی تعبیر بلفظ ماسے کیجاے اور اس قول میں صاف رد ہے ملحدوں پر جو قایل ہیں حلول و اتحاد کے جو دستاویز بناتے ہیں محققین کے کلام کو اپنے باطل مذہب کے لیئے اور وہ بری ہیں اوس سے کہا شیخ معرفت محی الدین بن عربی نے فتوحات مکیہ کے باب ۵۵۸ میں بسط کے بعد (پس جسطرح کہ دیکھنے والا مختلف آئینوں میں جو اوسکے سامنے ہیں اپنی صورت کو ان میں بقدر اون کے دیکھتا ہے حالانکہ یہ امر یقینی ہے کہ وہ صورت مختلف تعینات کی آئینوں کے اختلاف ہی کو ئی اوس میں سے

اعين الناظر الخارج عن المرآة القايم بنفسه المتعين بتعين خاص
لا اختلاف فيه وانه ما انتقل بذاته الى المرايا ولاحل فيه فكذلك
الحق تعالى يتجلى في مرايا الحقائق المختلفة الاستعدادات بحسبها مع
انه تعالى ما انتقل اليها ولاحل فيها وقال قدس سره في هذا الباب بعد
بسط ما نصه وهذا ايد لك صريحا على ان العالم ما هو عين الحق اذ
لو كان عين الحق تعالى لما صح كونه بديعا له وقال في الباب (۲۵۲) الاثنين
والتسعين ومائتين بعد بسط فنور الشمس اذا تجلى في البدر يعطى
من الحكم ما لا يعطيه بغير الله لاشك في ذالك كذالك الاقتدار الالهى
اذا تجلى في العبد فظهرت الافعال عن الخلق فهو وان كان بالاقتدار
الالهى لكن يختلف الحكم بواسطة هذا المجلى الذى كان مثل المرآة لتجليه
كما يعلم عقلا ان القمر في نفسه ليس فيه من نور الشمس شئ وان
الشمس ما انتقلت اليه بذاتها وانما كان لها مجلى كذالك العبد ليس
فيه شئ من خالقه ولاحل فيه وانما هو مجلى له خاصة ومظهر وقال
في الباب الرابع عشر وثلاث مائة لو صح ان يترقى الانسان عن الانسانية
والملك عن الملكية ويتحد بخالقه تعالى لصح انقلاب الحقايق وخرج الاله عن
كونه الها ولا سبيل الى قلب الحقايق ابدا وقد اكثر الشيخ وغيره من اهل
المعرفة السالفة الخالفة في تصانيفهم من ذكر مثال الظل الانسان
وعكسه في المرآة فقولهم موافق لقول علماء السلف ان الله على عرشه
بائن من خلقه فان الانسان بائن من ظله وعكسه قال الشيخ محمد يوسف
الصوفى السورتى في كشف الغين عن كلام اهل العين واعلم ان جماعة

مین ناظر نہین ہے جو آئینہ سے خارج ہے قایم بنفسہ ہے متعین بتعین خاص ہے نہ اوسمین
اختلاف ہے اور نہ وہ بنفسہ اون آئینو نمین منتقل ہوا ہے اور نہ تو اون مین اوتر آیا ہے پس
اسی طرح حقتعالے حقایق مختلفۃ الاستعداد کے آئینون مین جلوہ فرماتا ہے بقدر اون کے
بانکہ حق تعالے نہ اون کے طرف منتقل ہوا ہے اور نہ اون مین اوتر آیا ہے) اور فرمایا قدس سرہ نے
اسی باب مین بسط کے بعد اس عبارت سے (اور یہ بیان تجکو صاف بتاتا ہے کہ عالم عین حق نہین
ہے اسلئے کہ اگر حق تعالے کا عین ہوتا تو حق کا موجد عالم ہونا صحیح نہوتا اور کہا باب ۲۵۳ مین
بسط کے بعد (پس نور آفتاب کا جبکہ چاند مین جلوہ گر ہوتا ہے تو اوسکو ایسا حکم دیا جاتا
ہے کہ غیر بدر کو نہین دیا جاتا ہے اور اس مین کچہ شک نہین ہے اسیطرح قدرت الٰہی
جب بندہ مین جلوہ گر ہوتی ہے پس مخلوق سے افعال ظاہر ہونے لگتے ہین پس صدور
اس فعل کا اگرچہ قدرت الٰہی سے ہے لیکن حکم مختلف ہے اس مظہر کے واسطہ سے
کہ جو حق کی تجلی کے لئے مثل آئینہ کے ہے جیسا کہ عقلا معلوم ہے کہ چاند مین فی نفسہ
نور شمس سے کچہ نہین ہے اور نہ شمس بذات خود اوسکے طرف منتقل ہوا ہے پس
اسیقدر ہے کہ چاند اوس کا محل تجلی ہے اسی طرح بندہ مین خالق کی کوئی شے نہین ہے
اور نہ خالق نے اوسمین حلول کیا ہے اور بندہ فقط اوس کا خاصکر جلوہ گاہ و مظہر ہے)
اور باب (۳۱۴) مین کہا ہے (اگر ثابت ہوتا یہ کہ انسان انسانیت سے ترقی کرجاتا اور فرشتہ
ملکیت سے اور اپنے خالق کے ساتہ مل کر ایک ہوجاتا اور حقایق کا بدل جانا بہی ثابت ہوجاتا
اور معبود معبود ہونے سے نکل جاتا حالانکہ انقلاب حقایق کی واسطا کوئی سبیل نہین ہے)
اور شیخ وغیرہ سلف وخلف کے اہل معرفت نے اکثر اپنی کتابون مین انسان کے ظل اور اوسکے
آئینہ مین عکس کی مثال بیان کی ہے پس اونکا قول علماے سلف کے موافق ہے کہ خدا اپنے عرش پر ہے اپنی مخلوق سے جدا ہے
اس لئے کہ انسان اپنے ظل و عکس سے جدا ہے شیخ محمد یوسف صوفی سورتی نے کشف الغیوب مین کہا ہے اور جاننا چاہئے

غلطوا وفهموا من كلام الصوفية ان الحق سبحانه هو الكلي الموجود في
ضمن افراده وليس له وجود وراء ذلك وطائفة فهموا انه كان موجودا
مستقلا ثم تجلى وظهر بصور الاكوان فلم يبق له بعد ظهوره بها وجود
مستقل وراء هذه الموجودات الكونية وهذه الطائفة بعد ان
فارقوا الاولى باثباتهم له وجودا مستقلا قبل الظهور والبروز شاركوا
الاولى في نفي الوجود المستقل عنه من غير فرق وكل من هذين المذهبين
بطلانه اظهر من ان يخفى كذا قال العلامة جلال الدين الدواني
قدس سره في شرح رباعياته كما نقله المحقق عبد الملك المشتهر
بالشيخ امان في رسالة اثبات الاحدية ذكره الشيخ عبد الحق الدهلوي
في اخبار الاخيار وقال الشيخ محمد فارسا البخاري في تحقيقاته ما نصه
من قال انه ليس له تعين في ذاته الا في الكون فقد افسد العقايد
والحد وقال الشيخ محمد يوسف في موضع اخر نعم طائفة ضالة
يتزيون بزي الصوفية وهم الملاحدة عن طريق الحق وسبيل
الصدق تقول ما فقه الاماتري تعني ان هذه المدركات الحسية هي
هو ليس غيرها شيء فهم والدهرية سواء قال تعالى عنهم وما يهلكنا
الا الدهر بل هم اشد كفرا من الدهرية لان كلام الدهرية يمكن
تاويله على قول من يقول ان الدهر من الاسماء الحسنى واما قول الملاحدة
ما ثمة الاماتري فانكار لوجود الحق سبحنه وتعالى على حدة لانهم
يقولون العالم كله هو الله وليس غيره شيء معه موجود في الخارج
كالكلي الطبعي وجزئياته ليس غيرها موجودا ولا شك ان قبلة

غلطی کی ہے اور صوفیہ کے کلام سے یہ سمجھلیا ہے کہ حق سبحانہٗ ایک کلی ہے کہ اپنے افراد کے ضمن مین
موجود ہے اور اسکے سوا اسکا اور کوئی وجود نہین ہے اور ایک گروہ نے یہ سمجھ لیا ہے کہ حق تعالیٰ
مستقل موجود تھا پھر موجودات کی صورتون مین جلوہ گر اور ظاہر ہوگیا پس ان صورتون مین
ظاہر ہونے کے بعد بجز ان موجودات کونیہ کے اسکیلئے کوئی وجود مستقل باقی نہین رہا ہے
اور یہ گروہ بعد اسکے کہ پہلی جماعت سے علیحدہ ہوگیا ہے اس امر مین کہ خدا کے لئے قبل ظہور
و بروز کے اس نے ایک وجود مستقل مانا ہے پہلی جماعت مین داخل ہوگیا ہے بسبب نفی کرنی
وجود مستقل کے حق تعالے سے بلا فرق کے اور ان دونون مذہب کا بطلان بہت ظاہر ہے اسیطرح
علامہ جلال الدین دوانی نے (قدس سرہ) شرح رباعیات مین کہا ہے جیسا اسکو نقل کیا ہے
محقق عبد الملک نے جو مشہور ہے شیخ امان کے نام سے رسالہ اثبات احدیت مین اسکو ذکر کیا ہے
شیخ عبد الحق دہلوی نے اخبار الاخیار مین اور کہا شیخ محمد بخاری نے اپنی کتاب تحقیقات مین کہ
جس نے یہ کہا کہ خدا کے لئے تعین فی ذاتہ سوا اس عالم کے نہین ہے تو اوس نے عقائد اسلام
کو فاسد کر دیا اور اونکا منکر ہوگیا اور شیخ محمد یوسف نے دوسرے مقام مین کہا ہے کہ (ہان ایک گمراہ
گروہ کہ صوفیون کی صورت بناتے ہین حالانکہ وے طریق حق و راہ صدق سے برگشتہ ہین کہتے
ہین کہ یہان کچھ نہین ہے مگر جو کچھ تجھکو نظر آتا ہے) اس سے مراد اونکی یہ ہے کہ یہی مدرکات محسوسہ
عین حق ہین ان کے سوا اور کچھ موجود نہین ہے پس یہ گروہ اور دہریے برابر ہین حق تعالے
نے دہریون کا قول نقل فرمایا ہے کہ (ہمکو دہر ہی ہلاک کرتا ہے) بلکہ یہ گروہ دہریون سے کفر مین
بڑھکر ہین اس لئے کہ دہریون کے کلام کی تاویل ہوسکتی ہے وس شخص کے قول کی بنا پر کہ جسکے نزدیک
دہر اسمائے حسنی مین سے ہے اور لیکن ان ملحدون کا یہ قول کہ یہان پر وہی ہے کہ جو تجھکو نظر آتا ہے اس سے
وجود جداگانہ حقتعالی کا انکار لازم آتا ہے اس لئے کہ یہ لوگ کہتے ہین کہ عالم تمام ذات حق ہے اور عالم کے سوا
کوئی شی عالم کیساتھ اسکا جزو نہین ہے جسطرح کہ کلی طبعی اور اسکی جزئیات کے سوا اور کچھ موجود نہین ہے اور اسمین شک نہین کہ جو ایسا

النينية بهذا المعنى كفر صريح بل اشد كفر اذ ليس كافر ولا مشرك ينكر
وجود الحق على حدة عز وتعالى عما يقول الظالمون علوا كبيرا قال شيخ المعرفة
في الفتوحات قد زلت اقدام طائفة عن مجرى التحقيق وقالوا ما ثم
الاما ترى فجعلوا العالم هو الله والله نفس العالم الى ان قال والمحققون مرادهم
اثبات الحق ونفي الغير كما قال لبيد رضي الله عنه الا كل شيء ما خلا الله
باطل ومقصود الملاحدة متشتهاة نفوسهم الحيوانية فهذه حيوتهم
وما لهم في الاخرة من خلاق انتهى ملخصا هذا وقد فشى هذا المذهب
الباطل في زماننا فوقع الكثيرون في الالحاد والزندقة واشاعوا
اقوالهم في النظم والنثر وطعنوا في تصانيفهم على مثال الظل وعكس المراة
وقالوا ان اهل هذا المثال ما فهموا حقيقة هذه المسئلة فهم طاعنون
على جميع اهل المعرفة الاجلة وفي الحقيقة هم انفسهم مطعونون من
جميع ايمة الملة بل خارجون من الملة والمشتكى الى الله تعالى انتهى بقدر
الحاجة اقول بتوفيق الله تعالى وعونه قد عقد المصنف هذا الفصل
لبيان الايمان المفصل صدره بعنوان الايمان بالذات الاحدية والصفات
الواحدية والاسماء الالهية ثم استدل عليه بعدة ايات واحاديث
وبحث في اسنادها بالتقوية والتعديل وشرح معانيهما بالبسط والتفصيل
بحيث يثبت به ما هو بصدد اثباته من اثبات البينونة لله تعالى عن الخلق
واستقراره على العرش وكونه في جهة العلو وغيرها من العقائد الباطلة
المشبهة والمجسمة والنجدية المخالفين في المتشابهات وقد نهوا عنه ابتغاء
للفتنة وابتغاء لتاويلها وما يعلم تاويلها الا الله واما الراسخون في العلم

قول بالضمنی کھلا کفر ہے بلکہ کفر سے بدتر ہے اسلئے کہ کوئی کافر اور مشرک وجود استقلال حق کا انکار نہین کرتا ہے برتر ہے خدا بہت برتر ہونا ظالمون کے قول سے۔ شیخ معرفت نے فتوحات مین کہا ہے کہ بیشک یکگروہ کے قدم مقام تحقیق سے ہٹ گئے ہین کہ جنکا قول یہہ ہے کہ یہان کچہہ نہین ہے مگر یہی کہ تجکو نظر آتا ہے پس انہون نے عالم کو عین حق اور حق کو عین عالم قرار دے لیا ہے یہانتک کہ کہا اور اہل تحقیق کی مراد اثبات حق ونفی غیر حق ہے جیسا کہ لبید نے کہا ہے کہ آگاہ رہو کہ ہر شے خدا کے سوا باطل ہے اور مقصود ان ملحدون کا ان کے نفوس حیوانیہ کا امر مرغوب ہے پس انکی زندگی یہی ہے اور آخرت مین کچہ ان کا حصہ نہین ہے انتہی اور یہہ باطل مذہب ہمارے اس زمانہ مین فاش ہوگیا ہے پس بہت سے لوگ الحاد و زندقہ مین مبتلا ہوگئے ہین اور اوہون نے ان ملحدون کے اقوال کو نظم ونثر مین شایع کردیا ہے اور اپنی کتابون مین ظل وعکس آئینہ کی مثال پر طعن کیا ہے اور کہا ہے کہ اس مثال کے دینے والون نے اس مسئلہ کی حقیقت کو نہین سمجہا ہے پس یہہ لوگ تمام اکابر اہل معرفت پر طعن کرنے والے ہین اور درحقیقت تمام اہل ملت کے طرف سے یہہ لوگ خود مطعون ہین بلکہ ملت اسلام سے خارج ہین اور ہم کو ان کا شکوہ حق تعالے سے ہے انتہی بقدر حاجت۔ مین کہتا ہون خدا کی توفیق و مدد سے کہ مصنف نے اس فصل کو ایمان مفصل کے بیان مین منعقد کیا ہے اور اس کو شروع کیا ہے ایمان ذات احدیت وصفات واحدیت و اسمائے الہیہ کے عنوان سے پہر اس پر چند آیات و احادیث سے دلیل لایا اور اونکی سند مین تقویت وتعدیل سے بحث کی ہے اور اون کے معانی کو بسط وتفصیل سے بیان کیا ہے اسطرحپر کہ اوس مصنف کا مدعا کہ جس کے مصنف درپے ہے یعنے خدا کا مخلوق سے جدا ہونا اور عرش پر بیٹھنا اور بلندی کی جانب مین ہونا اور اوس کے سوا دوسرے عقاید فرقہ مشبہہ ومجسمہ وبخاریہ کا اثبات ہوجائے ان لوگون نے آیات متشابہہ مین خوض کیا ہے حالانکہ یہہ امر منع ہے فتنہ برپا کرنے اور اونکی تاویل طلب کرنیکے واسطے حالانکہ اون کی تاویل خدا کے سوا کسیکو معلوم نہین ہے اور جو کہ علم مین ثابت قدم ہین

وهم اهل السنة والجماعة كثرهم الله تعالى فهم بريئون عن تلك العقائد
الفاسدة ولا يخوضون في المتشابهات بل يومنون بها كما وردت و
يقولون كل من عند ربنا وجاء في ثنائه ذلك البحث الرد على من خالف
تلك العقائد الباطلة من المحققين من اهل المعرفة والمتكلمين وافتى
بكفرهم وكونهم من المبتدعين اعاذنا الله منه ومن هفوات الملحدين
وخرافات الزائغين آمين اما الآيات المتمسك بها فليس فيها من مساغ
الكلام ولا يتعلق بها المرام واما الاحاديث التى استدل بها في هذا المقام
فالاول منها ما اخرج برواية مسند صاحب المسند بسند عزى الى
بعبارة طويلة كما نقلته في قوله هذا اقول ان هذا الحديث جامع
لاصول اعتقاد اهل السنة في ذاته وصفاته تعالى وفيه تصريح بتنزيه
الذات عن كونه محصورا ومحدودا وكونه متمكنا في المكان فيلزمه التنزيه
عن الجهة مع التلميح والتلويح الى بطلان اعتقاد المشبهة في التجسيم و
الجوارح والانتقال وغير ذلك كما نص عليه العلامة المفتي محمد سعد الله
في التنبيه في صفحه ۲۴۳ من شاء فليرجع اليه فالاستدلال به
على ما زعمه المصنف من عقائده الباطلة المذكورة باطل كما سيعلم من
الكلام فيما شرح به المصنف هذا الحديث قوله ولنبين معاني بعض
الفاظ الاثر فقوله زاد له من الله رضوانه وطوله (هو الاول لم يبدء مما)
اي سوى الاول بلا ابتداء قلم يتقدمه شيء يعبر عنه (ولا ممازج معها) اي ولا اختلاط
معه شيء يعبر عنه بما وفيه وتصريح نفي ما ... القائلين بالحلول والاتحاد الذين
يقشعرون بكلام اهل التحقيق لمذهبهم الباطل ... التوفيق ليس في هذا الكلام الا ...

اور وہ اہل سنت کا گروہ ہے خدا اونکو بڑھاوے پس وہ ان عقائد فاسدہ سے بری ہین اور
آیات متشابہات مین خوض نہین کرتے ہین بلکہ اونپر ایمان لاتے ہین جسطرح پر کہ اونکا ورود ہوا ہے
اور کہتے ہین کہ یہہ سب متشابہات وغیرہ ہمارے پروردگار کے جانب سے ہین اور مصنف نے اسی
بحث کے اندر اون لوگونپر۔ ذکر نا ہی قصد کر لیا ہے جو اون عقائد باطلہ مین اوس کے مخالف ہین
اور وہ محققین صوفیہ و متکلمین ہین اور اون کے کفر و بدعتی ہونے کا فتوی دیا ہے خدا ہمکو اس سے
اور ملحدون کے بیہودہ باتون اور گمراہیون کی خرافات سے پناہ مین رکھے آمین لیکن جن آیات
سے مصنف نے تمسک کیا ہے پس اون مین ہم کو نہ کلام کرنے کی گنجایش ہے اور نہ اوس سے ہمارے
مقصد کو تعلق ہے اور لیکن جن احادیث کو اسمقام مین مصنف نے دلیل بنایا ہے پس اون مین
پہلی حدیث وہ ہے کہ جسکو مسدد صاحب مسند کی روایت سے علیؓ کی جانب سے عبارت طویلہ مین
نقل کیا ہے جیسا کہ ہم اس قول مین اس کو نقل کرچکے ہین لیس کہتے ہین کہ یہہ حدیث جامع ہے
اہل سنت کے اصول عقاید کی ذات و صفات حق تعالے کے باب مین اور اس حدیث مین
تصریح ہے ذات حق سے پاک ہونے پر محصور و محدود و ثابت فی المکان ہونیسے اور اس امر کو لازم
ہے پاک ہونا جہت سے مع اشارۂ عقائد مشبہہ کے بطلان کیطرف اثبات جسمیتہ و جوارح و انتقال وغیرہ
کے باب مین جیسا کہ اسکو بیان کیا ہے علامہ مفتی محمد سعید قدس سرہ نے تنبیہہ کے صفحہ (۲۴) مین جس کا
جی چاہے تنبیہہ کو دیکھ لے پس اس حدیث سے دلیل لانا مصنف کا اپنے عقائد باطلہ مذکورہ پر باطل ہے
جیسا کہ عنقریب ہمارے اس کلام سے معلوم ہو جائیگا کہ جسکو ہم نے مصنف کی اس حدیث کی شرح پر وارد کیا ہے
قول مصنف کا ولنبین معانی بعض الفاظ الاثر فقولہ زادہ اللہ من اللہ رضوانہ وطولہ
ھو الاول لم یبدل مما) ای ھو الاول بلا ابتداء فلم یظھر من شئ یعبر عنہ بما (ولا ممازج معما)
ای ولا مختلط مع شئ یعبر عنہ بما فیہ رد صریح علی اہل الاتحاد القائلین بالحلول والاتحاد الذین یلبسون
بکلام اہل التحقیق لمذہبہم الباطل وھم بریئون منہ تنکتا ہون اسمین کیطرف سے توفیق ہے کہ اس کلام مین ممنے کی نفی کی سواد کہ یہ بیان

وهي نسبة بين المازجين والنسبة تستدعي عن المغائرة فانتفائهما الا يدل
على المباينة والمفارقة لامكان احتمال العينية كما هو مذهب الصوفية من
ارباب الوحدة فالاستدلال به على نفي مذهب العينية كما هو مزعوم المصنف
ليمكنه اثبات المباينة والاستقرار على العرش وكونه من جهة العلو باطل وما
استدل به على نفي العينية من اقوال شيخ المعرفة وغيره فلا يجديه نفعا
لانها لا تدل على نفيها مطلقا بل انما تدل على نفي عينية يلزم منها اثبات
وجود الغير ونفي وجود الحق ومراد المحققين من ارباب الوحدة اثبات الحق
ونفي الغير كما نص عليه شيخ المعرفة واستشهد عليه بقول لبيد الا كل
شيء ما خلا الله باطل ومراد المصنف اثبات نفي العينية بكلا المعنيين
فما يثبت ليس بمراد له وما هو مراد ليس بثابت به وتمسك به على المباينة
ونفي العينية من مثال الظل والعكس فهو ايضا غير مفيد له لان حقيقتهما
ليست الا اصلهما فالتمثيل بهما يقوى العينية ونفي المباينة فالاستدلال
بهما على اثبات المباينة ونفي العينية المطلقة باطل وقوله وقد اكثر الشيخ
وغيره من المعرفة السالفة والخالفة في تصانيفهم من ذكر مثال ظل الانسان
وعكسه في المراة فقولهم موافق لقول علماء اسلاف ان الله على عرشه بائن من خلقه
فان الانسان بائن من ظله وعكسه انتهى ساقط عن درجة التحقيق لان التمثيل
بالظل والعكس ينادي باعلى نداء ان ذات الاله الحق هي قائمة بالذات وموجودة
بالحقيقة والعالم باسره وبجميع اجزائه قائم بها وموجود بوجودها وليس له وجود في الحقيقة
سوى وجود الحق وكما ان الاصل غير مفارق ولا مباين من ظله وعكسه فكذلك الحق لا يفارق
ولا يباين ولا يغيب عن العالم طرفة عين فعلم منه ان استنباط المصنف بينونة الحق من

اور ملنا ایک نسبت ہے دو ملنے والی چیزوں مین اور نسبت غیر ہونے کو چاہتی ہے پس ملنے کی نفی سے جدا ہونا اور علیحدہ ہونا نہین سمجھا جاتا ہے بسبب ممکن ہونے احتمال عین ہونے کے جیسا صوفیہ ارباب وحدت وجود کا مذہب ہے پس اس قول سے دلیل لانا مذہب عینیت کی نفی پر جیسا کہ مصنف کا عقیدہ ہے تاکہ مصنف کو خدا کے جدا ہونے اور عرش پر بیٹھنے اور بلندی کی جہت مین ہونیکا ثابت کرنا ممکن ہو باطل ہے اور جو کہ مصنف شیخ معرفت وغیرہ کے اقوال سے عینیت کی نفی پر دلیل لایا ہے مصنف کو مفید نہین ہے اس لئے کہ ان اقوال سے مطلق عینیت کی نفی سمجھہ مین نہین آتی بلکہ انکی دلالت ایسی عینیت کی نفی پر ہے کہ جس سے وجود غیر کا اثبات اور وجود حق کی نفی لازم آئے اور محققین ارباب وحدت وجود کی مراد اثبات حق کا اور غیر کی نفی ہے جیسا کہ شیخ معرفت نے اسکی تصریح کی ہے اور لبید کے قول (خبردار ہو جو کچھ خدا کے سوا ہے باطل) سے اوسپر دلیل لایا ہے اور مصنف کی مراد عینیت کی دونون معنی کی نفی ہے اور جو کچھ ان اقوال سے ثابت ہے مصنف کی مراد نہین ہے اور جو کچھ مصنف کی مراد ہے وہ کلام مذکور سے ثابت نہین ہوتی اور جو کہ اثبات مبائنت و نفی عینیت کیلئے مصنف ظل و عکس کی مثال کو دستاویز بنایا ہے یہ بھی مصنف کو مفید نہین ہے اسلئے کہ ظل و عکس کی حقیقت بجز اونکی اصل کے اور کچھہ نہین ہے پس ان دونون کی مثال دینا عینیت کو قوی کرتا ہے اور مبائنت کی نفی کرتا ہے پس ان دونون سے اثبات مبائنت اور عینیت مطلق کی نفی پر دلیل لانا باطل ہے اور قول مصنف کا

(وقد اکثر الشیخ وغیرہ من اہل المعرفۃ السالفۃ والخالفۃ فی تصانیفہم من ذکر مثال ظل الانسان وعکسہ فی المراۃ فقولہم موافق لقول علماء السلف ان اللہ علی عرشہ بائن من خلقہ فان الانسان بائن من ظلہ وعکسہ انتہی) درجہ تحقیق سے گرا ہوا ہے اس لئے کہ ظل و عکس کی تمثیل بلند آواز سے پکار رہی ہے کہ ذات معبود حق ہی بالذات قایم ہے اور حقیقت مین موجود ہے اور عالم بالکل مع اپنے تمام اجزا کے ذات حق سے قایم ہے اور اوسی کے وجود سے موجود ہے اور وجود حق کے سوا حقیقت مین عالم کے لئے کوئی وجود نہین ہے اور جس طرح کہ اصل اپنے ظل و عکس سے علیحدہ و جدا نہین ہے اسی طرح حق عالم سے ایک لمحہ علیحدہ اور جدا و غائب نہین ہے پس اس بیان سے معلوم ہو گیا ظل و عکس کی مثال سے جو مصنف نے عالم سے

العالم من مثال الظل والعكس وعزا ئه هذه العقيدة الفاسدة الى الشيخ وعلماء السلف والخلف انما نشاء من سوء فهمه ومعونة وهمه كيف قد صرح الشيخ قدس سره بان النظام اصاب في قوله بان العالم اعراض مجتمعة واخطاء في انه لم يقل بقيام تلك الاعراض بذات واحدة قيومة لها فلما لم يثبت حقيقة غير حقيقة الحق سبحانه على نحو الاستقلال قالت الصوفية حقايق العالم كلها اعراض مجتمعة بعضها الى بعض وقيام جملة تلك الاعراض بالذات القائمة بالذات القيوم بغيرها فانك لو فصلت حقيقة الانسان وحللتها لم تجد فيها الا اعراضا متعددة وهي النطق والحس والحركة اه والعجب كل العجب من المصنف انه يشرح معاني هذا الاثر ويثبت به بينونة الحق تعالى عن الخلق ولا ينظر الى السياق والسباق ولو نظر لما اثبت لان عليا رضي الله عنه قد صرح بعدم البينونة فى هذا الاثر حيث وكيف ينعت بالالسن الفصاح من لم يكن في الاشياء فيقال كائن ولم يبن منها فيقال بائن بل هو بلا كيفية وهو اقرب من حبل الوريد انتهى فاعتبروا يا اولى الابصار والنظر ويا التدبر والاعتبار الى جسارة هذا المكثار وخيانته في الاظهار والاظهار في معانى الاحاديث والآثار والى الله المشتكى وهو الموئل والملتجى والتحقيق لمذهب الصوفية الصافية في مسئلة العينية قد فرغنا عن بيانه في المقدمة فليرجع اليها قال وقوله زاد له من الله رضوانه وطوله ولا حال وهما اى ولا هو مما يستطيع الاوهام والافهام ان تدركه اصلا ولا شبح يتقضى الشبح الشخص ويتقضى يطلب اقصاه ويدخل فيه قوله ولا محجوب فيحوى وقوله ولا كان بعد ان لم يكن فيقال حادث جواب سوال مقدر كيف كان ويبتنى منه بقوله بل جل ان يكيف

حقعانے کے جدا ہونیکا استنباط کیا ہے اور اس عقیدۂ فاسد کو شیخ حضرت و علماے سلف و خلف کیطرف منسوب کیا ہے یہ امر مصنف کی سوء فہم و رعونت و وہم کا نتیجہ ہے کیونکہ خود شیخ اکبر نے تصریح فرمائی ہے کہ انظام عیب ہے آپ نے اس قول میں کہ عالم چند اعراض مجتمعہ کا نام ہے اور اوس نے خطا کی ہے اسمین کہ اون اعراض کے ایکذات مین کہ جو اونکو قایم رکھنے والی ہے قایم ہونیکا قائل نہین ہوا پس جبکہ بجز حقیقت حق سبحانہ کے بطور استقلال کسی حقیقت کا ثبوت نہین ہوا ہے صوفیہ نے کہا کہ تمام عالم کی حقیقتین چند اعراض ہین کہ بعض اون کے بعض کے ساتھہ جمع ہوگئے ہین اور اون سب کا قیام ایک ذات سے ہے کہ جو بذات خود قایم ہے اور اپنے غیر کو قایم رکھنے والی ہے اس لئے کہ تو اگر انسان کی حقیقت کی تفصیل و تحلیل کرے تو اوس مین چند اعراض کے سوا کہ نطق و حس و حرکت ہین اور کچہ نپائیگا تا آخر اور بڑا تعجب مصنف سے یہ ہے کہ وہ اس حدیث کے معانی کی شرح کرتا ہے اور اسی حدیث سے خدا کا جدا ہونا مخلوق سے ثابت کرتا ہے اور اوس کے سیاق و سباق کو نہین دیکھتا ہے اور اگر دیکھتا تو ثابت نکرتا اسلئے کہ حضرت علیؑ نے اسی حدیث مین خدا کے جدا ہونیکی تصریح فرمادی ہے چنانچہ فرمایا ہے اور کیونکر تعریف کیجائے فصیح زبانون سے کہ وہ اشیا مین داخل نہین ہے کہ اوسکو ہونیوالا کہا جائے اور نہ اون سے جدا ہے کہ اوس کو بائن کہا جائے بلکہ وہ بے کیفیت ہے اور شہ رگ سے زیادہ نزدیک ہے انتہی پس عبرت لوا ے عقل والو اور تدبر و اعتبار اس زیادہ گو کی دلیری و جرأت کو دیکھو معانی احادیث و آثار کے کہولنے اور چہپانے کے باب مین اور خدا ہی کے طرف ہمارا شکوہ ہے اور وہی ہمارا مرجع و ملتجی ہے مذہب صوفیہ صافیہ کی تحقیق عینیت کے مسئلہ مین ہم مقدمہ مین بیان کرچکے ہین پس مقدمہ کیطرف رجوع کرنا چاہئے کہا مصنف نے اور قول اوس کا زیادہ ہو خدا کے طرف سے اوس کے حق مین خوشنودی اور طول و سکا اور نہ او ترنے والا ہے وہم مین) یعنی اور نہ وہ ایسی شی ہے کہ اوہام و افہام اوس کا ادراک کرسکین (اور نہ بدن ہے کہ منتہی ہوجاوے) شبح بمعنی بدن ہے اور تتقضی یعنی ختم کے اپنی نہایتکو اور اسی مین داخل ہے قول اوس کا (اور نہ محجوب ہے کہ گہیرا جاوے) اور قول اوس کا (اور نہ موجود ہوا بعد اس کے کہ نتہا کہ اوسکو پیدا کیا جائے) جواب ہے یہودیون کے سوال کیفکان کا اور اس سے ترقی کی ہے یہی امر قول سے

المكيف للاشياء كيف كان اى جل المكيف للاشياء ان يكيف بكيف كان
وقوله بل لم يزل ولا يزول لاختلاف الازمان جواب سوالهم متى كان ولا
لتقلب شان بعد شان اى المشار اليه بقوله تعالى كل يوم هو فى شان
وقوله فكيف يوصف بالاشباح توضيح لقوله جل ان يكيف اه وقوله ولا
شبح اه وكيف ينعت بالالسن الفصاح اى الناطقة بالصفات من لم يكن
فى الاشياء فيقال كائن ولم يبن منها فيقال بائن بل هو بلا كيفية وهو
اقرب من حبل الوريد وابعد فى الشبه اى التشابه من كل بعيد
وفى جواب المرتضى عن سوال ذعلب اليمانى قريب من الاشياء غير ملامس
بعيد منها غير مباين وفى خطبة المرتضى لم يحلل فى الاشياء فيقال هو فيها
كائن ولم ينأ عنها فيقال هو منها بائن وفى خطبة اخرى لم يقرب من
الاشياء بالتصاق ولم يبعد عنها بافتراق لا يخفى عليه من عباده شخوص
لحظة اى مد البصر بلا حركة جفن ولا كرور لفظة اى تكرر اللفظة و
رجوعها ولا ازدلاف ربوة صعود انسان وحيوان الى ربوة من الارض
اى موضع مرتفع ولا انبساط خطوة اى فى ارض مستوية فى غسق
اى ظلمة ليل داج اى مظلم ولا ادلاج فى القاموس الدلج محركة و
الدلجة بالضم والفتح السير من اول الليل وقد دلجوا فان ساروا من اخره فادلجوا
بالتشديد لم يخلق الاشياء من اصول ازلية ولا باوايل كانت قبله ابدية وفى خطبة
لم يخلق الاشياء من اصول ازلية ولا من اوائل ابدية وفيه ابطال القبلة بعض الفلاسفة
الضلال وكذا فى مباين هذه الارشادات ابطال قول فرق من ابطال علمه بما
فى السموات العلى كعلمه بما فى الارضين السفلى وعلمه بكل شيء اى سوى خالقه من الاسماء وما لا نوا

(ذلک ہو تخضیع الخ) اس سے کہ اوسنے کیفیت کو موصوف بکیفیت کرنیوالا خود کیفیت کے ساتھ موصوف ہوا یعنی برتر ہے اشیاء
کو موصوف بکیفیت کرنیوالا اس سے کہ کیف کان سے بیان کیا جاسکے اور قول اوسکا (بلکہ نہ زائل ہوا اور نہ زائل ہوگا
زمانون کے اختلاف سے) جواب ہے اونکے قول متی کان کا (اور احوال کے بدلنے سے) یعنی جسکی طرف
اشارہ ہے حق تعالیٰ کے قول کل یوم ہو فی شان مین اور قول اوسکا (بہر کیونکر موصوف ہو صورتون سے)
توضیح ہے اوسکے قول جل ان یکیف آہ کی اور اوسکے قول ولا شبح اہ کی (اور کیونکر بیان کیا جاسکے فصیح زبانون
سے) یعنی اون زبانون سے کہ صفات کو بیان کرنیوالی ہین (وہ کہ نہین ہے اشیاء مین کہ کہا جاسکے اوسکو کائن
اور نہ اون سے علیحدہ ہے کہ کہا جاسکے اوسکو بائن بلکہ وہ بے کیفیت ہے اور شہ رگ سے زیادہ نزدیک ہے
اور دور تر ہے شبہ ای مشابہت مین ہر دور سے) اور دعلب یمانی کے سوال کا جواب مرتضے علی نے
یون دیا ہے (نزدیک ہے اشیاء سے بدون ملنے کے دور ہے اون سے بدون جدا ہونیکے) اور مرتضی علی
کے خطبہ مین یون ہے (نہین اترا ہے اشیاء مین حتی کہ کہا جاسکے کہ اون مین کائن ہے اور نہ اون سے دور ہوا ہے
حتی کہ کہا جاسکے اون سے جدا و بائن ہے) اور دوسرے خطبہ مین یون ہے (نہین قریب ہوا اشیاء سے گر کر نہین دور
ہوا اون سے جدا ہو کر نہین چھپا ہے اوس پر بند و نکی نظرونکا لگنا) یعنی بینائی کو دراز کرنا بے پلک ارنیکے (اور نہ زدنا
لفظ کا) یعنی بار بار بولا جانا لفظ کا اور رجوع کرنا اوسکا (اور نہ قریب ہونا ٹیلے کے) یعنی چڑھنا آدمی یا جانور کا زینا کے
ٹیلے یعنی اونچی جگہ پر (اور نہ پھیلنا قدم کا) یعنی ہموار زمین مین (تاریکی مین) یعنی اندھیرے مین (تاریک شب کی)
یعنی اندھیری رات کی (اور نہ اولی شب چاند) قاموس مین ہے دلج بالحرکت اور دلجہ ضمہ و فتحہ سے چلنا رات کے
شروع مین اور اسم ... ہے فراذلجوا پس اگر آخر شب مین چلے ہین تو کہا جاتا ہے ادلجوا تشدید دال سے (اشیاء کو
اصول ازلیہ سے نہین پیدا کیا ... ان سے کہ اوس سے پہلے ظاہر تہے) اور ساکیہ وخنیہ مین مولی علی کے ہے
(نہین پیدا کیا اشیاء کو ... ازلیہ ... ابدیہ سے) اور اس قول مین بعض گمراہ فلسفیون کے قول کا ابطال ہے جو قدم
اسی طرح ان تمام ارشادات مین باطل ... فیون کا قول کا ابطال ہے (جاننا اوسکا بلند آسمانونکی تمام اشیاء کو مثل اوسکے جاننے
کے ہے پست زمینونکی کل کائنات ... اوسکا علم ہر شے کے متعلق ہے) یعنی اوسکے سوا از قسم ... اور ...

والمعارف الذاتية والمواقف الصفاتية والتجليات الالهية وغير ذلك
مما لا يعرف لان يعرف مسلك من المسالك المشار اليه جملة بقوله تعالى
وهو بكل شيئ عليم كلم موسى تكليما بلا جوارح ولا ادوات ولا شفة
ولا لهوات سبحانه وتعالى عن تكيف الصفات فيه ابطال المقالة الجهمية
في تكليم الله موسى انه امر غيره فكلمه وقيلة المعتزلة انه خلق الكلام
في جسم فاسمعه موسى عليه السلام وكلهم نفاة الصفات عن حضرة الذات
من زعم ان الهنا محدود فقد جهل الخالق المعبود هذا جواب سوال
اليهود وعلى اي شيئ هو فانه يفهم منه انه محدود وفي خطبة للمولى
المرتضى ايضا ومن قال على ما فقد اخلا منه اى غير ذلك المكان مع ان
الحد الى غيره منسوب كما مضى عن للمرتضى ايضا وفي جواب الامام الرضى
عن سوال زنديق كيف هو واين هو قال ويلك ان الذي ذهبت اليه
غلط هو اين الاين وكيف الكيف فلا يعرف بالكينونة ولا بالاينونة ومن
علم كونه تعالى غير محدود نعلم الجواب عما يسئل في النصوص على النزول
هل يخلو عرش الكبرياء من الاستواء حين النزول فان الخلو يلزم منه انه
تعالى محدود وهو سبحنه تعالى عن الحدود به وقال حماد بن زيد فيما
رواه الخلال في السنة وابن بطة في الابانة وابن راهويه فيما رواه
ابن بطة واحمد في رسالة الى مسدد المشهور عند اهل الحديث
والسنة من اصحب احمد وجمهور اهل الحديث فيما حكى ابن تيمية في
رسالة في النزول قال وهو الماثور عن سلف الامة وائمتها انه لا يزال
فوق العرش ولا يخلو العرش منه مع دنوه ونزوله الى السماء الدنيا

ومعارف ذاتیہ وموافق صفاتیہ وتجلیات الٰہیہ اور اوسکے سوا وہ امور کہ جنکے طریق سے ایک طریقہ کی معرفت بھی
دشوار ہے اور جنکی طرف اجمالی اشارہ ہے خدا کے قول (وہو بکل شئی علیم) سے (موسیٰ سے اوسنے کلام کیا بدون

جوارح اور بدون اسباب کے اور بغیر لب کے اور بغیر لہوات کے پاک و برتر ہے وہ صفات کی کیفیت کے بیان سے)
اس قول مین جہمیہ کے اس قول کا ابطال ہے خدا کے کلام کرنیکے باب مین کہ خدا نے اپنے غیر کو حکم دیا پس اوس غیر
نے موسیٰ سے کلام کیا اور معتزلہ کے قول کا کہ خدا نے کلام کو پیدا کیا ایک جسم مین پھر وہ کلام موسیٰ کو سنا دیا اور یہ
سب لوگ صفات کی نفی کرنیوالے ہین حضرت ذات حق سے (جس نے کہا کہ ہمارا معبود محدود ہے تو وہ خالق معبود سے
نادان رہا) یہ کلام جواب ہے یہودیون کے اس سوال کا کہ خدا کس شے پر ہے اسلئے کہ اس سوال سے سمجھا جاتا
ہے کہ خدا محدود ہے اور نیز ایک خطبہ مین مولیٰ مرتضےٰ علیؑ کے یون ہے (اور جس نے کہا کہ کس شے پر ہے تو
اوسنے خالی کر دیا اوس سے) یعنے اوس مکان غیر کو باآنکہ حد غیر خدا کی طرف منسوب ہے جیسا کہ مذکور ہوا نیز مرتضےٰ علیؑ
کی حدیث مین اور امام علی رضا کے جواب مین کہ جو ایک بے دین کے اس سوال پر فرمایا تھا کہ خدا کیونکر ہے اور کہان
ہے اسطرح واقع ہوا ہے (خرابی ہو تیری جسطرف تو گیا ہے غلط ہے خدا آئین کو آئین اور کیف کو کیف بنانیوالا ہے پس
وہ نہ کیفیت سے پہچانا جاتا ہے اور نہ ظرف مین ہونیسے اور جسنے خدا کے غیر محدود ہونیکو جان لیا ہے تو اوسکو اون
سوالات کا جواب معلوم ہو جاتا ہے جو نصوص مین نزول پر کئے جاتے ہین کہ آیا خدا کا عرش استوار سے خالی ہو جاتا ہے
نزول کے وقت اسلئے کہ خالی ہونے سے لازم آتا ہے کہ حق تعالےٰ محدود ہے اور وہ پاک و برتر ہے محدود
ہونے سے اور کہا حماد بن زید نے اوس قول مین کہ روایت کیا اوسکو خلال نے سنت مین اور ابن بطہ نے
ابانہ مین اور ابن راہویہ نے اوس قول مین کہ روایت کیا اوسکو ابن بطہ نے اور احمد نے اپنے رسالہ مین
جو مسدد کے پاس بھیجا تھا اور وہ مشہور ہے نزدیک اصحاب امام احمد کے و جمہور محدثین نے اوس قول مین
کہ اوسکو ابن تیمیہ نے رسالہ نزول مین نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہی قول امت مرحومہ کے سلف و ائمہ
سے منقول ہے کہ خدا ہمیشہ عرش پر ہے اور عرش اوس سے خالی نہین ہوتا
سننے یا وجود اوسکے نزدیک ہونے اور نزول فرمانیکے آسمان دنیا کی طرف

ولا يكون العرش فوق وكذالك يوم القيمة كما جاء به الكتاب والسنة
وليس نزوله كنزول اجسام بني ادم من السطوح الى الارض بحيث يبقى السقف
فوقهم بل الله منزه عن ذالك وانما تدرك صفة رب الهيئة والادوات
فكيف من لم تاخذه سنة ولا نوم له ما في السموت وما في الارض وما
بينهما وهو رب العرش العظيم اى ان الادراك منحصر في صفة رب
الهيئة والادوات من المخلوقين والمخلوقات ولما انحصر فيها فكيف تدرك
صفة رب العرش العظيم ورب الارض والسموت وفي خطبة للمولى
المرتضى وانما يدرك بالصفات ذووالهيئات والادوات هذا انتهى وقال
في حاشية لاخفاء على العرفاء بان هذه الاسئلة المشكلة المسترشدة
وتلك الاجوبة المعضلة المرشدة كل ذلك لم يعلم في هذه الامة بمرة قط
بل هو مما كان مختصا بهذا الامام في تلك الايام فقط ولا كلام في ان كلام
الامام امام الكلام والحمد لله العزيز العلام ولقد صدق نبي الله فيما
نطق عن الله انا مدينة العلم وعلي بابها فمن اراد العلم فليات الباب
ذالك منه اقول وبحوله تعالى اصول لا يخفى على الناظرين الماهرين
ان هذا الكلام المنيف للمولى المرتضى الشريف وما نقله المصنف في اثناء
شرحه من جملة ارشاداته وخطباته رضي الله عنه يدل دلالة واضحة
على انه تعالى منزه عن صفات الكائنات مقدس عن الجسم والجسمانيات
ولا تدرك صفاته كما لا تدرك ذاته وقد قال الله تعالى ليس كمثله شيئ
وقال تعالى لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار فالتنزيه لذاته تعالى
وصفاته عن صفات المخلوقين من ضروريات الدين والمصنف ممن تثبت

اور عرش اوپر اوسکے نہین ہوتا ہے اور اسیطرح ہوگا قیامت کے دن جیسا کہ کتاب و سنت مین وارد ہوا ہے اور اوسکا نزول مثل نزول بنی آدم کے جہت سے زمین کی طرف نہین ہے اسطرح پر کہ جہت اوسکے اوپر ہو خالی ہے بلکہ حق تعالے اس سے پاک ہے (اور صفت تو ذی ہیئت و ذوات کی مدرک ہوتی ہے پس وہ کہ نہ اوسکو اونکا آلی ہے نہ نہ اوسی کا ہے جو کچھ آسمانون مین ہے اور جو کچھ زمین مین ہے اور جو کچھ ان دونون کے درمیان ہے اور وہ رب ہے عرش عظیم کا کیونکر ادراک مین آوے یعنی ادراک منحصر ہے ذی ہیئت و ذوات کی صفت مین کہ از قسم مخلوق ہے اور جبکہ ادراک اوسمین منحصر ہے پس کیونکر ادراک کیا اوسے صفت پروردگار عرش عظیم اور پروردگار زمین و آسمان کی اور مولی مرتضی کے ایک خطبہ مین اسطرح پر ہے اور اونہین چیزونکی صفات کا ادراک ہوتا ہے کہ جو شکلون اور اعضا والی ہین انتہی اور اسکے حاشیہ پر مصنف نے یہ لکہا ہے (اہل معرفت پر پوشیدہ نہین ہے کہ یہ مشکل سوالات راستی کے طلب کرنیوالے اور بہ دشوار بات راہ راست کے بتانے والے یہ تمام ایک مرتبہ بہی اس امت مین کسی کی نسبت معلوم نہین ہوئے بلکہ یہ ایسا سبب ہے کہ اسی امام سے خاص اور اسی امام مین خصوصیت رکہتا ہے اور اسمین کلام نہین ہے کہ کلام اس امام کا امام کا ہے اور تعریف خدا کو ہی ثابت ہے کہ عزت و علم والا ہے اور بیشک خدا کا نبی سچا ہے اس قول مین کہ اوسنے مجھکو فرمایا ہے کہ مین علم کا شہر ہون اور علی اوسکا دروازہ ہے پس جو شخص کہ علم کا خواہان ہو تو اوسکو اس دروازہ مین آنا چاہیے انتہی مین کہتا ہون اور حق تعالے کی قوت سے حملہ کرتا ہون ناظرین ماہرین پر مخفی نہین ہے کہ یہ کلام بزرگ مولی مرتضی شریف کا ہے اور جو کچھ مصنف نے اسکی شرح کے درمیان اونکے ارشادات خطبہ نقل کئے ہین صاف دلالت کرتے ہین اس امر پر کہ حق تعالے کی ذات کی صفت پاک ہے اور جسم و جسمانی امور سے منزہ ہے اور اوسکی صفات ادراک سے باہر ہین جسطرح کہ اوس کی ذات ادراک سے باہر ہے اور تحقیق کہ حق تعالے نے فرمایا ہے کہ خدا کے مانند کوئی شے نہین ہے اور فرمایا ہے کہ بینائیان اوسکو ادراک نہین کرتی اور وہ بینائیون کو ادراک کرتا ہے پس ذات و صفات حق تعالے کی پاکی کا اعتقاد رکہنا مخلوق کی صفات سے دین کی ضروری باتون مین سے ہے اور مصنف نے اس باب مین تشبیہ سے کہ

في هذا الباب باقوال المشبهة الذين اثبتوا جهة الفوق لله تعالى عن الجهات والاستقرار على العرش وتمسكوا بما اورده ابن تيمية في رسالة النزول وفتاوله الحموية مستدلا لاعلى دعاويه في هذا الكتاب كما سيجئ تفصيله في مقامه فوجب علينا ان نبين اقوال اهل السنة في باب التنزيه عن الجهة والاستقرار وغيرهما من صفات الجسمانيات ثم نجيب عما وقع من المصنف في هذا الكتاب من الاقاويل الواهيات قال ابو العباس المبرد في كتاب الكامل قال قائل لعلي بن ابي طالب رضي الله عنه اين كان ربنا قبل ان يخلق السموات والارض فقال علي رضي الله عنه اين سوال عن مكان وكان الله ولا مكان قال الامام الثعلبي في تفسيره قال بعض المحققين الموفقين اظنه علي بن ابي طالب رضي الله عنه من زعم ان الله تعالى في شيئ او من شيئ او على شيئ فقد الحد لانه لو كان من شيئ لكان محدثا ولو كان في شيئ لكان محصورا ولو كان على شيئ لكان محمولا ونقله الامام ابو القاسم القشيري رحمه الله في رسالة عن الامام جعفر صادق رضي الله عنه وفي الفقه الاكبر للامام ابي حنيفة برواية ابي مطيع الحكم بن عبد الله البلخي ارايت لو قيل اين تعالى فقال يقال له كان الله قبل ان يخلق ويقال له كان الله ولم يكن اين ولا خلق ولا شيئ وهو خالق كل شيئ قال ابو عوانة في صحيحه في تحميده تعالى الذي لا يشتمل عليه زمان ولا يحيط به مكان فخلق الاماكن والازمان وقال الامام ابو الحسن الاشعري في كتاب اصول الكبير لا يجوز ان تكون نفس الباري عز وجل جسما او جوهرا او محدودا او في مكان دون مكان او غير ذلك مما لا يجوز عليه من صفاتنا المفارقة لنا قال الامام ابو منصور

اقوال کو درست و حق بتایا ہے کہ جنہون نے حق تعالیٰ کے لئے جہت فوق اور عرش پر بیٹھنے کا اثبات
کیا ہے اور دلیل بتایا ہے ان اقوال کو کہ جنکو ابن تیمیہ نے رسالہ نزولیہ و قاہریہ حمویہ مین لکہا ہے و لیکن
انکے واسطے اپنے دعووں پر اس کتاب مین چنانچہ اسکی تفصیل اپنے مقام مین آئیگی پس ہمپر واجب
ہوا کہ اہلسنت کے وہ اقوال بیان کردیوین جو کہ جہت و استقرار علی العرش وغیرہ صفات جسمانیہ سے حقتعالے
کے منزہ ہونیکے باب مین وارد ہین کہا ابو العباس مبرد نے کتاب کامل مین کہ ایک کہنے والے نے علی بن
ابی طالبؓ سے کہا کہان تہا ہمارا پروردگار آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے پہلے پس علیؓ نے فرمایا
کہ کہان سوال ہے مکان سے اور خدا موجود ہے مکان کے پہلے سے امام ثعلبی نے اپنی تفسیر مین کہا ہے
کہ بعض اہل تحقیق نے کہ جنکو خدا کی طرف سے توفیق دیگئی تہی اور میرے گمان مین وہ حضرت علیؓ ہین فرمایا
ہے کہ جس نے اعتقاد کیا کہ خدا کسی شے مین ہے یا کسی شے سے ہے یا کسی شے پر ہے تو وہ شخص بے دین
ہوگیا اسلئے کہ اگر خدا کسی شے سے پیدا ہوتا تو وہ پیدا ہوتا اور اگر کسی شے مین ہوتا تو گہیرا ہوا ہوتا اور اگر کسی
شے پر ہوتا تو اوٹہایا ہوا ہوتا اور اس کلام کو امام ابو القاسم قشیریؒ نے اپنے رسالہ قشیریہ مین امام جعفر صادقؑ
سے نقل کیا ہے اور امام ابوحنیفہ کی فقہ اکبر مین ابو مطیع حکم بن عبد اللہ بلخی کی روایت سے مذکور ہے اگر کہا جائے
کہ خدا کہان ہے تو آپ کیا جواب دینگے پس فرمایا امام اعظمؒ نے کہ سائل سے کہا جائیگا کہ خدا موجود ہے پیدا کرنیکے پہلے
سے اور کہا جائیگا کہ خدا موجود تہا اور نہ تہا مکان اور نہ مخلوق اور نہ کوئی شے تہا اور وہ ہر شے کا پیدا کرنیوالا ہے
ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین خدا کی حمد مین کہا ہے کہ وہ ایسی ذات ہے کہ نہ زمان اوسپر گذرتا ہے
اور نہ مکان اوسکو گہیرتا ہے اسلئے تمام زمانون اور مکانون کو اوس نے پیدا کیا ہے اور
امام ابو الحسن اشعریؒ نے کتاب اصول کبیر مین فرمایا ہے کہ نہین جایز ہے یہ
کہ ذات باری عزوجل جسم ہو یا جوہر ہو یا محدود ہو یا ایک مکان مین ہو نہ دوسرے
مکان مین یا اسکے سوا اور کچھہ ہو اون صفات مین سے جو اوسکے حق مین جایز
نہین ہین یعنے ہماری صفات کے قبیل سے ہے کیونکہ خدا ہمسے نرالا ہے امام ابو منصور

الماتريدي في عقيدته ان الله تعالىٰ كان لم يزل ولم يكن له شيئ سواه
لا مكان ولا زمان ولا غمام ولا عرش ولا سماء ولا هواء فهو كما كان ويكون
كما هو لا يتغير عليه الاحوال وهو خالق الاحوال قال البيهقي في كتاب الاسماء
والصفات انه تعالى لا مكان له قال الحافظ جلال الدين السيوطي في منظومته
المسماة بالكواكب الساطع في نظم جمع الجوامع ؛ ولم يزل سبحانه ولا مكان ؛
متفردا في ذاته ولا زمان ؛ وقال في شرحه واما كونه لم يزل وحده ولا
مكان ولا زمان فقد دل على ذلك حديث عمران السابق فهو منزه عن
المكان والزمان والحلول كما قال تعالىٰ في كتابه العزيز ليس كمثله شيئ
وهو السميع البصير انتهى والحديث رواه البخاري في صحيحه عن عمران
بن حصين رضي الله عنهما قال جاء نفر من اليمن فقالوا يا رسول الله جئنا لـ
نتفقه في الدين ونسئالك عن اول هذا الامر فقال كان الله ولم يكن شيئ
قبله وكان عرشه على الماء وكتب في الذكر كل شيئ الحديث واخرج ابو يعلى
عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذن لي
ان احدث عن ملك قد مرقت رجلاه السابعة والعرش على منكبيه
يقول سبحانك اين كنت واين تكون قال الحافظ العسقلاني في المطالب
العالية صحيح وذكر الحافظ ابو نعيم في حلية الاولياء عن ذي النون المصري
اشعار رب تعالى فلا شيئ يحيط به ؛ وهو المحيط بنا في كل مرتصد
لا الاين والحيث والتكييف يدركه ؛ ولا يحد بمقدار ولا امد
وكيف يدركه احد ولم تره ؛ عين وليس له في المثل من احد
وايضا قال فيه عن سهل بن عبد الله التستري لا يخرجنكم تنزيه الله

ماتریدی نے اپنے عقیدہ مین فرمایا ہے کہ حق تعالے ہمیشہ سے تہا اور اوسکے سوا کوئی شی
نہ تہی نہ مکان نہ زمان نہ ابر نہ عرش نہ آسمان نہ ہوا پس وہ ایسا ہی ہے کہ جیسا تہا اور جیسا کہ ہمیشہ
ویسا ہی رہیگا اوسپر حالات کا تغیر نہین ہوتا ہے اور وہ احوال کا پیدا کرنیوالا ہے بیہقی نے
کتاب الاسماء والصفات مین فرمایا ہے کہ حق تعالے مکان سے پاک ہے حافظ جلال الدین سیوطی
نے اپنے منظومہ مین کہ جسکا نام کوکب ساطع فی نظم جمع الجوامع ہے کہا ہے اور ہمیشہ سے زمانہ سے
خدا سے پاک اور مکان جب موجود نہ تہا اپنی ذات مین یکتا ہوکر اور زمانہ بہی نہ تہا اور اوسکی شرح مین
کہا ہے اور لیکن اوسکا یکتا ہونا ہمیشہ سے جبکہ زمان تہا نہ مکان پس اسپر حدیث سابق عمران کی دلالت
کرتی ہے پس وہ پاک ہے مکان و زمان و حلول سے جیسا کہ حق تعالے نے اپنی کتاب عزیز مین فرمایا
ہے نہین اوسکے مانند کوئی شے اور وہی سنتا دیکہتا ہے انتہی اور حدیث مذکور کو اپنی صحیح مین بخاری
نے عمران بن حصین سے روایت کیا ہے کہا کہ یمن سے چند لوگ آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ہم آپکے
پاس آئے ہین کہ دین مین سمجھ حاصل کرین اور اس امر کے آغاز کو آپسے پوچہین پس حضرت نے فرمایا
کہ خدا موجود تہا اور اوسکے پہلے کچہ نہ تہا اور اوسکا عرش پانی کے اوپر تہا اور پہر اوس نے لکہدیا ذکر
مین ہر شے کو آخر حدیث تک اور ابو یعلی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم
نے کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ حال بیان کرون اوس فرشتے کا کہ اوسکے دونون پیر نے پہاڑ دیا ہے ساتوین
زمین کو اور عرش اوسکے دونون کندہون پر ہے وہ کہتا ہے کہ تو پاک ہے تو کہان تہا اور کہان ہوگا حافظ
عسقلانی نے مطالب عالیہ مین کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا مین ذوالنون مصری سے
روایت کی ہے پروردگار برتر ہے پس نہین ہے کوئی شے کہ اوسکا احاطہ کرسکے اور وہی ہمکا احاطہ کرنیوالا ہے
برتاسکنے کے مقام مین زمان و مکان و کیفیت اوسکو نہین پاسکتی اور نہ وہ مقدار مدت سے محدود ہوتا ہے
اور کیونکر کوئی اوسکا ادراک کرسکے حالانکہ نہ اوسکو آنکہ نے دیکہا ہے اور نہ کوئی اوسکے مثل
ہے اور نیز اوسی کتاب مین سہل بن عبداللہ تستری سے روایت کی ہے کہ تمکو خدا کی تنزیہ

الى التلاشى ولايخرجنكم التثبيت الى التجسيد الله يتجلى كيف يشاء فقد ثبت بهذه الروايات تنزيه الله تعالى عن المكان فى اعتقاد السلف واذا لم يكن فى المكان لم يكن فى الجهة ضرورة انها المكان او المستلزمة له فان الجهة تطلق عند اهل العربية على المكان المبهم فامام ووراء ويمين وشمال وفوق وتحت تسمى الجهات الست وذلك باعتبار الكائن فى المكان فان له ست جهات قال المولى عبد الرحمن الجامى قدس سره فى الفوائد الضيائية وفسر المبهم من المكان بالجهات الست وهى امام وخلف ويمين وشمال وفوق وتحت انتهى وقال فى التوضيح وشرحه التصريح من اسماء المكان احد المبهم وهو ما افتقر الى غيره فى صورة مسماه كاسم الجهات الست انتهى وقال الحكماء الجهة منتهى الاشارة الحسية او منتهى الحركة المستقيمة فى نهاية البعد الذى هو المكان فلا تكون الا الجسم او جسمانى ومعنى كون الجسم فى جهة على هذا انه متمكن فى مكان يقرب من تلك الجهة وقال المتكلمون هى المكان الذى يقرب من منتهى الاشارة تسمية له باسمها لمجاورته اياها كما فوق الارض وتحتها فهى نفس المكان عند المتكلمين باعتبار اضافة ما اليه فالجهة باى معنى كانت من عوارض الجسم والجسمانى ومرجعها الى نفس الامكنة او حدودها واطرافها وهى مستحيلة على الله تعالى باتفاق اهل السنة لوجوب مخالفته تعالى للحوادث قال الله تعالى ليس كمثله شيئ وهو السميع البصير ولو كان فى جهة بذلك الاعتبار لكان له امثال فضلا عن مثل واحد وهذا المعتقد هو ما اعتقده جميع المتكلمين من اهل اصول الدين لايخالف فيه بالتحقيق سنى لا محدث ولا فقيه ولا غيره ولم يجئ

سلب صفات کی طرف نکالتا ہے اور صفات جہت کا ثابت کرنا جسم کی طرف نکالتا ہے بنا بر ان کے جیسے ملاحظہ
فرمایا آپ نے جس طرح کہ بیان کیا ہے پس ظاہر ہوا ان دونوں سے حق تعالیٰ کا پاک ہونا مکان سے
اعتقاد سلف میں ثابت ہو گیا اور جبکہ مکان میں نہ ہوا تو جہت میں نہ ہوگا اس ضرورت سے کہ جہت بھی
مکان ہے یا مکان کو مستلزم ہے اس لیے کہ جہت کا اطلاق اہل عربیت کے نزدیک مکان مبہم پر ہوتا
ہے پس آگے پیچھے داہنے بائیں اور اوپر نیچے جہات ستہ کہلاتے ہیں اور یہ اطلاق بلحاظ مکان میں
ہونے کے ہے اس لیے کہ اس کے سوا جہت نہیں مولوی عبد الرحمن جامی قدس سرہ نے فوائد
ضیائیہ میں کہا ہے اور مکان مبہم کی تفسیر جہات ستہ کی ساتھ کی گئی ہے اور وہ آگے پیچھے داہنے بائیں اوپر
نیچے میں انتہی اور توضیح اور اسکی شرح تصریح میں لکھا ہے کہ اسم مکان میں سے ایک قسم
مبہم ہے اور وہ ایسا اسم مکان ہے کہ اپنے معنی کی تعیین میں غیر کا محتاج ہو جیسے اسمائے ستہ جہات
کے انتہی اور حکما کا قول یہ ہے کہ جہت اشارہ حسیہ یا حرکت مستقیمہ کا منتہی ہے پس جہت بعد مکانی کی
نہایت کا نام ہے پس جہت یا جسم ہے یا جسمانی ہے اور اس معنی کی بنا پر جسم کی جہت میں ہونے کے
یہ معنے ہیں کہ جسم رہنے والا ہے ایسی جگہ میں کہ اس جہت سے قریب ہے اور متکلمین کا قول ہے کہ
جہت نام ہے اس جگہ کا جو منتہی اشارہ کے قریب ہے اور یہ نام اس مکان کا اوسکے قریب جہت کی
وجہ سے ہے جس طرح کہ زمین کا فوق یا تحت پس جہت متکلمین کے نزدیک خود مکان ہے باعتبار
اوسکی نسبت کے اپنے قریب سے پس جہت جس معنی میں لیجائے جسم یا جسمانی کے عوارض میں سے ہے
اور اس جہت کا نفس مکان کی طرف منسوب ہونا اور اطراف مکان کی طرف اور یہ امر حق تعالیٰ
کی نسبت محال میں تمام اہلسنت کے اتفاق سے ہے بسبب وجوب مخالفت حق تعالیٰ کے حوادث سے
فرمایا حق تعالیٰ نے کہ نہیں ہے کوئی اوسکے مانند کوئی شئے اور وہی سننے والا دیکھنے والا ہے اور اگر حق تعالیٰ جہت میں ہوتا
تو اوسکے لیے ایک مثل کا ثابت ہونا لازم آتا اور یہی وہ عقیدہ ہے کہ جس پر تمام متکلمین
و اہل عقائد کا اعتقاد ہے در حقیقت اسکا مخالف کوئی سنی نہیں ہے نہ محدث نہ فقیہ نہ انکا غیر

قطعی الشرع علی لسان نبوعلیه الصلوٰة والسلام التصریح بلفظ الجهة لذا
فی التنبیه وقال الامام ابو جعفر احمد بن سلامة الطحاوی فی عقیدته التی
ذکر فیها بیان عقیدة اهل السنة والجماعة علی مذهب فقهاء الملة ابی حنیفة
النعمان بن ثابت وابی یوسف یعقوب بن ابراهیم الانصاری وابی عبدالله
محمد بن الحسن الشیبانی رحمة الله علیهم تعالی الله عز وجل عن الحدود
والغایات والارکان والاعضاء والادوات ثم ان تحویه الجهات الست کسائر
المبتدعات وقال ابن الهمام فی المسائرة انه تعالی لیس مختصا بجهة وقال النسفی
فی عمدة العقائد ولیس بذی جهة ولا بذی صورة لاختلاف الصور والجهات
وقال سراج الدین الاوشی فی بدء الامالی وما عن جهات الست خالی
قال علی القاری فی شرحه ضوء المعالی وفیه رد علی المعتزلة والقدریة فی
قولهم ان الله فی کل مکان وعلی المشبهة والکرامیة انه علی العرش سبحنه
وتعالی قال العلامة محمد بن ابراهیم الولی القرشی الحنفی فی شرحه اذ وجوده
فی جمیع الجهات محال وتخصیصه بالبعض مفتقر الی مخصص واللازم منتف
انتهی وقال فی عقیدة الشیبانی فلا جهة تحوی الاله ولا له ٭ مکان تعالی عما وجهة
اذ الکون مخلوق وربی خالق ٭ لقد کان قبل الکون ربا وسیدا ٭ انتهی وقال
طاهر بن السلام الخوارزمی الحنفی فی جواهر الفقه ولا یتمکن فی مکان ولا مستقر
علی العرش وقال الفاضل محمد البرکوی فی الطریقة المحمدیة ولیس له جهة من جهات
الست وقال الشیخ عبدالحق الدهلوی فی تکمیل الایمان ولا فی جهة ولا فی مکان
ولا فی زمان و در جهت نیست یعنی در بالا و پایین و پیش و پس و چپ و راست نیست
و در جائے نیست و در زمانے نے چه اینها همه از صفات عالم است و پروردگار عالم برصفات

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے شرع مین ہرگز وارد نہین ہوئی تصریح لفظ جہت کی جیسا کہ تنبیہ مین
مذکور ہے اور امام ابو جعفر احمد بن سلامت طحاوی نے اپنے عقیدہ مین کہ جس مین اہل سنت کا عقیدہ بیان
کیا ہے مطابق مذہب فقہائے ملت ابو حنیفہ نعمان بن ثابت اور ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری
وابو عبد اللہ محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے فرمایا ہے کہ خدا عزوجل برتر ہے حدود وغایات
اور ارکان واعضا وادوات سے پھر اس سے کہ جہات ستہ اوسکو گھیرین مثل تمام نو پیدا چیزون کے
اور ابن ہمام نے مسائرہ مین کہا ہے کہ حق تعالے کو کسی جہت سے خصوصیت نہین ہے اور نسفی نے
عمدۃ العقائد مین کہا ہے کہ حق تعالے نہ ذی جہت ہے اور نہ ذی صورت ہے اس لئے کہ صورتین اور جہات
بدلتے رہتے ہین اور سراج الدین اوشی نے قصیدہ بدر الامالی مین کہا ہے اور وہ ایسی ذات کہ جہات
ستہ سے خالی ہے ملا علی قاری اسکی شرح ضوء المعالی مین کہا ہے کہ اس قول مین معتزلہ وقدریہ کے اس
قول کا رد ہے کہ حقتعالے ہر جگہ مین ہے اور مشبہہ و کرامیہ کے اس کا رد ہے کہ حق تعالے عرش کے اوپر بیٹھا ہے علامہ محمد بن ابراہیم
ولی قرشی حنفی نے قول مذکور کی شرح مین کہا ہے (اس لئے کہ وجود حقتعالے کا تمام جہات مین تو محال ہے اور بعض
جہت مین اوسکو خاص کرنا مخصص کا محتاج ہے اور یہ لازمہ ثابت نہین ہے انتہی اور عقیدہ شیبانی مین لکھا ہے (نہیں
کوئی جہت خدا کو گھیرنے والی نہین ہے اور نہ خدا کے لئے کوئی جگہ ہے حق تعالی ان دونون سے منزہ
و برتر ہے اس لئے کہ مکان مین ہونا مخلوق کو ہے اور میرا رب خالق ہے وہ مخلوق سے پہلے بھی رب
و سید تھا انتہی اور طاہر بن سلام خوارزمی حنفی نے جواہر الفقہ مین لکھا ہے (اور نہ وہ رہنے والا ہے اور
نہ ٹھیرنے والا ہے عرش پر) اور فاضل محمد برکوی نے طریقہ محمدیہ مین لکھا ہے (اور نہ اوسکے لئے کوئی جہت ہے
چھہ جہتون سے) اور شیخ عبد الحق دہلوی نے تکمیل الایمان مین کہا ہے (اور نہ جہت مین
ہے نہ مکان مین اور نہ زمان مین اور جہت مین نہین ہے یعنے اوپر نیچے آگے پیچھے
دہنے بائین نہین ہے اور نہ کسی جگہ مین ہے اور نہ کسی زمانہ مین اسلیے کہ یہ سب
اشیاء عالم کی صفات سے ہین اور عالم کا پروردگار عالم کی صفات سے پاک ہے انتہی

عالم بنور انتهى وقال بحر العلوم ملك العلماء مولنا عبد العلي رحمه الله في شرح
السلم وتعالى عن الجهات الست بل الجهات الغير المتناهية لان التوجه الى
الجهات يستدعي الوضع والتحيز الذين هما من عوارض الجسم المادي وهو
سبحانه برئ عنها وقال المولى ولي الله الدهلوي في القول الجميل منزه عن جميع
سمات النقص والزوال من الجسمية والتحيز والعرضية والجهة والالوان والاشكال
وقال في كتاب الاعتقاد الصحيح ولا في حيز وجهة وقال مولنا عبد العزيز
الدهلوي في التحفة حق تعالى را مكان نيست اورا جهتے از فوق وتحت متصور نيست
وهمين است مذهب اهل سنت وجماعت انتهى كذا في التنبيه وكانت هذه اقاويل
ائمة الحنفية واما اقاويل الشافعية فقال البيهقي في كتاب الاعتقاد وهو تعالى عن
الجهة قال القرطبي في التذكرة ان القاضي ابابكر بن العربي المالكي قال اخبرني غير واحد
من اصحابنا عن امام الحرمين ابي المعالي عبد الملك بن عبد الله بن يوسف الجويني انه
سئل هل الباري تعالى في جهة فقال لا هو تعالى عن ذلك قيل له ما الدليل عليه
قال الدليل عليه قول النبي صلى الله عليه وسلم لا تفضلوني على يونس بن متى فقيل
له ما وجه الدليل من هذا الخبر قال لا اقوله حتى ياخذ ضيفي هذا الف دينار يقضي بها دينه
فقام رجلان فقالا هي علينا فقال لا يتبع بها اثنين لانه يشق عليه فقال واحد هي علي فقال ان يونس بن
متى رمى بنفسه في البحر فالتقمه الحوت وصار في قعر البحر في ظلمات ثلاث
ونادى لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ كما اخبر الله تعالى عنه
ولم يكن محمد صلى الله عليه وسلم حين جلس على الرفرف الاخضر وارتقى به صعدا حتى انتهى به
الى موضع يسمع فيه صريف الاقلام وناجاه ربه بما ناجاه فاوحى اليه
ما اوحى باقرب الى الله من يونس في ظلمة البحر لانه سبحانه تعالى قريب من بابه

اور بحر العلوم ملک العلما مولانا عبد العلیؒ نے سلم کی شرح مین لکہا ہے (اور برتر ہے جہت سے چہ جہتون سے
بلکہ جہات غیر متناہی سے) اس لئے کہ جہات کے طرف توجہ چاہتی ہے وضع تحیز کو کہ جو جسم مادی لیے
عوارض سے ہین اور حق سبحانہ تعالی عوارض جسم سے پاک ہے۔ اور مولانا ولی اللہ دہلوی نے
قول جمیل مین فرمایا ہے کہ خدا پاک ہے نقصان و زوال کی جملہ علامات سے جیسے جسم ہونا اور حیز مین
اور عرض ہونا اور جہت والا و اشکال اور کتاب اعتقاد صحیح مین لکہا ہے (اور نہ وہ حیز و جہت مین
ہے) اور مولانا عبد العزیز دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ مین فرمایا کہ حق تعالے کیلئے مکان نہین اور اوسکے
لئے جہت تحت و فوق کے قبیل سے متصور نہین اور یہی مذہب ہے اہل سنت وجماعت کا انتہی اسیطرح
مذکور ہے تنبیہ مین اور یہ اقوال ائمہ حنفیہ کے تھے اور لیکن شافعیہ کے اقوال پس کہا بیہقی نے کتاب
الاعتقاد مین اور وہ برتر ہے جہت سے قرطبی نے تذکرہ مین نقل کیا ہے کہ قاضی ابوبکر بن عربی
مالکیؒ نے کہا کہ مجکو ہمارے اصحاب مین سے متعدد لوگون نے خبر دی ہے کہ امام الحرمین ابو المعالی
عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف جوینی سے پوچھا گیا کہ اسپر کیا دلیل ہے کہا اسپر دلیل ہے نبی صلعم کا قول ہے تم مجکو
یونس بن متی پر فضیلت ندو پھر کہا گیا کہ اس حدیث کی کیا توجیہ ہے کہا کہ مین وجہ نہ بیان کرونگا تاوقتیکہ
میرا یہ مہمان ہزار اشرفیان نہ لیوے کہ جن سے اپنا دین ادا کریگا پس دو مردون نے کہڑے ہو کر کہا کہ وہ
ہمارے ذمہ ہین پس کہا کہ دو شخصون سے اونکا وصول کرنا اسپر شاق ہوگا پس ایک شخص نے کہا کہ وہ میرے ذمہ
ہین پس کہا یونس بن متی نے اپنے کو دریا مین ڈالدیا تہا پس اونکو مچہلی نگل گئی اور دریا کی تہ مین چلی
گئی کہ تین ظلمتون کا مجموعہ ہے اور یونسؑ نے پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہین ہے تو پاک ہے
مین ہی ظلم کرنے والون مین سے تہا جیسا کہ تعالے نے اون کے حال سے خبر دی ہے اور محمد صلعم
جبکہ رفرف سبز پر بیٹھے اور وہ اونکو بلند مقام پر لے چڑھا یہانتک کہ آپ کو پہنچا دیا اوس مقام مین کہ
قلمون کی آواز سنی جاتی تہی اور پروردگار نے اونسے خفیہ کلام کیا جو کچہ کیا اور وحی بہیجی جو کچہ کہ بہیجی
خدا سے زیادہ نزدیک نہ تہے بہ نسبت یونسؑ کے دریا کی ظلمت مین بیشک حق تعالی لاز بندون سے قریب ہے

یسمع دعائہم ولا یخفی علیہ حالہم کیف ما تصرفت من غیر مسافۃ بینہ وبینہم
فیسمع ویری دبیب النملۃ السوداء علی الصخرۃ الصماء فی اللیلۃ الظلماء تحت
الارض السفلی کما یسمع ویری تسبیح حملۃ العرش من فوق السموٰت السبع
العلی لا الہ الا ہو عالم الغیب والشہادۃ احاط بکل شئ علما واحصی کل شئ
عددا وقال الامام الغزالی فی الاحیاء انہ لیس مختصا بجہۃ ولا مستقرا علی
مکان وقال منہاج العابدین ولا یتضمنہ الاماکن والجہات وقال فی معارج
القدس ان جمیع ما ہذی بہ المشبہۃ من اثبات الجہت والفوقیۃ والعلو
والمکان والانتقال کلہ باطل وقال الامام الرازی فی المحصل انہ تعالی لیس
فی شئ من الجہات خلافا للکرامیۃ وقال الامام مفتی الاناہ عز الدین بن
عبد السلام فی عقیدتہ المشہورۃ ولا تحیط بہ الجہات ولا تکتنفہ الارضون
ولا السموٰت کان قبل ان کون المکان ودبر المکان وہو الان علی ما علیہ کان
وقال تاج السبکی وہذہ العقیدۃ الجمیلۃ المشہورۃ قد توافق علیہا
علماء المسلمین من الشافعیہ والمالکیۃ والحنفیۃ والفضلاء من الحنبلیۃ
ولا یخالف فی ذلک الا رعاع لا یعبأ اللہ بہم وقال البیضاوی فی توابع الانوار
ولا فی جہۃ ولا حیز خلافا للکرامیہ والمشبہۃ وقال الطیبی فی حاشیۃ
المشکوۃ وہو تعالی منزہ عن الجہۃ والمکان وقال ابو حیان فی التفسیر
البحر فی قولہ تعالی فاینما تولوا فثم وجہ اللہ رد علی من یقول انہ فی حیز
جہۃ لانہ لا حیز فی استقبال جمیع الجہات دل علی انہ لیس فی جہۃ ولا حیز
ولو کان فی حیز لکان استقبالہ والتوجہ الیہ احق من جمیع الاماکن فحیث
لم یخصص مکانا علمنا انہ لیس فی جہۃ ولا حیز وقال الامام النووی فی شرح

ادن کی دعا کو سنتا ہے اور اون کا حال اوسپر مخفی نہین ہے کسی طرح بھی کیون نہ بدلے بدون مسافت
کے درمیان خدا اور اوسکے بندون کے پس وہ سنتا دیکھتا ہے سیاہ چیونٹی کی دبی چال کو کھرس
چٹان پر اندھیری رات مین ساتوین زمین کے نیچے جیسا کہ سنتا دیکھتا ہے حاملین عرش کی تسبیح کو
ساتون آسمان بلند کے اوپر کہ اوسکے سوا کوئی معبود نہین ہے وہ جاننے والا ہے چھپے اور کھلے کا اوسنے
ہر شے کو گھیر لیا ہے علم سے اور ضبط کر لیا ہے ہر شے کے عدد کو۔ اور امام غزالی نے احیاء العلوم مین
فرمایا ہے کہ حق تعالے نہ کسی جہت سے خصوصیت رکھتا ہے اور نہ کسی جگہ مین ٹھہرنیوالا ہے اور منہاج العابدین
مین کہا ہے (اور نہین شامل ہین خدا کو مکانات اور جہات) اور معارج قدس مین کہا ہے کہ فرقہ مشبہہ کے تمام
ہذیانات از قسم اثبات جہت و فوقیت و صورت مکان و انتقال بالکل باطل ہین۔ اور امام رازی نے
محصل مین فرمایا ہے کہ حق تعالے کسی جہت مین نہین ہے برخلاف کرامیہ کے اور مفتی امام عزالدین بن سلام نے
اپنے عقیدہ مشہورہ مین فرمایا ہے کہ خدا کو جہات احاطہ کرتی ہین اور نہ زمینین اور نہ سموات اوسکو شامل
ہین وہ موجود تھا قبل اسکے کہ مکان کو پیدا کرے اور مکان کی تدبیر فرماوے اور وہ ایسا ہی اوسی صفت
پر ہے کہ جسپر پہلے تھا اور تاج الدین سبکی نے کہا ہے۔ اور اسی پسندیدہ و مشہور عقیدہ پر متفق ہین کل
مسلمانون شافعی و مالکی و حنفی کے علما اور حنبلیہ کے فضلا اور اسکے مخالف نہین ہین مگر چند ایسے کہ
جنکی خدا کو کچھ پروا نہین ہے اور بیضاوی نے طوالع الانوار مین کہا ہے اور نہ جہت نہ حیز ہے بخلاف
کرامیہ و مشبہہ کے اور علامہ طیبی نے مشکوٰۃ کے حاشیہ مین لکھا ہے اور حق تعالے منزہ ہے جہت و مکان سے
اور ابو حیان نے بحر مین حق تعالے کے قول (پس جدہر تم مونہہ پھیرو پس وہی ذات خدا ہے) کی تفسیر مین
فرمایا ہے کہ یہ قول رد ہے اون لوگون پر جو کہتے ہین کہ حق تعالے جہت کے حیز مین ہے اسلئے کہ خدا جبکہ جملہ جہات
کیطرف متوجہ ہونے مین سامنے رہا تو نہ پایا اور دیا ہے پس کہ وہ جہت و حیز مین نہین ہے اور اگر
حیز مین ہوتا تو اوسکیطرف مونہہ کرنا اور متوجہ ہونا زیادہ حقدار ہوتا تمام مکانون سے
پس جبکہ کسی مکان کو خاص نہ کیا تو ہمنے جان لیا کہ وہ حیز و جہت مین نہین ہے اور امام نووی نے

مسلم فانه تعالى منزه عن التجسيم والانتقال والتحيز في جهة وعن سائر صفات المخلوق وقال العلامة الحلبي عقيدتنا ان الله تعالى قديم ازلي لا يشبه شيئا ولا يشبهه شيئ ليس بجهة ولا مكان ولا يجري عليه وقت ولا زمان وهو الان على ما عليه كان هذا مذهب اهل السنة وعقيدة مشايخ الطريق وقال تاج الدين السبكي في جمع الجوامع وشارحه الحافظ ولي الدين العراقي لم يزل وحده ولا زمان ولا مكان فقد دل على ذلك قوله في حديث عمران بن حصين كان الله ولا شيئ معه قال الآمدي ولم ينقل عليه خلاف وان مذهب المجسمة يجر الى التحيز والمكان وقال المحقق التفتازاني في شرح العقائد واذا لم يكن في مكان لم يكن في جهة لا علو ولا سفل ولا غيرهما لانها اما حدود واطراف الامكنة او نفس الامكنة باعتبار عروض الاضافة الى شيئ وقال في تهذيب الكلام والقول بانه تعالى جسم على صورة انسان او غيره في جهة العلو مماسا للعرش او محاذيا له متمسكا بان كل موجود جسم او جسماني ومتحيز او حال فيه ومتصل العالم ومنفصل جهالة والنصوص متناولة وقال في المواقف وشرحه انه تعالى ليس في جهة من الجهات ولا في مكان من الامكنة وقال القاضي عضد الدين في العقائد العضدية والمحقق الدواني في شرحه ولا في حيز وجهة لانهما من خواص الاجسام والجسمانيات ولا يشار اليه هنا ولا هناك ولا يصح عليه الحركة والانتقال وقال التفتازاني في شرح المقاصد ان الله تعالى منزه عن المكان والجهة وكانت هذه اقوال علماء الشافعية واما اقوال علماء المالكية فقال ابن فورك وهو محمد بن حسن بن فورك الاستاذ ابو بكر الاصفهاني الامام الجليل والفقيه المتكلم

مسلم کی شرح مین کہا ہے کہ حق تعالی پاک ہے جسم ہونے اور منتقل ہونے اور جہت مین ہونے اور تمام صفات
مخلوق سے اور علامہ حلبی نے کہا ہے کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حق تعالے قدیم ہے ازلی ہے کسی شے سے
مشابہ نہین ہے اور نہ کوئی شے اوس کے مشابہ ہے نہ جہت مین ہے نہ مکان مین اور نہ اوسپر وقت
و زمانہ گذرتا ہے اور وہ اب بھی اوسی صفت پر ہے کہ جسپر پہلے تھا یہی مذہب اہل سنت کا ہے اور
یہی طریقہ عقیدہ مشایخ طریقت کا ہے تاج الدین سبکی نے جمع الجوامع مین اور اوسکے شارح حافظ
ولی الدین عراقی نے کہا ہے کہ ہمیشہ سے ہے وہ یکتا اور نہ زمان تھا نہ مکان تھا اور اسپر دلیل ہے قول
اوس کا حدیث عمران حصین مین کہ تھا خدا اور نہ تھی کوئی شے اوسکے ساتھہ آمدی نے کہا ہے اور اس کا
خلاف منقول نہین ہے اور مجسمہ کا مذہب کھینچ لیجاتا ہے تحیز و مکان کے طرف اور محقق تفتازانی نے
شرح عقائد مین لکھا ہے اور جبکہ مکان مین نہ ہوا تو جہت مین بھی نہ ہوگا نہ علو مین نہ سفل مین اور نہ اونکے
سوا مین اسلیئے کہ جہات یا حدود و اطراف مکانات کے ہین یا خود مکانات ہین باعتبار عارض ہونے نسبت
بعض اشیاء کے اور تہذیب الکلام مین لکھا ہے (اور یہہ کہنا کہ حقتعالے جسم ہے انسان وغیرہ کی صورتین
اور جہت علو مین ہے عرش سے ملا ہوا یا اوسکے محاذی اس دلیل سے کہ ہر موجود جسم ہے یا جسمانی ہے
اور متحیز و حال ہے جسم مین اور عالم سے ملا ہوا ہے یا جدا ہے محض نادانی ہے اور وہ نصوص کہ جنسے ایسا سمجھا
جائے ظاہر معنی سے پھیری ہوئی ہے اور مواقف مین اور اوسکی شرح مین لکھا ہے حق تعالی نہ کسی جہت مین ہے
جہات سے اور نہ کسی مکان مین ہے مکانات سے اور قاضی عضد الدین نے عقائد عضدیہ مین اور محقق دوانی نے اوسکی
شرح مین کہا ہے اور نہ وہ حیز و جہت مین ہے اس لیئے کہ یہ دونوں جسم و جسمانیات کے خواص سے ہین اور نہ
اوسکے طرف یہان یا وہان کے ساتھہ اشارہ جائز ہے اور نہ حرکت و انتقال اوس کے حق مین درست
ہے اور قسطلانی نے بخاری کی شرح مین کہا ہے کہ خدائے تعالے کی ذات پاک ہے مکان و جہت سے اور یہ
اقوال علمائے شافعیہ کے تھے اور لیکن اقوال علمائے مالکیہ کے پس کہا ابن فورک نے
اور وہ محمد بن حسن بن فورک ہین اوستاد ابوبکر اصفہانی کے امام جلیل القدر فقیہ و متکلم

والاصولي الاديب النحوي الواعظ اخذ طريقة الشيخ ابي الحسن الاشعري توفي في
سنة ست واربعمائة قال الحافظ ابن عساكر وهو من ائمة المالكية وذكره التقي
ابن شهبة في طبقات الشافعية كذا في التنبيه (ان الله تعالى ليس بجسم ولا
جهة ومحدود) وقال السنوسي في شرح عقائده ولم يقل بالجهة من اهل السنة
وانما قال بها طائفة من المبتدعة وهم الحشوية والكراميه وقال السنوسي في
ام البراهين والعلامة محمد بن ابراهيم الملالي التلمساني رحمه الله في شرحه
اوله هو جهة لهذا ايضا من انواع المماثلة المستحيلة عليه تعالى وهي اثبات
الجهة له لان الجهة من خواص الاجرام التي يلازمها الطول والقصر واليمين
والشمال ونحو ذلك من صفات الاجرام وهو تعالى ليس بجرم فليس له جهة
حيث علا ومن اثبت الجهة في حقه تعالى فقيل انه يكفر وقيل لا يكفر بل هو
فاسق مبتدع وقال الدسوقي المالكي في حاشية ام البراهين قوله او يكون
هو في جهة للجرم بان يكون عن يمين الجرم كالعرش مثلا اوشماله او فوقه او
تحته او امامه او خلفه لان الحلول في الجهات لا يعلم الا للجرم فلما ذكر استحالة
الجرمية عليه تعالى ذكر استحالة لوازمها وقال وكذا يستحيل الحلول في المكان
لا عن ابن [illegible] بان يكون فوق او في السماء وقال ابراهيم اللقاني في الجوهرة
ويستحيل ضد ذي الصفات في حقه تعالى كالكون في الجهات وقال
الشيخ احمد الدردير في الخريدة البهية منزه عن [illegible] والجهة [illegible]
ولا [illegible] وكذا نقتصر من اقوال علماء المالكية على ما [illegible] ومن ائمة الحنابلة تقي
[illegible] الدين الحنبلي البغدادي توفي بنابلس [illegible] في سنة [illegible] في [illegible]
[illegible] بل فقوله اي ابن تيمية من غير تكييف ولا تشبيه ينفي [illegible]

اصولی وادیب نحوی وواعظ کہ جنہون نے شیخ ابوالحسن اشعری کے طریقہ کو اخذ کیا ہے اور ۵۲۹ھ مین وفات پائی
ہے اور حافظ ابن عساکر نے کہا ہے کہ وہ مالکیہ کے امام ہین اور قاضی ابن شہبہ نے اونکو شافعیہ کے طبقات مین
ذکر کیا ہے جیسا کہ تنبیہ مین مذکور ہے (کہ حق تعالے جسم وجہت محدود نہین ہے) اور سنوسی نے اپنے
عقاید کی شرح مین کہا ہے کہ اہل سنت مین سے کوئی جہت کا قائل نہین ہوا اور جہت کا قول اہل بدعت کی
ایک جماعت نے کیا ہے کہ وہ حشویہ وکرامیہ ہین اور سنوسی نے ام البراہین مین اور علامہ محمد بن ابراہیم
ملالی تلمسانی نے اوسکی شرح مین لکہا ہے یا واسطے اوسکے جہت ہے یہ قول بہی مماثلت کے اقسام سے ہے جو کہ
حق تعالے کے حق مین محال ہین اور وہ ثابت کرنا جہت کا ہے حقتعالے کے لیئے اس لیئے کہ جہت اجسام کے
خواص سے ہے کہ جنکو بڑائی چہوٹائی اور دہنا بایان لازم ہے اور اوسکے سوا صفات اجسام سے اور
حق تعالے جسم سے پاک ہے پس جہت سے بہی پاک وبرتر ہے اور جو شخص کہ حقتعالے کیلیئے جہت کا
اعتقاد رکہے پس ایک قول مین کافر ہوجاتا ہے اور ایک قول مین کافر نہین ہوتا ہے بلکہ وہ فاسق
بدعتی ہے اور دسوقی مالکی نے ام البراہین کے حاشیہ مین کہا ہے (قول اوس کا یا وہ جسم کی جہت [illegible]
بایطور کہ جسم کے دہنے جانب ہو مثل عرش کے یا اوسکے بائین جانب یا اوپر نیچے یا آگے یا پیچہے) اس لیئے کہ
جہات مین اوترنا جسم ہی کا خاصہ ہے پس جبکہ جسمیہ کا محال ہونا حق تعالے کے حق مین مذکور ہوچکا ہے تو لوازم
جسمیت کے محال ہونے کو ذکر کیا ہے اور کہا اسی طرح محال ہے اترنا مکان مین احیانا بایطور کہ اوپر ہو یا
آسمان مین ہو اور ابراہیم لقانی نے جوہرہ مین کہا ہے اور محال ہے ضد اون صفات کا حق تعالے کے
حق مین مثلا جہات مین ہونا اور شیخ احمد دردیر نے خریدہ بہیہ مین کہا ہے کہ حق تعالے پاک ہے حلول
اور جہت واتصال وانفصال سے اور یہہ اقوال علمائے مالکیہ کے تہے اور لیکن
ائمہ حنبلیہ کے اقوال پس سید صفی الدین حنفی بخاری نے جو نابلس مین قیام پذیر تہے
اور ۱۱۹۹ھ مین اون کی وفات ہے قول جلی فی ترجمہ ابن تیمیہ حنبلی مین کہا ہے پس قول امام کا یعنے
ابن تیمیہ کا (بدون کیفیت بیان کرنے کے اور بدون مثال لانے کے) نفی کرتا ہے

باطل وقد ذكر الشيخ اي ابن تيمية هذا القول في غير موضع ومقصوده
بذلك نفي الجهة والجهمية وقال واثبات الجهة بدعة بلا اشتباه ونقول كما قال
السلف امروها كما جاءت بلا كيف ولما كان هذا من ابن تيمية موافقا لاهل
الحق ومنافيا للمذهب الباطل المشهور له قال العلامة محمد سعيد في التنبيه
قلت قوله من غير تكييف وتمثيل مخالف ومعارض لقوله في الفوق على الحقيقة
وهو يوهم الجهة فلو كان اعتقاده ما ذكره الحنفي المذكور فلا مخالفة لنا وقال ابن
ابي يعلى الفراء الحنبلي في الطبقات نقلا عن والده رحمه الله وكلما يقع في الخواطر
من حد او تشبيه او تكييف فالله سبحنه تعالى عن ذلك والله ليس كمثله شيء
ولا يجوز عليه ما يجوز عليهم من التغيير من حال الى حال انتهى الحد بمعنى الطرف
والنهاية وهو من خواص المقادير فلا يصح في حقه تعالى فيبطل به قول من
قال انه في جهة العرش اذ يلزم به تحديده وقوله ولا يجوز الخ اشارة الى التنزيه
عن النزول بمعنى الانتقال والاستواء بمعنى الاستقرار على العرش وقوله او تكييف
اشارة الى رد من حمل الصفات المشكلة على الظاهر فلا يكون فوق العرش على
المعنى الظاهر فانه تكييف وقال اجمع اهل القبلة ان اثبات الذات الباري سبحنه
انما هو اثبات وجوده لا اثبات تحديد وكيفية انتهى وقال الشيخ محمد السفاريني
الحنبلي في الدرة المضية وليس ربنا بجوهر ولا عرض ولا جسم تعالى ذو العلا
سبحنه قد استوى كما ورد من غير كيف قد تعالى ان يحد قلت فقوله كما ورد
اشارة الى عدم تفسيره ومن غير كيف اشارة الى تنزيهه تعالى عن المعنى الحقيقي
وقوله ان يحد اشارة الى تنزيهه تعالى عن الجهة فان تعيين الجهة لله تعالى يلزم
التحديد والله اعلم كذا في التنبيه وقال الشيخ عبد الباقي الحنبلي في عقيدة اهل

بر باطل کی اور شیخ ابن تیمیہ نے اس قول کو بہت جگہ ذکر کیا ہے اور اس سے اسکا مقصود جہت و جسمیہ کی نفی کرنا ہے اور اوس کا قول ہے کہ جہت کا ثابت کرنا بیشک بدعت ہے . ورہم بھی کہتے ہین جسطرح کہ سلف نے کہا ہے کہ آیات صفات کو جاری کرو جسطرح کہ وہ نازل ہوئی ہین بدون کیفیت کے) اور چونکہ ابن تیمیہ کا یہ قول اہل حق کے موافق تہا اور اوسکے مذہب باطل مشہور کے خلاف تہا لہذا علامہ محمد سعید نے تنبیہ مین کہا کہ مین کہتا ہون کہ قول اوسکا من غیر تکییف و تمثیل مخالف و معارض ہی اوسکے قول (فی الفوق حقیقۃ) سے کے اور یہ قول ثانی جہت کا وہم دلاتا ہے پس اگر ابن تیمیہ کا اعتقاد وہی ہے کہ جسکو حنفی مذکور نے ذکر کیا ہے تو ہمکو اوس سے کچھ خلاف نہین ہے اور ابن یعلی فرا حنبلی نے طبقات مین اپنے والد سے نقل کرکے کہا ہے اور جو کچھ کہ خیالات مین آتا ہے حد یا تشبیہ یا تکییف پس حق سبحانہ اوس سے پاک ہے اور خدا کے مثل کوئی شے نہین ہے اور اوسکے حق مین وہ امور نا جائز ہین جو بندون کے حق مین ہو سکتے ہین مثلاً ایک حال سے دوسرے حال کیطرف بدلنا انتہی حد معنی مین کناری و نہایت کے ہی اور وہ مقدارون کے خواص سے ہے پس حق تعالے کے حق مین جائز نہوگی پس اس سے باطل ہوگیا قول اوس شخص کا کہ جسنے کہا ہی کہ حق تعالے عرش کی جہت مین ہی اس لئے کہ اس سے اوسکو محدود کرنا لازم آتا ہے اور قول اوسکا او نہین جانتے آخر تک اشارہ ہی طرف پاک ہونے حقتعالے کے نزول بمعنی انتقال سے اور استوا بمعنی استقرار سے اور قول اوسکا یا تکییف اشارہ ہے طرف رد اوس شخص کے کہ جسنے صفات متشابہہ کو ظاہر معنی حمل کیا ہی پس نہو کا حقتعالے عرش کے اوپر ظاہر معنی کے اعتبار سے اس لئے کہ یہ ذی کیفیت ہونا ہی اور کہا کہ اہل قبلہ کا اجماع ہے اسپر کہ ثابت کرنا ذات باری تعالی کو ثابت کرنا ہی اوس کے وجود کو نہ کہ ثابت کرنا تحدید و کیفیت کا انتہی اور شیخ محمد سفاوی حنبلی نے درۃ مضیہ مین کہا ہی اور ہمارا رب نہ جوہر ہے اور نہ عرض ہے نہ جسم ہے برتر ہے صاحب بلندی کا پاک ہے بیشک وہ مستوی ہی جیسا کہ وارد ہوا بغیر کیفیت کے کیونکہ حق تعالے محدود ہونے سے پاک ہی مین کہتا ہون کہ اوس کا قول جیسا کہ وارد ہوا ہی اشارہ ہی استوی کے معنی نہ بیان کرنے کی طرف اور بدون کیفیت کی اشارہ ہی حقتعالے کے پاک ہونیکے طرف استوی کے معنی حقیقی سے اور قول اوسکا محدود ہونے سے پاک ہے اشارہ ہی حق تعالی کیلئے جہت سے پاک ہونیکیطرف اسلئے کہ حقتعالے کے جہت کو مقرر کرنیسے اوسکا محدود ہونا لازم آتا ہی اور اسکو زیادہ جانیوالا ہی اسیطرح مذکور ہے تنبیہ مین اور شیخ عبد الباقی حنبلی نے عقیدہ اہل الاثر

الاثر فمن اعتقد او قال ان الله تعالى بذاته فى كل مكان او فى مكان فكافر
ثم قال من اعتقد ان الله سبحنه مفتقر للعرش او لغيره من المخلوقات او ان
استوائه على العرش كاستواء المخلوق على كرسيه فهو ضال مبتدع فكان
الله ولا زمان ولا مكان وهو الآن كما كان انتهى وهذه كانت اقاويل الحنابلة
واما اقوال الصوفية الصافية فقال الاستاذ الامام ابو القاسم القشيرى فى
رسالته لا له تعالى جهة ومكان ولا يجرى عليه وقت وزمان وقال سمعت الشيخ
اباعبد الرحمن محمد بن الحسين السلمى رحمه الله يقول سمعت عبد الله بن موسى السلامى
يقول سمعت الشبلى يقول جل الواحد المعروف قبل الحدود وذاى الجهات وقبل
الحروف وهذا صريح من الشبلى ان القديم سبحانه لا حد لذاته ولا حروف
لكلامه وقال سمعت الشيخ اباعبد الرحمن السلمى يقول سمعت منصور بن
عبد الله يقول بالحسن العنبرى يقول سمعت سهل بن عبد الله التسترى
يقول ينظر اليه تعالى المومنون اى فى الآخرة بالابصار من غير احاطة ولا
ادراك نهاية وقال الشيخ شهاب الدين السهروردى قدس سره فى عقيدته
فى توحيده تعالى لا فى المكان اذ لو كان فى مكان تسلسل وقال فالجهات من
جملة العالم وقد علمت نسبته الى عظمة الله فتبارك انه رب العلمين وقال
الشيخ محى الدين ابن العربى قدس سره فى الفتوحات المكية فى المقدمة مقدس
عن الجهات والاقطار وقال ابو بكر محمد بن اسحق الكلاباذى فى التعرف
لمذهب التصوف فى تنزيهه تعالى ليس بذى ابعاض ولا اجزاء ولا جوارح
ولا اعضاء ولا بذى جهات وقال الامام الربانى الشيخ عفيف الدين اليافعى
فى نشر المحاسن تعالى عن الجهات والاقطار والحدود والمقدار ولا يحل

مین کہاہے کہ جسنے اعتقاد کیا یا کہا کہ حق تعالے بذات خود سب جگہ مین ہے یا ایک جگہ مین ہے پس
وہ شخص کافر ہے پھر کہا کہ جسنے اعتقاد کیا کہ حق تعالے عرش یا غیر عرش کا مخلوقات مین سے
محتاج ہے اور اوسکا مستوی ہونا عرش پر مانند مستوی ہونے مخلوق کے ہے اپنی کرسی پر پس وہ
شخص گمراہ ہے بدعتی ہے اسلئے کہ خدا تھا اور نہ زمان تہا نہ مکان اور وہ اب بھی اوسی صفت پر ہے کہ جیسے
پہلے تھا۔ انتہیٰ اور یہ اقوال علمائے حنبلیہ کے تھے اور لیکن اقوال صوفیہ صافیہ کے پس کہا استاذ امام ابوالقاسم
قشیری نے رسالۂ قشیریہ مین نہ خدائے تعالے کے لئے جہت و مکان ہے اور اوسپر مرور وقت و زمان
ہے اور کہا کہ مین نے شیخ ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمیؒ کو کہتے تھے سنا کہ سنا مینے عبداللہ بن موسیٰ
سلامی سے کہتے تھے کہ سنا مینے شبلی سے کہ وہ کہتے تھے پاک ہے واحد معروف قبل حدود یعنی جہات کے
اور قبل حروف کے اور شبلی کا کلام کہلا ہوا ہے اسباب مین کہ قدیم پاک کی نہ ذات کیلئے حد ہے
اور نہ اوسکے کلام کے لئے حروف ہین اور کہا کہ سنا مینے شیخ ابوعبدالرحمٰن سلمی سے کہتے تھے کہ سنا
مینے منصور بن عبداللہ سے کہتے تھے کہ سنا مینے ابوالحسن عنبری سے کہتے تھے کہ سنا مینے سہل بن عبداللہ
تستری سے کہتے تھے کہ حق تعالے کے طرف مومن دیکہین گے یعنے آخرت مین نظرون سے بغیر احاطہ
کے اور بلا ادراک نہایت کے اور شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ نے اپنے عقیدہ مین حق تعالے کی توحید مین
فرمایا ہے نہ وہ مکان مین ہے اس لئے کہ وہ اگر مکان مین ہوتا تو تسلسل لازم آتا اور کہا کہ جہات منجملہ عالم
کے ہین اور تجکو معلوم ہو چکی ہے عالم کی نسبت عظمت آلہی کے طرف پس وہ برکت والا ہے بیشک
وہ رب ہے سب جہان کا اور شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ کے
مقدمہ مین کہا ہے کہ پاک ہے وہ جہات و اطراف سے اور کہا محمد بن ابوبکر کلاباذی نے کتاب
تعرف لمذہب التصوف مین حقتعالی کی تنزیہ کے بیان مین (نہ وہ ابعاض رکھتا ہے اور نہ اجزا نہ جوارح
اور نہ اعضا اور نہ جہات والا ہے) اور امام ربانی شیخ عفیف الدین یافعی نے نشر المحاسن مین
کہا ہے برتر ہے وہ جہات اور اقطار سے اور حدود و مقدار سے اور نہ حلول کرتا ہے

فی شیئ ولایحل شیئ وقال قیل للشیخ ابی الحسن الشاذلی اعرشی انت ام فرشی
فقال الطینة ارضیة والنفس سماویة والقلب عرشی والروح کرسی والسیر
مع الله بلا این قال الیافعی وهذا القول صریح فی نفی الجهة عن خالق الجهات
المتعال عن الحرکات والسکنات وسائر سمات المخلوقات وقال الامام الشعرانی
فی الیواقیت انه تعالی مستوٍ علی العرش بالوجه الذی قاله وعلی المعنی الذی
اراده بالاستواء منزها عن الاستقرار والتمکن والتحیز والحد والجهة بل انه
کان ولا عرش ولا مکان ولا جهة ولا زمان وهو الآن علی ما علیه کان وقال
الامام الربانی مجدد الالف الثانی الشیخ احمد السرهندی قدس الله سره
واذاقنا ما اذاقه فی المکتوب (٢٦٦) من الجلد الاول او تعالی از جمیع صفات نقصان
وسمات حدوث وامکان منزه ومبرا است جسم وجسمانی نیست مکانے وزمانے نه وقال
فی المکتوب السابع والستین من الجلد الثانی زمان ومکان وجہت را در حضرت
او تعالی گنجایش نیست اینہمہ مخلوقات اویند واما اقوال الامامیة فقال العلامة
القوشجی فی شرح التجرید للمحقق الطوسی ویدل ای وجوب الوجود علی نفی
الجهة لان کل ما هو فی جهة فهو جسم او جسمانی وکل منهما ممکن بل حادث لما
بینا من حدوث الاجسام وقال فی نهج المسترشدین فی اصول الدین من کتب
الشیعة انه تعالی لیس فی جهة قال العلامة المفتی محمد سعید رحمه فی التنبیه
بعد ذکر هذه النقول (هذه اقوال المحدثین سیما قول الامام الطحاوی والسلف
من اهل الروایة والدرایة والمحققین من الفقهاء والمتکلمین والصوفیة وغیرهم
ادل دلیل علی انه تعالی منزه عن الجهة باتفاق اهل السنة وخالف فی ذلک
المشبهة فخصصوه بجهة الفوق اتفاقا ثم اختلفوا فیما بینهم فذهب ابو عبد الله

کسی شے مین اور نہ اوس مین کوئی شے حلول کرتی ہے اور کہا کہ شیخ ابوالحسن شاذلی سے پوچھا گیا کہ
تم عرشی ہو یا کرسی پس انہون نے جواب دیا کہ سیر اخمیر مٹی کا ہے اور نفس آسمانی ہے اور قلب عرشی
ہے اور روح کرسی ہے اور سیر خدا کے ساتھہ بدون مکان کے ہے کہا امام یافعی نے کہ یہ قول کہلا
ہوا ہے جہتہ کی نفی مین خالق جہات سے جو برتر ہے حرکات و سکنات سے اور تمام علامات مخلوقات
سے اور امام شعرانی نے یواقیت مین کہا کہ حق تعالے عرش پر مستوی ہے جس وجہ سے کہ اوسنے
فرمایا ہے اور جس معنی سے کہ اوسنے ارادہ کیا ہے پاک ہوکر استقرار و تمکن و تحیز و حد و جہت
سے بلکہ وہ تھا اور نہ عرش تہا نہ مکان نہ جہت تھی نہ زمان اور وہ اب بھی اوسی صفت پر ہے
کہ جسپر تھا اور کہا امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے پاک کرے اللہ اون کے بھید کو
اور پہنچاوے ہم کو جو کہ پہنچایا اون کو جلد اول مکتوب ۲۶۶ مین حق تعالے تمام صفات نقصان وسمات
حدوث و امکان سے منزہ و مبرا ہے نہ جسم و جسمانی ہے نہ مکان و زمانی اور جہت کو حق تعالی کی
درگاہ مین گنجائش نہین ہے یہ تمام امور اوسکی مخلوقات ہین اور لیکن شیعہ کے اقوال پس
علامہ قوشجی نے تجرید محقق طوسی کی شرح مین کہا ہے اور دلالت کرتا ہے یعنے وجوب وجود
جہت کی نفی پر اس لئے کہ جو چیز کہ جہت مین ہو پس وہ جسم ہے یا جسمانی ہے اور یہ دونون
ممکن بلکہ نوپیدا ہین کیونکہ اجسام کا نوپیدا ہونا ہم بیان کر چکے ہین اور نہج المسترشدین
فی اصول الدین مین کہ شیعہ کی کتاب ہے کہا ہے کہ حقتعالے جہت مین نہین ہے۔ علامہ مفتی
محمد سعد اللہ نے تنبیہ مین اِن اقوال کو نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے یہ اقوال محدثین کے خصوصا
قول امام طحاوی و بیہقی کا اہل روایت و درایت مین سے اور محققین فقہاء و متکلمین و صوفیہ
وغیرہم کے بہت بڑی دلیل ہے اسپر کہ حق تعالے جہت سے پاک ہے تمام
اہل سنت کے نزدیک اور اس عقیدہ مین مشبہہ نے خلاف کیا ہے پس
سب نے حق تعالے کو جہت فوق مین خاص کیا پھر آپس مین مختلف ہوگئے پس ابو عبد اللہ

محمد بن كرام الى ان كونه فى الجهة لكون الاجسام فيها قال وهو مماس للصفحة العليا من العرش ويجوز عليه الحركة والانتقال وتبدل الجهات وعليه اليهود حتى قالوا العرش يأط من تحته اطيط الرحل الجديد وانه يفضل على العرش من كل جهة اربع اصابع ومنهم من قال هو محاذى للعرش غير مماس له فقيل بمسافة متناهية وقيل غير متناهية ومنهم من قال ليس كونه فى الجهة لكون الاجسام فى الجهة يعنى انه ينفى عنه جميع خواص الاجسام حتى لا يبقى الا اسم الجسم كذا فى المواقف قال العلامة الشريف والمنازعة مع هذا القايل راجعة الى اللفظ دون المعنى والاطلاق اللفظى متوقف على ورود الشرع به انتهى قلت هذا ظاهر لا خفاء فيه فانه لم يرد فى الشرع لفظ الجسم ولا لفظ الحيز او الجهة فتيم والله اعلم انتهى ثم قال العلامة المفتى فيه وقريب من هذا مذهب ابن تيمية ولهذا قال المحقق الدوانى فى شرح العضدية ولابن تيمية واصحابه ميل عظيم الى اثبات الجهة ومبالغة فى القدح فى نفيها وقد صرح بكون الفوق جهة الله تعالى حقيقة من غير تجوز انتهى قلت قد رأيت فى فتاويه المسماة بالحموية انه قال فهذا كتاب الله تعالى من اوله الى اخره وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم من اولها الى اخرها ثم عامة كلام الصحابة والتابعين ثم كلام سائر الائمة مملوا بما هو نص واما ظاهر فى ان الله سبحنه وتعالى فوق كل شئ وانه فوق العرش وانه فوق السماء ثم استدل بالايت مثل قوله تعالى ثم استوى على العرش واليه يصعد الكلم الطيب وغير ذلك والاحاديث مثل قصة المعراج ونزول الملئكة وقال فى اثناء كلامه واواخر زعمه انه فوق العرش حقيقة قال العلامة الحلبى فى رده فليت شعرى ان هذا فى كلام الله تعالى على هذه الصورة

محمد بن کرام اس طرف گیا ہے کہ خدا کا جہت مین ہونا مثل اجسام کے جہت مین ہونے کے ہے
کہا کہ خدا ملا ہوا عرش سے اوپر ہے صفحہ سے اور اوسکے حق مین حرکت و انتقال و تبدل جہات
جائز ہے اور یہی مذہب یہود کا ہے یہانتک کہ یہود نے کہا ہے کہ عرش حق تعالے کے نیچے
آواز کرتا ہے جس طرح کہ نیا کجاوہ چرچراتا ہے اور خدا عرش سے ہر جانب چار اونگل بڑا ہوا
ہے اور بعض نے اونہین سے کہا ہے کہ خدا عرش کے سامنے ہے اوس سے ملا ہوا نہین ہے
پھر کہا گیا کہ مسافت محدود پر ہے اور کہا گیا ہے کہ فاصلہ غیر محدود پہ ہے اور بعض نے کہا
ہے کہ اوس کا جہت مین ہونا اور اجسام کی طرح نہین ہے یہ شخص خدا سے تمام خواص اجسام
کی نفی کا قصد کرتا ہے یہانتک کہ صرف اسم جنس کو باقی رکھتا ہے اسیطرح مذکور ہے مواقف
مین علامہ سید شریف نے کہا ہے کہ اس قائل سے نزاع لفظ کی طرف راجع ہے معنے کی طرف نہین
اور اطلاق لفظی پر موقوف ہے ورود شرع پر انتہی مین کہتا ہون کہ یہ امر ظاہر ہے کچھ اخفا نہین
نہین ہے اس لئے کہ شرع مین نہ جسم کا لفظ وارد ہوا ہے اور نہ حیز یا جہت کا لفظ پس تو سمجھ لے
واللہ اعلم انتہی پھر مفتی علامہ نے تنبیہ مین کہا اور اسی کے قریب ابن تیمیہ کا مذہب ہے اور اسیوجہ
سے محقق دوانی نے عضدیہ کی شرح مین کہا ہے کہ ابن تیمیہ اور اوسکے اصحاب کو میل عظیم ہے
اثبات جہت کی طرف اور نفی جہت پر اعتراض کرنے مین مبالغہ ہے اور اوس نے تصریح کی ہے
کہ فوق حقیقۃً حق تعالے کی جہت ہے بلا تجوز کے انتہی مین کہتا ہون کہ مین نے اوسکے فتوائے
مسماحمویہ مین دیکھا ہے کہ اوسنے کہا ہے کہ یہ کتاب اللہ ہے اول سے آخر تک اور سنت رسول اللہ صلعم
ہے اول سے آخر تک پھر عموماً کلام صحابہ و تابعین ہے پھر کلام تمام ائمہ کا ہے سبہون نے حمل کیا ہے نص پر یا
یا ظاہر اسباب مین کہ حق سبحانہ ہر شے کے فوق ہی اور ہر شے کے اوپر ہے اور وہ عرش پر ہی اور وہ آسمان کے اوپر
اور پھر اس پر دلیل لایا آیات سے جیسے کہ ثم استوی علی العرش اور الیہ یصعد الکلم الطیب وغیرہ اور احادیث سے جیسے قصۂ معراج کا
اور نزول فرشتون کا اور کہا اپنی کلام کے درمیان اور اپنی اعتقاد کی آخر مین کہ حق تعالے حقیقتاً عرش کے اوپر ہے علامہ حلبی نے اس کی ردمین کہا ہے کہ کاش مجکو

التي نقلها عن كتاب ربه وسنة نبيه صلى الله عليه وسلم وهل في
كتاب الله تعالى كلمة مما قاله حتى يقول ان فيه نصا والنص هو الذي لا
يحتمل التاويل البتة وهذا اراده فانه جعل غير الظاهر لعطفه له عليه واي
اية في كتاب الله تعالى نص بهذا الاعتبار انتهى قلت اثبات الفوق لله تعالى
والاستدلال بالايات والاحاديث وكلام الائمة وكونها حقيقة والمبالغة
في التقديس في نفيها يدل على ان عقيدة الجهة راسخة في ذهنه وهذا مقتضى
مذهبه لا لازم مذهبه كما وهم حتى يقال لازم المذهب ليس بمذهب
انتهى كلام المفتي العلامة اقول وللمصنف ايضا ميل عظيم وشغف فخيم كشيخه
ابن تيمية في اثبات كونه تعالى قاعدا على العرش واضعا رجليه على الكرسي
وكون الفوق جهة لله تعالى حقيقة ولذا استدل عليه برفع الايدي في
الدعاء الى الفوق وبحديث الجارية السوداء وغير ذلك كما سيجيئ وانما
اطنبنا الكلام بذكر الاقاويل في هذا المقام وان كان في بادي النظر غريبا
لان هذا البحث هو المطلب الاعلى والغاية القصوى بجمعه هذا الكتاب ولذا
اودعه في مطاوي كلامه متفرقة وادرجه في مواضع كتابه متشتتة كيلا
يظهر كونه مخالفا لاهل السنة في هذه العقائد ويستتر توافقه لاهل البدع
في هذه المقاصد فهذا القول مبتدأ لعقائده الباطلة سيأتي خبره بعد بحث
الاسماء مقترنا بالتفصيل والتعليل والنقض والجرح والتعديل فلينظر
ثم لما فرغ من الاستدلال باثر علي رضي الله عنه شرع في الاستدلال بقول
الامام جعفر الصادق رضي الله عنه ناقلا عن الرسالة القشيرية فقال
١٠ قال حافظ الصوفية ٣ ابو القاسم عبد الكريم القشيري في الرسالة للفهمي

ابن تیمیہ نے نقل کیا ہے اپنے رب کی کتاب سے اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سے اور آیا کتاب اللہ
مین ایک لفظ بھی نہین ہے اسکے قول مین ہے یہانتک کہ یہ کہتا ہے کہ اوس مین منصوص ہے اور منصوص
وہ ہے کہ جس مین قطعاً تاویل کا احتمال نہ ہو اور یہی نص ہے اوس کی مراد یہی ہے اس لئے کہ اوسنے
نص کو غیر ظاہر قرار دیا ہے ظاہر کو نص پر معطوف بنا کر اور اس اعتبار سے کونسی آیت کتاب اللہ مین
ہے انتہی مین کہتا ہون کہ فوق کو حق تعالے کے لئے ثابت کرنا اور آیات واحادیث وکلام ائمہ سے
دلیل لانا اور جہت فوق کا حقیقتاً ہونا اور اوسکی نفی پر اعتراض کرنے مین مبالغہ کرنا دلیل ہے اس
امر کی کہ جہت کا عقیدہ اوسکے ذہن مین جما ہوا ہے اور یہ اوسکے مذہب کا مقتضے ہے لازم
مذہب نہین ہے جیسا کہ وہم کیا گیا ہے یہانتک کہ کہا جائے کہ لازم مذہب مذہب نہین ہوتا
ہے تمام ہوا کلام مفتی علامہ کا مین کہتا ہون کہ مصنف کو بھی میل عظیم وشغف فخیم ہے مثل
اوسکے شیخ ابن تیمیہ کے اس عقیدہ کے ثابت کرنے مین کہ حق تعالے عرش پر بیٹھا ہے کرسی
پر اوسکے دونون پیر ہین اور فوق حقیقتاً خدا کی جہت ہے اور اسیوجہ سے اسپر دلیل لایا ہے
دعا مین اوپر کیطرف ہاتھ اوٹھانے سے اور حدیث جاریہ سوداء وغیرہ سے جیسا کہ عنقریب آئیگا
اور ہمنے اسمقام مین ان اقوال کو نقل کرکے اس وجہ سے کلام کو دراز کیا ہے (اگرچہ ظاہر مین
اجنبی معلوم ہوتا ہے) اسلئے کہ یہی بحث مصنف کی اس کتاب کے تصنیف کرنے سے اعلیٰ
درجہ کا مطلب اور انتہا درجہ کی غایت ہے اور اسیوجہ سے اس بحث کو مصنف اس کتاب کے
مختلف مقامات مین ودیعت رکھا ہے اور متفرق جگہون مین درج کیا ہے تاکہ اون عقائد مین
مصنف کی مخالفت اہل سنت سے ظاہر نہو جاوے اور اوسکی موافقت اہل بدعت سے ان مقاصد مین مخفی رہے
پس یہ قول مصنف کے عقائد باطلہ کی ابتدا ہی کہ جسکی خبر بحث اسماء کے بعد تفصیل وتعلیل ونقض وجرح و
تعدیل کے ساتھ آئیگی پس انتظار کرنا چاہیے پھر جبکہ علی کرم اللہ وجہہ کی اثر سے استدلال کرنیسے فارغ ہوا تو امام جعفر صادق کے قول سے
دلیل لانیمین شروع کیا رسالہ قشیریہ سے نقل کرکے پس کہا اور کہا حافظ صوفیہ ابو القاسم عبد الکریم قشیری نے رسالہ مشہورہ مین

وقال جعفر الصادق من زعم ان الله في شيء او من شيء او على شيء فقد اشرك
اذ لو كان على شيء لكان محمولا اى وليس محمولا بل هو حامل بقدرته وحافظ
برحمته كل حامل ومحمول ولو كان في شيء لكان محصورا اى وليس محصورا
ولا مقصورا بل هو حاصر وقاصر لكل محصور ومقصور وانما نحو قوله
تعالى الرحمن على العرش استوى وقوله تعالى ءامنتم من في السماء تجل على
عظيم وتعل جلى فخيم من تجلياته وتعلياته من غير ان تكون له حاجة الى
العرش ولا شيء من الفرش وسببين ولو كان من شيء لكان محدثا اى وهو
ممتنع مطلقا انتهى بقدر الحاجة اقول ومن الله التوفيق هذا الكلام الشريف
والبيان المنيف للامام جعفر الصادق رضى الله عنه لما كان من البراهين
الدالة على نفي الجهة عن الله سبحانه اغرب المصنف في نقله حيث ما نقله
كما هو بل ادرج بين شقوقه جملات من عند نفسه وصرفه الى ما هو
بصدد اثباته من كون الفوق جهة له تعالى وبيانه ان هذا القول مشتمل
على شقوق ثلاثة كلها ممتنع مطلقا في حقه تعالى ومقصود المصنف لما
كان ينتفي بالشقين الاولين صرف الامتناع الى الشق الاخير بقوله بعده
وهو ممتنع مطلقا ويعلم من تقييده الامتناع بالاطلاق على طور المفهوم
المخالف ان شقين الاولين ليس امتناعهما في حقه تعالى على الاطلاق بل هما
ممكنان فيه تعالى من وجه كما هو مزعوم المصنف وشيخه ابن تيمية وممتنعان
من وجه كما هو مزعوم غيره من اليهود والمشبهة كما مر في ضمن ما ذكرناه
انفا من الاقاويل المنقولة من التنبيه وهذه جسارة عظيمة وخيانة
فخيمة في امر الدين لا يجترأ بها الا من لا يخاف عليه سوء الخاتمة وهو

فرمایا جعفر صادق نے کہ جس نے گمان کیا کہ خدا کسی شے مین ہے یا کسی شے سے ہے یا کسی شے پر ہے تو وہ مشرک ہوگیا اس لئے کہ خدا اگر کسی شے پر ہوتا تو اوٹھایا ہوا ہوتا یعنے اور وہ اٹھایا ہوا نہین ہے بلکہ وہی اٹھانے والا ہے اپنی قدرت سے اور نگہبان ہے اپنی رحمت سے ہر اٹھانے والے اور اٹھائے ہوئے کو اور اگر کسی شے مین ہوتا تو گھیرا ہوا ہوتا یعنے اور وہ گھیرا ہوا نہین ہے اور نہ روکا ہوا ہے بلکہ وہی گھیرنے والا اور روکنے والا ہے ہر گھیرے ہوئے اور روکے ہوئے کو اور مانند قول حق تعالے کے کہ رحمٰن عرش پر مستوی ہوگیا ہے اور قول حق تعالے کا (کیا تم بیخوف ہوگئے ہو اوس ذات سے کہ آسمان مین ہے) ایک تجلی بلند عظمت والے اور ایک تعلی روشن بزرگ ہے خدا کی تجلیات و تعلیات مین سے بغیر اس کے کہ اوسکو حاجت ہو عرش یا کسی شے کی فرش سے اور اس کا بیان قریب آئیگا اور اگر کسی شے سے ہوتا تو نو پیدا ہوتا یعنے اور یہ تو مطلقاً محال ہے انتہی مین کہتا ہون اور خدا ہی کی طرف سے توفیق ہے کہ یہ کلام شریف و بیان منیف امام جعفر صادقؑ کا جبکہ اون براہین مین سے تھا جو خدا سے جہت کی نفی پر دلالت کرتی ہین مصنف نے اسکی نقل مین ایک نادر کام کیا اس طرح پر کہ اس کلام کو جیسا کہ تھا اصل نہ کیا بلکہ اوسکے شقوق مین اپنے جانب سے کچھ جملے داخل کر دئے اور اسکو اپنی مدعا کے طرف کہ جسکے ثابت کرنے کے لئے مصنف درپے ہے یعنے جہت فوق حقتعالے کیلئے ثابت کرنے کی طرف پھیر دیا اور بیان اس کا یہہ ہے کہ یہ قول امام کا شامل ہے تین شقوق پر کہ ہر ایک اونکی حقتعالے کے حق مین مطلقاً محال ہے اور مصنف کو جبکہ پہلی دو شقون سے باطل ہوتا تھا تو امتناع مطلق کو شق اخیر کے طرف پھیر دیا اوسکے بعد اپنا قول "وہو ممتنع مطلقاً" بڑہا کر اور امتناع کو اطلاق کے ساتھہ مصنف کے مقید کر دینے سے بطور مفہوم یہ سمجھا جاتا ہے کہ پہلی دو شقین حقتعالے کے حق مین مطلقاً ممتنع نہین ہین بلکہ وہ دونون حق تعالے کے حق مین ایک وجہ سے ممکن بھی ہین جیسے کہ مصنف اور اوسکے شیخ ابن تیمیہ کا عقیدہ ہے اور دوسری وجہ سے ممتنع ہین کہ جیسے مصنف کے غیر کا عقیدہ ہے جو غیر مشبہین سے ہین جیسا کہ اون اقوال مین گذر چکا ہے کہ جن کو ہم نے ابھی کتاب تنبیہ سے نقل کیا ہے اور یہ بہت بڑی جسارت اور کمال درجہ کی خیانت ہے دین کے معاملہ مین کہ جسکی جرات وہی شخص کر سکتا ہے کہ جسکو اپنے سوء خاتمہ کا خوف نہ ہوا ور وہ اپنے

فی اعمالہ من الاخسرین کما قال اللہ تعالیٰ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا
الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا
ولما اختفی بتخلیط المصنف ما ھو مقصود الامام من ھذا الکلام من نفی الجہۃ والفوقیۃ
علی العرش بالمعنی الحقیقی عن الحق سبحانہ لابد لنا ان نحقق فحواہ و ننقلہ کما ھو
منقول فی الرسالۃ القشیریہ بسیاقہ وسباقہ الحاق شیئ فی معناہ قال صاحب
القشیریۃ رضی اللہ عنہ فیہا فی صفحہ (٧) وسئل ذو النون المصری عن
قولہ تعالیٰ الرحمن علی العرش استوی فقال ثبت ذاتہ و نفی مکانہ فھو موجود
بذاتہ والاشیاء موجودۃ بحکمہ کما شاء سبحنہ وسئل الشبلی عن قولہ الرحمن
علی العرش استوی فقال استوی علمہ بکل شیئ فلیس شیئ اقرب الیہ من شیئ
وقال جعفر الصادق من زعم ان اللہ فی شیئ او من شیئ او علی شیئ فقد اشرک
اذ لو کان علی شیئ لکان محمولا و لو کان فی شیئ لکان محصورا ولو کان من شیئ
لکان محدثا وقال جعفر الصادق ایضا فی قولہ ثم دنی فتدلی من توھم انہ
بنفسہ دنا جعل ثم مسافۃ انما التدانی انہ کلما قرب منہ بعدہ عن انواع المعارف
اذ لا دنو ولا بعد انتھی فعلم من ھذا النقل ان کلام الامام فی ھذا المقام
انما اورد لنفی جہۃ الفوق عن اللہ تعالیٰ وتقریرہ علی ما نقلہ المفتی العلامۃ
فی التنبیہ ھکذا (البرھان الاول) وھو المقتبس من ذی الحسب الزکی والنسب
العلی سید العلماء ووارث خیر الانبیاء جعفر الصادق رضی اللہ عنہ قال
لو کان اللہ فی شیئ لکان محصورا وتقریر ھذا الدلیل انہ لو کان فی جہۃ
مشار الیہ لزم تناھیہ وذلک لانہ اذا کان فی ھذہ الجہۃ دون غیرھا فقد
حصل فیھا دون غیرھا ولا معنی لتناھیہ الا ذلک وکل متناہ محدث

عمل مین زیادہ نقصان والا ہو جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے کہدے اے محمد کہ کیا ہم تحقیق بتادین
ین لوگ زیادہ نقصان والے ہین اعمال مین وہ ایسے لوگ ہین کہ جنکی کوشش دنیا کی زندگی مین بہک گئی ہے
اور اونکو گمان ہے کہ ہم اچھا کام کرتے ہین اور جبکہ مصنف کی آمیزش سے مقصود کلام امام کا کہ جہت
فوقیت کی حقیقی کی نفی ہے حق سبحانہ سے مخفی ہوگیا تو ہم کو ضرور ہوا اوس کا ماحصل بیان کردین اور جسطرح کہ
رسالہ قشیریہ مین مذکور ہے اوسیطرح پر مع اوسکے سیاق وسباق کے بدون ملانے کسی شے کے اوس کے
معنی مین اوسکو نقل کرین کہا صاحب قشیریہ رسالہ قشیریہ کے صفحہ ( ) مین اور ذوالنون مصری سے پوچھا گیا
قول حق تعالے کا (رحمٰن عرش پر مستوی ہوا) پس کہا کہ خدا نے اس قول مین ثابت کیا ہے اپنی ذات کو
اور نفی کی ہے اپنے سے مکان کی پس وہ بذات خود موجود ہے اور اشیا اوسکے حکم سے موجود ہین جسطرح پر
کہ حق سبحانہ نے چاہا ہے اور شبلی سے آیت مذکورہ کا مطلب پوچھا گیا پس کہا کہ اوس کا علم ثابت ہوگیا ہر شے
مین پس اوسکے نسبت ایک شے زیادہ قریب نہین ہے دوسری شئے سے اور کہا جعفر صادق نے کہ جس نے
گمان کیا کہ خدا کسی شئے مین ہے یا کسی شئے سے ہے یا کسی شئے پر ہے پس وہ بیشک مشرک ہوگیا اس لئے کہ اگر خدا کسی شئے
پر ہوتا تو اوٹھایا ہوا ہوتا اور کسی شئے مین ہوتا تو گہیرا ہوا ہوتا اگر کسی شئے سے ہوتا تو نو پیدا ہوتا اور کہا امام جعفر صادق نے
حق تعالے کے قول (پھر وہ قریب ہوا پس زیادہ نزدیک ہوگیا) کی تفسیر مین جسنے وہم کیا کہ وہ بذاتہ خود نزدیک
ہوا تو اوسنے وہان مسافت قرار دی وہان تو نزدیک ہونیکے معنے مین کہ جون جون اوس سے قریب ہوا
انواع معارف سے دور ہوگیا اس لئے کہ وہان نہ قرب ہے نہ بعد ہے انتہی پس اس نقل سے معلوم ہوا کہ امام کا
کلام اسمقام مین جہت فوق کی حق تعالے سے نفی کے لئے وارد کیا گیا ہے اور اس کا بیان جسطور پر مفتی علائے
تنبیہہ مین نقل کیا ہے یہ ہے (پہلی برہان اور وہ حاصل کی گئی ہے صاحب زکی ونسب علی سید علما ووارث
خیر الانبیا جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے کلام سے فرمایا اونہون نے کہ اگر خدا کسی شئے مین ہوتا تو گہیرا ہوا ہوتا) اور بیان اس دلیل کا
یہہ ہے کہ خدا اگر ہوتا کسی جہت مین کہ جسکیطرف اشارہ کیا جاتا ہے تو اوس کا محدود ہونا لازم آتا اور یہ اسوجہ سے کہ جبکہ
اسی جہت مین ہوا نہ اوسکے غیر مین تو اسی مین حاصل ہوا نہ کہ اسکے غیر مین آور اوسکے محدود ہونیکے یہی معنی اور ہر محدود نو پیدا ہے

لان تخصيصه بهذا المقدار دون سائر المقادير لا بد له من مخصص فقد ظهر
بهذا البرهان الذى يبهر العقول ان القول بالجهة يوجب كون الخالق مخلوقا والرب
مربوبا وان ذاته متصرف فيها وتقبل الزيادة والنقصان تعالى الله عما يقول
الظلمون علوا كبيرا انتهى ولما فرغ المصنف عن بيان قول الامام جعفر الصادق
والاستدلال به على دعونه ادخل بحث الاسماء بين بحث الصفات ودلائلها
وهذا خارج من داب البحث وايضا مخالف لنظم التاليف لانه قال فى صدر
هذا الفصل الايمان بالذات الاحدية والصفات الواحدية والاسماء الالهية
فهذا الترتيب يقتضى ان يكون بحث الاسماء مؤخرا من بحث الصفات ولما رأينا
بحث الاسماء وعلم الله تعالى بما يكون قبل ان يكون فى كتابه هذا ما وجدنا فيه
شيئا قابلا للمواخذة غير مواضع عديدة وهى ايضا ليست معتد ابها فلهذا
الوجه نترك التعرض عن بحث الاسماء وما بعده ونشرع فى بحث الصفات
بتوفيق الله تعالى وعونه قال الصفات المتشابهات قال الله المتعال
هو الذى انزل عليك الكتاب منه ايت محكمت هن ام الكتب واخر
متشابهت فاما الذين فى قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة
وابتغاء تاويله وما يعلم تاويله الا الله والراسخون فى العلم يقولون امنا به
كل من عند ربنا الاية اخرج ابن جرير وابن المنذر وابن الانبارى فى الوقف
بسند جيد من طريق مجاهد عن ابن عباس فى قوله تعالى (وما يعلم تاويله
الا الله والراسخون فى العلم) قال انا ممن يعلم تاويله وقد استفاض عنه ان رسول الله
صلى الله عليه واله وسلم دعا له اللهم فقهه فى الدين وعلمه التاويل وفى لفظ اللهم
علمه الحكمة وتاويل الكتاب ولعبد بن حميد فى التفسير وابن الانبارى فى كتاب

اس لئے کہ اوسکی خصوصیت کیلئے اس مقدار کیساتھ بدون دوسری مقدارون کے کوئی خصوصیت پیدا کرنیوالا
ضرور ہونا چاہیئے پس تحقیق کہ ظاہر ہوگیا اس برہان سے جو عقلون کو دنگ کرتی ہے کہ جہت کا قول واجب
کو ثابت خالق کے مخلوق ہونے کو اور پالنے والیکے پرورش یافتہ ہوجانے کو اور اس امر کو ذات آلہی مین ظاہر
ہو سکتا ہے اور وہ کمی بیشی کو قبول کرتی ہے برتبہ ہے خدا ظالمونکے قول سے بہت برتر ہونا انتہی اور جبکہ مصنف
فارغ ہوا امام جعفر صادقؑ کے قول کو بیان کرنے اور اس سے دلیل لانیسے اپنے دعوے پر بحث اسمار کو بحث
صفات اور اوسکے دلائل کے درمیان داخل کیا اور یہ طریق بحث سے خارج ہے اور نیز نظم تالیف کے برخلاف ہے اسلئے کہ
مصنف نے اس فصل کے شروع مین کہا ہے ایمان ذات احدیت وصفات واحدیت و اسمار الہیہ پر پس یہ ترتیب
چاہتی ہے کہ اسما کی بحث صفات کی بحث سے پیچھے ہو۔ اور ہم نے جبکہ بحث اسماو بحث علم اللہ تعالے بمایکون کو
اس کتاب مین دیکھا تو اوسمین کوئی بات قابل گرفت کے نپائی بجز چند مقامات کے اور وہ بھی چندان اعتبار کے قابل نہ تھے
پس ان وجوہ سے ہم بحث اسماء اور اوس کے مابعد سے تعرض کرنیکو چھوڑ دیتے ہین اور بحث صفات مین شروع
کرتے ہین حق تعالی کی توفیق و مدد سے کہا مصنف نے (صفات متشابہات) فرمایا حق تعالی نے (وہ ایسی
ذات ہے کہ جسنے اوتاری تجھپر کتاب بعض اوس سے آیات محکمات ہین کہ وہ کتاب کی اصل ہین اور بعض دوسری
آیات متشابہات ہین پس جن لوگون کے دلونمین کجی ہے وہ پیروی کرتے ہین اوس کتاب کے متشابہ کی طلب
فتنہ وطلب تاویل کی غرض سے حالانکہ اوسکی تاویل غیر خدا کو معلوم نہین ہے اور جو لوگ علم مین ثابت قدم ہین کہتے ہین
کہ ہم اوسپر ایمان لائے سب ہمارے رب کیطرف سے ہے آخر تک روایت کی ابن جریر وابن منذر وابن انباری نے وقف
عمدہ مسند سے مجاہد کے طریق سے ابن عباس سے خفتعالے کے قول (وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم) کے
باب مین کہا ابن عباس نے مین اون مین سے ہون جو کہ اوسکی تاویل جانتے ہین اور ابن عباس سے شایع
ہوگیا ہے یہ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے اون کے واسطے دعا کی اے خدا تو
اوسکو دین مین سمجھ عطا کر اور تاویل کتاب اس کو سکھا دے اور ایک حدیث مین ہے اے خدا
تو اسکو حکمت و تاویل کتاب سکھا دے اور عبد بن حمید کی روایت ہے تفسیر مین اور ابن ابی حاتم کی

ابن ابي داود عن مجاهد وابن جرير عن الربيع في قوله تعالى (والراسخون في العلم)
قال يعلمون تاويله ويقولون امنا به وقال نجم الدين عمر النسفي في تفسيره اكثر
اهل العلم على ان الراسخين في العلم يعلمون المتشابه قالوا ولو لم يكن للراسخين
في العلم حظ في علم المتشابه الا ان يقولوا امنا به كل من عند ربنا لم يكن لهم
فضل على الجهال لانهم جميعا يقولون ذلك وان الله تعالى لم يسو بين خلقه
في العلم بالمتشابه وقال النووي انه الاصح لانه يبعد ان يخاطب الله تعالى عباده
بما لا سبيل لاحد من الخلق الى معرفته وقال ابن الحاجب انه الظاهر واختاره
القتيبي وهو قول الشافعي قال في مختصر البويطي لا يحل تفسير المتشابه الا بسنة
عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم او خبر عن احد من اصحابه او اجماع
العلماء قلولا ان علم تاويل المتشابه مما اليه سبيل لما قال ذلك هذا وقد قال
ابن عباس كما عزى له الخطابي وابن الاثير علي بالقران في علم علي كالقرارة
في المثعنجر اي الغدير الصغير في وسط البحر ولابي نعيم في حلية الاولياء عن ابن
مسعود قال ان القرآن انزل على سبعة احرف ما منها حرف الا وله ظهر
وبطن وان علي بن ابي طالب عنده منه الظاهر والباطن وقد صح حديث
علي مع القرآن والقرآن مع علي وحديث انا مدينة العلم وعلي بابها اذا علمت
هذا فاعلم ان الحسن بن علي الحلواني في السنن ومحمد بن عثمان بن ابي شيبة
في كتاب العرش والقاضي ابا احمد العسال الاصبهاني في المعرفة تاليفه ذالك
وابا الشيخ وابن مردويه عن عمير بن عبد الله قال خطبنا علي قال حدثني
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن ربه عز وجل قال وعزتي وجلالي
وارتفاعي فوق عرشي ما من اهل قرية ولا اهل بيت ... على ما يكرهون ...

کتاب الاضداد مین مجاہد سے اور ابن جریر کی ربیع سے حق تعالے کے قول (وَالرّاسِخُونَ فِی الْعِلْمِ) کے بارے مین
کہا اون دونون نے کہ جانتے ہین ہم اوسکی تاویل اور کہتے ہین کہ ہم اوس پر ایمان لائے اور کہا نجم الدین
عمر نسفی نے اس کی تفسیر مین کہ اکثر اہل علم اسپر ہین کہ اگر راسخین فے العلم متشابہ کو جانتے ہین اور راوٗن کا قول
ہے کہ اگر راسخین فی العلم کو بھی متشابہ کے علم مین حصہ نہو بجز اسکے کہ وہ یہہ کہین کہ ہم اسپر ایمان لائے سب ہمارے
رب کے طرف سے ہے تو اونکو جاہلون پر کچھ فضیلت نہوگی اسلئے کہ وہ سب بھی یہی کہتے ہین اور حق تعالی نے متشابہ کے
علم مین اپنے مخلوق مین سبکو برابر نہین رکھا ہے اور نووی نے کہا ہے کہ یہی قول زیادہ صحیح ہے اسلئے کہ یہہ امر بعید ہے
کہ حق تعالی اپنے عباد سے اوس چیز کا خطاب کرے کہ جسکی معرفت کیطرف اوسکی مخلوق مین سے کسیکو کوئی راہ نملے اور
ابن حاجب نے کہا ہے کہ یہی قول ظاہر ہے اور اسکو قیتبی نے اختیار کیا ہے اور یہی قول امام شافعی کا ہے مختصر لوطبی مین کہا ہے
کہ متشابہ کی تفسیر ناجائز ہے مگر رسول خدا صلعم کی حدیث سے یا کسی صحابی کے قول سے یا علما کے اجماع سے پس اگر یہہ بات
نہوتی کہ تاویل متشابہ کے علم کیطرف راستہ ہے تو ابو بطی الیانہ کہتے اسکو یاد رکہا اور تحقیق کہ ابن عباس نے کہا ہے
جیسا کہ خطابی و ابن اثیر نے اون سے روایت کی ہے کہ مجکو علم قرآن کا بہ نسبت علم علیؑ کے بمنزلہ ایک چہوٹے حوض
کے ہے سمندر کے بیچ مین اور ابو نعیم کی روایت ہے حلیۃ الاولیا مین ابن مسعودؓ سے کہا اونہون نے کہ قرآن کا نزول سات
حرفون مین ہوا ہے اونمین سے ہر حرف کے لئے ظاہر و باطن ہے اور علی بن ابی طالبؑ کے پاس قرآن کا ظاہر و باطن دونون جمع
ہین اور یہہ حدیث صحیح ہے کہ علی قرآن کے ساتھہ ہے اور قرآن علے کے ساتھہ اور یہہ حدیث
کہ مین علم کا شہر ہون اور علے اوسکا دروازہ ہے جب کہ تجکو یہہ معلوم ہوچکا پس جان تو کہ حسن بن علی حلوانی
کی روایت ہے سنن مین بیہر محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کی روایت ہے کتاب العرش مین اور قاضی ابو احمد
عسال اصفہانی کی معرفت جسکو اوسنے تالیف کیا ہے صفات کے بیان مین اور ابو الشیخ و ابن مردویہ کے
روایت ہے عمیر بن عبد الملک سے کہا اوس نے کہ خطبہ سنایا ہمکو علیؑ نے کہا کہ بیان کیا
مجہسے رسول خدا صلعم نے اپنے رب عز و جل کیطرف سے کہ کہا اوسنے قسم ہے اپنے عزت و جلال کی اور اپنے
ہونے کی عرش کے اوپر کہ [illegible] کسی شخص یا کسی گہر یا [illegible] یا جنگل کا [illegible] کہ جو قائم ہو میری [illegible]

على ما كرهت من معصيتي فتحولوا عنها الى ما احببت من طاعتي الا تحولت لهم عما يكرهون من عذابي الى ما يحبون من رحمتي وما من اهل بيت ولا قرية ولا رجل بادية كانوا على ما احببت من طاعتي ثم تحولوا عنها الى ما كرهت من معصيتي الا تحولت لهم عما يحبون من رحمتي الى ما يكرهون من غضبي وعن محمد بن زنبور على صاحب المكي انا الحارث بن عمير انا جعفر بن محمد عن ابيه عن جده عن علي بن ابي طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان فاتحة الكتاب وآية الكرسي وآيتين من آل عمران (شهد الله انه لا اله الا هو والملئكة الى قوله ان الدين عند الله الاسلام) وقوله (قل اللهم مالك الملك) الى قوله (بغير حساب) مشفعات معلقات بالعرش ما بينهن وبين الله حجاب الحديث اخرجه جماعة من المحدثين وبسطنا الكلام عليه في احياء الميت بفضائل اهل البيت وله شاهد عند الديلمي في مسند الفردوس عن ابي ايوب الانصاري وفيه تعلقن بالعرش وقلن اتنزلنا على قوم يعملون بمعاصيك فقال وعزتي وجلالي وارتفاع مكاني الحديث وللطبراني في الاوسط وابي الشيخ فالديلمي والبيهقي في شعب الايمان والهروي في ذم الكلام وعبيد الله بن محمد بن حفص العيشي في حديثه وعبد القادر الرهاوي في اربعينه عن الحارث عن علي قال كل دعاء محجوب عن السماء حتى يصلي على محمد وعلى آل محمد قال ابن الجزري في اخر النشر واسناده جيد وفي تلخيص مسند الفردوس لابن حجر حديث الدعاء محجوب عن الله عز وجل حتى يصلي على محمد واهل بيته رواه ابو الشيخ عن علي اي رفعا وسنده ضعيف وهو عند الترمذي ولعل الحكيم فليراجع قال مبرك ورواه الحسن بن عرفة عن علي مرفوعا وسنده ضعيف

معصیت پر کہ جسکو مین برا جانتا ہون پہر اوسکو اونہون نے چہوڑ دیا میری طاعت پر ہو کر کہ جسکو مین دوست
رکہتا ہون مگر یہ کہ مین نے چہوڑ دیا اونکے عذاب کو کہ جسکو وہ برا جانتے ہین بسبب اپنی رحمت کے کہ
جس سے وہ خوش ہین اور نہین کوئی گہر کا مالک اور نہ گانون کا رہنے والا یا جنگل کا مرد کہ قایم ہون میری محبت
پر کہ جسکو مین دوست رکہتا ہون پہر اونہون نے اوسکو چہوڑ دیا بسبب میری معصیت کے کہ جسکو مین برا
جانتا ہون مگر یہ کہ مین چہوڑ دیتا ہون اپنی رحمت کو کہ جسکو وہ دوست رکہتے ہین بسبب اپنے غضب کے
کہ جسکو وہ برا جانتے ہین اور محمد بن نصر ابو صالح مکی سے روایت ہے کہ ہمکو خبر دی حارث بن عمیر نے
کہ ہمکو خبر دی جعفر بن محمدؑ نے اپنے باپ سے اونہون نے اپنے دادا سے اونہون نے علی بن ابی
طالب سے کہا اونہون نے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور آل عمران کی دو آیتین ایک شَهِدَ اللهُ اَنَّهٗ
لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ حق تعالے کے قول اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ تک اور دوسری قول اوسکا قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ اوسکے
قول بغیر حساب تک معقول الشفاعۃ ہین کہ عرش سے معلق ہین اونمین اور خدا مین کوئی پردہ نہین ہے آخر حدیث تک اس کو روایت کیا ہے
محدثین کی بڑی جماعت نے اور اسکے تحقیق کو ہمنے احیاء المیت مین بسط سے لکہا ہے اور اس حدیث کا
ایک شاہد ہے دیلمی کے پاس مسند الفردوس مین ابو ایوب انصاری سے اور اوسمین یون ہے کہ لٹکی ہین عرش
سے اور کہا کہ کیا تو ہمکو نازل فرماتا ہے ایسے قوم پر کہ تیری نافرمانی پر عمل کرتے ہین پس فرمایا حق تعالیٰ نے
قسم ہے اپنی عزت و جلال اور اپنے بلندی مکان کی آخر حدیث تک اور طبرانی کی روایت ہے اوسط مین اور
ابو الشیخ کی پس دیلمی و بیہقی کی روایت ہے شعب الایمان مین اور ہروی کی ذم الکلام مین اور عبید اللہ بن محمد بن حفص عیشی کی
اوسکی حدیث مین اور عبد القادر رہاوی کی اوسکی اربعین مین حارث سے اوسنے روایت کی علیؑ سے کہ کہا اونہون نے کہ ہر دعا مجوب ہے
آسمان سے یہانتک کہ درود بہیجا جاے محمدؐ پر و آل محمدؐ پر کہا ابن حجر نے شرح ترمذی کے آخر مین کہ اس حدیث کی اسناد
جید ہے اور تلخیص مسند الفردوس مولفہ ابن حجر مین ہے کہ حدیث کہ دعا محجوب ہے خدا عز و جل سے یہانتک کہ درود بہیجا جاے محمدؐ و آل محمدؐ
پر اسکو روایت کیا مرفوعاً ابو الشیخ نے علیؑ سے اور اوسکی سند ضعیف ہے ترمذی کے نزدیک اور شاید وہ حکیم ہی پس چاہیے رجوع کرنا چاہیے
سنن ترمذی کی طرف کہا میرک نے اور اسکو روایت کیا ہے حسن بن عرفہ نے علیؑ سے مرفوعاً اور اوسکی سند ضعیف ہے

والصحیح وقفہ لکن قال المحققون من علماء الحدیث ان مثل ہذہ الا یقال من قبل
الرای فہو مرفوع حکما انتہی وعن الحارث عن علی رفعا ما من دعاء الا بینہ وبین
السماء حجاب حتی یصلی علی محمد وعلی آل محمد فاذا فعل ذلک انخرق ذلک الحجاب
ودخل الدعاء الحدیث رواہ البیہقی وابو القاسم التیمی والدیلمی وابن ابی
شریح فابو الیمن بن عساکر وابن بشکوال وغیرہم ورواہ الطبرانی والبیہقی
عن الحارث عن عاصم بن ضمرۃ کلاہما عن علی موقوفا واشار الیہ ابو الیمن ولابن ابی
شیبۃ عن حذیفۃ بن اسید قال رأیت علی بن ابی طالب اذا زالت الشمس
صلی اربعا طوالا فسألتہ فقال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یصلیہا فسألتہ فقال ان ابواب السماء تفتح اذا زالت الشمس فلا ترتج حتی یصلی
الظہر فاحب ان یرفع لی الی اللہ عمل وللدار قطنی فی حدیث ابن متروک
والخطیب فی الجامع لاداب القاری والسامع وابی غنائم النرسی فی انس العاقل
ولابن عساکر عن علی قال یا حملۃ القرآن اعملوا بہ الی ان قال وسیکون اقوام یحملون
العلم لا یجاوز تراقیہم تخالف سریرتہم علانیتہم الی قولہ اولئک لا یصعد
اعمالہم فی مجالسہم تلک الی اللہ ولاسحق وابن ابی عاصم وابن جریر والمحاملی
فی الامالی بسند صحیح عن علی فی خبر خم وقد ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن
تضلوا بعدہ کتاب اللہ سببہ بیدہ وسببہ بایدیکم (الحدیث) ورواہ ابن سعد
واحمد والطبرانی فی معجمہ الکبیر عن ابی سعید الخدری وابن ابی شیبۃ واحمد
عن زید بن ثابت کتاب اللہ عز وجل حبل ممدود ما بین السماء والارض وفی
لفظ الطبرانی فی الکبیر عن زید کتاب اللہ عز وجل سبب طرفہ بید اللہ و
طرفہ بایدیکم ولابن اسحق فیعقوب بن ابراہیم الدورقی فانہ رامی واحمد

اور صحیح یہہ ہے کہ یہہ حدیث موقوف ہے لیکن محققین اہل حدیث نے کہا ہے کہ ایسی حدیث راوی اپنی جانب سے
نہین کہتا ہے پس یہہ مرفوع ہے حکماً انتہی اور حارث نے علیؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ نہین ہے کوئی دعا مگر
یہہ کہ اوسمین اور آسمان مین پردہ ہے یہانتک کہ درود پڑہا جاے محمدؐ پر پس جبکہ ایسا کیا جاے تو وہ پردہ پہٹ جاتا ہے
اور دعا داخل ہو جاتی ہے تا آخر حدیث اسکو روایت کیا ہے بیہقی و ابو القاسم تیمی و دیلمی و ابن ابو شریح نے پیر ابو نعیم
بن عساکر اور ابن بشکوال وغیرہم نے اور روایت کیا اسکو طبرانی و بیہقی نے حارث و عاصم بن ضمرہ سے اون
دونون نے علیؓ سے موقوفاً اور اسکی طرف اشارہ کیا ہے ابو الیمن نے اور ابن ابی شیبہ کی روایت ہے خیثم
بن اسید سے کہا اونسے کہ دیکہا مینے علیؓ کو کہ زوال آفتاب کے بعد اونہون نے چار رکعتین دراز پڑہی پس اونسے
پوچہا تو فرمایا کہ اسمان کے دروازے کہولے جاتے ہین جبکہ آفتاب زایل ہوجاتا ہے پس برابر کہلے رہتے ہین جبتک
کہ ظہر کی نماز پڑہ لی جاے پس مجکو محبوب ہے یہہ کہ میرا کوئی عمل خدا کی طرف اوٹہایا جاے اور دارقطنی کی روایت ہے ابن منذر کی حدیث مین
اور خطیب کی جامع لآداب القاری والسامع مین اور ابو غانم ترسی کی (الانس لعبد قل) مین اور ابن عساکر علیؓ سے کہ کہا اونہون نے
(ای قران کے او ٹہانیوالو قرآن پر عمل کرو یہانتک کہ کہا اور قریب ہے کہ کچہہ لوگ ہونگے کہ علم کو سیکہینگے پر علم اونکے ہنسلیون سے نیچے نہ اوتریگا
اونکا باطن مخالف ہوگا اونکے ظاہر کے یہانتک کہ کہا کہ اون لوگون کے اعمال اونکی مجالس سے خدا
کی طرف بلند نہونگے اور اسحق و ابن ابی عاصم و ابن جریر و محاملی کی روایت ہے امالی مین بسند
صحیح علیؓ سے حدیث غم مین یہہ کہ اور تحقیق کہ مینے تم مین دو شے چہوڑی ہے کہ اگر تمنے اوس پر عمل
کیا تو پہر تم ہرگز گمراہ نہوگے خدا کی کتاب کہ اوسکی ایک ڈوری تمہارے ہاتہون مین ہے اور ایک
ڈوری خدا کے ہاتہہ مین ہے آخر حدیث تک اور اسکو روایت کیا ہے ابن سعد و احمد و طبرانی نے
اپنی معجم کبیر مین ابو سعید خدری سے اور ابن ابی شیبہ و احمد نے زید بن ثابتؓ سے (کتاب خدا عز و جل کی
ایک رسی ہے دراز کی ہوئی درمیان آسمان و زمین کے اور طبرانی کی معجم کبیر مین ہے زید سے کتاب
خدا عز و جل کی ایک ڈوری ہے کہ جسکا ایک سرا خدا کے ہاتہہ مین ہے اور دوسرا سرا تمہارے
ہاتہون مین اور ابن اسحق کی روایت ہے پہر یعقوب بن ابراہیم دورقی کی پہر دارمی و احمد

وابي يعلى في مسانيدهم وابن جرير في تهذيب الآثار والخطيب في تاريخه عن
عبيد الله بن ابي رافع عن ابيه عن علي عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم انه
قال لولا ان اشق على امتي لامرتهم بالسواك عند كل صلوة ولاخرت العشاء
الآخرة الى ثلث الليل فانه اذا مضى ثلث الليل الاول هبط الله تعالى الى السماء
الدنيا فلم يزل هنالك حتى يطلع الفجر فيقول قائل الا سائل يعطى الا داع يجاب
الا سقيم يستشفي فيشفى الا مذنب يستغفر فيغفر له وليس عند ابي يعلى جملة
الا سائل يعطى تابعه ابو هريرة عند ابن اسحاق فيعقوب الدورقي فالدارمي
وعبد الرزاق واحمد وابن نصر وابي يعلى وابن جرير ومسلم عنه ذكر النزول
فقط والصابوني في الانتصار عن عبيد الله بن ابي رافع عن علي رفعه ينزل
ربنا تبارك وتعالى في كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل الآخر
فيقول من يدعوني فاستجيب له ومن يسألني فاعطيه ومن يستغفرني فاغفر له
تابعه ابو هريرة ايضا عند مالك في رواية يحيى ولمسلم ورواية القعنبي
فابي داؤد وعند بقية ائمة الحديث الستة والدارمي وابي يعلى والصابوني
بطرق كثيرة عنه وجبير بن مطعم وعبادة بن الصامت وجابر وعبد الله
وابو الدرداء والحبر وعائشة وام سلمة اخرجها الصابوني زاد النسائي وابن ماجه
عن ابي هريرة حتى يطلع الفجر وفي النزول كل ليلة احاديث ذكرها يطول قال
القاضي عياض في حديث ابي هريرة الصحيح روايته حين يبقى ثلث الليل
الآخر كذا قال شيوخ الحديث وهو الذي تظاهرت عليه الاخبار بلفظه و
معناه قال النووي ويحتمل ان يكون النبي صلى الله عليه وآله وسلم اعلم باحد
الامرين في وقت فاخبر به ثم اعلم بالآخر في وقت آخر فاعلم به وسمع ابو هريرة

وابو یعلی کی اونکی مسندون مین اور ابن جریر کی تہذیب الآثار مین اور خطیب کی اوسکی تاریخ مین عبید اللہ
بن ابی رافع سے اونہون نے روایت کی اپنے باپ سے اونہون نے علیؓ سے اونہون نے نبی صلعم سے
کہ فرمایا حضرت نے کہ اگر مجکو اپنی امت پر شاق ہونیکا خیال نہوتا تو اونکو ہر نماز کے وقت مین مسواک کا حکم کرتا اور
عشا کی نماز کو تہائی رات تک ہٹا دیتا اسلیے کہ جب رات کا پہلا تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو حق تعالے نیچے
کے آسمان کی طرف اوترتا ہے پس برابر وہین رہتا ہے طلوع فجر ہونے تک پس کہنے والا کہتا ہے کیا
نہین کوئی مانگنے والا کہ جسکو دیا جائے کیا کوئی نہین دعا کرنیوالا کہ اوسکی دعا قبول کی جاے کیا نہین ہے کوئی
بیمار شفا کا طلبگار کہ اوسکو شفا دیجاے کیا نہین ہے کوئی گنہگار معافی کا خواستگار کہ اوسکو معافی بخشدیا جاے
اور ابو یعلی کی روایت مین الا سائل یعطی کا ترجمہ نہین ہے اسکا تابع ابو ہریرہ ہے ابن اسحق کی روایت مین
یعقوب دورقی پھر دارمی وعبد الرزاق واحمد وابو نصر وابو یعلی وابن جریر کی روایت مین اور مسلم کی روایت
مین اونمین صرف نزول کا ذکر نہین ہے اور صابونی کی روایت ہے انتصار مین عبید اللہ بن رافع سے اونھون نے روایت کی ہوئی
کہ ہمارا رب تبارک وتعالے ہر رات کو نیچے کے آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے جبکہ رات کا اخیر تہائی حصہ باقی رہجاتا ہے پس فرماتا ہے کہ کون
دعا کرتا ہے کہ مین اوس کی دعا قبول کرون اور کون مانگتا ہے مجھسے کہ مین اوسکو دون اور کون ہے کہ
مجھسے طلب مغفرت کرتا ہے کہ مین اوسکو بخشدون اسکے تابع بھی ابو ہریرہؓ ہین امام مالک کے نزدیک یحیی کی روایت
مین پھر مسلم کی اور قعنبی کی روایت مین پھر ابو داؤد کی اور نزدیک باقی ائمہ صحاح ستہ کے اور دارمی وابو یعلی
وصابونی کی طرق کثیرہ سے ابو ہریرہ کی روایت سے اور جبیر بن مطعم وعبادہ بن صامت وجابر وعبد اللہ
وعائشہ وام سلمہ نے روایت کیا اسکو صابونی نے زیادہ کیا نسائی وابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے
فجر اور ہر رات کے نزول مین بہت حدیثین ہین کہ جنکا ذکر طویل ہے کہا قاضی عیاض نے ابو ہریرہ کی حدیث مین
روایت وقت باقی رہنے ثلث آخر شب کی ہے ایسا ہی کہا ہے ائمہ حدیث نے اور اسی پر احادیث کا غلبہ ہے اسکے
مین نووی نے کہا ہے کہ یہ بھی احتمال ہے کہ نبی صلعم کو ایک صورت کا علم ہوا ہو ایک وقت مین
اوسکی خبر دی پھر دوسری صورت کا علم دوسرے وقت ہوا ہو پھر آپنے اوسکی خبر دی اور ابو ہریرہ

الخبرين فنقلهما جميعا ولعبد الرزاق في مصنفه والحسن بن علي الخلال الحلواني
وابن ماجة القزويني والبيهقي في شعب الايمان والمزي في تهذيب الكمال عن
ابي هريرة ابي سبرة عن ابراهيم بن محمد هو ابن علي بن عبد الله بن جعفر
بن ابيطالب عن معاوية بن عبد الله بن جعفر بن ابي طالب عن ابيه عن عمه
علي بن ابيطالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا كانت
ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها فان الله عز وجل
ينزل فيها لغروب الشمس الى سماء الدنيا فيقول الا مستغفر فاغفر له الا
تائب فاتوب عليه الا مبتلى فاعافيه الا مسترزق فارزقه الا سائل فاعطيه
الا كذا الا كذا حتى يطلع الفجر وضعف بابي بكر بن عبد الله بن محمد بن
ابي سبرة المدني ورمي بالوضع والظاهر انه لمثل هذا الحديث ولا يخفى ان له
شواهد كثيرة عن ابي بكر وعائشة ومعاذ وابي ثعلبة وابن عمرو وابي موسى
وعثمان بن ابي العاص وراشد بن سعد وابي هريرة وقد جرح جمع من الثقات
باحاديث الصفات وابو بكر قاضي مكة ومفتي المدينة ثم القاضي العراق قبل
ابي يوسف فقيه كثير الحديث من ابناء الصحابة الاجلاء وسال المنصور مالكا
من بقي بالمدينة من المشيخة فقال ابن ابي ذئب وابن ابي سلمة وابن ابي سبرة
وكان عبد الملك بن جريج يروي عنه وقال مصعب الزبيري كان من علماء
قريش وقال ابن سعد كان كثير العلم والسماع والرواية وقال الآجري عن
ابي داود فيه مفتي المدينة ولابي القاسم الاصبهاني في كتب الترغيب والترهيب
عن علي رفعه ينزل الله تعالى ليلة النصف من شعبان فيغفر لكل مسلم الا
المشرك او مشاحن او قاطع رحم او امرأة تبغي بفرجها فليراجع سنده وفي

دونون صورتون کو سنا ہو پس دونون کو نقل کر دیا اور عبد الرزاق کی روایت ہے مصنف مین اور حسن بن
علی خلال حلوانی کی اور ابن ماجہ قزوینی اور بیہقی کی شعب الایمان مین اور مزی کی تہذیب الکمال مین ابو بکر بن ابو سبرہ
سے اونہون نے روایت کی ابراہیم بن محمد سے کہ وہ ابن علی بن عبد اللہ بن جعفر بن ابو طالب ہین اونہون نے
معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابو طالب سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے اپنے چچا علی بن ابی طالب
سے کہا اونہون نے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے جبکہ نصف شعبان کی رات ہوتی ہے تو تم رات کو قیام کرو اور
اور اوسکی صبح کو روزہ رکھو اسلیئے کہ خدا عز وجل اوس رات مین غروب آفتاب کے وقت سے دنیا کے آسمان کی
طرف نزول فرماتا ہے پہر کہتا ہے کیا نہین کوئی مغفرت کا طلب کرنے والا کہ مین اوسکو بخشدون کیا نہین کوئی
توبہ کرنے والا کہ مین اوسپر مہربانی کرون کیا نہین کوئی مصیبت زدہ کہ مین اوسکو نجات دون کیا نہین کوئی روزی
طلب کرنے والا کہ مین اوسکو روزی دون کیا نہین کوئی سوال کرنے والا کہ مین اوسکو عطا کرون کیا نہین کوئی
ایسا کیا نہین کوئی ایسا یہانتک کہ فجر طلوع ہوا اور اسکو ضعیف کہا گیا ہے ابو بکر بن عبد اللہ بن محمد
بن ابو سبرہ مدنی کے سبب سے اور اوسپر حدیث وضع کرنے کا طعن کیا گیا ہے اور ظاہر الطعن مذکور
اسی قسم کی حدیث کی وجہ سے ہے اور مخفی نہین ہے کہ اس حدیث کے بہت سے شواہد ہین ابو بکر و عائشہ و معاذ و ابو ثعلبہ
و ابن عمرو و ابو موسی و عثمان بن ابو العاص و راشد بن سعد و ابو ہریرہ سے اور بہت سے ثقہ لوگون پر بھی طعن کیا
گیا ہے احادیث صفات مین اور ابو بکر مکہ کے قاضی اور مدینہ کے مفتی پہر قاضی عراق تہے ابو یوسف فقیہ سے پہلے
بہت سے احادیث کے راوی تہے جلیل القدر صحابہ کی اولاد سے اور منصور نے مالک سے پوچہا اون مشایخ کو جو مدینہ مین باقی
رہے تہے پس کہا اونہون نے کہ ابن ابی ذئب و ابن ابی سلمہ و ابن ابی سبرہ اور عبد الملک بن جریج کو ابو بکر سے روایت
حدیث حاصل تہی اور مصعب بن زبیری کا قول ہے کہ وہ علمائے قریش سے تہے اور ابن سعد نے کہا ہے کہ وہ بہت علم و سماعت
حدیث و روایت والے تہے اور آجری نے اونکو باب مین ابو داؤد کا قول نقل کیا ہے کہ وہ مفتی مدینہ تہے اور ابو القاسم بغوی کی روایت
کتاب ترغیب و ترہیب مین علی سے مرفوعا کہ حقتعالی نصف شعبان کی رات مین نزول فرماتا ہے پس ہر مسلمان کو بخشدیتا ہے
مگر مشرک و کینہ ور کو اور قرابت توڑنے والے کو اور کشتہ کو پس اس حدیث کی سند کی طرف رجوع کرنا چاہیئے

حديث الامام جعفر الصادق عن ابيه الامام محمد الباقر عن الصحابي الجليل
جابر عند خلائق فی حجة الوداع وقد ترکت فیکم ما لن تضلوا بعده ان اعتصم
به کتاب الله وانتم تسئلون عنی فما انتم قائلون قالوا نشهد ان قد بلغت
وادیت ونصحت فقال باصبعه الصبابة یرفعها الی السماء وینکتها الی الناس
اللهم اشهد ثلاث مرات وهو من اشهر حدیث صحیحا کبار الحفاظ الایقاظ
من روایته فی کتب الصحیح ولابن ابی شیبة فابن ماجة بسند صحیح علی
شرط الائمة الستة عن ابی هریرة رفعه المیت تحضره الملئکة فاذا
کان الرجل صالحا قالوا اخرجی ایتها النفس الطیبة کانت فی الجسد
الطیب اخرجی حمیدة وابشری بروح وریحان ورب غیر غضبان فلا
یزال یقال لها ذلک حتی تخرج ثم یعرج بها الی السماء فتفتح لها فیقال
من هذا فیقولون فلان فیقال مرحبا بالنفس الطیبة کانت فی الجسد
الطیب ادخلی حمیدة وابشری بروح وریحان ورب غیر غضبان فلا
یزال یقال لها ذلک حتی ینتهی بها الی السماء التی فیها الله تبارک وتعالی الحدیث
وللد ولابی فی الکنی بسند کل الرواة فیه ثقات عن الحسن قال انی لفی حلقة
علی اذ جاءت الصیحة من دار عثمان فرائیته رافعا یدیه الی السماء وهو
یقول اللهم انی ابرأ الیک من دم عثمان ولابن ابی شیبة فی مصنفه بشرط
الائمة الستة عن ابن عمر فی قصة وفاته صلی الله علیه وآله وسلم فی غیبة
ابی بکر ثم مجیئه ومروره بعمر وهو یقول ما مات رسول الله صلی الله
علیه وآله وسلم ثم اتی المنبر فصعده فحمد الله واثنی علیه ثم قال ایها الناس
ان کان محمد صلی الله علیه وسلم الهکم الذی تعبدون فان محمدا قد مات

اور امام جعفر صادق کی حدیث مین ہے کہ جسکو اونہون نے اپنے باپ امام محمد باقر سے اونہون نے صحابی جلیل القدر
جابر سے روایت کیا ہے حجۃ الوداع کے وقت بڑے مجمع کے سامنے ان لفظون سے (اور بیشک مینے تم مین وہ شئے
چھوڑی ہے کہ تم اوسکے بعد ہرگز گمراہ نہوگے اگر تمنے اوسکو مضبوط پکڑ لیا خدا کی کتاب اور تمسے سوال کیا جائے گا
میری بابت پس تم کیا کہنے والے ہو سب ہون نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ آپنے بیشک پہنچا دیا اور حق ادا کر دیا اور
نصیحت کی پس فرمایا حضرت نے اپنی شہادت کی اونگلی کو آسمان کی طرف اوٹھا کر اور آپ اوسکو حرکت دیتے
تھے لوگونکی طرف اے خدا تو گواہ رہ تین مرتبہ اور یہ مشہور تر صحیح حدیث ہے کہ جسکی روایت کرنے پر کتب
صحیح مین بیدار مغز حفاظ حدیث جھک پڑے مین بجز بخاری کے اسوجہ سے کہ یہ حدیث بخاری کی شرط کے
موافق نہین واقع ہوئی کہ جسکو بخاری نے اپنی صحیح مین اعتبار کیا ہے اور ابن ابی شیبہ کی روایت سے ہے
پھر ابن ماجہ کی بسند صحیح ائمہ صحاح ستہ کی شرط پر ابو ہریرہ سے مرفوعاً کہ میت کے پاس فرشتے حاضر ہوتے
ہین پس اگر وہ نیک مرد تھا تو کہتے ہین نکل تو اے پاکیزہ جان کہ پاک بدن مین تھی نکل تو محمود ہو کر اور بشارت
لے خوشی و خوشبو و پروردگار غیر غضبناک کی پس برابر اوسکو یون ہی کہا جاتا ہے یہانتک کہ وہ نکل آتی ہے
پھر آسمان کی طرف اوسکو چڑھایا جاتا ہے پس دروازے اوسکے لئے کہولے جاتے ہین پس کہا جاتا ہے کہ یہ
کون شخص ہے پس فرشتے کہتے ہین کہ فلان شخص ہے پھر کہا جاتا ہے فراخی ہو جیو پاکیزہ جان کو کہ رہتے تھی
پاک بدن مین داخل ہو تعریف کے ساتھ اور بشارت لے راحت و خوشبو و پروردگار غیر غضبناک کی پس برابر اوسکو
یون ہی کہا جاتا ہے یہانتک کہ اوسکو پہنچایا جاتا ہے اوس آسمان تک کہ جسمین حق تبارک و تعالی ہے آخر حدیث تک
اور دولابی کی روایت سے کنی مین ایسے سند سے کہ اوسمین سب راوی ثقہ ہین امام حسن سے کہا اونہون نے کہ مین علیؑ کے
مجمع مین تہا کہ یکایک عثمانؓ کے مکان سے ایک شور کی آواز آئی پس مین نے علی کو دیکھا کہ آسمان کی طرف ہاتھ اوٹھا کر کہہ رہے تھے
کہ اے خدا مین تیری سامنے بیزاری کرتا ہون عثمان کے خون سے اور ابن ابی شیبہ کی روایت سے اونکی مصنف مین ائمہ ستہ کی شرط سے ابن عمر سے
نبی صلعم کی وفات کے قصہ مین ابو بکر کے غائب ہونے پھر اونکے آنے اور عمر کے پاس گذرنے کے باب مین جبکہ عمر کہہ رہے تھے کہ رسول خدا صلعم نے وفات
نہین پائی پھر ابو بکر منبر کے پاس آئے اور اوس پر چڑھکر خدا کی حمد و ثنا بیان کی پھر کہا اے لوگو اگر تم محمد صلعم ہی کو معبود کہ جسکی تم بندگی کرتے ہو تو بیشک محمد مر چکے

وان كان الحكم الله الذی فی السماء فان الحکم لم يميت المحدیث ولعثمان الدارمی
فی الرد علی بشر المریسی وابن ابی حاتم والبیهقی فی الاسماء والصفات عن عمر
انه مر بعجوز فاستوقفته فوقف يحدثها فقال له رجل یا امیر المومنین حبست
الناس علی هذه العجوزة فقال ویلك اتدری من هذه هذه امرأة سمع الله
شکوها من فوق سبع سموت هذه خولة التی انزل الله فیها قد سمع الله
قول التی تجادلك فی زوجها وتشتکی الی الله وللذهبی فی جزئه فی مقتل عمر
عن عبد الرحمن بن عوف انه لما اخذ البیعة لعثمان وبایعه الناس رفع راسه
الی سقف المسجد وقال اللهم اشهد ولعبد الله بن احمد وابن المنذر
والطبرانی واللالکائی والبیهقی وابن عبد البر وابی عمرو الطلمنکی وابی احمد
الغسال وغیرهم عن ابن مسعود قال مابین السماء القصوی والکرسی خمسمائة
عام ومابین الکرسی والماء کذلك والعرش فوق الماء والله فوق العرش
واخرجه البخاری فی الرد علی الجهمیة ملفظ قال ابن مسعود فی قوله تعالی
ثم استوی علی العرش قال العرش علی الماء والله فوق العرش والاثران
صحیحان وهما مرفوعان حکما والاخبار والاثار فی الباب عن اهل بیت النبوة
والاصحاب لاتعد ولاتحصی والکتب الالهیة السابقة مملوة من اثبات الجهة
الفائقة وکذا کلام الانبیاء والمتقدمین وادعیتهم اقول ومن الله
التوفیق وبیده ازمة التحقیق ان المصنف قد لغی فی هذا القول عدة اجاد
اثبت بها ان الجهة الفائقة ثابت لله تعالی عن ذلك علوا کبیرا وحکم بان
الکتب الالهیة السابقة وکلام الانبیاء المتقدمین (یعنی بذلك احادیثهم)
ایضا مملوة من اثبات الجهة الفایقة لله تعالی وقد اشبعنا الکلام فی رد القول

اور اگر تہا تمہارا معبود جو کہ آسمان مین ہے پس تحقیق تمہارا معبود نہین مرآ عز خذ بنت نک اور عثمان دارمی کی روایت ہے بشر
مریسی کی رد مین اور ابن ابی حاتم اور بیہقی کی اسماء والصفات مین عمر سے کہ وہ ایک بڑہیا کے پاس گذرے پس اوس نے آنکو ٹہرایا پس
آپ ٹہر گئے اوس سے بات کرنیکو پس اون سے ایک مرد نے کہا کہ ای امیر المومنین آپنے لوگون کو روک رکہا اس بڑہیا کی وجہ سے
پس اونہون نے کہا کہ تیری خرابی ہو کیا تو جانتا ہے کہ یہ کون عورت ہے یہ وہ عورت ہے کہ جسکی .. شکایت کو خدا نے سن لیا سات
آسمانونکے اوپر یہی یہ عورت خولہ ہے کہ جسکے باب مین خدا نے نازل فرمایا کہ تحقیق خدا نے سنلیا کلام اوس عورت کا کہ جو تجہسے جہگڑا
کرتی ہے اپنے شوہر کے باب مین اور خدا کی طرف شکوہ پیش کرتی ہے اور ذہبی کی روایت ہے اوسکے جز مین عمر کے مقتل مین
عبد الرحمن بن عوف سے کہ جب عمر نے لوگون سے عثمان کے واسطے بیعت لی اور لوگ اون سے بیعت کر چکے تو
عمر نے اپنا سر مسجد کی چہت کی طرف اوٹہایا اور کہا کہ اے خدا تو گواہ رہ اور عبد اللہ ابن احمد و ابن المنذر و طبرانی
و لالکائی و بیہقی و ابن عبد البر و ابو عمرو طلمنکی و ابو احمد عسال و غیرہم کی روایت ہے ابن مسعود سے کہ کہا
اونہون نے کہ ساتوین آسمان اور کرسی کے درمیان پانسو برس کی مسافت ہے اور کرسی اور پانی کے درمیان
بہی اسیقدر فاصلہ ہے اور عرش پانی کے اوپر ہے اور خدا عرش کے اوپر ہے اور اسکو
بخاری نے جہمیہ کے رد مین اس لفظ سے روایت کیا ہے کہ کہا ابن مسعود نے حق تعالی کے
قول (ثم استوی علی العرش) کی تفسیر مین کہا کہ عرش پانی پر ہے اور خدا عرش پر ہے اور یہہ دونون اثر
صحیح ہین اور دونون حکما مرفوع ہین اور اخبار و آثار اسباب مین اہلبیت نبوت و اصحاب
سے بیشمار و بے حد ہین اور کتب الہیہ سابقہ اثبات جہتہ فائقہ سے مالا مال ہین اور
اسیطرح پہلے انبیا کا کلام اور اونکی دعائین انتہی مین کہتا ہون اور خدا ہی
سے توفیق ہے اور اوسیکے ہاتہہ مین تحقیق کی باگین ہین کہ مصنف نے اس قول
مین چند حدیثین ذکر کی ہین کہ جن سے جہت فوق حق تعالے کے لئے ثابت کی ہے
اور وہ اس سے پاک ہے بہت پاک ہونا اور حکم لگایا ہے کہ کتب الہیہ سابقہ اور اسیطرح
کلام انبیائے سابقین کا یعنے اونکی حدیثین بہی اثبات جہت سے مالا مال ہین اور ہمنے قول سابق دو مین علمائی محققین کے

القول البليغ تذكر الاقاويل الكثيره للعلماء المحققين فى ابطال الجهة واثبتنا ان
خطبات على رضى الله عنه وكلام الامام جعفر الصادق الذى نقلها المصنف
من الرسالة القشيرية ايضا دالة على تنزيهه تعالى عن الجهات ولما استدل
المصنف على اثبات الجهة فى هذا القول بالاحاديث المذكورة وجب علينا
ان ننظر فيها ونبين فساد ما زعمه وفهمه منها اما تمسكه بحديث عمير بن المالك
عن على رضى الله عنه قال حدثنى رسول الله صلعم عن ربه عز وجل قال
وعزتى وجلالى وارتفاعى فوق عرشى الحديث فليس فيه ما يثبت دعوئه
لان فوقيته تعالى على العرش وتحوله عن الكراهة الى الرحمة وبالعكس المراد
منه ما يليق بشانه تعالى لان الفوقية الحقيقة انما تكون للجسم بالنسبة
الى جسم اخر والله تعالى مقدس عن كونه جسما او جسمانيا فالفوقية لله تعالى
على عرشه تكون على خلاف الحقيقة لامحالة فاثبات الجهة من هذا الحديث
ليس بصحيح واما تمسكه بحديث على رضى الله عنه الذى فى اخره مشفعات
معلقات بالعرش ما بينهن وبين الله حجاب فهو ايضا غير مثبت لدعواه لان
الله تعالى ليس بمحجوب عن شيئ ولا شيئ محجوب عنه بالمعنى الذى يحجب جسم
عن جسم وانما حجابه ايضا يكون مناسبا له تعالى فلا مساغ لاثبات الجهة له
تعالى بهذا الحديث ايضا واما تمسكه بحديث الحارث عن على قال كل دعاء
محجوب عن السماء حتى يصلى على محمد وعلى ال محمد فبعد تسليم الصحة لا يدل
على مرامه لان صعود الدعاء الى السماء وكونه محجوبا عنه ليس من جنس
صعود الجسم الى الجسم فالمراد منه ليس معناه الحقيقى ولما كان كذلك فلا
دلالة فيه على اثبات الجهة واما تمسكه بحديث صلوة على بعد زوال

اقوال ابطال جہت مین کثرت سے نقل کر دیے ہین اور یہ بہی ہم ثابت کر چکے ہین کہ علی کے خطبے اور امام جعفر
صادق کا کلام بہی کہ جسکو مصنف نے رسالہ قشیریہ سے نقل کیا ہے حق تعالےٰ کے جہت سے پاک
ہونے پر دلالت کرتے ہین اور جبکہ مصنف اس قول مین اثبات جہت پر احادیث مذکورہ سے
دلیل لایا ہے تو ہمپر واجب ہوا کہ اون حدیثون مین ہم نظر کرین اور جو کچہہ اون سے مصنف نے
سمجہا ہے اوسکا فساد بیان کر دین لیکن دلیل لانا مصنف کا عمر بن الملک کی روایت سے جسکو عمیر
نے علیؑ سے باین لفظ روایت کیا ہے کہ فرمایا علیؑ نے کہ بیان کیا مجہسے رسول خدا صلعم نے اپنے رب
کی طرف سے کہ قسم ہے اپنی عزت و جلال کی اور اپنے بلند ہونیکی عرش پر تا آخر حدیث پس اس
حدیث مین کوئی امر ایسا نہین ہے کہ جس سے مصنف کا دعوے ثابت ہو اسلئے کہ حقتعالےٰ کا عرش پر
ہونا اور اوسکا کراہت سے رحمت کی طرف اور رحمت سے عذاب کی طرف لوٹنا اس سے مراد
وہ صفت ہے کہ جو حق تعالےٰ کی شان کے مناسب ہے اسلئے کہ حقیقۃً اوپر ہونا جسم کی صفت ہے
بہ نسبت دوسرے جسم کے اور حق تعالےٰ جسم یا جسمانی ہونے سے پاک ہے پس حقتعالےٰ
کا عرش پر ہونا لا محالہ حقیقی معنے کے لحاظ سے نہین ہے پس اس حدیث سے جہت کا ثابت کرنا
غیر صحیح ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث علیؑ سے کہ جسکے آخر مین ہے مقبول الشفاعۃ عرش ہی
متعلق ہین اونکے اور خدا کے درمیان پردہ نہین ہے) پس یہ حدیث بہی دعوی مصنف کی مثبت نہین
ہے اسلئے کہ نہ حقتعالی کسی شے سے محجوب ہے اور نہ کوئی شے اوس سے محجوب ہے یعنی حجاب ایک جسم کے
دوسرے جسم سے ہے بلکہ حجاب حقتعالی کا بہی اوسکی مناسب ہوگا پس اس حدیث سے بہی اثبات جہت کی گنجائش نہین ہے
لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث حارث سے کہ کہا علیؑ نے کہ دعا محجوب ہے آسمان سے یہانتک کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود پڑہا جائے
پس بعد تسلیم کرنے اسکی صحت کے یہ بہی مصنف کے مدعا پر دلالت نہین کرتی ہے اسلئے کہ دعا کا اسمان پر چڑہنا اور حق تعالی سے
حجاب مین رہنا ایک جسم کی دوسرے جسم کی طرف چڑہنے کی جنس سے نہین ہے پس اس سے مراد حقیقی معنی نہین ہین پس اس حدیث
مین بہی اثبات جہت پر دلالت نہین ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا علیؑ کی نماز کی حدیث سے بعد زوال

الشمس الذی فی اخرہ فاحب ان یرفع لی الی اللہ عمل ففیہ ایضاً ما مر فیہ
قبلہ لان العمل لیس بجسم ولا بجسمانی فالمراد برفعہ الی اللہ لیس علی المعنی
الحقیقی بل المراد منہ ما یلیق بشانہ تعالی و اما تمسکہ بحدیث علیؓ قال یا حملۃ
القراٰن اعملوا بہ الذی فی اخرہ اولئک لا یصعد اعمالہم فی مجالس تلک
الی اللہ فہذا ایضاً لا یجدیہ نفعا لان رفع الاعمال الی اللہ تعالی لیس بالمعنی
الذی یکون لرفع جسم الی جسم ولما لم یکن کذلک فکیف یصلح لاثبات الجہۃ
الفایقۃ للہ تعالی عن ذلک لان الجہۃ لا یکون الا للجسم واللہ تعالی مقدس
عنہ واما تمسکہ بحدیث الخم فہو ایضاً لا یفیدہ لان کتب اللہ لیس بجسم
یکون لہ طرفان احدہما فی ید اللہ تعالی وثانیہما فی ایدینا فالمعنی المراد بہ
لیس علی الحقیقۃ وایضاً لیس فیہ شیئ یدل علی جہۃ العلو فکیف یتمسک بہ
علی اثباتہا واما فی شاہدہ حبل ممدود ما بین السماء والارض فہو مبنی علی
التجوز کما لا یخفی علی الماہرین بلغات العرب واما تمسکہ بحدیث السوال عند
کل صلوۃ الذی فی وسطہ اذا مضی ثلث اللیل الاول ہبط اللہ تعالی الی السماء
الدنیا فلم یزل ہنالک حتی یطلع الفجر الحدیث فلیس بمفید لہ لان ہبوطہ
تعالی وکذلک نزولہ واستوائہ وغیرہا مما یدل بظاہرہ علی کونہ تعالی
جسما او جسمانیا مصروف عن المعنی الحقیقی بادلۃ العقل والنقل واثبات
الجہۃ منہا بدون حملہا علی حقائقہا خرط القتاد وقد علم منہ ما ہو جوابنا
عن متمسکاتہ التی بعدہ فیہا ذکر نزولہ تعالی الی السماء الدنیا فی لیلۃ النصف
من شعبان واما تمسکہ بحدیث جابر رضی اللہ عنہ فی حجۃ الوداع الذی فی
اخرہ فقال باصبعہ السبابۃ یرفعہا الی السماء وینکتہا الی الناس الحدیث فلا یستقیم

افتاب کے کہ جسکے آخر مین ہے پس دوست رکہتا ہون مین یہ کہ خدا کی طرف میرا کوئی عمل اوٹہایا جاوے پس اسمین بھی وہی کلام ہے جو پہلی حدیث مین ہے اسلئے کہ عمل نہ جسم ہے نہ جسمانی پس مراد عمل کے اوٹہانے سے طرف حق کے معنی حقیقی یعنی ہٹنی نہین ہے بلکہ اس سے مراد وہ حالت ہے کہ جو شان حق تعالی کے لایق ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث علیؓ سے کہ ای قران کے اوٹہانیوالو قران پر عمل کرو جسکے اخر مین ہے ان لوگونکے اعمال انکی مجلسون سے خدا کی طرف نہین چڑہتے مین پس یہہ حدیث مصنف کو مفید نہین ہے اسلئے کہ اعمال کا خدا کی طرف چڑہنا اوس معنی مین نہین ہے کہ جو ایک جسم کو دوسرے جسم کی طرف اوٹہانے مین ہوتا ہے اور جبکہ ایسا نہین ہے پس کیونکر اثبات جہت کی صالح ہوگی اسلئے کہ جہت جسم ہی کا خاصہ ہے اور حق تعالے الجسم سے پاک ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث غم سے وہ بھی غیر مفید ہے اسلئے کہ کتاب اللہ تعالی کی جسم نہین ہے کہ جسکے دو کنارے ہون ایک خدا کے ہاتہہ مین اور دوسرا ہمارے ہاتہون مین پس اس سے مراد بھی معنی حقیقی نہین ہین اور نیز اس حدیث مین کوئی ایسا امر نہین ہے کہ جو جہت علو پر دلالت کرے پس اس سے اثبات جہت پر کیونکر تمسک کیا جاوے اور اسکے خاتمہ مین جو لفظ عمل عمد و دما بین السماء والارض مذکور ہے پس اسکی بنا مجاز پر ہے جیسا کہ لغت عرب کے ماہرین پر مخفی نہین ہے لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث سواک سے نزدیک سیر نانہ کے کہ جسکے درمیان مذکور ہے کہ جب رات کا ثلث اول گذر جاتا ہے تو حق تعالے نیچے کے آسمان کی طرف اوترتا ہے پس طلوع فجر تک برابر وہین رہتا ہے تا آخر حدیث پس مصنف کو مفید نہین ہے اسلئے کہ حق تعالے کا ہبوط اور اسیطرح اوسکا نزول و استوار وغیرہ کہ جو ظاہر معنی کے لحاظ سے حق تعالے کے جسم یا جسمانی ہونے پر دال ہین پس یہ تمام الفاظ اپنے معانی حقیقیہ سے پہیرے ہوے ہین عقل و نقل کی دلیلون سے اور ان لفظون سے بدون انکے معانی حقیقیہ مراد لینے کے جہت ثابت کرنا نہایت دشوار ہے اور اسی بیان سے معلوم ہوگیا جو کچہہ ہمارا جواب مصنف کے اون دلائل سے ہے کہ جو اسکے بعد مذکور ہین اور اون مین نصف شعبان کی رات مین سماء دنیا کی طرف حق تعالے کے نزول فرمانے کا ذکر ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث جابرؓ سے حجۃ الوداع مین کہ جسکے آخر مین ہے پس فرمایا اپنی انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اوٹہاکر اور لوگونکی طرف اوسکو حرکت دیتے تہے تا آخر حدیث پس نا درست ہے

لان رفع السبابة الى السماء انما هو للاشارة الى عظمة الله تعالى ورفعة تنزيلا لها
منزلة البعد المكانى كما قيل فى تفسير قوله تعالى ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ فهو ايضا
مبنى على التجوز بدلالة العقل والنقل واما تمسكه بحديث ابى هريرة رضى الله
عنه الميت تحضره الملئكة الذى فى اخره فلا يزال يقال لها ذلك حتى ينتهى بها الى
السماء التى فيها الله تبارك وتعالى الحديث فهو بظاهره والمكان يوهم الى ما
زعمه لكن الجواب عنه هو الجواب عن مثل قوله تعالى ءَامِنْتُمْ مَنْ فِى السَّمَآءِ كما
قاله المصنف ايضا فى بيان قول الامام جعفر الصادق المذكور فى قبله فليراجع
واما تمسكه بحديث الحسن انى لفى حلقة على الى ان قال فرايته رافعا يديه
الى السماء وهو يقول الحديث فليس فيه من ثبوت الجهة بشئ لان رفع
الايدى الى السماء فى الدعاء كما هو مسنون للاشارة الى عظمة الله تعالى
تنزيلا لها منزلة البعد المكانى تجوزا والا فهو تعالى منزه عن الاشارة
اليه وكونه فى الجهات واما تمسكه بحديث قصة الوفات الذى فى اخره
وان كان الحكم الذى فى السماء الحديث فجوابه ما مر فى حديث الميت
واما تمسكه بحديث عمر انه عجوزة الذى فيه سمع الله شكونها من فوق
سبع سموات الحديث فهو ممنوع لكون الحديث مصروفا عن الظاهر لان
الفوقية الحقيقية من صفات الاجسام والله تعالى منزه عنها فالمراد بها ما يليق
به واما تمسكه بحديث رفع راسه الى السقف المسجد فهو ايضا مدفوع بان رفع
الراس للاشارة الى عظمة الله تعالى ورفعته تجوزا كما مر فى نظائره واما
تمسكه بحديث ابن مسعود رضى الله عنه قال ما بين السماء القصوى
والكرسى خمس مائة عام الذى فى اخره والله فوق العرش فهو ايضا مدفوع

اسلئے کہ انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھانا حق تعالےٰ کی عظمت و رفعت کی طرف اشارہ کے واسطے تھا اوسکو
قایم مقام بعد مکانی کے قرار دکیر جیسا کہ حق تعالیٰ کے قول وذالک الکتاب لاریب فیہ کی تفسیر مین کہا گیا ہے پھر یہہ اشارہ بھی عقل
ونقل کی دلالت سے مجاز پر مبنی ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا ابو ہریرہ رض کی اس حدیث سے کہ میت سے
پاس فرشتے حاضر ہوتے ہین جس کے آخر مین ہے (پس برابر اوسکو بھی کہا جاتا ہے یہان تک کہ اوسکو پہنچایا
جاتا ہے اوس آسمان تک کہ جس مین خدا ئے تبارک و تعالےٰ ہے آخر حدیث تک پس یہہ حدیث اگرچہ بظاہر مصنف
کے دعوی کے موہم ہے لیکن اسکا جواب وہی ہے کہ جو جواب مثل قول حق تعالیٰ (ءَاَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ) سے دیا جاتا ہے
چنانچہ مصنف نے بھی اوسکو قول امام جعفر صادق کے بیان مین جو اس سے پہلے گزر چکا ہے بیان کیا ہے پس جاہئے کہ اوسکے
طرف رجوع کیا جاوے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث حسن سے کہ مین علی کی جماعت مین تھا یہان تک کہ کہا پس مین نے اوسکو
دیکھا او کہا کہ آسمان کیطرف دونون ہاتھہ اٹھا کر فرماتے ہین آخر حدیث تک پس اسمین بھی ثبوت جہت کا اصلا نہین ہے اسلئے کہ دعا
مین ہاتھون کو آسمان کیطرف اوٹھانا جیسا کہ مسنون ہے عظمت خدا کیطرف اشارہ کرنے کیواسطے ہے اوسکو بمنزلہ بعد مکانی کے قرار
دیکر مجازاً ورنہ پس حق تعالیٰ پاک ہے مشار الیہ ہونے اور جہات مین ہونے سے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا قصہ وفات نبی صلعم
کی حدیث سے کہ جسکے آخر مین ہے اور اگر تمہارا معبود تھا جو کہ آسمان مین ہے آخر حدیث تک پس اسکا جواب وہی ہے جو
میت کی حدیث مین گزرا اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث عمر رض سے کہ وہ ایک بڑہیا کے پاس گزرے جسمین مذکور ہے کہ سن لیا
خدا نے اوسکی شکایت کو سات آسمانون کے اوپر سے تا آخر حدیث پس غیر مسلم ہے بسبب ہونے اس حدیث کے پہیری ہوئی
اپنے ظاہر معنی سے اسلئے کہ حقیقتاً اوپر ہونا اجسام کی صفات مین سے ہے اور حق تعالیٰ صفات اجسام سے پاک ہے پس مراد فوقیت
سے وہ ہے کہ جو شان الٰہی کے لائق ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حضرت عمر کے سر اوٹھانے سے سقف مسجد
کیطرف پس وہ بھی دفع کیا گیا ہے باین طور کہ سر کو اوٹھانا مجازاً خدا کی عظمت و رفعت کی طرف اشارہ کرنے کے واسطے
تھا جیسا کہ اس حدیث کے نظائر مین گزرا اور لیکن دلیل لانا مصنف کا ابن مسعود رض کی حدیث سے
کہ کہا اونہوں نے کہ ساتوین آسمان اور کرسی کے درمیان پانسو برس کی مسافت ہے جس کے
آخر مین ہے اور خدا عرش کے اوپر ہے پس اس حدیث کا جواب بھی گزر چکا ہے اور

بما مر واما حكمه بعد الاستدلال بهذه الاحاديث بان الاخبار والآثار في
الباب عن اهل بيت النبوة والاصحاب لا تعد ولا تحصى والكتاب الالهية
السابقة فمملوة من اثبات الجهة الفائقة وكذا كلام الانبياء المتقدمين
وادعيتهم انتهى فيتضمن عدة دعاوى الاول ان الاحاديث والاخبار والآثار
التي لا تعد ولا تحصى دالة على اثبات الجهة لله تعالى الثاني ان الكتاب
الالهية السابقة ايضا مملوة منه الثالث انها موجودة الى الآن لان
الدعوى الثاني قضية موجبة والموجبة لابد لها من وجود الموضوع
وايضا فيصرح بذلك فيما سياتي في هذا الكتاب الرابع ان الاحاديث
للانبياء المتقدمين ايضا وادعيتهم مملوة منه الخامس انها الى الآن موجودة
بالطرق الصحيحة التي يصلح الحديث بها للاستدلال والكل باطل واما الاول
فلان كلما يستدل به على كونه تعالى في الجهة الفائقة او يدل على ثبوت
صفة من صفات الاجسام له تعالى عن ذالك علوا كبيرا فهو ماول مصروف
عن ظاهر معناه بالكتاب والسنة واجماع الامة وادلة العقل والنقل و
يعاضده ما قال في الملل والنحل ان السلف من اصحاب الحديث لما راوا توغل
المعتزلة في علم الكلام ومخالفة السنة التي عهدوها من الائمة الراشدين
ونصرهم جماعة من امراء بني امية على قولهم بالقدر وجماعة من خلفاء بني العباس
على قولهم بنفي الصفات وخلق القرآن تحيروا في تقرير مذهب اهل السنة والجماعة
في متشابهات آيات الكتاب واخبار النبي عليه السلام فاما احمد بن حنبل وداود
بن علي الاصفهاني وجماعة من ائمة السلف فجروا على منهاج السلف المتقدمين عليهم
من اصحاب الحديث مثل مالك بن انس ومقاتل بن سليمان وسلكوا طريق السلامة

لیکن حکم کرنا مصنف کا ان حدیثون سے دلیل لانے کے بعد یا ین طور کہ اخبار و آثار اس باب مین اہلبیت نبوت و اصحاب سے بے شمار و بحید ہین اور کتب الہیہ سابقہ اثبات جہت سے مالا مال ہین اور اسیطرح کلام انبیاسے سابقین کا اور اونکی دعائین انتہی پس یہہ حکم چند دعوون پرشامل ہے پہلا دعویٰ یہہ کہ احادیث و اخبار و آثار بحید و بے شمار اثبات جہت پر دال ہین دوسرا دعویٰ یہہ کہ کتب الہیہ سابقہ ہی اس سے مالا مال ہین تیسرا دعویٰ یہہ کہ کتب سابقہ اب بھی موجود ہین اس لئے کہ دوسرا دعویٰ قضیہ موجبہ ہے اور موجبہ کے واسطے وجود موضوع ضروری ہے اور نیز مصنف نے اس دعویٰ کی تصریح بہی کی ہے اس کتاب مین جیسا کہ آیندہ آئیگا چوتھا دعویٰ یہہ کہ انبیاے سابقین کی حدیثین اور دعائین بہی اس سے مالا مال ہین پانچوان دعویٰ یہہ کہ پہلے نبیون کی حدیثین بہی ایسے طرق صحیحہ کے ساتہہ موجود ہین کہ جنکے وجہ سے حدیث لائق استدلال ہوتی ہے اور یہہ سب دعوی باطل ہین لیکن بطلان اول کا پس اس وجہ سے ہے کہ جس قدر آیات و احادیث کہ اون سے خدا کے جہت فائقہ مین ہونے پر دلیل لائی جاتی ہے یا اون سے صفات اجسام مین سے کسی صفت کا ثبوت حق تعالیٰ کے لئے مفہوم ہوتا ہے پس وہ اپنے ظاہری معنی سے ماؤل اور پہیری ہوئی ہین بدلیل کتاب و سنت و اجماع امت و دلائل عقلیہ و نقلیہ اور اس کی تائید کرتا ہے جو کہ ملل و نحل مین کہا ہے کہ محدثین سلف نے جب کہ معتزلہ کا توغل علم کلام مین اور اوس طریقہ کے مخالفت مین دیکہا کہ جسکو اونہون نے ائمہ راشدین سے معلوم کیا تہا اور امراے بنی امیہ کی ایک جماعت نے معتزلہ کو مدد دی اونکے قدر کے قائل ہونے پر اور خلفاے بنی العباس ہتے اونکی تائید کی اونکے نفی صفات و خلق قران کے قول مین پس وہ محدثین حیران ہو گئے مذہب اہل سنت والجماعت کے ثابت کرنے مین آیات و احادیث متشابہات کے باب مین پس امام احمد بن حنبل و داؤد بن علی اصفہانی اور ایک جماعت ائمہ سلف کی اپنے سے پہلے محدثین کے مسلک پر رہے مثل مالک بن انس و مقاتل بن سلیمان کے اور سلامتی کی راہ پر چلے

فقالوا نومن بما ورد به الكتب والسنة ولا نتعرض للتاويل بعد ان نعلم قطعا
ان الله تعالى لا يشبه شيئا من المخلوقات وان كلما يمثل في الوهم فانه خالقه ومقدره
وكانوا يحترزون عن التشبيه الى غاية قالوا من حرك يده عند قراءة خلقت
بيدى واشار باصبعه عند رواية قلب المومن بين اصبعين من اصابع
الرحمن وجب قطع يده وقطع اصبعه وقالوا انما توقفنا فى تفسير الاية وتاويلها
لامرين احدهما المنع الوارد فى قوله تعالى فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ
مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَاوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَاوِيْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ
وَالرّٰسِخُوْنَ فِى الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا فنحن نحترز من الزيغ و
الثانى ان التاويل امر مظنون بالاتفاق والقول فى صفات بارى تعالى
بالظن غير جايز فربما اولنا الاية على غير مراد البارى تعالى فوقعنا فى الزيغ
بل نقول كما قال الراسخون فى العلم كل من عند ربنا آمنا بظاهره وصدقنا
بباطنه ووكلنا علمه الى الله تعالى ولسنا مكلفين بمعرفة ذلك اذ ليس ذلك
من شرائط الايمان واركانه واحتاط بعضهم اكثر احتياطا حتى لم يفسر اليد
بالفارسية ولا الوجه ولا الاستواء ولا ما ورد من جنس ذلك بل ان احتاج
فى ذكرها الى عبارة عنها بما ورد لفظا بلفظ فهذا هو طريق السلامة
وليس هو من التشبيه فى شئ غير ان جماعة من الشيعة الغالية وجماعة
من اصحب الحديث الحشوية صرحوا بالتشبيه الهشاميين من الشيعة ومثل
مضر وكهمش واحمد الهجيمى وغيرهم من اهل الشيعة قالوا معبودهم صورة
ذات اعضاء وابعاض اما روحانية واما جسمانية ويجوز عليه الانتقال
والنزول والصعود والاستقرار والتمكن انتهى بقدر الحاجة وما قال البيهقى

پس کہا اونہون نے کہ ہم ایمان لاتے ہین اون صفات پر کہ جنکے باب مین کتاب و سنت وارد ہے بدون تاویل کے جدا سکے کہ ہم قطعاً جانتے ہین کہ حق تعالی کسی مخلوق کے مشابہ نہین ہے اور یہ کہ جو کچھ وہم مین گزرتا ہے پس حق تعالی کے پیدا کرنے اور ٹہرانے سے ہے اور تشبیہ سے یہانتک بچتے تھے کہ اونکا قول ہے کہ جسنے اپنے ہاتہ کو ہلایا (خلقت بیدی) کی قراءت کے وقت یا اپنی انگلی سے اشارہ کیا وقت کرنے اس حدیث کے (مومن کا دل رحمن کے دو انگلیون مین ہے) تو اوسکے ہاتہ و انگشت کا قطع کرنا واجب ہے اور کہا اونہون نے کہ متشابہ کی تفسیر و تاویل سے ہمنے دو وجہ سے توقف کیا ایک تو ممانعت کے سبب سے جو وارد ہے حق تعالی کے اس قول مین (پس لیکن جن لوگون کے دلون مین کجی ہے تو وہ قران کے متشابہ کے درپے ہو جاتے ہین طلب فتنہ و طلب تاویل کیواسطے حالانکہ اوسکی تاویل خدا کے سوا کسیکو معلوم نہین اور جو لوگ کہ علم مین ثابت قدم ہین کہتے ہین کہ ہم اسپر ایمان لاے یہہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے) پس ہم کجی سے بچتے ہین دوسرے اسوجہ سے کہ تاویل ایک ظنی امر ہے سب کے اتفاق سے اور کلام کرنا صفات باری تعالی مین گمان سے ناجائز ہے پس بسا اوقات ہماری تاویل خلاف مراد حق ہو جائیگی پس ہم کجی مین جا پڑینگے بلکہ ہم کہتے ہین جیسا کہ راسخین فی العلم کا قول ہے کہ یہہ سب ہمارے رب کیطرف سے ہے ہم ایمان لاے اسکے ظاہر پر اور تصدیق کی ہمنے اسکے باطن کی اور اسکا علم ہمنے خدا کو سونپا اور ہمکو اسکی معرفت کے لئے تکلیف شرعی نہین دی گئی اسلئے کہ متشابہ کی معرفت ایمان کے شرائط و ارکان مین سے نہین ہے اور اونمین سے بعض نے اس درجہ احتیاط کی کہ ید و وجہ و استوا وغیرہ اس قبیل کے الفاظ کا ترجمہ فارسی مین نکیا بلکہ اگر کسی موقع مین الفاظ مذکورہ کے بیان کی حاجت ہوتی تو لفظاً بلفظ جسطرح کہ وارد ہوے ہین اونکو بیان کر دیتے پس یہی سلامتی کا راستہ ہے اور اسمین تشبیہ کا نام تک نہین مگر ایک جماعت شیعہ غالیہ نے اور ایک جماعت محدثین حشویہ نے تشبیہ کی تصریح کی ہے جیسے کہ ہشامین اور مضر و کہمش و احمد ہجیمی وغیرہ اہل تشنیع کا قول ہے کہ ہمارا معبود صورت ہے کہ جسکے اعضا و ابعاض ہین یا روحانی یا جسمانی اور اوسکی شان مین انتقال و نزول و صعود و استقرار و تمکن جائز ہے انتہی بقدر حاجت اقول جو کہ بیہقی نے

فى كتب الاعتقاد واصحب الحديث فيما ورد به الكتب والسنة من امثال
هذا ولم يتكلم احد من الصحابة والتابعين فى تاويله على قسمين منهم من قبله
وامن به وحمله على وجه يصح استعماله فى اللغة ولا يناقض التوحيد ومنهم
من قبله وامن به ولم يأوله ووكل علمه الى الله سبحنه وتعالى ونفى الكيفية
والتشبيه عنه وقد ذكرناها تين الطريقتين فى كتاب الاسماء والصفات انتهى
وما قال المفتى العلامة فى التنبيه راعلم ان ما ورد فى الكتب والسنة من صفات
الله تعالى اذا كان ظاهر المعنى لا اشكال فيه كالعليم والقدير والمريد والسميع
والبصير والمتكلم اعتقدنا كما وردت بابقاء دلالتها على ما هى عليه وان كانت
فى اصل المعنى مخالفة بين الخالق والمخلوق فان علمنا مثلا عرض حادث قاصر
مستفاد من الغير وعلمه تعالى قديم كامل ذاتى الى ان قال فهذه الصفات على
ظواهرها من المعانى المخصوصة عند اهل اللسان وان كان مشكل المعنى يوهم
ظاهره الحدوث كقوله تعالى الرحمن على العرش استوى واصنع الفلك
باعيننا ويا ابليس ما منعك ان تسجد لما خلقت بيدى وجاء ربك وكل من
عليها فان ويبقى وجه ربك وفى الحديث فى دعائه صلى الله عليه وسلم وارزقنى
لذة النظر الى وجهك وينزل ربنا كل ليلة الى السماء الدنيا وغير ذلك ففيه
ثلاثة مذاهب احدها ان يومن بها كما جاءت ويفوض المراد منها الى الله تعالى
ولا يفسرها مع تنزيهه عن حقيقتها وهذا مذهب السلف واهل الحديث والثانى
ان ما دلها على ما يليق بجلاله تعالى على حسب مواقعها بشرط ان يكون من اهل بان
يكون عارفا بلسان العرب وقواعد الاصول والفروع ذا رياضة فى العلم وهذا مذهب
اكثر الخلف من المتكلمين والمحدثين وبعض السلف وكتب التفاسير وغريب

کتاب الاعتقاد مین کہا ہے (اور محدثین اون صفات مین کہ جنکے باب مین کتاب و سنت اس قسم کی وارد ہین اور صحا
و تابعین مین سے کسی نے اونکی تاویل مین کلام نہین کیا ہے دو قسم کے ہین ایک اونمین سے وہ لوگ ہین کہ جنہون نے متشا
کو قبول کرلیا اور اوسپر ایمان لے آئے اور اوسکی تاویل ایسی وجہ پر کردی کہ جسکا استعمال لغت عرب مین صحیح ہے اور
توحید کے مخالف نہین ہے اور دوسری قسم اونمین سے وہ لوگ ہین کہ جنہون نے متشابہ کو قبول کرلیا اور اوسپر
ایمان لائے اور اوسکی تاویل کو چھوڑ دیا اور اوسکی تاویل کا علم حق تعالی کی طرف سونپ دیا اور کیفیت و تشبیہ کی خدا سے
نفی کردی اور بیہقی نے ان دونون طریقون کو کتاب اسماء و صفات مین ذکر کیا ہے انتہی اور جو کہ مولانا مفتی محمد سعید نے تنبیہ مین
کہا ہے دیا نتو کہ جسقدر صفات الہیہ کتاب و سنت مین وارد ہے جبکہ اونکے معنی ظاہر ہون کہ اونمین کچھ اشکال
نہین ہوتا ہے جیسے کہ علیم قدیر مرید سمیع بصیر متکلم اونپر ہمارا اعتقاد ہے جسطرح سے کہ انکا ورود ہوا ہے ساتھہ باقی رکھنے
انکے دلالت کے اوسکے حال پر اگرچہ اصل معنی مین وہ صفات خالق و مخلوق مین مخالفت رکھتے ہین اسلئے کہ مثلاً ہمارا
علم عرض ہے کہ حادث ہے قاصر ہے غیر سے حاصل ہے اور حق تعالی کا علم قدیم ہے کامل ہے ذاتی ہے) یہانتک
کہ کہا دلیس یہ صفات مذکورہ اپنے ظاہری معانی مخصوصہ پر محمول ہین جنکو اہل لسان جانتے ہین اور اگر اوسکے معنی مین اشکال
ہو کہ جس سے بظاہر حدوث کا وہم ہو جیسے کہ قول حق تعالی کا (رحمن عرش پر مستوی ہوا) اور (چلاتا کشتی کو ہمارے آنکھون کے
سامنے) اور (اے ابلیس تجکو کس چیز نے منع کیا اوسکو سجدہ کرنے سے کہ جسکو مین نے اپنے دونون ہاتھہ سے پیدا کیا ہے) اور (آیا ہے
تیرا اور ہر شخص کہ زمین پر ہے فانی ہے اور باقی رہیگا وجہ تیرے رب کا) اور حدیث مین نبی صلعم کی دعا مین ہے (اور روزی کر مجکو اپنے
چہرے کیطرف دیکھنے کی لذت) اور (اوترتا ہے رب ہمارا ہر رات کو آسمان دنیا کیطرف) وغیرہ پس ان صفات مین تین مذہب ہین ایک
یہہ کہ اونپر ایمان لایا جاے جسطرح سے کہ یہہ وارد ہوئی ہین اور انسے جو کچھ مراد ہے اوسکا علم خدا کو سونپا جاے اور انکی تفسیر نکیجاے
بجہہ پاک سمجھنے کے حق تعالی کو انکے حقیقی معنی سے اور یہہ مذہب سلف محدثین کا ہے اور دوسرا یہہ کہ انکی تاویل کیجاے ایسے معنی مین کہ
جلال الہی کے لایق ہین باعتبار اونکے مواقع کے بشرطیکہ تاویل کرنیوالا اوسکا اہل ہو یعنی لوگ کہ لسان عرب کے پہچاننے والا ہو اور
اصول و فروع کے قواعد کا ماہر ہو علم مین مرتاض ہو اور یہہ مذہب اکثر متکلمین و
محدثین خلف اور بعض سلف کا ہے اور تفسیر کی کتابین اور احادیث غریبہ

الاحاديث مملوة من التاويل والثالث ان يجرى على ظاهرها ولا يأول شيئ منها وهو مذهب المشبهة انتهى وما قال الشيخ فى الفتوحات فى صفحه (٢٥٢) من الجلد الاول (وليعلم ان الآيت المتشابهت انما نزلت ابتلاء من الله لعباده ثم بالغ سبحنه فى نصيحة عباده فى ذلك ونهاهم ان يتبعوا المتشابه بالحكم وان لا يحكموا عليه بشيئ فان تاويله لا يعلمه الا الله واما الراسخون فى العلم ان علموه فباعلام الله لا بفكرهم واجتهادهم فان الامر اعظم ان تستقل العقول بادراكه من غير اخبار الحق فالتسليم اولى والحمد لله رب العالمين انتهى فعلم من هذه النقول ان اجراء المتشابهات على ظواهر معانيها ليس من مذهب اهل السنة والجماعة بل هو من مذهب المشبهة الحشوية وان التاويل امر مظنون بالاجماع والاحوط تركه الى التسليم وان ترجمتها بلسان آخر غير العربية خلاف الاحتياط لمكان مخافة الوقوع فى الزيغ فما فعله المصنف من ترجمتها فى الهندية ومن اجرائها على الظواهر ومن اثبات علم التاويل للعلماء بالاستقلال كما يستفاد من تعليله بان الراسخين فى العلم لو لم يكن لهم حظ فى علم المتشابه الا ان يقولوا آمنا به كل من عند ربنا لم يكن لهم فضل على الجهال لانهم جميعا يقولون ذلك وان الله تعالى لم يسو بين خلقه فى العلم بما لا سبيل لاحد من الخلق الى معرفته انتهى كله مخالف لمذهب اهل الحق واهل المعرفة

والجواب عن تعليله الاول ان التسوية بين العلماء لو لم يعلموا التاويل بالتعلم وبين الجهال ممنوع لان الجهال ليس لهم سبيل الى ان يقولوا كل من عند ربنا الا باتباع العلماء ولا لهم حظ من علم التاويل بخلاف العلماء الراسخين فان لهم ان يعلموه باعلام الله تعالى وان كان على وجه الظن دون القطع واليقين وعن الثاني ان تنزيل المتشابهت ليس للاتباع بها والعمل عليها حتى يعد لغو الخطاء بها يدور علمها بل انما هو ابتلاء من الله سبحنه لعباده بان يؤمنوا بها كما هى نزلت

تاویل سے مالامال ہین اور تیسرا یہہ کہ جاری کیجا نہین اپنے ظاہری معنی پر اور اصلا اونکی تاویل نکیجاے اور یہہ مذہب مشبہہ کا ہے انتہی
اور جو کہ شیخ اکبر نے فتوحات کے صفحہ ۱۷۰ جلد اول مین کہا ہے داور جاننا چاہئیے کہ آیات متشابہات کا نزول بندونکی ابتلاء کیواسطے ہوا ہے
پہر حق تعالی نے مبالغہ کیا ہے اسباب مین بندونکی نصیحت مین اور اونکو منع کیا ہے متشابہہ کی پیروی سے ساتہہ حکم کرنے کے اور
یہہ کہ نہ حکم کرین متشابہ پر کسی شے سے اسلئے کہ اوسکی تاویل بجز خدا کے کسیکو معلوم نہین ہے اور راسخین فی العلم کو اگر معلوم ہے
تو خدا کی تعلیم سے معلوم ہے اونکے فکر و اجتہاد سے نہین اسلئے کہ یہہ معاملہ عظیم تر ہے اس سے کہ عقول اسکے ادراک مین بغیر اخبار الہی کے
مستقل ہون پس خدا ہی کو سونپنا بہتر ہے اور سب تعریف پروردگار عالم کو ہے انتہی پس ان نقول سے معلوم ہوگیا کہ متشابہات
جاری کرنا اونکے ظاہری معنی پر اہل سنت والجماعت کا مذہب نہین ہے بلکہ وہ مشبہہ حشویہ کا مذہب ہے اور یہہ کہ تاویل امر
ظنی ہے باجماع امت اور زیادہ احتیاط اوسکو خدا کیطرف سونپنے مین ہے اور یہہ کہ متشابہات کا غیر عربی زبان مین ترجمہ کرنا
احتیاط کے خلاف ہے بسبب خوف واقع ہونے کے کجی مین پس یہہ جو مصنف نے متشابہات کا ترجمہ ہندی زبان مین کیا ہے
اور اونکو ظاہری معنی پر جاری کیا ہے اور اونکی تاویل کا علم علماء کے لئے بالاستقلال ثابت کیا ہے جیسا کہ مصنف کی تعلیل سے
معلوم ہوتا ہے باین طور کہ راسخین فی العلم کو اگر متشابہ کے علم مین حصہ نہو بجز اسکے کہ وہ کہین ہم ایمان لائے اسپر یہہ سب
ہمارے رب کے طرف سے ہے تو اونکو جاہلون پر کچہہ فضیلت نہوگی اور حالانکہ حق تعالی نے تمام مخلوق کو علم متشابہ
مین برابر نہین رکہا ہے انتہی اور نووی کے قول سے کہ یہی زیادہ صحیح ہے اسلئے کہ بعید ہے یہہ کہ خدا اپنے بندون سے اوس
چیز کا خطاب فرماوے کہ جسکی معرفت کیطرف کسی مخلوق کو راستہ نملے انتہی یہہ تمام مذہب اہل حق و اہل معرفت کے خلاف ہے
اور جواب مصنف کی پہلی تعلیل کا یہہ ہے کہ مساوات علماء و جہلا مین اگر علماء قطعی طور پر تاویل کو نہ جانین غیر مسلم ہے اسلئے کہ جاہلون کو بجز پیروی
علماء کے اسکا بہی راستہ نہین ہے کہ وہ کہین کہ یہہ سب ہمارے رب کیطرف سے ہے اور نہ اونکا علم تاویل مین کچہہ حصہ ہے
بخلاف علماے راسخین کے اسلئے کہ اونکو ممکن ہے کہ تاویل کو خدا کی تعلیم سے معلوم کرلین اگرچہ یہہ علم اونکا ظنی ہوگا قطعی و یقینی
اور دوسری تعلیل کا جواب یہہ ہے کہ متشابہات کا نازل کرنا عمل و اتباع کے لئے نہین ہے حتی کہ بدون اوسکے
علم کے اونکے ساتہہ خطاب کرنا بعید ہو بلکہ وہ خدا کے طرف سے بندون کے
آزمایش کے لئے ہے باین طور کہ وہ متشابہات پر ایمان لائین جس طرح کہ اونکا ورود ہوا ہے

بدون النظر والخوض فی معانیها ولذلك نهاهم عن اتباعها بالحکم علیها و وکل علمها الی ذاته تعالی فبطل دعوته الاول بحوله تعالی وقوته واما الدعوی الثانی والثالث فسیاتی بطلانهما فی بحث الکتب الالٰهیة فلینتظروا واما الرابع والخامس فقد مر بطلانهما فی المقدمة فلیراجع الیها قال ولابن ابی شیبة فالدارمی عن عباس العمی قال بلغنی ان داؤد النبی صلی الله علیه وسلم کان یقول فی دعائه سبحانك اللهم انت ربی تعالیت فوق عرشك ولابن ابی شیبة عن ابی عبد الله الجدلی قال ما رفع داؤد رأسه الی السماء حتی مات وله عن سلیمان بن عامر الشعبانی قال ارأیتم سلیمان وما اوتی فی ملکه فانه لم یرفع رأسه الی السماء حتی قبضه الله تخشعا لله وله عن ابی الصدیق الناجی ان سلیمان بن داؤد خرج بالناس یستسقی فمر علی نملة مستقبلة علی قفاها رافعة قوائمها الی السماء وهی تقول اللهم انی خلق من خلقك لیس بنا غنی عن رزقك فاما ان تسقینا واما ان تهلکنا فقال سلیمان للناس ارجعوا فقد سقیتم بدعوة غیرکم و روی ابن حبان فی الثقات فی طبقة تبع اتباع التابعین فی ترجمة عبد الرحیم بن موسی الایلی عن ابی الصدیق الناجی نحوه و روی الدارقطنی فی سننه عن ابی هریرة سمعت رسول الله صلعم یقول خرج نبی من الانبیاء بالناس یستسقی فاذا هو بنملة رافعة قوائمها الی السماء فقال ارجعوا فقد استجیب لکم من اجل شان هذه النملة (قلت) وقد رأیت انا الحقیر وکان قد اصاب الناس قحط ولم یمطروا و هلکت الدواب اذا جاموشة عوجت راسها ونظرت الی السما وصاحت والقت بدموع الی الارض فاذا السماء قد غیمت وکثر السحاب وتواتر المطر والحمد لله رب الکبریاء علی الالاء والنعماء وعن علی بن ربیعة قال رأیت

اور اونکے معانی مین کچھ غوض و فکر نہ کرین اور اسیوجہ سے اونکو منع فرمایا ہے متشابہات کی پیروی کرنے سے ساتھہ حکم کرنے کے اونپر اور اونکا علم اپنے ذات پر سونپا ہے پس مصنف کا پہلا دعوی باطل ہوگیا خدا کی حول و قوت سے اور لیکن دوسرا اور تیسرا دعوی پس اون دونوں کا بطلان کتب الہیہ کی بحث مین آئیگا پس چاہئے کہ انتظار کیا جاسے اور لیکن چوتھا اور پانچوان دعوی پس اون دونون کا بطلان مقدمہ مین گزر چکا ہے پس مقدمہ کیطرف رجوع کیا جاسے (کہا مصنف نے) اور ابن ابی شیبہ نے بہرداری ہے نے عباس عمی سے روایت کی ہے کہ کہا اونہون نے کہ مجکو خبر پہونچی ہے کہ داؤد نبی صلعم اپنی دعا مین کہتے تھے پاک ہے تو اسے خدا تو ہی میرا رب ہے بلند ہوگیا تو اپنے عرش کے اوپر اور ابن ابی شیبہ نے ابو عبداللہ جدلی سے روایت کی ہے کہا اونہون نے کہ داؤد نے اپنا سر تے دم تک آسمان کیطرف نہین اوٹھایا اور اوسنے سلمان بن عامر شعبانی سے روایت کی ہے کہا اونہون نے تمکو معلوم ہے سلیمانؑ اور اونکی حکومت کا حال حالانکہ اونہون نے اپنا سر آسمان کیطرف نہین اوٹھایا یہان تک کہ خدا نے اونکی روح کو قبض کر لیا خوف خدا کے سبب سے اور اوسنے ابوالصدیق ناجی سے روایت کی ہے کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام بارش کی دعا کیواسطے لوگونکی ساتھہ باہر نکلے پس ایک چونٹی کے پاس گزرے کہ چت لیٹے تھے اپنے چارون پیرونکو آسمان کیطرف اوٹھاسے ہوسے اور کہہ رہے تھے اسے خدا مین تیری مخلوق مین سے ایک شخص ہون ہمکو تیری روزی سے بے پروائی نہین ہے پس یا تو ہمکو پانی دے یا ہمکو ہلاک کر دے پس کہا سلیمانؑ نے لوگون سے کہ لوٹ چلو اسلئے کہ تمکو بارش عطا کی گئی تمہارے غیر کی دعا سے اور اسکے مثل روایت کی ابن حبان نے ثقات کے طبقہ تبع تابعین مین عبدالرحیم بن موسیٰ ایلی کے احوال مین ابوالصدیق ناجی سے اور روایت کیا دار قطنی نے اپنے سنن مین ابوہریرہؓ سے کہ سنا مین نے رسول خدا صلعم کو کہ فرماتے تھے کہ پہلے نبیون مین سے ایک نبی لوگون کے ساتھہ بارش کی دعا کے لئے باہر نکلے پس اونکا گذر ایک چیونٹی پر ہوا کہ جو اپنے پیرون کو آسمان کیطرف اوٹھاسے ہوسے تھے پس نبی نے کہا کہ لوٹ چلو اسلئے کہ تمہارا مدعا حاصل ہوگیا اس چیونٹی کی بدولت (مین کہتا ہون) کہ مجہ حقیر نے بہی ایک ماجرا دیکہا ہے لوگ قحط مین مبتلا ہوگئے تھے اور بارش نہوتی تہی اور چوپاسے ہلاک ہو رہے تھے کہ ایک بھینس نے اپنے سر کو ٹیڑہا کر کے آسمان کیطرف دیکہا اور شور کیا اور چند آنسو زمین پر گرا سے پس اوسی دم آسمان پر ابر چہا گیا اور بادلون کی کثرت ہوئی اور خوب پانی برسا اور سب تعریف خدا کے لئے ہے کہ صاحب بزرگی کا ہے اوسکی بخششون اور نعمتون پر اور علی بن ربیعہ سے مروی ہے ۔

عليا الى بدابة فلما وضع رجله فى الركاب قال بسم الله فلما استوى عليها قال
الحمد لله سبحٰن الذى سخر لنا هذا وما كنا له مقرنين وانا الى ربنا لمنقلبون ثم حمد الله
ثلاثا وكبر ثلاثا وقال سبحان الله ثلاثا ثم قال سبحٰنك لا اله الا انت انى ظلمت
نفسى فاغفر لى ذنوبى انه لا يغفر الذنوب الا انت ثم ضحك فقلت مم ضحكت
يا امير المومنين قال كنت ردف رسول الله صلعم ففعل مثل ما فعلت ثم ضحك فقلت
مم ضحكت يا رسول الله قال يعجب الرب من عبده اذا قال رب اغفر لى ويقول علم
عبدى انه لا يغفر الذنوب غيرى ولفظ ان الله ليضحك الى العبد اذا قال لا اله
الا انت سبحٰنك انى ظلمت نفسى فاغفر لى فانه لا يغفر الذنوب الا انت قال
عبدى عرف ان له ربا يغفر ويعاقب اخرجه الطيالسى وعبد الرزاق وسعيد
بن منصور وابن ابى شيبة واحمد وابن صنيع وعبد بن حميد وابو داؤد والترمذى
وقال حسن صحيح والنسائى وابو يعلى وابن جرير وابن المنذر وابن خزيمة وابن
شاهين فى السنة وابن مردويه والحاكم وصححه والبيهقى والضياء فى المختارة
ورواه ابو بكر بن ابى داؤد والاجرى فى كتب الشريعة مختصرا وفيه كنت ردف
على بن ابى طالب فى جبانة الكوفة (الحديث) وعند ابن ابى شيبة وابن منيع
وصحح عن على بن ربيعة قال حملنى على خلفه ثم سار فى جانب الحرة ثم رفع راسه
الى السماء فقال اللهم اغفر لى ذنوبى انه لا يغفر الذنوب احد غيرك ثم التفت الىّ
فضحك فقلت يا امير المومنين استغفارك ربك والتفاتك الىّ فضحك قال
حملنى رسول الله صلعم ثم سار الى جانب الحرة ثم رفع راسه الى السماء فقال اللهم اغفر لى
ذنوبى انه لا يغفر الذنوب احد غيرك ثم التفت الىّ فضحك فقلت يا رسول الله
استغفارك ربك والتفاتك الىّ فضحك قال ضحكت لضحك ربى بعجبه لعبده

کہا اونہون سنے کہ مین سنے علیؓ کو دیکہا کہ ایک سواری سکے جانور سکے پاس آ سے پہر جبکہ اپنا پیر رکاب مین رکہا فرمایا بسم اللہ پہر جبکہ اوسکے
اوپر سیدہے ہوگئے تو فرمایا الحمد اللہ پاک ہے وہ ذات کہ جسنے اسکو ہمارا مطیع کیا اور ہم اسکے نزدیک ہنو سنے تہے اور ہم اپنے رب ہی کیطرف
واپس ہونیوالے ہین پہر تین مرتبہ الحمد اللہ کہا اور تین بار اللہ اکبر کہا اور تین بار سبحان اللہ کہا پہر کہا پاک ہے تو تیرے سوا کوئی معبود نہین ہے
مین سنے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے پس تو میرے گناہونکو بخشدے بیشک گناہون کا بخشنیوالا تو ہی ہے پہر ہنسے تو مین سنے کہا کہ کس وجہ سے آپ
ہنسے اے امیر المومنین کہا کہ مین حضرت رسول خدا صلعم کے پیچہے سوار تہا پس کیا اونہون سنے جیسا کہ مین سنے کیا ہے پہر ہنسے تو مین سنے کہا
کس وجہ سے ہنسے تم اے رسول خدا کے فرمایا کہ تعجب کرتا ہے رب اپنے بندے سے جبکہ وہ کہتا ہے کہ اے رب مجکو بخشدے اور فرماتا
ہے کہ میرے بندے کو معلوم ہوگیا ہے کہ میرے سوا کوئی گناہون کو نہین بخشتا ہے اور ایک حدیث مین اسطرح پر ہے کہ بیشک خدا بندہ
کیطرف ہنستا ہے جبکہ وہ کہتا ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہین ہے پاک ہے تو بیشک مین سنے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے پس تو مجکو بخشدے اسلیے
کہ گناہون کو تیرے سوا کوئی نہین بخشتا ہے تو فرماتا ہے کہ میرے بندے سنے پہچان لیا ہے کہ اوسکا ایک رب ہے کہ جو بخشتا ہے اور عذاب کرتا ہے اسکو
روایت کیا طیالسی وعبدالرزاق وسعید بن منصور وابن ابی شیبہ واحمد وابن منیع وعبد بن حمید وابو داؤد و ترمذی سنے اور کہا ترمذی سنے کہ یہ حدیث
حسن صحیح ہے اور نسائی وابو یعلی وابن جریر وابن منذر وابن خزیمہ وابن شاہین سنے سنہ مین اور ابن مردویہ وحاکم سنے اور اسکو صحیح کہا ہے اور
بیہقی وضیا سنے مختارہ مین اور اسکو روایت کیا ابوبکر بن ابو داؤد سنے پہر آجری سنے کتاب الشریعۃ مین اختصار کے ساتہ اور اوسمین یہا
طرح پر ہے کہ تہا مین پیچہے سوار ہونے والا علی بن ابی طالب سکے کہونے سکے میدان مین تا آخر حدیث اور ابن ابی شیبہ وابن
منیع کی روایت مین کہ جسکو صحیح کیا گیا ہے علی بن ربیعہ کی روایت سے اس طرح پر ہے کہ کہا راوی سنے کہ مجکو سوار کر لیا اپنے پیچہے پہر
تشریف سے چلے سید ان کی طرف پہر اوٹہایا سر کو آسمان کیطرف اور کہا اے خدا میرے گناہون کو بخشدے بیشک گناہون کو کوئی
نہین بخشتا ہے بجز تیرے پہر میری طرف متوجہ ہوکر ہنسے پس مین سنے کہا کہ اے امیر المومنین آپکا مواقف چاہنا اپنے رب سے اور میری طرف متوجہ
ہوکر ہنسنا فرمایا کہ مجکو سوار کیا رسول خدا صلعم سنے پہر تشریف سے چلے میدان کیطرف پہر اپنے سر کو آسمان کیطرف اوٹہاکر کہا اے خدا
میرے گناہون کو بخشدے اس لئے کہ تیرے سوا کوئی گناہون کو نہین بخشتا ہے پہر میرے طرف متوجہ
ہوکر ہنسے تو مین سنے کہا کہ اے رسول خدا اسکے معافی طلب کرنا آپ کا اپنے رب سے اور میری
طرف متوجہ ہوکر ہنستا فرمایا کہ ہنسا مین جس طرح کہ میرا رب ہنسا بسبب تعجب کرنے کے اپنے بندے سے

انه يعلم انه لا يغفر الذنوب احد غيره ولاخرج احمد عن ابن عباس ان رسول الله
صلعم اردفه على دابة فلما استوى عليها كبر ثلاثا وسبح ثلاثا وهلل الله وحده
ثم ضحك ثم قال ما من امرء مسلم يركب دابة فيصنع كما صنعت الا اقبل الله يضحك
اليه كما ضحكت اليك ولابي يعلى عن الفرات بن سليمان قال قال على الا يقوم احدكم
فيصلي اربع ركعات قبل العصر ويقول فيهن ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول تم نورك فهديت فلك الحمد وعظم حلمك فعفوت فلك الحمد وبسطت
يدك فاعطيت فلك الحمد ربنا وجهك اكرم الوجوه وجاهك اكرم الجاه وعطيتك
افضل العطية واهناها تطاع ربنا فتشكر وتعصى ربنا فتغفر وتجيب المضطر
وتكشف الضر وتشفي السقيم وتغفر الذنب وتقبل التوبة ولا يجزي بالائك
احد ولا يبلغ مدحك قول قائل ولخشيش بن اصرم في الاستقامة عن عاصم
بن ضمرة ان عليا كان يدعو ربنا وجهك اكرم الوجوه وجاهك خير الجاه
ولابي داؤد والنسائي وابن جرير وابن ابي الدنيا والبيهقي في الاسماء والصفات
وابن السني في عمل اليوم والليلة عن ابي اسحاق عن الحارث وابي ميسرة عن
على قال كان النبي صلعم يقول عند مضجعه اللهم اعوذ بوجهك الكريم بكلماتك
التامة من شر ما انت آخذ بناصيته (الحديث) والاحاديث الصحيحة في الباب
كثيرة شهيرة عن اهل بيت النبوة والاصحاب (والحق الصواب) وفصل الخطاب
في الباب المعلوم باحاديث المعصومين الكتاب ان الله تعالى من جهة ذاته الآن
كما كان لا يشتمله زمان ولا يحتمله المكان فانه هو منشئ الزمان ومبدئ المكان
وانه تعالى كان ولم يكن شيئ غيره كما في حديث البخاري في بدء الخلق فخلق
نور حبيبه محمد صلى الله عليه وآله وسلم ثم خلق الماء ثم خلق عرشه على الماء

اس امر مین کہ وہ جانتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی گناہون کو نہین بخشتا ہے اور امام احمدؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا
صلعم نے اونکو اپنے سواری پر اپنے پیچھے سوار کر لیا پھر جب برابر ہو گئے اوسپر تکبیر کہی تین بار اور سبحان اللہ کہا تین بار اور لا الٰہ الا اللہ
کہا ایک مرتبہ پھر ہنسے اور فرمایا کہ جو مسلمان بندہ اپنی سواری کے جانور پر سوار ہو اور کرے جس طرح کہ مین نے کیا خدا سے تعالی اوسکے
طرف متوجہ ہو کر ہنستا ہے جس طرح کہ مین تیری طرف متوجہ ہو کر ہنسا اور ابو یعلی نے فرات بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا اونہون نے کہ فرمایا
علیؓ نے کیا نہین کہڑا ہوتا ہے ایک تم مین کا کہ پڑھے چار رکعتین عصر سے پہلے اور کہے اونہین جو کہ رسول خدا صلعم کہتے تھے کہ دکامل ہے نور تیرا پس
راہ دکہائی تو نے پس تیرے ہی واسطے حمد ہے اور عظیم ہے حلم تیرا پس معاف کیا تو نے پس تیرے ہی واسطے حمد ہے اور کشادہ ہے
ہاتہہ تیرا پس عطا کی تو نے پس تیرے ہی واسطے حمد ہے اے ہمارے رب تیرا وجہ سب وجوہ سے زیادہ بزرگ ہے اور تیرا مرتبہ سب مرتبون
سے اکرم ہے اور تیری عطا کل عطاؤن سے افضل و زیادہ خوشگوار ہے تیری فرمان برداری کیجاتی ہے اے رب ہمارے تو تو شکر گزار ہوتا ہے
اور تیری نافرمانی کیجاتی ہے اے پروردگار ہمارے پس تو بخشدیتا ہے اور تو مدد کرتا ہے بیقرار کی اور دور کرتا ہے سختی کو اور شفا دیتا ہے
بیمار کو اور بخشتا ہے گناہ کو اور قبول کرتا ہے توبہ کو اور تیری بخششون کا بدلا کوئی نہین دیسکتا ہے اور نہین پہونچتا ہے تیری مدح کو قول کسی
قائل کا اور خیثمہ بن حازم نے استقامت مین عاصم بن ضمرہ سے روایت کی ہے کہ علیؓ دعا کیا کرتے تھے کہ اے ہمارے رب تیری ذات
بزرگ تر ہے سب ذاتون سے اور تیری جاہ بہتر ہے سب جاہون سے اور ابو داؤد و نسائی و ابن جریر و ابن ابوالدنیا و بیہقی کی روایت ہے اسماء
وصفات مین اور ابن سنی کی عمل الیوم واللیلہ مین ابو اسحق سے اونہون نے روایت کی حارث و ابو میسرہ سے اونہون نے علیؓ سے کہا اونہون نے
کہ نبی صلعم اپنے لیٹنے کے وقت کہتے تھے اے خدا مین پناہ لیتا ہون تیری بزرگ ذات اور تیرے کامل کلمات کی شر سے اوس چیز کے
کہ جسکے موی پیشانی کو تو پکڑے ہوئے ہے آخر حدیث تک اور احادیث صحیحہ اسباب مین بہت ہین کہ مشہور ہین اہل بیت
نبوت و اصحاب سے داور حق صواب و فصل خطاب اسباب مین جو معلوم ہے نبی معصوم کی حدیثون سے یہ ہے کہ حق تعالی اپنے
ذات کے اعتبار سے اب بہی ویسا ہی ہے کہ جیسا کہ پہلے تھا اوسکو زمانہ شامل ہے نہ اوسکو کوئی مکان حامل ہے اسلئے
کہ وہی زمانہ کا پیدا کرنے والا ہے اور مکان کا ایجاد کرنے والا اور وہ تھا اور کوئی شے اوس کے
سوا نہتی جیسا کہ بخاری کے حدیث آغاز آفرینش کے اندر مذکور ہے پھر اپنے حبیب
محمد صلعم کا نور پیدا کیا پھر پانی کو پیدا کیا پھر اپنا عرش پانی کے اوپر پیدا کیا پھر

ثم خلق القلم يكتب بامره مقادير الخلق ثم بعد خمسين الف سنة خلق السموات والارض فی ستة ايام ثم استوى على العرش استواء يليق بجلاله (قال) الشيخ ابراهيم الكردی المدنی فی رسالة الامم تلخيصا لكلام الشيخ الاشعری فی كتبه ان الله تعالى من حيث ذاته لا مكان له ولا جهة لغناه الذاتی ولكن له الاطلاق فی التجلی فی اى مظهر شاء مع بقاء التنزيه بليس كمثله شیء فصح الاستواء على العرش على ظاهره بمقتضى التجلی فی مظهر يقتضی ذلك وصح ان يكون له جهة فوق لكون العرش اعلى الاجرام من غير منافات للتنزيه واذا صح الاستواء على ظاهره مع بقاء التنزيه صح النزول كل ليلة الى السماء الدنيا فی الثلث الاخير حتى يطلع الفجر كما تواتر النقل بذلك وكذا سائر المتشابهات وبالله التوفيق نور السموات والارض انتهى اقول بحول الله تعالى وقوته قد تمسك المصنف فی هذا القول بعدة اخبار يستدل بها على اثبات الجهة لله تعالى وحكم فی اخره ناقلا عن الامم لابراهيم الكردی بان الاستواء على العرش على ظاهره معناه صحيح بمقتضى التجلی فی مظهر يقتضی ذلك وكذا ان يكون له تعالى جهة الفوق على ظاهره معناها صحيح لكون العرش اعلى الاجرام من غير منافاة للتنزيه وكذا النزول الى السماء الدنيا وسائر المتشابهات على ظاهرها معانيها صحيح ونحن نجيب اولا عن متمسكاته ثم نبين فساد هذا الحكم بعده ان شاء الله تعالى اما تمسكه بدعاء داود عليه السلام سبحانك اللهم انت ربی تعاليت فوق عرشك فغير صحيح لان المراد بالفوقية فی هذا الدعاء ما يليق بحضرة الاله لا ما هو الظاهر لانه من صفات الاجسام والله تعالى مقدس عنها واما تمسكه بحديث سليمان بن عامر الشعبانی قال ارأيتم سليمان وما اوتی فی ملكه فانه لم يرفع رأسه الى السماء حتى قبضه الله تخشعا لله فايضا غير مفيد له لان عدم الراس الى السماء تخشعا لا يدل على كونه تعالى فی الجهة الفائقة كما ان وضع الجبهة

پہر قلم کو پیدا کیا کہ لکہے خدا کے حکم سے مخلوق کی مقدارون کو پہر پچاس ہزار برس کے بعد پیدا کیا آسمانون و زمین کو چہہ روز مین
پہر مستوی ہوا عرش پر ایسا مستوی ہونا کہ اوسکے جلال کے لائق ہے کہا شیخ ابراہیم کردی مدنی نے اپنے رسالہ اُمم مین کلام شیخ
اشعری کو جو اونکی کتابون مین مذکور ہے فحص کر کے کہ حق تعالی اپنے ذات کے اعتبار سے نہ مکان رکہتا ہے اور نہ جہت
بسبب اپنے غنای ذاتی کے ولیکن اوسکے لئے اطلاق ہے جلوہ کرنے مین جس مظہر مین اوس نے چاہا باوجود باقی رہنے
تنزیہ کے دلیل کمثلہ شیٔ کے سبب سے پس ثابت ہوگیا سیدہا ہوجانا خدا کا عرش کے اوپر ظاہری معنی کے لحاظ سے بسبب
مقتضا ے تجلی کے ایسے مظہر مین کہ استوا کے ظاہری معنی کا چاہتا ہے اور ثابت ہوگیا کہ خدا کے لئے جہت فوق ہے بسبب
عرش کے بلند تر جسمون کا بدون منافات کے تنزیہ سے اور جبکہ ثابت ہوگیا استوا ظاہری معنی کے لحاظ سے باوجود باقی رہنے تنزیہ
کے ثابت ہوگیا اوترنا ہر رات مین آسمان دنیا کی طرف اخیر تہائی حصہ مین طلوع فجر تک جیسا کہ اسکے باب مین نقل متواتر کو پہونچگئی
ہے اور اسیطرح تمام متشابہات اور خدا ہی سے توفیق ہے کہ آسمانون و زمین کا نور ہے انتہی مین کہتا ہون حق تعالی کی محل و فوقیت کو
مصنف نے اس قول مین چند اخبار کو دستاویز بنایا ہے کہ جنسے اثبات جہت پر دلیل لایا ہے اور اسکے آخر مین ابراہیم کردی کی امم
سے نقل کر کے حکم لگایا ہے کہ عرش پر مستوی ہونا اپنے ظاہری معنی کے اعتبار سے صحیح ہے مقتضاے تجلی کے وجہ سے ایسے مظہر مین کہ
اسکو مقتضی ہے اور اسیطرح جہت فوق کا حق تعالی کے لئے ثابت ہونا صحیح ہے ظاہری معنے پر بسبب ہونے عرش کے بلند تر
اجسام کا بدون منافی ہونے تنزیہ کے اور اسیطرح نزول آسمان کیطرف اور کل متشابہات ظاہر معانی کے اعتبار سے صحیح ہین انتہی اور ہم اول مصنف
کے دلائل کا جواب سابقہ ہین اوسکے بعد اس حکم کا حساب بیان کرینگے اگر خدا نے چاہا لیکن دلیل لانا مصنف کا داؤد کی اس دعا سے کہا کہ ہے
تو نے خدا تو ہی میرا رب ہے بلند ہے تو اپنے عرش کے اوپر پس نادرست ہے اس لئے کہ فوقیت سے مراد اس
دعا مین ایسی صفت ہے جو بارگاہ خداوندی کے لائق ہے نہ کہ ظاہری معنی اس لئے کہ وہ جسم مادہ کی صفت ہے اور حق تعالی
صفات اجسام سے پاک ہے اور دلیل لانا اوسکا سلیمان بن عامر شعبانی کی اس حدیث سے کیا تجکو معلوم ہے
سلیمان اور اوسکی حکومت کا حال پس انہون نے اپنا سر آسمان کیطرف نہین اوٹھایا یہان تک کہ خدا نے اونکی
روح کو قبض کر لیا بوجہ خوف خدا کے سبب سے الخ پس یہ بہی غیر مفید ہے اس لئے کہ سر کو آسمان کی طرف نہ اوٹہانا
عاجزی کے واسطے اس امر کی دلیل نہین ہے کہ خدا تعالی جہت فوقانی مین ہے جیسا کہ پوشیدہ نہین ہے اسکو

على الارض فى السجود تعبد اذ استقبال القبلة فى الصلوة لايدل على كونه تعالى فى
الارض او جانب القبلة واما تمسكه بقصة رفع النملة قوائمها الى السماء للاستسقاء
فغير مجدٍ له لان المسنون فى الدعاء هو رفع الايدى الى السماء للاشارة الى عظمة الله
تنزيلا لها منزلة البعد المكانى تجوزًا والا فيلزم كونه تعالى مشارًا اليه محدودًا
فى جهة الاشارة دون غيرها وهو يستلزم الحدوث كما مرّ مفصلا فى شرح
قول الامام جعفر الصادق منقولا عن التنبيه وهكذا الجواب عن تمسكه بقصة الجاموس
واما الحاديث الضحك والتعجب والوجه والجاه فالتى فيها ذكر رفع الراس الى السماء
فمر جوابها غير مرة من انه للاشارة الى عظمة الله تجوزا لا انه اصلى لاثبات الجهة الفائقة
له تعالى الحقيقة والتى ليس فيها ذكره فان اتى بها لاثبات الجهة فهو باطل وان اتى
بها لاثبات الضحك والتعجب والوجه والجاه له تعالى فمسلم ولكن هذه الصفات
فى حقه تعالى من المتشابهات فيؤمن بها كما يؤمن بسائر المتشابهات مع القطع بان علمها
كما هى موكول الى الله ولا يحمل على ظواهرها لكونها من صفات الاجسام والله
منزه عن ذالك واما حكمه المذكور فهو جمع بين مذهب المتكلمين ومذهب الحشوية
ومستلزم لاجتماع النقيضين اما الاول فلان المتكلمين ذهبوا الى تنزيه الله تعالى
عن ظواهر المتشابهات لكونها من صفات الحدوث الا ان بعضهم اولها الى ما يليق
به تعالى وبعضهم سكت عن التاويل ووكل علمه الى الله والحشوية حملوها على
ظواهرها كما قال المفتى العلامة فى صدر التنبيه وبعد فقد ظهرت فى هذه الايام فرقة
من الجهال الحشوية الضلال تثبت الجهة لله تعالى مستدلين بظواهر ايات الاستواء
وغيرها واحاديث النزول وانه سبحانه فى السماء وفوق العرش وتقول انها بالمعنى
الظاهر الحقيقى وانها محكمة معنى ومتشابهة كيفية وله تعالى اليد والاصابع والوجه

کو زمین پر رکہنا سجدہ مین عبادت کے لئے یا قبلہ کیطرف مونہہ کرنا نماز مین دلیل نہین ہے اسکی کہ خدا زمین مین ہے یا جہت قبلہ
مین ہے اور دلیل لانا مصنف کا چیونٹی کے آسمان کیطرف اپنے پاؤن اوٹھانے سے دعا سے بارش کے لئے پس غیر مفید
ہے اس لئے کہ دعا مین آسمان کیطرف ہاتھ اوٹھانا جو مسنون ہے واسطے اشارہ کرنے کے ہے عظمت الٰہی کیطرف
اوسکو مجازاً آبدیکانے کے قائم مقام قرار دیکر ورنہ لازم آئے خدا کا مشار الیہ و محدود ہونا جہت اشارہ مین۔ اونکے غیر مین
اور یہ امر مستلزم ہے حدوث کا جیسا کہ بالتفصیل گزرا امام جعفر صادق کے قول کی شرح مین تنبیہ سے نقل کرکے اور یہی جواب ہے
مصنف کے دلیل لانے کا ہیئیس کے قصہ سے اور لیکن حدیثین ضحک و تعجب و وجہ و جاہ کی پس جنمین کہ آسمان کیطرف سر
اوٹھانے کا ذکر ہے اونکا جواب تو چند بار گزر چکا ہے کہ سر کا اوٹھانا اشارہ کیواسطے ہے عظمت الٰہی کی طرف مجازاً۔ اور جنمین
صلاحیت نہین ہے خدا کے لئے جہت فوق کے ثابت کرنیکی حقیقتاً اور جنمین سر اوٹھانے کا ذکر نہین ہے پس اگر اونکو اثبات جہت
کے لئے لایا ہے تو یہ باطل ہے اور اگر ضحک و تعجب و وجہ و جاہ خدا کے لئے ثابت کرنے کو لایا ہے تو مسلم ہے ولیکن یہ صفات
خدائے تعالی کے حق مین متشابہات مین سے ہین پس انپر ایمان لایا جائیگا جسطرح کہ اور متشابہات پر لایا جاتا ہے ساتہہ یقین کے اس
امر مین کہ انکا واقعی علم خدا ہی کو ہے اور ظاہری معنی پر انکو حمل نکیا جائیگا اسلئے کہ اسکے ظاہری معنی صفات اجسام سے ہین اور اللہ تعالے
صفات اجسام سے پاک ہے اور لیکن مصنف کا حکم کرکے پس وہ جمع کر دیتا ہے مذہب متکلمین و مذہب حشویہ کو اور مستلزم ہے
اجماع نقیضین کو لیکن امر اول پس اس وجہ سے ہے کہ متکلمین کا مذہب خدا کو پاک جانتا ہے متشابہات کے ظاہری
معنی سے بسبب اونکے صفات سے حدوث ہونیکے مگر بعض متکلمین نے اونکی تاویل کی ہے ایسے معنے
مین کہ جو حق تعالی کے لائق ہین اور بعض نے تاویل سے سکوت کیا ہے اور علم تاویل کو خدا کو سونپ دیا ہے
اور حشویہ نے اونکو حمل کیا ہے اونکے ظاہری معنی پر جیسا کہ مفتی علامہ نے تنبیہ کے شروع مین کہا ہے۔ اور بعد حمد و صلوٰۃ کے
پس تحقیق ان دنون مین ظاہر ہوئی ہے ایک جماعت جہال حشویہ ضلالکی کہ ثابت کرتی ہے جہت کو حق تعالی
کے لئے دلیل لا کر ظاہری معانی سے آیات استوا وغیرہ کے اور احادیث نزول سے اور یہ کہ حق سبحانہ آسمان مین ہے
اور عرش کے اوپر ہے اور کہتے ہین کہ یہ آیات و احادیث اپنے ظاہری معانے مین مستعمل ہین اور محکم ہین
باعتبار معنی کے اور متشابہ ہین باعتبار کیفیت کے اور حق تعالی کے ہاتھ اور انگلیان اور چہرہ اور

والصورة والساق بالمعنى الظاهر الحقيقي متسترة بالبلكفة وزعموا ان معتقدهم فيها هو
معتقد السلف من الصحابة والتابعين وعليها مذهب كافة المحدثين ونسبوا
المأولين للصفات وهم جمهور الخلف من المحدثين والمتكلمين من اهل السنة الى البدعة
والضلالة والالحاد والجهمية الضالة الى ان قال وصنفوا الفوا في ابطالها عليه
اجماع العلماء الاعلام في اصول الدينية فاردت ان اشرح اعتقاد اهل السنة في
تنزيهه الله تعالى عن الجهة وما قالوا في صفات الله تعالى مع بيان فساد مذهب الحشوية
انتهى نعلم ان اجراء الصفات المتشابهة على معانيها الحقيقة هو مذهب الحشوية وتاويلها
الى ما يليق به تعالى مذهب اهل السنة والجماعة فالحكم باجرائها على معانيها الحقيقة
مع بقاء التنزيه عنها كما فعله المصنف خلط وتلفيق بين المذهبين واما الثاني
فلان اجراء الصفات على معانيها الحقيقية يقتضي ارادة تلك المعاني وتنزيه الحق
سبحانه عنها يقتضي عدم ارادتها ولما حكم المصنف بهما لزم اجتماع النقيضين وهو
باطل وما يستلزم الباطل فهو ايضا باطل كما برهن عليه في فن الميزان فثبت
ان ما حكم به المصنف باطل وهو المطلوب ثم نقول ان ما حكم به المصنف من اجرائها
على حقائقها مخالف لما نطق به القرآن لانه كلامه تعالى وما يعلم تاويله الا الله يدل
على ان المتشابه تاويلا قطعا الا انه في علم الله تعالى والتاويل هو صرف اللفظ عن ظاهره معناه
كما سياتي مفصلا واجراء اللفظ على ظاهر معناه مخالف للتاويل فكلام الله تعالى يدل على
ان المتشابه من القرآن مصروف عن الظاهر والمصنف يقول انه جار على الظاهر غير مصروف
عنه فعلم انه يحكم خلاف ما انزل وقد قال الله تعالى ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك
هم الفاسقون ثم نقول بحول الله تعالى وقوته ان ما بنى عليه المصنف هذا الحكم وهو ما نقله
من الامام من ان الله تعالى من حيث ذاته لا مكان له ولا جهة لغناه الذاتي ولكن له

اور شکل اور پنڈلی ہے ظاہری معنی کے لحاظ سے حقیقتاً پر اونکی کیفیت غیر معلوم ہے اور کہتے ہین کہ یہی اعتقاد سلف کا ہے صحابہ و تابعین مین سے اور یہی مذہب ہے جملہ محدثین کا اور متشابہات کے تاویل کرنے والون کو کہ وہ جمہور خلف ہین محدثین اور متکلمین اہل سنت مین سے منسوب کیا ہے بدعت و گمراہی والحاد و جہمیہ ضالہ کے طرف یہان تک کہ کہا اور کتابین تصنیف و تالیف کی ہین مذہب حق کے ابطال مین کہ جسپر عقائد کے علماے اعلام کا اجماع منعقد ہے پس مین نے چاہا کہ اعتقاد اہل سنت کو جو جہت وغیرہ اقوال حشویہ سے خدا کو پاک جانتے کے باب مین ہے بیان کر دون اور اسکے ساتھ مذہب حشویہ کا فی بہی بیان کرون انتہی پس معلوم ہوا کہ جاری کرنا متشابہات کو اونکے حقیقی معانی پر حشویہ کا مذہب ہے اور اونکو پہیر دینا ایسے معانی کیطرف جو حق تعالی کے لایق ہین اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے پس حکم کرنا اونکے جاری کرنے کا اونکے حقیقی معانی پر ساتھہ باقی رکہنے تنزیہ حق تعالی کے اون سے جیسا کہ مصنف نے کیا ہے خلط کر دینا اور ملا دینا ہے دونون مذہبون کو اور لیکن امر ثانی اس وجہ سے ہے کہ صفات متشابہات کو جاری کرنا اونکے حقیقی معانی چاہتا ہے اون معانی کے ارادہ کرنے کو اور حق تعالی کو پاک جاننا اون سے چاہتا ہے اونکے عدم ارادہ کو اور جبکہ مصنف نے دونون کو حکم کیا ہے تو نقیضون کا جمع ہونا لازم آگیا اور وہ باطل ہے اور جس سے باطل لازم آے وہ بہی باطل ہوتا ہے جیسا کہ یہ امر فن منطق مین برہان سے ثابت کیا گیا ہے پس ثابت ہو گیا کہ مصنف نے جس چیز کا حکم کیا ہے باطل ہے اور یہی مطلوب تہا پہر ہم کہتے ہین کہ مصنف نے جو حکم کیا ہے متشابہات کے جاری کرنے کا اونکے حقیقی معانی پر مخالف ہے نص قران کے اسلئے کہ کلام حق تعالی کا (اور نہین جانتا ہے اوسکی تاویل کو مگر خدا) دلالت کرتا ہے اسپر کہ متشابہ کے لئے قطعاً تاویل ہے مگر اوسکا علم خدا ہی کو ہے اور تاویل لفظ کو پہیر دینا ہے اوسکے ظاہری معنی سے جیسا کہ آگے بالتفصیل آے گا اور لفظ کو جاری کرنا اوسکے ظاہری معنی پر مخالف ہے تاویل کے پس خدا کا کلام ہمکو ہدایت کر رہا ہے کہ قران کا متشابہ پہیرا ہوا ہے ظاہر سے اور مصنف کہتا ہے کہ وہ جاری ہے ظاہر پر نہین پہیرا گیا ہے ظاہر سے پس معلوم ہوا کہ مصنف حکم کرتا ہے خلاف ما انزل اللہ کے اور تحقیق حق تعالی نے فرمایا ہے کہ جو شخص حکم نکرے موافق ما انزل اللہ کے پس وہ لوگ فاسق ہین پہر ہم کہتے ہین حق تعالی کی حول و قوت سے کہ جس پر مصنف نے اس حکم کو بنا کیا ہے اور وہ وہ عبارت ہے کہ جسکو مصنف نے امام سے نقل کیا ہے حق تعالی کے لئے باعتبار ذات کے نہ جہت ہے نہ مکان ہے بسبب اوسکی غنائی ذاتی کے لیکن اوسکو جائز ہے

الاطلاق في التجلي في اي مظهر شاء مع بقاء التنزيه انتهى ايضا لايخلوا عن
الفساد لان مفاده ان الله تعالى يجوز ان يتجلى على العرش في مظهر ذي صورة واعضا
واجزاء وابعاض ترفع الايدي اليه للدعاء ويشار اليه بالاصابع للاشهاد و
بالقوائم للاستسقاء وسائر الصفات المتشابهات تحمل عليه حقيقة لان له يدا
ورجلا وساقا وعينا واذنا وانفا واستقرارا على العرش قاعدا اونزولا وهبوطا و
ايابا وذهابا في اوقات خاصة وكل ذلك محمول عليه حقيقة ولا يلزم منه خلاف
التنزيه لان الله تعالى من حيث ذاته غني عن تلك الصفات وانما هي صفات مظهر
مخصوص له تعالى كائن في السماء في الجهة السامية مستقر قاعد على العرش واضع رجليه
على الكرسي وعلى صورة ذلك المظهر خلق الله تعالى آدم ابا البشر عليه وله الوجه
الكريم الذي يبقى وما سواه من الاعضاء والصفات له ومن المخلوقات لا تبقى وهذا
المظهر الاعظم الله تعالى بائن من المخلوقات سوى العرش العظيم فانه مجلسه و
مقعده والبينونة منه يفضي الى السآمة ومناف للاستواء وايضا خلاف
الوضع لان العرش انما وضع للجلوس والاستقرار عليه فلو لم يجلس ولم يستقر عليه
يلزم كون خلق العرش عبثا وهو لا يفعل العبث كما اخبر به في كلامه تعالى
افحسبتم انما خلقناكم عبثا الى غير ذلك مما يتفرع عليه من المزعومات الباطلة
والخرافات الواهية للمجسمة الحشوية وان هذا الا التجسيم والتكييف والتحديد
التي تفضي الى الزندقة والالحاد نعوذ بالله (قال) وله في كتبه في هذا كلام
كثير في غاية حسن التحقيق فمن رام ان يطلع عليها فعليه ان يرجع اليها فهو عز وعلا
بعد ان خلق الخلق كما قال بحسب اسمه الظاهر ثم استوى على العرش يدبر الامر فكل
يوم هو في شان يخلق ويرزق ويعطي ويمنع ويضع ويرفع ويعز ويذل ويهدي

مطلق ہونا جلوہ کرنے مین جسمین مظہر مین چاہے باوجود باقی رہنے تنزیہ کے انتہی نیز فساد سے خالی نہین ہے اس لئے
کہ اسکے یہہ معنے ہین کہ حق تعالی کے لئے جائز ہے کہ عرش پر جلوہ فرماوے ایسے مظہر مین کہ جسکی صورت واعضا واجزا
والجاص ہون اوسی مظہر کیطرف دعا کے لئے ہاتہہ اوٹھائے جائین اور اونگلیون سے اشارہ کیا جاسے گواہ کرنے کیواسطے
اور سرون سے اشارہ کیا جاسے پرستش طلب کرنے کے واسطے اور تمام متشابہات حقیقتاً اوسپر حمل کیجائین اس لئے کہ
اوسکے لئے ہاتہہ پیر پینڈلی آنکہہ کان ناک اور عرش پر سیدہا ہو بیٹہنا اور اوترنا اور گرنا اور آنا جانا خاص خاص وقتون مین
ثابت ہے اور یہہ سب اوسپر محمول ہے حقیقتاً اور اس سے خلاف تنزیہ لازم نہین آتا ہے اس لئے کہ حق تعالی اپنی ذات کے
اعتبار سے ان صفات سے غنی ہے اور یہہ صفات دراصل اوسکے مظہر خاص کے ہین جو موجود ہے آسمان مین جہت علو
مین قایم ہے بیٹہا ہے عرش پر اپنے دونون قدم کرسی پر رکہے ہوے اور اوسی مظہر کی صورت پر حق تعالی نے
آدم ابو البشر کو پیدا کیا اور اوسی مظہر کا چہرہ ہے بزرگ جو باقی رہیگا اور اوسکے سوا دوسرے اعضا اور صفات اوسکی اور
مخلوقات کی فنا ہو جاوینگے اور یہہ بڑا مظہر حق تعالی کا مخلوقات سے جدا ہے سوا عرش عظیم کے اس لئے کہ عرش اوسکے
بیٹہنے کی جگہ ہے اوس سے جدا ہونا مفضی ہے تہکنے کے طرف اور منافی ہے استراحت کے اور نیز خلاف
وضع ہے اس لئے کہ عرش جلوس و استقرار ہی کے لئے بنایا گیا ہے پس اگر اوسپر نہ بیٹہے اور نہ قرار لے تو
لازم آتا ہے کہ عرش کا پیدا کرنا عبث ہو جاسے اور حق تعالی فعل عبث نہین کرتا ہے جیسا کہ اوس نے
اپنے کلام مین خبر دی ہے کہ (کیا تمنے گمان کیا ہے کہ ہمنے تمکو بیفائدہ پیدا کیا ہے) اسکے سوا اور جو کچہہ
اس تقریر پر متفرع ہوتا ہے از قسم دعاوی باطلہ و خرافات واہیہ فرقہ مجسمہ حشویہ کے اور اسکو تجسیم
و تکییف و تحدید کہتے ہین کہ جو مفضی ہے زندقہ والحاد کیطرف نعوذ باللہ منہ (کہا مصنف نے) اور اوسکی
کتابون میں اسباب مین بہت کچہہ تقریر ہے نہایت تحقیق کے ساتہہ پس اوسپر اطلاع چاہے تو اسپر لازم ہے
کہ اون کتب کیطرف رجوع ہو پس حق تعالی المخلوق کو پیدا کرنے کے بعد اوسطرح پر ہے کہ جیسا اوس نے کہا ہے
باعتبار اپنے رسم ظاہر کے پہر سیدہا ہو بیٹہا عرش پر تدبیر کرتا ہے امر مخلوق کی پس ہر دن وہ نئی شان مین ہی پیدا کرتا ہے روزی دیتا ہے
عطا کرتا ہے منع کرتا ہے پست کرتا ہے بلند کرتا ہے ذلیل کرتا ہے عزت دیتا ہے ہدایت کرتا ہے

ويضل ويعل ويشفي ويبتلي وينجي ويجيع ويتيت ويحيي ويميت ويفعل مايشاء
ويحكم مايريد ويدبر الامر كل امر ولابي الشيخ وابن بطة عن يونس بن يزيد عن
الزهري عن ابن المسيب عن كعب الاحبار قال قال الله تعالى في التوراة انا الله فوق
عبادي وعرشي فوق خلقي وانا على عرشي ادبر امر عبادي ولا يخفى على شيئ في السماء
ولا في الارض قال الذهبي اسناده صحيح ومن هذا الشان النزول والعروج ومنه رفع
الايدي في الدعاء الى السماء وقد ورد في تفسير قوله تعالى (عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا
مَّحْمُودًا) انه تعالى يجلسه صلى الله عليه وآله وسلم معه على العرش وسيبين مبسوطا
في الشفاعة ومنه تجلي الله تعالى لحبيبه عليه السلام ليلة الاسراء والضحك وبسط
اليدين بالعطاء كما يشاء ووضع القدم في النار وتجلي التحول لاهل الموقف في صور تختلف
وتنكر وتعرف والرؤية في الجنة كما في صحاح الاخبار وهو تعالى من شان الاحاطة بما
خلق كما قال بحسب اسمه الباطن وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ وقال في سورة الواقعة
فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ وَأَنتُمْ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن لَّا
تُبْصِرُونَ واينما تولوا فثم وجه الله وذلك لغناه واطلاقه ووسعه ومنه تجليه
تعالى لحبيبه المصطفى في قوله عليه السلام ونعست في صلوتي حتى استثقلت فاذا انا
بربي تبارك وتعالى في احسن صورة قال فرأيته وضع كفه بين كتفي فوجدت برد انامل
بين ثدي فتجلى لي كل شيئ وعرفته الحديث اخرجه الترمذي وصححه محمد بن نصر
في كتب الصلوة والطبراني والحاكم وابن مردويه عن معاذ وعبد الرزاق واحمد وابن
حميد والترمذي وحسنه وابن نصر عن ابن عباس والطبراني في السنة وابن مردويه
عن جابر بن سمرة ولابي رافع وابي هريرة والطبراني في السنة والشيرازي في الالقاب
وابن مردويه عن انس وابن نصر والطبراني وابن مردويه عن ابي امامة الباهلي

گمراہ کرتا ہے بیمار کرتا ہے شفا دیتا ہے بلا مین ڈالتا ہے نجات دیتا ہے بہوکہا رکہتا ہے غذا دیتا ہے زندہ کرتا ہے
موت دیتا ہے اور جو کچہ چاہتا ہے کرتا ہے اور جو کچہ ارادہ کرتا ہے حکم دیتا ہے اور ہر کام کی تدبیر کرتا ہے اور ابو الشیخ
وابن بطہ نے یونس بن یزید سے اونہون نے زہری سے اونہون نے ابن المسیب سے اونہون نے کعب احبار سے روایت
کی ہے کہ کہا کعب احبار نے کہ فرمایا حق تعالی نے تورات مین کہ مین ہی خدا ہون اپنے بندون کے اوپر اور میرا عرش
میری مخلوق کے اوپر ہے اور مین اپنے عرش پر ہون تدبیر کرتا ہون اپنے بندون کے کام کی اور مجہ پر کوئی شے چہپی نہین ہے
آسمان مین نہ زمین مین کہا ذہبی نے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے اور اسی شان کیوجہ سے نزول وعروج ہے اور اسی کیوجہ سے
دعا مین آسمان کیطرف ہاتہ اوٹہائے جاتے ہین اور تحقیق وارد ہوا حق تعالی کے اس قول کی تفسیر مین (قریب ہے کہ تجہکو
تیرا آپ مقام محمود مین بہیجیگا) یہہ کہ حق تعالی نبی صلعم کو اپنے ساتہہ عرش پر بٹہاویگا اور عنقریب اسکا بیان بعد کے ساتہہ
شفاعت کے ذکر مین آویگا اور اسی شان سے ہے حق تعالی کا جلوہ فرمانا اپنے حبیب علیہ السلام کے لئے شب معراج مین اور جہکنا اور
ہاتہون کو دینے کے لئے پہیلانا جیسا کہ وہ چاہتا ہے اور قدم کو آگ مین رکہنا اور تجلی متغیر ہونیکی اہل موقف کے لئے مختلف و
اجنبی ومعلوم شکلون مین اور دیدار الہی جنت مین جیسا کہ صحیح حدیثون مین وارد ہوا ہے اور حق تعالی مخلوق کو گہیرنیکی شان سے اوسطرح سے ہے
کہ جیسا اوسنے باعتبار اپنے اسم الباطن کے فرمایا ہے اور ہم اوسکے قریب تر ہین شہ رگ سے اور فرمایا سورہ واقعہ مین پس کیون نہین جسوقت
پہونچتی ہے جان گلے مین اور تم اوسوقت دیکہتے ہو اور ہم اوسکے قریب زیادہ ہین تمسے لیکن تمکو نظر نہین آتا ہے اور جسطرف تم مونہہ پہیرو پس
وہین ہین چہرہ خدا کا اور یہہ شان بسبب اوسکے غنا واطلاق ووسعت کے ہے اور اسی شان سے ہے تجلی حق تعالی کی اپنے حبیب مصطفی
کے لئے حضرت صلعم کے اس قول مین (اور نماز مین مجکو اونگہ آگئی یہانتک کہ مین بہاری ہوگیا پس دیکہا مین نے تبارک وتعالی کو
خوبتر صورت مین فرمایا کہ پس دیکہا مین نے اوسکو کہ اوسنے اپنی ہتیلی میرے دونون مونڈہونکے درمیان رکہی پس پایا مین نے اوسکی
پورون کی ٹہنڈک اپنے دونون پستان کے اندر پائی پہر ہر شے میرے واسطے ظاہر ہوگئی اور مین نے اوسکو پہچان لیا آخر حدیث تک اسکو روایت
کیا ترمذی نے اور صحیح کہا ہے اور محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ مین اور طبرانی وحاکم وابن مردویہ نے معاذ سے اور عبد الرزاق واحمد وابن حمید وترمذی نے
اور اسکو حسن کہا ہے ترمذی نے اور ابن نصر نے ابن عباس سے اور طبرانی نے سنت مین اور شیرازی نے القاب
مین اور ابن مردویہ نے انس سے اور ابن نصر وطبرانی وابن مردویہ نے ابو امامہ باہلی سے اور

وابن نصر والطبرانی عن عبد الرحمن بن عابس الحضرمی و ثوبان وصنه تجلیه عز وعلا
لبعض ائمة اهل بیته وکبراء امته فی قلوبهم او فی منامهم وقد ورد بسند صحیح
رجاله کلهم ثقات اثبات عند احمد و عبد ابن حمید و الترمذی و ابن المنذر و ابی الشیخ
فی العظمة و ابن مردویه و البیهقی عن الحسن عن ابی هریرة رفعه والذی نفسی بیده لو
انکم دلیتم احدکم بحبل الی الارض السفلی لهبط علی الله ثم قرأ هو الاول والاخر و
الظاهر والباطن وهو بکل شیئ علیم، وقد صح سماع الحسن عن ابی هریرة بالمدینة و
لاسحق بن راهویه و البزار فی مسندیهما و ابی الشیخ فی العظمة و ابن مردویه و
البیهقی عن ابی ذر رفعه ما بین السماء و الارض مسیرة خمسمائة عام الی قوله لو حفرتم
لصاحبکم ثم دلیتموه لوجد الله ثمه و لابن مردویه عن العباس بن عبد المطلب
رفعه نحوه والی تشابین بحسب الاسمین الاشارة بقرائة الایة فتنبه و تفقه و قد
ارشد الله تعالی الی معرفة التشابین معا بقوله فی سورة الحدید ثم استوی علی
العرش یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منها وما ینزل من السماء وما یعرج فیها وهو
معکم اینما کنتم والله بما تعملون بصیر، وقوله فی سورة الانعام (وهو الله فی
السموات وفی الارض یعلم سرکم وجهرکم و یعلم ما تکسبون) قال الشیخ الاکبر
فی الباب السابع والستین وثلثمائة من الفتوحات المکیة قال الله تعالی لیس کمثله
شیئ فوصف نفسه بما لا ینبغی ان یکون ذلک الوصف الا له تعالی وهو قوله تعالی
وهو معکم اینما کنتم فهو تعالی معنا اینما کنا فی حال نزوله الی السماء الدنیا فی الثلث
الباقی من اللیل فی حال کوننا ستوی علی العرش فی حال کونه فی العماء فی کونه فی الارض
فی السماء فی حال کوننا اقرب الی الانسان من حبل الوریدمنه وهذه نعوت لا یمکن
ان یوصف بها الا هو فما نقل الله عبدا من مکان الی مکان لیراه بل لیریه من آیاته التی غابت

اور ابن نصر و طبرانی نے عبدالرحمن بن عائش حضرمی و ثوبان سے اور اسی شان سے ہے تجلی حق تعالیٰ کی بعض ائمہ اہلبیت کو برامت کے لئے
اونکے دلون مین یا اونکے خواب مین اور تحقیق وارد ہوا ہے سند صحیح سے کہ جسکی کل راوی ثقہ و معتبر مین نزدیک احمد و عبد بن حمید و ترمذی و
ابن منذر و ابوالشیخ کے عظمت مین اور ابن مردویہ و بیہقی کے حسن سے اونہون نے روایت کی ابوہریرہ سے مرفوعاً کہ قسم ہے
اوس ذات کی کہ جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے کہ اگر تم لٹکاتے کسی ایک کو اپنے مین سے رسی مین باندہ کر نیچے کی زمین تک تو وہ خدا پر جا گرتا
پھر یہ آیت حضرت نے پڑہی وہی اول و آخر ظاہر و باطن ہے اور وہ ہر شے کو جانتا ہے) اور بیشک صحیح ہے مع حسن کا ابوہریرہ سے مدینہ مین
اور اسحق بن راہویہ و بزار نے روایت کی ہے اپنے مسند مین اور ابوالشیخ نے عظمت مین اور ابن مردویہ و بیہقی نے ابوذر سے مرفوعاً کہ
درمیان آسمان و زمین کے پانسو برس کا راستہ ہے اس قول تک کہ اگر تم اپنے ساتھی کے واسطے گڑہا کہودتے پھر اوسکو گراتے البتہ پاتا
وہ خدا کو وہان اور اسکے مثل ابن مردویہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے عباس بن عبدالمطلب سے اور نہین دو شانون کیطرف باعتبار دو اسمونکے
اشارہ ہے حضرت کے تلاوت فرمانے سے آیت مذکورہ ہوالاول والآخر کو پس آگاہ ہوا اور سمجھ اور تحقیق ارشاد فرمایا ہے حق تعالیٰ نے
مثلاً دونون شانون کی معرفت کو اپنے قول سے سورہ حدید مین (پھر سیدہا ہوگیا عرش پر جانتا ہے جو کچھ کہ سماتا ہے زمین مین
اور جو کچھ اوس سے نکلتا ہے اور جو کچھ اوترتا ہے آسمان سے اور جو کچھ اوسمین عروج کرتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہان
تم ہو اور خدا تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے) اور اپنے قول سے سورہ انعام مین (اور وہی خدا ہے آسمانون مین اور زمین مین جانتا ہے
تمہارے چھپے اور کہلے کو اور جانتا ہے جو کچھ تم کماتے ہو شیخ اکبر نے فتوحات کے باب ۲۹۲ مین کہا ہے کہ فرمایا خدا نے کہ نہین
ہے اوسکے مانند کوئی شے پس اپنے نفس کو ایسے امر سے موصوف کیا کہ اوسکے غیر کے لئے ممکن نہین ہے اور وہ قول حق تعالیٰ
کا ہے (اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہان تم ہو) پس حق تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے جہان ہم ہون آسمان دنیا کیطرف نزول
فرمانے کے حال مین رات کے ثلث اخیر مین عرش پر مستوی ہونے کے حال مین عماء مین ہونے کے حال مین آسمان مین
اور زمین مین ہونے کے حال مین انسان کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہونے کے حال مین اور یہ تمام
ایسے صفات ہین کہ بجز خدا کے اور کسیکا ان کے ساتھ موصوف ہونا محال ہے پس خدا نے
کسی بندے کو ایک مکان سے دوسرے مکان کیطرف اس لئے منتقل نہین فرمایا کہ اوسکو دیکھے بلکہ اسلئے کہ اوسکو
دکہاوے اپنی بعض نشانیان جو اوس بندہ سے پوشیدہ تہین فرمایا حق تعالیٰ نے پاک ہے وہ کہ راتون رات لے گیا اپنے بندے کو ایک رات مین

عنہ قال اللہ تعالیٰ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ
الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا الی اخر ما ذکر ولابن عساکر عن علی رضی اللہ عنہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تعجزوا عن الدعاء فان اللہ تعالیٰ انزل
علیّ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ فقال رجل یا رسول اللہ ربنا یسمع الدعاء ام کیف ذلک
فانزل اللہ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ الآیۃ ای فضلا ان یقال یسمع الدعاء
ام کیف مع کونہ استوی علی العرش ولابن مردویہ عن انس رض قال سأل اعرابی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم این ربنا قال فی السماء علی عرشہ ثم تلا اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ
اسْتَوٰی وانزل اللہ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ الآیۃ ای لہ الشانان
جمیعا ولابن جریر والبغوی فی معجمہ وابن ابی حاتم وابی الشیخ وابن مردویہ عن
الصلت بن حکیم بن معاویۃ بن حیدۃ القشیری عن ابیہ عن جدہ قال جاء رجل
الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا رسول اللہ اقریب ربنا فنناجیہ ام بعید
فننادیہ فسکت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانزل اللہ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ
عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ الآیۃ والحدیث ولسفیان بن عیینۃ فی تفسیرہ وعبد اللہ بن احمد
فی زوائد الزہد عن سفیان عن ابی قال قال المسلمون یا رسول اللہ اقریب ربنا فنناجیہ ام
بعید فننادیہ فانزل اللہ تعالیٰ (وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ) الآیۃ ولابن المنذر
عن ابن جریج قال قال المسلمون اقریب ربنا فنناجیہ ام بعید فننادیہ فنزلت فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ
لیطیعونی والاستجابۃ ہی الطاعۃ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لیعلموا اِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ
اِذَا دَعَانِ ولعبد الرزاق وابن جریر عن الحسن قال اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم این ربنا
فانزل اللہ (وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ) الآیۃ ولعبد بن حمید وابن المنذر
عن عبد اللہ بن عبید التابعی الجلیل قال لما نزلت ہذہ الآیۃ (اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ) قالوا

مسجد حرام سے مسجد اقصی کیطرف کہ جسکے اطراف میں ہمنے برکت اوتاری ہے تاکہ ہم اوسکو اپنی بعض نشانیاں دکھاویں آخر تک
اور ابن عساکر نے روایت کی ہے علیؓ سے کہا اونہوں نے فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ مت عاجز ہو تم دعا کرنے سے اسلئے
کہ حق تعالی نے مجھ پر نازل فرمایا ہے کہ تم دعا کرو میں تمہاری دعا کو قبول کرونگا پس ایک مرد نے کہا کہ اے رسول خدا
ہمارا رب دعا کو سنتا ہے یا اسکی کیا صورت ہے پس خدا نے نازل فرمایا (اور جب تم سے میرے بندے میرا حال پوچھیں پس
میں اونکے قریب ہوں آخر آیت تک یعنی پوچھا جائیگا یہ کہا جاسے کہ دعا کو سنتا ہے یا کیونکر ہے باآنکہ وہ عرش پر مستوی ہے اور ابن
مردویہ نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک بدوی نے رسول خدا صلعم سے پوچھا کہ ہمارا رب کہاں ہے فرمایا کہ آسمان میں اپنے
عرش پر ہے پھر تلاوت کیا کہ رحمن عرش پر مستوی ہوا اور خدا نے نازل فرمایا کہ جب تجھسے میرے بندے مجکو پوچھیں پس بیشک میں
اونکے قریب ہوں) آخر آیت تک یعنی خدا کی دونوں شانیں ہیں اور ابن جریر و بغوی نے معجم میں اور ابن ابی حاتم و ابو الشیخ و ابن مردویہ نے
روایت کی صلت بن حکیم بن معاویہ بن حیدہ قشیری سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے اونکے دادا سے کہ کہا اونہوں
نے کہ ایک مرد آیا نبی صلعم کے پاس اور کہا کہ یا رسول اللہ کیا نزدیک ہے ہمارا رب کہ ہم اوس سے آہستہ کہیں یا دور ہے
کہ ہم اوسکو پکاریں پس نبی صلعم نے سکوت کیا پھر خدا نے نازل کیا کہ جب تجھسے میرے بندے مجکو پوچھیں پس بیشک میں نزدیک ہوں
تا آخر آیت و آخر حدیث اور سفیان بن عیینہ نے اپنے تفسیر میں اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں سفیان سے اونہوں نے ایکی
روایت کی ہے کہ کہا مسلمانوں نے یا رسول اللہ کیا قریب ہے ہمارا رب کہ ہم اوس سے آہستہ کلام کریں یا دور ہے کہ اوسکو پکاریں پس حق تعالی
نے نازل فرمایا کہ اور جبکہ تجھسے میرے بندے مجکو پوچھیں پس بیشک میں نزدیک ہوں تا آخر آیت اور ابن منذر نے ابن جریج
سے روایت کی ہے کہا اونہوں نے کہ مسلمانوں نے پوچھا کہ آیا قریب ہے ہمارا رب کہ ہم اوس سے آہستہ کلام کریں یا دور ہے
کہ اوسکو پکار کر کہیں پس یہ آیت نازل ہوئی (پس چاہیے کہ مجھسے استجابت کریں یعنی چاہیے کہ میری اطاعت کریں اور استجابت
طاعت کا نام ہے اور چاہیے کہ مجھپر ایمان لاویں یعنی چاہیے کہ یقین لاویں اسپر کہ میں نزدیک ہوں جواب دیتا ہوں پکارنے والے کی
پکار کا جبکہ مجکو پکارتا ہے اور عبد الرزاق و ابن جریر نے حسن سے روایت کی ہے کہ کہا اصحاب نبی صلعم نے کہ ہمارا رب کہاں ہے پس
خدا نے نازل فرمایا کہ (اور جب تجھسے میرے بندے مجکو پوچھیں پس بیشک میں قریب ہوں تا آخر آیت اور عبد بن حمید و ابن منذر نے عبد اللہ
بن عبید تابعی اہل الفد سے روایت کی ہے کہ کہا اونہوں نے کہ جب آیت (ادعونی استجب لکم) نازل ہوئی۔

كيف ما ندعوا حتى ندعوه فانزل الله (وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ) الآية قالوا
صدق ربنا وهو بكل مكان ولابن ابي شيبة واحمد والبخاري ومسلم وابي داود والترمذي
والنسائي وابن ماجة وابن مردويه والبيهقي في الاسماء والصفات عن ابي موسى الاشعري
قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في غزاة فجعلنا لا نصعد شرفا ولا نهبط واديا
الا رفعنا اصواتنا بالتكبير فدنا منا فقال يا ايها الناس اربعوا على انفسكم فانكم لا تدعون اصم
ولا غائبا انما تدعون سميعا بصيرا ان الذي تدعون اقرب الى احدكم من عنق راحلته ولابن
ابي شيبة عن عبد الله بن شعيب قال صليت الى جنب سعيد بن المسيب فرفعت صوتي بالدعاء
فانتهرني وقال ظننت ان الله ليس بقريب منك وللبخاري ومسلم والنسائي والترمذي وابن
ماجة عن ابي هريرة رفعه يقول الله تعالى انا عند ظن عبدي بي وانا معه اذا ذكرني
(الحديث) ورواه احمد عن انس وفيه اذا دعاني ولسفيان فوكيع وعبد الرزاق وابن
ابي شيبة في مصنفهما واحمد في الزهد وابي نعيم والبيهقي في الشعب بسند صحيح عن كعب
قال قال موسى اي رب قريب انت فاناجيك ام بعيد فاناديك قال يا موسى انا جليس من
ذكرني ونحوه لابي الشيخ في الثواب عن عبد الله بن عمير والدينوري في المجالسة عن عبيدة
والديلمي عن ثوبان رفعه بزيادة ومن ثم تسبيح الملك الاعظم احد حملة العرش العظيم
سبحانك اين كنت واين تكون حتى لا يظن ولا يتوهم لذات الله تعالى التقييد بمكان
معين فقد قال ابو يعلى في مسنده نا عمرو الناقد نا اسحق بن منصور نا اسرائيل عن معاوية
بن اسحق عن سعيد المقبري عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذن
لي ان احدث عن ملك قد مرقت رجلاه الارض السابعة والعرش على منكبيه وهو
سبحانك اين كنت واين تكون وسنده صحيح على شرط الائمة الستة خلا معاوية فاخرج
له البخاري مقرونا بغيره وابو داود في القدر والنسائي وابن ماجه وحدث عنه شعبة

اصحاب نے کہا کیا ہم اوسکو دیکھتے ہین کہ اوسکو پکارین پس حق تعالیٰ نے نازل فرمایا اور جب کہ تجھسے میرے بندے مجھکو
پوچھین تو بیشک مین قریب ہون پس کہا لوگون نے سچ کہا ہمارے رب نے اور وہ ہر جگہ ہے اور ابن ابی شیبہ و احمد و بخاری
و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن مردویہ نے اور بیہقی نے اسماء و صفات مین ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی ہے کہا انہون
نے کہ تھے ہم ہمراہ نبی صلعم کے ایک لڑائی مین پس جب ہم چڑھتے بلند ٹیلے پر یا اوترتے دامن کوہ مین تو خوب زور سے تکبیر کہتے تھے
پس حضرت نے ہمارے قریب آکر فرمایا کہ اے لوگو توقف کرو اسلئے کہ تم نہین پکارتے ہو بہرے کو اور نہ غائب کو بلکہ
تم پکارتے ہو سنتے دیکھتے کو بیشک جسکو تم پکارتے ہو وہ قریب تر ہے تم مین سے ہر ایک کے اوسکی سواری کی گردن سے اور
ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن شعیب سے روایت کی تھی کہ کہا اونہون نے کہ نماز پڑھی مین نے برابر مین سعید بن مسیب کے پس مین آواز بلند
کی دعا کے لئے پس پھیر کا اونہون نے مجکو اور کہا کہ تو نے گمان کیا ہے کہ خدا تجھسے قریب نہین ہے اور بخاری و مسلم و نسائی و ترمذی
و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ مین اپنے بندے کے گمان کرنے کے نزدیک ہون
اور مین اوسکے ساتھ ہون جب وہ مجھکو یاد کرتا ہے آخر حدیث تک اور اسکو احمد نے انس سے یون روایت کیا ہے کہ جب وہ مجکو پکارتا ہے
اور سفیان پھر وکیع و عبد الرزاق و ابن ابی شیبہ کی روایت سے اون دونون کے مصنف مین اور احمد کی روایت ہے کتاب الزہد مین
اور ابو نعیم و بیہقی کی شعب الایمان مین بسند صحیح کعب سے کہ کہا اونہون نے کہ کہا موسیٰ نے اے میرے رب کیا تو قریب ہے کہ مین تجھسے
آہستہ کلام کرون یا دور ہے کہ تجھکو آواز سے پکارا کرون فرمایا کہ اے موسیٰ مین جلیس ہون اوسکا کہ جو مجکو یاد کرتا ہے اور اسکے مثل ابو الشیخ نے ثواب
مین عبد اللہ بن عمیر سے اور دینوری نے مجالسہ مین عبیدہ سے اور دیلمی نے ثوبان سے مرفوعاً کچھ زیادتی کے ساتھ روایت کی ہے اور یہ بھی ہے
ہے تسبیح ایک بزرگ فرشتہ کی جو عرش اعظم کے حاملین سے ہے کہ پاک ہے تو کہان تھا تو اور کہان ہوگا تاکہ وہم و گمان نکیا جاوے حق تعالیٰ کی
ذات کے لئے مقید ہونا مکان معین مین پس تحقیق کہا ابو یعلیٰ نے اپنے مسند مین کہ بیان کیا ہمسے عمر ناقد نے کہ بیان کیا ہمسے اسحق بن منصور نے کہ بیان کیا ہمسے اسرائیل
نے معاویہ بن اسحق کی روایت سے اونہون نے روایت کی سعید مقبری سے اونہون نے ابو ہریرہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ مجکو اذن دیا گیا ہے
کہ مین حال بیان کرون ایک فرشتہ کا کہ اوسکے دونون پیر گڑ گئے ہین ساتوین زمین تک اور عرش اوسکے کندھے پر ہے اور وہ کہتا ہے پاک ہے تو کہان تھا
تو اور کہان ہوگا اور اسکی سند صحیح ہے اور مسلم کی شرط پر بجز معاویہ کے پس اوس سے بخاری نے روایت کی اور اسکے طریق روایت کو ملا کر اور
ابو داؤد نے قدر مین اور نسائی و ابن ماجہ نے اور حدیث مانی کی ہے اوس سے شعبہ نے

ولا يحدث الا عن ثقة عنده وجماعة وقال ابو حاتم لا باس به ووثقه احمد والنسائي وابن
حبان فقيل ابن لهيعة وحده الشيخ واه ولعله لمثل هذا الحديث عليل غير صحيحة فحديثه
وحده صحيحة وقد عزاه السيوطي في الدر المنثور لابي يعلى وابن مردويه بسند صحيح مع ان
له شواهد هو بها متعاضد فللطبراني في الكبير ولابي نعيم في الحلية عن ابن عباس رفعا
ان الله عز وجل ملكا لو قيل له التقم السموات السبع والارضين بلقمة واحدة لفعل تسبيحه
سبحانك حيث كنت وللطبراني في الاوسط عن انس اذن لي ان احدث عن ملك من حملة
العرش رجلاه في الارض السابعة السفلى على قرنه العرش ومن شحمة اذنه وعاتقه خفقان
سبعمائة عام يقول ذلك الملك سبحانك حيث كنت وللخطيب في المتفق والمفترق عن ابن عمر
نحوه وفيه ابو معشر المدني ولكنه متعاضد بالشواهد وفيه ما بين عاتقه الى شحمة اذنه
سبعمائة سنة وسبحانك حيثما كنت فلينظر وليمعن وليتدبر في معاني سبحانك واين كنت
واين تكون وسبحانك حيثما كنت وسبحانك حيث كنت مطابقة الآيات المتلوات ونحوها
وللبخاري ومسلم والنسائي والبيهقي في الاسماء والصفات عن انس رفعا ان احدكم
اذا قام في صلوته فانما يناجي ربه وان ربه بينه وبين القبلة فلا يبزقن احدكم قبل
قبلته ولكن عن يساره او تحت قدمه ولموسى بن عقبة فابن جريج فالبخاري ومسلم
والحاكم فالبيهقي عن ابن عمر رفعا اذا كان احدكم يصلي فلا يبصق قبل وجهه فان
الله قبل وجهه اذا صلى ولابن ماجة عن ابي وائل شقيق بن سلمة عن حذيفة انه
رأى شبث بن ربعي بزق بين يديه فقال يا شبث لا تبزق بين يديك فان
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان ينهى عن ذلك وقال ان الرجل اذا قام يصلي
اقبل الله عليه بوجهه حتى ينقلب او يحدث حدث سوء ولابن خزيمة في التوحيد
عن شقيق قال كنا عند حذيفة فقام شبث بن ربعي فصلى فبصق بين يديه فقال

اور شعبہ اوسکی حدیث کو بیان کرتے ہین جو اونکے نزدیک معتبر ہے اور ایک جماعت نے اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ اوسمین کچھ خرابی نہین ہے

اور احمد و نسائی و ابن حبان نے اوسکو ثقہ کہا ہے لیکن ابو زرعہ کو یہ کہنا کہ وہ بڑا واہی ہے اور شاید کہ یہ قول الیسی ہی حدیث کے باب ہوگا

علیل ہے حجت نہین ہے اسلئے کہ تنہا اوسکی حدیث حجت ہے اور حالانکہ اس حدیث کو سیوطی و نشو مین ابو یعلی و ابن مردویہ کیطرف

بسند صحیح منسوب کیا ہے باآنکہ اسکے اور شواہد ہین کہ جنکی وجہ سے یہ حدیث قوت رکہتی ہے پس طبرانی نے کبیر مین اور ابو نعیم نے حلیہ

مین ابن عباس سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ تحقیق حق تعالی کا ایک فرشتہ ہے کہ اگر اوسکو کہا جاوے کہ ساتون آسمانون اور ساتون زمین

کو ایک لقمہ سے نگل لے تو البتہ کر گزریگا اوسکی تسبیح سبحانک حیث کنت ہے اور طبرانی کی روایت اوسط مین انس سے ہے دیکہو

اذن دیا گیا ہے کہ حال بیان کرون ایک فرشتہ کا حاملین عرش مین کہ اوسکے دونون پیر نیچے کے ساتوین زمین مین ہین اور اوسکے

ایک جانب پر عرش ہے اور اوسکی کانکی لو اور کندہے مین سات سو برس کی مسافت ہے وہ فرشتہ کہتا ہے پاک ہے تو جہان

کہین ہے تو اور خطیب نے متفق و مفترق مین ابن عمر سے اسکے مثل روایت کی ہے اور اوسکی سند مین ابو معشر مدنی ہے ولیکن وہ قوت

رکہتی ہے شواہد سے اور اوسمین ہے کہ اوسکے کندہے سے اوسکے کان کی لو تک سات سو برس ہین اور سبحانک حیث ماکنت پس نظر

کرنی چاہئے اور غور کیا جاوے اور تدبر کیا جاوے معانی مین ان لفظون کے دیکہنا چاہئے این کنت و این تکون سبحانک حیثما کنت

و سبحانک حیث کنت آیات و احادیث سے تطبیق دیکر اور بخاری و مسلم و نسائی و بیہقی نے اسماء و صفات مین انس سے مرفوعاً

روایت کی ہے کہ تحقیق ایک تمہارا جبکہ کہڑا ہوتا ہے اپنی نماز مین پس تحقیق وہ خفیہ بات کرتا ہے اپنے رب سے اور اوسکا رب اوسکے

اور قبلہ کے درمیان ہے پس نہ تہوکے کوئی تم مین کا اپنے قبلہ کے جانب اور لیکن اپنے بائین جانب یا قدم کے نیچے اور موسی بن عقبہ

نے پہر ابن جریج نے پہر بخاری و مسلم و حاکم نے پہر بیہقی نے ابن عمر سے مرفوعاً روایت کی ہے جبکہ ایک تمہارا نماز پڑہے تو اپنے مونہہ کے

سامنے نہ تہوکے اسلئے کہ خدا اوسکے مونہہ کی جانب ہے جبکہ وہ نماز پڑہتا ہے اور ابن ماجہ نے ابو وائل شقیق بن سلمہ سے اونہون نے

حذیفہ سے روایت کی ہے کہ دیکہا اونہون نے شبث بن ربعی کو کہ تہوکا اپنے سامنے پس کہا کہ اے شبث نہ تہوک اپنے سامنے اسلئے

کہ رسول صلعم منع کرتے تہے اس سے اور کہا کہ مرد جب کہڑا ہو کر نماز پڑہتا ہے تو خدا متوجہ ہوتا ہے اوسپر اپنے وجہ سے یہانتک کہ نماز سے

فارغ ہو یا کوئی برا فعل کرے اور ابن خزیمہ نے توحید مین شقیق سے روایت کی ہے کہا اونہون نے کہ ہم

حذیفہ کے پاس تہے پس شبث بن ربعی نے کہڑے ہو کر نماز شروع کی اور اپنے سامنے تہوکا پس حذیفہ نے اوس سے کہا

له حذيفة يا شيث لا تبصق بين يديك ولا عن يمينك فان عن يمينك كاتب الحسنات ولكن
عن يسارك او من وراءك فان العبد اذا توضأ فاحسن الوضوء ثم قام الى الصلوة اقبل
الله عليه بوجهه فيناجيه فلا ينصرف عنه حتى ينصرف او يحدث حدث سوء ومعنى
الاحاديث ان الله تعالى اقبل وجه العبد بينه وبين القبلة اذا صلى باقبال رحمانى لا
لا يفنيه بل يبقيه ويحييه ويرعيه ويحميه لكونه يناجيه فهو يقبل عليه بوجهه فيناجيه
فلا يبرق من قبل وجهه المخصوص منه تعالى بل عظم شرف فى هذا الوقت الخاص وان كان
تعالى باطنا كما يليق بالحضرة فى كل جهة ومكان سبحانه ما اعظم شانه واحسانه كنور
الشمس على تنزيهه بلا تشبيه ولله المثل الاعلى وقد قال الله تعالى الله نور السموات
والارض الاية وورد نور انى اراه ومن اسمائه الحسنى النور وقد ورد ايضا اقرب ما
يكون العبد من ربه وهو ساجد فاكثروا الدعاء رواه احمد ومسلم وابو داؤد والنسائى
وابو يعلى عن ابى هريرة وورد اقرب ما يكون الرب من العبد فى جوف الليل الاخر فان
استطعت ان تكون ممن يذكر الله فى تلك الساعة فكن اخرجه الترمذى والنسائى
والحاكم عن عمرو بن عبسة ولابن مردويه وللبيهقى فى الشعب عن عبادة بن الصامت
رفعا ان من افضل ايمان المرء ان يعلم ان الله معه حيث كان وللطبرانى فى الكبير
والاوسط عنه رفعا ان افضل الايمان ان تعلم ان الله معك حيثما كنت وهذا الذى
ذكرنا محجة وسطى بيضاء غلط فانه اعمال الدلائل الطرفين واشتغال بمسائل
الشرفين والخير كله فى الاعمال والاشغال دون الاهمال والاغفال والتاويل لاحد
النصين فى الطرفين من غير دليل عليل ليس عليه تعويل فانه تعليل الظاهر
كما هو ظاهر لا تمييل ولتبين احدهما فى هذا الباب اولى من الاخر فتدبر وتبصر وفائدة
الى الجمع بين النصين على الخصوص عائدة قال ابن القيم تامل الخطاب القرآن تجد

کہ اسے مشیت نہ تہوک لسپنے سامنے اور نہ اپنے دہنے جانب تیرے دہنے جانب نیکی لکہنے والے فرشتے ہین اور لیکن تہوک بائین
جانب یا اپنے پیچہے اسلئے کہ بندہ نے جب وضو کیا عمدہ طور سے پہر نماز کو کہڑا ہوا اوسکے سامنے کر دیتا ہے خدا اپنے وجہ کو پہر اوس سے
مناجات کرتا ہے پہر نہین پہرتا ہے وہان سے یہان تک کہ بندہ نماز سے فارغ ہو جاوے یا برا فعل کر بیٹہے اور معنے ان احادیث کے
یہ ہین کہ حق تعالی سامنے کرتا ہے بندے کے چہرے کو اپنے اور قبلہ کے درمیان جبکہ بندہ نماز پڑہتا ہے رحمانی توجہ سے نہین فنا اوسکو بلکہ
باقی رکہتا ہے اور نجات دیتا ہے اور اوسکی نگہداشت و حمایت کرتا ہے اسوجہ سے کہ بندہ اوس سے مناجات کر رہا ہے پس خدا اوسپر
متوجہ ہوتا ہے اپنے چہرے سے پہر اوس سے سرگوشی کرتا ہے پس ہرگز نہ تہوکے اوسکے چہرہ کیطرف جو کہ خصوصیت رکہتا ہے حق تعالی سے
بہت بڑی شرافت کے ساتہ اس وقت خاص مین اگرچہ باطن کے اعتبار سے حق تعالی جیسا کہ اوسکی درگاہ کے لائق ہے ہر جہت اور ہر مکان
مین ہے پاک ہے وہ بہت بڑی ہے شان اوسکی اور احسان اور مثال نور شمس کے ہے باوجود اوسکی تنزیہ کے بدون تشبیہ کے اور
خدا ہی کے لئے ہے بلند تر مثل اور تحقیق فرمایا ہے حق تعالی نے کہ خدا نور ہے آسمانون اور زمین کا آخر آیت تک اور وارد ہوا ہے کہ خدا ایک
عظیم الشان نور ہے کہان دیکہون مین اوسکو اور اوسکے اسماے حسنی مین سے لفظ نور ہے اور نیز وارد ہوا ہے کہ قریب تر حالت بندہ کی اپنے
رب سے بندہ کے سجدہ کرنے کے وقت ہے پس زیادہ کرو دعا کو روایت کیا اسکو احمد و مسلم و ابو داؤد و نسائی و ابو یعلی نے ابو ہریرہ
سے اور وارد ہوا ہے کہ زیادہ قریب ہونا بندہ کا اپنے رب سے اخیر شب کے اندر ہے پس اگر تجہسے ہو سکتا ہے کہ تو ہو جاوے اون
لوگون مین سے جو خدا کو یاد کرتے ہین اوس وقت مین پس ہو جا روایت کیا اسکو ترمذی و نسائی و حاکم نے عمرو بن عبسہ سے اور ابن دقیقی مردویہ
نے شعب مین عبادہ بن صامت سے مرفوعًا روایت کی ہے کہ افضل ایمان مرد کا یہ ہے کہ وہ یقین کر لیوے کہ خدا اوسکے ساتہ ہے جہانکہ
وہ موجود ہوا اور طبرانی نے معجم کبیر و اوسط مین عبادہ بن صامت سے مرفوعًا اسطرح روایت کیا ہے کہ افضل ایمان یہ ہے کہ تجکو یقین ہو اسکا کہ خدا تیرے
ساتہ ہے جہان کہین تو ہووے اور یہ تحقیق کہ ہمنے ذکر کی ہے متوسط طریقہ ہے کہ جس سے غلط بحث کو لگاؤ نہین ہے اسلئے کہ طریقہ مین طرفین کی
دلیلونکو عمل مین لاتا ہے اور دونون شرف کے مسائل مین مشغول کرتا ہے اور ہمیشہ بہلائی عمل مین لاسلئے اور مشغول کرنے مین ہے نہ کہ بیکار چہوڑنے
اور فاضل بنانے مین اور پہیرنا دونون قسم کی نصوص مین سے کسی ایک کو دونون طرف مین سے کیطرف بلا دلیل نادرست ہے کہ جسپر اعتماد کرنا نہ چاہئے
اسلئے کہ تاویل مین تعلیل و بیکار بنانا ہے ظاہر معنے کہ جیسا کہ یہ امر ظاہر ہے نہ کہ عمل مین لانا اور تاویل کرنے مین ایک لفظ کو دوسرے پر ترجیح نہین ہے پس ترجیح
اور بنا ہو جاوے فائدہ کہ خاص کر جمع کرنے نصوص کے طرف لوٹنے والا ہے یکبارگی قسم نے کہ تو خطاب قرآن مین تاویل کر کر پاسے گا تو

ملك له الملك كله وله الحمد كله أزمة الأمور كلها بيده ومصدرها منه ومردها
إليه مستويا على العرش لا يخفى عليه خافية من أقطار مملكته عالما بما في نفوس عبيده
مطلعا على أسرارهم وعلانيتهم منفردا بتدبير المملكة يسمع ويرى ويعطي ويمنع
ويثيب ويعاقب ويكرم ويهين ويخلق ويرزق ويميت ويحيي ويقدر ويقضي ويدبر
الأمور نازلة من عنده دقيقها وجليلها وصاعدة إليه لا تتحرك ذرة إلا بإذنه و
لا تسقط من ورقة إلا بعلمه فتأمل تجده يثني على نفسه ويمجد نفسه ويحمد نفسه
وينصح عباده ويدلهم على ما فيه سعادتهم وفلاحهم ويرغبهم فيه ويحذرهم مما فيه
هلاكهم ويتعرف إليهم بأسمائه وصفاته ويتحبب إليهم بنعمه وآلائه يذكرهم بنعمه
عليهم ويأمرهم بما يستوجبون به تمامها ويحذرهم من نقمه ويذكرهم بما أعد لهم من
الكرامة إن أطاعوه وبما أعد لهم من العقوبة إن عصوه ويخبرهم بصنعه في أوليائه
وأعدائه وكيف كانت عاقبة هؤلاء ويثني على أوليائه بصالح أعمالهم وأحسن
أوصافهم ويذم أعداءه بسيء أعمالهم وقبيح صفاتهم ويضرب الأمثال وينوع
الأدلة والبراهين ويجيب عن شبه أعدائه أحسن الأجوبة ويصدق الصادق
ويكذب الكاذب ويقول الحق ويهدي السبيل ويدعو إلى دار السلام ويذكر
أوصافها وحسنها ونعيمها ويحذر من دار البوار ويذكر عذابها وقبحها وآلامها
ويذكر عباده فقرهم إليه وشدة حاجتهم إليه من كل وجه وأنهم لا غنى لهم عنه
طرفة عين ويذكر غناه عنهم وعن جميع الموجودات وأنه الغني بنفسه عن كل ما سواه
وكل ما سواه فقير إليه بنفسه وأنه لا ينال أحد ذرة من الخير فما فوقها إلا بفضله
ورحمته ولا ذرة من الشر فما فوقها إلا بعدله وحكمته وتشهد من خطابه عتابه لأحبابه
ألطف عتاب وأنه مع ذلك مقيل عثراتهم وغافر زلاتهم ومقيم أعذارهم ومصلح

ایک بادشاہ کو کہ تمام حکومت اوسکے لئے ہے اور تمام تعریف اوسکے واسطے ہے تمام امور کی باگین اوسکے ہاتھ مین ہین اور سب کا صدور راہ سی ہے
ہے اور سب کا ورود اوسکے طرف ہے بیٹھا ہوا ہے عرش کے اوپر نہین مخفی اوسپر کوئی دقیقہ اوسکے ولایت کے اطراف سے جاننے والا ہے
اپنے بندون کے نفوس مین جو کچھ خیالات ہین خبردار ہے اونکے چھپے اور کھلے سے اکیلا ہے اپنی سلطنت کی تدبیر مین سنتا ہے اور
دیکھتا ہے عطا کرتا ہے اور روکتا ہے ثواب دیتا ہے اور عذاب کرتا ہے عزت کرتا ہے اور خوار کرتا ہے پیدا کرتا ہے اور
روزی دیتا ہے مارتا ہے اور جلاتا ہے اندازہ مقرر کرتا ہے اور حکم کرتا ہے اور تدبیر کرتا ہے جملہ امور کی اوترنے والا ہے اوسکے طرف
سے چھوٹا امر اور بڑا امر اور اوسکے طرف چڑھنے والا ہے کوئی ذرہ نہین ہلتا ہے بے اوسکے اذن کے اور کوئی پتہ نہین گرتا ہے
بے اوسکے علم کے پس تامل کر تو کیسا پاتا ہے تو اوسکو تعریف کرتا ہے اپنے نفس کی اور بڑائی بیان کرتا ہے اور صفت بیان کرتا ہے
اپنے نفس کی اور اپنے بندون کی نصیحت کرتا ہے اور اونکی رہنمائی کرتا ہے اوس طریق پر کہ جسمین سعادت و نجات ہے اور اوسمین اونکو رغبت
دلاتا ہے اور ڈراتا ہے اونکو اوس کام سے کہ جسمین اونکی ہلاکت ہے اور معلوم کراتا ہے اونکو اپنے اسما و صفات اور محبت کرتا ہے
اونسے اپنی نعمتون و بخششون کے ذریعہ سے یاد دلاتا ہے اونکو اپنی نعمتین جو اونکو دی ہین اور حکم کرتا ہے اونکو اون اعمال کا کہ جنکے وہ
ہمہ تن لایق ہے اور ڈراتا ہے اونکو اپنے سختی سے اور یاد دلاتا ہے اونکو جو کچھ اونکے لئے از قسم کرامت مہیا کر رکھا ہے بشرط فرمانبرداری کے
اور جو کچھ اونکے لئے مہیا کر رکھا ہے از قسم عذاب بشرط نافرمانی کے اور خبر دیتا ہے اونکو اپنے فعل کے دوستون اور دشمنون کے باب مین اور
یہ کیونکر ہوگا انجام انکا اور اونکا اور تعریف کرتا ہے اپنی دوستونکی اونکے نیک کامون اور خوبتر اوصاف کے ساتھہ اور برائی بیان کرتا ہے
اپنے دشمنون کی اونکے برے اعمال اور قبیح صفات کے ساتھہ اور نظیرین بیان کرتا ہے اور قسم قسم کی ادلہ و براہین لاتا ہے اور اپنے دشمنونکے شبہون
کے عمدہ و خوبتر جوابات دیتا ہے اور سچا قرار دیتا ہے سچے کو اور جھٹلاتا ہے جھوٹے کو اور حق بات کہتا ہے اور راہ حق کی ہدایت کرتا ہے اور سلامتی کے گہر کیطرف
بلاتا ہے اور اوسکے اوصاف و خوبی و نعمتونکو ذکر کرتا ہے اور ڈراتا ہے ہلاکت کے گہر سے اور اوسکے عذاب و برائی و تکالیف کو ذکر کرتا ہے اور اپنے بندون سے ذکر کرتا ہے
اونکی محتاجی اور شدت حاجت کو طرف اپنے ہر وجہ سے اور یہ اونکو اوس سے بے پروائی نہین ہوسکتی ہے ایک لمحہ اور اون لوگ تمام موجودات سے اپنی بے پروائی کو ذکر
کرتا ہے اور یہ کہ وہی بذات خود غنی ہے اپنے ماسوا سے اور جو کچھ اوسکے سوا ہے اوسکا محتاج ہے اور یہ کہ کوئی شخص نہین پا سکتا ذرہ برابر نیکی کو مگر اوسکے فضل
و رحمت سے اور نہ ذرہ برابر برائی پاسکتا مگر اوسکے انصاف و حکمت سے اور تو دیکھیگا اوسکے خطاب سے اوسکا عتاب دوستونکے حق مین نرمی آمیز اور وہ باوجود اوسکے
در گذر کرنیوالا ہے اونکے لغزشون سے بخشنے والا ہے اونکے غلطیونکو قایم رکھنے والا ہے اونکے عذر کو درست کرنیوالا ہے۔

فسادهم والدافع عنهم والحامي عنهم والناصر لهم والكفيل بمصالحهم والمنجي لهم من
كل كرب والموفي لهم بوعده وانه وليهم الذي لا ولي لهم سواه فهو مولاهم الحق و
نصيرهم على عدوهم فنعم المولى ونعم النصير واذا شهدت القلوب من القرآن ملكا
عظيما جوادا رحيما جميلا هذا شانه فكيف لا تحبه وتنافس في القرب منه وتنفق
انفاسها في التودد اليه ويكون احب اليها من كل ما سواه ورضاه آثر عندها من
رضا كل من سواه فكيف لا تلهج بذكره ويصير حبه والشوق اليه والانس به غذاءها
وقوتها ودواءها بحيث ان فقدت ذلك فسدت وهلكت ولن تنتفع بحياتها انتهى
نقله السيوطي في الاتقان بعنوان فائدة (قلت) جملة ما يدل على قربه تعالى ايضا فيه
وقد ثبت لها فيه صفة هي انه يحبه ويحبه وعينه كما انطق قرآنه (نحن
اقرب اليه من حبل الوريد) (ونحن اقرب اليه منكم ولكن لا تبصرون) (واينما تولوا
فثم وجه الله) (وهو معكم اينما كنتم) (واذا سألك عبادي عني فاني قريب) مما يقتضي
من سببه ... وفي قوله تعالى جوابا لكليمه موسى عليه السلام انا جليس من ذكرني
وكما انطق به رسوله وبرهانه والذي نفس محمد بيده لو انكم دليتم احدكم بحبل
الى الارض السفلى لهبط على الله وكقوله صلى الله عليه وسلم حين خص صلواته وطوله عن
تبيح ... العرش ... اين كنت واين تكون وقوله ان الذي تدعون اقرب
الى احدكم من عنق راحلته وقوله ان ربه بينه وبين القبلة وان العبد اذا قام
الى الصلوة اقبل الله عليه بوجهه فيما بينه وغير ذلك الماضي مما يوافيه فاذا وجدت
النفوس من القرآن والحديث شملها ما لك ... كبيرا كريما جليلا جميلا شانه واحسانه
هكذا قربه ... ويشتاق ويتقرب اليه وتحبب لديه وتعتمد وتتوكل في جميع امورها
عليه بالرجوع بحيث ... وتميز في كل امر من الدنيا والدين والعقبى بين كل طيب وخبيث هذا انتهى

اونکے فساد کو دفع کرنیوالا ہے اونکے دشمن کو اور اونکا حامی و مددگار اور اونکے مصالح مین کفیل کا ہے اور اونکو نجات دینے والا ہے اور ہر شے
سے اور اونکے باب مین پورا کرنیوالا ہے اپنے وعدے کو اور اونکا ایسا مربی ہے کہ اوسکے سوا اور کوئی مربی اونکا نہین ہے پس وہی اونکا سچا
دوست ہے اور اونکی مدد کرتا ہے اونکے دشمنون پر پس وہ کیا خوب دوست ہے اور کیا خوب مددگار ہے اور جبکہ قلوب کو قرآن سے ایک بڑا بادشاہ
سخی رحیم جمیل معلوم ہوگا کہ جسکی یہہ شان ہے پھر کیونکر اوسکو دوست نہ رکھینگے اور اوسکے قرب مین کیون نہ راغب ہونگے اور اوسکی دوستی حاصل کرنے
مین اپنی عمر کیون نہ گزارینگے اور اونکو تمام ماسوا سے زیادہ محبوب کیون نہوگا اور اوسکی خوشنودی زیادہ پسندیدہ ہو جائیگی اونکو اوسکے تمام ماسوا کی
خوشنودی سے اور کیون نہ شیفتہ ہونگے اوسکی یاد مین اور اوسکی محبت اور اوسکا شوق اور انس اونکی غذا و قوت و دوا ہو جائیگا اسطرح پر کہ اگر یہہ اوصاف
نہون تو قلوب فاسد و ہلاک ہو جائین اور اپنی حیات سے ہرگز نفع نہ پائین انتہی اسکو سیوطی نے اتقان مین نقل کیا ہے فائدہ کے عنوان سے مین کہتا ہون
یہہ جو کچھ ابن قیم نے بیان کیا ہے ایک کلام صاف و بلند ہے پر کچھ اوسمین تامل کے قابل رہگیا ہے اور وہ یہہ ہے کہ حق سبحانہ باوجود اس مضمون کے کہ
جسکو ابن قیم نے بیان کیا اور معین کیا ایسا ہے کہ جسطرح اوسکے قرآن نے اوسکو ظاہر فرمایا ہے کہ ہم بندے کے قریب [illegible] اوسکی شہ رگ سے اور یہہ کہ
نزدیک ہین جان سے بہ نسبت تمہارے ولیکن تم نہین دیکھتے ہو اور جہان رخ کرو تم پس وہین ہے ذات اللہ کی اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہان تم ہو اور جبکہ
پوچھین تجھسے میرے بندے مجکو پس مین نزدیک ہون ساتھ اسکے سبب دل کے [illegible] قول حق تعالی کا [illegible] مین اپنے کلیم موسی علیہ السلام کے مین
جلیس ہون اوسکا کہ جو مجکو یاد کرے اور ایسا ہے کہ جسطرح اوسکے رسول [illegible] اور اوسکے برہان نے بیان دیا ہے اوس قسم سے اوسکی کہ محمد کی جان اوسکے
ہاتھ مین ہے کہ اگر تم گرا دے اپنے مین سے کسیکو رسی [illegible] باندھ کر نیچے کی زمین تک تو البتہ گرتا [illegible] کے اوپر اور جیسا کہ [illegible] حال ہے عرش و فرشتے
کی تسبیح کو حضرت صلعم سے نقل فرمایا ہے کہ تو پاک ہے کہان رہا ہے تو اور کہان رہیگا اور جیسا کہ قول حضرت کا [illegible] تمہارے ایک کے قریب تر ہے
اوسکی سواری کی گردن سے اور قول حضرت کا کہ اور [illegible] اوسکا رب اوسکے اور قبلہ کے بیچ میں ہے [illegible] تحقیق کہ [illegible] کھڑا
ہوتا ہے نماز پڑھنے کو سامنے کردیتا ہے خدا اوسکے اپنی ذات کو پھر اوس سے [illegible] کرتا ہے [illegible] جو مذکور ہو چکا ہے
اوس قسم سے کہ اس مضمون کی تکمیل کرتا ہے پس جب کہ پائینگے [illegible] ایک بادشاہ [illegible]
صاحب حکومت بڑا بزرگ مہربان صاحب جلال و جمال کہ جسکی صفت [illegible] احسان کیا ہے پس [illegible] اوسکو
دوست رکھینگے اور مشتاق ہونگے اور اوسکے تقرب چاہینگے اور اوس سے کمال محبت پیدا کرینگے اور تمام امور مین اوسی پر
اعتماد و بھروسا کرینگے عمدہ طور سے اور تمیز کرینگے ہر کام مین دنیا و دین و آخرت کے [illegible] اسکو انتہی

اقول ومن الله التوفيق ان المصنف قد تشبث فى هذا القول بعدة ايت واحاديث
فى بيان الصفات والمتشابهت ثم رتب عليها قول ابن القيم الذى هو الوهابية ومن ائمتة
الحشوية بعنوان الفائدة ثم اتمها بضمنه التى استنبطها من عند نفسه من الايت و
الاحاديث المسردة فى هذا القول ردما للتطبيق بين ادلة البينونة وبين ادلة القرب
والمعية التى تعارضها وتنافيها وحكم بان هذا الذى ذكرنا محجة وسطى ومسه محجة
غلط فانه اعمال لدلائل الطرفين واشغال بمسائل الشرفين والخير كله فى الاعمال
والاشغال دون الاهمال والاغفال والتاويل لاحد النصين فى الطرفين من غير
دليل عليل ليس عليه تعويل فانه تعليل وتعطيل للظاهر كما هو ظاهر لا يقبل
وليس احدهما فى هذا اباولى من الاخر فتدبر وتبصر انتهى ومقصوده من هذا الحكم
رد على ارباب التنزيه المحضة وهم اهل السنة والجماعة وعلى ارباب التشبيه المحضة
وهم المجسمة ومحاكمة بين المذهبين المذكورين بالتلفيق والجمع بينهما بحيث لا يالى
شيئ من دلائل الطرفين عن ظاهره وبينه بان التشبيه من حيث التجلى باسم الظاهر
والتنزيه من حيث التعلى باسم الباطن فحيث تغاير الحيثيتان فلا تعارض ولا تناقض
بين ادلة الطرفين وبهذا يرتفع الخلاف من البين والفريس البصير والناقد
الخبير لا يغتر بهذه الفرية ويعرف الحق بلا مرية بان الله تعالى من حيث ذاته و
وصفاته مقدس عن ما يختلج فى الخواطر والاوهام ومنزه عن الجسمية والتحديد بالجهات
وكلما هو من صفات الاجسام ومع هذا اقد نهانا عن الخوض فى المتشابهت وارشدنا
الى ان لها تاويلا من التاويلات وان طريق السلامة هو الايمان بها كما وردت وتوكيل
العلم بها كما هى على من منه صدرت فالحمل على ظواهرها مخالف للتنزيل وموافق
لاهل الزيغ من ارباب التشبيه والتعطيل والمصنف وان يدعى الاعمال ويسمى التاويل

مین کہتا ہون، اور توفیق خدا ہی کے طرف سے ہے کہ تحقیق مصنف نے دستاویز بنایا ہے اس قول مین چند آیات و
احادیث کو صفات متشابہات کے بیان مین پہر اوسپر مرتب کیا قول ابن قیم کا کہ جو امام ہے وہابیہ کا اور حشویہ کے پیشواؤن مین سے
ہے فائدہ کے عنوان سے پہر اوسکو تمام کیا اپنے ضمیمہ سے کہ جسکو بنا ت خود ثابت کیا ہے اون آیات و احادیث سے جو مذکور مین اس
قول مین اولہ مینونت (ادلہ قرب و معیت مین کہ جنمین تعارض و تناقض ہے تطبیق دینے کے قصد سے اور حکم کیا باین طور کہ
یہ طریقہ جو ہمنے ذکر کیا ہے متوسط راستہ ہے کہ جس سے مغالطہ کو لگاؤ نہین ہے اسلئے کہ اسمین عمل مین لانا ہے طرفین کے
دلائل کو اور مشغول کرتا ہے دونون شرف کے مسائل مین اور بہلائی ہے تن عمل مین لانے اور مشغول کرنے مین ہے نہ کہ بیکار چہوڑنے
اور غافل بنانے مین اور دونون طرف کی نصوص مین سے کسی ایک مین تاویل بلا دلیل کرنا نادرست ہے کہ جسپر اعتقاد بچا ہے اسلئے
اسلئے کہ تاویل مین خراب وبیکار کر دینا ہے ظاہر کو جیسا کہ ظاہر ہے نہ عمل مین لانا اور اسباب مین ایک دوسرے سے اولی نہین
ہے پس تدبر کر اور بینا ہو انتہی اور مقصود مصنف کا اس حکم سے رد کرنا ہے ارباب تنزیہ محض پر اور وہ اہل سنت والجماعت ہین اور
ارباب تشبیہ محض پر اور وہ مجسمہ ہین اور محاکمہ کرنا ہے ان دونون مذہبون مین جمع و تطبیق کرکے اسطرح پر کہ دونون طرف کے
دلائل سے کسی مین ظاہر معنے سے تاویل نہ کیجاے اور تطبیق مذکور کو اسطرح بیان کیا کہ تشبیہ ثابت ہے باعتبار
تجلی اسم الظاہر کے اور تنزیہ ثابت ہے بحیثیت تجلی اسم الباطن کے اور جب کہ دو حیثیتین مختلف ہوئی تو طرفین
کی دلیلون مین نہ تعارض ہے نہ تناقض اور اس تقریر سے مخالفت درمیان سے اوٹہ جاتی ہے اور صاحب فراست بصارت پر
پرکہنے والا ہوشیار اس فریب سے دہوکہا نہین کہاتا ہے اور بے شبہہ امر حق کو پہچان لیتا ہے باین طور کہ حق تعالی
اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے پاک ہے جو خواطر و اوہام مین کہٹکتے ہین اور منزہ ہے جسم
ہونے اور جہات مین محدود ہونے اور جملہ صفات اجسام سے اور اسکے ساتھہ ہی اوسنے ہمکو متشابہات مین
غوض کرنے سے منع کیا ہے اور ہماری رہنمائی کی ہے اسطرف کہ اونکے کے ایک تاویل ہے تاویلات مین سے اور سلامتی
کا طریقہ اون پر ایمان لانا ہے جس طرح پر کہ اونکا ورود ہوا ہے اور اونکے علم واقعی کو سونپنا اونکے نازل کرنے والے پر
پس متشابہات کو اون کے ظاہری معانی پر عمل کرنا مخالف ہے قرآن کے اور موافق ہے اہل زیغ کے
جو کہ ارباب تشبیہ و تعطیل ہین اور مصنف اگرچہ دلائل کو عمل مین لانے کا مدعی ہے اور تاویل کو

بالاهمال والاغفال الا انه لابد له ايضا من التاويل كما سنبينه فيما سياتى من مواضع شتى بالتفصيل والان نرجع الى تفضيح ما فى هذا القول من الاباطيل ولا حول ولا قوة الا بالله وهو حسبنا ونعم الوكيل قوله وله فى كتبه فى هذا الكلام كثير فى غاية من التحقيق فمن رام ان يطلع عليها فعليه ان يرجع اليها اقول وبالله التوفيق اراد بقوله وله الشيخ ابراهيم الكردى وبقوله فى هذا اى باب حمل المتشابهات على ظواهرها وقد مر الجواب منا عما نقله المصنف من قول الكردى وما فرع عليه من التمويهات الواهيات بانه باطل لكونه مستلزما للزندقة والالحاد ولهذا رد عليه المفتى العلامة فى التنبيه بقوله وقد يقال فى تاويل قول الامام الاشعرى ان الله من حيث ذاته لا مكان له ولا جهة لغناه الذاتى ولكن له الاطلاق فى التجلى فى اى مظهر شاء مع بقاء التنزيه بليس كمثله شيء فصح الاستواء على العرش على ظاهره بمقتضى ذلك وصح ان يكون له جهة فوق لكون العرش اعلى الاجرام من غير منافاة للتنزيه واذا صح الاستواء على ظاهره مع بقاء التنزيه صح النزول كل ليلة الى السماء الدنيا فى الثلث الاخير حتى يطلع الفجر كما تواتر بذلك النقل فكذا سائر المتشابهات فتدبر فيه قال الشيخ محى الدين بن العربى رحمه الله فى باب الاسرار من الفتوحات اعلم ان المراد من استواء الحق تعالى على العرش او نزوله الى سماء الدنيا كل ليلة انما هو كناية عن اعلامه بعبده باذنه فى مناجاته ومسامرته بالدعا والسوال فى حوائجه والاستغفار عن ذنوبه فان استوائه تعالى ونزوله صفة من صفات ذاته وصفاته قديمة والعرش والسماء محدثان بالاجماع فلم يزل موصوفا بالاستواء و النزول قبل خلق العرش والسماء فما كنت يتعلق من صفة الاستواء والنزول قبل خلق العرش والسماء فهو الذى ينبغى تعلقه بعد خلقهما واطال فى ذلك ثم قال وكما

اہمال و اغفال کہتا ہے مگر تاویل سے مصنف کی ہی چشکارہ نہین ہے جیسا کہ ہم بیان کرینگے آیندہ مختلف مقامات مین تفصیل کے ساتھہ اور اب ہم رجوع ہوتے ہین مصنف کے اس قول کی ابطال کو فضیحت کرنے کے طرف اور حول و قوت خداہی کیطرف سے ہے اور وہی ہمکو بس اور کیا خوب کارگزار ہے د قول مصنف کا و لی فی کتبہ فی ہذا الکلام کثیر فی غایۃ من التحقیق فمن یرام ان یطلع علیہا فعلیہ ان یرجع الیہا مین کہتا ہون اور خدا ہی کیطرف سے توفیق ہے کہ مصنف نے اپنے قول ولہ سے شیخ ابراہیم کردی کو ارادہ کیا ہے اور اپنے قول فی ہذا سے مراد لیا ہے باب حمل کرنے متشابہات کو اونکے ظواہر پر اور ہمارے طرف سے جواب قول کردی کا کہ جسکو مصنف نے نقل کیا ہے اور اوسپر چند باطل تفریعین بیان کی ہین گزر چکا ہے باین طور کہ وہ قول باطل ہے بسبب اوسکے مستلزم ہونے کے زندقہ و الحاد کو اور اسیوجہ سے اس قول کو رد کیا ہے مفتی علامہ نے تنبیہ مین اپنے اس قول سے اور کبھی کہا جاتا ہے قول امام اشعری کی تاویل مین کہ حق تعالی کے لئے بحیثیت اوسکے ذات کے نہ مکان ہے اور نہ جہت بسبب اوسکے غنائی ذاتی کے ولیکن اوسکے واسطے جائز ہے مطلق ہونا تجلی مین جس مظہر مین وہ چاہے ساتھہ باقی رہے تنزیہ کے لیس کمثلہ شئی کی دلیل سے پس صحیح ہوگیا مستوی ہونا عرش پر اپنے ظاہری معنی پر باعتبار مقتضی تجلی کے ایسے مظہر مین کہ چاہتا ہے اونظاہری معنی کو اور صحیح ہوگیا کہ حق تعالی کے لئے فوق ہو بسبب ہونے عرش کے بلندتر اجسام کا بدون منافات کے تنزیہ سے اور جبکہ ثابت ہوگیا استوا باعتبار ظاہری معنی کے باوجود باقی رہنے تنزیہ کے ثابت ہوگیا نازل ہونا ہر رات مین آسمان دنیا کے طرف رات کے ثلث اخیر مین طلوع فجر تک جیسا کہ یہہ امر بنقل متواتر ثابت ہے اور اسیطرح سب متشابہات ہین پس سوچ تو اسکو کہا شیخ محی الدین بن العربی نے فتوحات کے باب الاسرار مین جان تو کہ مراد حق تعالی کے عرش پر مستوی ہونے یا ہر رات آسمان دنیا کیطرف نزول فرمانے سے کنایہ ہے اپنے کو اپنا اون جناب سے اوسکے مناجات و ہمکلامی مین بذریعہ دعا و سوال کے اپنی حاجتون مین اور اپنے گناہون سے استغفار کرنے مین اسلئے کہ حق تعالی کا مستوی ہونا اور نزول ایک صفت ہے اوس کے صفات ذات سے اور اوسکی صفات قدیمہ ہین اور عرش و آسمان باجماع امت نو پیدا ہین پس وہ ہمیشہ سے استواء و نزول کی ساتھ موصوف ہے عرش و اسمان کے پیدا کرنے سے ہی پہلے سے پہر تو کیا گمان رکہتا ہے حق تعالی کی صفت استواء و نزول کے تعلق کے ساتھہ عرش و اسمان کے مخلوق ہونے سے پہلے پس وہی تعلق ہے کہ جسکو سمجہنا چاہیے، اون دونونکے پیدا کرنیکے بعد وہ اسکو طوالت سے بیان کیا بعد فرمایا داود جسطرح کہ اونکو اپنے ہمکلامی کا اذن

اذن لهم في مسامرته كذلك هو تعالى يسامرهم بقوله تعالى هل من سائل اه
فهو تعالى يقول لهم ويقولون له كانهم في مجلس واحد ولله المثل الاعلى انتهى قال
العلامة الحلبي في رد ابن تيمية ثم ذكر بعد ذلك شيخنا ابا الحسن علي بن اسمعيل
الاشعري وانه يقول الرحمن على العرش استوى ولا نتقدم بين يدي الله تعالى
في القول بل نقول استوى بلا كيف وهذا الذي نقله عن شيخنا هو نحلتنا وعقيدتنا
لكن نقله لكلامه ما اراه الا قصد الايهام ان الشيخ يقول بالجهة فان كان كذلك
فلقد بالغ في البهت وكلام الشيخ في هذا انه قال كان ولا مكان فخلق العرش
والكرسي فلم يحتج الى مكان وهو بعد خلق المكان كما كان قبل خلقه وكلامه
وكلام اصحابه رحمهم الله يصعب حصره في ابطالها انتهى فعلم من هذا ان كلام
الشيخ الكردي بمعزل عن الحق وجعله كلامه هذا تلخيص الكلام الشيخ الاشعري
الذي هو شيخ اهل السنة في العقائد ناش من سوء الفهم وقلة التدبر فافهم ولا
تكن من الغافلين واما تمسكه بقوله تعالى في التورية انا الله فوق عبادي عرشي
فوق خلقي وانا على عرشي اه فليس بمرضي لان المراد بالفوقية في هذا او في نظائره
هو ما يليق به تعالى لا ما هو الظاهر منه لانه من صفات الاجسام والله تعالى
مقدس عنها واما قوله ومن هذا الشان النزول والعروج ومنه رفع الايدي
في الدعاء الى السماء ثم تمسكه بتفسير الاية المذكورة بانه يجلسه صلى الله عليه وسلم
معه على العرش وحديث المعراج ليلة الاسرى والضحك وبسط اليدين بالعطا
ووضع القدم في النار والتحول لاهل الموقف في صور تختلف وتنكر وتعرف والرؤية
في الجنة كما ورد في صحاح الاخبار فليس بمقبول لان كل هذه من المتشابهات
وقد مر كلها غير مرة بان لها تاويلا لا يعلمها يقينا الا الله والحمل على ظواهرها ينفي التاويل

انھون دیا ہے اسیطرح حق تعالی اون سے ہمکلام ہوتا ہے اپنے قول جل من سائل آوے پس حق تعالی اوسنے بات
کرتا ہے اور وے حق تعالی سے بات کرتے ہین گویا کہ ایک ہی مجلس مین ہین اور حق تعالی کا حال بلند تر ہے انتہی علامہ حلبی نے
ابن تیمیہ کے رد مین کہا ہے کہ پھر اسکے بعد ہمارے شیخ ابو الحسن علی بن اسمٰعیل اشعری کو ذکر کیا اور یہہ کہ وہ کہتے ہین کہ رحمن
عرش پر مستوی ہوا اور ہم حق تعالی کے سامنے بات کرنے مین پیش قدمی نہین کرتے ہین بلکہ ہم کہتے ہین کہ مستوی ہوا بلا کیفیت
کے اور اس قول کو جو ابن تیمیہ نے ہمارے شیخ سے نقل کیا ہے یہہ تو بعینہ ہمارا دعوی اور ہمارا عقیدہ ہے لیکن ابن تیمیہ کی غرض اسکے
نقل کرنے سے میری نظر مین یہی ہے کہ وہ وہم دلانا چاہتا ہے اس امر کا کہ شیخ بھی جہت کے قائل ہین پس اگر یہی غرض ہے تو بیشک
ابن تیمیہ نے مبالغہ کیا ہے بہتان مین اور شیخ کا کلام تو اس بارہ مین یہہ ہے کہ اونھون نے فرمایا کہ خدا موجود تھا اور مکان نہ تھا پھر پیدا کیا عرش
و کرسی کو اور نہین محتاج ہوا مکان کا اور وہ مکان کو پیدا کرنے کے بعد بھی ویسا ہی ہے کہ جیسا مکان کو پیدا کرنے سے پہلے تھا اور شیخ
اور اونکے اصحاب کا کلام ابطال جہت مین اسقدر ہے کہ جسکا ضبط کرنا دشوار ہے انتہی پس اس سے معلوم ہوگیا کہ شیخ کردی کا کلام حق سے
ہٹا ہوا ہے اور اوسکا اپنے اس کلام کو شیخ اشعری کے کلام کی تلخیص قرار دینا جو کہ اہل سنت کا شیخ ہے عقائد مین ناشی ہے
سوء فہم و قلت تدبر سے پس تو سمجھ لے اور غافلون مین داخل مت ہو اور لیکن دلیل لانا مصنف کا کلام الہی سے جو توارت مین ہے
ذکر مین خدا ہون اپنے بندونکے اوپر اور میرا عرش میری مخلوق کے اوپر ہے اور مین اپنے عرش کے اوپر ہون آخر تک پس نا پسندیدہ ہے
اسلئے کہ فوقیت سے مراد اس قول مین اور اسکے نظائر مین وہ فوقیت ہے کہ جو شان حق کے لایق ہے نہ کہ وہ جو ظاہر معنے کے
اقتضا سے ہے کیونکہ وہ اجسام کی صفات مین داخل ہے اور حق تعالی صفات اجسام سے پاک ہے اور لیکن قول مصنف کا کہ
اسی شان کے قبیل سے ہے نزول اور عروج اور اسی شان کے وجہ سے دعا مین ہاتھون کو آسمان کیطرف اوٹھایا جاتا ہے پھر
دلیل لانا مصنف کا آیت مذکورہ کی تفسیر سے یا ین طور کہ حق تعالی حضرت صلعم کو عرش پر اپنے ساتھ بٹھلائیگا اور حدیث معراج
سے شب معراج مین اور بہشت اور عطا کے لئے ہاتھ بڑہانے اور آتش جہنم مین قدم رکھنے اور اہل موقف کے سے لئے کئی طرح
کی صورتون مین کہ بعضی اون سے اجنبی ہونگے کہ بعض پہچانے جاوینگے متغیر ہونے اور جنت مین دیدار الہی ہونے سے جیسا
کہ صحیح اخبار مین وارد ہوا ہے پس غیر مقبول ہے اسلئے کہ یہہ تمام صفات انکی متشابہات سے ہین اور اونکا چند بار ذکر گذر چکا ہے کہ اونکے لئے
تاویلین ہین کہ جنکو یقینی طور پر خدا ہی جانتا ہے اور اونکو اونکے ظاہری معانی پر محمول کرنے سے تاویل کی نفی لازم آتی ہے ۔ اھ

وهو مخالف للتنزيل ومن حكم على خلاف التنزيل فهو من الفسقين ومسلك اهل
الرسوخ في العلم الايمان بها كما وردت مع القطع مصروفة عن ظواهرها وما هو المراد منها
لا يعلمه الا الله واما اهل الزيغ فيتبعونها ابتغاء الفتنة وابتغاء تاويلها وقد رد عليهم الحق
سبحنه بقوله وما يعلم تاويله الا الله ويجمعونها من مواضعها المتفرقة في الآيات والاحاديث
في موضع واحد للايهام والابرام والتلبيس على الافهام كما قال الامام حجة الاسلام في الجام
العوام ان هذه الكلمات اى الكلمات المذكورة في الصفات المتشابهة ما جمعها رسول الله
صلى الله عليه وسلم دفعة واحدة وانما جمعها المشبهة وقد بينا ان لجمعها من التاثير
في الايهام والتلبيس على الافهام ما ليس لاحادها المتفرقة وانما هي كلمات لهج بها رسول الله
صلى الله عليه وسلم في جميع عمره في اوقات متباعدة واذا اقتصر منها على ما في القرآن
والاخبار المتواترة رجعت الى كلمات يسيرة معدودة وان اضيفت اليها الاخبار
الصحيحة فهي ايضا قليلة وانما كثرت بالروايات الشاذة الضعيفة التي لا يجوز
التعويل عليها ثم ما تواتر منها ان صح نقلها عن العدول فهي احاد كلمات وما ذكر
صلى الله عليه وسلم كلمة منها الا مع قرائن واشارات تزول معها ايهام التشبيه
وقد ادركها الحاضرون المشاهدون فاذا نقل الالفاظ السابقة بتقديس
الله تعالى عن قبول هذه الظواهر ومن سبقت معرفته بذلك كانت تلك
المعرفة له ذخيرة راسخة في نفسه مقارنة لكل ما يسمع فينمحي منه الايهام
انمحاقا لا اشك فيه انتهى هكذا في التنبيه وهذا الكلام للامام حجة الاسلام في
غاية الاحكام ونهاية الاهتمام لتقريب المراد من تقرير عقائد الاسلام الى
افهام الخواص والعوام حيث يتيسر منه للزكي الافهام وللغبي الالجام فلله دره
وبره وعليه اجره وذخره ولما استدل المصنف على دعاويه الباطلة بهذا الكتاب

یہ سب قرآن کے خلاف ہے اور جو شخص قرآن کے خلاف کرے اوسکو تو یہی لازم ہے کہ اوسکے ظاہری معنی پر
ایمان لاتا ہے جسطرح پر کہ اونکا ورود ہوا ہے ساتھ یقین کے اسپر کہ وہ اپنے ظاہری معانی سے پھیری ہوئی ہیں اور جو کچھ
مراد ہے اوسکو خدا ہی جانتا ہے اور جو لوگ کہ بجز و ہین متشابہات کے درپے ہوتے ہین فتنہ کی خواہش اور اونکی تاویل کے
تجسس کیواسطے حالانکہ اونپر حق سبحانہ نے اپنے اس قول سے کہ (اونکی تاویل خدا ہی جانتا ہے) اعتراض کر دیا ہے اور متفرق
کرامکے مختلف مقامات سے جو کہ آیات و احادیث مین ہین لیکر یہہ لوگ ایک مقام مین جمع کر دیتے ہین وہم مین ڈالنے اور اپنا مقصد
پختہ کرنے اور مخلوق کے افہام پر پردہ ڈالنے کے غرض سے جیسا کہ امام حجۃ الاسلام نے الجام العوام مین فرمایا ہے کہ یہہ کلمات یعنی
جو کہ صفات متشابہات کے باب مین مذکور ہین انکو رسول خدا صلعم نے ایک مرتبہ جمع نہین کیا ہے اور مشبہہ فرقہ نے انکو جمع
کر دیا ہے اور ہم بیان کر چکے ہین کہ انکے جمع کرنے مین وہم دالنے اور افہام کے اوپر پردہ ڈالنے کے حق مین اسقدر تاثیر ہے
کہ جو انکے علحدہ علحدہ ہونے مین نہین ہے یہہ تو چند کلمات ہین کہ جنکو رسول خدا صلعم نے اپنی تمام عمر مین دور دراز مدتون مین جدا
جدا بیان فرمایا ہے اور جبکہ قرآن و احادیث متواترہ ہی کے متشابہات پر بس کیا جاے تو یہہ مجموع ہو جائیگی چند قلیل کلمات کیطرف
اور اگر احادیث صحیحہ کو بھی ملا لیا جاے تب بھی تھوڑے سے کلمات ہونگے انکی کثرت ہوتی ہی شاذ و ضعیف روایات کیوجہ سے
کہ جنپر اعتماد کرنا ناجائز ہے یہہ جسقدر متشابہات کہ متواتر ہین اگر اونکا نقل کرنا ثقہ لوگون سے ثابت ہے تو وہ گنتی کے کلمات ہین
اور انہین سے کسی کلمہ کو رسول خدا صلعم نے بدون ایسے قرائن و اشارات کے نہین ذکر فرمایا ہے کہ جنسے تشبیہ کا وہم زائل ہو جاتا ہے
اور اون قرائن و اشارات کو حاضرین و مشاہدین نے معلوم کر لیا تھا پھر جبکہ وہ الفاظ اون قرائن سے علحدہ ہو کر نقل کئے گئے
تو ابہام تشبیہ کا پیدا ہو گیا اور بہت بڑا قرینہ ابہام تشبیہ کے زائل ہونے کا پہلی معرفت ہے خدا سے تعالی کے مقدس
ہونے کی متشابہات کے ظاہری معانی سے اور جبکہ یہہ معرفت پہلی حاصل ہو گئی تو اوسکے لیے یہہ معرفت ایک ذخیرہ اسقدر
ہو جائیگی کہ جو ہر ایک متشابہ کے علم سے مقارن ہو گی پس اس سے ابہام تشبیہ بالکل نیست و نابود ہو جائیگا انتہی اسیطرح مذکور
ہے یہہ کلام تنبیہ مین اور امام حجۃ الاسلام کا یہہ کلام نہایت پختگی اور کمال اہتمام پر مشتمل ہے عقائد اسلام کو علم عوام اسکے ذہن نشین کرنے
کے باب مین اسلیے کہ اوس سے تیز طبع کو سمجھانا اور غبی کو دو کنا آسان ہو جاتا ہے پس خدا ہی کیواسطے ہے اسکی خوبی اور بھلائی اور
اوسپر ہے اسکا اجر اور ثواب اور جبکہ مصنف نے اپنے جبہ سے دعوٰی ان پہلو جس کتاب مین

بما تمسك به ابن تيمية والذهبي وغيره من اتباع الحشوية في هذا الباب وقد اثر الاطناب
والختار الاعجاب للعوام بوفور علمه والاتراب فلا بد من ان نذكر منها نبذا احمالي التنبيه
من الاجوبة الانيقة لادلة الحشوية قال المفتي العلامة في صفحه ۲۵۲ من التنبيه وهذا اوان
ان ذكر اخبار للستدلين مع ماذكره المحدثون في شرحها ونبدأ بما استدل به ابن تيمية قال في
في الاحاديث الصحاح والحسان مالا يحصى مثل قصة معراج رسول الله صلى الله عليه وسلم
الى ربه قال الحلبي في رده ثم استدل من السنة بحديث المعراج ولم يرد في حديث
المعراج ان الله فوق السماء او فوق العرش حقيقة ولا كلمة واحدة من ذلك وهو لم
يسرد حديث المعراج ولا بين الدلالة منه حتى نجيب عنه فان بين وجه الاستدلال
عرفناه كيف الجواب قلت روى البخاري في قصة ليلة اسري به عن انس بن مالك
ودنا الجبار رب العزة فتدلى حتى كان منه قاب قوسين او ادنى فاوحى الله اليه
فيما اوحى خمسين صلوة على امتك كل يوم وليلة ثم هبط حتى بلغ موسى فاحتبسه موسى
فقال يا محمد ماذا عهد اليك ربك قال عهد الي خمسين صلوة كل يوم وليلة قال
ان امتك لا تستطيع ذلك فارجع فليخفف عنك ربك وعنهم فالتفت النبي صلى الله
عليه وسلم الى جبرئيل كانه يستشيره في ذلك فاشار اليه جبرئيل اي نعم ان شئت
فعلا به الى الجبار فقال وهو مكانه يارب خفف عنا الحديث قال ابن الجوزي في
تفسيره وروى ابو سلمة عن ابن عباس ثم دنا قال دنا ربه فتدلى وهذا اختيار
مقاتل قال دنا الرب من محمد صلى الله عليه وسلم ليلة اسري به فكان منه
قاب قوسين او ادنى وقد كشفت هذا الوجه في المغني وبينت انه ليس
كما يخطر بالبال من قرب الاجسام وقطع المسافة لان ذلك يختص بالاجسام والله
منزه عن ذلك قال القسطلاني في المواهب اللدنية وقربه سبحانه وتعالى

استدلال کیا ہے اون دلائل سے کہ جنسے ابن تیمیہ و ذہبی وغیرہ نے کہ جو حشویہ کے پیرو ہین تمسک کیا ہے متشابہات کے
باب مین اور طوالت کلام کو پسند کیا اور اپنے وفور علم و ندرت نگاری کے وجہ سے عوام کو تعجب مین ڈالنا اختیار کیا پس ہمکو
ضرور ہوا کہ ہم اس مقام مین کسیقدر عمدہ جوابات حشویہ کے دلائل کے تنبیہ سے نقل کر دین کہا مفتی علا سلونے تنبیہ کے صفحہ ۲۵ مین اور بیچ
وقت سے ہے حشویہ کی حدیثون کے ذکر کا مع اون تقریرون کے کہ جنکو محدثین نے اونکی شرح مین بیان کیا ہے اور پہلے ہم
اون دلائل کو لکھتے ہین کہ جنسے ابن تیمیہ دلیل لایا ہے اور اوسنے کہا ہے کہ صحیح و حسن حدیثون مین بیشمار دلیلین ہین جس طرح کہ
رسول صلعم کی معراج کا قصہ علامہ حلبی نے ابن تیمیہ کے رد مین کہا ہے کہ پہر دلیل لایا حدیث معراج مین ہرگز وارد نہین ہوا
ہے کہ حق تعالی حقیقۃ آسمان مین یا عرش کے اوپر ہے اور نہ ایک کلمہ اس سے اور ابن تیمیہ نے نہ تو حدیث معراج کو نقل کیا
اور نہ اوسکی دلالت کو بیان کیا تاکہ ہم اوسکا جواب دیتے پس اگر وجہ دلالت وہ بیان کرے تو اوسکا جواب جس طور پر کہ چاہیے
ہم اوسکو بتا دین مین کہتا ہون کہ بخاری نے شب معراج کے قصہ مین انس بن مالک رض سے روایت کی ہے ۔ اور قریب
ہوے آپ جبار رب العزت کی پس زیادہ قریب ہوگئے یہان تک کہ آپ اوس سے دو کمان کے گوشونکا ملتقی تھے
یا اس سے بہی قریب تر پس آپکے طرف خدا نے وحی کی منجملہ وحی کے یہہ کہ ہر روز و شب مین پچاس نمازین آپ کی امت پر فرض
ہین پہر آپ اس عالم کے طرف اترے تو موسیٰ کے پاس پہونچے پس آپ کو موسیٰ نے روک کر پوچہا کہ اے محمد تمسے تمہارے
ربنے کیا معاہدہ کیا آپنے فرمایا کہ مجہسے ہر شب و روز مین پچاس نمازین ٹہرائی ہین موسیٰ نے کہا کہ تمہاری امت کو اسقدر طاقت نہین ہے
تم لوٹ جاؤ تاکہ تمہارا رب تمسے اور تمہاری امت سے اسمین تخفیف کردیوے پس نبی صلعم جبرئیل کیطرف متوجہ ہوے گویا اون سے اس بارہ
مین مشورہ لیتے تھے پس جبرئیل نے اونکو مشورہ دیا کہ ہان اگر آپ کی خواہش ہے پہر جبرئیل آپ کو جبار کیطرف لے چڑہے پہر آپنے
کہا اور آپ اپنے مقام عروج مین آگئے تھے اے میرے پروردگار ہمسے تخفیف کر دے تا آخر حدیث ابن جوزی نے اسکی شرح مین کہا ہے
اور روایت کی ابو سلمہ نے ابن عباس سے کہ پہر قریب ہوا کہا کہ قریب ہوا پروردگار آپ کا پہر جہک پڑا اور اسکو مقاتل نے اختیار کیا ہے کہا
مقاتل نے کہ نزدیک ہوا پروردگار محمد صلعم سے شب معراج مین پس ہوگیا ملتقی دو کمان کا یا زیادہ قریب اس سے اور مین نے اس وجہ کو واضح
کر دیا ہے معنی مین اور بیان کر دیا ہے کہ یہہ امر ایسا نہین ہے کہ جیسا وہم مین گزرتا ہے یعنے قریب ہونا اجسام کا اور طے کرنا مسافت کو اسلئے کہ یہہ تو
اجسام ہی سے خصوصیت رکہتا ہے اور حق تعالی اس سے پاک ہے قسطلانی نے مواہب لدنیہ مین کہا ہے کہ ملایا حق تعالی نے

التسبیح لهذا الاسراء لینفی عن قلب صاحب الوهم ومن یحکم علیه خیاله من اهل التشبیه والتجسیم ما یتخیله فی حق الحق سبحانه من الجهة والحد والمکان ولذا قال لنریه من ایاتنا بعض ما رأی فی تلک اللیلة من عجائب الایٰت کانه سبحٰنه وتعالیٰ یقول ما اسریت به الا لرویة الایٰت لا الیّ فانی لا احدّ فی مکان ونسبة الامکنة الی نسبة واحدة فکیف اسری به وانا عنده وانا معه اینما کان انتھیٰ ثم احتج الذهبی من الحدیث بان هٰذا الحدیث دال علی انه سبحانه وتعالی فوق السمٰوٰت وفوق جمیع المخلوقات ولولا ذلک لما کان معراج النبی صلی الله علیه وسلم الی فوق السما السابعة الی سدرة المنتهیٰ ودنو الجبار منه وتدلیه سبحٰنه وتعالیٰ بلا کیف حتی کان من النبی صلی الله علیه وسلم قاب قوسین او ادنیٰ وانه رٰاه تلک اللیلة وانجمیع دلایه حتی اتی بها الی الله تعالیٰ وهٰذه المقتضیات کلها التی افادتنا انه فوق السماء باطلة لا تفید شیئا علی زعم من قال انه فی کل مکان بل انه الذی یلزم من دعواهم انه فی الکنف والبطون والارحام وغیر ذلک مما طبع الله بنی اٰدم علی خلافه بل انما فطرهم علی انه فوق العرش فوق السماء السابعة فارسل رسله بتقریر ذلک ولم یرسلهم بانه لیس علی العرش ولا بانه داخل العالم ولا خارجه قلت هٰذا الکلام مخالف مذهب اهل السنة والجماعة یدل علی حشویة مذهب القائل والاستدلال بالمقتضی بازاء الطور فی حقه فان استقر مکانه فسوف ترانی فلما تجلی ربه للجبل جعله دکاء و نادیناه من جانب الطور الایمن وقربناه نجیا فلما اتاها نودی من شاطئ الواد الایمن فی البقعة المبارکة من الشجرة ان یٰموسیٰ انی انا الله رب العٰلمین ولا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین غیر مقبول عند الخصم

تسبیح کو اس قصہ معراج کے شروع مین تاکہ نفی کر دیوے صاحب وہم سے اور اون لوگون سے کہ جنپر اونکا خیال حکمران ہے یعنی مشبہ
و مجسمہ سے جو کچھ کہ وے حق سبحانہ کے حق مین از قسم حد و جہت و مکان خیال باندھتے ہین اور اسی لئے فرمایا تا کہ دکہاوین ہم اوسکو
اپنی بعض نشانیان یعنی جو کچھہ عجائبات کہ اوس شب مین حضرت نے دیکھی ہین گویا کہ حق سبحانہ فرماتا ہے کہ مین نے اوسکو معراج اسلئے
کرائی ہے کہ وہ بعض میری نشانیان دیکھ لے نہ کہ اپنے دکہانے کو اسلئے کہ مین کسی مکان مین محدود نہین ہوتا ہون اور کل مکانون
کے نسبت مجھسے برابر ہے پہر کیون مین اوسکو معراج کراتا جبکہ مین اوسکے نزدیک اور اوسکے ساتھہ ہون جہان وہ رہے انتہی پہر فرقہ مجسمہ
نے حدیث معراج سے حجت پکڑی باین طور کہ یہہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ حق تعالیٰ آسمانون کے اوپر ہے اور تمام مخلوق سے اوپر
ہے اور اگر ایسا نہوتا تو البتہ نبی صلعم کی معراج ساتوین آسمان کے اوپر سدرۃ المنتہی تک اور نزدیک ہونا جبار کا آپسے اور جہک پڑنا حق سبحانہ کا
بدون کیفیت کے یہان تک کہ ہوگیا وہ بنسبت نبی صلعم کے مثل دو کمان کا یا اس سے بہی زیادہ قریب اور یہہ کہ حضرت نے اوس شب
مین خدا کو دیکھا اور یہہ کہ جبرئیل آپ کو اوپر لے گئے یہانتک کہ خدا تک پہونچا دیا اور یہہ تمام دلائل کہ جنہون نے ہمکو اس امر کا افادہ کیا ہے
کہ حق تعالیٰ آسمان کے اوپر ہے باطل ہو جاتی کہ جنکا کچھہ بہی حاصل نہوتا مطابق گمان اون لوگون کے کہ جنکا قول ہے کہ حق تعالیٰ اپنی
ذات سے ہر جگہ ہے جنکے اس دعوی سے لازم آتا ہے کہ حق تعالیٰ تہیلیون مین اور پیٹون مین اور بچہ دانون مین ہے اور اسکے
علاوہ وہ امور لازم آتے کہ جنکے خلاف پر حق تعالیٰ نے فطرت انسان کو پیدا کیا ہے بلکہ اوس سے بنی آدم کو اسی
خیال پر پیدا کیا ہے کہ وہ عرش پر ساتوین اسمان سے اوپر ہے پہر اسی امر کے بیان کرنے کو اوس نے اپنے رسولون کو بہیجا
اور اونکو یہہ پیغام دیکر نہین بہیجا کہ خدا عرش پر نہین ہے اور نہ یہہ کہ وہ عالم کے اندر ہے اور عالم سے باہر نہین ہے مین
کہتا ہون کہ یہہ کلام مذہب اہل سنت کے مخالف ہے اپنے قائل کے حشوی ہونے پر دلالت کرتا ہے اور دلیل لانا
متعقلی سے بمقابلہ ان ظواہر آیات کے کہ وارد ہین حق تعالیٰ کی شان مین دلیس اگر ٹہر گیا پہاڑ اپنی جگہ پر تو قریب ہے
کہ مجکو دیکہہ سکیگا پہر جبکہ جلوہ نما ہوا پروردگار پہاڑ کے لئے کر دیا اوسکو ریزہ ریزہ۔ اور پکارا ہمنے اوسکو طور کے
دہنے جانب سے اور مقرب بنالیا ہمنے اوسکو اپنا ہمراز کر کے۔ پہر جبکہ آیا وہ آگ کے پاس پکارا گیا اوسکو وادی کے دہنے جانب
سے متبرک جگہ مین درخت کے اندر سے کہ اے موسیٰ مین ہی تو خدا ہون پروردگار سارے جہان کا۔
اور تیرے سوا کوئی معبود نہین ہے بیشک مین ظلم کرنیوالون مین تہا اخصم کے نزدیک غیر مسلم ہے

فانه يزعم هذه الظواهر صريحة بانه في الارض وفي قعر البحر فلو قيل انه فوق السماء بالمقتضي لكانت هذه الظواهر الصريحة التي افادتنا انه في الشجر وفوق الجبل وفي قعر البحر باطلة وانه لا تفيد شيئا على زعم من قال انه فوق العرش بذاته مع انه المقتضي لا النصوص من عليه وجه ما يدفع عنه الخصم فهو جوابنا ونحن لا نزعم انه في كل مكان بذاته فان الله منزه عن المكان بل نقول كما قال الله تعالى وهو معكم ونحن اقرب اليه من حبل الوريد وهو معنا واقرب الينا لا نعلم كيفية المعية والاقربية وايضا لا يلزم من الدنو والتولي في جانب الفوق ان يكون مستقره ومقامه تعالى ذلك فان الله تعالى كلم موسى من تحت الشجرة ونادى يونس بن متى في بطن الحوت في قعر البحر لا اله الا انت سبحانك وارتقى نبينا صلى الله عليه وسلم حتى انتهى الى موضع يسمع فيه صريف الاقلام وناجاه ربه بما ناجاه وهو ليس باقرب الى الله من يونس في ظلمة البحر فالله سبحانه وتعالى قريب من عباده يسمع دعائهم ولا يخفى عليه حالهم كيف ما تصرفت من غير مسافة بينه وبينهم فيسمع ويرى دبيب النملة السوداء على الصخرة الصماء في الليل الظلماء تحت الارض السفلى كما يسمع ويرى تسبيح حملة العرش فوق السماوات السبع العلى واما ما ذكر ان الرسل ارسلوا التقرير انه فوق العرش فوق السماء السابعة فكلام غير مستند فان الرسل لم يدعوا ان الله مستقر جهة الفوق بل دعواهم التوحيد كما هو ثابت في رواية البخاري ثم رويته صلى الله عليه وسلم بعيني راسه ليلة الاسراء كان بغير احاطة فان الله تعالى لا يحاط به قال العارف الشيخ عبد الوهاب الشعراني في القواعد الكشفية فان قال قائل فاذا كان العلو والسفل في حق الحق جل وعلا واحدا

اسلئے کہ وہ کہتا ہے کہ یہہ ظواہر آیات بصراحت دلالت کر رہی ہین کہ حق تعالی زمین مین ہے اور دریا کے تہ مین ہے پس اگر کہا جاے بذاتہ مقتضی سکے کہ وہ آسمان پر ہے تو البتہ یہہ ظواہر صریحہ کہ جنہون نے ہمکو افادہ کیا ہے کہ وہ درخت مین ہے اور پہاڑ کے اوپر ہے اور دریا کی تہ مین ہے باطل ہو جاینگی اور کچہہ مفید نہونگی مطابق گمان اون لوگون کے کہ جنکا قول ہے کہ خدا عرش پر ہے اپنی ذات سے باانکہ یہہ مقتضی ہے نہ کہ منصوص علیہ اور اسوقت جو جواب خصم کو دیا جائیگا وہی ہمارا جواب ہوگا اور ہمارا یہہ قول نہین ہے کہ حق تعالی اپنی ذات سے ہر مکان مین ہے اسلئے کہ وہ مکان مین ہونے سے پاک ہے بلکہ ہمارا قول مطابق قول حق تعالی کے کہ وہ تمہارے ساتہہ ہے اور ہم اوسکے قریب ترہین شہ رگ سے) یہہ ہے کہ خدا ہمارے ساتہہ ہے اور ہمارے قریب تر ہے پر ہمکو معیت اور قربت کی کیفیت معلوم نہین ہے اور نیز نزدیک ہونے اور جہک پڑنے سے جانب فوق مین یہہ لازم نہین آتا ہے کہ خدا کا قرارگاہ اور مقام جانب فوق ہے اسلئے کہ حق تعالی نے موسیٰ سے درخت کے نیچے کلام کیا اور یونس بن متی نے مچہلی کے پیٹ مین کہ دریا کی تہ مین تہے پکار کر کہا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہین ہے اور ہمارے نبی صلعم چڑہ گئے یہان تک کہ پہونچگئے اوس مقام مین کہ جہان قلمون کی آواز سنائی دیتی ہے اور اون سے اونکے رب نے سرگوشی کی جو کچہہ سرگوشی کی اور آپ اوس مقام مین خدا کے قریب تر نہ تہے یونس بن متی سے جبکہ وہ مچہلی کے پیٹ مین دریا کی ظلمت مین تہے پس حق تعالی اپنے بندون کے قریب ہے اون کی دعا کو سنتا ہے اور اونکا حال جس طرح پر بدل گیا ہو اوسپر پوشیدہ نہین ہے بدون دوری مسافت کے اوسین اور بندون مین پس سنتا اور دیکہتا ہے کالی چیونٹی کی آہستہ چال کو ٹہوس پتہر پر اندہیری رات مین نیچے کی زمین کے نیچے پس جیسا کہ سنتا اور دیکہتا ہے حاملین عرش کی تسبیح کو سات آسمان بلند کے اوپر اور لیکن یہہ جو ذکر کیا ہے کہ رسول اسلئے بہیجے گئے ہین کہ بیان کر دیوین کہ اللہ تعالے عرش پر ساتوین آسمان سے اوپر ہے پس کلام بے دلیل ہے اسلئے کہ رسولون نے یہہ دعوی نہین کیا ہے کہ حق تعالی جہت فوق مین قرار پکڑے ہوے ہے بلکہ اونکا دعوی توحید الہی ہے جیسا کہ بخاری کی روایت سے ثابت ہے پہر دیکہنا حضرت صلعم کا اپنی آنکہون سے شب معراج مین بدون احاطہ کے تہا اسلئے کہ حق تعالی کا احاطہ نہین ہو سکتا ہے عارف کامل شیخ عبدالوہاب شعرانی نے قواعد کشفیہ مین فرمایا ہے پس اگر کوئی کہنے والا کہے کہ پس جبکہ بلندی اور پستی حق جل وعلا کے حق مین یکسان ہے

فاى فائدة للاسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم الى السموات وما فوقها
فانه يؤذن ان للعلو خصوصية على السفل والجواب ان ما اجمع عليه المحققون
بالله عز وجل ان الاسراء لم يكن ليزداد رسول الله صلى الله عليه وسلم علما بربه
عز وجل بل عين ما علمه من صفات ربه عز وجل فى السماء هو عين ما كان يعلمه
فى الارض وكذلك قال تعالى لنريه من اياتنا فاخبر ان الاسراء انما كان لروية
الايات اى العلامات فلم يتغير صورة اعتقاده فى ربه عما كان يعرفه منه تعالى
فى دار الدنيا وغاية الامر انه عرف بذلك الاسراء اختلاف المواطن وان الله تعالى
له حضرة خاصة يخاطب بها من شاء من عباده وحضرة لا يخاطب منها احدا
منهم فان قلت فهل كانت روية صلى الله عليه وسلم لربه عز وجل منزهة عن
الاين والكيف والجهة فالجواب نعم قد اجمع على ذلك جميع العلماء بالله عز وجل انتهى
وقد تاول العلماء والمحدثون فى الدنو والتدلى وليس هذا موضع بسطه والله اعلم
ونزول الملئكة من عند ربهم وصعودهم اليه قال الحلبى الشافعى فى دره تعلية ابن
واستدل بنزول الملئكة من عند الله تعالى والجواب عن ذلك ان نزول الملئكة
من السماء انما كان لان السماء مقرهم والعندية لا تدل على ان الله فى السماء لانه
يقال فى الرسل الادميين انهم من عند الله وان لم يكونوا نزلوا من السماء على
ان العندية قد يراد بها الشرف والرتبة قال الله تعالى وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ
مَاٰبٍ ويستعمل فى غير ذلك كما قال صلى الله عليه وسلم حكاية عن ربه عز وجل
انا عند ظن عبدى بى قلت لم يبق حديث نزول الملئكة وصعودها اليه حتى
نجيب عنه نعم قد روى الشيخان عن سهيل بن ابى صالح عن ابيه عن ابى هريرة عن
النبى صلى الله عليه وسلم ان الله ملئكة سيارة فضلا يبتغون مجالس الذكر

پس رسول خدا صلعم کو شب معراج مین آسمانون سے اوپر لیجانے مین کیا فائدہ تھا اسلئے کہ اس قصہ سے ظاہر ہوتا
ہے کہ بلندی کو خدا سے خصوصیت ہے بہ نسبت پستی کے اور جواب اس شبہہ کا یہہ ہے کہ ارباب تحقیق کے عقیدے
مین معراج رسول خدا کو اسلئے ہنوئی تھی کہ اونکو اپنے پروردگار کا علم زیادہ ہوجاے بلکہ جو صفات ربانی اونکو آسمان مین
معلوم ہوئے وہی صفات بعینہا اونکو زمین مین معلوم تھے اور چنانچہ حق تعالی نے فرمایا ہے تاکہ دکھاوین ہم اوسکو اپنی بعض
نشانیان پس اس کلام مین خداوند کریم نے خبر دی ہے کہ معراج مین جانا بعض نشانیان دیکھنے کیواسطے تھا پس حضرت
کے اعتقاد کی حالت اپنے رب کے باب مین متغیر نہین ہوئی اوس کیفیت سے کہ آپ حق تعالی کو دنیا مین پہچانتے تھے اور
غایۃ الامر یہہ ہے کہ آپ نے اوس معراج سے مختلف مقامات کو پہچان لیا اور یہہ کہ حق تعالی کے لیے ایک خاص بارگاہ ایسی
ہے کہ وہان کسی سے کلام نہین کرتا ہے پس اگر تو کہے کہ پھر کیا حضرت صلعم کا دیکھنا اپنے پروردگار عزوجل کو مکان اور کیفیت
اور جہت سے پاک تھا پس جواب یہہ ہے کہ ہان اسی پر تمام علماے ربانی کا اجماع ہے انتہی اور علما محدثین نے نزدیک
ہونے اور جھک پڑنے کی تاویل بیان کی ہے یہان اوسکے بسط و تفصیل کا موقع نہین ہے اور خدا زیادہ جاننے والا ہے
اور فرشتون کے اوترنے سے اپنے رب کے پاس سے اور اونکے چڑھنے سے اوسکی طرف کہا علامہ حلبی شافعی نے
ابن تیمیہ کے رد مین اور دلیل لایا فرشتون کے اوترنے سے خدا کے پاس سے اور جواب اسکا یہہ ہے کہ فرشتونکا
اوترنا آسمان سے اسوجہ سے تھا کہ آسمان اونکا قرارگاہ ہے اور نزدیک ہونا اسپر دلالت نہین کرتا ہے کہ حق تعالی
آسمان مین ہے اسلئے کہ آدمیون مین سے رسولون کے باب مین کہا جاتا ہے کہ وے خدا کے پاس سے آئے ہین
اگرچہ وہ آسمان سے نہین اوترے ہین اسکے علاوہ کبھی نزدیکی سے بزرگی و مرتبہ مراد لیجاتی ہے فرمایا حق تعالی
نے اور ہمارے نزدیک اوسکے لئے تقرب ہے اور اچھا مقام بازگشت اور اسکے غیر مین بھی اسکا استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ
نبی صلعم نے فرمایا ہے اپنے رب کے طرف سے کہ مین نزدیک ہون اپنے بندے کے گمان سے جو مجھسے رکھتا ہے مین کہتا ہون
کہ ابن تیمیہ نے نزول و صعود ملائکہ کی حدیث کو بیان نہین کیا ہے کہ ہم اوسکا جواب دین ہان شیخین نے سہل بن ابی
صالح سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے ابو ہریرہ سے اونہون نے نبی صلعم سے روایت کی ہے کہ خدا
کے بہت سے فرشتے ہین سیر کرنیوالے فضیلت والے کہ تلاش کرتے ہین ذکر اللہ کی مجلسون کو آخر حدیث تک

الحديث وفيه فاذا تفرقوا عرجوا وصعدوا الى السماء قال فيسئلهم الله وهو اعلم من اين جئتم فيقولون جئنا من عند عباد لك في الارض يسبحونك ويكبرونك الحديث لفظ مسلم وفي رواية البخاري فيحفونهم باجنحتهم الى السماء الدنيا قال فيسئلهم ربهم الحديث وليس فيهما النزول من عند ربهم ولا ذكر صعودها الى الرب والصعود الى ايضا يدل ان انتهاءهم الى مقرهم لا على ان الله عز وجل في السماء فلو قلتم هذا انه مخالف لقول المدعى ان الله فوق العرش وح سواله تعالى عنهم هل كان من فوق العرش او في السماء على الثاني يلزم انتقاله من مقره وهو مستحيل وعلى الاول فلا دلالة في الحديث وقوله ان الملئكة يتعاقبون بالليل والنهار فيعرج الذين باتوا فيكم الى ربهم فيسئلهم وهو اعلم بهم قال الجلي في رده وذكر عروج الملئكة قد سبق ربما شذ فقار ظهره وقوى متنه بلفظ الى ربهم فان الى لانتهاء الغاية وانها في قطع المسافة واذا سكت عن هذا المتكلم بكلام العرب فان المسافة لا تفهم العرب منها الا ما ينتقل فيه الاجسام وهو يقيل انهم لا يقولون بذلك وقد قال الخليل صلى الله عليه وسلم انى ذاهب الى ربى وليس المراد بذلك الانتهاء الذى عناه المدعى بالاتفاق ولم يجترأ على ذلك في كتاب الله ولا يجاب عنه في خبر الواحد انتهى قلت هذا الحديث رواه البخاري ومسلم عن ابي هريرة مرفوعا قال الحافظ العسقلاني في شرح هذا الحديث تمسك بظواهر احاديث الباب من زعم ان الحق سبحنه وتعالى في جهة العلو وقد ذكرت معنى العلو في حقه جل وعلا في الباب الذى قبله انتهى وهذا اشارة الى ما تقدم نقله عن الكرماني لما كانت جهة العلو اشرف من غيرها فاضافها اليه اشارة الى علو الذات والصفات انتهى فهكذا الجواب فيه

اور اسی حدیث مین ہے کہ جب وہ کہ اللہ کر نیوالے اپنے مجالس سے متفرق ہوجاتے ہین تو ملائکہ عروج کرتے ہین اور چڑھجاتے
ہین آسمان کیطرف کہا کہ پھر خدا اون سے پوچھتا ہے اور وہ دانا تر ہے کہ تم کہان سے آئے ہو پس ملائکہ عرض کرتے ہین کہ ہم تیرے
چند بندون کے پاس سے کہ زمین مین رہتے ہین آئے ہین وہ تیری تسبیح و تکبیر کا ورد کر رہے تھے آخر حدیث تک یہہ لفظ مسلم کے ہین اور
بخاری کی روایت مین ہے پس ملائکہ اون ذاکرین کو اپنی بازوون سے آسمان دنیا تک گھیر لیتے ہین کہا کہ پھر اون سے اونکا پروردگار پوچھتا ہے
آخر حدیث تک اور ان دونون حدیثون مین نہ پروردگار کے پاس سے اوترنے کا ذکر ہے اور نہ اوسکی طرف چڑھنے کا اور آسمان کیطرف
چڑھنا ہے دلالت کرتا ہے اسپر دلالت کرتا ہے کہ اونکی انتہا اپنے قرارگاہ تک ہے نہ اسپر کہ خدا عزوجل آسمان مین ہے پس اگر تمہارا یہہ
قول ہے تو یہہ قول مخالف ہے مدعی کے اس قول سے کہ خدا عرش پر ہے اور اسوقت پوچھنا پروردگار کا ملائکہ سے آیا عرش کے اوپر سے
ہے یا آسمان مین سے ہے دوسری صورت مین لازم آتا ہے ہٹجانا پروردگار کا اپنے قرارگاہ سے اور یہہ محال ہے اور پہلی صورت پر
حدیث مذکور دلالت نہین کرتی ہے اور قول اوسکا کہ ملائکہ آگے پیچھے آمد و رفت کرتے ہین رات ان مین پس جو ملائکہ رات مین
تمہارے پاس رہے تھے اپنے پروردگار کیطرف عروج کرتے ہین پس اون سے خدا دریافت کرتا ہے اور وہ اونکے حال کو خوب
جانتا ہے علامہ حلبی نے اسکے رد مین کہا ہے داور ذکر عروج ملائکہ کا گزر چکا ہے لیکن اوقات ابن تیمیہ نے اپنے شر کے فقرونکو باندہا ہے
اور اپنی پشت کو قوی کیا ہے الی ربہم کے لفظ سے اور اسوجہ سے کہ الی واسطے انتہای مسافت کے ہے اور انتہا سے مسافت
قطع مسافت سے ہوتی ہے اور جبکہ سکوت کرے اس قول سے نہ کلام کرے گا عرب کی زبان مین اسلئے کہ عرب لفظ الی سے
مسافت کو اوسی چیز مین سمجھتے ہین کہ جسمین اجسام منتقل ہوتے ہین اور وہ کہتا ہے کہ عرب اسکے قائل نہین ہین حالانکہ خلیل صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین اپنی رب کیطرف جانے والا ہون اور قول مین انتہا سے مراد بالاتفاق وہ انتہا نہین ہے کہ جسکو
اس مدعی نے قصد کیا ہے پھر کتاب اللہ مین اسکے لینے پر کیون جرأت کرتا ہے اور خبر واحد کے ذریعہ سے کتاب اللہ کا جواب نہین ہوسکتا ہے
انتہی مین کہتا ہون کہ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً اسطرح پر روایت کیا ہے حافظ عسقلانی نے اس حدیث کی شرح مین کہا ہے کہ
دلیل پکڑی ہے اس قسم کی احادیث کے ظاہری معانی سے اون لوگون نے کہ جو قائل ہین کہ حق تعالے جہت علو مین ہے اور مین ذکر کرچکا ہون علو کے معنے خداتعالے کے
حق مین اس سے پہلے باب مین انتہی اور یہہ کلام اشارہ ہے اوس قول کیطرف کہ جسکو کرمانی سے سابق مین عسقلانی نے نقل کیا ہے کہ جہت علو جبکہ اشرف ہے
اور جہات سے پس اوسکی نسبت کرنا حق تعالے کیطرف اشارہ ہے علو ذات و صفات الہی کیطرف یعنی اسطرح پر تنبیہ مین جلالت عرش و مذکور ہین

عن ما استدل به ابن تيمية من الآيات والاحاديث في هذا الباب فرداً فرداً
وما استدل به غيره من الحشوية شخصاً شخصاً من شاء التفصيل فليرجع اليه
واما ما تشبث به المصنف في بيان التجلي بحسب اسم الباطن فكله مناقض لقوله فصح
الاستواء على العرش على ظاهره وكذا سائر المتشابهات لان المتشابهات منها
ما يدل بظاهره على كونه تعالى بائناً من خلقه اقصى بينونة ومنها ما يدل
على كونه تعالى قريباً من عباده غاية القرب والمعية فكيف يصح الحكم بكون
سائر المتشابهات محمولة على ظواهرها لكونه مستلزماً لاجتماع النقيضين فعلم ان هذا
الحكم لا يخلو عن السفاهة وضع ذلك يدعي ان هذا الحكم في الباب فصل الخطاب للعلوم
باحاديث المعصوم من الكتب والناظر البصير والعريف الخبير اذا طالع كتابه هذا
لعرف ان ما ادعى به فيه من احياء علوم اهل البيت وبيان عقائدهم بمقتضيا سننهم واثارهم
باطل لانه ملأ هذا الكتاب بعقائده الفاسدة التي يبطلها كلام اجلة
اهل البيت وائمتهم اما رأيت قول الامام جعفر الصادق المنقول عن
القشيرية كيف ينفي كونه تعالى على شيء عرشا او فرشا وكيف يبطل كونه
تعالى في شيء جهته كان او سماء وقول علي في خطباته التي نقلها المصنف
كيف ينزهه تعالى عن كونه في الجهات او في الارضين او في السموات
وكيف ينص على كونه غنياً مقدساً عن الزمان والمكان وسائر
صفات الحوادث والاكوان ومع هذا ايدعي غير مرة انهم رضي الله تعالى
عنهم كانوا من مثبتة الجهة ويحملون الصفات المتشابهات على ظواهرها ويدعي
ان هذا امذهب كبراء اهل البيت والائمة الاربعة من اهل السنة والجماعة
ايضاً كانوا على هذه العقيدة وهذا ابين اقوال الائمة الاربعة على التفصيل

اون آیات و احادیث کے کہ جن سے اس باب مین ابن تمیمہ نے استدلال کیا ہے ایک ایک کر گئے اور اون آیات و احادیث سے کہ جن سے ابن تمیمہ کے غیر نے مجسمہ مین سے استدلال کیا ہے ہر ہر شخص جسکو تفصیل مطلوب ہو تو چاہیے کہ تنبیہ کے طرف رجوع ہو اور لیکن دلائل کو مصنف نے دستاویز بنایا ہے اسم الباطن کے تجلی کے بیان مین ہر ایک اونمین سے مناقض ہے مصنف کے اس قول سے کہ پس صحیح ہوگیا استوا علی العرش اپنے ظاہری معنی کے بنا پر اور اسطرح صحیح ہوگئی اور متشابہات) وجہ اس تناقض کی یہہ ہے بعض متشابہات ظاہر معنی کے اعتبار سے دلالت کرتے ہین اسپر کہ حق تعالے اپنے مخلوق سے دور ہے نہایت درجہ کا دور ہونا اور بعض دلالت کرتے ہین اسپر کہ حق تعالے اپنے مخلوق کے قریب ہے انتہا درجہ قرب و معیت کے ساتھ پھر کیونکر صحیح ہوگا یہہ حکم مصنف کا کہ کل متشابہات محمول ہین اپنے ظاہری معنی پر اسلئے کہ یہہ حکم مستلزم ہے اجتماع نقیضین کو پس معلوم ہوگیا کہ مصنف کا یہہ حکم سفاہت سے خالی نہین ہے اور باوجود اسکے دعویٰ کرتا ہے کہ یہہ حکم اس باب مین فصل خطاب ہے جو معلوم ہے احادیث معصومین سے اور ناظر بصیر و عارف تحریر جب مصنف کی اسکا مطالعہ کریگا معلوم کر لیگا کہ مصنف نے جو اس کتاب مین علوم اہلبیت کو زندہ کرنے اور اونکے سنن و احادیث کے مطابق بیان کرنیکا دعویٰ کیا ہے باطل ہے اسلئے کہ اس کتاب کو ایسے فاسد عقائد سے بھر دیا ہے کہ جنکو اہلبیت کے اکابر و ائمہ کا کلام باطل کرتا ہے کیا نہین دیکھا تو نے امام جعفر صادق کا قول جو رسالہ قشیریہ سے نقل کیا گیا ہے کسطرح نفی کررہا ہے خدا تعالیٰ کے کسی شے پر ہونیکی وہ شے عرش ہو یا فرش ہو اور اسطرح باطل کرتا ہے حق تعالیٰ کے کسی شے مین ہونیکو جہت ہو یا آسمان اور قول علیؑ کو اونکے خطبونمین کہ جنکو مصنف نے نقل کیا ہے کسطرح خدا کی پاکی بیان کررہا ہے اوسکے موجود ہونے سے جہات مین یا زمینونمین یا آسمانونمین اور کسطرح تصریح کرتا ہے خدا کے غنی و مقدس ہونیکی زمان و مکان سے اور تمام صفات حوادث و اکوان سے اور باوجود اسکے مصنف بار بار دعویٰ کرتا ہے کہ ائمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم جہت کو ثابت کرنیوالے تھے اور صفات متشابہات کو اونکے ظاہری معنی پر حمل کرتے تھے اور دعویٰ کرتا ہے کہ یہہ مذہب ہے اکابر اہلبیت کا اور اہلسنت کے چارون امام اسی عقیدہ پر تھے اور اسیوجہ سے چارون اماموں کے اقوال کو اس مدعا کے اثبات مین مصنف نے تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے —

فی اثبات المرام وقال ولما فشی فی المتاخرین من المتکلمین والفقہاء التاویل
والتعطیل فی الاعتلاء والاستواء استحسنا ان یحکی ما روی او رای المتقدمون
من المتکلمین والفقہاء الذین شاع بہم الاقتداء وذاع منہم الاھتداء
موافقا لما علیہ اہل بیت النبوۃ الکبراء وان طال المقال دفعا للمراء والتوفیق
من حضرۃ العظمۃ والکبریاء قال اعظم الفقہاء الاربعۃ واقدم متکلمی صغار
التبعۃ المتبعۃ ابو حنیفۃ النعمان فی باب الایمان من کتاب مسند الاثار
روایۃ محمد بن الحسن عنہ وھو اشہر مسانیدہ باظہر اسانیدہ رواہ عن
محمد ابو سلیمان الجوزجانی وابو حفص الکبیر البخاری واسمعیل الرازی
قال ثنا عطاء بن ابی رباح عن عبد اللہ بن رواحہ انہ سمی شاۃ من غنمہ
لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واوصی بہا جاریۃ لہ کانت فی الغنم
فکان یتعاھدھا وینظر الیہا کلما اتی الغنم حتی سمنت وصلحت فجاء یوما
ففقدھا من الغنم فسألہا عنہا فقالت ضاعت فلطم وجہہا فلما سُرّی
ذلک عنہ اتی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاخبرہ بالقصۃ فقال لم
املک نفسی ان لطمتہا قال فاعظم ذلک النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وقال لعلہا مومنۃ قال یا رسول اللہ انہا سوداء قال ائت بہا فلما جاء
بہا قال لہا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم این اللہ قالت فی السماء قال من
انا قالت انت رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی
مومنۃ قال فقال عبد اللہ بن رواحہ فہی حرۃ یا رسول اللہ الحدیث الی
ان قال بعد الکلام فی سندہ وتائیدہ بشواھدہ فقولہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم بعد سؤالہا وجوابہا انہا مومنۃ حکم منہ بانہ من لم یقل مثل

اور کہا اذا جو رجبکہ متکلمین اور فقہائے متاخرین مین تاویل اور تعطیل پھیل گئی ہے اعتلا د استوا کے باب مین تو ہمنے بہتر سمجہا ہے کہ بیان کیا جائے جو کچہ روایت کیا گیا ہے یا رائے قایم کی ہے متقدمین فقہا و متکلمین نے کہ جنکی پیروی شایع ہے اور اون سے راہ پانا مخلوق کا ذایع ہے موافق اعتقاد کبرائے اہل بیت نبوت کے اگرچہ کلام دراز ہو جائے جدال کو دور کرنے کے واسطے اور توفیق بارگاہ عظمت و کبریا سے ہے کہا فقہائے اربعہ کے اعظم اور صغار تبع تابعین متکلمین کے اقدم ابو حنیفہ نعمان نے کتاب مسند آثار کے باب الایمان مین کہ جسکو اون سے محمد بن حسن نے روایت کیا ہے اور یہہ مسند امام اعظم کے مشہور تر مسانید مین سے ہے ظاہر تر اسانید سے روایت کیا اوسکو امام محدث ابو سلیمان جوزجانی و ابو حفص کبیر بخاری و اسمٰعیل رازی نے کہا کہ بیان کیا کہ ہم سے عطا بن ابی رباح نے عبد اللہ بن رواحہ سے کہ اونہون نے اپنے گلہ مین سے ایک بکری کو رسول خدا صلعم کے لئے مقرر کیا تھا اور اپنی لونڈی کو کہ گلہ کی حفاظت کرتی تھی اوس بکری کے باب مین وصیت کر دی تھی پس وہ لونڈی اوس بکری کے غور و پرداخت و نگرانی کرتی تھی جبکہ گلہ آتا تھا یہان تک کہ وہ بکری فربہ اور تیار ہو گئی پس ایک روز حضرت عبد اللہ آئے اور گلہ مین اوس بکری کو نپایا پس لونڈی سے بکری کا حال دریافت کیا تو لونڈی نے کہا کہ وہ بکری تو گم ہو گئی اسپر اونہون نے لونڈی کے مونہہ پر ایک تھپڑ مارا پھر جبکہ وہ عتاب اون سے فرو ہو گیا تو نبی صلعم کے پاس آکر اس قصہ کی خبر دی اور کہا کہ مین نے بے اختیار ہو کر لونڈی کے تھپڑ مار دیا کہا کہ پس یہہ امر نبی صلعم پر شاق گزرا اور فرمایا کہ شاید وہ لونڈی مومنہ ہے کہا اونہون نے کہ یا رسول اللہ وہ تو حبشیہ ہے کہ پس حضرت نے فرمایا اوسکو یہان لاؤ پھر جبکہ لونڈی کو لائے تو حضرت صلعم نے لونڈی سے فرمایا کہ خدا کہان ہے لونڈی نے کہا کہ آسمان مین ہے حضرت نے فرمایا کہ مین کون ہون لونڈی نے کہا کہ آپ خدا کے رسول ہین پس رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ یہہ لونڈی ایماندار ہے کہا راوی نے کہ پھر عبد اللہ بن رواحہ نے کہا کہ تب تو یہہ آزاد ہے یا رسول اللہ آخر حدیث تک یہان تک کہ مصنف نے اس حدیث کی سند مین کلام کر کے اور اسکے شواہد سے اسکو قوی کر کے کہا پس نبی صلعم کا لونڈی کے سوال و جواب کے بعد یہہ فرمانا کہ یہہ ایمان والی ہے ایک حکم آپکا باین طور کہ جو ایسا دیکھے مومن

ليس بمومن انتهى اقول ومن الله التوفيق ان هذا الحديث مما تمسك الذهبي
وقال وفيه جواز السوال باين الله وجواز الاخبار بانه في السماء والجواب انه
مصروف عن ظاهره كما هو شان سائر المتشابهات ولهذا قال الامام ابن فورك
في تاويل هذا الخبر ان الكلام في ذلك من وجهين احدهما في تاويل قوله صلى الله
عليه وسلم اين الله مع استحالة كونه في المكان والثاني قوله انها مومنة من
غير ظهور عمل منها ثم قال في التوجيه لهذا الحديث ان معنى قوله صلى الله عليه وسلم
اين الله استعلام لمنزلته وقدره عندها وفي قلبها وقولها في السماء على طريق
الاشارة اليها تنبيها على محله في قلبها ومعرفتها به على قول القائل اذا اراد ان
يخبر عن رفعة وعلو منزلة فلان في السماء اى هو رفيع الشان عظيم المقدار واذا كان كذلك
ليخبر ان يحمل على غيرهما يقتضي الحد والتشبيه والتمكين في المكان والتكييف انتهى ملخصا مما في التنبيه
وقال الامام النووي في شرح مسلم هذا الحديث من احاديث الصفات وفيها مذهبان تقدم ذكرهما ثم قال بعدما
حكى تاويله بما يليق به تعالى كان المراد امتحانها هل هي موحدة تقر بان الخالق المدبر الفعال هو الله
وحده وهو الذي اذا دعاه الداعي استقبل السماء كما اذا صلى المصلي استقبل الكعبة
وليس ذلك لانه منحصر في السماء كما انه ليس منحصرا في جهة الكعبة بل ذلك لان
السماء قبلة الداعين كما ان الكعبة قبلة المصلين ام هي من عبدة الاوثان التي بين ايديهم
فلما قالت في السماء علم انها موحدة وليست عابدة الاوثان انتهى قال القاضي عياض
لا خلاف بين المسلمين قاطبة فقيههم ومحدثهم ومتكلمهم ونظارهم ومقلدهم ان الظواهر
الواردة بذكر الله تعالى في السماء كقوله تعالى أأمنتم من في السماء ان يخسف بكم الارض
ونحوه ليست على ظاهرها بل متاولة عند جميعهم انتهى ملخصا مما في التنبيه وبهذا
نقول [illegible] من المتكلمين

مومن نہیں ہے انتہی میں کہتا ہوں اور خدا ہی کیطرف سے توفیق ہے کہ اس حدیث کے ظاہر کو ذہبی نے [illegible]
ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے این اللہ کہنے کا جواز اور جایز ہونا اسکے خبر دینے کا کہ خدا آسمان میں ہے
اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث پھیری ہوئی ہے اس سے ظاہر ہے کہ جیسا کہ کل متشابہات کا حال ہے و بسبب اسکے امام ابن
فورک نے اس حدیث کی تاویل کی ۔ اب میں کہتا ہوں کہ کلام اس حدیث میں دو طرح پر ہے ایک لونڈی سے معلوم کرنے تاویل کرنے میں اپنے
قول این اللہ کے باوجود محال ہونے خدا کے مکان میں ہونے کے دوسرے حضرت کے اس قول میں کہ یہ مومنہ ہے بدون
ظاہر ہونے کسی عمل کے اوس عورت سے پھر اس حدیث کی توجیہ میں کہا کہ حضرت صلعم کے قول این اللہ کے معنے دریافت کرنا ہے
خدا کی قدرت و منزلت کو اوس عورت کے نزدیک اور اوسکے دل میں اور اوسکا یہ کہنا کہ آسمان میں ہے بطور اشارہ کے آسمان کیطرف
واقع ہے تنبیہ کرنے کو خدا کی منزلت پر اوسکے دل میں اور اوس عورت کے پہچاننے پر خدا کو جیسا کہ جب کسیکی بلندی مرتبت و علو منزلت بیان
کرنا منظور ہو تو بیان کرنیوالا کہتا ہے کہ فلاں شخص آسمان میں ہے یعنی وہ رفیع الشان و عالی قدر ہے اور جبکہ ایسا ہوا تو جایز نہیں ہے کہ اس
معنی کے غیر پر جاریہ کا قول حمل کیا جاوے کہ جس سے حد و تشبیہ اور مکان میں ہونا اور کیفیت سے موصوف کرنا لازم آئے تمام ہوا ان ہمہ
اس قول کا جو کہ تنبیہ میں منقول ہے اور امام نووی نے مسلم کی شرح میں کہا ہے کہ یہ حدیث صفات متشابہات کی احادیث میں سے ہے اور
دو مذہب ہیں کہ جنکا ذکر گزر چکا ہے پھر کہا کہ جو لوگ قایل ہیں اسکی تاویل کے ایسے معنی میں کہ جو شان لایق خالق ہیں اونکا قول
ہے کہ حضرت کو اوس لونڈی کا امتحان منظور تھا کہ کیا وہ موحد ہے اقرار کرتی ہے اس امر کا کہ پیدا کرنیوالا تدبیر کرنیوالا سب کام کا کرنیوالا صرف
خدا ہی کیا ہے اور اوسی کیطرف دعا کرنیوالا آسمان کے جانب مونہہ کر لیتا ہے کہ جیسا کہ جب نمازی نماز پڑھتا ہے تو کعبہ کیطرف متوجہ ہو جاتا ہے اور
اوس توجہ سے یہ غرض نہیں ہوتی ہے کہ خدا آسمان کے اندر گھرا ہوا ہے جسطرح کہ وہ جہت کعبہ میں بھی گھرا ہوا نہیں ہے بلکہ یہ توجہ اسلیے ہے کہ
آسمان دعا کرنیوالوں کا قبلہ ہے جسطرح کہ کعبہ نمازیوں کا قبلہ ہے یا یہ لونڈی بت پرستوں میں سے ہے کہ جنکو وہ سامنے رکھے رہتے ہیں
پس جبکہ لونڈی نے کہا کہ خدا آسمان میں ہے تو معلوم ہو گیا کہ وہ موحد ہے اور بتوں کی پوجنے والی نہیں ہے انتہی علامہ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ نہیں خلاف
ہے تمام علماؤں میں اور اون میں فقیہ و محدث و اہل کلام و ابن منذر وغیرہ سب اس میں [illegible] کہ ظواہر آیات و احادیث جو وارد ہیں خدا کے آسمان میں ہونیکے ذکر میں
وہ اپنے ظاہر معنی پر محمول نہیں ہیں بلکہ کل مسلمانوں کے نزدیک غیر ظاہر کیطرف ماول ہیں تمام ہوا یہ قول [illegible] کے اوس کلام سے جو تنبیہ میں
[illegible] قول سے باطل ہو گیا ہر گز مصنف نے اپنے قول مذکور سے شرح میں [illegible] ہے کہ [illegible]

والفقهاء التاويل تاميدا بذلك انه دأب المتاخرين واما القدماء فدابهم حمل المتشابه
على ظاهره وترك التاويل فيه قال البيضاوى فى توجيهه حديث الجارية لم يرد به السوال
عن مكانه فانه منزه عنه والرسول اعلى من ان يسئل ذلك بل اراد ان يتعرف انها
مشركة ام موحدة الى ان قال فلما قالت فى السماء وفى رواية اشارت الى السماء فهم
منها انها موحدة تريد بذلك نفى الالهة الارضية التى هى الاصنام لا اثبات السماء
مكانا له تعالى عما يقول الظالمون علوا كبيرا ولانه كان مامورا بان يكلم الناس
على قدر عقولهم ويهديهم الى الحق على حسب فهمهم ووجدها تعتقد ان المستحق
العبودية الٰه يدبر الامر من السماء الى الارض لا الالهة يعبدها المشركون فقنع منها
بذلك ولم يكلفها اعتقاد ما هو صرف التوحيد وحقيقة التنزيه انتهى وقال الامام
الشعرانى فى اليواقيت والجواهر فان قيل فما الحكمة فى سوال رسول الله صلعم
الجارية التى شكوا فى اسلامها واراد عتقها بالاينية حين قال لها اين الله
فاشارت الى السماء فقال مومنة ورب الكعبة مع انه صلعم يعلم قطعا استحالة الاينية
على البارى جل وعلا فالجواب كما قاله الشيخ فى الباب الخامس والثمانين انه صلعم
ما سأل الجارية بالاينية الا تنزلا لعقلها والشريعة قد نزلت على حسب ما وقع عليه
التواطى فى السنة العالم قال تعالى وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم
ثم ان التواطى قد يكون على صورة ما هى الحقائق عليه فى نفسها وقد لا يكون والشارع
صلى الله عليه وسلم تابع لهم فى ذلك تنزيلا لعقولهم عنه احكاما انتهى ثم قال المفتى
العلامة بعد ذكر هذه النقول فى التنبيه قلت كثيرا ما يستدل المجسمة بنحو هذه
الاحاديث على اثبات الجهة ولا يمكن اجراءها على ظاهرها باتفاق المسلمين لان
كونه فى السماء يقتضى ان يكون السماء ظرفا له فيكون السماء محيطا له تعالى من جميع

فقہا و متکلمین مین تاویل شایع ہوگئی ہے تا آخر اور مراد اس نقل سے یہہ ہی ہے کہ تاویل کرنا پچھلون کی عادت
ہے اور لیکن پہلے پس اونکا طریقہ متشابہ کو حمل کرنا ہے اوسکے ظاہری معنی پر اور اوسمین تاویل نہ کرنا بیضاوی نے
حدیث جاریہ کی توضیح مین کہا ہے کہ حضرت نے اس حدیث مین خدا کے مکان کو پوچھنے کا ارادہ نہین کیا ہی اسلئے
کہ حق تعالی مکان سے پاک ہے اور رسول مکان کا سوال کرنے سے برتر ہی بلکہ یہہ ارادہ کیا ہے کہ معلوم ہو جاے کہ وہ عورت
موحدہ ہے یا مشرکہ یہان تک کہ کہا پس جبکہ عورت نے کہا کہ آسمان مین ہے اور ایک روایت مین ہے کہ اوسنے اشارہ
کیا آسمان کیطرف تو اس سے معلوم ہوگیا کہ وہ موحدہ ہے اپنے قول یا اشارہ سے ارادہ کرتی ہے نفی معبودین زمین کی
کہ وہ بت ہین نہ یہہ کہ آسمان خدا کا مکان ہے برتر ہے خدا ظالمون کے قول سے بہت برتر ہوتا اور اسوجہ سے کہ حضرت کو
حکم تھا کہ لوگون سے کلام کرین بقدر اونکے عقلون کے اور اونکے ہدایت کرین حق کیجانب موافق اونکے فہم کے اور اوس عورت
کو حضرت نے پالیا کہ وہ معتقد ہے کہ بندگی کا حقدار ایسا معبود کہ جو امر مخلوق تدبیر کرتا ہے آسمان سے لیکر زمین تک نہ کہ وہ معبودین
کہ جنکو مشرک پوجتے ہین پس اوس عورت سے حضرت نے اسپر قناعت کر لی اور اوسکو تکلیف نہ دی معرفت توحید اور حقیقت تنزیہ کے
اعتقاد کی انتہی اور امام شعرانی نے مواقیت و الجواہر مین کہا ہے پس اگر کہا جاے پہر کیا حکمت ہے رسول خدا صلعم کے پوچھنے
مین مکانکو اوس عورت سے کہ جسکے مسلمان ہونے مین لوگون کو شک تھا اور اونہون نے اوسکو آزاد کرنا چاہا تھا جبکہ حضرت نے
اوس عورت سے فرمایا کہ خدا کہان ہی پس عورت نے آسمان کیطرف اشارہ کیا پس حضرت نے فرمایا کہ یہہ مومنہ ہے قسم رب کعبہ کی حالانکہ
حضرت صلعم قطعاً جانتے تھے کہ حق جل و علا کا مکان مین ہونا محال ہی پس جواب اسکا وہی ہی کہ شیخ اکبر نے فتوحات کے باب ۵۵ مین ذکر کیا ہے
کہ حضرت صلعم نے لونڈی سے مکان کا سوال محض اوسکے عقل کے اعتبار سے کیا تھا اور شریعت کا ورود اسکے نہج پر ہوا ہے کہ جو لوگون
کے زبانون پر شایع ہے حق تعالی نے فرمایا ہی کہ ہمنے جسقدر رسول بھیجے ہین اونکے اقوام کی زبان پر بھیجے ہین تاکہ اونپر امر حق کا اظہار کرین
پہر لوگونکا اتفاق کبہی تو حقایق نفس الامریہ کے مطابق پڑ ہوتا ہے اور کبہی نہین ہوتا ہے اور شارع صلعم اسباب مین اونکے تابع ہین احکام
شرع بیان کرنیمین بقدر اونکے عقلونکے انتہی پہر معنی علامہ نے کہا تنبیہ مین ان نقلونکو ذکر کرنے کے بعد کہ مین کہتا ہون کہ اکثر اوقات مجسمہ دلیل
لاتے ہین اثبات جہت کے لئے اس قسم کی حدیثون سے حالانکہ باتفاق کل مسلمانون کے ان حدیثونکو اونکے ظاہر معنی پر جاری
کرنا ممکن نہین ہی اسلئے کہ خدا کا آسمان مین ہونا چاہتا ہے کہ آسمان اوسکا ظرف ہو جاے پس اس تقدیر پر آسمان تمام

الجوانب فيكون تعالى اصغر من العرش بكثير بلا شك فيكون الله تعالى شيئا حقيرا بالنسبة الى العرش وذلك باتفاق المسلمين مستحيل فيجب صرفه عن الظاهر الى التاويل او يفوض معناه الى الله كما هو مذهب السلف انتهى اقول المراد بالتاويل التاويل التفصيلي والا فالتفويض مع التنزيه عن الظاهر ايضا لا يخلو عن التاويل الاجمالي وايضا التاويل واجب الاذعان بحكم محكم الكتاب فلا بد منه وما حكم به المصنف على الحديث المذكور بانه من لم يقل مثله ليس هو مؤمن فمردود عليه للقطع بان من اقر بكلمة التوحيد والرسالة فهو مؤمن مع انه ما قال مثل قول الجارية وانما حكم المصنف بهذا الحكم لانه اشرب في قلبه مذهب المشبهة وقد شغفه حبا وحبك الشئ يعمي ويصم فلذلك يتخبط خبط العشواء ولا يميز السوداء من البيضاء والله يحق الحق وهو يهدي السبيل قال ومن ههنا ما روى شيخ الاسلام عبد الله الانصاري في كتابه الفاروق باسناده عن ابي بكر بن نصير بن يحيى عن الحكم بن عبد الله ابي مطيع البلخي صاحب الفقه الاكبر قال سالت ابا حنيفة عمن يقول لا اعرف ربي في السماء او في الارض فقال قد كفر لان الله تعالى يقول الرحمن على العرش استوى وعرشه فوق سبع سموت فقلت انه يقول اقول على العرش استوى ولكن لا ادري العرش في السماء ام في الارض قال اذا انكر انه في السماء فقد كفر وفي رواية لغيره من قال لا اعرف ربي في السماء او في الارض فقد كفر لان الله تعالى على العرش استوى عرشه فوق سبع سموت قلت فان

جوانب سے حق تعالی کو گہیر لیگا پس بیشک حق تعالے عرش سے بہت چہوٹا ہوجاویگا اور عرش کی
نسبت ایک چہوٹی سی چیز ہوجاویگا اور یہ امر تمام مسلمانون کے اتفاق سے محال ہے پس واجب ہے
کہ اسکو ظاہر معنی سے پہیر دیا جاوے تاویل کرکے اور تاویل کا علم حق تعالی کو سونپا جاوے جیسا کہ پہلون کا مذہب ہے
انتہی مین کہتا ہون تاویل سے مراد اس قول مین تاویل تفصیلی ہے ورنہ پس سونپ دینا علم تاویل کو ساتھ اعتقاد تنزیہ کے
ظاہر معنی سے نیز تاویل اجمالی سے خالی نہین ہے اور نیز تاویل پر اعتقاد کہنا ضروری ہے محکم کتاب کے حکم سے
پس تاویل بغیر چارہ نہین ہے اور جو کچہ مصنف نے حدیث مذکور پر حکم لگایا ہے کہ جو شخص مثل
قول جاریہ کے کہے وہ مومن نہین ہے) پس یہ حکم مصنف ہی پر عاید ہے بوجہ یقینی ہونے
اس امر کے کہ جو شخص اقرار کرے توحید اور رسالت کا پس وہ مومن ہے حالانکہ اوسنے
مثل قول اوس لونڈی کے نہین کہا ہے اور یہ حکم مصنف نے اسیوجہ سے کہا ہے کہ اوسکے
دل مین مشبہ کا مذہب پلا دیا گیا ہے اور اس مذہب کی محبت نے اوسکو شیفتہ بنا دیا ہے
اور دستور ہے کہ محبت کسی شئے کی تجہکو اندہا اور بہرا بنا دیتی ہے پس اسی سبب سے
مصنف چہچوندر کے طرح بہٹکتا ہے اور سیاہ و سپید مین تمیز نہین رکہتا ہے اور خدا
ہی حق کو ثابت کرتا ہے اور وہی راہ حق کے طرف رہنمائے فرماتا ہے کہا مصنف
نے اور اسی جگہ سے ہے جو کہ شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری نے اپنی کتاب
الفاروق مین اپنے اسناد سے روایت کی ہے ابو بکر بن نصیر بن یحیی سے
اونہون نے حکم بن عبد اللہ ابو مطیع بلخی سے جو کہ فقہ اکبر حنفی کا مصنف ہے کہ کہا
ابو مطیع نے کہ پوچہا مین نے ابو حنیفہ سے اوس شخص کا حکم جو کہتا ہے کہ مین
نہین پہچانتا ہون کہ میرا رب آسمان مین ہے یا زمین مین پس کہا ابو حنیفہ
نے کہ وہ شخص کافر ہو گیا اس لئے کہ حق تعالے فرماتا ہے کہ رحمن عرش پر
مستوی ہے اور اوسکا عرش سات آسمانون سے اوپر ہے پہر مین نے کہا کہ وہ کہتا ہے کہ

قال انه على العرش ولكنه يقول لا ادرى العرش فى السماء ام فى الارض قال هو كافر لانه انكر ان تكون فى السماء ومن انكر ان يكون فى السماء فقد كفر لان الله فى اعلى عليين وهو يدعى من اعلى لا من اسفل انتہى وقال فى هامش الرواية الاولى سه قال الحاكم فى معرفة انواع علوم الحديث سمعت محمد بن صالح بن هانى يقول سمعت ابابكر محمد بن اسحق يقول من لم يقر ان الله تعالى على عرشه قد استوى فوق سمٰوته فهو كافر بربه يستتاب فان تاب والا ضربت عنقه والقى على بعض المزابل حيث لا يتاذى المسلمون ولا المعاهدون بنتن ريحه ريح جيفة و كان ماله فيئا لا يرثه احد من المسلمين اذ المسلم لا يرث الكافر كما قال صلى الله عليه واله وسلم ۱۲ منه انتہى وقال فى ترجمة (الرحمٰن على العرش استوى) فى هامش صفحه ۱۲۵ سه رحمٰن عرش کے اوپر بیٹھا ہے ۱۲ **اقول** ومن الله التوفيق استدل بحديث الجارية المروى عن الامام ابى حنيفة رح اولا على كونه تعالىٰ فى الجهة العالية ثم فرع عليه بان الامام الاعظم قائل بكونه تعالىٰ فى الجهة بظاهر هذا الحديث ولذا احكم بكفر من انكره كما يفهم من هذين القولين له وهذا كله باطل اما حديث الجارية فقد علم انه ماول عن الظاهر باجماع اهل السنة خلافا للحشوية فنسبة القول بظاهر الحديث الى الامام الاعظم من اعظم مفترياته واما القولان اللذان نقلهما عن الامام وفرعهما على حديث الجارية فحالهما ايضا لا يخلو عن اغواء العوام باخفاء المرام بيانه ان ابا مطيع البلخى رجل وضاع عند اهل الحديث كما صرح به غير واحد فروايته عن الامام لا يخلو عن خدشة وعلى التسليم فسبب الكفر انما هو كون قول القائل موهما بان للحق مكانا ومن توهم ان للحق مكانا فهو مشبه لا ما فهمه

مین بہی کہتا ہون کہ عرش پر مستوی ہے لیکن مین نہین جانتا ہون کہ عرش آسمان مین ہے یا زمین مین پس کہا
کہ جب اوسنے انکار کیا اوسکے آسمان مین ہونیکا تو بس کافر ہو گیا اور ایک روایت مین اوسکے غیر کی وارد ہے کہ جسنے
کہا مین نہین پہچانتا ہون کہ میرا رب آسمان مین ہے یا زمین مین تو کافر ہو گیا اسلئے کہ اللہ تعالی عرش پر بیٹہا ہے اور اوسکا
عرش سات آسمانون سے اوپر ہے مینے کہا پس اگر وہ کہے کہ وہ عرش پر ہے لیکن مین نہین جانتا ہون کہ عرش آسمان مین ہے
یا زمین مین کہا کہ وہ کافر ہے اسلئے کہ اوسنے انکار کیا آسمانون مین ہونے سے اور جو انکار کرے آسمان مین ہونے سے کافر ہے اسلئے کہ حق تعالی
بلند ترین مقامات مین ہی اور وہ پکارا جاتا ہے اوپر سے نیچے سے انتہی اور پہلی روایت کے حاشیہ مین کہا ہے کہ کہا حاکم نے معرفت
انواع علوم حدیث مین کہ سنا مینے محمد بن صالح بن ہانی سے کہ کہتے تھے سنا مینے ابو بکر محمد بن اسحق سے کہ کہتے تھے جو اقرار
نہ کرے اسکا کہ اللہ تعالی اپنے عرش پر بیٹہا ہے اپنے آسمانون کے اوپر تو اپنے رب سے منکر ہے اوس سے توبہ کرائی جاے اگر توبہ کرے
فبہا ورنہ اوسکی گردن ماردیجاے اور بعض گہوڑے پر پہینک دیا جاے تاکہ مسلمانون اور ذمی کافرونکو ایذا نہو اوسکی مردار جنازہ کی بدبو
اور اوسکا ترکہ مال غنیمت ہوگا اور کوئی مسلمان اوسکا وارث نہوگا اسلئے کہ مسلمان کافر کا وارث نہین ہوتا ہے جیسا کہ حضرت صلعم کا فرمان
ہے انتہی اور مصنف نے (الرحمن علی العرش استوی) کا ترجمہ صفحہ (۱۲۵) کے حاشیہ مین اسطرح کیا ہے (کہ رحمن عرش کے اوپر بیٹہا ہے) مین کہتا ہون
اور خدا ہی کیطرف سے توفیق ہے کہ مصنف لو! دلیل لایا ہے لونڈی کی حدیث سے جو مروی ہے امام ابوحنیفہ سے خدا کے موجود ہونے پر
جہت علو مین پہر اوسپر متفرع کیا یہ کہ امام اعظم قائل تھے خدا کے جہت مین ہونے کے اس حدیث ظاہر المعنی کی بنا پر اور اسی وجہ سے منکر جہت کے
کفر کا اونہون نے حکم دیا ہے جیسا کہ اونکے دونون قول ذکر کئے سے سمجہا جاتا ہے اور یہ تمام باطل ہے لیکن حدیث جاریہ پس سابق مین گذر چکا ہے
کہ یہ حدیث ظاہر معنی سے پہیری ہوئی ہے اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق بخلاف حشویہ کے پس ظاہر معنی حدیث جاریہ کے مطابق قائل ہونے
کی نسبت امام اعظم کیطرف کرنا مصنف کی بہت بڑی افترا ہے اور لیکن جو دو قول کہ اونکو مصنف نے امام صاحب کیطرف سے نقل کیا ہی اور حدیث جاریہ
پر اونکو متفرع کیا ہے پس اون کا مال بہی خالی نہین ہے عوام کو بہکانے سے مقصود کو چہپا کر اسکا بیان یہ ہے کہ ابو مطیع بلخی محدثین کے نزدیک
مخدوش ہے جو حدیثین بنایا کرتا تہا جیسا کہ متعدد اشخاص نے اسکی تصریح کی ہے پس اوسکی روایت امام اعظم کیطرف سے خدشہ سے
خالی نہین ہے اور اگر اس روایت کو مان ہی لیا جاے پس سبب کفر کا یہی ہے قائل کے قول سے وہم پیدا ہوتا ہے اس بات کا کہ خدا کے لئے
مکان ہے اور جس نے وہم کیا کہ خدا کے لئے مکان ہے پس اہل تشبیہ سے ہے اور سبب کفر جسکو وہ نہین ہے کہ جگہ

المصنف وبنى عليه ما بنى والدليل على ما قلنا ما نص عليه المفتي العلامة في التنبيه (قال علي القاري في الجواب عن الرواية المذكورة انه ذكر الشيخ الامام ابن عبد السلام في كتاب حل الرموز انه قال الامام ابو حنيفة رحمه الله من قال لا اعرف الله تعالى في السماء هو ام في الارض فقد كفر لان هذا القول يوهم ان للحق مكانا ومن توهم ان للحق مكانا فهو مشبه انتهى ثم قال ولا شك ان ابن عبد السلام من اجل العلماء واوثقهم فيجب الاعتماد على قوله لا ما ذكره الشارح مع ان ابا مطيع رجل وضاع عند اهل الحديث كما صرح به غير واحد والحاصل ان الشارح (اى شارح عقيدة الطحاوى) يقول بعلو المكان مع نفي التشبيه وتبع فيه طائفة من اهل البدعة وقد تقدم عن ابي حنيفة انه يومن بالصفات المتشابهات و يعرض عن تاويلها وينزه الله تعالى عن ظواهرها ويكل علمها الى عالمها كما هو طريقة السلف وكثير من الخلف ومذهبهم اسلم واحكم انتهى قول القاري قلت معنى انه في السماء على حد السمع وقد نقل عن الامام ابي حنيفة في الفقه الاكبر هذا اى غير المتداول لا يوصف الله تعالى بصفات المخلوقين البتة وهو يغضب ويرضى غضبه عقوبة ورضاه ثوابه ونصفه كما وصف نفسه احد صمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد حيٌّ قادرٌ سميعٌ بصيرٌ عليمٌ يد الله فوق ايديهم ليست كايدى خلقه ليست بجارحة وهو خالق الايدى وجهه ليس

مصنف نے سمجھا ہے اور مبنی کیا اوسپر جو کچھ کہ مبنی کیا اور ہمارے قول کی دلیل وہ کلام ہے کہ علامہ
مفتی نے تنبیہ مین بصراحت بیان کیا ہے کہ کہا ملا علی قادری نے روایت مذکورہ کے جواب
مین کہ ذکر کیا ہے شیخ امام ابن عبدالسلام نے کتاب حل الرموز مین کہ کہا امام ابوحنیفہؒ نے
کہ جس نے کہا مین نہین پہچانتا ہون کہ حق تعالی آسمان مین ہے یا زمین مین ہے پس وہ
کافر ہوگیا اس لئے کہ یہ قول وہم دلاتا ہے کہ خدا کے لئے مکان ہے اور جسنے وہم کیا کہ خدا
کے لئے مکان ہے تو وہ تشبیہ والا ہے انتہی پھر کہا اور اسمین شک نہین کہ ابن عبدالسلام بہت
بڑے معتبر علما مین سے ہے پس اوسکے قول پر بہروسا کرنا واجب ہے نہ شارح کے
روایت مذکورہ پر باآن کہ ابو مطیع ایک مرد حدیثین گہڑنے والا ہے محدثین کے نزدیک
جیساکہ بہت سے لوگون نے اسکی تصریح کی ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ شارح عقیدہ طحاوی کا
قائل ہے جہت علو کا نفی تشبیہ کے ساتھہ اور اس عقیدہ مین اوسکے تابع ہوگئے ایک جماعت
بدعتیون کی اور تحقیق گزر چکا ہے امام ابوحنیفہؒ سے کہ وہ ایمان لاتے ہین متشابہات پر اور اونکی
تاویل بیان کرنے سے سکوت کرتے ہین اور حق تعالی کو اوسکے ظاہری معانی سے
منزہ جانتے ہین اور اونکا علم عالم الغیب کے حوالہ کرتے ہین جیساکہ سلف اور اکثر خلف
کا طریقہ ہے اور اونکا مذہب سالم تر و محکم تر ہے تمام ہوا قول ملا علی قادری کا مین
کہتا ہون کہ معنے اس قول کے کہ خدا آسمان مین ہے حد سمع پر ہے اور امام
ابوحنیفہ سے منقول ہے فقہ اکبر غیر مشہور مین کہ حق تعالے موصوف نہین ہے
مخلوق کے صفات سے لقینا اور وہ غصہ ہوتا ہے اور راضی ہوتا ہے غصہ
اوسکا عذاب ہے اور رضا اوسکی ثواب ہے اور ہم اوسکا وصف بیان کرتے ہین
جیساکہ خود اوس نے اپنا وصف بیان کیا ہے کہ وہ ایک ہی سب بے نیاز ہے نہ
اوسنے جنا اور نہ وہ جنا گیا اور نہ اوسکا کوئی ہمسر ہے زندہ ہے قدرت والا ہے سنتا

كوجوه خلقه وهو خالق الوجوه ونفسه ليس كانفس خلقه وهو خالق
النفوس ليس كمثله شئ وهو السميع البصير ارايت لو قيل اين الله
تعالى فقال يقال له كان الله قبل ان يخلق الخلق ويقال له كان الله
ولم يكن اين ولا خلق ولا شئ وهو خالق كل شئ انتهى وهو صريح في نفي
المكان عنه تعالى والتنزيه عن ظواهرها فلو قيل ههنا على ظاهر
المعنى لكان مخالفا له انتهى كلام المفتي العلامة في التنبيه فقد علم
من هذه النقول بطلان قيلة المصنف بالنسبة الى الامام الاعظم
حق بطلانها واما ما نقله عن محمد بن اسحق بن خزيمة في الهامش من
رواية قتل منكر الجهة والقائه على مزبلة فخالد انه حكم مخالف
لاهل السنة والجماعة وخلاف للاجماع الامة يجب ان يستتاب
قائله وناقله مريد الاشاعة بين المسلمين والا فالتقي والضرب واحراق
ما كتب فيه هذا الحكم سارقا من كتاب شيخه ابن تيمية سائر امذهب
صاحب هذا الحكم واسم ناقله واسم ما نقله منه ملحقا بكلام الامام الاعظم
بحيث يعلم منه كانه من كلام الامام او من احكام مقلديه فالى الله
المشتكى وهو الموئل والملتجى والشاهد لما قلنا ما نصه المفتي العلامة في التنبيه
رادا على ابن تيمية وهو هذا وقال محمد بن اسحق بن خزيمة امام الائمة من لم
يقل ان الله تعالى فوق سمواته على عرشه بائن من خلقه وجب ان يستتاب فان تاب
والا ضربت عنقه ثم القي على مزبلة لئلا يتاذى بريحه اهل القبلة ولا اهل الذمة قال
ابن تيمية ذكر عنه الحاكم باسناد صحيح قال العلامة الحلبي في رده الجواب عن مثل هذا افتراؤه
على ابن خزيمة قد علم الخاص والعام كلامه في العقائد والكتب الذي صنفه في التنبيه وسماه بالتوحيد في رد الائمة عليه

دیکھتا ہے دانائی اوس ہے خدا کا ہاتھ بندون کے ہاتھون پر ہے پر بندون کے ہاتھون کی طرح نہین ہے جارح نہین ہے اور وہ پیدا کرنیوالا ہے ہاتھون کا اوس کا وجہ نہین ہے نہین ہے لوگون کے چہرون کی طرح اور وہ خالق ہے چہرون کا اور نفس اوس کا نہین ہے مثل نفوس مخلوق کے اور وہ خالق نفسون کا ہے نہین ہے اوس کے مثل کوئی چیز اور وہی سنتا دیکھتا ہے تم جانتے ہو اگر کہا جاوے کہان ہے خدا تعالیٰ پھر کہا کہ اوس سے کہا جائیگا کہ خدا موجود تھا مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے اور اوس سے کہا جائیگا کہ خدا تھا اور نہ مکان تھا نہ مخلوق تھی اور نہ کوئی شئے تھی اور وہ پیدا کرنے والا ہے ہر شئے کا انتہی۔ اور یہہ کلام کہلا ہوا ہے نفی مکان مین اور ظاہر متشابہات سے حق تعالیٰ کے تنزیہ مین پس اگر یہان ظاہر شئے کے موافق کہا جاوے تو یہہ کلام مخالف ہو جائیگا فقہ اکبر کی عبارت سے تمام ہوا کلام مفتی علامہ کا تنبیہ مین پس ان عبارات منقولہ سے مصنف کے اس کلام کا بخوبی باطل ہونا ظاہر ہوگیا ہے جو نسبت امام اعظمؒ کے اوس نے نقل کیا ہے اور لیکن جو کہ مصنف نے حاشیہ مین محمد بن اسحٰق بن خزیمہ سے مسئلہ منکر جہت کے مارڈالنے اور اوس کی لاش گھوڑے پر پہینکدینے کا نقل کیا ہے پس اوس کی کیفیت یہہ ہے کہ یہہ ایک حکم ہے مخالف اہل سنت کے اور برخلاف اجماع اُمت کے واجب ہے کہ اس کے قائل اور ناقل سے (جو کہ ارادہ رکھتا ہے اس کی اشاعت کا مسلمانون مین) توبہ کرائی جاوے اگر توبہ نہ کرے تو لازم ہے اخراج بلد اور پیٹنا اور اوس رسالہ کو جلانا کہ جس مین یہہ مسئلہ لکھدیا ہے آپ نے شیخ ابن تیمیہ سے چورا کر اور اوس کے قایل و ناقل کا مذہب و نام چہپا کر اور امام اعظمؒ کے کلام سے ملا کر اس طرح پر کہ جس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ مسئلہ امام صاحب کے کلام سے ہے یا اون کے مقلدون کے احکام سے ہے پس خدا ہی کی طرف ہمارا شکوہ ہے اور وہی ہمارا مرجع و ملتجی ہے اور شاہد ہمارا ہے اس قول ... جس کی تصریح فرمائی ہے مفتی علامہ نے تنبیہ مین ابن تیمیہ پر رد کرنے کو اور وہ یہہ ہے (اور کہا محمد بن اسحٰق بن خزیمہ نے جو کہ اماموں کا امام ہے) کہ جس نے نہ کہا اللہ تعالیٰ اپنے آسمانون سے اوپر اپنے عرش پر ہے مخلوق سے جدا ہے تو واجب ہے کہ اوس سے توبہ کرائی جاوے پس اگر توبہ کرے تو بہتر ہے ورنہ اوس کی گردن ماریجاوے اور کسی گوڑے پر پہینکدیا جاوے تاکہ اوسکی بدبو سے اہل قبلہ و اہل ذمہ کو اذیت نہو کہا ابن تیمیہ نے نقل کیا اس سے حاکم نے اسناد صحیح کے ساتھہ کہا علامہ حلبی اسکے رد مین کہ جواب اس طرح کے اقوال کا پہلے گذرچکا ہے اس کے علاوہ ابن خزیمہ کا کلام عقائد مین اور اوس کی کتاب جس کو اوس نے تشبیہ کے باب مین تصنیف کیا ہے اور اوس کا نام توحید رکھا ہے عام و خاص کو معلوم ہے اور ائمہ اہل سنت کا رد اوس پر بعید اور شمار سے زاید ہے ۔۔۔

وقولهم فیه ما قال هو فی غیرہ معروف انتہی فقد علم من هذا ان قائل هذا الکلام لیس من اهل السنة بل هو من الحشویة الضالة المضلة اعاذنا الله من شرورهم والحق فی هذا الباب ما نقله عن الامام ابی حنیفة بعد هذا القول حیث قال قال ابو حنیفة فی الوصیة الشهیرة عند الحنیفة ثم نقر بان الله تعالی علی العرش استوی من غیر ان یکون له حاجة الیه واستقرار علیه وهو الحافظ للعرش وغیر العرش فلو کان محتاجا لما قدر علی ایجاد العلم وتدبیرہ کالمخلوق ولو صار محتاجا الی الجلوس والقرار فقبل خلق العرش این کان الله تعالی فهو منزہ عن ذلک وتعالی علوا کبیرا نقله الشیخ علی القاری فی شرح الفقه الاکبر انتہی اقول بتوفیق الله تعالی وعونه ان قول الامام ثم نقر بان الله تعالی علی العرش استوی موافق لما علیه التنزیل وهو الایمان بما ورد فی الشرع من المتشابهات ثم قوله من غیر ان یکون له حاجة الیه واستقرار علیه الی آخرہ نص علی التاویل عن الظاهر لانه یستلزم التشبیه والله تعالی مقدس عنه ففیه تائید لمذهب اهل السنة ورد علی المعتزلة حیث انکروا الصفات وعلی الحشویة حیث حملوا المتشابهات علی ظواهرها فوقعوا فی التشبیهات وانما نقله المصنف محتجا مع انه مناقض لما نقله عن الامام فیما قبله جمعا بین مذهب الحشویة وبین مذهب اهل السنة وتوفیقا بین القولین الذین نقلهما عن الامام وتطبیقا بین ادلة التشبیه وادلة التنزیه بان التشبیه حق ثابت علی ما اقتضاہ اسم الظاهر من حیث تجلیه فی المظاهر والتنزیه حق ثابت علی ما اقتضاہ اسم الباطن من حیث استتارہ فی البواطن وهذا کید عظیم وشید فخیم لیعرفه الماهرون ویعلم المومنون بان الحق الحقیق عنه بمراحل واین الحق من الباطل وقد بیناہ سابقا بانه مستلزم لاجتماع النقیضین وجامع بین المتنافیین لانقسام المتشابه الی القسمین ولا یجد

اور قول ائمہ کا اوس کی نسبت جیسا کہ اوس کا قول ہے اپنے مخالف کی نسبت مشہور ہے انتہی پس اس سے معلوم ہوا کہ قائل اس حکم کا سنی نہین ہے بلکہ وہ مجسمہ مین سے ہے جو خود بھی گمراہ ہین اور دوسرون کو گمراہ کرتے ہین ہم کو خدا پناہ مین رکھے حشویہ کے شرور سے اور حق اس باب مین وہ قول ہے کہ جس کو مصنف نے امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے بعد قول مذکور کے جیسا کہ کہا ہے (اور کہا ابو حنیفہ نے کتاب الوصیۃ مین جو مشہور ہے نزدیک حنفیہ کے پھر ہم اقرار کرتے ہین کہ اللہ تعالی عرش پر مستوی ہے بدون اس کے کہ اوس کو حاجت ہو عرش کی یا اوسپر قرار پکڑنے والا ہو اور وہی نگہبان ہے عرش کا پس اگر وہ حاجت مند ہوتا تو البتہ قادر نہ ہوتا عالم کو موجود کرنے پر اور اوس کی تدبیر پر مانند مخلوق کے اور اگر محتاج ہوتا بیٹھنے اور ٹھہرنے کا تو عرش پیدا کرنے سے پہلے کہان رہتا تھا حق تعالی پس وہ اس سے منزہ ہے اور بلند تر ہے بہت بلند ہونا نقل کیا اس کو شیخ علی قاری نے فقہ اکبر کی شرح مین انتہی۔ مین کہتا ہون خدا کی توفیق و مدد سے کہ قول امام اعظم رح کا (پھر ہم اقرار کرتے ہین کہ اللہ تعالی عرش پر مستوی ہوا) موافق ہے مضمون قرآن کے اور وہ ایمان لانا ہے متشابہات پر جو شرع مین وارد ہین پھر قول امام کا (بدون اس کے کہ اوس کو حاجت ہو عرش کی اور اوس کا قرار ہو اوسپر آخر تک تصریح ہے ظاہر سے ماؤل ہونے کی اس لئے کہ ظاہر معنی سے تشبیہ لازم آتی ہے اور حق تعالی اس سے پاک ہے) پس اس قول مین تائید ہے اہل سنت کے مذہب کی اور رد ہے معتزلہ پر اس لئے کہ وہ صفات کے منکر ہین اور رد ہے حشویہ پر اس لئے کہ انہون نے متشابہات کو ظاہر معنی پر حمل کیا ہے پس وہ تشبیہ مین مبتلا ہو گئے اور باوجودیکہ یہہ قول مخالف ہے پہلے قول سے کہ جس کو مصنف نے سابق مین نقل کیا ہے پھر بہی مصنف نے اس قول کو یہان نقل کیا ہے اس غرض سے کہ حشویہ و اہل سنت کے مذہب مین جمع ہو جاے اور تفرقہ مٹ جاے اور امام اعظم رح کے دونون قول مین تطبیق ہو جای اور تشبیہ و تنزیہ کی دلیلون مین مطابقت پیدا ہو جاے باین طور تشبیہ حق اور ثابت باعتبار مقتضاے اسم الظاہر کے مظاہر مین اپنا جلوہ کرنیکی وجہ سے اور تنزیہ حق و ثابت ہے باعتبار مقتضاے اسم الباطن کے بطون مین اوس کے مخفی ہونے کی وجہ سے اور یہ ایک کید عظیم و شید فخیم ہے کہ جسکو ماہر پہچانتے ہین اور اہل ایمان جانتے ہین کہ حق ثابت اوس سے کوسون دور ہے اور باطل کو حق سے بہت فاصلہ ہے اور ہم سابق مین بیان کر چکے ہین کہ مصنف کی یہہ راے مستلزم ہے اجتماع نقیضین کو اور جامع ہے دو متنافی کی بجہت منقسم ہونے متشابہ کے دو قسمون کی طرف اور مصنف کو نفع نہین دیتا ہے۔ دستاویز بنانا

التشبيت بتغاير الحيثيتين الا ان دعوى كون ساير المتشابهات محمولة على ظواهرها
حقيقة يرفع تغاير الحيثيتين من البين فتدبر (قال) وقال البيهقي في كتاب الاسماء
والصفات انا ابو زكريا بن الحارث الفقيه قال انا ابو محمد بن حيان اى
ابو الشيخ الحافظ انا احمد بن جعفر بن نصر ثنا يحيى بن يعلى قال سمعت
نعيم بن حماد يقول سمعت نوح بن ابي مريم ابا عصمة اى المشهور
بالجامع لجمعه العلوم يقول كنا عند ابي حنيفة اول ما ظهر اذ جاءته
امرأة من ترمذ كان تجالس جهما قدمت الكوفة فاظنني اقل ما رأيت
عليها عشرة آلاف من الناس تدعوا الى رأيها فقيل لها ان ههنا
رجلا قد نظر في المعقول يقال له ابو حنيفة فاتته فقالت انت الذي
تعلم الناس المسائل وقد تركت دينك واين الهك الذي تعبد
فسكت عنها ثم مكث سبعة ايام لا يجيبها ثم خرج الينا وقد وضع
كتابا ان الله تبارك وتعالى في السماء دون الارض فقال له رجل وهو معكم
اينما كنتم قال هو كما تكتب الى الرجل اني معك وانت غائب عنه والمعنى بالسماء
في حديث الجارية السوداء وقول ابي حنيفة الجهة السامية العالية فيشمل
العرش والسماء الدنيا اذ ينزل اليها وهو مستو على العرش بشانه انتهى اقول بتوفيق
الله تعالى وعونه ان استدلال المصنف بهذه القصة باطل لوجهين الاول ان
هذه القصة عن الامام لا تصح لان راويها وهو ابو عصمة نوح بن ابي مريم
وضاع كذاب قد صرح اهل الحديث بوضعه وكذبه وايضا اقر هو بنفسه
انه كذب على الامام حنيفة كما نقلناه في المقدمة والثاني على التسليم انه قال
البيهقي لقد اصاب ابو حنيفة فيما نفى عن الله عز وجل من الكون في
الارض وفيما ذكر من تاويل الآية وتبع مطلق السمع في قوله

دو حیثیتون کے تغایر کو اس لئے کہ دعوے ہونے تمام متشابہات کا محمول اپنے ظاہر پر حقیقۃ تغایر حیثیتین کو دور کر دیتا ہے
درمیان سے پس تو سوچ لے کہا مصنف نے اور کہا بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات مین کہ ہم کو خبر دی ابو زکریا ابن حارث
فقیہ نے کہا کہ ہم کو خبر دی ابو محمد بن حیان یعنے ابو الشیخ حافظ نے کہ خبر دی ہم کو احمد بن جعفر بن نصر نے کہ بیان کیا ہم سے
یحییٰ بن یعلی نے کہا سنا مین نے نعیم بن حماد سے وہ کہتے تہے کہ سنا مین نے نوح بن ابی مریم ابو عصمہ سے جو کہ مشہور
ہین جامع کے نام سے بسبب جمع کرنے علوم کے وہ کہتے تہے کہ ہم ابو حنیفہ کے پاس تہے اون کے زمانہ شہرت کے
آغاز مین کہ ترمذ سے ایک عورت اون کے پاس آئی جو کہ جہم کی صحت یافتہ تہی پس کوفہ مین داخل ہوئی پس مین گمان کرتا
ہون کہ کم از کم دس ہزار لوگون کو وہ اپنی راے کیطرف دعوت کرتی تہی پھر اوس سے کہا گیا کہ یہان ایک معقولی مرد ہے
جس کو لوگ ابو حنیفہ کہتے ہین پس وہ عورت اون کے پاس آئی اور کہا کہ توہی لوگون کو مسئلے سکہاتا ہے اور تو نے اپنے
دین کو چہوڑ دیا ہے اور کہان ہے تیرا معبود کہ جس کو تو پوجتا ہے پس ابو حنیفہؒ ساکت ہو گئے اور سات دن تک جواب
دینے مین توقف کیا پھر ہمارے پاس آئے اور ایک کتاب تصنیف کی کہ بیشک اللہ تبارک وتعالی آسمان مین ہے
زمین مین نہین ہے پھر ایک شخص نے اون سے کہا کہ تم نے دیکہا ہے قول حق تعالی کا کہ (وہ تمہارے ساتہہ ہی جہان
تم ہو) کہا کہ اس کو ایسا سمجہو کہ جس طرح تم کسی کو لکہو کہ مین تیرے ساتہہ ہون حالانکہ تم اوس سے دور ہو اور سمار کے
معنی جاریہ سوداء کی حدیث اور ابو حنیفہ کے قول مین جہت علو کے ہین پس شامل ہے عرش و آسمان دنیا کو اس لئے
کہ حق تعالی نزول فرماتا ہے آسمان دنیا کی طرف حالانکہ وہ اپنی شان سے عرش پر مستوی ہے انتہی مین کہتا ہون خدا
کی توفیق و مدد سے کہ مصنف کا دلیل لانا اس قصہ سے باطل ہے دو وجہ سے اول یہہ کہ یہ قصہ امام کی طرف سے
صحیح نہین ہے اس لئے کہ اس کا راوی اور وہ ابو عصمہ نوح بن ابی مریم ہے وضاع حدیث و کذاب ہے کہ جسکی
وضع حدیث و کذب پر محدثین نے تصریح کر دی ہے اور نیز اوس نے خود بہی اس امر کا اقرار کیا ہے کہ مین نے
امام ابو حنیفہ پر بغرض ثواب جہوٹ بولا ہے جیسا کہ ہم نے مقدمہ مین اس کو نقل کیا ہے اور
دوم بر تقدیر تسلیم صحت یہہ کہ بیہقی نے کہا ہے کہ بیشک ابو حنیفہؒ نے حق بیان کیا ہے اس امر
مین کہ نفی کی حق تعالے کے زمین مین ہونے کی اور آیت کی تاویل مین پیروی کی مطلق نقل کی اپنے اس قولین

ان الله عزوجل فی السماء ومراده من ذلک والله اعلم ان صحت الحکایة عنه ماذکرنا فی معنی قوله ءامنتم من فی السماء وقد روی عنه ابوعصمة انه ذکر مذهب اهل السنة وذکر فی جملة ذلک ان لایتکلم فی الله بشئ وهو نظیر ما روینا عن سفیان بن عیینة ما وصف الله به نفسه فتفسیره قرائته لیس لاحد ان یفسره الا الله تبارک وتعالیٰ اورسله صلوات الله علیهم انتهی قال المفتی العلامة بعد نقله فی التنبیه قلت فی قول البیهقی وتبع مطلق السمع اشارة الی ان الامام تبع بما ورد فی الخبر من الصفة غیر متجاوز عنه بان یثبت لله جهة ویحده علی السماء فی قوله ماذکرنا فی معنی قوله ءامنتم اشارة الی ما نقل عنه فی معناه علی معنی نفی الحد عنه وانه لیس ما یحویه طبق او یحیط به قطر ثم بروایة ابی عصمة عنه فی ذکر مذهب اهل السنة وتنظیر روایة سفیان ایضاح فی انه لایجوز تفسیره وتاویله ای بالقطع) وقوله ان صحت الحکایة عنه اشارة الی عدم صحة هذه الحکایة عن الامام فان فیها اباعصمة وقد صرح اهل الحدیث بکذبه ووضعه وحینئذ فاستدلال المخالف بهذه الروایة باطل بوجهین الاول انه لاتصح هذه الحکایة عن الامام والثانی علی تقدیر التسلیم فهو من الصفات توقف السلف فی معناه وفوض الی الله ورسوله فلا یجوز تفسیره والله اعلم انتهی کلام المفتی العلامه فعلم من هذا ان قول المصنف المعنی بالسماء فی حدیث الجاریة السوداء وقول ابی حنیفة الجهة العالیة السامیة اه مخالف لمذهب اهل الحق ومذهب امام الاعظم ولو... نصه الحدیث وقول الامام بما لایرضی به المحققون وموافق للحشویة الذین هم الضالون المضلون والله تعالیٰ یحق الحق ویهدی السبیل الی الصدق (قال)

کہ حق تعالیٰ آسمان مین ہے اور مراد امام کی اس قول سے واللہ اعلم اگر یہہ قصہ اون کی طرف سے صحیح ہے وہ ہے کہ
جس کو ہم نے ذکر کیا ہے تفسیر مین حق تعالیٰ کے قول (ءامنتم من فی السماء) کی اور تحقیق روایت کی امام سے ابو عصمہ
نے یہہ کہ ذکر کیا اونہون نے مذہب اہل سنت کا اور منجملہ اوس کے یہ ذکر کیا کہ خدا کے باب مین کچھ کلام نہ کیا جاے
اور یہ قول نظیر ہے اوس کی کہ جو ہم کو سفیان بن عیینہ سے روایت پہونچی ہے کہ جن الفاظ سے حق تعالیٰ نے اپنے کو موصوف
کیا ہے اون کی تفسیر یہی ہے کہ وہ بنفسہا پڑہے جائین کسی کو حق نہین ہے کہ اون کی تفسیر بیان کرے سواے
خدا تعالیٰ اور اوس کے رسولون کے رحمتین نازل ہون خدا کی اون سب ہون پر انتہی۔ محقق علامہ نے اس کو تنبیہ مین
نقل کرنے کے بعد کہا ہے (مین کہتا ہون کہ بیہقی کے اس قول مین کہ مطلق نقل کی پیروی کی ہے اشارہ اسطرف
کہ امام نے پیروی کی اوس صفت کی جو خبر مین وارد ہوئی ہے اور نہین تجاوز کیا اوس سے باین طورکہ ثابت کرے
اوس کے لئے جہت کو اور اوس کو محدود کر دیتے آسمان پر اور اوس کے اس قول مین کہ جس کو ہم نے ءامنتم من فی السماء
کے معنے مین بیان کیا ہے اشارہ ہے اوس امر کی طرف کہ جو بیہقی سے منقول ہے اس کے معنے مین حق تعالیٰ
سے حد کی نفی اور یہہ کہ اوس کو نہ کوئی طبق حاوی ہے اور نہ کوئی قطر اوس کو گہیرے ہوئے ہے پھر ابو عصمہ کی روایت
مین امام سے مذہب اہل سنت کے ذکر کرنے مین اور سفیان کی روایت سے نظیر بیان کرنے مین اعلان اس
امر کا کہ اوس کی تفسیر و تاویل یعنے قطعی طور پر جایز نہین ہے اور اوس کا یہہ قول کہ اگر یہہ قصہ صحیح ہووے
امام سے اشارہ ہے امام سے اس قصہ کے صحیح نہ ہونے کی طرف اس لئے کہ اس قصہ کی سند مین
ابو عصمہ ہے اور محدثین نے اوسکے وضع حدیث اور جہوٹا ہونیکی تصریح کی ہے اور اوس وقت مخالف کا دلیل لانا اس روایت سے
باطل ہے دو وجہ سے اول یہہ کہ یہہ قصہ امام کی طرف سے صحیح نہین ہے اور دوم بر تقدیر تسلیم پس یہہ صفات متشابہات
مین سے ہی کہ جن کے معنی مین سلف نے توقف کیا ہے اور خدا و رسول کی طرف اوس کو سونپ دیا ہے پس اوسکی
تفسیر ناجایز ہے واللہ اعلم انتہی۔ پس اس سے معلوم ہوگیا کہ مصنف کا یہ قول کہ معنی سماء کے جاریہ سوداء کی حدیث اور قول ابو حنیفہ
مین جہت عالیہ سامیہ ہے تا آخر نفی الفہری مذہب اہل حق و مذہب امام اعظم ہے اور حدیث جاریہ و قول امام اعظم کی ایسی وجہ بیان کرتا ہے
کہ جس سے محققین راضی نہین ہین اور موافق ہی حشویہ کے جو کہ خود گمراہ ہین اور دوسرونکو گمراہ کرنیوالے ہین اور حق تعالیٰ ہی امر حق کو ثابت کرتا ہے اور سچائی کیطرف رہنمائی

وقال اسحق بن ابراهيم قال ابوحنيفة اتانا من المشرق رايان خبيثان جهم معطل ومقاتل مشبه وقال محمد بن سماعة عن ابى يوسف عن ابى حنيفة افرط جهم فى النفى حتى قال انه ليس بشئ وافرط مقاتل فى اثبات حتى جعل الله تعالى مثل خلقه وقال الحسين بن اشكاب عن ابى يوسف بخراسان صنفان ما على الارض ابغض الى منهم المقاتلية والجهمية اثبتها الحفاظ المزى والذهبى والعسقلانى فى التهذيب والتذهيب والتهذيب التهذيب وقال الذهبى وغيره قصة ابى يوسف صاحب ابى حنيفة مشهورة فى استتابة بشر المريسى لما انكر ان يكون الله تعالى فوق العرش وانكر الصفات واظهر قول جهم رواها ابن حاتم وغيره واسند اللالكائى فى كتاب السنة وغيره عن محمد بن الحسن قال اتفق الفقهاء كلهم من المشرق الى المغرب على الايمان بالقرآن والاحاديث التى جاءبها الثقات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى صفة الرب عزوجل من غير تشبيه ولا وصف ولا تفسير فمن فسر اليوم شيئا منها وقال بقول جهم فقد خرج عما كان عليه النبى صلى الله عليه واله وسلم واصحابه وفارق الجماعة لانه وصف الرب بصفته لا شئ اقول وبالله الثقة ان هذه النقول كالفصوص على خواتم العقول فى ان جهما افرط فى النفى حيث انكر الظاهر والباطن كليهما ومقاتلا افرط فى الاثبات حيث سلم الظاهر والباطن كليهما وهما باطلان مخالفان للتنزيل والاحاديث واجماع الامة فان الاول يفضى الى التعطيل والثانى يفضى الى التشبيه وكلاهما من الاباطيل وما عليه اجماع اهل الحق من الصحابة والتابعين والائمة والمجتهدين والفقهاء والمحدثين والصوفية والمتكلمين هو التاويل عن الظاهر لئلا يلزم التشبيه لان الله تعالى ليس كمثله شئ والتسليم للباطن لئلا يلزم التعطيل مع ترك التفسير على القطع و الترجمة بلغة آخر لئلا يوهم ارادة الظاهر مع احتمال الوقوع فى الزيغ فمازعمه المتق

(کہا مصنف نے) اور کہا اسحٰق ابن ابراہیم نے کہ کہا ابوحنیفہ نے کہ ہمارے پاس مشرق سے دو خبیث رائے آئے ہین
ایک جہم معطل دوسرا مقاتل مشبہ اور کہا محمد بن سماعہ نے ابو یوسف کی روایت سے اونہون نے روایت کی ابوحنیفہ سے
کہ زیادتی کی جہم نے نفی صفات مین یہانتک کہ اوسکا قول ہے کہ خدا شئے نہین ہے اور زیادتی کی مقاتل نے صفات کے
ثابت کرنے مین یہانتک کہ بنا دیا حقتعالی کو مثل اوسکی مخلوق کے اور روایت کی حسین بن اشکاب نے ابو یوسف سے کہ خراسان مین
دو قسمین ہین کہ روئے زمین مین سب سے نزدیک بہ نہین ہین ایک مقاتل کی جماعت اور دوسری جہم کی جماعت ثابت کیا اس روایت کو
حافظ مزی و ذہبی و عسقلانی نے تہذیب و تذہیب و تہذیب التہذیب مین اور کہا ذہبی وغیرہ نے کہ قصہ ابو یوسف ابوحنیفہ کا مشہور ہے
اونکے توبہ طلب کرنیکے باب مین بشر مریسی سے جبکہ اوس نے انکار کیا خدا کے عرش پر ہونے سے اور انکار کیا صفات الٰہی سے
اور ظاہر کیا قول جہم کا روایت کیا اس قصہ کو ابن ابی حاتم وغیرہ نے اور بسند روایت بیان کی لالکائی نے کتاب السنۃ وغیرہ مین
محمد بن حسن سے کہ کہا اونہون نے کہ تمام فقہا مشرق سے لیکر مغرب تک متفق ہین قرآن اور اون حدیثون پر ایمان
لانے مین کہ جنکو ثقہ لوگون نے رسول خدا صلعم سے نقل کیا ہے حقتعالی کی صفت مین بدون تشبیہ کے اور بدون
بیان کرنیکے اور بدون تفسیر کے پس جس نے بیان کیا آجکے دن کسی صفت کو اونمین سے اور جہم کے قول کا قائل ہوا
پس بیشک وہ خارج ہو گیا اوس چیز سے کہ جسپر تھے نبی صلعم اور اونکے اصحاب اور جدا ہو گیا جماعت اہل سنت سے
اس لئے کہ اوس نے بیان کیا صفت رب کو لا شئی کی صفت سے مین کہتا ہون اور خدا ہی پر بھروسا ہے کہ یہ باتین
مثل نگینون کے ہین عقلون کی انگوٹھیون پر مناسب ہین کہ جہم نے زیادتی کی ہے اثبات مین اسلئے کہ مان لیا ظاہر و باطن
دونون کو اور یہ دونون مذہب باطل ہین مخالف ہین قرآن و حدیث و اجماع امت کے صفحہ ۳۰ اسلئے کہ پہلے مذہب سے تعطیل لازم
آتی ہے اور دوسرے سے تشبیہ اور یہ دونون امور باطلہ مین سے ہین اور جسپر کہ اجماع ہے محققین صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و فقہاء و
محدثین و صوفیہ و متکلمین کا وہ پھیرنا ہے متشابہات کو ظاہر معنی سے تاکہ تشبیہ لازم نہ آئے اسلئے کہ حقتعالی کے مثل کوئی شئے نہین ہے اور ثابت کرنا
ہے باطن معنی کو تاکہ تعطیل لازم نہ آئے ساتھ ترک کر دینے کے تفسیر کو یقینی طور پر اور ترجمہ کرنے کو دوسری زبان مین
تاکہ وہم نہ دلاوے ارادہ کرنے ظاہر معنی کا مع احتمال واقع ہونے کے کجی مین پس یہ جو مصنف نے
کہا ہے۔

ههنا في الارض وليس المراد به كونه تعالى مفارقا عن الخلق بالمسافة البعيدة في
الجهة العالية مماسا للعرش او محاذيا له وهكذا حال كلما نقله من اقاويل
الرد على الجهمية فانه عليه لا له فاتيانه في معرض الاستدلال لا يخلو عن التلبيس
والتدليس قال وله ان رجلا قال لابن المبارك يا ابا عبد الرحمن قد
خفت من كثرة ما ادعوا على الجهمية قال لا تخف انهم يزعمون ان الهك
الذي في السماء ليس بشئ انتهى اقول هذا القول ايضا موافق للتنزيل وليس
بمفيد لمذهب الحشوية فاتيانه ههنا غير مفيد للمصنف (قال) قال الصابوني
قال ابو عبد الله بن ابي حفص البخاري ايضا في كتابه ذكر ابراهيم بن الاشعث
قال سمعت الفضيل بن عياض يقول اذا قال لك الجهمي انا لا أؤمن برب
يزول عن مكانه فقل انت انا أؤمن برب يفعل ما يشاء انتهى اقول
هذا القول في غاية المتانة ونهاية الرزانة تقطع مادة المنازعة كقوله تعالى
لكم دينكم ولي دين فالاستدلال به على اثبات الجهة لا يخلو عن السفاهة ابدا
(قال) وقول الفضيل ذكره ابو عبد الله بن اسمعيل البخاري في الرد على الجهمية ايضا
وكانه عن فضيل اخذه صاحبه اسحق بن راهويه ثم قال روي عن علي بن ابي صالح
قيل رواه البيهقي في الاسماء والصفات بسند صحيح وروى ابن ابي حاتم
ثنا علي بن الحسن بن زيد السلمي ان هشام بن عبد الله الرازي صاحب محمد
بن الحسن حبس رجلا في التجهم فتاب فجيئ به الى هشام ليمتحنه فقال له
اتشهد ان الله عز وجل على عرشه بائن من خلقه فقال اشهد ان الله على
عرشه ولكن لا ادري ما بائن من خلقه ثم قال ردوه الى الحبس فانه لم يتب
انتهى اقول هذا القول ايضا يقلع مذهب الجهمية في كونه تعالى في الارض متصلا بالمكان

یہان زمین مین سے اور اس قول سے یہ مراد نہین ہے کہ حق تعالی مخلوق سے دور دراز مسافت پر بلندی مین قریب سے ملا ہوا یا عرش کے محاذی ہے اور یہی حال اون تمام اقوال کا جنکو مصنف نے جہمیہ کے رد مین نقل کیا ہی اسلئے کہ وہ اقوال مصنف کو مضر ہین مفید نہین ہین پس اونکو مقام استدلال مین نقل کرنا فریب دہی اور مکاری سے خالی نہین ہی کہا مصنف نے اور اوسی نے روایت کی ہی کہ ایک مرد نے ابن مبارک سے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن مین خوفناک ہو گیا ہون لوگون کو بہت رد و قدح کرنے سے جہمیہ پر کہا تو مت خوف کر کیونکہ جہمیہ کا قول ہی کہ تیرا معبود جو آسمان مین ہی وہ کوئی شے نہین ہی انتہی مین کہتا ہون کہ یہ قول بہی قرآن کے مطابق ہی اور حشویہ کو مفید نہین ہی پس اسکو بیان لانا مصنف کو حقمین فائدہ بخش نہین ہی (کہا مصنف نے) کہ کہا صابونی نے ذکر ابو عبد اللہ بن ابو حفص بخاری نے بہی اپنی کتاب مین کہا ہی ابراہیم بن اشعث نے ذکر کیا کہ سنا مینے فضیل بن عیاض کو کہتے ہوئے کہ جب تجہسے جہمی کہے کہ مین ایسے رب پر ایمان نہین لاتا ہون کہ جو اپنی جگہ سے زائل ہو جائے تو تو اسکا جواب اسطرح دیوے کہ مین ایمان لاتا ہون ایسے رب پر کہ جو چاہے کرے انتہی۔ مین کہتا ہون کہ یہ قول غایت متانت اور نہایت پختگی مین ہی مادہ نزاع کو قطع کرنیکے لئے مثل قول حق تعالی کے تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین ہی پس اس قول سے اثبات جہت پر دلیل لانا سفاہت و حماقت سے خالی نہین ہی ۔ کہا مصنف نے اور فضیل کے اس قول کو ابو عبد اللہ بن اسمعیل بخاری نے بہی جہمیہ کے رد مین نقل کیا ہی اور شاید اس قول کو فضیل سے اونکے تلمیذ اسحق بن راہویہ نے لیا ہی پہر ابن ابی صالح کے اوپر رد کرنے کو کہا ہی قبل بخاری کے روایت کیا اسکو بیہقی نے اسما و الصفات مین صحیح سند کیساتہہ اور روایت کی ابن ابی حاتم نے کہ بیان کیا ہمسے علی بن حسن بن زید سلمی نے کہ ہشام بن عبید اللہ رازی محمد بن حسن کے تلمیذ نے ایک شخص کو جہمی ہونیکی علت مین گرفتار کیا پس اوسنے توبہ کی تو ہشام کے پاس امتحان کیلئے لایا گیا پس اونہون نے اوس سے کہا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ خدائی عز و جل اپنے عرش پر اپنے مخلوق سے جدا ہے پس اوس مرد نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ خدا عرش پر ہے اور لیکن مین نہین جانتا ہون کہ خلق سے جدا ہونا کیا شے ہے پس اونہون نے کہا کہ اسکو قیدخانہ مین لیجاؤ اس لئے کہ ابتک تائب نہین ہوا ہی انتہی مین کہتا ہون کہ یہہ قول بہی جہمیہ کے مذہب کو ارکہہ رہا ہے خدا کے زمین مین مکان سے متصل ہونیکے باب مین

ولا يفيد الحشوية اصلا لان كونه تعالى على العرش موافق للتنزيل والبينونة على الخلق رد على ما ذهب اليه الجهمية من كونه متصلا بالمكان ولا يلزم من قطع الاتصال الانفصال الذى يكون ببعد المسافة حتى يثبت به مذهب الحشوية لان الاتصال والانفصال كلاهما من صفات الاجسام والله تعالى منزه عنها ولهذا حكم بعدم التوبة والرد الى المحبس (قال) قال عمدة الحنفية الحافظ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامة الطحاوى فى بيان عقيدة اهل السنة والجماعة على مذهب فقهاء الملة ابى حنيفة وابى يوسف ومحمد بن الحسن ومن لم يتوق النفى والتشبيه زل ولم يصب التنزيه الى ان قال والعرش والكرسى حق كما بين فى كتابه وهو مستغن عن العرش وما دونه محيط بكل شئ وفوقه (قلت) هذا كما لا يخفى على المتبصر المتدبر ناظر ظاهر فيما ذكرنا من الجمع بين الامرين فافهم ولا تتوهم والله اعلم انتهى اقول وبه تعالى استعين فى هذا القول تصريح بان من لم يتوق النفى اى مذهب المعتزلة والتشبيه اى مذهب الحشوية زل قدمه عن جادة السوية ولم يصب التنزيه فالايمان بالعرش والكرسى وكونه تعالى فوقهما وسائر المتشابهات كما بين فى كتابه واجب وبهذا يحصل التوقى عن الاعتزال وكذلك الايمان بكونه تعالى مستغنيا عن الاستقرار على العرش وما دونه من الفرش واجب وبهذا يتيسر التوقى عن التجسيم ويكون المومن بهذين الامرين على الصراط المستقيم وهذا هو ما اجمع عليه اهل الحق فما فرع عليه المصنف بقوله (هذا كما لا يخفى على المتبصر المتدبر ناظر ظاهر فيما ذكرنا من الجمع بين الامرين) فباطل كل البطلان لان ما ذكره من الجمع بين الامرين

اور حشویہ کیلئے اصلا مفید نہین ہے اس لئے کہ خدا کا عرش پر ہونا قرآن کے مطابق ہے اور خلق سے جدا ہونا نہین مردود
مذہب جہمیہ کا کہ حقتعالی مکان سے متصل ہے اور اتصال کی نفی سے وہ انفصال لازم نہین آتا ہے جو بعد مسافت
سے ہوتا ہے حتی کہ اس سے حشویہ کا مذہب ثابت ہو جائے اس لئے کہ اتصال وانفصال دونون صفات اجسام
سے ہین اور حقتعالی صفات اجسام سے منزہ ہے اسیوجہ سے اوسکے تائب ہونے اور قید خانہ مین ایسا لیجانیکا
حکم کیا (کہا مصنف نے) اور کہا عمدۂ حنفیہ حافظ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی نے عقیدۂ اہلسنت مطابق مذہب
فقہائے ملت ابو حنیفہ وابو یوسف ومحمد بن حسن کے بیان مین اور جو کہ نہ بچا نفی وتشبیہ سے لغزش کر گیا اور اوسنے
تنزیہ کو نہ پایا یہانتک کہ کہا اور عرش وکرسی حق ہے جیسا کہ کتاب الہی مین مذکور ہے اور خدا بے پرواہ ہے عرش سے
اور ماسوائے عرش سے گھیرے ہوئے ہے ہر شئے کو اور اوپر ہے اوس کے (مین کہتا ہون) کہ یہ قول جیسا کہ پوشیدہ
نہین ہے اہل بصیرت وتدبیر پر ناظر وظاہر ہے اوس باب مین کہ جسکو ہمنے ذکر کیا ہے یعنی جمع کرنا دونون امر کا
پس تو سمجھ لے اور وہم نہ کر اور خدا دانا تر ہے انتہی الصفحہ ۱۵ مین کہتا ہون اور حقتعالی سے مدد لیتا ہون کہ یہ
قول مین تصریح ہے بایطور کہ جو شخص نہ بچا نفی سے یعنی مذہب معتزلہ سے اور تشبیہ سے یعنی مذہب حشویہ سے
اوس کا قدم بہکگیا راہ استقامت سے اور نہ پہونچا وہ تنزیہ تک پس ایمان لانا عرش وکرسی پر اور خدا کے
اونکے اوپر ہونے پر اور تمام متشابہات پر جیسا کہ کتاب الہی مین مذکور ہے ضروری امر ہے اور اس قدر
مذہب معتزلہ سے بچاؤ ہوجاتا ہے اور اسی طرح ایمان لانا خدا کے بے پرواہ ہونے پر عرش وغیرہ پر قرار
پکڑنے ضروری ہے اور اس طور سے حاصل ہو جاتا ہے بچاؤ مجسمہ کے مذہب سے اور ان دونون
امر کے وجہ سے مومن صراط مستقیم پر ہو جاتا ہے اور اسی پر اہل حق کا اجماع ہے پس اسپر مصنف نے
جو تصریح کی ہے اپنے اس قول سے (وھذا کما لا یخفی علی المتبصر المتدبر
ناظر ظاھر فیما ذکرنا من الجمع بین الامرین) پس سراسر باطل ہے۔
اس لئے کہ جمع کرنا دونون امر کا کہ جسکو مصنف نے ذکر کیا ہے۔ اجتماع النقیضین ہے

وهو الحمل على الظواهر للصفات كما ذهب اليه الحشوية والتنزيه للذات لاستغنائها كما هو مذهب المسلمين عنها خلط وتلفيق بين المذهبين ومستلزم لاجتماع النقيضين فعلى المتبصر المتدبر ان يتدبر فيما قلنا كل التدبر قال ولابي الشيخ الاصبهاني والبيهقي عن يحيى بن يحيى قال كنا عند مالك بن انس فجاء رجل فقال يا ابا عبد الله الرحمن على العرش استوى كيف استوائه فاطرق مالك راسه حتى علاه الرحضاء ثم قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول والايمان به واجب والسؤال عنه بدعة وما اراك الا مبتدعا ثم امر به فاخرج انتهى الى ان قال بعد بيان طرق القول المذكور فاخرج الخلال واللالكائي بسند كله ائمة من طريق سفين بن عيينة والبيهقي في الاسماء والصفات من طريق عبد الله بن صالح بن مسلم قال سئل ربيعة بن ابي عبد الرحمن عن قوله تعالى استوى على العرش كيف استوى قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول ومن الله الرسالة وعلى الرسول البلاغ وعلينا التصديق وكان ربيعة بلغه نحو ذلك عن ام المومنين ام سلمة فاخرج ابن منده وابن مردويه واللالكائي باسانيد صحيحة عن محمد بن اشرس الكوفي وابي كنانة الكوفي ثنا ابو المغيرة النضر بن اسمعيل الحنفي ثنا قرة بن خالد عن الحسن عن امه عن ام سلمة زوج النبي صلعم انها قالت الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول والاقرار به ايمان والجحود به كفر ولعبد الله بن احمد في الرد على الجهمية عن ابيه عن شريح بن النعمان عن عبد الله بن نافع الصائغ صاحب مالك وخصيصه قال سمعت مالك بن انس يقول الله في السماء وعلمه في كل مكان قال الذهبي هذا ثابت عن مالك انتهى

اور وہ حمل کرنا ہے صفات خدا کا اونکے ظاہری معانی پر جیسا کہ حشویہ کا مذہب ہے اور پاک سمجھنا اون سے
ذات خدا کو بسبب مستغنی ہونے ذات کے اون سے جیسا کہ متکلمین کا مذہب ہے ملا دینا ہے اور تلفیق سے دونون
مذہبون مین اور مستلزم ہے اجماع نقیضین کو پس اہل بصیرت و تدبیر پر واجب ہے کہ ہمارا اس قول مین پوری طرح سے
تدبیر کرے کہا مصنف نے اور ابوالشیخ اصبہانی اور بیہقی نے یحیی بن یحیی سے روایت کی ہے کہ کہا اونہون نے کہ مالک
ابن انس کے پاس تہے کہ ایک مرد آیا اور کہا کہ اے ابو عبد اللہ رحمن عرش مستوی ہوا کیونکر ہے اوسکا مستوی ہونا
پس مالک نے اپنا سر جہکا لیا یہانتک کہ اونکو پسینا آگیا پہر کہا کہ استوار غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے اور ایمان
اسپر واجب ہے اور اسکا سوال کرنا بدعت ہے اور میرے نزدیک تو بدعتی ہے پہر اوسکو حکم دیا کہ چلا جاے انتہی یہانتک کہ
کہا مصنف نے بعد بیان کرنے طرق اس قول کے پس روایت کی خلال اور لالکائی نے ایسی سند کیسا تہہ کہ اوسکے کل
رجال ائمہ ہین سفیان بن عیینہ کی طریق سے اور بیہقی نے اسمار و صفات مین عبد اللہ بن صالح بن مسلم کے طریق سے
کہ کہا اونہون نے کہ ربیعہ بن عبد الرحمن سے پوچہا گیا حقتعالی کے قول استوی علی العرش کو کہ کیونکر مستوی ہوا کہا کہ استوا
غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے اور خدا کے طرف سے بہیجا ہے اور رسول پر پہونچانا ہے
اور ہمپر تصدیق کرنا ہے اور شاید کہ ربیعہ کو ایسا ہی پہونچا ہے ام المومنین ام سلمہ سے پس روایت کی
ابن مندہ و ابن مردویہ و لالکائی نے صحیح سند ن کے ساتہہ محمد بن اشرس کوفی و ابو کنانہ کوفی سے کہ
بیان کیا ہمسے ابو مغیرہ نضر بن اسمعیل حنفی نے کہ بیان کیا ہمسے قرہ بن خالد نے بروایت حسن اونہون نے
روایت کی اپنی والدہ ام سلمہ زوجہ نبی صلعم سے کہ فرمایا اونہون نے استوار غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر
معقول ہے اور اوسکا اقرار کرنا ایمان ہے اور اوسکا انکار کرنا کفر ہے اور عبد اللہ بن احمد نے جہمیہ کے
رد مین اپنے باپ سے اونہون نے شریح بن نعمان سے اونہون نے عبد اللہ بن نافع صائغ سے
جو امام مالک کے صحبت یافتہ اور اون کے خاص لوگون مین سے ہین کہا اونہون نے کہ سنا مینے
امام مالک بن انس سے کہ وہ کہتے تہے کہ حقتعالی آسمان مین ہے اور اوس کا علم ہر جگہہ
مین ہے کہا وہبی نے کہ یہہ روایت ثابت ہے امام مالک سے - انتہی -

اقول ومن الله التوفيق لما فرغ المصنف عن الاستدلال باقوال الامام الاعظم واصحابه شرع فی الاستدلال باقوال الامام مالك واحبابه وجمع كلما تمسك به منها فی هذا القول وهذا انما اقتفاء منه بشيخه ابن تيمية فعلينا ان ننقل كلام ابن تيمية وكلام العلامة الحلبی فی رد عليه من التنبيه كی يتضح الاحوال وتنكشف حقيقة المقال، قال العلام المفتی محمد سعيد رحمه الله فی التنبيه فی صفحه ۳۳ روی الخلال باسناد كلهم ائمة عن سفيان بن عيينة قال سئل ربيعة بن ابی عبد الرحمن عن قوله تعالی الرحمن علی العرش استوی كيف استوی قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول ومن الله الرسالة وعلی الرسول البلاغ المبين وعلينا التصديق قال ابن تيمية وهذا الكلام روی عن مالك ابن انس تلميذ ربيعة من غير وجه منها ما رواه ابو الشيخ الاصبهانی وابو بكر البيهقی عن يحيی بن يحيی قال كنا عند مالك بن انس فجاء رجل فقال يا ابا عبد الله الرحمن علی العرش استوی كيف الاستواء فاطرق مالك براسه حتی علاه الرحضاء ثم قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول والايمان به واجب موافق لقول الباقين امروها كما جاءت بلا كيف فانما نفوا علم الكيفية ولم ينفوا حقيقة الصفة ولو كان القوم قد امنوا باللفظ المجرد من غير فهم لمعناه علی ما يليق بالله تعالی لما قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول ولما قالوا امروها كما جاءت بلا كيف فان الاستواء حينئذ لا يكون معلوما بل مجهولا بمنزلة حروف المعجم وايضا فانه لا يحتاج الی نفی علم الكيفية اذا لم يفهم

مین کہتا ہون اور توفیق خدا ہی کے طرف سے ہے کہ ہر گاہ مصنف فارغ ہوا امام اعظم اور اونکے اصحاب کے اقوال سے دلیل لانے سے شروع کیا دلیل لانے مین امام مالک اور اونکے احباب کے اقوال سے اور اونکے حسب مقدر اقوال سے متمسک کیا ہے اسکو اس قول مین جمع کر دیا اور یہ بہی مصنف نے پیروی کی ہے اپنے شیخ ابن تیمیہ کی پس ہمکو لازم ہے کہ ہم ابن تیمیہ کا کلام اور علامۂ حلبی کا کلام اوس کے رد مین تنبیہ سے نقل کر دیوین تاکہ احوال واضح ہو جاسے اور اس کلام کی حقیقت کہل جائے علامۂ مفتی محمد سعید رحمہ اللہ نے تنبیہ کے صفحہ ۳۳۹ مین کہا ہے کہ روایت کی خلال نے ایسی سند کے ساتہہ کہ کل رجال ائمہ ہین سفیان بن عیینہ سے کہا کہ ربیعہ بن عبد الرحمن سے پوچہا گیا حقتعالی کے قول الرحمن علی العرش استوی کو کہ استواء کیونکر ہے کہا اونہون نے کہ استواء غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے اور خدا کے طرف سے بہیجا ہے اور رسول پر صاف صاف پہونچانا ہے اور ہمپر تصدیق کرنا ہے کہا ابن تیمیہ نے اور یہ کلام روایت کیا گیا ہے مالک بن انس سے کہ شاگرد ہین ربیعہ کے بجید وجود منجملہ اونکے وہ ہے کہ اسکو روایت کیا ابو الشیخ اصبہانی و ابو بکر بیہقی نے یحیی بن یحیی سے کہا کہ ہم مالک بن انس کے پاس تہے پس ایک مرد نے آکر کہا کہ اے ابو عبد اللہ رحمن عرش پر مستوی ہوا کیونکر ہوا استواء پس مالک نے اپنے سر کو جہکا لیا یہانتک کہ اونکو پسینا آگیا پہر کہا کہ استواء غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے اور اسپر ایمان لانا واجب ہے یہ قول موافق ہے باقی ائمہ کے قول کے کہ جاری کرو صفات متشابہات کو جسطرح پر کہ نازل ہوئی ہین بدون کیفیت کے پس اونہون نے علم کیفیت کی نفی کی ہے اور حقیقت صفت کی نفی نہین کی ہے اور اگر یہ لوگ ایمان لائے ہوتے مجرد لفظ پر بدون سمجہنے اوسکے معنی کے اوسطور پر کہ خدا کے لائق ہین تو امام مالک نہ کہتے کہ استواء غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے اور نہ ائمہ دین یہ کہتے کہ صفات کو جاری کرو جسطور پر کہ آئی ہین بدون کیفیت کے اس لئے استواء اس حالت مین معلوم نہین ہوتی بلکہ مجہول رہتی بمنزلہ حروف معجم کے اور نیز اس کو حاجت نہین ہے علم کیفیت کے نفی کرنیکی جبکہ لفظ سے کوئی معنی ہی نہ سمجہے جائین۔

من اللفظ معنى وانما يحتاج الى نفى علم الكيفية اذ اثبتت الصفات انتهى
قال العلامة الحلبى فى رده وروى قول الربيعة ومالك الاستواء غير مجهول
فليت شعرى من قال انه مجهول بل انت زعمت انه لمعنى عليته واردت
ان تعزوه الى الامامين ونحن لا نسمع لك بذلك ثم نقل عن مالك انه
قال للسائل الايمان به واجب والسوال عنه بدعة وما اراك الا
مبتدعا فامر به فاخرج فيقال له ليت شعرى من امتثل منا قول مالك هل
امتثلناه نحن حيث امرنا بالامساك والجمنا العوام عن الخوض فى ذلك
وامتثله هو حيث جعله وارسنة يلقيه ويلفقه ويلقنه ويكتبه ويدرسه و
يامر العوام بالخوض فيه وهل انكر على المستفتى فى هذه المسئلة بعينها واخرجه
كما فعل مالك رضى الله فيها بعينها وعند ذلك يعلم ان ما نقله عن مالك حجة عليه لا له
انتهى اقول يعنى قول ام سلمة ام المومنين رض وقول الامام مالك رض الاستواء غير
مجهول اى بالمعنى اللغوى لكنه يستلزم التكييف والتحليل وهو غير معقول فى حقه
تعالى لانه غنى عنه لكن الاقرار بان الاستواء صفة من صفاته تعالى لا يعلم
ما ذا رادبها واجب الاذعان لورود التنزيل به والجحود باصل الاستواء كما فعله
الجهمية كفر لانه يفضى الى انكار صفة من صفاته تعالى وعلى هذا بطل ما قاله
ابن تيمية من ان القوم لو امنوا بمجرد اللفظ من غير فهم لمعناه على ما يليق بالله تعالى
لما قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول انتهى لان القوم لو امنوا به بعد ان
فهموا معناه الذى يليق به تعالى لما قال الامام مالك والكيف غير معقول لان الكيف
بعد تعيين المعنى المراد والعلم به لا يبقى مجهولا فلا يعد من المتشابهات وايضا بطل ما
قال له من انه لا يحتاج الى نفى علم الكيفية اذا لم يفهم من اللفظ معنى وانما يحتاج الى نفى

اور نفی علم کیفیت کی حاجت تو سبب ہے کہ جب جو فائت ثابت ہوں انتہی علامہ حلبی نے سکتے رد میں کہا ہے اور روایت کیا ابن تیمیہ نے
قول ربیعہ و مالک کا کہ استواء غیر مجہول ہے پس کاش مجھکو معلوم ہوتا کسنے کہا ہے کہ وہ مجہول ہے بلکہ تو نے اعتقاد کر لیا ہے کہ وہ
اوس معنی کیلئے ہے کہ جس کو تو نے معین کر لیا ہے اور تیرا ارادہ ہے کہ وہ دونوں اماموں کیطرف اوسکو منسوب کرے اور اوسکو
تجسیم نہیں سمجھتے ہیں پھر نقل کیا امام مالک سے کہ کہا اونہوں نے سائل کو اور اسپر ایمان لانا واجب ہے اور اسکا سوال کرنا بدعت ہے
اور میں تجھکو تو بدعتی معلوم ہوتا ہے پس اوسکو حکم دیا گیا پس نکالا گیا پھر ابن تیمیہ سے کہا جاتا ہے کہ کاش مجھکو معلوم ہوتا کہ ہم نے
کسنے امام مالک کے قول پر عمل کیا ہے آیا ہمنے اوس پر عمل کیا ہے اس لئے کہ ہمنے حکم دیا ہے کف لسان کا اور عوام کو
لگام پہنا دیا ہے اوسمیں لغوص کرنے سے یا ابن تیمیہ نے عمل کیا ہے اسلئے کہ اوس نے اسکو سنت … قرار دیا کہ
کر دیا اعتقاد و تلقین و تحریر و تدریس کرتا ہے اور عوام کو حکم دیتا ہے اسمین خوض کرنے کا اور کیا ابن تیمیہ نے … کرنے
والے کو ناپسند کیا ہے اور اوسکو نکال دیا ہے جسطرح کہ مالک نے خاص اس مسئلہ میں کیا تھا اور اسوقت معلوم … کہ جو
ابن تیمیہ نے امام مالک سے نقل کیا ہے اوسپر حجت ہے نہ کہ اوسکے لیئے انتہی میں کہتا ہوں کہ معنی قول ام سلمہ
ام المومنین کے اور قول امام مالک کے کہ استواء غیر مجہول ہے یہ ہیں کہ معنی لغوی غیر مجہول ہے لیکن وہ مسلتزم ہے …
تجدید اور … خدا کے حق میں غیر معقول ہے اسلئے کہ حقتعالی اوس سے غنی ہے لیکن اقرار اس امر کا کہ استواء ایک صفت ہے منجملہ صفات خدا کے
یہ ہمکو معلوم نہیں کہ خدا نے اوس سے کیا ارادہ کیا ہے واجب الاعتقاد ہے بسبب ورود قرآن کے اسپر اور انکار اصل استواء کا
جیسا کہ کیا ہے جہمیہ نے کفر ہے اس لئے کہ اس سے خدا کی صفات میں سے ایک صفت کا انکار لازم آیا ہے
اور اسی سے باطل ہوگیا جو کہ ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ ائمہ دین اگر مجرد معنی پر ایمان لاتے بدون سمجھنے … معنی کے
جو خدا کے لائق ہیں تو امام مالک یہ نہ کہتے کہ استواء غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے انتہی … ائمہ دین
اگر اسپر ایمان لاتے بعد سمجھنے معنی سمجھنے کے جو شایان خدا کے لائق ہیں تو امام مالک یوں نہ فرماتے کہ کیفیت
غیر معقول ہے اس واسطے کہ بعد معین کر لینے معنی مراد کے اور اوس کو جان لینے کے کیفیت مجہول نہیں رہتی
پھر اوس کا متشابہات میں شمار نکیا جاتا اور نیز باطل ہوگیا جو کہ اوس نے کہا ہے کہ نفی علم کیفیت
کی حاجت نہیں رہتی ہے جبکہ لفظ سے کچھ معنی نہ سمجھے بلکہ نفی علم کیفیت کی تو جبھی واجب ہے

علم الكيفية اذا اثبت الصفات انتهى لان المراد بالكيفية تعيين المعنى المراد وثبوت اصل الصفة
المراد بالاستواء لا يستلزم القول بالمعنى اللغوي حتى يقال ان المراد نقول ان الاستواء غير
مجهول بل ان الاستواء محمول على ظاهره واما كيفية ذلك المعنى فغير معقول فكما لا يحتاج الى نفي
علم الكيفية اذا لم يفهم من اللفظ معنى كذلك لا يحتاج اليه اذا علمنا ان المراد باللفظ معناه اللغوي
فلزم عليه ما الزم علينا مع انا لم نقل بانه لا يفهم من المتشابه معنى حتى يرد علينا قوله لا احتياج
الى نفي علم الكيفية حينئذ فضلا عن ما قاله العلامة الحلبي في رده ان ما نقله عن مالك حجة عليه لا له
ولله الحمد ولما فرغ عن الاستدلال بقول الامام مالك شرع في الاستدلال بما قاله الامام الشافعي واتباعه فقال وروى الحافظ عبد الغني المقدسي وشيخ الاسلام ابو الحسن علي الهكاري وغيرهما
في جمعهم عقيدة الشافعي قال القول في السنة التي انا عليها ورأيت اهل الحديث عليها الذين
رأيتهم مثل سفيان ومالك وغيرهما الاقرار بشهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وذكر
اشياء ثم قال وان الله فوق عرشه على سمائه يقرب من خلقه كيف يشاء وينزل الى سماء الدنيا كيف
يشاء وذكر سائر الاعتقاد وروى المقدسي والهكاري عن الحسن بن هشام البلدي قال هذه وصية محمد بن
ادريس الشافعي اوصى ان يشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وذكر الوصية الى ان قال فيها والقرآن
كلام الله غير مخلوق وان الله تعالى يرى في الآخرة عيانا ينظر اليه المؤمنون ويسمعون كلامه وانه تعالى فوق
وذكر بقية الوصية انتهى اقول وبه تعالى استعين ان هاتين الروايتين عن الامام الشافعي مما احتج به الحشوية
نقلها المفتي العلامة في التنبيه ثم قال لا يخفى ان هاتين الروايتين غير ثابتتين لم ينقلهما اصحابه عنه في كتبهم ولم
يذكرهما البيهقي وغيره في اعتقاد الشافعي قال المزني سألت الشافعي عن مسئلة في الكلام فقال سلني عن شيء
اذا اخطأت فيه قلت اخطأت ولا تسألني عن شيء اذا اخطأت فيه قلت كفرت ذكره الحافظ ابن حجر في
الاعلام في ابطال اعتقاده نسبته اليه فمن ثم قال الذهبي بعد ذكر الروايتين المذكورتين اللتين رواهما ابن ابي حاتم
عنه فقال فيها نثبت هذه الصفات وننفي عنها التشبيه كما نفى عن نفسه فقال ليس كمثله شيء وهو السميع البصير

جبکہ صفت کا ثبوت ہوجاوے انہی لاسلئے کہ مراد کیفیت سے معین کرنا ہی معنی مراد کا اور ثابت ہونا اصل صفت کا جبکہ استوا سے مراد لیا ہین مستلزم ہو معنی حق کے قائل ہونیکے حق کو کہا جاوے کہ او امام مالک کے اس قول سے کہ استوا غیر مجہول ہے یہ ہے کہ استوا معلوم ہے بر ظاہر معنی پر لیکن کیفیت اوس معنی کی غیر معقول ہے پس اسطرح نفی علم کیفیت کی حاجت نہین ہوتی ہے جبکہ لفظ سے کوئی معنی نہ سمجھے جاوین اوسکی حاجت نہین ہوتی ہے جبکہ معلوم ہوجاوے کہ مراد لفظ سے اوسکے معنی لغوی ہین لازم آگیا ابن تیمیہ پر۔ اعتراض کیا اوسنے لازم کیا ابن تیمیہ پر باآنکہ ابن تیمیہ نے نہین کہا ہے کہ متشابہ کوئی معنی نہین سمجھے جاتے ہین اور یہ قول العیاذ الی نفی علم الکیفیۃ حینئذ وارد ہو پس صادق آگیا جو علامہ حلبی اوسکے رد مین کہا ہے کہ جو کچھ ابن تیمیہ نے امام مالک سے نقل کیا ہے صحیح ہے او سپر نہ کہ اوسکے۔ اسلئے اور خدا ہی کیلئے سب تعریفین ثابت ہین اور جبکہ فارغ ہوا مصنف امام مالک کے قول سے دلیل لانیسے شروع کیا دلیل لانا امام شافعی اور اونکے اتباع کے اقوال سے اور کہا اور روایت کیا حافظ عبدالغنی مقدسی بسند شیخ الاسلام ... ... وغیرہ نے اپنی جز مین عقیدہ امام شافعی کا کہا امام شافعی نے کلام اوس طریقہ مین کہ سپر ہین اور مین نے محدثین کو اوپر ... ... ہمکو تا ... ہے جیسے کہ سفیان و مالک وغیرہ اقرار کرنا ہے اس امر کی گواہی کا بجز خدا کے کوئی معبود نہین ... اور محمد خدا کے رسول ہین اور ذکر کیا چند امور کا پھر فرمایا اور اقرار اس امر کا کہ خدا اپنے عرش پر ہے ... آسمان ... ... اپنی مخلوق سے ... ... جسطرح ... نزول فرماتا ہے آسمان دنیا کیطرف جسطرح پر کہ چاہتا ہے اور ذکر کیا تمام عقیدہ کو اور روایت کی مقدسی اور بخاری نے حسن بن ہشام ... ... کہ یہ وصیت ... امام شافعی ... وصیت کی کہ گواہی دیتا ہے اس امر کی کہ نہین ہے کوئی معبود بجز خدا کے ... ... اور اوسکا شریک نہین ہے اور ذکر کیا وصیت کو بیشک کہ کہا اوسمین اور قرآن خدا کا کلام غیر مخلوق ہے اور یہ کہ حقتعالی کا آخرت مین دیدار ہوگا آنکھوں سے دیکھینگے اوسکو ایمان والے اور سنینگے اوسکے کلام کو اور یہ کہ حقتعالی عرش پر ہے اور ذکر کیا تمام وصیت کو ... ... حقتعالی ہی سے روایت ہو ... دونون روایتین امام شافعی سے ... ... نہین ... دونون روایتین ثابت نہین ہین انکو امام شافعی کی اصحاب نے اپنی ... ... امام شافعی ... ... مزنی ذکر پوچھا ... امام شافعی سے ایک مسئلہ علم کلام کا ... ... اور مت سوال کر مجھسے ایسی شے کا کہ جب مین خطا کرون اوسمین تو کہا جاوے کہ تو کافر ہوگیا ... ... باب مین اپنی سند کے ساتھ ... تک حدیث ... ... کیا ابن ابی حاتم ... ... کہا ہے اوسمین ہم ثابت کرتے ہین ان صفات کو اور ... ... تشبیہ کو جسطرح کہ خدا ... ... دیکھتا ہے

ثم قال وقال شيخ الاسلام في عقيدة الشافعي وغيره باسنادكلهم ثقات انتهى وهذا القول يدل
على اتباعه عقيدة السلف فقوله نثبت هذه الصفات رد للجهمية وقوله ننفي عنها التشبيه رد على
المشبهة وقد ذكر الشافعي في كتاب الرسالة في خطبته انه لايبلغ الواصفون كنه عظمته وانه كما وصف
به نفسه فوق ما يصفه به خلقه قال الامام الرازي وهذا الكلام يدل على انه كان يعتقد ان الله تعالى ليس بجسم
ولا في جهة ولا يبلغ الواصفون كنه عظمته وهذا القدر وانه كان كلامًا قليلا الا انه كاف في الغرض
كما ان قوله تعالى ليس كمثله شئ كاف في هذا الغرض انتهى اقول وايضا يكفي في الجواب عما اورده المصنف
عنه ما قال روى الحافظ عبد الرحمن بن ابي حاتم والقاضي الشهيد ابو الحسين محمد بن القاضي
ابي يعلى محمد بن الفراء الحنبلي في طبقات الحنابلة والحافظ ابو موسى المديني والحافظ عبد الغني المقدسي في اعتقاد
الشافعي عن يونس بن عبد الاعلى المصري قال سمعت ابا عبد الله محمد بن ادريس الشافعي يقول وقد سئل عن
صفات الله عز وجل وما ينبغي ان يؤمن به فقال لله تبارك وتعالى اسماء وصفات جاء بها كتابه واخبر بها
نبيه صلعم امته لا يسع احدًا من خلق الله قامت عليه الحجة ردها لان القرآن نزل به وصح عنه
بقول النبي صلعم فيما روى عنه العدل فان خالف ذلك بعد ثبوت الحجة عليه فهو بالله
كافر فاما قبل ثبوت الحجة عليه من جهة الخبر فمعذور بالجهل لان علم ذلك لا يدرك
بالعقل ولا بالروية والفكر الى ان قال بعد ذكر المتشابهات
العديدة ونحن نثبت هذه الصفات وننفي التشبيه كما نفى ذلك
عن نفسه تعالى ذكره فقال ليس كمثله شئ وهو السميع البصير انتهى
اقول بتوفيقه تعالى وحسن عونه هذا كله حجة على المصنف وليس مفيدا له
لان قول الامام (ونحن نثبت هذه الصفات) رد لمذهب الجهمية حيث
انكروها وقوله (ننفي التشبيه) رد لمذهب الحشوية حيث حملوها على ظواهرها حتى لزمهم التشبيه
فالاستدلال به على ما ادعاه المصنف ليس بصحيح والله الموفق للصواب واكتب الحقير للهداية والفتح الابهاني عفي عنه تم الكتاب

کہا امام رازی نے کہ یہ کلام دلالت کرتا ہے اسپر کہ امام شافعی معتقد تھے کہ خدا جسم ہے اور نہ جہت مین ہے ورنہ البتہ پہونچ جاتے وصف بیان کرنیوالے اوس کی عظمت کی کہنہ کو اور اسقدر۔ اگرچہ تھوڑا سا کلام ہے مگر یہ کافی ہے غرض کے لئے جسطرح کہ قول حق تعالے کا لیس کمثلہ شئ ۔ کافی ہے اس غرض کیلئے انتھی مین کہتا ہون اور نیز کافی جواب مین اوس قول کے کہ جسکو مصنف نے اس کے بعد نقل کیا ہے اور کہا ہے (اور روایت کیا حافظ عبدالرحمن بن ابی حاتم نے پھر قاضی شہید ابوالحسین محمد بن قاضی ابویعلی محمد بن فرا حنبلی نے طبقات حنابلہ مین اور حافظ ابو موسے مدنی نے پھر حافظ عبدالغنی مقدسی نے اعتقاد شافعی مین یونس بن عبدالاعلی مصری سے کہا اونہون نے کہ سنا مینے ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعی سے کہ وہ اور اون سے پوچھا گیا تھا احوال صفات خدا عزوجل کا اور دیگر ایمانیات کا پاکہ حق تبارک وتعالی کے لئے اسماء وصفات ہین کہ جنکی خبر کتاب الہی مین ہے اور نبی صلعم نے اپنی امت سے اونکو بیان کیا ہے نہین درست ہے کسیکو خدا کی مخلوق مین سے کہ جسپر قائم ہوگئی مگر یہ کہ اونپر ایمان لائے قرآن اوس کی ساتھ اترا ہے اور اوس کے نزدیک ثابت ہوگیا نبی صلعم کے قول سے اوس روایت مین کہ جسکو ثقہ نے بیان کیا ہے پس وہ خلاف کرے اوسکا بعد ثابت ہونے حجت کے اوسپر پس وہ شخص کافر ہے خدا سے لیکن ثبوت حجت سے پہلے خبر کی جہت سے پس وہ معذور ہے نجاننے کے سبب سے اس لئے کہ اسکا علم نہ عقل سے معلوم ہوتا ہے اور نہ سوچنے اور فکر کرنے سے یہانتک کہ کہا بعد ذکر چند متشابہات کے کہ اور ہم ثابت کرتے ہین ان صفات کو اور نفی کرتے ہین تشبیہ کی جیسا کہ تشبیہ کی نفی بیان کی ہے حقتعالی نے اپنے نفس سے پس فرمایا کہ اوس کے مانند کوئی شے نہین ہے اور وہی سنتا دیکھتا ہے) انتھی مین کہتا ہون خدا کی توفیق اور اوس کی مدد سے کہ یہ تمام حجت مصنف اور اوسکو مفید نہین ہے اسلئے کہ امام کا یہ قول (ونحن نثبت ھذہ الصفات) رد ہے مذہب جہمیہ کا اس لئے کہ اونہون نے صفات کا انکار کیا ہے اور قول امام کا (ونتفی التشبیہ) رد ہے مذہب حشویہ کا اس لئے کہ اونہون نے صفات کو اون کے ظاہری معانی پر حمل کیا ہے یہانتک کہ اون سے تشبیہ لازم آگئی ہے پس اس قول سے دلیل لانا مصنف کا اپنے دعوی پر صحیح نہین ہے اور خدا ہی توفیق دینے

قال وروى السلفي فالذهبي عن علي بن عبد الله الحلواني قصة
حاصلها انه واصحابه كتبوا الى المزني يسئلونه ويستعلمونه منه
فكتب اليهم الجواب وفيه في حق الله الحق تعالى السميع البصير
العليم الخبير المنيع الرفيع عالٍ على العرش بائن من خلقه وروى اللا
لكائي عن المروزي قال قلت لابي عبد الله احمد بن حنبل
ما معنى قوله وهو معكم ما يكون من نجوى ثلثة الا هو
رابعهم قال علمه محيط بالكل وربنا على العرش بلا حد ولا صفة
وروى الخلال عن يوسف بن موسى القطان قيل لابي عبد الله
احمد بن حنبل الله فوق السماء السابعة على عرشه بائن من خلقه
وعلمه وقدرته بكل مكان قال نعم وروى القاضي ابو الحسين
محمد بن الفراء الحنبلي في طبقات الحنابلة في ترجمة ابي العباس
احمد بن جعفر الفارسي الاصطخري بسنده عنه قال قال ابو
عبد الله احمد بن محمد بن حنبل هذه مذاهب اهل العلم
واصحاب الاثر واهل السنة المتمسكين بعروقها المعروفين بها
المقتدى بهم فيها من لدن النبي صلى الله عليه واله وسلم
الى يومنا هذا ادركت من علماء اهل الحجاز والشام وغيرهم
عليها فمن خالف شيئا من هذه المذاهب او طعن فيها او عاب
قائلها فهو مخالف مبتدع خارج عن الجماعة زائل عن منهج السنة
وسبيل الحق ثم ساقها بطولها وفيها وخلق سبع سموات بعضها
فوق بعض وسبع ارضين بعضها فوق بعض وبين الارض العليا

والسماء الدنيا خمسمائة عام وبين كل سماء الى السماء مسيرة خمسمائة عام والماء فوق
السماء العليا السابعة وعرش الرحمن عز وجل فوق الماء والله عز وجل على
العرش والكرسي موضع قدميه وهو يعلم ما في السموات والارضين السبع
وما بينهما وما تحت الثرى وما في قعر البحار الى قوله ويعلم كل شيء لا يخفى عليه
من ذلك شيء وهو على العرش ــ (کہا مصنف نے) اور روایت کی سلفی نے پھر ذہبی علی بن عبد اللہ
طولانی سے ایک حکایت کہ جسکا حاصل یہ ہے کہا اونھون نے اور اونکے یارون نے مزنی کو خط لکھا اوس مین اونھون
نے حق تعالی کی صفات کو پوچھا تھا پس مزنی نے اونکو جواب لکھا کہ حق تعالی سنتا ہے دیکھتا ہے دانا و خبردار ہے
روکنے والا ہے بلند اور اونچا ہے عرش پر اپنی مخلوق سے جدا ہے اور روایت کی لالکائی نے مروزی سے کہ کہا اونھون نے کہ
مینے ابو عبد اللہ احمد بن حنبل سے پوچھا کہ حق تعالی کے قول (وهو معكم ما يكون من نجوى ثلثة الا هو رابعهم الآية)
کے معنی مین کہا کہ اوسکا علم سبکو گھیرے ہوی ہے اور ہمارا رب عرش پر ہے بدون حد کے اور بدون صفت کے اور
روایت کی خلال نے یوسف بن موسی قطان سے کہ ابو عبد اللہ احمد بن حنبل سے کہا گیا کہ اللہ ساتوین اسمان سے اوپر اپنے
عرش پر مخلوق سے جدا ہے اور اوسکا علم و قدرت ہر جگہ ہے کہا کہ ہان اور روایت کی قاضی ابو الحسین محمد بن فراء
حنبلی نے طبقات حنابلہ مین ابو العباس احمد بن جعفر فارسی اصطخری کے احوال مین ساتھ اپنی سند کے اون سے
کہا کہ کہا ابو عبد اللہ احمد بن محمد حنبل نے کہ یہی مذاہب مین اہل علم و اہل اثر و اصحاب سنت کے جو کہ پکڑنے والے
ہین سنت کی رگونکو اور سنت کی ساتھ مشہور ہین اور سنت کے بات مین پیشوا ہین نبی صلعم کے زمانہ سے آجتک
مینے انہین عقائد پر پایا ہے جسکو پایا ہے علمای حرمین و شام وغیرہ کو پس جس نے ان مذاہب مین کچھ بھی خلاف کیا یا طعن کیا اور کہ قائل
پر عیب لگایا پس مخالف و بدعتی ہے اہلسنت کی جماعت سے خارج ہے راہ سنت و طریق حق سے ہٹا ہوا ہے پھر اون مذاہب کے
بیان کیا اطالت کے ساتھ اور اون مین تھا کہ (اور پیدا کیا سات آسمانونکو بعض اوپر بعض کے اور سات زمینونکو بعض اوپر بعض کے اور
درمیان اوپر کی زمین و آسمان دنیا کے پانسو برس کی مسافت ہے اور درمیان ہر آسمان کے دوسرے آسمان تک پانسو
برس کی مسافت ہے اور ساتوین آسمان بلند کے اوپر پانی ہے اور خدائے عز و جل کا عرش)

فوق السماء السابعة ودونه حجب من نار ونور وظلمة وما هو اعلم بها الى آخر ما هنا واقواله فيه كثيرة تجد انتهى اقول وبعونه وقوته تعالى اصول لما فرغ المصنف عن الاستدلال بقول الامام الشافعي شرع في الاستدلال بقول الامام احمد بن حنبل في هذا القول فلنبين في جوابه اعتقاد الامام احمد في هذا الباب برواية الثقات من اهل السنة والكتاب نقلا من التنبيه قال المفتي العلامة في صحـ من التنبيه قال الامام احمد بن حنبل رضي الله عنه لا يوصف الله تعالى الا بما وصف به نفسه او وصفه به رسوله لا تتجاوز القرآن والحديث الخ وقد قدمنا هذا القول في المقدمة بتمامه نقلا عن ابن تيمية وهو جوامع الكلم ساق فيه ادلة المتكلمين وهو حجة على الحشوية قال ابرهيم بن ابان الموصلي سمعت ابا عبد الله وجاءه رجل فقال اني سمعت ابا ثور يقول ان الله خلق ادم على صورة نفسه فاطرق طويلا ثم ضرب بيده على وجهه ثم قال هذا كلام سوء هذا كلام جهم لا تقربوه رواه ابن ابي يعلى وقال عبد الله سالت ابي عن قوم يقولون لما كلم الله موسى لم يتكلم بصوت فقال ابي تكلم تبارك وتعالى بصوت وهذه الاحاديث نرويها كما جاءت ذكره ابن ابي يعلى قلت وهذه الاقوال تدل صريحا ان اعتقاده اعتقاد السلف من التوقف والتفويض في ايات الصفات واحاديثها قال محمد بن محمد السعدي الحنبلي في كتابه في مناقب الامام احمد في بيان اعتقاده كان يذهب الى مذهب السلف مع القول بالتنزيه ونفي التشبيه وربما اول في بعض المواضع قال حنبل بن عم الامام احمد سمعت عمي يقول احتجوا على يوم المناظرة فقالوا يجيء يوم القيمة سورة البقرة ويجيء سورة تبارك قال فقلت لهم انما هو الثواب قال الله

پانی کے اوپر ہے اور خدائی عزوجل عرش پر ہے اور کرسی پر اوسکے دونو پیر ہین اور وہ جانتا ہے جو کچھ کہ آسمانون مین اور ساتون
زمینون مین ہے اور جو کچھ اون دونونکے درمیان ہے اور جو کچھ خاک نمناک کے نیچے ہے اور جو کچھ دریا کے قعر مین ہے یہانتک کہ بال
اور جانتا ہے ہر شئی کو پوشیدہ نہین اوسپر اس تمام سے کچھہ اور وہ عرش پر ہے ساتوین آسمان سے اوپر اور اوسکے نیچے ہزار نور و ظلمات کے
پردے ہین اور وہ چیزین ہین کہ جنکو وہی زیادہ جانتا ہے اس عالم کو آخر تک انتہا امام احمد کے اقوال اس باب مین یقینًا بہت ہین انتہی
مین کہتا ہون اور حق تعالی کی مدد و قوت سے حملہ کرتا ہون کہ ہر گاہ مصنف فلاح امام شافعی کے قول سے استدلال کرنے سے شروع کیا
دلیل لا امام احمد بن حنبل کے قول سے اور انہیں اس قول مین بس چاہیے کہ اسکے جواب مین ہم اعتقاد امام احمد کا جو اسباب مین ہے
ثقات اہل سنت کی روایت سے بیان کرین تنبیہ نقل کر کے کہا مفتی علامہ نے تنبیہ کے صفحہ (۱۰۰) مین کہ کہا امام احمد بن حنبل
نے کہ نہ وصف کیا جاے حق تعالی کا مگر اوس صفت کیساتھ کہ جس سے خود اوسنے اپنی ذات کو یا اوسکے رسول نے اوسکو موصوف کیا
ہے ہم نہین آگے بڑہتے ہین قرآن و حدیث سے آخر تک انتہا اور اس قول کو ہم پہلے مقدمہ مین بھی بیان کر آئے ہین پوری طور پر ابن تیمیہ سے
نقل کر کے اور یہ جوامع کلمات کو شامل ہے بیان کیا ہے اس قول مین متکلمین کی دلیلونکو اور یہ قول حجت ہے اوپر حشویہ کے
کہا ابراہیم بن ابان موصلی نے کہ سنا مینے ابو عبد اللہ سے اور آیا اونکے پاس ایک مرد اور کہا کہ مینے سنا ہے ایک قوم سے
کہ وہ کہتے تھے کہ خدا نے پیدا کیا آدم کو اپنی ذات کی شکل پر پس اونہون نے دیر تک سر جھکا کر کہا پھر اپنا
ہاتھ اپنے مونہہ پر مارا اور کہا کہ یہہ کلام بدی کا ہے یہ کلام جہم کا ہے اوسکے نزدیک نہ جاو تم
روایت کیا اسکو ابن ابی یعلی نے اور کہا عبد اللہ نے کہ مین نے پوچھا اپنے باپ سے اون لوگونکا
حال جو کہتے ہین کہ جب کلام کیا خدا نے موسی سے تو آواز کیساتھ نہین کلام کیا پس کہا میرے باپ نے کہ کلام کیا
حق تبارک و تعالی نے آواز کیساتھ اور ان حدیثون کو ہم روایت کرتے ہین جسطرح کہ انکا ورود ہوا ہے اور اسکو ذکر کیا ابن ابی یعلی نے
مین کہتا ہون اور یہ اقوال صریحًا دلالت کرتے ہین اسپر کہ امام احمد کا اعتقاد مطابق اعتقاد سلف کے ہے آیات و احادیث صفات
مین تفویض و توقف کرتے اور سونپنا اونکا علم خدا کو کہا محمد بن محمد سعدی حنبلی نے اپنی کتاب مین مناقب امام احمد مین انکے اعتقاد کے بیان مین کہ جانے
وہ مذہب سلف کیطرف مسلمہ قائل ہوتے تھے تنزیہہ کے اور نفی کرتے تشبیہہ کے اور بعض مواضع مین تاویل بھی کرتے تھے کہا حنبل ابن امام احمد کے چچازاد بھائی نے کہ سنا مینے اپنے چچا سے
کہتے تھے کہ حجت لائے مجھ پر المعتصم کے مناظرہ کے دن پس کہا اونہون نے کہ قیامت کے دن آوے گی سورہ بقرہ آوے گی سورہ تبارک کہا کہ پس مینے جواب دیا کہ یہ ثمرہ ثواب کے ہے اسکا معنی ہے

جل ذكره وجاء ربك والملك صفا صفا وانما تاتي قدرته القران
المثال ومواعظ وامر ونهي وكذا اوكذا انتهى قال المحقق الشيخ بن حجر المكي
الهيتمي في فتاوه عقيدة امام السنة احمد بن حنبل رضي الله عنه وارضاه
وجعل جنان المعارف متقلبه ومثواه وفي الفردوس ماواه وافاض عليه
من سوابغ امتنانه وبوأه الفردوس الاعلى من جنانه موافقة لعقيدة
اهل السنة والجماعة من المبالغة التامة في تنزيه الله تعالى عما يقول الظالمون
والجاحدون علوا كبيرا من الجهة والجسمية وغيرهما من سائر سمات النقص
بل ومن كل وصف ليس فيه كمال مطلق وما اشتهر من جهلة المنسوبين
الى هذا الامام الحبر المجتهد الاعظم من انه قائل بشئ من الجهة اونحوها فكذب
وبهتان وافتراء عليه فلعن الله من نسب ذلك اليه ورماه بشئ من هذه
المثالب التي براءه الله منها وقد بين الحافظ الحجة القدوة الامام ابو الفرج بن
الجوزي من ائمة مذهبه المبرئين من هذه الوخيمة القبيحة الشنيعة ان كلما نسب اليه
من ذلك كذب عليه وافتراء وبهتان وان نصوصه صريحة في بطلان ذلك
وتنزيه الله تعالى عنه فاعلم ذلك فانه مهم وقال واياك وان تصغى الى
ما كتب ابن تيميه وتلميذه ابن قيم الجوزي وغيرهما ممن اتخذ الهه هواه
واضله الله على علم وختم على سمعه وقلبه وجعل على بصره غشاوة
فمن يهديه من بعد الله وكيف وقد تجاوز هؤلاء الملحدون الحدود وتعدوا
الرسوم وحرفوا اسياج الشريعة والحقيقة وظنوا بذلك انهم على
هدى من ربهم وليس كذلك بل هم على اسوء الضلال واقبح الخصال
وابلغ المقت والخسران وانهى الكذب والبهتان فخذل الله متبعهم

اور آیا رب تیرا اور فرشتے صف بصف اور آئیگی قدرت اوسکی قران عبارت ہی امثال و مواعظ و امر و نہی و غیرہ وغیرہ سے انتہی کہا محقق شیخ ابن حجر مکی ہیتمی نے اپنے فتاوی مین کہ عقیدہ امام سنت احمد بن حنبل کا راضی ہو خدا اون سے اور راضی کرے اونکو اور کرے معارف کی جنتونکو اونکا ٹھکانا اور سیرگاہ اور کرے فردوس مین اونکا مقام اور جاری کرے اونپر اپنے کامل احسانات کو اور رہیا کرے اونکو لئے اپنی جنتونمین سے فردوس اعلی کو موافق ہو اہلسنت وجماعت کے عقیدہ سے یعنے پورا مبالغہ کرنا حقتعالی کی پاکی بیان کرنیمین اون چیزون سے کہ جنکے ظالم و منکر قائل ہین جہت و جسمیت وغیرہ تمام علامات نقصان سے بلکہ ہر ایسی صفت سے کہ جسمین کمال مطلق نہین ہے اور جو کہ مشہور ہو گیا ہے اس امام و دانشمند بڑے مجتہد کے بعض جاہل مقلدین سے کہ امام احمدؒ قائل ہین کسی شئے کے جہت وغیرہ سے پس کذب و بہتان و افترا ہے اونپر پس لعنت کرے خدا اوسپر کہ جس نے اسکو امام احمدؒ کیطرف منسوب کیا اور ان قبائح کے بعض سے اون کو نشانہ بنایا کہ جسسے خدا نے اون کو بری کیا ہے اور تحقیق بیان کیا ہے حافظ حجت پیشوا امام ابو الفرج بن جوزی نے جو امام ہے مذہب امام احمدؒ کے اون ائمہ مین سے کہ بری تہے اس گندہ ناپاک بدعقیدہ سے (کہ جو کچھہ منسوب ہے امام احمدؒ کیطرف از قسم تشبیہ اونپر کذب و افترا و بہتان ہو اور اونکی تصریحات اسکے بطلان مین اور خدا کی تنزیہہ مین اس عقیدہ سے کھلی ہوئی ہین تو اوسکو معلوم کرے اس لئے کہ یہ ایک ضروری امر ہے اور کہا (اور دور کہہ اپنے کو التفات کرنیسے اون اقوال کیطرف کہ جنکو لکھا ہو ابن تیمیہ اور اوسکے شاگرد ابن قیم جوزی وغیرہ نے اون لوگونمین سے کہ جنہون نے اپنا معبود بنالیا ہے اپنی خواہش نفسانی کو اور باوجود علم کے خدا نے اونکو گمراہ کردیا ہے اور اونکے کانون پر اور دلون پر مہر کردی ہے اور اونکی بینائی پر پردہ ڈالدیا ہے پہر اونکو کون ہدایت کرسکتا ہی بعد خدا کے کیونکہ ان ملحدون نے حدود دین سے قدم بڑہادیا ہے اور رسوم شرعیہ سے آگے بڑہگئے ہین اور شریعت و حقیقت کی صورتون کو بگاڑدیا ہے اور اسپر اونکا گمان ہے کہ ہم ہدایت پر ہین جانب رب کیطرف سے حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ یہہ لوگ بدتر گمراہی و قبیح تر عادات و انتہا کی ناخوشی و خسارہ و مسنوع تر کذب و بہتان پر ہین پس رسوا کرے خدا اون کی کوشش کو۔

وظهر الارض من امثالهم انتهى وقال السنوسى المالكى فى شرح عقائده
قد الحقت الحشوية بهذه المذهب الفاسد يعنى الجهة بعض ائمة اهل السنة
فزعموا انه مذهب لاحمد بن حنبل رضى الله عنه اذهم مقلدون له فى الفروع فاوهموا
انهم كما اتبعوه فى الفروع تبعوه فى العقائد وحاشاه ان تكون عقائده
رضى الله عنه مثل عقائد هم اذا امامة فى علم التوحيد على طريق اهل السنة
مجمع عليه ومناظرة لاهل البدع وامتحانه معهم فى ذات الله تعالى مشهور فنفين
رضى الله عنه وجزاه عن نفسه وعن المسلمين افضل جزاء ولو قدران ذلك
وقع منه على سبيل الفرض والتسليم الجدلى كما يقدر وقوع المحال ولا
حول ولا قوة الا بالله لم يكن لهم عذر ولا حجة باتباعه اذ التقليد فى عقائد
الدين المجمع على صحتها لا يفيد عند كثير من المحققين فكيف بالتقليد فيما
قام البرهان القطعى وحصل الاجماع على فساده انتهى اقول وبعد تصريحات
هذه العلماء الفحول المحققين فى الفروع والاصول الجامعين للمعقول
والمنقول لا يبقى مجال الانكار للمنصف المتورع العادل وان جحد المعاند
الملد و المجادل فى ان الائمة الاربعة رضى الله تعالى عنهم وشيوخهم و
تلاميذهم والمحققين من مقلديهم وكذا سائر المحققين من الصحابة
والتابعين وائمة اهل البيت رضى الله تعالى عنهم اجمعين اجمعوا على
تنزيه الله تعالى عن ظواهر المتشابهات التى هى من صفات الاجسام
الماديات وفوضوا علم حقائقها الى الموصوف بها الذى هو خالق الكائنات
ومبدع الموجودات ورفيع الدرجات وعميم البركات وان اول بعضهم
شيئا منها فهو ليس على القطع واليقين بل كان بالظن والتخمين ومن خلفهم

اور پاک کرے زمین کو اسی قسم کے لوگون سے انتہی اور کہا سنوسی مالکی نے بیچ عقائد کی شرح مین کہ آلودہ کر دیا ہے حشویہ نے جہت کے فاسد مذہب سے بعض ائمہ اہل سنت کو پس بسا اوقات اس عقیدہ کو منسوب کیا ہے انہون نے احمد بن حنبل کیطرف اسوجہ سے کہ یہ لوگ اونکے مقلد ہین فروع مین پس وہم کر لیا انہون نے کہ جسطرح ہم فروع مین اونکے پیرو ہین اسیطرح عقائد مین اونکے متبع ہین حالانکہ وہ بری ہین اس سے کہ ہو وے ونکے عقائد ان لوگون کیسے ہون اسلئے کہ اونکا امام ہونا توحید مین اہل سنت کے طریقہ پر مجمع علیہ ہے اور اونکا مقابلہ کرنا بدعتیون سے اور انکے ساتھ مین اونکا مشقت اوٹھانا ذات الہی کے بارہ مین مشہور و شایع ہے خدا اون سے راضی ہوا اور اونکو جزاے خیر دے اونکے نفس اور تمام مسلمانونکی طرف سے احسن جزا کا اور ہان لیا جاے کہ یہ دیر اون سے واقع ہوا ہے جسطرح کہ منطق مین امر محال کا وقوع ... کیا جاتا ہے اور نہین حیلہ قوت مگر خدا کی توفیق سے تو ان لوگون کے لئے امام احمد کی ... مین کچھ عذر حجت نہین ہے اس لئے کہ تقلید کرنا دین کے عقائد مین کہ جنکے صحت پر اجماع ... بہت سے محققین کے نزدیک صحیح نہین ہے پس کیونکر مفید ہو تقلید اون عقائد مین کہ جنکے فساد پر برہان قطعی قایم ہے اور امت محمدیہ کا اجماع ہے انتہی مین کہتا ہون اور بعد تصریحات ان علماے محول کے کہ جو فروع و اصول مین پایہ تحقیق رکھتے ہین اور معقول و منقول کے جامع ہین منصف پرہیزگار عاقل کو انکار کرنے کی مجال باقی نہین ہے اگرچہ انکار کرے معاند جھگڑالو جدال کرنے والا اس باب مین کہ ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم اور اونکے اساتذہ و شاگردان اور اونکے مقلدین کے اہل تحقیق اور اسیطرح کل محققین صحابہ و تابعین و ائمہ اہل بیت رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کا اجماع ہے حق تعالے کے پاک ہونے پر متشابہات کے ظاہری معانی سے جو کہ اجسام مادیہ کی صفات سے ہین اور اونکا حقیقی علم سبہون نے سونپ دیا ہے اونکے موصوف کو جو کہ پیدا کرنیوالا ہے جہان کا اور علت ہے موجودات کی اور بلند درجون والا اور عام برکتون والا ہے اور اگر بعض علماے کسی متشابہ کی تاویل بہی کی ہے تو وہ قطعی و یقینی طور پر نہین ہے بلکہ ظن و تخمین سے بتہے اور جو شخص کہ مخالف ہو۔

في ذلك مثقال ذرة كائنا من كان فليس على منهاجهم بل هو تابع لهواه وتارك لسبيل المومنين وقد قال الله تعالى في امثاله ومن يبتغ غير سبيل المومنين نوله ما تولى ونصله جهنم فبئس مثوى الظالمين الحمد لله رب العالمين قال والخلال في السنة عن حرب بن اسمعيل قال قلت لاسحق بن راهويه في قول الله تعالى ما يكون من نجوى ثلاثة الا هو رابعهم كيف تقول فيه قال حيث ما كنت فهو اقرب اليك من حبل الوريد وهو بائن من خلقه ثم ذكر عن ابن المبارك هو على عرشه بائن من خلقه ثم قال اعلى شيء من ذلك واثبته قوله تعالى الرحمن على العرش استوى وفي البيهقي بسند صحيح عن الاوزاعي امام اهل الشام قال كنا والتابعون متوافرون نقول ان الله فوق عرشه ونومن بما وردت به السنة من صفاته انتهى اقول هذه النقول تعين وتويد لما عليه الفحول ولا تفيد شيئا للظلوم والجهول وانما تتشبث بها لتوهم ان الجملة (بائن من خلقه) يفيد لزعمه الفضول وحاشا ما عن ذلك بل فيها رد لقول المشبهة انه تعالى ههنا متمكن ومتلبس بالمكان فقيل لهم انه تعالى ليس كذلك بل هو بائن من خلقه اى ليس ممازج ولا مماس لشيء من خلقه لان المماسة والممازجة من صفات الاجسام فتوهم الخصم انه تعالى لما لم يكن مماسا فلا بد ان يكون مفارقا بالبعد والمسافة فيكون في الجهة العالية وهذا غلط فاحش انما وقع بعونة وهمه وسوء فهمه لان المفارقة والبينونة بالبعد والمسافة ايضا من صفات الاجسام فلا بد من نفيها ايضا في حق الله تعالى لئلا يلزم القرار على ما عنه الفرار لان الكلام مع المجسمة انما كان لتنزيه الله

اہل سنت کا اسباب مین ذرہ برابر کوئی بہی کیون ہو لپس وہ اونکے طریقہ پر نہین ہے بلکہ وہ پیرو ہے
اپنی خواہش کا اور نازک سے راہ مومنین کا اور لسیون کے باب مین حق تعالی نے فرمایا ہے
اور جو کہ پیروی کرے گا راہ مومنین کے غیر کی تو ہم اوسکو پہیر دینگے جسطرف کہ وہ پہرا ہے اور
داخل کرین گے اوسکو جہنم مین اور کیا برا ٹہکانا ہے ظالمون کا اور سب تعریفین خدا ہی کیو اسطے
ہین کہ پروردگار ہے سارے جہان کا (کہا مصنف) اور خلال نے سنت مین حرب بن اسمٰعیل سے
روایت کی ہے کہ کہا اونہون نے کہ مین نے اسحٰق بن راہویہ سے کہا کہ کلام ربانی (ما یکون من نجوی
ثلثۃ الا ہو رابعہم) مین تمہارا کیا قول ہے کہا اونہون نے کہ تو جس جگہہ ہو پس خدا تیرے زیادہ قریب
ہے شہ رگ سے اور وہ جدا ہے اپنی مخلوق سے اور نقل کیا ابن مبارک سے کہ وہ اپنے عرش پر ہے اپنی مخلوق سے
جدا ہے پہر کہا اور اس سے بڑہکر اور زیادہ ثابت کرنیوالا قول حق تعالی کا (الرحمن علی العرش استوی) ہے اور بیہقی نے
بسند صحیح اوزاعی امام اہل شام سے نقل کیا ہے کہا اونہون نے کہ ہم اور بہت سے تابعین کہتے تھے کہ حق تعالی
اپنے عرش پر ہے اور ہم ایمان لاتے ہین اون صفات پر کہ جو سنت مین وارد ہوئی ہین انتہی مین کہتا ہون
کہ یہہ عبارات معین و موید ہین مذہب مخول کی اور ظلوم وجہول کو اصلا مفید نہین ہین اور انکو مصنف نے ایسی ہی
سے دستاویز بنایا ہے کہ اوسکے وہم مین بائن من خلقہ کا جملہ اوسکے زعم فضول کے لئے مفید ہے حالانکہ
یہہ جملہ اس سے بری ہے بلکہ اس جملہ مین رد ہے مشبہہ کے اس قول کا کہ اللہ تعالی ایسا ہے
مکان مین ٹہرا ہوا اور ملا ہوا ہے پس اون سے کہا گیا کہ وہ ایسا نہین ہے بلکہ اپنے مخلوق سے
جدا ہے یعنی کسی چیز سے متصل اور ملا ہوا نہین ہے اس لئے کہ متصل ہونا اور ملنا اجسام کی صفات سے ہے
پس اس مدعی نے موہوم کرلیا کہ حق تعالی سے جب کہ متصل ہوا پس لامحالہ جدا ہوگا یعنی مسافت
کے ساتہہ پس ہوگا جہت علو مین اور یہہ فاحش غلطی ہے کہ جسمین ہونت وہم و سوء فہم کے سبب مبتلا ہوا ہے اسلئے
کہ علحدہ ہونا اور جدا ہونا بعد و مسافت کے ساتہہ بہی صفات اجسام سے ہے پس اسکے نفی ہی حق تعالی سے
ضروری تا کہ جس سے جہلا گے تھے اوسپر قرار لازم نہ آسے اسلئے کہ مجسمہ ہمارا کلام خدا کے پاک ہونے مین تہا

عن سمات الحدوث فلو اريد بها ما فهم المدعي منه لما حصل التنزيه
بل لزم الفرار من التشبيه الى التشبيه وهو ليس من شان العقلا وفضلا
عن الفضلاء والكملاء وهكذا حال سائر ما اورده في هذا الكتب من الاقاويل
النبلاء للتدلس بالجهلاء والتلبيس بين الجهلاء اعاذنا الله منه قال
وقال الشيخ الاشاعرة ابو الحسن علي الاشعري في كتابه الابانة
عن اصول الديانة باب ذكر الاستواء على العرش ان قال قائل
ما تقولون في الاستواء قيل له نقول ان الله عز وجل مستو على عرشه
كما قال الرحمن على العرش استوى وقد قال الله عز وجل يدبر الامر من
السماء الى الارض ثم يعرج اليه وقال حكاية عن فرعون يا هامان
ابن لي صرحا لعلي ابلغ الاسباب اسباب السموت فاطلع الى اله موسى
واني لاظنه كاذبا كذب موسى عليه السلام في قوله ان الله عز وجل
فوق السموت وقال عز وجل امنتم من في السما ان يخسف بكم
الارض فوقها العرش فلما كان العرش فوق السموت
قال عز وجل أامنتم من في السماء لانه مستو على العرش التي فوق السموت
وكل ما علا فهو سماء فالعرش اعلى السموت وليس اذا قال أامنتم من في السماء
يعني جميع السموت وانما اراد العرش الذي هو اعلى السموات الا ترى ان
الله عز وجل ذكر السموت فقال وجعل القمر فيهن نورا ولم يرد
ان القمر يملاءهن جميعا وانه فيهن جميعا ورأينا المسلمين جميعا يرفعون
ايديهم اذا دعوا نحو السماء لان الله عز وجل مستو على العرش
الذي هو فوق السموت فلولا ان الله عز وجل على العرش لم يرفعوا

علامات حدوث سے پس اگر اس کلام سے ارادہ کیا جاوے جو کہ اس مدعی نے سمجہا ہے تو تنزیہ آپکی حاصل نہو گی
بلکہ تشبیہ سے تشبیہ کے طرف بہاگنا لازم آئیگا اور یہ عقلا کی شان سے نہین ہے چہ جائیکہ فضلاء کاملین ایسا کہین اور یہی
حال ہے اون اقوال بزرگان دین کا کہ جنکو مصنف نے اس کتاب مین نقل کیا ہے اپنی بڑائی کے خیال سے یا نادانونکو
مغالطہ دہی کے وجہ سے خدا ہمکو اس سے پناہ دے (کہا مصنف نے) اور کہا اشاعرہ کے شیخ ابو الحسن علی اشعری نے
اپنی کتاب ابانت عن اصول الدیانتہ کے باب ذکر استوای علی العرش مین اگر کہنے والا کہے کہ استوا مین تمہارا کیا قول ہے
اوس سے کہا جائیگا کہ ہم کہتے ہین کہ حقتعالی اپنے عرش پر مستوی ہے اور حقتعالی نے فرمایا ہے کہ وہ تدبیر
کرتا ہے کام کی آسمان سے لیکر زمین تک پہر اوسی کے طرف عروج کرتا ہے اور کہا فرعون کیطرف سے کہ اے
ہامان تو میرے لئے ایک بلند محل بنا دے شاید مین آسمان کے اسباب تک پہونچ جاؤن پہر موسی کے معبود کو
جہانک کر دیکہلون میرے گمان مین تو موسی کاذب ہے جہٹلایا اوس نے موسی علیہ السلام کو اوسنے
اس قول مین کہ حقتعالی آسمانون کے اوپر ہے اور فرمایا حقتعالی نے کیا بے ڈر ہوگئے تم اوس سے جو
آسمان مین ہے اس امر مین کہ تمکو دہنسا دیوے زمین مین پس آسمانون کے اوپر عرش ہے پس جبکہ
عرش آسمانون کے اوپر ہوا فرمایا حقتعالی نے کیا تم بے ڈر ہوگئے اوس سے کہ جو آسمان مین ہے
اس لئے کہ وہ مستوی ہے عرش پر جو کہ آسمان سے اوپر ہے اور جو کچہہ اوپر ہے اوسکو سما کہتے ہین
پس عرش سب سے اوپر کا سما ہے اور جبکہ فرمایا ءامنتم من فی السموات تو یہ مطلب نہین ہے کہ
کل آسمانون مین ہے بلکہ عرش کو ارادہ کیا ہے جو کہ اعلی سماوات کا ہے کیا نہین دیکہتا ہے تو کہ حقتعالی نے
سموات کا ذکر کیا پس فرمایا ہے کہ: ور بنایا چاند کو اونمین روشنی اور اس سے یہ نہین مراد ہے کہ چاند
سب آسمانون کو بہر دیتا ہے اور یہ کہ وہ اُن سب مین ہے اور ہمنے تمام مسلمانون کو دیکہا ہے کہ وہ
اپنے ہاتہہ دعا کے وقت آسمان کے طرف اوٹہاتے ہین اس وجہ سے کہ حقتعالی عرش پر مستوی ہے
پس اگر خدا عزوجل عرش پر نہ ہوتا تو مسلمان اپنے ہاتہون کو عرش کے طرف نہ اوٹہاتے

اليه نحو الفوق كما لا يحطونها اذا دعوا الى الارض الى آخر ما ذكر في تحقيق الاستواء والرد
على من انكر انتهى اقول وبالله التوفيق وبيده ازمة التحقيق قد تمسك بظاهر هذا
الكلام كثير من الحشوية اللئام منهم ابن تيمية وتلميذه ابن قيم والحافظ الذهبي وغيرهم
الذين تابعوهم والمصنف ايضا لما كان منهم سلك مسلكهم في التشبث بظاهر هذا
الكلام لاثبات الجهة والاستقرار والبينونة عن الخلق لله تعالى وغير ذلك من المرام
فعلينا بذكر الاقاويل للثقات العظام والائمة الكرام لتحقيق المقام وتوجيه الكلام
للامام الهمام الذي هو امام الكلام فنقول بتوفيق العلام ان المفتي العلامة نقل اولا اقوالا عديدة
من كتب الامام الاشعري من جملتها هذا القول في التنبيه ثم قال (قلت) مقالات الشيخ الامام
ابي الحسن الاشعري ناصر السنة والشريعة في هذه الكتب على طريقة المشتغلين بالرواية
حيث ذكر الروايات الواردة في ذكر الصفات ردا للجهمية المنكرين لها على مسلك
السلف بالتوقف عن معناه لا بالمعنى الحقيقي الذي هو مسلك المشبهة والحشوية و
يدل عليه ما نقل عنه من اول كتاب الابانة وغيره ان الله على عرشه كما قال الرحمن
على العرش استوى وان له يدين بلا كيف كما قال خلقت بيدي الخ وقال والمسلمون
يسلمون الروايات الصحيحة بما انها في الآثار التي جاء بها الثقات عدل عن عدل
الى رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يقولون كيف ولا لم لان ذلك بدعة وقال قال
اهل السنة واصحاب الحديث ليس بجسم ولا يشبه الاشياء انه استوى على العرش كما
قال الرحمن على العرش استوى ولا نتقدم بين يدي الله في القول بل نقول استوى
بلا كيف وان له وجها كما قال ويبقى وجه ربك ذو الجلال الآية فقوله كما قال اشارة الى ان
نقول كما قال الله تعالى بلا تفسير وبلا تاويل وقوله صح ولا نتقدم بين يدي الله في القول
وصح ليس بجسم وكذا يدل عليه ما قال الاشعري في كتاب الموجز ان اخبار الاسماء والصفات

جیسا کہ وہ اکثر وقت ہاتھونکو زمین کیطرف نہین گراتی آخر کلام تک کہ جسکو حقیقت حال کی تحقیق مین اور سکریٹ
وکرنے مین ذکر کیا ہے انتہی مین کہتا ہون اور خدا ہی کے طرف سے توفیق ہے اور اوسیکے ہاتھ مین زمام
تحقیق ہے کہ اس کلام کے ظاہر سے تمسک پکڑا ہے اکثر حشویہ لیام نے اونمین سے ابن تیمیہ ہے اور اوسکا
ابن قیم و حافظ ذہبی وغیرہ جو اونکے قدم بقدم ہین اور چونکہ مصنف بھی اونمین سے ہے لہذا اونکے مسلک پر چلا ہے آس
کلام کے ظاہر سے دلیل لاتے ہین اثبات جہت و استقرار و بینونت وغیرہ مقاصد حشویہ کی بابت مین پس ہمکو لازم ہوا ذکر کرنا بڑی
بڑی معتمدین ائمہ کرام کے اقوال کو تحقیق مقام و توجیہ کلام امام کیلئے جو کہ علم کلام کا امام ہے پس ہم کہتے خدا علام کی توفیق سے
کہ مفتی عالم نے پہلے چند اقوال امام اشعری کتب سے نقل کئے کہ اونمین سے یہ قول بھی ہے اور اسکے بعد تنبیہ مین لکھا کہ
دمین کہتا ہون کہ اقوال شیخ سنت امام ابو الحسن اشعری ناصر سنت و شریعت کے ان کتاب مین اہل روایت کی طرز پر ہین
اس لئے کہ ذکر کیا روایات کو جو وارد ہین صفات کی ذکر مین جیسے منکرین صفات کا رد کرنیکے واسطے سلف کی طریقہ پر ساتھ
توقف کرنیکے معنی مشابہ کے بیان معنی سے نہ ساتھ بیان کرنے معنی حقیقی کے جیسا کہ مشبہہ و حشویہ کا مسلک ہے اور اسپر دلالت
کرتا ہے جو کہ اونسے منقول ہے کتاب ابانہ وغیرہ کی شروع سے کہ خدا اپنے عرش پر ہے جیسا کہ اوسنے فرمایا ہے کہ رحمن عرش پر مستوی ہوا
اور اوسکے دو ہاتھ ہین بدون کیفیت کے جیسا کہ اوسنے فرمایا ہے کہ میں نے پیدا کیا اپنے دونون ہاتھ سے تا آخر اور کہا کہ مسلمان تسلیم کرتے ہین
روایات صحیحہ کو اور جو کچھ کہ وارد ہوا آثار مین کہ جسکو روایت کیا ہے ثقہ لوگون نے ثقہ نے ثقہ سے رسول خدا صلعم تک نہ
کہتے ہین کیونکر اور نہ کہتے ہین کس لئے اسلئے کہ یہ سوال بدعت ہے اور کہا کہ کہا اہلسنت نے کہ ہم قائل ہین کہ خدا جسم نہیں ہے اور نہ اشیا کے
مشابہ ہے وہ مستوی ہے عرش پر جیسا کہ اوسنے فرمایا ہے کہ رحمن عرش پر مستوی ہوا اور ہم خدا کے سامنے قول مین قدم نہین
بڑہاتے ہین بلکہ ہم کہتے ہین کہ وہ مستوی ہوا بدون کیفیت کے اور اوسکی وجہ ہے جیسا کہ اوسنے فرمایا ہے۔

ویبقی وجہ ربک ذو الجلال تا آخر یہی قول امام کا کہ قائل اشارہ ہے اس طرف کہ ہم کہتے ہین جیسے حق
تعالی نے کہا ہے بغیر تغیر و تاویل کے اوصاف کہدیا ہے کہ ہم قدم نہین بڑہاتے ہین خدا کے سامنے قول مین
اور صاف کہدیا ہے کہ وہ جسم نہین ہے اور اسیطرح اسپر دلالت کرتا ہے یہ قول امام اشعری کا کہ مذہب موجب
ایب اسمار و صفات کے آخر مین۔

ان قال قائل انكم تجيزون لو ان ورد الخبر بانه جسم او متحرك كما ورد بان
له يدين ووجها وعينا فليجاب بان لو ورد ذلك على الوجه الذي يليق به لكان غير
منكر لا على معنى انه محل الحركة وانه مولف بل على معنى انه فعل الحركة وانه قائم بنفسه
مستغن عن غيره نقله ابن فورك في مجرد المقالات واما قول الابانة اخر باب الاستواء فلولا ان
الله على العرش اي استوى على العرش لم يرفعوا ايديهم نحو العرش فلو صح فالمراد به لولا ان الله
فعل فعلا للمناجاة العبد اليه بالدعاء والسوال والاستغفار عن ذنوبه لم يرفعوا ايديهم نحو
العرش لا انه لابنيه ومفرده تعالى جهة العرش وذلك لانه نقل البيهقي عنه ان الله تعالى فعل
في العرش فعلا سماه استوى كما مر وقال الامام ابن فورك في مجرد مقالات الامام الاشعري فاما ما
يوصف به من ذلك من جهة الفعل كالاستواء والمجيء والنزول والاتيان فان الفاظها
لا تطلق الاسماء بمعانيها الا من ثبت الاعقلا ويستفاد اسامي هذه الافعال باخباره عنها
بذلك فما جاء به الكتاب او وردت به الاخبار المتواترة اجرى امرها على ذلك وما وردت به
اخبار الاحاد فان التجويز معلق به على هذا الوجه دون القطع واليقين انتهى وقال الحافظ
ابن عساكر في تبيين كذب المفتري عن الشيخ ابي القاسم نصر بن نصر الواعظ عن القاضي المعالي
بن عبد الملك وذكر ابا الحسن الاشعري الى ان قال قالت المعتزلة النزول بعض الاية
والملئكة والاستواء بمعنى الاستيلاء وقالت المشبهة والحشوية النزول نزول ذاته بحركة
وانتقال من مكان والاستواء جلوس على العرش وحلول فيه فسلك رضي الله عنه طريقة
بينهما فقال النزول صفة من صفاته والاستواء صفة من صفاته وفعل فعله في العرش سمى الاستواء
انتهى على انه لو حمل اخر الكلام على ظاهر معناه لكان مناقضا اول باب الاستواء فانه قال
اوله ان قال قائل ما تقولون في الاستواء قيل له نقول ان الله مستوعلى عرشه
كما قال الرحمن على العرش استوى يعني كما قال استوى بلا تفسير ولا تاويل

اگر کہنے والا کہے کہ کیا تم جائز رکھتے ہو کہ اگر وارد ہو خبر میں کہ خدا جسم ہے یا متحرک ہے جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ اوسکے ہاتھ اور
چہرہ اور آنکھ ہے پس جواب دیا یا نہیں کہ اگر وارد ہوگا تا یہ ایسی وجہ پر کہ اوسکی تاویل ہو البتہ اسکا انکار کیا جاتا نہ اس معنی سے کہ وہ محل
حرکت ہے اور وہ مرکب ہے بلکہ اس معنی سے کہ اوسنے کیا حرکت کو اور وہ قایم اپنی ذات سے اور پر وا ہے انتہی پھر سے اسکو نقل کیا ابن فورک نے مجرد
مقالات میں اور لیکن یہ کا قول جو باب الاستواء کے آخر میں ہے کہ پس اگر نہ ہوتا یہ کہ اللہ عرش پر ہے یعنی مستوی ہے عرش پر نہ تو اوٹھایا کرتے
اپنے ہاتھ عرش کی طرف پس اگر یہ نص صحیح ہے تو مراد اس سے یہ ہے کہ اگر خدا تعالی فعل مناجات عبد کو نہیں نسبت دعا و سوال و استغفار سے
تو نہ اوٹھاتے اپنے ہاتھوں کو عرش کی طرف اور یہ مراد نہیں ہے کہ خدا کا مکان و قرارگاہ جہت عرش ہے اور یہ اسی جہت سے کہا ہے کہ نقل کیا بیہقی نے امام سے
کہ حق تعالی نے عرش میں ایک فعل کیا جسکا نام استواء رکھا ہے جیسا کہ گذر چکا اور کہا امام ابن فورک نے مجرد مقالات امام اشعری میں اور لیکن قدم اور صابع
کہ جنکے ساتھ پروردگار موصوف ہے پس وہ اصل [illegible] اعتبار [illegible] اور نزول اور اتیان سے پس انکے الفاظ کا اطلاق نہیں کیا جاتا ہے مگر مطابق سماعت کے اور حکم
معانی ثابت ہونے میں عقل سے اور اسما و افعال کی حال ہے کہ تشبیہ و نیز حق تعالی کی اون پس جو لکھا ہے کتاب الشریعہ میں آیا ہے یا اخبار متواترہ
اور مروی ہے کیا ہے اونکا حکم اوسکے مطابق جاری کیا جائیگا اور جسکو اخبار آحاد نے روایت کیا ہے پس اوسکی تجویز معلق ہے اوسی وجہ پر جو معلوم
و یقینی ہو انتہی اور کہا حافظ ابن عساکر نے بیچ تبیین کذب المفتری میں شیخ ابو القاسم نصر بن نصر واعظ کا کلام قاضی ابو المعالی
بن عبد الملک کی طرف سے اور ذکر کیا ابو الحسن اشعری کو یہانتک کہ کہا معتزلہ نے کہا ہے کہ نزول اوسکی اور اوسکی ذات کو تعلق کی
بعض علامات سے ہے اور استواء معنی استیلاء ہے اور کہا مشبہہ و حشویہ نے کہ نزول اوسکی ذات کا اوترنا ہے حرکت و انتقال کے
ساتھ مکان سے اور استواء بیٹھنا ہے عرش پر اور اوترنا ہے اوسمیں پس چلا امام ایسا طریقہ کہ متوسط ہے اون دونوں میں
اور کہا کہ نزول ایک صفت ہے اوسکی صفات سے اور استواء ایک صفت ہے اوسکی صفات سے اور ایک فعل ہے
جسکو اوس نے عرش میں کیا ہے اور اوسکا نام استواء رکھا جاتا ہے انتہی اسکے علاوہ اگر آخر کلام کو تسلیم کیا جائے تو اسکے ظاہر معنی پر تو
مخالف ہوگا اول باب الاستواء کے اسلیے کہ اوسکے اول میں امام نے کہا ہے کہ اگر کہنے والا کہے کہ تم کیا کہتے
استواء میں تو کہا جائیگا کہ ہم کہتے ہیں کہ خدا مستوی ہے اپنے عرش پر جیسا کہ اوسنے کہا ہے کہ رحمن عرش پر
مستوی ہوا یعنے جیسا کہ کہا مستوی ہوا اور ان تفسیر دونوں کی دلیل سے۔

وزلحن على انه لم ينقل في جواب السائل ساكن او مستقر على العرش بل قال
على العرش استوى وايضا قال استوى بلا كيف فلو قيل استوى بمعنى عدل او استقر
على ظاهر المعنى اللغوى فكان مكيفا مع انه نفى الكيفية عنه وايضا هذه كتاب
المعتقد ان المتدا ولة بين ايدينا ما جمع عليها الان جماهير اهل الامصار الاسلامية
من جملة اصول عقيدة قد اتفقت الكلمة فيها ان الله منزه عن الجهة
والمكان انتهى قال في مختصر تاريخ اليافعي في ترجمة الشيخ ... وكفاه منقبة
عن يكون في اصول الدين ينسبون اليه من ... قال
ان طريقته ومذهبه طريق اهل السنة والجماعة جمع بين ... المنقول
وجانب مذهب الحشوية الواقفين مع ظواهر المنقول ... دون ...
في المعقول وعكسهم الشيعة بالمعقول دون المنقول ...
بين الطريقين المذمومين سالك المنهج الاوسط المحمود ... وقال ...
في الخطط والاثار حقيقة مذهب الاشعري رحمه الله انه سلك طريقا بين النفي الذي هو مذهب
الاعتزال وبين اثبات الذي هو مذهب اهل التجسيم ... قلت ... رحمه الله النفي
من حيث الظاهر خلافا للمجسمة والحشوية خذلهم الله تعالى والاثبات من حيث الحقيقة خلافا
للمعتزلة قاتلهم الله انى يوفكون) وناظر على قوله هذا واحتج لمذهبه فمال اليه جماعة وعولوا
على رايه منهم القاضي ابو بكر بن الطيب الباقلاني المالكي وابو بكر محمد بن الحسن بن فورك
والشيخ ابو اسحق ابراهيم بن محمد بن مهران الاسفرائني والشيخ ابو اسحق ابراهيم بن علي بن يوسف
الشيرازي والشيخ ابو حامد محمد بن محمد الغزالي وابو الفتح محمد بن عبد الكريم بن احمد الشهرستاني
والامام فخر الدين محمد بن عمر بن الحسين الرازي وغيرهم ممن يطول ذكرهم ونصروا مذهبه
وناظروا عليه وجادلوا فيه واستدلوا له في مصنفات لا تكاد تحصر انتهى قال العلامة الحنبلي

اور حاصل کلام یہ ہے کہ مسائل کے جواب میں یہ نہین کہا ہے کہ وہ ساکن ہے یا ٹھیرا ہوا ہے عرش پر بلکہ کہا کہ عرش پر مستوی ہے اور
نیز کہا ہے کہ مستوی ہوا بلا کیف کے پس اگر جانا کہ استواء کی معنی تجاوز نکیا یا کہہ گیا ہے ظاہر معانی لغوی کو اعتبار ہے تو اوس ہی کیفیت کا بیان
ہو جاویگا حالانکہ امام نے اوس ہی سے نسبت کی نفی کی ہے اور نیز یہ تمام کتابین عقاید کی جو مستعمل ہین سب کے سب مطبوع نہین کہ یہہ اسوقت بلاد
اسلامیہ کے جمہور اہل سنت و جماعت کا [illegible] مذہب ہے منجملہ اصول عقیدہ امام ابو الحسن کی ہین اور اونہین کلام متفق ہے اسپر اور منزہ ہے جہت و مکان سے
انتہی کہا مختصر تاریخ یافعی مین امام اشعری کے احوال مین کافی ہے باعتبار منقبت کی یہ کہ علوی سنت جو سراب ہین اصول دین مین امام
کی نسبت [illegible] مین منسوب [illegible] مذاہب پیدا کئے بیشک امام اشعری کا طریقہ و مذاہب کہ اہلسنت کا طریقہ ہے جمع کرنا [illegible] معقول
[illegible] جو کچھ [illegible] مستدل کہ ظاہر معانی ہے اگرچہ محال ہون معقول ہین اور اونکی جو کس [illegible] کیا
[illegible] منقول سے پس [illegible] مین امام اشعری [illegible] مذموم طریق مین شاہراہ متوسط پسندیدہ پر چلکر انتہی اور کہا
[illegible] خطط و آثار مین کہ حقیقت مذہب امام اشعری [illegible] یہ ہے کہ وہ ایسی مذاہب [illegible] متوسط ہے درمیان نفی کی معتزلہ کا [illegible]
اور درمیان اثبات کے [illegible] کالذنب کی [illegible] ہون کہ امام اشعری فرای ظاہر معنی سا تہی کی ہے جو حدیث مجسمہ [illegible]
اونکو خدا رد کرے اور اثبات حقیقت [illegible] قصد کیا ہے برخلاف معتزلہ کے اونکے مذاہب کو [illegible] اونکے کرتے ہین اون کی
اس قول پر امام اشعری نے مناظرہ کیا ہے اور اپنے مذہب کی [illegible] بیان کی ہے پس ایک بڑی جماعت اوسکی اطراف واقع
ہو گئی اور انکی راے پر اونہون نے [illegible] کر لیا [illegible] مین سے [illegible] ابو بکر محمد بن طیب باقلانی مالکی ہین اور ابو بکر محمد
بن الحسن بن فورک اور شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن مہران اسفرائنی اور شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن علی بن یوسف شیرازی
و شیخ ابو حامد محمد [illegible] احمد غزالی [illegible] ابو الفتح محمد بن عبد الکریم بن احمد شہرستانی و امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی
وغیرہ ہین کہ جنکا ذکر دراز ہے اور مدد کی ان لوگون نے امام اشعری کے مذہب کی اور اوسپر مخالفین سے مناظرہ کیا
اور اوسکے باب مین مجادلہ کیا اور رد کئے [illegible] مین [illegible] تصانیف مین کہ جنکا حصر دشوار ہے انتہی کہا علامہ [illegible] نے

في رد ابن تيمية ثم ذكر بعد ذلك شيخنا ابي الحسن علي بن اسمعيل الاشعري وانه يقول الرحمن
على العرش استوى ولا نتقدم بين يدي الله تعالى في القول بل نقول استوى بلا كيف وهذا
الذي نقله عن شيخنا هو نحلتنا وعقيدتنا لكن نقله لكلامه ما اراد الا قصد الايهام ان الشيخ
يقول بالجهة فان كان كذلك فلقد بالغ في البهت وكلام الشيخ في هذا انه قال
كان ولا مكان فخلق العرش والكرسي فلم يحتج الى مكان وهو بعد خلق المكان كما كان
قبل خلقه وكلامه وكلام اصحابه يصعب حصره في ابطالها انتهى كذا في التنبيه ثم قال
المفتي العلامة فيه رد ثم قال الذهبي نقلا عن الحافظ ابي العباس الطوفي قرأت في كتاب
ابي الحسن الاشعري الموسوم بالابانة الدالة على اثبات الاستواء قال في جملة ذلك ومن
دعاء اهل الاسلام اذا هم رغبوا الى الله يقولون يا ساكن العرش ومن حلفهم لا والذي احتجب
بسبع سموات انتهى قلت هذا القول في رد الجهمية ومن اثبت فيه صفة الاستواء في مقابلة
المنكرين كما يدل عليه عبارة ما قبله وقد اسقطها الذهبي كما قال الطوفي ورأيت الجهمية
ينتمون في نفي العرش وتعطيل الاستواء الى ابي الحسن الاشعري وما هذا باول باطل ادعوه
وكذب تعاطوه فقد قرأت في كتابه الموسوم بالابانة عن اصول الديانة ادلة من جملة ما
ذكره على اثبات الاستواء وقال في جملة ذلك الخ ذكره فالغرض منه مجرد اثبات صفة الاستواء
لا حقيقة معناه وقوله تعطيل الاستواء اشارة الى مذهبهم فانما انكروه وفيه تعطيل
فنسبة السكون في قولهم يا ساكن العرش اليه تعالى مجاز للتشريف كما قال تعالى ان طهرا
بيتي لا يراد به المكان حقيقة والا يكون مما قضا القول الملك الحامل العرش سبحانك اين
كنت واين تكون رواه ابو يعلى مرفوعا عن ابي هريرة كما تقدم الى ان قال و7 ما ذكر
في قوله وجهه ويده لم يرد بذلك اصل معناها فاسناد الذهبي به مبطل لمذهبه كانه تدليس
وحذف العبارة الاخيرة للتعزير كما هو دابه والحشوية انتهى وقال القاضي ابو بكر محمد بن الطيب الباقلاني

ابن تیمیہ کے رد مین رہپر ذکر کیا اسکے بعد ہمارے شیخ ابو الحسن علی بن اسمعیل اشعری کو اور یہ کہ وہ کہتے ہین کہ رحمن عرش پر مستوی ہوا اور ہم
خدا کے سامنے پیش قدمی نہین کرتے ہین قول مین بلکہ ہم کہتے ہین کہ مستوی ہوا بدون کیفیت کے اور یہہ جو نقل کیا ہے ہمارے شیخ سے ہمارا مسلک اور معتقد ہے لیکن
ابن تیمیہ کا نقل کرنا شیخ کے کلام کو میرے خیال مین وہم ڈالنے کے قصد سے ہے اس امر کا کہ شیخ جہت کا قائل ہے پس اگر ایسا ہے تو بیشک ابن تیمیہ نے مبالغہ کیا ہے نہایت
اور کلام شیخ کا اس باب مین یہ ہے کہ کہا اوس نے کہ خدا تھا اور مکان نہ تھا پہر پیدا کیا عرش و کرسی کو اور نہین محتاج ہوا طرف مکان کے اور وہ بعد پیدا کرنے مکان کے
ویسا ہی ہے کہ جیسا مکان پیدا کرنے سے پہلے تھا اور دفع شیخ اور اوسکے یارونکا کلام ابطال جہت مین اسقدر ہے کہ جیسا حصر کرنا دشوار ہے انتہی اصطلاح مذکور سے
تنبیہ مین ہے کہا مفتی علامہ نے تنبیہ مین رہپر کہا ذہبی نے نقل کر کے حافظ ابو العباس طوفی سے کہ بیشک پڑہا ہے ابو الحسن اشعری کی کتاب مین کہ جسکا نام ابانہ ہے
چند دلیلیں انکو استوار کے اثبات مین کہا کہ منجملہ اونکے کہا ہے کہ مسلمانونکی دعا سے دوسرا یہ کہ جب وہ راغب ہوتے ہین خدا کیطرف تو کہتے ہین کہ اے عرش کے رہنے والے
اور دوسرا یہ کہ جسنے اونکو پیدا کیا ہے قسم اوس ذات کی کہ مخفی ہے ساتون آسمانون مین انتہی مین کہتا ہون کہ یہ قول جہمیہ کے رد مین ہے اور اس مین ثابت کیا ہے
صفت استوار کو منکرین کے مقابلہ مین جیسا کہ دلالت کرتی ہے اوپر اسکے قبل کی عبارت جسکو ذہبی نے گرا دیا ہے چنانچہ طوفی نے
کہا ہے کہ بیشک جہمیہ کی جماعت کو دیکہا ہے کہ نفی عرش و تعطیل استوار مین ابو الحسن اشعری کیطرف انتساب کرتے ہین اور یہہ پہلا باطل
نہین ہے کہ جیسا انہون نے دعوی کیا ہے اور پہلا جہوٹ نہین ہے کہ جسکو انہون نے استعمال کیا ہے اس لئے کہ بیشک پڑہا ہے امام اشعری
کی کتاب مسمی بابانہ مین چند دلیلیں انکو منجملہ اونکے وہ ہے کہ جسکو اثبات استوار کیلئے اونہون نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اوس تمام مین آخر تک اور
اس وقت بس اوس سے غرض مجرد اثبات صفت استوار کا ہے نہ اوسکے حقیقی معنی کا اور قول اوسکا تعطیل الاستواء اشارہ ہے
اونکے مذہب کیطرف اس لئے کہ جہمیہ نے اوسکا انکار کیا ہے اور اسمین مجاز کر دیا ہے پس نسبت سکون کی اونکے قول الرحمن علی
العرش مین حقتعالی کیطرف مجاز ہے واسطے اظہار عظمت عرش کے جیسا کہ حقتعالی نے فرمایا ہے یہ کہ پاک کرو تم دونون میرے
گہر کو اس سے مراد حقیقۃً مکان نہین ہے ورنہ مخالف ہو جاویگا فرشتے حامل عرش کے اس قول سے کہ ایک مرد کو اون تہا تو کہا
کہان ہوگا تو روایت کیا اسکو ابو یعلی نے مرفوعا ابو ہریرہ سے جیسا کہ گذرا یہانتک کہ کہا اور اسوقت جو کچہ کہ ہے اوسکے قول وہ جہمیہ وغیرہ مین اس سے
مراد حقیقی معنی نہین ہے پس ذہبی کا اسکو نسبت کرنا باطل کرتا ہے مذاہب امام کو گویا کہ ذہبی نے تدلیس کی ہے عبارت اخیرہ کو حذف
کر کے خوف تعزیر سے جیسا کہ حشویہ کی عادت ہے انتہی۔ اور کہا قاضی ابو بکر محمد بن طیب باقلانی۔

المتكلم وهو افضل المتكلمين من المنتسبين الى الاشعري ليس فيهم مثله لا قبله ولا بعده قال في كتاب الابانة تصنيفه فان قيل فما الدليل على ان لله وجها ويدا قيل قوله ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام وقوله تعالى ما منعك ان تسجد لما خلقت بيدي فاثبت لنفسه وجها ويدا فان قال فما انكرتم ان يكون وجهه ويده جارحة اذ كنتم لا تعقلون وجها ويدا الا جارحة قلنا لا يجب هذا كما لا يجب اذا لم نعقل حيا عالما قادرا الا جسما ان نقضي نحن وانتم بذلك على الله سبحانه وكما لا يجب في كل شئ كان قائما بذاته ان يكون جوهرا لانا واياكم لم نجد قائما بنفسه في شاهدنا الا كذلك وكذا الجواب لهم ان قالوا فيجب ان يكون علمه وكلامه وسمعه وبصره وسائر صفاته عرضا واعتلوا بالوجود فان قال فهل تقولون انه في كل مكان قيل له معاذ الله بل هو مستو على عرشه كما اخبر في كتابه فقال الرحمن على العرش استوى وقال اليه يصعد الكلم الطيب والعمل الصالح يرفعه وقال تعالى ءامنتم من في السماء ان يخسف بكم الارض فاذا هي تمور وقال ولو كان في كل مكان لكان في بطن الانسان وفمه والحشوش والمواضع التي يرغب عن ذكرها ولوجب ان يزيد بزيادة الاماكن اذا خلق منها ما لم يكن وينقص بنقصانها اذا بطل منها ما كان ولصح ان يرغب اليه الى نحو الارض والى خلفنا والى يميننا والى شمالنا وهذا قد اجمع المسلمون على خلافه وتخطئة قائله انتهى وقال في كتاب التمهيد كلاما كثيرا من هذا قلت اثبت لله وجها ويدا وغيرهما من الصفات ونفى عنها تشبيهها للمخلوق رد التجسيم وكذا نفى المكان عنه تعالى كلية فيلزم تنزيهه عن المكان فوق العرش فلا يفيد للمستدل انتهى بقدر الحاجة ومن شاء التفصيل لمزيد التحقيق فليرجع الى التنبيه للمفتي العلامة محمد سعيد غفر له الوحيد (قال) وقال شيخ الاسلام ابو عبد الله محمد بن خفيف الشيرازي المحدث الفقيه الشافعي الصوفي في عقيدة الصوفية ونعتقد انه على عرشه استوى وانه ينزل الى السماء الدنيا عند الاسحار بمعنى الصفة لا بمعنى الانتقال وانه خلق آدم لا بيد قدرته بل بيد صفته وهكذا جميع الاخبار

متکلم فرد اور وہ افضال ان متکلمین کے ہین جو منسوب ہین امام اشعری کیطرف کہ نہین ہے مثل اونکا متکلمین مین نہ قبل اونکے اور نہ بعد اونکے کہا اونہون نے کتاب الابانہ مین جو اونکی تصنیف ہے پس اگر کہا جاوے کہ کیا دلیل ہے اسپر کہ حقتعالی کیلئے وجہ و ید ہے کہا جائیگا کہ دلیل اسپر قول حقتعالی کا ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام اور قول اوسکا ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی ہے پس اوس نے ثابت کیا ہے اپنے نفس کیلئے وجہ اور ید کو پس اگر معترض کہے کہ پھر کیون انکار کیا تمنے اس سے کہ اوسکا چہرہ اور ہاتھ جارحہ ہو جبکہ تم نہین جانتے ہو کسیو وجہ و ید کو سوا جارحہ کے ہم کہینگے کہ یہ کچھ ضروری نہین ہے جیسا کہ ضروری نہین ہے جبکہ سمجھا جاتا ہے کوئی زندہ عالم قادر سوا جسم کے یہ کہ حکم کرین ہم اور ہم جسمیت کا اللہ پاک پر اور جیسا کہ ضرور نہین ہے ہر ایسی شئے مین کہ اپنی ذات سے قائم ہے یہ کہ جوہر ہو واسطے کہ ہم اور تم نہین پاتے ہین کسی قائم بنفسہ کو اپنے مشاہدہ مین غیر جسم اور ایسا ہی جواب ہے اونکو واسطے اگر کہین کہ واجب ہے کہ ہوے اوسکا علم و حیوٰۃ و کلام و سمع و بصر اور باقی صفات اوسکے عرض جن سے علت لاتے ہین وہ لوگ وجود پر پس اگر کہے کہ کیا قائل ہین وہ خدا کے ہر جگہ ہونیکے کہا جائیگا اوسکو کہ معاذ اللہ بلکہ وہ مستوی ہے اپنے عرش پر جیسا کہ اوس نے خبر دی ہے اپنی کتاب مین پس کہا کہ رحمن عرش پر مستوی ہوا اور فرمایا کہ اوسکی طرف چڑھتے ہین پاک کلمے اور وہ عمل صالح کو وہ اوٹھا لیتا ہے اور فرمایا حقتعالی نے کہ کیا بے ڈر ہو گئے تم اوس سے کہ آسمان مین ہے کہ دھنسا دیوے تمکو زمین مین پس ناگاہ وہ ہلنے لگے کہا اور اگر ہوتا ہر جگہ مین تو ہوتا انسان کے شکم مین اور اوسکے منہ اور ہاتھ مین اور اون جگہون مین کہ جنکا ذکر کرنا مکروہ ہے اور واجب ہوتا کہ زیادہ ہو جاوے مکانون کے زیادہ ہونیسے جبکہ پیدا کرے کسی مکان کو بعد اوسکے عدم کے اور کم ہو جاوے اونکے کم ہونیسے جبکہ کوئی مکان اون مین سے فنا ہو جاوے اور صحیح ہوتا راغب ہونا طرف خدا کے زمین کیجانب اور ہمارے پیچھے اور داہنے اور بائین اور اوسکے خلاف پر اجماع کیا ہے مسلمانون نے اور اسکے قائل کی خطا پکڑنے پر انتہی اور کہا کتاب تمہید مین اس سے زیادہ کلام مین کہتا ہون کہ ثابت کیا خدا کے لئے وجہ و ید اور دوسری صفات کو اور نفی کی اوسکی مشابہت کو مخلوق سے مجبور پر رد کرنیکو واسطے اور اسیطرح حقتعالی سے بالکلیہ مکان کی نفی کی پس لازم آیا پاک ہونا اوسکا مکان سے جو عرش پر ہے پس یہ کلام دلیل لانیوالیکو غیر مفید ہے تمام ہوا بقدر حاجت اور جو شخص مزید تحقیق کیلئے تفصیل کا خواہان ہو تو چاہئے کہ مفتی علامہ محمد سعید غفرلہ الوحید کی تنبیہ کیطرف رجوع ہو (کہا مصنف نے) اور کہا شیخ الاسلام ابو عبداللہ محمد بن خفیف شیرازی محدث فقیہ شافعی صوفی نے عقیدہ صوفیہ مین (اور اعتقاد رکھے کہ حقتعالی اپنے عرش پر مستوی ہے) اور یہ کہ وہ نزول فرماتا ہے آسمان دنیا کی طرف اسحار مین یعنی صفت کے نہ بمعنی امتثال کے اور یہ کہ اوس نے آدم کو پیدا کیا نہ قدرت کے ہاتھ سے بلکہ اپنے ید سے کہ اوس کی صفت ہے اور اسی طرح جملہ اخبار۔

الصحيحة التي رويت في الصفات يعتقدها ايمانا وتسليما لامعانيه ولامعاينة هذا وقد افرد جمع من حفاظ المحدثين وايقاظ المحققين تواليف لهذا فلا حاجة بنا الى الاطالة ههنا انتهى اقول وبالتوفيق من عند الله الوهاب ان المصنف لما فرغ عن الاستدلال باقوال الائمة الاربعة وراس المتكلمين في عصره الامام ابي الحسن الاشعري شرع في الاستدلال باقوال الصوفية في هذا القول واكتفى بقول محمد بن خفيف الشيرازي منهم رعاية للاختصار وخوفا من الاكثار وقد ابطلنا جملة تمسكاته وجملة استدلالاته باحسن وجوه لا مزيد عليها وما تمسك به في هذا القول فهو ايضا غير مفيد له لان استوائه تعالى على العرش ونزوله الى السماء الدنيا عند الاسلاف بمعنى الصفة كما اعتقد به اهل السنة والجماعة واما بمعنى الانتقال كما هو الظاهر في الاجسام فعليه اعتماد المجسمة والحشوية فهو باطل في حقه تعالى عندهم وهو معنى قوله لا بمعنى الانتقال فهذا القول مناقض ومبطل لمزعوم المصنف فضلا عن كونه دالا على مراده وهكذا قوله وانه خلق آدم لا بيد قدرته بل بيد صفته انتهى يعني به رحمه الله ابطال التاويل على سبيل القطع واليقين كما هو مذهب الاعتزال وابطال الحمل على الظاهر كما هو مذهب المجسمة والحشوية وهذا المجادل المظاهر في اثبات الطريق المستوي والصراط السوي المتوسط بين الطرفين والاحوط بين القولين اعني اثبات حقائق الصفات وانكار ارادة ظواهرها من الآيات فعلم ان هذا الكلام مفيد لنا لا له فسقط ما رام به من اثبات المرام واحكام مذهب الحشوية والاوهام ولا حول ولا قوة الا بالله المنعام ذي الجلال والاكرام (قال تنبيه) في فتح الباري عن ابي طاهر محمد بن عبد الرحمن المخلص الذهبي صاحب كتاب العلم من طريق عبد الله بن شريك العامري عن ابيه قال قيل لعلي ان ههنا قوما على باب المسجد يدعون انك ربهم فدعاهم فقال لهم ويلكم ما تقولون قالوا انت ربنا وخالقنا ورازقنا فقال ويلكم انما انا عبد مثلكم آكل الطعام كما تاكلون واشرب كما تشربون ان اطعت الله اثابني ان شاء وان عصيت خشيت ان يعذبني فاتقوا الله وارجعوا فابوا فلما كان الغد غدوا عليه فجاء قنبر فقال قد والله رجعوا يقولون ذلك الكلام فقال ادخلهم فقالوا كذلك فلما كان الثالث قال لئن قلتم ذلك لاقتلنكم باخبث قتلة فابوا الا ذلك

صحیح ہے کہ صفات کے باب میں مروی ہے اعتقاد رکھے ایمان و تسلیم کے طور پر نہ کہ ظن و تخمین سے اسکو یاد رکھے اور حفاظ و محدثین و معتبر محققین نے بہت تصانیف
علیحدہ وجداگانہ اسباب میں لکھی ہیں پس ہم کو بیان انکو ذکر سے سلسلہ سخن دراز کرنیکی حاجت نہیں ہے انتہی میں کہتا ہوں (حافظ ابن حجر نے) پاس ہے کہ مصنف کو بجائے
اقوال ائمہ اربعہ و دراس میں متکلمین امام ابوالحسن اشعری کے استدلال سے شروع اقوال صوفیہ سے لیل تابعین و ائمہ متقدمین و مسلکا ... کی محمد بن حنیفہ نے ذکر قول پر
اختصار کی قصد ہے اور طوالت کی خوف سے اور ہم باطل کرچکے ہیں مصنف کی جملہ تمسکات کو اور جو اوس نے استدلال کو اس وجہ سے کہ جنپر زیادہ بیانی دشوار آمد جس چیز کو اس نے
حجت پکڑی ہے وہ بھی مصنف کو غیر مفید ہے اسلئے کہ حق تعالی کا مستوی ہونا عرش پر اور خبر دینا کے اوقات میں اور کا نزول فرمانا آسمان دنیا کیطرف صفت کے معنی میں ہے منجملہ متشابہات
مثبت کے ہے اور لیکن اشکال کی معنی میں جیسا کہ اجسام میں ظاہر ہے اور اسی پر مجسمہ و حشویہ کا بہروسہ ہے پس یہ حق تعالی کی حقیقی لئے نزدیک باطل ہے اور یہی معنی ہے اوسکی قول لا یعنی لاتاویل
پاس یہ قول مخالف و مبطل ہے مصنف کی دعوی کو چہ جائیکہ دلالت کرے اوسکے مرام پر اور اسکا قول یہ کہ اوس نے پیدا کیا آدم کو نہ قدرت کی ہاتھ سے بلکہ اپنے ید سے
لہ اوسکو مصنف نے انتہی اس قول سے کہ شیرازی نے قصد کیا ہے ابطال تاویل کی تعلی و بیا جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے اور ابطال ظاہر معنی پر حمل کرنیکو جیسا کہ مجسمہ و حشویہ
اور اس مجادل بظاہر کا مذہب ہے اور اثبات راہ ہموار و طریق مستقیم کی جو متوسط ہے دونوں طرف میں اور واضح ہے درمیان دونوں کے معنی ثابت کرنا صفات کو حقائق کو اور
انکار کرنا اونکے ظاہر معانی کا اور اوہو نیکا آیات سے پس معلوم ہو گیا کہ یہ کلام ہمکو مفید ہے نہ کہ مصنف کو پس ساقط ہوگیا جو کہ مصنف نے اس قول سے اوسکے مقصود کا
اثبات اور مذہب حشویہ کا مضبوط کرنا اور قوی کرنا قصد کیا ہے اور نہیں ہے حول و قوۃ مگر خدا کثیر الانعام صاحب جلال و اکرام کی توفیق سے (کہا مصنف)
تنبیہ فتح الباری میں مروی ہے ابو طاہر محمد بن عبد الرحمن مخلص کی ہی کتاب العلم سے عبد اللہ بن شریک عامری کے طریق سے انکو باپ کی روایت سے کہا انہوں نے کہ کہا گیا علی سے
کہ یہاں مسجد کی دروازے پر کچھ لوگ ہیں کہ جنکا دعوی یہ ہے کہ تو اونکا رب ہے پس حضرت علی نے اونکو بلایا اور کہا کہ تمہاری خرابی ہو تم کیا کہتے ہو انہوں نے کہا کہ
تو ہمارا رب و خالق و رازق ہے پس کہا کہ تمہاری خرابی ہو میں تو تمہاری مثل ایک بندہ ہوں کہ کہانا کہاتا ہوں جیسا کہ تم کہاتے ہو اور پیتا ہوں جیسا کہ تم پیتے ہو
اگر میں اطاعت کروں تو مجکو ثواب دیگا اگر چاہیگا اور اگر نافرمانی کروں تو مجکو خوف ہے اوسکے عذاب کا پس ڈرو تم خدا سے اور توبہ کرو پس اونہوں نے
انکار کیا پہر جبکہ دوسرا دن ہوا تو علی الصباح حضرت کے پاس آئے پس قنبر نے آکر کہا کہ وہ تو پہر ایسے ہی ہو گئے وہی کلام کہتے ہیں
پس کہا کہ بلا اونکو پس اونہوں نے اوسیطرح سے کہا پہر جبکہ تیسرا دن ہوا کہا کہ اگر تم نے کہا ویسا ہی تو میں تمکو قتل کروں گا سب سے
بدتر قتل کرنا پس انکار کیا اونہوں نے بجز اوس قول کے ۔

فقال یا قنبر ائتنی بفعلة معهم مسر وهم فخذ لهم اخدودا بین باب المسجد والقصر وقال احفروا فابعدوا فی الارض وجاء بالحطب فطرحه بالنار فی الاخدود وقال انی طارحکم فیها او ترجعوا فابوا ان یرجعوا فقذف بهم فیها حتی اذا احترقوا قال انی اذا رأیت امرا منکرا اوقدت ناری ودعوت قنبرا وقال سند حسن انتهی وقد حدث فی هذا الزمان احداث علی آثارهم یهرعون فانا لله وانا الیه راجعون یجب اشد الوجوب علی ولی الامر ویتحتم اوکد الحتم علی اهل الحل والعقد ان یعتنوا ویهتموا بازالة هذا الامر وعطلا دیانا ویعزروهم غایة التعزیر حبسا وضربا وقتلا واعلانا والتوفیق من الله رب کل شیء فسبحان الذی بیده ملکوت کل شیء وفی خطبة للمولی علی المرتضی یوشک ان لایبقی من الاسلام الا اسمه ومن القرآن الا رسمه وفیها مساجدکم یومئذ عامرة وقلوبکم وابدانکم خربة من الهدی شر من تحت ظل السماء ففقهائکم منهم تبدو الفتنة وفیهم تعود اخرجه البیهقی فی شعب الایمان واشار الیه البخاری فی رد علی الجهمیة انتهی اقول بحوله تعالی وقوته ولاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم قد فرغنا عن الاستدلال باقوال ائمة اهل البیت وفقهاء اهل السنة ومشایخ والصوفیة الصافیة منهم ومحدثیهم علی مذهبه الباطل ومسلکه العاطل الذی هو مذهب ابن تیمیة وتلمیذیه الحافظ ابن قیم والحافظ الذهبی الذین من اجلة الحشویة وناصریهم فی الاصول ومن مقلدی الحنبلیة وتبعیهم فی الفروع وهکذا حال المصنف انه یدعی الحنفیة فی الفروع وسلک مذهب الحشویة فی الاصول فهو لیس من الحنفیة الخالصة ولا من الحشویة المحضة

پس کہا حضرت علیؓ نے کہ اے قنبر لے آ میرے پاس مزدوروں کو مع اونکے اوزار کے پس بنائی اونکے لئے ایک خندق باب مسجد و محل کے درمیان اور کہا کہ کہودو پس گہرا کو زمین میں اور لایا لکڑیاں پس ڈالدیا اوسکو آگ مین خندق کے اندر اور کہا کہ مین اونہین ڈالنے والا ہون یا تم توبہ کرلو پس اونہون نے انکار کیا توبہ کرنے سے پس اونکو خندق مین ڈالدیا یہانتک کہ جب جل چکے فرمایا کہ مین جب دیکہونگا کسی ناپسندیدہ کام کو جلاؤنگا اپنی آگ اور بلاؤنگا قنبر کو اور یہ سند حسن ہے اور اس زمانہ مین کچہہ نئے لوگ پیدا ہوگئے ہین کہ اون سوختگان کے نقش قدم دوڑتے ہین پس اناللہ وانا الیہ راجعون حکام پر واجب ہے سخت تر واجب ہونا اور اسی طرح رؤسا پر موکد ہے نہایت موکد ہونا یہ کہ اہتمام و بندوبست کرین اس امر کے دور کرنے کا وعظ و بیان سے اور تعزیر دین اون لوگون کو حد درجہ کی تعزیر گرفتار کرنے اور ضرب و قتل و تشہیر سے اور توفیق خدا کے طرف سے ہے کہ ہر شئے کا رب ہے پاک ہی پاک ہے وہ کہ اوسکے ہاتہہ مین ہے جان ہر چیز کی اور مولی علی مرتضی کے ایک خطبہ مین ہے (قریب آتا ہے کہ نہ باقی رہیگا اسلام مگر نام اوسکا اور قرآن سے مگر نشان اوسکا اور اوسی مین ہے کہ تمہاری مسجدین اوس روز آباد ہونگی اور تمہارے دل اور بدن ویران ہونگے ہدایت سے بدتر موجودین زیر سما کے تمہارے مولوی ہونگے اونہین سے فتنہ اوٹہیگا اور اونہین مین لوٹیگا اس کو روایت کیا بیہقی نے شعب الایمان مین اور اشارہ کیا اس کیطرف بخاری نے جہمیہ کے رد مین انتہی مین کہتا ہون خدا تعالے کی حول و قوت سے اور حول و قوت نہین ہے مگر خدای علی و عظیم کی توفیق سے جبکہ فارغ ہوا مصنف دلیل لانے سے ائمہ اہلبیت و فقہاء اہلسنت اور اون کے متکلمین و صوفیہ و محدثین کے اقوال سے اپنے مذہب باطل و مسلک عاطل پر جو کہ مذہب ہے ابن تیمیہ کا اور اوسکے شاگرد و حافظ ابن قیم و حافظ ذہبی کا کہ سب اجلۂ حشویہ سے ہین اور اونکے مددگار ہین عقائد مین اور حنبلیہ کے مقلدین و متبعین سے ہین فروع مین اور ایسا ہی مصنف کا حال ہے کہ حنفی ہونے کا دعوی کرتا ہے فروع مین اور مسلک حشویہ پر چلتا ہے اصول عقائد مین پس مصنف نہ تو خالص حنفی ہے اور نہ محض حشوی ہے

بل مذهبه مركب من المذهبين وملفق من طور المسلكين فالصحيح ان يقال له
الحنفشوى كما يقال للحنفى فروعا والمعتزلى اصولا حنفعزلى
اشرع فى الافتاء على من خالفه فى عقائده من اثبات الجهة
والاستقرار والقعود على العرش وسائر المتشابهات لله تعالى
محمولة على ظواهرها مستدلا بقولين مستدلا بقولين سندا نسى على
احدهما نقله من فتح البارى بعنوان التنبيه وفيه قصة اخواجة رضى الله
عنه للمرتدين وثانيهما نقله من شعب الايمان للبيهقى بعنوان الخطبة وفيه
بيان مثالب فقهاء وهذا الزمان وحكم من كان فيه من اهل الايمان
ومرام المصنف من نقل القولين ان اهل الاسلام فى هذه الايام صاروا
مصداق هذين القولين لانكارهم ظواهر المتشابهات واصرارهم
على التعطيل والتاويلات فلذلك ارتدوا عن الدين
واعتزلوا عن مناهج الائمة والصحابة والتابعين فحكمهم
ان يحرقوا بالنار ويضربوا ويقتلوا وينفوا من الارض ويعذروا
بالاعلان والاشتهار لانهم ما بقى فيهم من الاسلام الا اسمه
ومن القران الا رسمه مساجدهم يومئذ عامرة وقلوبهم
وابدانهم خربة من الهدى وهم اليوم شر من
تحت السماء ففقهائهم بدأت منهم هذه الفتنة وعادت اليهم فى
هذا الزمان لان عوامهم اتبعوا احكامهم فى الدين والايمان
ولولاهم كذلك لما ضلت العوام عن اقوم المسالك فمست الحاجة
الى تجديد الدين ودعت الضرورة الى ان يبعث الله اليهم من يبين لهم الحق المبين

اور مسلک حشویہ پر چلتا ہے اصول عقاید مین پس مصنف نہ تو خالص حنفی ہے اور نہ محض حشوی ہے بلکہ اوسکا
مذہب مرکب ہے دونون مذہبون سے اور ملایا ہوا ہے دونون مسلک کے طور سے پس صحیح یہ ہے کہ
اوسکو حنحشوی کہا جائے جیسا کہ فروع مین حنفی اور اصول مین معتزلی کو حنفزلی کہا جاتا ہے شروع کیا مصنف نے
فتوی دینا اپنے مخالفین عقاید پر اس باب مین کہ حقتعالی کے لئے جہت عالیہ و قرار پکڑنا اور عرش پر بیٹھنا
اور تمام متشابہات اپنے ظاہر معانی پر محمول ہو کر ثابت ہین دلیل لاکر سیدنا علیؓ کے دو قول سے ایک وہ
کہ جسکو فتح الباری سے نقل کیا تنبیہ کے عنوان سے اور اوسہین حضرت علی کے مرتدین کو جلانیکا قصہ مذکور ہے
اور دوسرا وہ کہ جس کو بیہقی کی شعب الایمان سے نقل کیا ہے خطبہ کے عنوان سے اور اوس مین اس
زمانہ کے مولویون کے معائب کا بیان ہے اور کل مومنین اس زمانہ کا حکم مذکور ہے اور مصنف کا مقصود
ان دونون قول کے نقل کرنیسے یہ ہے کہ اس زمانہ کے مسلمان ان دونون قول کا مصداق ہو گئے ہین بسبب
اونکے انکار کرنیکے متشابہات کے ظاہری معانی سے اور اونکے اصرار کرنیکے تعطیل و تاویلات پر
ایسے اسلام سے یعنی دین سے مرتد ہو گئے اور کیونکر ہو گئے صحابہ و تابعین کی راہون سے پس اونکا حکم
یہ ہے کہ آگ مین جلائے جائین اور مارے جائین اور قتل کئے جائین اور جلا وطن کئے جائین اور اونکو تعزیر
دیجائے اعلان و اشتہار کے ساتھ اس لئے کہ اون مین اسلام کے نام کے سوا کچھ باقی نہین رہا اور قرآن کا
رسم ہی رسم رہگیا ہے اون کے مسجدین آجکے دن آباد ہین اور اونکے دل و بدن ہدایت سے ویران ہین
اور یہی لوگ آجکے دن بدترین موجودین زیر سما ہین انکے مولویون ہی سے یہ فتنہ شروع ہوا ہے اور
اون ہی کے طرف اس زمانہ مین لوٹ گیا ہے اسلئے کہ عام مسلمان دین و ایمان مین اون کے فتوٰون کے
تابع ہین اور اگر یہہ مولوی ایسے نہوتے تو عام مسلمان دین حق سے گمراہ نہوتے پس دین کی تجدید کے
طرف احتیاج پیدا ہو گئی ہے اور ضرورت داعی ہو گئی ہے کہ حقتعالی اون کے طرف بھیجے ایسا
شخص کہ بیان کر دیوے اون کے واسطے کہلا ہوا امر حق۔

وان هو الا المصنف لانه في مزعومه انه عالم قريش وسع علمه طباق الارض وقد فعل في هذا الزمان ام لم يفعله احد من بداء الاسلام الى الآن هذه خلاصة ما رامه بهذه التاليف ونحن نقول انه ليس كذلك لانه في كل هذه الدعاوى مخالف لما هو مذهب الجمهور وهو القول المنصور كما ظهر من كتابنا هذا فيما مضى وقد احدث في الدين بدعة شنيعة لم يجد بها احد قبله من الائمة والمجتهدين فانه خلط المذاهب كلها بعضها مع بعض ولم يات بها كما كانت منقولة من اهاليها وافترى عليهم بنسبة مزعوماته الباطلة اليهم فان اهل السنة والشيعة والصحابة والتابعين والائمة والمجتهدين كلهم يتنزهون الله تعالى عن الجهة والاستقرار على العرش والمصنف يدعي ان الكتاب والسنة واقوال الائمة والمجتهدين والعلماء الراسخين كلها مملوة من اثبات الجهة والاستقرار على العرش لله تعالى عنه علوا كبيرا وفرع على هذا ان جميع اهل الايمان في هذه الاوان ان ... واتباعه تركوا الايمان وارتدوا مستحقين للاحراق بالنار نعوذ بالله هفوات الظالمين وخرافات المبتدعين وقد صرح اكابر الائمة بالكف عن تكفير اهل القبلة وان تكفير المسلمين ليس من داب الصحابة واهل بيت النبوة ولا من خصيصة اهل السنة والجماعة بل هو من خصائص الخوارج وشنائع اهل البدعة اعاذنا الله من هذه الشنيعة كما قال العالم العلامة والنحرير الفهامة الشيخ سليمان بن عبد الوهاب رحمة الله تعالى رحمة واسعة في الرد على اخيه محمد بن عبد الوهاب النجدي واتباعه ممن كفر المسلمين وحكم بردتهم عاملهم الله يوم الجزاء بعدله لا بلطفه وفضله اعلم ان الله سبحانه وتعالى بعث محمدا صلى الله عليه وسلم بالهدى ودين الحق

اور وہ نہین ہے مگر مصنف اس لئے مصنف کے گمان مین یہ ہے کہ مین قریشی عالم ہون کہ جس کا علم تمام روئے زمین مین پھیلگیا ہے اور اس زمانہ مین وہ کام کیا ہے کہ جس کو آغاز اسلام سے اب تک کسی نے نہین کیا یہی مصنف کے مقصد کا خلاصہ ہے اس کتاب کی تصنیف سے اور ہم کہتے ہین کہ مصنف ایسا نہین ہے۔ اس لئے کہ وہ ان تمام دعوون مین مخالف ہے مذہب جمہور اور قول منصور کا جیسا کہ ہماری اس کتاب سے ظاہر ہو چکا ہے سابق کے بیان مین اور مصنف نے دین مین ایک ایسی بدعت شنیعہ کا احداث کیا ہے کہ مصنف سے پہلے کسی نے ائمہ مجتہدین مین سے نہین کیا اس لئے کہ اس نے تمام مذاہب کو خلط ملط کر دیا ہے اور جس طور پر کہ مذاہب مدون تھے ارباب مذاہب سے اون کو نقل کیا اور اون پر افترا پردازی کی ہے اپنے خیالات فاسدہ کو اونکی طرف نسبت کرنے سے کیونکہ اہل سنت و شیعہ و صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین سب کے سب حقتعالی کو جہت سے اور عرش پر بیٹھنے سے پاک جانتے ہین اور مصنف کا دعوی ہے کہ کتاب و سنت و اقوال ائمہ مجتہدین و علماے راسخین تمام معمور ہین اثبات جہت و استقرار علی العرش سے حقتعالی کے لئے اور اوسپر یہ تصریح کی ہے کہ تمام مسلمان اس زمانہ مین ایمان کے قول سے پھر گئے ہین اور آگ مین جلنے کے مستحق ہو گئے ہم خدا سے پناہ مانگتے ہین ظالمون کی بیہودہ باتون اور بدعتیون کی خرافات سے اور اکابر امت نے تصریح کی ہے اہل قبلہ کی تکفیر سے زبان روکنے پر اور اسپر کہ مسلمان کی تکفیر نہ صحابہ و اہل بیت کا طریقہ ہے اور نہ اہل سنت و الجماعت کا خاصہ بلکہ یہہ امر خوارج کے خواص سے ہے اور اہل بدعت کے شنایع سے ہمکو خدا پناہ مین رکھے اسکی بدی عادت سے۔ جیسا کہ عالم علامہ نحریر فہامہ شیخ سلیمان بن عبد الوہاب نے ذکر کیا ہے اپنے بھائی محمد بن عبد الوہاب نجدی کے رد مین اور اوس کے اتباع کے رد مین جنہون نے مسلمانون کی تکفیر کی ہے اور اون کے مرتد ہونے کا حکم دیا ہے خدا اون سے یوم جزا مین اپنے عدل سے معاملہ کرے اور اپنے لطف و فضل سے (جانو کہ حق سبحانہ و تعالی نے محمد صلعم کو بھیجا ہے ہدایت و دین حق کے ساتھ۔

ليظهره على الدين كله وانزل عليه الكتاب تبيانا لكل شئ فانجز الله له
ما وعده واظهر دينه على جميع الاديان وجعل ذلك ثابتا الى آخر الدهر
حين انخرام انفس جميع المومنين وجعل امته خير الامم كما اخبر بذلك
بقوله كنتم خير امة اخرجت للناس وجعلهم شهداء على الناس و
اجتباهم كما قال تعالى هو اجتباكم وما جعل عليكم فى الدين من حرج
وقال النبى صلى الله عليه وسلم انتم توفون سبعين امة انتم خيرها و
اكرمها عند الله ودلائل ما ذكرنا لا تحصى وقال صلى الله عليه وسلم
لا يزال امر هذه الامة مستقيما حتى تقوم الساعة رواه البخارى
وجعل اقتفاء اثر هذه الامة واجبا على كل احد بقوله تعالى ومن
يتبع غير سبيل المومنين نوله ما تولى ونصله جهنم [illegible]
وجعل اجماعهم حجة قاطعة لا يجوز لاحد الخروج [illegible]
معلومة عند كل من له نوع ممارسة فى العلم انتهى ثم قال بعد ذلك
اعلم ان ما جاء به محمد صلى الله عليه وسلم ان الجاهل لا يستبد برائه
بل يجب عليه ان يسئل اهل العلم كما قال تعالى فاسئلوا اهل الذكر
ان كنتم لا تعلمون وقال صلى الله عليه وسلم هلا اذا لم يعلموا سئلوا فانما
دواء العي السوال وهذا اجماع قال فى غاية السوال قال الامام ابو بكر الرازى اجمعت
العلماء قاطبة على انه لا يجوز لاحد ان يكون اماما فى الدين والمذهب المستقيم
حتى يكون جامعا هذه الخصال وهى ان يكون حافظا للغات العرب واختلافها
ومعانى اشعارها واصنافها واختلاف العلماء والفقهاء ويكون عالما
فقيها وحافظا للاعراب وانواعه والاختلاف عالما بكتاب الله حافظا له

تاکہ اون کے دین کو تمام دینون پر غالب کرے اور اون پر کتاب نازل فرمائی کہ جسمین ہر شے کا بیان ہے پس پورا کیا
حقتعالی نے جو کچھہ حضرت سے وعدہ کیا اور اوس کے دین کو تمام دینون پر غالب کر دیا اور اوس کو آخر زمانہ تک ثابت
کر دیا جب تک کہ تمام مسلمان گزر جائین اور حضرت کی امت کو بہتر امتون کا قرار دیا جیسا کہ اسکی خبر دی ہے اپنے قول
کنتم خیر امة اخرجت للناس مین اور اون کو دوسرے لوگون پر گواہ قرار دیا ہے اور برگزیدہ فرمایا ہے
جیسا کہ حقتعالی نے فرمایا ہے کہ اوس نے تمکو برگزیدہ کیا اور تم پر دین مین کچھہ تنگی نہین رکھی اور نبی صلعم نے فرمایا ہے
کہ تم ستر امتون کی برابر ہو تم اون سے بہتر ہو اور بزرگ تر اون کے ہو خدا کے نزدیک اور ہمارے اس دعوی کی
دلیلین بے شمار ہین اور فرمایا حضرت صلعم نے کہ اس امت کا معاملہ برابر درست رہیگا قیامت کے قایم ہونے
تک اس کو بخاری نے روایت کیا ہے اور اس امت کے نقش قدم پر چلنا واجب کیا گیا ہے ہر شخص پر حقتعالی
کے اس قول سے ؛ اور جو پیروی کرے گا مومنین کی راہ کے غیر کی ہم اوس کو پھیر دینگے جدہر وہ پھرا ہے اور
اوس کو جہنم مین داخل کرینگے اور کیا برا ٹہکانا ہے وہ اور اون کے اجماع کو دلیل قطعی قرار دیا ہے کہ کسیکو
اوس سے خروج کرنا جایز نہین ہے اور ہمارے اس دعوے کی دلیلین معلوم ہین ہر ایسے شخص کو کہ جس کو
علم مین مہارت ہے انتہی ۔ پھر اس کے بعد کہا ہے کہ جانتو جو کہ نبی صلعم نے بیان فرمایا ہے یہ امر ہے کہ
جاہل اپنی رائے مین خود مختار نہین ہے بلکہ اوس پر واجب ہے کہ عالمون کے فتوی پر عمل کرے جیسا کہ
حقتعالی نے فرمایا ہے کہ تم عالمون سے دریافت کر لو اگر تم کو معلوم نہ ہو اور حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ
کیون نہین دریافت کر لیتے جبکہ نہین جانتے اس لئے کہ تہکے ہوے کا علاج پوچھہ لینا ہے اور یہہ ایک
اجماعی مسئلہ ہے کہ جسکو سوال کے باب مین فرمایا ہے کہا امام ابو بکر ہروی نے کہ تمام علماء نے اجماع کیا ہے
اس پر کہ نہین جائز ہے کسیکو یہہ کہ دین و مذہب مستقیم مین امام ہو جاوے یہانتک کہ وہ ان
خصلتون کا جامع ہو جاوے اور وہ خصلتین یہہ ہین کہ حافظ ہو لغات عرب اور اون کے
اختلافات کا اور اشعار عرب کے معانی اور اون کے اقسام کا اور علماء و فقہا کے اختلاف کا
اور ہو وے عالم فقیہہ اور حافظ اعراب اور اوسکے انواع و اختلاف کا عالم ہو کتاب اللہ کا حافظ ہو اوس کا

ولاختلاف قرائته اختلاف القراء فيها عالما بتفسيره ومحكمه ومتشابهه وناسخه ومنسوخه وقصصه عالما باحاديث الرسول صلى الله عليه وسلم مميزا بين صحيحها وسقيمها ومتصلها ومنقطعها ومراسيلها ومسانيدها ومشاهيرها واحاديث الصحابة موقوفها ومسندها ثم يكون ورعا دينا صائنا لنفسه صدوقا ثقة يبنى مذهبه ودينه على كتاب الله وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم فاذا اجتمع هذه الخصال فحينئذ يجوز ان يكون اماما وجاز ان يقلد ويجتهد فى دينه وفتاويه واذا لم يكن جامعا لهذه الخصال او اخل بواحدة منها كان ناقصا ولم يجز ان يكون اماما وان يقلده الناس قال (قلت) واذا ثبت ان هذه شرائط لصحة الاجتهاد والامامة فقد علم ان كل من لم يكن كذلك فعليه ان يقتدى بمن هو بهذه الخصال المذكورة (وقال) الناس فى الدين على قسمين مقلد ومجتهد والمجتهدون مخصوصون بالعلم وعلم الدين يتعلق بالكتاب والسنة واللسان العربي الذى وردا به فمن كان فيهما يعلم الكتاب والسنة وحكم الفاظهما ومعرفة الثابت من احكامهما والمنتقل من الثبوت بنسخ اوغيره والمتقدم والموخر صح اجتهاده وان يقلده من لم يبلغ درجته وفرض من ليس بمجتهد ان يسأل ويقلد وهذا لااختلاف فيه انتهى انظر قوله وهذا لااختلاف فيه وقال ابن القيم فى اعلام الموقعين لايجوز لاحد ان ياخذ من الكتاب والسنة مالم يجتمع فيه شروط الاجتهاد ومن جميع العلوم قال احمد بن المنادى سال رجل احمد بن حنبل اذا حفظ الرجل مائة الف حديث هل يكون فقيها قال لا قال فمائتى الف حديث قال لا قال

اور اوس کے اختلاف قرارت واختلاف قرار کا باب قرارت مین عالم ہو کتاب اللہ کی تفسیر و محکم و متشابہ و ناسخ و منسوخ اور اوسکے مضمون کا جانتا ہو احادیث رسول صلعم کو تمیز رکہتا ہو احادیث کے صحیح و سقیم و متصل و منقطع و مرسل و مسند و مشاہیر کی اور احادیث صحابہ کے موقوف و مسند کی بہر ہو وے پرہیزگار دین دار اپنے نفس کی حفاظت رکہنے والا بہت بڑا سچا معتبر کہ اپنے مذاہب اور اپنے دین کو بنا کرے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلعم پر پس جبکہ ان خصلتون کا جامع ہو پس اوس وقت اوسکو جائز ہے کہ امام بنجائے اور جائز ہے کہ اوسکی تقلید کیجائے اور اجتہاد کرے اپنے دین اور اپنے فتوؤن مین اور جب کہ جامع ان خصائل کا نہ ہو یا انمین سے ایک خصلت اوس مین کم ہو تو وہ ناقص ہے اور اوسکو امام ہونا ناجائز ہے اور نہ لوگون کو اوس کی تقلید کرنا درست ہے کہا مین کہتا ہون (اور جب کہ ثابت ہوگیا کہ یہہ خصلتین اجتہاد و امامت کے صحیح ہونے کی شرطین ہین پس معلوم ہوگیا کہ جو شخص ایسا نہ ہو پس اوسپر واجب ہے کہ پیروی کرے ایسے شخص کی کہ جو خصال مذکورہ سے موصوف ہے اور کہا کہ لوگ دین کے باب مین دو قسم کے ہین مقلد و مجتہد اور مجتہد خصوصیت رکہتے ہین علم سے اور علم دین کو تعلق ہے کتاب وسنت و زبان عربی سے کہ جنمین کتاب وسنت کا ورود ہوا ہے پس جو کہ مجتہد ار ہے کہ جانتا ہے کتاب وسنت کو اور حکم اون دونون کے لفظون کا اور معرفت اونکے احکام ثابتہ کی اور غیر ثابتہ کی بہ سبب نسخ وغیرہ کے اور پہلے اور پچہلے کی تو اوسکا اجتہاد کرنا درست ہے اور یہہ کہ اوسکی تقلید کرے جو کہ اوسکے درجہ تک نہین پہونچا ہے اور غیر مجتہد کا فرض یہہ ہے کہ پوچہے اور تقلید کرے اور اس امر مذکور مین کسیکا اختلاف نہین ہے انتہی۔ نظر کر اوسکے اس قول مین کہ نہین کسیکا اختلاف نہین ہے اور ابن قیم نے اعلام الموقعین مین کہا ہے کہ کسی کو جائز نہین ہے کہ کتاب وسنت سے لیکر عمل کرے جب تک کہ اوس مین اجتہاد کی شرطین نہ پائی جائین اور جملہ علوم نہ جانتا ہو احمد بن منادی نے کہا ہے کہ ایک شخص نے احمد حنبل سے پوچہا کہ جب کسیکو ایک لاکہہ حدیثین یاد ہون آیا وہ مجتہد ہو جاتا ہے۔ کہا کہ نہین

فثلاث مائة الف حديث قال لا قال فاربع مائة قال نعم قال ابو الحسين
فسألت جدی كم كان يحفظ احمد قال اجاب عن ستمائة الف حديث
قال ابو اسحق لما جلست فی جامع المنصور للفتيا ذكرت هذه المسئلة
فقال لی رجل فانت تحفظ هذا المقدار حتى تفتی الناس قلت لا
انما افتی بقول من يحفظ هذا المقدار انتهى ولو ذهبنا نحكی الاجماع
لطال وفی هذا الكفاية للمسترشد وانما ذكرت هذه المقدمة لتكون
قاعدة يرجع اليها فيما نذكره فان اليوم ابتلی الناس بمن ينتسب
الى الكتاب والسنة ويستنبط من علومهما ولا يبالی من خالفه و
اذا طلبت منه ان يعرض كلامه على اهل العلم لم يفعل بل يوجب على
الناس الاخذ بقوله وبمفهومه ومن خالفه فهو عنده كافر هذا وهو
لم يكن فيه خصلة واحدة من خصال اهل الاجتهاد ولا والله عشر واحدة
ومع هذا افراج كلامه على كثير من الجهال فانا لله وانا اليه راجعون لامة
كلها تصيح بلسان واحد ومع هذا لا يرد لهم فی كلمة بل كلهم كفار او جهال اللهم
اهد الضال ورده الى الحق فنقول قال الله عز وجل ان الدين عند الله
الاسلام وقال تعالى ومن يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه وقال
تعالى فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزكوة فخلوا سبيلهم وفی الاية
الاخرى فاخوانكم فی الدين قال ابن عباس حرمت هذه الاية دماء اهل
القبلة وقال ايضا لا تكونوا كالخوارج تؤولوا ايات القران فی اهل القبلة
وانما نزلت فی اهل الكتاب والمشركين فجهلوا علمها فسفكوا بها الدماء
واستهلكوا الاموال وشهدوا على اهل السنة بالضلالة فعليكم بالعلم

کہاکہ دو لاکھہ حدیثین کہاکہ نہین کہاکہ تین لاکہہ حدیثین کہاکہ نہین کہاکہ چار لاکھہ کہاکہ ہان کہا ابو الحسین نے کہ مینے
اپنے واوا سے پوچہا کہ امام احمد کو کس قدر حدیثین یاد تہین کہاکہ چہہ لاکہہ حدیثین کہا ابو اسحٰق نے کہ جب مین
جامع منصور مین فتوی دینے کو بیٹہا تو مینے اس مسئلہ کا ذکر کیا پس مجہے ایک شخص نے کہاکہ کیا تمکو اس قدر
حدیثین یاد ہین کہ تم لوگون کو فتوی دیتے ہو مینے کہاکہ نہین مین تو اون لوگون کے قول پر فتوی دیتا ہون
کہ جنکو اس قدر حدیثین یاد ہین انتہی اور اگر ہم اجماع کو بیان کرنے لگجائین تو کلام دراز ہو جائے گا اور
طالب ہدایت کے لئے اسی قدر بیان کافی ہے اور مین نے اس مقدمہ کو اس لئے ذکر کیا ہے تاکہ یہ ایک
قاعدہ ہو جائے کہ جسکے طرف رجوع کیا جائے اون امور مین کہ جنکو ہم ذکر کرینگے اس لئے کہ اس زمانہ مین
لوگ مبتلا ہو گئے ہین ایسے شخص کے ہاتہون مین کہ جو کتاب وسنت کیطرف اپنے احکام کو منسوب کرتا ہی
اور اون دونون کے علوم سے مسئلے نکالتا ہے اور کچہہ خوف نہین رکہتا ہے اپنے مخالف کا اور جبکہ
اوس سے خواہش کیجائے کہ اپنا کلام علما کے سامنے پیش کرے تو نہین کرتا ہے بلکہ لوگون پر واجب کرتا ہی
اپنے قول و مدعا پر عمل کرنا اور جو کہ اوس کا خلاف کرے پس وہ شخص اوسکے نزدیک کافر ہے اوس کو
یاد رکہو حالانکہ اوس مین مجتہدون کی خصلتون مین سے ایک خصلت بہی نہین ہے اور سچ کہا کہ ایک
خصلت کا دسوان حصہ بہی اوس مین نہین ہے۔ اور باوجود اسکے اوسنے بہت سے لوگون مین اپنے کلام کو
رواج دیدیا ہی انا للہ و انا الیہ راجعون ساری امت کلمۂ طیبہ کو پکار رہی ہے ایک زبان ہو کر اور وہ شخص سبکو کافر یا جاہل سمجہتا ہے
اللہ انکو گمراہ کو ہدایت دے اور امر حق کیطرف اوسکو پہیر دے پس ہم کہتے ہین کہ حقتعالی نے فرمایا ہے کہ دین خدا کے
نزدیک اسلام ہے اور فرمایا کہ جو شخص پیروی کرے گا اسلام سے سوا دوسرے دین کی پس ہرگز مقبول نہوگی اور فرمایا
کہ پس اگر توبہ کرین اور قائم کرین نماز اور ادا کرین زکوۃ تو چہوڑ دو تم اونکا راستہ اور دوسری آیت مین ہے کہ پس وہ
لوگ تمہارے دینی بہائی ہین ابن عباس نے کہا ہے کہ اس آیت نے حرام کر دئے ہین اہل قبلہ کے خون اور نیز کہا ہے کہ تم
خارجیونکی طرح مت ہو جاؤ کہ آیات قرآنیہ کو اہل قبلہ کے اوپر ڈہالنے لگو حالانکہ وہ نازل ہوئی ہین اہل کتاب و مشرکونکے باب مین پس خوارج نے اونکے
علم کو نہ جانا اور اونکی وجہ سے خونریزیان کرنے لگے اور مسلمانونکے مال لوٹ لئے اور اہل سنت پر گمراہی کا فتوے دیدیا

بما نزل فيه القرآن انتهى وكان ابن عمر يرى الخوارج شرار الخلق
قال انهم عمدوا الى آيات نزلت فى الكفار فجعلوها فى المسلمين رواه
البخارى عنه فحينئذ ذكر الله عزوجل ان الدين عند الله الاسلام
وقد قال النبى صلى الله عليه وسلم فى حديث جبريل فى الصحيحين الاسلام
ان تشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله الحديث وفى حديث
ابن عمر الذى فى الصحيحين بنى الاسلام على خمس شهادة ان لا اله الا الله
وان محمدا عبده ورسوله الحديث وفى حديث وفد عبد القيس امركم
بالايمان بالله وحده اتدرون ما الايمان بالله وحده شهادة ان لا
اله الا الله وان محمدا رسول الله الحديث وهو فى الصحيحين وغير ذلك
من الاحاديث وصف الاسلام بالشهادتين وما معهما من الاركان وهذا
اجماع من الامة بل اجمعوا ان من نطق بالشهادتين اجريت عليه احكام الاسلام
لحديث امرت ان اقاتل الناس ولحديث الجارية اين الله قالت فى السماء
قال من انا قالت رسول الله قال اعتقها فانها مومنة وكل ذلك فى الصحيحين
ولحديث كفوا عن اهل لا اله الا الله وغير ذلك قال ابن القيم اجمع
المسلمون على ان الكافر اذا قال لا اله الا الله وان محمدا رسول الله
دخل فى الاسلام انتهى ثم قال (فصل) اذا فهمتم ما تقدم فانكم
الان تكفرون من شهد ان لا اله الا الله وحده وان محمدا عبده
ورسوله واقام الصلوة واتى الزكوة وصام رمضان وحج البيت
مومنا بالله وملئكته وكتبه ورسله ملتزما لجميع شعائر الاسلام
وتجعلونهم كفارا وبلادهم بلاد حرب فنحن نسالكم من امامكم فى

اور لازم پکڑو تم قرآن کے شان نزول کے علم کو انتہی اور ابن عمر خارجیون کو بدترین خلق جانتے تہے اونکا قول ہے کہ خارجیون نے وانستہ جو آیتین کفار کے باب مین نازل ہوئی تہی اون کو مسلمانون پر چسپان کر دیا ہے روایت کیا اسکو بخاری نے ابن عمر سے پس اسی لئے حقتعالی نے ذکر فرمایا ہے کہ دین خدا کے نزدیک اسلام ہے اور نبی صلعم نے حدیث جبریل مین کہ صحیحین مین مذکور ہے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین ہے اور محمد خدا کا رسول ہے آخر حدیث تک اور ابن عمر کی حدیث مین جو کہ صحیحین مین مروی ہے مذکور ہے کہ اسلام بنا کیا گیا ہے پانچ پر گواہی دینا کلمہ طیبہ کی آخر حدیث تک اور وفد عبد القیس کی حدیث مین مذکور ہے کہ حکم کرتا ہون مین تمکو صرف خدا پر ایمان لانے کا کیا جانتے ہو تم کیا چیز ہے صرف خدا پر ایمان لانا گواہی دینا اس امر کی کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین ہے اور یہ کہ محمد خدا کا رسول ہے آخر حدیث تک اور یہہ اور اسکے سوا صحیحین کی اور حدیثون مین اسلام کو بیان کیا گیا ہے دونو گواہیون اور دوسرے ارکان کے ساتھ اور یہ اس امت کا اجماعی مسئلہ ہے بلکہ علماے امت نے اجماع کیا ہے کہ جس نے دونون شہادتون کا اقرار کر لیا اوس پر اسلام کے احکام جاری کئے جائینگے بسبب اس حدیث کے (مجہکو حکم کیا گیا ہے کہ لوگون سے جہاد کرون تا آخر) اور بسبب حدیث جاریہ کے کہا اوس کو خدا کہان ہے کہا لونڈی نے کہ آسمان مین ہے کہا کہ مین کون ہون کہا لونڈی نے کہ خدا کا رسول فرمایا حضرت نے کہ اسکو آزاد کر دے اسلئے کہ یہ مومنہ ہے اور یہ سب صحیحین مین موجود ہے اور بسبب اس حدیث کے (یا زرہو تم کلمہ گو لوگون سے) اور اسکے سوا دوسری حدیثین ہین ابن قیم نے کہا ہے کہ مسلمانون نے اجماع کیا ہے کہ کافر نے جبکہ کلمہ طیبہ کا اقرار کر لیا تو اسلام مین داخل ہوگیا انتہی پہر کہا (فصل) جبکہ تمنے سمجھ لیا جو کچھ کہ مذکور ہوا پس اب تم کافر کہتے ہو ایسے شخص کو جس نے گواہی دی کہ خداے یکتا کے سوا کوئی معبود نہین اور محمد اوس کا بندہ اور اوس کا رسول ہے اور قایم کیا نماز کو اور ادا کیا زکوۃ کو اور رمضان مین روزہ رکہا اور بیت اللہ کا حج کیا اس حال مین کہ وہ ایمان لایا ہے خدا پر اور اوس کے فرشتون پر اور اوس کی کتابون پر اور رسولون پر لازم پکڑے ہوے ہے تمام شعائر اسلام کو اور تم ایسے لوگون کو کافر بتاتے ہو اور اون کے شہرون کو دار الحرب کہتے ہو پس ہم تمسے پوچہتے ہین کہ اس باب مین تمہارا پیشوا کون ہے۔

ذلك وممن اخذتم هذا المذهب عنه فان قلتم كفرناهم لانهم مشركون بالله لانه سبحانه قال ان الله لايغفر ان يشرك به الاية وما فى معناها من الآيات وان اهل العلم قد عد و فى المكفرات من اشرك بالله قلنا الآيات حق وكلام اهل العلم حق ولكن اهل العلم قالوا فى تفسير اشرك بالله اى ادعى ان لله شريكا كقول المشركين هؤلاء شركاءنا وقوله تعالى ومانرى معكم شفعاءكم الذين زعمتم انهم فيكم شركاء واذا قيل لهم لا اله الا الله يستكبرون اجعل الالهة الها واحدا الى غير ذلك مما ذكره الله فى كتابه ورسوله واهل العلم ولكن هذه التفاصيل التى تفصلون من عندكم ان من فعل كذا فهو اشرك وتخرجونه من الاسلام من اين لكم هذا التفصيل استنبطتم ذلك بمفاهيمكم فقد تقدم لكم من اجماع الامة انه لايجوز لمثلكم الاستنباط الكم فى ذلك قدوة من اجماع او تقليد من يجوز تقليده مع انه لايجوز للمقلد ان يكفر ان لم يجمع الامة على قول متبوعه فبينوا لنا من اين اخذتم مذهبكم هذا ولكم علينا عهد الله وميثاقه ان بينتم لنا حقا يجب المصير اليه لنتبع الحق انشاء الله تعالى انتهى وقال فيه فى صفحه ٢٨ فصل قال ابن القيم فى شرح المنازل اهل السنة متفقون على ان الشخص الواحد يكون فيه ولايت لله وعداوة له من وجهين مختلفين ويكون محبوبا لله ومبغوضا من وجهين بل يكون فيه ايمان ونفاق وايمان وكفر ويكون الى احدهما اقرب من الاخر فيكون الى اهله كما قال تعالى هم للكفر يومئذ اقرب منهم للايمان وقال ومايومن اكثرهم بالله الا وهم مشركون فاثبت لهم تبارك وتعالى الايمان مع

اور کس سے تمنے اس مذہب کو لیا ہے پس اگر تم کہو کہ ہم نے اس لئے اون کی تکفیر کی ہے کہ یہہ لوگ مشرک ہین اور حق سبحانہ کا قول ہے کہ حق تعالی شرک کو نہ بخشیگا آخر آیت تک اور اس کے ہم معنی اور بہی آیتین ہین اور علماء نے مشرک کو کفار مین شمار کیا ہے ہم کہینگے کہ آیتین حق ہے اور علماء کا کلام حق ہے اور لیکن علماء نے مشرک کی تفسیر مین کہا ہے کہ خدا کے سوا دوسرے شریک کا دعوے کرے جیسا کہ مشرکون نے بتون کو کہا تہا کہ یہہ لوگ تمہارے شریک ہین اور مثل قول حق تعالی کے اور ہم نہین دیکہتے تمہارے ساتہہ تمہارے شرکا کو کہ جنکو تمنے اعتقاد کیا تہا کہ وے تمہارے باب مین شریک ہین اور جبکہ اون سے کہا جائے کہ کوئی معبود نہین ہے بجز خدا کے تو تکبر کرتے ہین کیا بنا دیا چند معبودون کو ایک معبود اس کے غیر اور اقوال ہین کہ خدا نے اپنی کتاب مین اور اوسکے رسول اور علماء نے اونکو بیان کیا ہے اور لیکن یہہ تفصیل مسئلے کہ جنکو تمنے اپنے ذہنون مین ثابت کیا ہے کہ جو ایسا کرے مشرک ہے اور اوسکو تم اسلام سے خارج کر دیتے ہو یہہ مسئلے تمہارے تراشیدہ تمکو کہان سے ملے ہین اسلئے کہ تمہارے لئے اجماع امت منقول ہوچکا ہے اس پر کہ تمہارے ایسے لوگون کو اجتہاد کرنا درست نہین ہے کیا تمہارے لئے اس باب مین کوئی اجماع یا تقلید اوس کی کہ جسکی تقلید درست ہے پیشوا ہے یا آنکہ مقلد کو جائز نہین ہے کہ اپنے پیشوا کے قول پر چلے اگر امت کا اوس قول کے خلاف پر اجماع ہو پس ہمکو بتا دو کہ تم نے اپنا یہہ مذہب کہان سے اخذ کیا ہے اور تمہارے لئے ہم اپنے اوپر خدا سے عہد و پیمان کرتے ہین کہ اگر ہمکو امر حق کہ جسکی اتباع واجب ہو جاتی ہے بتا دوگے تو انشاء اللہ تعالی ہم اوس امر حق کی اتباع کرینگے انتہی اور نیز اوسی کتاب کے صفحہ ۲۵ مین کہا ہے (فصل) ابن قیم نے شرح منازل مین کہا ہے کہ اہل سنت متفق ہین اسپر کہ ایک ہی شخص مین خدا کی محبت و عداوت دو جہت مختلف سے ہو سکتی ہے اور وہ خدا کا محبوب اور مبغوض دو وجہہ سے ہوجاتا ہے بلکہ اسمین ایمان و نفاق اور ایمان و کفر جمع ہوسکتا ہے اور وہ ایک کے دوسرے سے زیادہ قریب ہوتا ہے پس اوس کے اہل سے قریب تر ہوتا ہے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے کہ وے آسدن کفر کے زیادہ قریب ہین ایمان سے اور فرمایا (اور نہین ایمان لاتے اکثر اونکے خدا پر مگر اس حال مین کہ وہ مشرک ہین پس حق تبارک و تعالی نے اونکے لئے ثابت کیا ہے

مقارنة الشرك فان كان مع هذا الشرك تكذيب لرسله لم ينفعهم ما معهم من الايمان وان كان تصديق برسله وهم يرتكبون الانواع من الشرك لا يخرجهم عن الايمان بالرسل واليوم الاخر فهم مستحقون للوعيد اعظم من استحقاق اهل الكبائر وبهذا الاصل اثبت اهل السنة دخول اهل الكبائر النار ثم خروجهم منها ودخولهم الجنة لما قام بهم من السببين قال وقال ابن عباس فى قوله تعالى ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الكافرون ليس بكفر ينقل عن الملة اذا فعله فهو به كفر وليس كمن كفر بالله واليوم الاخر وكذلك قال طاؤس وعطاء انتهى كلامه وقال الشيخ تقى الدين كان الصحابة والسلف يقولون انه يكون فى العبد ايمان ونفاق وهذا يدل عليه قوله عز وجل هم للكفر يومئذ اقرب منهم للايمان وهذا كثير فى كلام السلف يبينون ان القلب يكون فيه ايمان ونفاق والكتاب والسنة يدل على ذلك ولهذا قال النبى صلى الله عليه وسلم يخرج من النار من كان فى قلبه مثقال ذرة من ايمان فعلم انه من كان معه من الايمان اقل قليل لم يخلد فى النار وان كان معه كثير من النفاق فهذا يعذب فى النار على قدر ما معه ثم يخرج انتهى الى ان قال فتامل هذا الفصل وانظر حكايتهم الاجماع من السلف ولا تظن ان هذا فى المخطى فان ذلك مرفوع عنه خطائه كما تقدم مرارا عديدة فانتم الان تكفرون باقل القليل من الكفر بل تكفرون بما تظنون انتم انه كفر بل تكفرون بصريح الاسلام فان عندكم ان من توقف عن تكفير من كفرتموه خائفا من الله تعالى

ایمان کفر کے ساتھہ پس اگر اس شرک کی ساتھہ رسولونکی تکذیب بہی اون مین ہے تو یہ ایمان اونکو نفع نہ دیگا
اور اگر رسولون کی تصدیق اونکو ہے اور وے انواع شرک کے مرتکب ہین تو وہ شرک اون کو ایمان
رسل و یوم جزا سے خارج نہ کرے گا پس وے مستحق ہین زیادہ وعید کے اہل کبائر سے اور اسی
دلیل سے اہل سنت نے ثابت کیا ہے اہل کبائر کا داخل ہونا آگ مین پہر اون کا آگ سے نکلکر جنت
مین جانا بسبب قائم ہونے دونون سبب کے اون مین کہا ابن قیم نے اور کہا ابن عباس نے
حق تعالی کے قول (اور جو کہ نہ حکم کرے مطابق خدا کے بہیجے ہوے کے پس وہ لوگ کفار ہین)
کی تفسیر مین کہ اس سے مراد وہ کفر نہین ہے کہ جس کے کرنے سے ملت اسلام سے نکلجائے پس
اسکے وجہ سے وہ کافر تو ہوگیا پر ایسا کافر نہین ہوا کہ جو خدا اور روز جزا کے انکار سے کافر ہوتا ہے
اور ایسا ہی کہا ہے طاؤس و عطا نے انتہی۔ اور کہا شیخ تقی الدین نے کہ صحابہ و سلف کا قول
ہے کہ بندہ مین ایمان اور نفاق جمع ہوجاتے ہین اور اسپر دلیل ہے یہ قول حق تعالی کا وے آجکے دن
کفر کے زیادہ قریب ہین ایمان سے اور یہ امر کلام سلف مین بکثرت منقول ہے اون کا بیان ہے۔
کہ قلب مین ایمان و نفاق جمع ہوتے ہین اور کتاب و سنت اس پر دلالت کرتی ہے اور اسی
وجہ سے نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ آگ سے نکلے گا جسکے دل مین ذرہ برابر ایمان ہوگا پس معلوم
ہوگیا کہ جو شخص اقل قلیل ایمان رکہتا ہے ہمیشہ آگ مین نہ رہے گا اگرچہ بہت سا نفاق رکہتا
ہو پس اوس کو آگ کا عذاب ہوگا بقدر اوس کے نفاق کے پہر آگ سے نکلجائے گا انتہی یہانتک
کہ کہا پس تامل کر تو اس فصل کو اور نظر کر اون کے اجماع سلف کی حکایت کو اور یہہ گمان مت کر
کہ یہہ حکم خطا کرنے والے مین ہے اس لئے کہ خطا کا گناہ تو پہلے سے معاف ہے جیسا کہ چند بار پیشتر
گذر چکا ہے پس اب تم کافر کہدیتے ہو خدا سے کفر کے وجہ سے ملکہ کا فرینا دیتے ہو اپنے خیالی
کفر کے وجہ سے ملکہ کا فر کہدیتے ہو صریح اسلام پر بہی اس لئے کہ تمہارے نزدیک
جو شخص توقف کرے کافر کہنے سے اوس کو کہ جس کو تم کافر جانتے ہو۔ خدا سے ڈرکر

فی تکفیر من رائی علیہ علامات الاسلام فهو عند کم کافر نسئل الله العظیم
ان یخرجکم من الظلمات الی النور وان یهدینا وایاکم الصراط المستقیم
صراط الذین انعم علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین انتهی
وقال فیه فی صفحہ ۱۲ فان قلت علی نفسه قتل الغالیة بل حرقهم بالنار وهم
مجتهدون والصحابة قاتلوا اهل الردة قلت هذا کله حق فاما الغالیة
فهم مشرکون زنادقة اظهروا الاسلام تلبیسا حتی اظهروا الکفر ظهورا جلیا
لا لبس فیه علی احد وذلک ان علیا رضی الله عنه لما خرج علیهم من باب کندة
سجدوا له فقال لهم ما هذا قالوا له انت الله فقال لهم انا عبد من عباد الله
قالوا بل انت هو الله فاستتابهم وعرضهم علی السیف وابوا ان یتوبوا فامر
بخد الاخادید فی الارض واضرم فیها النار وعرضهم علیها وقال لهم
ان لم تتوبوا قذفتکم فیها قالوا الآن تحققنا انک انت الله لان ما یعذب
بالنار الا الله فهذه قصة الزنادقة الذین حرقهم علی رضی الله عنه
ذکرها العلماء فی کتبهم فان رأیتم من یقول لمخلوق هذا
هو الله فحرقوه والا فاتقوا الله ولا تلبسوا الحق بالباطل ولا تقیسوا
المسلمین علی الکافرین بارائکم الفاسدة ومفاهیمکم الواهیة انتهی
(قلت) قوله رحمه الله فحرقوه علی سبیل التنزل والا فقد حققنا فی مقدمتنا
ان الاحراق بالنار لا یجوز لاحد سوی الله تعالی ولهذا رجع عنه علی رضی الله
تعالی عنه لما بلغه قول عبد الله بن عباس رضی الله عنهما فی هذا الباب
فالاستدلال بهذه القصة بعد ما ثبت الرجوع عنها لیس من داب العلماء وقد علم مما نقلناه فی
رد قوله هذا انه لیس من اهل الاجتهاد ولا یصلح لتجدید دین الله بین العباد

اوس شخص کی تکفیر ہین کہ جس مین علامتین اسلام کی دیکھی جاتی ہین پس وہ ہی تمہارے نزدیک کافر ہے ہم خداے بزرگ سے دعا کرتے ہین کہ تم کو اندھیرون سے اوجالے کے طرف نکال دے اور ہمکو اور تم کو راہ راست کی ہدایت فرماے راہ اون لوگون کا کہ جن پر اوس نے انعام فرمایا ہے یعنے انبیا و صدیقین و شہدا و صالحین انتہی۔ اور کہا اوس کے صفحہ (۱۲) مین پس اگر کہے تو کہ خود علیؓ نے فرقۂ غالیہ کو قتل کیا بلکہ اون کو آگ مین جلا دیا اور وہ مجتہد تھے اور صحابہ نے مرتدون سے جہاد کیا مین کہونگا یہہ سب حق ہے لیکن غالیہ پس وہ تو مشرک زندیق تھے انہون نے مکر سے اسلام کو ظاہر کیا تھا یہانتک کہ آخرکار کفر کو بالکل ظاہر کر دیا کہ جس مین کسیکو شبہہ نہین رہا اور اس کا بیان یہہ ہے کہ علیؓ نے مبکہ کندہ کے دروازے سے اونپر گذرے تو اون لوگون نے اونکو سجدہ کیا پس حضرت امیر نے اون سے کہا کہ یہہ کیا حرکت ہے اونہون نے کہا کہ تو خدا ہے پس آپ نے فرمایا کہ مین تو خدا کے بندون مین سے ایک بندہ ہون اونہون نے کہا بلکہ توہی خدا ہے پس آپ نے اون سے توبہ طلب کی اور تلوار اون کو دکھائی او نہون نے توبہ سے انکار کیا پس آپ نے خندقین کہودنے کا حکم دیا اور اون مین آگ گرم کرائی اور اونکو اوسپر لا کر کہا کہ تم اگر توبہ نکروگے تو مین تمکو ان خندقون مین ڈالدونگا اونہون نے کہا کہ اب تو ہمکو ثابت ہوگیا کہ توہی خدا ہے اسلئے کہ آگ سے خداہی عذاب دیتا ہے پس یہ قصہ ہے اون بیدینون کا کہ جنکو حضرت علیؓ نے جلایا تھا اسکو ذکر کیا ہے علماء نے اپنی کتابون مین پس اگر تم دیکھو کسیکو کہ مخلوق کے حق مین ایسا کہتا ہے تو اوسکو جلادو ورنہ ڈرو خدا سے اور حق کو باطل سے نہ ملاؤ اور مسلمانون کو کافرون پر قیاس مت کرو اپنے فاسد آرا سے اور ردی خیالات سے انتہی مین کہتا ہون کہ قول اوس کا پس تم اوس کو جلادو بطور تنزل کے ہے ورنہ ہمنے مقدمہ مین ثابت کر دیا ہے کہ آگ جلانا بجز خدا کے کسیکو جائز نہین ہے اور اسیوجہ سے علیؓ نے اس سے رجوع کیا ہے جبکہ اونکو عبداللہ بن عباسؓ کا قول معلوم ہوا اس باب مین پس اس قصہ سے دلیل لانا رجوع ثابت ہونیکے بعد علما کی عادت سے خارج ہے اور ہمارے اس بیان سے معلوم ہوگیا کہ مصنف اہل اجتہاد سے نہین ہے اور نہ دین کی تجدید کی صلاحیت رکھتا ہے

بل لایخلو رایہ عن الفساد بل یفضی فی مواضع الی الزندقۃ والالحاد واللہ الھادی الی سبیل الرشاد (قال) لایستطیع احد من الانام ان یری اللہ تعالی فی دار الدنیا الا فی المنام او فی القلب بحقیقۃ الایمان بالرب قال ذو الجلال انہ تعالی ولما جاء موسی لمیقاتنا وکلمہ ربہ قال رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی الآیۃ اقول ومن اللہ التوفیق قد تمسک فی ہذہ الباب بالآیۃ وبقول الحسین بن علی رضی اللہ تعالی عنھما فی قنوت الوتر اللھم انک تری ولا تری وانت بالمنظر الاعلی الحدیث وبقول الحسن بن علی رضی اللہ تعالی عنھما رائیت البارحۃ فی مناحی عجبا رائیت الرب تعالی فوق عرشہ الحدیث مومیا بفحوی ہذین الاثرین الی کونہ تعالی فی الجھۃ الفائقۃ وہذا ایضا باطل مخالف لما علیہ المحققون کما قال الامام النوویؒ فی شرح مسلم اعلم ان مذھب اھل السنۃ باجماعھم ان رویۃ اللہ تعالی ممکنۃ غیر مستحلیۃ عقلا فبطل قولہ لایستطیع احد من الانام ان یری اللہ تعالی فی دار الدنیا) لان سلب الاستطاعۃ یتبادر منہ سلب الامکان وھو مخالف الاجماع والآیۃ التی تمسک بھا ایضا یرشد الی الامکان لان موسی علیہ السلام طلب الرویۃ منہ تعالی فلو کانت مستحیلۃ لما طلب لان طلب المحال سفاھۃ واجاب تعالی عن سوالہ علیہ السلام بانک لن ترانی ولو کانت مستحیلۃ لاجاب بانک لن تستطیع ان ترانی) ثم قال الامام النوویؒ بعد ذلک القول واجمعوا ایضا علی وقوعھا فی الآخرۃ وان المومنین یرون اللہ تعالی دون الکافرین ثم مذھب اھل الحق ان الرویۃ قوۃ یجعلھا اللہ تعالی فی خلقہ ولایشترط فیھا اتصال الاشعۃ ولا مقابلۃ المرئی ولا غیر ذلک لکن جرۃ العادۃ فی رویۃ بعضنا بعضنا بوجود ذلک علی جھۃ الاتفاق لا علی سبیل الاشتراط وقد قرر ائمتنا المتکلمون

اس سلئے کہ مصنف کی رائے فساد سے خالی نہین ہے بلکہ بہت سے مقامات مین زندقہ والحاد کے طرف
مفضی ہے اور خدا ہی رہنما ہے راہ حق کا (کہا مصنف نے) نہین طاقت رکہتا ہے کوئی شخص مخلوق مین سے
کہ دیکہے حقتعالی کو دنیا مین بجز خواب کے یا دل مین ایمان پروردگار کی حقیقت سے فرمایا حقتعالی نے اور جبکہ آیا موسیٰ ہمارے
وقت معینہ پر اور کلام کیا اوس سے اوسکے رب نے کہا اے پروردگار مجہکو نظر آ کہ مین دیکہون تجہکو فرمایا کہ تو مجہکو ہرگز نہ دیکہیگا
آخر آیت تک انتہی مین کہتا ہون اور توفیق خدا ہی کے طرف سے ہے کہ مصنف نے دستاویز بنایا ہے اس باب مین آیت
مذکورہ کو اور قول حسین بن علیؓ کو کہ قنوت وتر مین وارد ہے (انکہ اجیشک تو دیکہتا ہے اور نہین دیکہا جاتا ہے اور تو نظرگاہ
بلند مین ہے آخر حدیث تک اور قول حسن بن علیؓ کو کہ دیکہا مینے کل کی رات اپنے خواب مین امر عجیب کو دیکہا مینے حقتعالی کو
اوسکے عرش پر آخر حدیث تک ان دونون اثر کے مضمون سے مصنف نے اشارہ کیا ہے حقتعالی کے جہت فوق مین
ہونے کے طرف اور یہہ ہی باطل ہے مخالف ہے مذہب محققین کے چنانچہ امام نوویؒ نے مسلم کی شرح مین فرمایا ہے۔
(جاننا چاہئے کہ تمام اہلسنت کا مذہب بالاجماع یہ ہے کہ عقلاً حقتعالی کو دیکہنا ممکن ہے کچہہ آپمین اختلاف نہین ہے) دیل اس سے
باطل ہوگیا مصنف کا یہہ کہنا کہ نہین دیکہہ سکتا ہے کوئی شخص مخلوق سے حقتعالی کو دنیا مین)
اس سلئے کہ سلب استطاعت سے مقیا ور سلب امکان ہے اور وہ مخالف اجماع امت ہے اور جس
آیت کو مصنف نے دستاویز بنایا ہے وہ ہی امکان رویت کے طرف رہنمائی کرتی ہے اس سلئے
کہ موسیٰ نے حقتعالی سے دیکہنے کو طلب کیا پس اگر رویت الہی محال ہوتی تو موسیٰ طلب نہ کرتے
اس سلئے کہ محال کو طلب کرنا بے عقلی ہے اور اوسکے سوال کا جواب حق تعالے نے فرمایا کہ تم ہرگز نہ
دیکہو گے اور اگر محال ہوتی تو یون جواب دیتا کہ تم ہرگز نہ دیکہہ سکوگے پہر امام نوویؒ نے قول مذکور کے بعد
فرمایا اور نیز اہلسنت نے اجماع کیا ہے رویت الہی کے واقع ہونے پر اور اسپر کہ مومن خدا کو دیکہینگے کافر نہ دیکہینگے
پہر اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ دیکہنا ایک قوت ہے کہ جسکو حقتعالے اپنی مخلوق مین پیدا کرتا ہے اور اوسمین شعاعونکا
ملنا اور شئے مرئی کا مقابلہ وغیرہ شرط نہین ہے لیکن ہمارے آپمین دیکہنے کے واسطے عادت جاری ہوگئی
ہے ان امور کے ہونے پر اتفاقی طور سے نہ کہ شرط ہونے کے طریق سے اور اوسکو ہمارے ائمہ متکلمین سے

ذلک بل لا الالہ الجلیلہ ولا یلزم من رویتہ اللہ تعالی اثبات جھۃ تعالی عن ذلک
بل یراہ المومنون لا فی جھۃ کما یعلمونہ لا فی جھۃ انتھی ملخصا وکما قال
الامام الحافظ ابو زراعۃ العراقی فی الغیث الھامع شرح جمع الجوامع رویۃ
المومنین لربھم فی الدنیا والآخرۃ متفق علیھا بین اھل السنۃ وقد تواترت
بہ الاحادیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودل علیھا قولہ تعالی وجوہ
یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ وقولہ تعالی کلا انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون
فانہ لما حجبھم فی الغضب دل علی انھم یرونہ فی الرضی وقولہ تعالی للذین
احسنوا الحسنی وزیادۃ ھی النظر الی وجہ اللہ الکریم کما بین
فی الصحیح وحدیث صھیب رضی اللہ تعالی عنہ والمخالف فی ذلک المعتزلۃ
فانکروا الرویۃ لاعتقادھم ان شرط المرئی ان یکون فی جھۃ واتصال
الشعاع بالمرئی فالرب تعالی منزہ عن الجھات ومذھب المتکلمین من اھل السنۃ
انہ علم یخلقہ اللہ تعالی فی نفس الرائی مقارنا للرویۃ ولا یشترط فی ذلک
اتصال الاشعۃ بینھما وقد ثبت لہ رویتہ من غیر شعاع فی قولہ علیہ الصلوۃ والسلام
انی اراکم من وراء ظھری کما اراکم من امامی وقد وافق المعتزلۃ علی انہ تعالی
یری عبادہ فھذا راء لیس فی جھتہ ووافق الجمھور علی ان الرب تعالی
یری نفسہ فھذا مرئی لیس فی جھتہ وقال الشیخ عزیز الدین بن عبد السلام
فی بعض فتاویہ اما رویتہ الرب فی الآخرۃ فانہ یری بالنور الذی یخلقہ اللہ تعالی
فی الاعین زائدا علی نور الاعین فان الرویتہ تکشف ما لا تکشف بہ العلم
ولو اراد الرب تعالی ان یخلق فی القلب نورا مثل نور الاعین لما اعجزہ ذلک
بل لو اراد ان یخلق نور الاعین فی الایدی والارجل لامکن ذلک انتھی

انہون دیا ہے اسیطرح حق تعالی اون سے ہمکلام ہوتا ہے اپنے قول علی بن سائل آوے پس حق تعالی اونسے بات
کرتا ہے اور وے حق تعالی سے بات کرتے ہین گویا کہ ایک ہی مجلس مین ہین اور حق تعالی کا حال بلندتر ہے انتہی علامہ حلبی نے
ابن تیمیہ کے رد مین کہا ہے کہ پہر اسکے بعد ہمارے شیخ ابوالحسن علی بن اسمٰعیل اشعری کو ذکر کیا اور یہہ کہ وہ کہتے ہین کہ رحمن
عرش پر مستوی ہوا اور ہم حق تعالی کے سامنے بات کرنے مین پیش قدمی نہین کرتے ہین بلکہ ہم کہتے ہین کہ مستوی ہوا بلا کیفیت
کے اور اس قول کو جو ابن تیمیہ نے ہمارے شیخ سے نقل کیا ہے یہہ تو بعینہ ہمارا دعوی اور ہمارا عقیدہ ہے لیکن ابن تیمیہ کی غرض اسکے
نقل کرنے سے میری نظر مین یہی ہے کہ وہ وہم دلانا چاہتا ہے اس امر کا کہ شیخ بہی جہت کے قائل ہین پس اگر یہی غرض ہے تو بیشک
ابن تیمیہ نے مبالغہ کیا ہے بہتان مین اور شیخ کا کلام تو اس بارہ مین یہہ ہے کہ اونہون نے فرمایا کہ خدا موجود تہا اور مکان نہ تہا پہر پیدا کیا عرش
و کرسی کو اور نہین محتاج ہوا مکان کا اور وہ مکان کو پیدا کرنے کے بعد بہی ویسا ہی ہے کہ جیسا مکان کو پیدا کرنے سے پہلے تہا اور شیخ رح
اور اونکے اصحاب کا کلام ابطال جہت مین اسقدر ہے کہ جسکا ضبط کرنا دشوار ہے انتہی پس اس سے معلوم ہوگیا کہ شیخ کردی کا کلام حق سے
بہکا ہوا ہے اور اوسکا اپنے اس کلام کو شیخ اشعری کے کلام کی تلخیص قرار دینا جو کہ اہل سنت کا شیخ ہے عقائد مین ناشی ہے
سوء فہم و قلت تدبر سے پس تو سمجھ لے اور غافلون مین داخل مت ہو اور لیکن دلیل لانا مصنف کا کلام الہی سے جو توارت مین ہے
ذکر مین خدا ہون اپنے بندونکے اوپر اور میرا عرش میری مخلوق کے اوپر ہے اور مین اپنے عرش کے اوپر ہون آخر تک پس اسمین بہی
ایسا ہی فوقیت سے مراد اس قول مین اور اسکے نظائر مین وہ فوقیت ہے کہ جو شان حق کے لایق ہے نہ کہ وہ جو ظاہر معنے کے
اقتضا سے ہے کیونکہ وہ اجسام کی صفات مین داخل ہے اور حق تعالی صفات اجسام سے پاک ہے اور لیکن قول مصنف کا کہ
اسی شان کے قبیل سے ہے نزول اور عروج اور اسی شان کے سبب سے دعا مین ہاتہون کو آسمان کیطرف اوٹہایا جاتا ہے پہر
دلیل لانا مصنف کا آیت مذکورہ کی تفسیر سے باین طور کہ حق تعالی حضرت صلعم کو عرش پر اپنے ساتہ بٹہلا ئیگا اور حدیث معراج
سے شب معراج مین اور سجدے اور دعا کے لئے ہاتہ اوٹہانے اور آتش جہنم مین قدم رکہنے اور اہل موقف کے لئے کئی طرح
کی صورتون مین کہ بعض اون سے اجنبی ہونگے کہ بعض پہچانے جائینگے متغیر ہوے اور جنت مین دیدار الہی ہونے سے جیسا
کہ صحیح اخبار مین وارد ہوا ہے پس غیر مقبول ہے اسلئے کہ یہہ تمام صفات تحقیق متشابہات ہین اور اونکا چند بار ذکر گذر چکا ہے کہ اونکے لئے
تاویلین ہین کہ جنکو تعیینی طور پر خدا ہی جانتا ہے اور اونکو اونکے ظاہری معانی پر محمول کرنے سے تاویل کی نفی لازم آتی ہے — اور

وهو معنى الغافل التنزيل ومن حكم على خلاف التنزيل فهو من الفسقاين ومسلك اهل
الرسوخ في العلم الايمان بها كما وردت مع القطع مطرفة عن ظواهرها وما هو المراد منها
لا يعلمه الا الله واما اهل الزيغ فيتبعونها ابتغاء الفتنة وابتغاء تاويلها وقد رد عليهم الحق
سبحانه بقوله وما يعلم تاويله الا الله وجمعوها من مواضعها المتفرقة في الآيات والاحاديث
في موضع واحد للايهام والابرام والتلبيس على الافهام كما قال الامام حجة الاسلام في الجام
العوام ان هذه الكلمات اي الكلمات المذكورة في الصفات المتشابهة ما جمعها رسول الله
صلى الله عليه وسلم دفعة واحدة وما جمعها المشبهة وقد بينا ان لجمعها من التاثير
في الايهام والتلبيس على الافهام ما ليس لاحادها المتفرقة وانما هي كلمات لهج بها رسول الله
صلى الله عليه وسلم في جميع عمره في اوقات متباعدة واذا اقتصر منها على ما في القرآن
والاخبار المتواترة رجعت الى كلمات يسيرة معدودة وان اضيفت اليها الاخبار
الصحيحة فهي ايضا قليلة وانما كثرت بالروايات الشاذة الضعيفة التي لا يجوز
التعويل عليها ثم ما تواتر منها ان صح نقلها عن العدول في احاد كلمات وما ذكر
صلى الله عليه وسلم كلمة منها الا مع قرائن واشارات تزول معها ايهام التشبيه
وقد ادركها الحاضرون في المشاهدون فاذا انقل الالفاظ السابقة تبقيد سبر
الله تعالى عن قبول هذه الظواهر ومن سبقت معرفته بذلك كانت تلك
المعرفة له ذخيرة راسخة في نفسه مقارنة لكل ما يسمع فيمحى منه الايهام
انمحاقا لا اشك فيه انتهى هكذا في التنبيه وهذا الكلام للامام حجة الاسلام في
غاية الاحكام ونهاية الاهتمام لتقريب المرام من تقرير عقائد الاسلام الى
افهام الخواص والعوام حيث يتيسر منه للزكي الافهام وللغبي الالجام فلله دره
وبره وعليه اجره وذخره ولما استدل المصنف على دعاويه الباطلة بهذا الكتاب

اور یہہ امر قران کے خلاف ہے اور جو شخص قران کے خلاف علم کرے فاسق نہین داخل ہے اور علماے راسخین کا مسلک متشابہات
پر ایمان لانا ہے جسطرح پر کہ اونکا وارد ہوا ہے ساتہہ یقین کے اسپر کہ وہ اپنے ظاہری معانی سے پہیری ہوئی ہین اور جو کچہہ اونکی
مراد ہے اوسکو خدا ہی جانتا ہے اور جو لوگ کہ کجرو ہین متشابہات کے درپے ہوتے ہین فتنہ کی خواہش اور اونکی تاویل کے
تجسس کیواسطے حالانکہ اونہون نے سبحانہ نے اپنے اس قول سے کہ اونکی تاویل خدا ہی جانتا ہے اعتراض کر دیا ہے اور متشابہات
کو اونکے مختلف مقامات سے جو کہ آیات و احادیث مین ہین لیکر یہہ لوگ ایک مقام مین جمع کر دیتے ہین وہم مین ڈالنے اور اپنا عقیدہ
پختہ کرنے اور مخلوق کے افہام پر پردہ ڈالنے کے غرض سے جیسا کہ امام حجۃ الاسلام نے الجام العوام مین فرمایا ہے کہ یہہ کلمات یعنی
جو کہ صفات متشابہات کے باب مین مذکور ہین انکو رسول خدا صلعم نے ایک مرتبہ جمع نہین کیا ہے اور مشبہہ فرقہ نے انکو جمع
کر دیا ہے اور ہم بیان کر چکے ہین کہ انکے جمع کرنے مین وہم والنے اور افہام کے اوپر پردہ ڈالنے کے حق مین اسقدر تاثیر ہے
کہ جو انکے علحدہ علحدہ ہونے مین نہین ہے یہہ تو چند کلمات ہین کہ جنکو رسول خدا صلعم نے اپنی تمام عمر مین دور دراز مدتون مین جدا
جدا بیان فرمایا ہے اور جبکہ قران و احادیث متواترہ ہی کے متشابہات پر بس کیا جاے تو یہہ رجوع ہو جائیگی چند قلیل کلمات کیطرف
اور اگر احادیث صحیحہ کو بہی ملا لیا جاے تب بہی تہوڑے سے کلمات ہونگے انکی کثرت ہوتی ہی شاذ و ضعیف روایات کے وجہ سے
کہ جنپر اعتماد کرنا ناجائز ہے پہر جسقدر متشابہات کہ متواتر ہین اگر اونکا نقل کرنا ثقہ لوگون سے ثابت ہے تو وہ گنتی کے کلمات ہین
اور انہین سے کسی کلمہ کو رسول خدا صلعم نے بدون ایسے قرائن و اشارات کے نہین ذکر فرمایا ہے کہ جنسے تشبیہ کا وہم زائل ہو جاتا ہے
اور ماون قرائن و اشارات کو حاضرین و مشاہدین نے معلوم کر لیا تہا پہر جب یہہ الفاظ اون قرائن سے علحدہ ہو کر نقل کئے گئے
تو ابہام تشبیہ کا پیدا ہو گیا اور بہت بڑا قرینہ ابہام تشبیہ کے زائل ہونے کا پہلی معرفت ہے خداے تعالی کے مقدس
ہونیکے متشابہات کے ظاہری معانی سے اور جبکہ یہہ معرفت پہلی حاصل ہو گئی تو اوسکے لیے یہہ معرفت ایک ذخیرہ راسخ
ہو جائیگی کہ جو ہر ایک متشابہ کے علم سے مقارن ہوگی پس اس سے ابہام تشبیہ بالکل نیست نابود ہو جائیگا انتہی اسیطرح مذکور
ہے یہہ کلام تنبیہ مین اور امام حجۃ الاسلام کا یہہ کلام نہایت پختگی اور کمال استحکام پر مشتمل ہے عقائد اسلام کو عوام و خواص کے ذہن نشین کرنے
کے باب مین اسلیے کہ اس سے تیز طبع کو سمجہانا اور غبی کند ذہن کا آسان ہو جاتا ہے پس خدا ہی کیواسطے ہے اسکی خوبی اور بہلائی اور
اوسیپر ہے اسکا اجر اور ثواب اور جبکہ مصنف نے اپنے چہبیسویں دعوٰی میں چہارم سب کتاب میں۔

بما تمسك به ابن تيمية والذهبي وغيره من اتباع الحشوية في هذا الباب وقد اثر الاطناب ولختار الايجاب للعوام بوفور علمه ولانزاب فلا بد من ان نذكرهما هنا نبذا اسماً في التنبيه من الاجوبة الانيقة لادلة الحشوية قال المفتي العلامة في صفحه ٢٥٢ من التنبيه وهذا اوان ان ذكر اخبار المستدلين مع ماذكره المحدثون في شرحها ونبدأ بما استدل به ابن تيمية قال ح في الاحاديث الصحاح والحسان ما لا يحصى مثل قصة معراج رسول الله صلى الله عليه وسلم الى ربه قال الحلبي في رده ثم استدل من السنة بحديث المعراج ولم يرد في حديث المعراج ان الله فوق السماء او فوق العرش حقيقة ولا كلمة واحدة من ذلك وهو لم يسرد حديث المعراج ولا بين الدلالة منه حتى نجيب عنه فان بين وجه الاستدلال عرفناه كيف الجواب قلت روى البخاري في قصة ليلة اسري به عن انس بن مالك ر‌ض ودنا الجبار رب العزت فتدلى حتى كان منه قاب قوسين او ادنى فاوحى الله اليه فيما اوحى خمسين صلوة على امتك كل يوم وليلة ثم هبط حتى بلغ موسى فاحتبسه موسى فقال يا محمد ماذا عهد اليك ربك قال عهد الى خمسين صلوة كل يوم وليلة قال ان امتك لا تستطيع ذلك فارجع فليخفف عنك ربك وعنهم فالتفت النبي صلى الله عليه وسلم الى جبرئيل كانه يستشيره في ذلك فاشار اليه جبرئيل اى نعم ان شئت فعلا به الى الجبار فقال وهو مكانه يا رب خفف عنا الحديث قال ابن الجوزي في تفسيره وروى ابو سلمة عن ابن عباس ثم دنا قال دنا ربه فتدلى وهذا اختيار مقاتل قال دنا الرب من محمد صلى الله عليه وسلم ليلة اسري به فكان منه قاب قوسين او ادنى وقد كشفت هذا الوجه في المغني وبينت انه ليس كما يخطر بالبال من قرب الاجسام وقطع المسافة لان ذلك يختص بالاجسام والله منزه عن ذلك قال القسطلاني في المواهب اللدنيه وقربه سبحانه وتعالى

اور متشابہات کو اونکی ظاہری معانی پر حمل کرنے مین تکفیر اور توبہ کرانے کے زیادہ لایق ہین اون لوگون کی نسبت کہ جنہون نے ملائکہ کی تاویل کی ہے برخلاف مقتضی آیات واحادیث کے اس سلئے کہ حقتعالی کو پاک جاننا اون صفات سے جو اوسکے لایق نہین ہین بہتر اور بڑہ کر ہے فرشتون کو پاک جاننے سے اون صفات سے جو اونکے لایق نہین ہین اور ہم نہ انکو کافر کہتے نہ انکو بلکہ ہم کہتے ہین کہ یہ لوگ سبکے سب گمراہی پر ہین اور ہدایت علیحدہ ہین اِنکو خدا بچالے گمراہی سے اور شفا بخشے اس مہلک عارضے سے اور تعریضاً اسوجہ سے کہ مصنف نے زہرہ کا قصہ ملائکہ کے ذکر مین داخل کر دیا اور یہ سمجہا کہ یہ قصہ ملائکہ پر عیب لگاتا ہے اور اونکے امر کو ذلیل کرتا ہے اور محققین نے اس قصہ کو اسرائیلیات کی اباطیل سے شمار کیا ہے اور جا بچنے والے علما اسکے موضوع ہونیکی تصریح کی ہے اور ہم پہلے مصنف کی عبارت کو کہ جسمین اس قصہ کا ذکر ہے نقل کرتے ہین اوسکے بعد اس قصہ کے متعلق محققین کے اقوال کو ذکر کرینگے اور خداہی ہمارا توفیق دینے والا اور مددگار رب ہے اور اوسیکی ہم عبادت کرتے ہین اور اوسی سے مدد طلب کرتے ہین کہا مصنف نے صفحہ (۸۰۱) مین (اور علی سے مروی ہے حقتعالی کے قول (اور جو کچہ اوتارا گیا بابل مین ہاروت و ماروت دو فرشتون پر) کی تفسیر مین کہا اونہون نے کہ وہ دونو دو فرشتے ہین آسمانکے فرشتون مین سے روایت کیا اسکو ابن ابی حاتم نے کہا سیوطی نے اتقان مین کہ مینے جدا بیان کیا ہے ان دونون کا قصہ ایک جزء مین اور عبد بن حمید مروی ہے کہ سنا مینے علی سے کہ وہ ایک گروہ سے بیان کرتے تہے کہ یہ زہرہ کہ جسکو عرب زہرہ کہتے ہین اور عجم اناہید کہتے ہین دو فرشتون کے پاس آئی کہ جو فیصلہ کیا کرتے تہے لوگون کے معاملات کا پس اوسمین سے ہر ایک نے دل مین اپنے صاحب کے اس سے ارادہ کیا اور ایکنے دوسرے سے کہا کہ ای بہائی میرے جی مین ایک بات ہے مین اوسکو بیان کیا چاہتا ہون اوسنے کہا کہ ای بہائی بیان کر شاید میرے جی مین بہی وہی بات ہے کہ جو تیرے جی مین ہے پس اس بات مین دونون متفق ہوگئے پس اوس عورت نے اون دونو سے کہا کہ تم دونون کیا نہ بتا دوگے مجہکو جس چیز سے کہ تم آسمان کیطرف آمد و رفت رکہتے ہو اونہونے کہا کہ خدا کے اسم اعظم سے ہم اوترتے اور چڑہتے ہین پس عورت نے کہا کہ مین تمہاری مراد پوری نہ کرونگی یہانتک کہ تم مجہکو اسم اعظم سکہا دو پس ایکنے دوسرے سے کہا کہ تو اسکو اسم اعظم سکہا دے دوسرے نے کہا کہ پہر خدا کے سخت عذاب سے ہمارا کیا حال ہوگا دوسرے نے کہا کہ ہم خدا کی وسعت رحمت سے امید مغفرت رکہتے ہین پہر اون نے اوس عورتکو اسم اعظم سکہا دیا۔ پس وہ آسمان کے طرف اوڑگئی اور ایک فرشتہ آسمان مین اوسکے چڑہنے سے گہبرایا اور اپنا سر جہکا لیا پس ابہی تک وہ بیٹہا نہ تہا کہ اوس عورت کو خدا نے ستارہ کی صورت مین مسخ کر دیا روایت کیا اسکو اسحٰق و عبد بن حمید نے اور ابن ابی الدنیا نے عقوبات مین اور ابن جریر نے اور ابو الشیخ نے

فی العظمہ والحاکم وصححہ ولاسحق بن مزو دیہ عن علی قال قال رسول اللہ صلی
علیہ وآلہ وسلم لعن اللہ ا زھرۃ فانہا ھی التی فتنت الملکین ھاروت وماروت انتہی
بذ ہ الاثار کلہا منقول من تفسیر دار المنثور فی جلد الاول من صفحہ ۹۱ الی صفحہ ۱۹۷
اقول بتوفیق اللہ تعالی وعونہ قال المفسر الفاضل والمحقق الکامل ابو محمد
عبد الحق الدہلوی فی مقدمتہ تفسیرہ الحقانی فی صفحہ ۹۱ ما نصہ باللغتہ وکذا
اب علم تفسیر دو جز سے مرکب ہوا ایک جز اصلی تو وہی تفسیر حقیقی دوسرا جز حل لغات
وبیان محاورات و دفع اشکالات وغیرہا علوم جز اول کو نقل کہتے ہین یہہ آثار
سلف واقوال قدما کے طرف مستند ہے جس کی شاخین معرفت ناسخ ومنسوخ
واسباب نزول ومقاصد آیات وشرح مجمل قرآنی ہے اس فن کے ائمہ طبری
اور واقدی اور ثعالبی وغیرہ معتبر ہین ان ابن جریر ابو جعفر طبری نے
کہ جنکا انتقال تین سو دس ہجری مین ہوا ہے اپنی کتاب مین کہ جسکو تفسیر
ابن جریر کہتے ہین ان منقولات کو جمع کر دیا ہے اور اسی طرح حافظ ابوبکر
عبد اللہ ابن ابی شیبۃ وغیرہ محدثین نے اپنی کتابون مین ان کو جمع کیا مگر
رطب ویابس صحیح وغلط ان مین سب کچہہ ہے کیونکہ اکثر روایات انہین
اہل کتاب سے منقول ہین اسلئے کہ جو اہل کتاب اسلام مین داخل ہوئے اونہون نے
وہ صحیح وغلط باتین کہ جو اون کی کتابون مین بھری پڑی تہین نقل کین
لوگون نے اون کو متبرک سمجہہ کر روایت کیا پہر کسی نے اونکو رواج دینے کیلئے
جناب نبی صلعم کے طرف اور کسی نے حضرت عبد اللہ بن عباس کیطرف اور کسی نے
کعب احبار اور وہب بن منبہ کیطرف منسوب کر دیا جلال الدین سیوطی کی
تفسیر در منثور بہی اسی قسم کی ہے اور اس وقت مخالفین یہود ونصاری وہنود

خطبت مین اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور اسحاق بن مردویہ کی روایت علی سے ہے کہ کہا اونہون نے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے لعنت کرے خدا زہرہ پر اس لئے کہ یہی ہے کہ جسنے ہاروت وماروت دو فرشتون کو فتنہ مین ڈالا ہے انتہی - مین کہتا ہون حق تعالیٰ کی توفیق و مدد سے کہ مفسر فاضل ومحقق کامل ابو محمد عبد الحق دہلوی نے مقدمہ تفسیر حقانی کے صفحہ ۱۳۹ مین اردو عبارت مین اس طرح بیان کیا ہے۔

اب علم تفسیر دو جز سے مرکب ہوا ایک جز اصلی تو وہی تفسیر حقیقی دوسرا جز مثل لغات وبیان محاورات ودفع اشکالات وغیرہا علوم جز اول کو نقلی کہتے ہین یہ آثار سلف واقوال قدماء طرف مستند ہے جس کی ساغین معرفت ناسخ ومنسوخ واسباب نزول ومقاصد آیات وشرح مجمل قرانی ہے اس فن کے ائمہ طبری اور واقدی اور ثعالبی وغیرہ مفسر ہوئے ہین ان ابن جریر ابو جعفر طبری نے کہ جنکا انتقال تین سو دس ہجری مین ہوا ہے اپنی کتاب مین کہ جس کو تفسیر ابن جریر کہتے ہین ان منقولات کو جمع کر دیا ہے اور اسیطرح حافظ ابو بکر عبد اللہ ابن ابی شیبہ وغیرہ محدثین نے اپنی کتابون مین ان کو جمع کیا مگر رطب ویابس صحیح وغلط ان مین سب کچھ ہے کیونکہ اکثر روایات ان مین اہل کتاب سے منقول ہے اس لئے کہ جو اہل کتاب اسلام مین داخل ہوے اور اونہون نے وہ صحیح وغلط باتین کہ جو اون کی کتابون مین بہری پڑی تہین نقل کین لوگون نے اون کو متبرک سمجھکر روایت کیا۔ پہر کسی نے اون کو رواج دینے کے لئے جناب نبی صلعم کے طرف اور کسی نے حضرت عبد اللہ بن عباس کے طرف اور کسی نے کعب احبار اور وہب بن منبہ کے طرف منسوب کر دیا جلال الدین سیوطی کی تفسیر در منثور بھی اس قسم کی ہے اور اسوقت مخالفین یہود ونصاریٰ نے

جو کچھہ اعتراضات قران اور اسلام اور پیغمبر علیہ السلام پر کرتے ہین اونکی
بنیا د انہین لغو روایات پر کہ جنکا اسلام مین کچھہ بہی اعتبار نہین اور قصہ زینب
اور تلک غرانیق العلی اور زمین و آسمان کی کائنات اور زمین کا سات طبق ہونا
اور ہر طبقے مین اسی قسم کی کائنات اور زمین کا بیل کے سینگ پر ہونا اور بیل کا
مچھلی پر ہونا اور اوس کے ہلنے سے زلزلہ آنا اور یاجوج و ماجوج کا ایک کان ایسا
اور ایک کان ایسا ہونا اور زہرہ کا قصہ وغیر ذلک من الاسرائیلیات سادہ لوح
محدثون کی خوش اعتقادی سے ہے اور بس ان علوم خمسہ مین اس قسم کی وہ غلط
اور لغو باتین ان راویون نے ملائی ہین کہ جن سے اصل مدعا قرآن کو بہی الٹ پلٹ
کر دیا خدا محققین کو جزائے خیر عطا کرے انہون نے کہرا کہوٹا پرکہا اور لغو اور بے اصل
باتون کو کتب تفاسیر سے خارج کیا انتہی بقدر الحاجۃ ومن شاء المزید فلیرجع الیہا
وایضا نقول ان ہذہ القصۃ ان ثبتت لثبتت باخبار الاحاد وحکمہا
قد مر فی المقدمۃ بانہا لا تصلح للاستدلال بہا فی باب العقائد لانہا
لا تفید الا الظن والصالح لاثبات العقائد لیس الا ما یفید الیقین
وہذا مما اتفق علیہ جمہور اہل السنۃ والشیعۃ وما یفید الیقین
فہو ایضا انما یثبت بہ العقائد اذا کان موافقا للعقل والنقل
من الکتاب والسنۃ المتواترۃ وہذہ القصۃ لیست کذلک
لانہا تنبئ عن احتیاج الملئکۃ الی الزواج ومیلہم الی السفاح
وخیانتہم فی امانتہ اللہ تعالی وغیرہا من الشنائع والقبائح التی
یہین شان الملئکۃ وینا قض کلام اللہ تعالی ویفعلون ما یومرون
اعاذنا اللہ تعالی من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا واللہ الموفق

اور ہر طبقے مین اسی قسم کی کائنات اور زمین کا بیل کے سینگ پر ہونا اور بیل کا مچھلی پر ہونا اور اوس کے ہلنے سے زلزلہ آنا اور یاجوج ماجوج کا ایک کان ایسا اور ایک کان ایسا ہونا اور زہرہ کا قصہ وغیرہ ذلک آ زقسم اسرائیلیات سادہ لوح محدثون کی خوش اعتقادی سے ہے اور بس ان علوم جنہ مین اس قسم کی وہ غلط اور لغو باتین ان راویون نے ملائی ہین کہ جن سے اصل مدعاے قرآن کو بھی اُلٹ پلٹ کردیا خدا محققین کو جزاے خیر عطا کرے انہون نے کھرا کھوٹا پرکھا اور لغو و بے اصل باتون کو کتب تفاسیر سے خارج کیا تمام ہوا بقدر حاجت۔ اور جو زیادہ تحقیق چاہتا ہو تو چاہیئے کہ مقدمہ مذکورہ کے طرف رجوع ہو اور نیز ہم کہتے ہین کہ یہ قصہ اگر ثابت ہوا تو اخبار احاد سے ثابت ہوگا اور اون کا حکم مقدمہ مین گذر چکا ہے۔ باین طور کہ اون مین صلاحیت دلیل ہونے کی نہین ہے عقاید کے لئے اس لئے کہ وہ مفید ظن ہین اور اثبات عقاید کے لئے وہ دلیل صلاحیت رکھتی ہے کہ جو مفید یقین ہو اور جمہور سنی و شیعہ کا اسی پر اتفاق ہے اور جو دلیل کہ مفید یقین ہے اوس سے بھی عقاید کا ثبوت جب ہوتا ہے کہ مطابق ہو عقل و کتاب و سنت متواترہ کے اور یہ دلیل ایسا نہین ہے اس لئے کہ اس سے ملائکہ کا محتاج ہونا زوجہ کے لئے اور اون کی خواہش طرف زنا کے اور اون کا خیانت کرنا حقتعالی کی امانت مین اور اس کے سوا دوسری برائیون اور قباحتون کا ثبوت ہوتا ہے کہ جن سے شان ملائکہ کی اہانت ہوتی ہے اور خدا کے اس کلام (اور وہ کرتے ہین جو کچھہ اون کو حکم ہوتا ہے) سے مخالفت لازم آتی ہے ہمکو خدا پناہ مین رکھے ہمارے نفسون کی بدیون سے اور ہمارے کامون کی برائیون سے اور خدا ہی توفیق دینے والا ہے۔

ثم لما فرغ عن بيان الايمان بملئكة الرحمن شرع فی بيان الايمان بكتب الرحمن و
استدل عليه بعدة ايات واحاديث واثار لايخلو اكثرها عن ضعف ولما كان
البحث فيها والكلام عليها يجري الى الاطالة ويقتضي الطوالة صفحنا
عن النظر فيها ولخصنا مجملتها ما كان مخالفا لعقيدة اهل السنة
والجماعة وموافقا لليهود والنصارى والشيعة واجبنا عنه بما هو حق عند
اهل السنة ارغاما لمن خالفهم مدعيا بانه منهم وناصر لمذهبهم ولو كان
كما زعم لما حكم فی هذا الكتاب خلاف ما هو الحق عندهم والصواب فنقول
بتوفيق الله تعالى دعونه قال المصنف فی هذا الباب فی صفحه ۲۰۲ من هذا الكتاب
وليعلم ان العبارات التی ينقلها رواة الاحاديث من التوراة والانجيل
يوجد بعضها الى الآن فی التوراة والزبور والانجيل وصحائف انبياء
بنی اسرائيل ويوجد بعض الفاظها متفرقة فی مواضع شتى وكثير منا
لايوجد الآن فی هذه الكتاب الموجودة فيحتمل ان اليهود والنصارى
اسقطوها على وفق عادتهم المعروفة التی اقربها المفسرون من النصارى
ويحتمل ان تكون تلك العبارات منقولة من كتب احاديث موسى
على نبينا وعليه السلام واحاديث انبياء بنی اسرائيل فان اهل الكتاب
يطلقون لفظ التوراة على تلك الكتب ايضا انتهى بقدر الحاجة
اقول هذا القول منه مخالف لما عليه جمهور الامة من اهل السنة والجماعة
لانه يشعر ان سائر الكتب السماية التی نزلت قبل القران موجودة فی هذا
الزمان وايضا لها مفسرون ولاحاديث من نزلت عليها من الانبياء السابقين
محدثون وهذا انما يتم اذا ثبت تواتر النقل وبقاء الاسناد فيهم كما هو ثابت فينا و

پہ جبکہ فارغ ہوا مصنف ایمان سے باکہ رحمان کے بیان سے شروع کیا بیان ایمان بکتب الرحمن کو اور اوس پر دلیل دلایا چند آیات واحادیث وآثار سے کہ اکثر اون کے ضعف سے خالی نہین ہین اور جبکہ اون مین بحث کرنا اور اونپر کلام وارد کرنا باعث اطالت وموجب طوالت تہا لہذا ہمنے اون مین نظر کرنے سے درگزر کیا اور اون مین سے ہمنے اون دلائل کو چن لیا کہ جو اہل سنت کے عقیدہ کے مخالف تہے اور یہود ونصاری وشیعہ کے موافق تہے اور اون کا جواب جو اہل سنت کے نزدیک حق تہا ہمنے درج کیا اون کے مخالف کو خاک مین ملانے کی غرض سے جو کہ دعوے کرتا ہے کہ مین اونمین سے ہون اور اونکے مذہب کا مددگار ہون اور اگر وہ ہوتا جیسا کہ اوس کا دعوے ہے تو اس کتاب مین مذہب اہلسنت کے خلاف کا حکم نہ کرتا پس ہم کہتے ہین حقتعالی کی توفیق ومدد سے کہا مصنف نے اس کتاب کے صفحہ ۲۰۲ مین اور جاننا چاہیئے کہ ان عبارتون کو روات احادیث توراۃ وانجیل سے نقل کرتے ہین بعض اون مین سے اسکتب توراۃ وزبور وانجیل وصحائف انبیائی بنی اسرائیل مین موجود ہین اور بعض کے الفاظ متفرق طور پر مختلف مقامات مین پائے جاتے ہین اور بہت اون مین سے اب ان کتب موجودہ مین نہین پائے جاتے پس احتمال ہے اس کا کہ یہود ونصاری نے اون کو ساقط کر دیا ہے اپنی عادت مشہورہ کے موافق کہ جس کا نصاری کے معنیین نے اقرار کیا ہے اور یہہ بہی احتمال ہے کہ وہ عبارتین موسیٰ وانبیائے بنی اسرائیل کی حدیثون کی کتابون سے منقول ہون اس لئے کہ اہل کتاب توراۃ کا لفظ اون کتابون پر بہی اطلاق کرتے ہین تمام ہوا کلام مصنف کا بقدر حاجت کے مین کہتا ہون کہ مصنف کا یہہ قول مخالف ہے مذہب جمہور امت واہل سنت والجماعت کے اس لئے کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام آسمانی کتابین کہ جن کا نزول قرآن کے پہلے ہوا ہے اس زمانہ مین موجود ہون۔ اور نیز اون کے لئے تغیر کرنے والے ہین اور جن انبیا پر وہ نازل ہوئی ہین اون کی حدیثون کیلئے محدثین ہین اور یہہ قول جبہی راہو سکتا ہے کہ جب تواتر نقل وبقائے اسناد اونمین ثابت ہوجائے جیسا کہ ہم مین

ليس الامر كذلك ويتضح ذلك مما نص عليه صاحب قوت القلوب حيث
قال فيه فی صفحہ ١٣ ومما فضل الله تعالیٰ به هذه الامة على سائر الامم وخصها به
ثلاثة اشياء بتبقية الاسناد فيهم یأثره خلف ان سلف متصلا الی نبینا صلی الله
علیه وسلم الی من خلا من علمائنا وانما كانوا فيهم يستنسخون الصحف كلما
اخلقت صحيفة جددت فكان ذلك اثر العلم فيهم والثانية حفظ كتاب
الله المنزل عن ظهر غيب وانما كانوا يقرأون كتبهم نظرا ولم يحفظ
جميع كتاب انزله الله تعالیٰ قط غير كتابنا هذا الا ما الهمه الله تعالی
عزيرا من التوراة بعد ان كان بختنصر احرق جميعها عند احراق بيت
المقدس فلذلك قال سبط من اليهود انه ابن الله عز عن ذلك
علوا كبيرا لما خصه به وافرده من حفظ جميع التوراة والثالث كل مؤمن
من هذه الامة يسئل عن علم الايمان ويسمع قوله ويوخذ من رائه وعلمه
مع حداثة سنه ولم يكونوا فيما مضى يسمعون العلم الا من الاحبار
والقسيسين والرهبان لا غيره من الناس انتهى فعلم ان الاسناد من خصائص
هذه الامة وكيف يصح الحكم بكون كتبهم السماوية وكتب احاديثهم النبوة
موجودة فی هذه الزمان ان هذا الا زعم فاسد ورای کاسد نشأ من قلب
جاحد وحاسد ثم قال المصنف فی صفحہ ٦ من كتابه هذا وفرقة اخرى يدعون
ان التوراة والزبور والانجيل وغيرها فقدت من الدنيا وليس فی هذ الکتب منها
حرف واحد فهم يشنعون فی رسائلهم تشنيعا عظيما على آيات هذه الكتب
الموجودة لاجلها فی زعمهم من تصنيفات اليهود والنصارى فتارة
يعمدون الى الآيات المتشابهات ويبتغون منها الفتنة ويقولون يلزم منه

ثابت ہے اور حالانکہ ایسا نہین ہے اور یہہ ظاہر ہوتا ہے اوس بیان سے کہ جسپر تصریح فرمائی ہے صاحب
قوت القلوب نے چنانچہ اوس کے صفحہ ۲۰۳ مین کہا ہے (اور منجملہ اون امور کے کہ جنکی وجہ سے حقتعالی نے
اوس امت کو اور امتون پر بزرگی بخشی ہے اور اسی امت کو اون کے ساتھہ خصوصیت عطا کی ہے تین چیزین ہین
باقی رکہنا اسناد کا اس امت مین کہ نقل کرتا ہے خلف سلف سے تا بہ نبی صلعم اور ہمارے ویگر علما تک اور اگلی
امتون مین صحیفون کو لکہہ لیتے تہے جب ایک صحیفہ پرانا ہو جاتا پہر اوس کی نقل لیکر نیا کر لیا جاتا پس اونمین یہی
علم کا نشان تہا دوسری فضیلت اس امت کی بر زبان کرنا ہے کتاب اللہ کا اور اگلی امتون مین ناظرہ پڑہتے تہے
اپنے کتب سماویہ کو اور کبہی اون مین کوئی کتاب سماوی بر زبان نہین کی گئی بجز ہماری اس کتاب مجید کے
مگر جس قدر توراۃ کا الہام کیا تہا حقتعالی نے عزیز علیہ السلام کو بعد اس کے کہ بخت نصر نے اوسکے کل نسخون کو
جلا دیا تہا بیت المقدس کے جلانیکے وقت مین پس اسیوجہ سے یہود کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ عزیز
خدا کا بیٹا ہے پاک ہے اس سے حقتعالی بہت پاک ہونا اس سبب سے کہ حقتعالی نے تمام توراۃ کو
یاد کرنیکے ساتھہ اون کو خصوصیت بخشی اور متفرد کیا اور تیسرا امر یہہ ہے کہ ہر مومن اس امت کا سوال کیا جاتا ہے
ایمان کے علم سے اور اوسکا قول سنا جاتا ہے اور اوسکی رائے علم پر عمل کیا جاتا ہے اگرچہ وہ کمسن ہو اور اگلے
علم کا مسئلہ اخبار وحبسن ڈرہبان ہی سے سنتے تہے نہ دوسرے لوگون سے انتہی پس معلوم ہوا کہ اسناد
اس امت کے خصائص مین سے ہے پس جبکہ اگلی امتون مین اسناد انتہی پہر امن کا حال کیونکر اس امت کے
حال پر قیاس کیا جاسکے اور کسطرح درست ہو حکم کرنا اون کی کتب سماویہ و کتب احادیث کے موجود ہونے کا
اس زمانہ مین یہہ تو زعم فاسد و رائے کاسد ہے کہ منکر یا حاسد کے قلب سے پیدا ہوئی ہو پہر کہا مصنف نے اپنی اس کتاب کے
صفحہ ۲۰۹ مین (اور دوسری جماعت دعویٰ کرتی ہے کہ توراۃ و زبور و انجیل وغیرہ دنیا سے ناپید ہو گئے ہین اور اون موجودہ کتابون مین
اونکا ایک حرف بہی نہین ہے پس یہہ لوگ اپنی کتابون مین بہت بڑی تشنیع کرتے ہین ان کتب موجودہ کی آیتون مین اس لئے کہ
اونکے زعم مین یہہ کتابین یہود و نصاریٰ کی تصانیف سے ہین پس کبہی تو قصد کرتے ہین آیات متشابہات کیطرف اور
اون سے فتنہ کو تلاش کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اس سے ایسا لازم آتا ہے ۔

كذا وكذا ولا يطلبون لها تاويلا صحيحا مع علمهم بان المثال هذه المتشابهات
موجودة فى القرآن العظيم تارة يعمدون الى الآيات المحكمات ويحرفون معانيها
الى غير مقاصدها مع وضوح معانيها ثم يشنعون عليها تشنيعا عظيما وتارة يدعون
التناقض فى آيات ليس فيها مظنة للتناقض فهم يدعون التناقض جهلا وعنادا
وتارة يشنعون على امثال ضربها الله تعالى لتفهيم عباده ويقولون الم يكن عند الله
مثال غير هذا وقد قال الله تعالى ان الله لا يستحي ان يضرب مثلا ما بعوضة فما
فوقها والاشياء التى هى محرمة فى شريعتنا اذا وجدوها غير محرمة فى شريعة سابقة
يشنعون تشنيعا عظيما على هذه الكتب الالهية مع علمهم بان كثيرا من الاشياء التى
هى محرمة فى شريعتنا لم تكن محرمة فى الشرائع السابقة فهؤلاء يخالفون القواعد الشرعية
ويتكلمون فى شان الكتب المنزلة بكلمات تقشعر منها جلود المومنين فان احتاجوا
فى تكفيرهم لاقرارهم باصل هذه الكتب وزعمهم فقدانها فلا شك انهم مبتدعون
بدعة عظيمة قاربوا بها الكفر اعاذنا الله من شرورهم انتهى بقدر الحاجة
اقول بتوفيق الله تعالى وعونه ما قال المصنف فى هذا القول فهو حكم منه قد
فرعه على ما قال فى القول السابق من ان الكتب السماوية السابقة موجودة
فى هذا الزمان وقد ابدع فى هذا الحكم حيث قرنه بما هو ممنوع ومحرم جدا
عندنا اهل السنة ولم يقل به صريحا ولم يفرعه مجردا على محض انكار وجودها
الآن وهذا الطور من الحكم يجرى على جل الاحكام الشرعية و
جملة الامور الاصلية والفرعية مثلا نقول الصلوة حرام فى حال السكر
والزكوة حرام من مال الغير وتلاوة القرآن حرام فى حال الجنابة
والسجدة حرام لغير الله تعالى والايمان حرام بالطاغوت والنكاح

اوراونکی صحیح تاویل کو طلب نہین کرتے باوجود اونکے جاننے کے اس امر کو کہ اس قسم کی متشابہات قرآن مجید مین بہی موجود ہین اور کبہی قصد کرتے آیات محکمات کی طرف اور اونکے معانی مین خلاف مقصود تحریف کرتے ہین یا آنکہ اونکے معانی کہلے کہلے ہین پہر اون پر تشنیع عظیم کرتے ہین اور کبہی تناقض کا دعوے کرتے ہین اون آیتون مین کہ جنمین تناقض کا مظنہ نہین ہے پس یہ لوگ نادانی وعناد سے دعوے تناقض کرتے ہین اور کبہی تشنیع کرتے ہین اون مثلون پر کہ جنکو حقتعالی نے اپنے بندون کو سمجہانے کے واسطے بیان کیا ہے اور کہتے ہین کہ کیا انکے سوا خدا کے پاس کوئی مثل نتہی حالانکہ حقتعالی نے فرمایا ہے کہ بیشک اللہ نہین شرماتا ہے اس سے کہ مثل بیان کرے کوئی مثل ہو مچہر ہو یا اوس سے اوپر کی چیز اور جو چیزین کہ ہماری شریعت مین حرام ہین جب اونکو یہہ لوگ پہلے کسی شریعت مین حلال پاتے ہین تو اون کتب الہیہ پر بڑی تشنیع کرتے ہین حالانکہ ان کو معلوم ہے کہ بہت سی چیزین ہماری شریعت مین حرام کیگئی ہین پہلی شریعتون مین حرام نتہی پس یہہ لوگ قواعد شرعیہ کے خلاف کرتے ہین اور کتب منزلہ کی شان مین ایسے کلمات بولتے ہین کہ جنکے سننے سے مومنونکے رونگٹے کہڑے ہوجاتے ہین پس اگر انکی تکفیر مین کوئی احتیاط کرے بسبب انکے اقرار کرنیکے ان کتابون کی اصل کا اور اعتقاد کرنیکے اونکے گم ہوجانے کا پس اسمین تو شک نہین ہے کہ یہہ لوگ بدعتی ہین بہت بڑی بدعت کے کہ جسکی وجہ سے قریب ہوگئے ہین کفر کے ہمکو خدا پناہ دے انکے شرون سے انتہی بقدر حاجت مین کہتا ہون خدا کی توفیق اور مدد سے کہ مصنف نے اس قول مین جو کچہہ کہا ہے یہہ ایک فتوی ہے اوس کا کہ جسکو نکالا ہے پہلے قول سے وہ یہہ کہ کتب سابقہ اس زمانہ مین موجود ہین اور اس فتوی مین ایک نادر صنعت یہ بہی کی ہے کہ اسکو متصل کیا ہے ایسے افعال سے کہ جو اہل سنت کے نزدیک قطعاً منع اور حرام ہین اور اس کو صاف طور پر او رجداگانہ مبنی نہ کیا محض اتنی بات پر کہ ان لوگونکو اس وقت کتب سابقہ کے وجود کا انکار ہے اور اس طور کا فتوی دیا جاسکتا ہے بڑے بڑے احکام شرعیہ پر اور تمام امور اصلیہ وفرعیہ پر مثلاً ہم کہتے ہین کہ نماز حرام ہے حالت سکر مین اور زکواۃ دینے حرام ہے مال غیر سے اور تلاوت قران حرام ہے جنابت کی حالت مین اور سجدہ کرنا حرام غیر اللہ کو اور ایمان لانا حرام ہے شیطان پر اور نکاح

حوالہ عن منکوحة الغیر التی زوجها هی وغیر ذلک من الامثلة فنقول ان
هذا الحکم منه علی منکری وجود الکتب السابقة الآن انما هو راجع الی
جمهور اهل السنة ومحققی هذه الامة ویتضح ذلک کما نص علیه المحقق المدقق
ابو محمد عبد الحق الدهلوی فی صفحہ ۲ من مقدمة تفسیره الحقانی حیث
قال بالهندیة (بعض نا انصاف عیسائی جو کسی غرض دنیاوی سے کرشٹین ہو گئے ہین
قرآن مجید پر یہہ اعتراض کرتے ہین کہ قرآن نے باوجودیکہ ان کتابون کی ازحد
تصدیق کی پیران بجات کی باتون کو اعنی الوہیت وغیرہا کو بڑے زور سے رد
کیا اس سے قرآن کا کتاب الٰہی ہونا معلوم نہین ہوتا چنانچہ پادری صفدر علی
نے نیاز نامہ مین اسی بات پر بڑا زور دیکر عیسائیون مین سرخروئی حاصل کی ہے
مگر یہہ اعتراض کیونکر وارد ہوسکتا ہے حالانکہ قرآن شریف نے ان کتابون کی کہ
جنمین یہہ ناپاک مضامین مذکور ہین کس جگہ سچ فرمائی ذرا بیان تو کیجئے کیا لوگون کی
وہ تالیفات جو صدہا سال بعد موسی وعیسی علیہم السلام کے ہوئی ہین تورات وانجیل
ہوسکتی ہین حاشا وکلا انتہی وفی هذا الکلام تصریح بلیغ علی ان هذه الکتب
الموجودة التی فی ایدی الیهود والنصاری فی زماننا هذا لیست
هی التی صدقها القرآن العظیم بل هی کما الفتها الیهود والنصاری بعد
قرون من زمن موسی وعیسی علیهما السلام فمنکر هذه الکتب الموجودة
کیف یکون مستحقا للحکم علیه بالکفر والبدعة العظیمة التی حکم
بها المصنف علیه اعاذنا الله من احکام الضالین وهفوات للمتعلین
ثم حقق کلامه المذکور انفا ذلک المحقق هکذا امر ضروری یہ ہے
کہ تورات وہ کتاب ہے کہ جو خاص حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی تہی اور زبور وہ

حرام ہے غیر کی منکوحہ سے کہ جس کا شوہر زندہ ہے اسکے سوا اور بہت سی مثالین ہین پس ہم سکتے ہیں کہ
مصنف کا یہہ فتوی منکرین وجود کتب سابقہ پر اس وقت مین درحقیقت راجع ہے جمہور اہل سنت کی طرف
اور محققین اس امت کی طرف اور یہہ امر واضح ہوتا ہے اوس کلام سے کہ جس کو بصراحت بیان کیا ہے
محقق مدقق ابو محمد عبد الحق دہلوی نے اپنی تفسیر حقانی کے مقدمہ کے صفحہ ۲۰۵ مین چنانچہ اردو زبان مین
کہا ہے (بعض ناانصاف عیسائی جو کسی غرض دنیاوی سے کرشٹین ہو گئے ہین قرآن مجید پر یہہ اعتراض
کرتے ہین کہ قرآن نے باوجودیکہ ان کتابون کی از حد تصدیق کی پھران نجات کی باتون کو یعنی الوہیت
وغیرہا کو بڑے زور سے رد کیا اس سے قرآن کا کتاب الٰہی ہونا معلوم نہین ہوتا چنانچہ پادری
صفدر علی نے نیاز نامہ مین اسی بات پر بڑا زور دیکر عیسائیون مین سرخروئی حاصل کی ہے مگر یہہ
اعتراض کیونکر وارد ہو سکتا ہے حالانکہ قرآن شریف نے ان کتابون کی کہ جنمین یہہ ناپاک مضامین مذکور
ہین کس جگہ مدح فرمائی و ذرا بیان تو کیجیے کیا لوگون کی وہ تالیفات جو صدہا سال بعد موسی و عیسی علیہم السلام
کے ہوئی ہین تورات و انجیل ہو سکتی ہین حاشا وکلا انتہی) اور اس کلام مین بہت بڑی تصریح ہے اسپر کہ
یہہ موجودہ کتابین جو اس زمانہ مین یہود و نصاری کے ہاتھون مین ہین وہ کتابین نہین ہین کہ
جنکی قرآن مجید نے تصدیق فرمائی ہے بلکہ یہہ تو یہود و نصاری کی تالیفات سے ہین موسی و عیسی
علیہم السلام کے بہت برسون بعد پس ان کتابون کا منکر کیونکر مستحق ہوگا کافر یا بدعتی کہے جانے کا
جیسا کہ مصنف نے فتوی دیا ہے ہمکو خدا پناہ مین رکھے گمراہون کے فتوون اور اہل بدعت کے
فضول باتون سے پھر اوسی محقق نے اپنے کلام مذکور کی تحقیق اس طرح پر بیان فرمائی (امر ضروری
یہہ ہے کہ تورات وہ کتاب ہے کہ جو خاص حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی تھی اور زبور

تاب ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا ہوئی تہی اور انجیل وہ کتاب ہو کہ جو
ت عیسیٰ پر نازل ہوئی تہی اور کچہہ صحیفے حضرت ابراہیمؑ وغیرہ انبیا پر نازل ہوئی
اس امر منصوص مین سنی شیعہ کل فرقے اسلام کے سلف سے لیکر خلف تک
ہین پس یہ کتاب جو موسیٰ کے بعد مین تصنیف ہوئی اور کچہہ مضامین تورات
کے یادداشت کے طور پر اوس مین درج کرکے تورات نام رکہا قطعی وہ تورات
کہ جس کا قرآن مین ذکر ہے اسیطرح وہ کتابین کہ جو حضرت عیسیٰ کے بعد لوگون نے
کی ہین اور اون مین حضرت عیسیٰ کے حالات و اقوال کو صحیح و غلط طور پر جمع
ہے کہ جس کو اب عیسائی انجیل متی و مرقس ولوقا و یوحنا کہتے ہین وہ انجیل نہین
قرآن مین ذکر ہے چنانچہ امام قرطبی نے اپنی کتاب اعلام مین اسکی تصریح فرمائی ہے
م رازی وغیرہ جمیع علماء اسلام اسکے قائل ہین بلکہ تمام امت محمدیہ مین یہ مسئلہ
لیہا ہے بخوف تطویل اقوال نقل کرنا مناسب نہین جانتا پس اب جو اہل کتاب
ورات و انجیل کو لئے پہرتے ہین اور اسکو اصل تورات و انجیل بتلاکر مسلمانون کو
لانے کے لئے مجبور کرتے ہین محض فریب ہے اس سے ہر ایماندار کو بچنا فرض ہے

وقال فی موضع اٰخر فی صفحہ ۱۷۸ منہا واضح ہو کہ یہہ بات ہمارے اور
ین کے نزدیک متفق علیہ ہے کہ یہہ چارون انجیلین نہ حضرت عیسیٰ کی تصنیف
ون کے عہد مین لکہی گئی ہین پس ہمکو تو بحث کو اسی جگہ تمام کردینا چاہیئے تہا
س انجیل کے اہل اسلام قائل ہین اور جس کا قرآن مین ذکر ہے وہ انجیل ہے
رت عیسی علیہ السلام پر بذریعہ روح القدس نازل ہوئی ہے جس طرح کہ تورات و
دیگر صحف انبیا کا حال ہے مگر چونکہ عیسائی اس بات کے قائل ہین کہ گو یہہ مسیح کی
نہین مگر یہ بہی الہامی اور رسولون کی تصنیف ہین ہر چند اس بات کو بہی تم نے تجسس کر

وہ کتاب ہے کہ حضرت داؤدؑ کو عطا ہوئی تہی اور انجیل وہ کتاب ہے کہ جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی تہی اور کچہہ صحیفے حضرت ابراہیمؑ وغیرہ انبیا پر نازل ہوئے تہے اس امر مخصوص مین سنی شیعہ کل فرقے اسلام کے سلف سے لیکر خلف تک متفق ہین پس یہ کتاب جو موسیٰؑ کے بعد مین تصنیف ہوئی اور کچہہ مضامین توراۃ اصلی کے یادداشت کے طور پر اوس مین درج کرکے توراۃ نام رکہا گیا قطعی وہ توراۃ نہین کہ جس کا قرآن مین ذکر ہے اسی طرح وہ کتابین کہ جو حضرت عیسیٰؑ کے بعد لوگون نے تصنیف کی ہین اور اون مین حضرت عیسیٰؑ کے حالات واقوال کو صحیح و غلط طور پر جمع کر دیا ہے کہ جسکو اب عیسائی انجیل متی و مرقس و لوقا و یوحنا کہتے ہین وہ انجیل نہین کہ جس کا قرآن مین ذکر ہے چنانچہ امام قرطبی نے اپنی کتاب اعلام مین اس کی تصریح فرمائی ہے اور امام رازی وغیرہ جمیع علماے اسلام اس کے قائل ہین بلکہ تمام امت محمدیہ مین یہ مسئلہ متفق علیہا ہے بخوف تطویل اقوال نقل کرنا مناسب نہین جانتا پس اب جو اہل کتاب اس توراۃ و انجیل کو لئے پہرتے ہین اور اوس کو اصل توراۃ و انجیل بتلا کر مسلمانون کو ایمان لانیکے لئے مجبور کرتے ہین محض فریب ہے اس سے ہر ایماندار کو بچنا فرض ہے انتہی) اور دوسرے مقام مین اوسی مقدمہ تفسیر حقانی کے صفحہ ۷۰ مین کہا ہے (واضح ہو کہ یہ بات ہمارے اور عیسائیون کے نزدیک متفق علیہ ہے کہ یہہ چارون انجیلین نہ حضرت عیسیٰؑ کی تصنیف ہین نہ اون کے عہد مین لکہی گئی ہین پس ہمکو تو بحث کو اسی جگہہ تمام کر دینا چاہئے تہا کیونکہ جس انجیل سے اہل اسلام قائل ہین اور جس کا قرآن مین ذکر ہے وہ انجیل ہے کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بذریعہ روح القدس نازل ہوئی ہے جس طرح کہ توراۃ و زبور و دیگر صحف انبیا کا حال ہے مگر چونکہ عیسائی اس بات کے قائل ہین کہ گو یہ مسیح کی اناجیل نہین مگر یہ بہی الہامی اور رسولون کی تصنیف ہین ہرچند اس بات کو بہی تم نے تجسس کر کے ۔

دیکھا مگر بہت سے وجوہات سے غلط پایا اور عیسائیون کے پاس سولے خوش
اعتقادی کے اور کوئی دلیل نہ دیکھی ہان اس قدر ہم بہی مانتے ہین کہ انہین کچہہ
مضامین الہامی بہی ماخوذ ہین اور یہہ بہی متفق علیہ ہے کہ انکے مضامین کے بعد انہین
خواہ سہواً خواہ عمداً بیشمار جگہ غلطیان اور کمی وزیادتیان ہوئی ہین کہ جنکا شمار بقول علمائے
اہل کتاب ہزارہا تک پہونچتا ہے جنکی تفصیل اظہار الحق وغیرہ کتب مین ہے اور
جنکا اقرار پادری صاحب کو بہی ہے انتہی وقال فی موضع اخر فی صفحہ ۱۶۰
منہا واضح ہو کہ قرآن مجید مین اکثر جگہ توراۃ وانجیل وزبور وصحف ابراہیم علیہ السلام
وغیرہم کا ذکر آیا ہے اور انکی مدح اور تصدیق اور کتاب الہی ہونا بیان کیا ہے اور بعض
مضامین کا حوالہ انکی طرف دیا ہے اسلئے جمہور اہل اسلام کے نزدیک انپر ایمان لانا
ضرور ہے کیونکہ جمیع انبیا اور تمام کتب الٰہیہ کو بلا تفریق حق سمجہنا خاص اہل اسلام کا
ہی حصہ ہے اسلئے مجہکو ضرور ہوا کہ ان کتابون کا کسیقدر مختصر حال بیان کردون تاکہ
ہر شخص کو معلوم ہو جائے کہ اسوقت جو کتابین اس نام کی اہل کتاب کے پاس ہین
وہ اصل نہین ہین اس زمانہ مین عیسائیون کا بڑا زور ہے پادری گلی کوچونمین لوگونکو
بہکاتے پہرتے ہین کہین کالج مقرر کر کے لوگون کو لالچ دیکر انجیل کی تعلیم دیتے اور کرسٹین
بناتے ہین بلکہ سینا پرونا سکہانیکے بہانہ سے شرفاء اہل اسلام کے گہرونمین مستورات
کے بہکانیکے لئے جوان جوان شاطر میمون کو بہیجتے ہین اور وہ گہر کی نوجوانون سے نہایت
خوش اخلاقی سے پیش آکر رہجاتین اور دین سے برگشتہ کراتی ہین اور کہتی ہین اہل
تمہارے قرآن مین بہی توراۃ وانجیل وزبور پر ایمان لانیکی تاکید ہے یہ کتابین ہمارے
پاس ہین انپر ایمان لاؤ انمین جو کچہہ لکہا ہے اوسکو مانو مسیح خدا کا بیٹا اور دنیا کا
کفارہ ہے جب سادہ لوح اس دام مین آئے تب اونکو اور کچہہ سنایا کہ تمہارے

دیکہا مگر بہت سے وجوہات سے غلط پایا اور عیسائیون کے پاس سوائی خوش اعتقادی کے اور بہی کوئی دلیل نزدیکہی ہان اس قدر ہم بہی مانتے ہین کہ انمین کچہہ مضامین الہامی بہی ماخوذ ہین اور یہ بہی متفق علیہ ہے کہ انکے مضامین کے بعد ان مین خواہ سہوًا خواہ عمدًا بے شمار جگہہ غلطیان اور کمی و زیادتیان ہوئی ہین کہ جن کا شمار بقول علمائے اہل کتاب ہزارہا تک پہونچتا ہے جنکی تفصیل اظہار حق وغیرہ کتب مین ہے اور جن کا اقرار پادری صاحب کو بہی ہے انتہی) اور دوسرے مقام مین مقدمۂ مذکورہ کے صفحہ ۱۰ مین کہا ہے (واضح ہو کہ قرآن مجید مین اکثر جگہہ توراۃ وانجیل و زبور و صحف ابراہیم علیہ السلام وغیرہم کا ذکر آیا ہے اور ان کی مدح اور تصدیق اور کتاب الٓہی ہونا بیان کیا ہے اور بعض مضامین کا حوالہ ان کی طرف دیا ہے اس لئے جمہور اہل اسلام کے نزدیک انپر ایمان لانا ضرور ہے کیونکہ جمیع انبیا اور تمام کتب الٓہیہ کو بلا تفریق حق سمجہنا خاص اہل اسلام کا ہی حصہ ہے اس لئے مجہکو ضرور ہوا کہ ان کتابون کا کسیقدر مختصر حال بیان کرون تاکہ ہر شخص کو معلوم ہو جاوے کہ اس وقت جو کتابین اس نام کی اہل کتاب کے پاس ہین وہ اصل نہین ہین اس زمانہ مین عیسائیون کا بڑا زور ہے پادری گلی کوچون مین لوگون کو بہکاتے پہرتے ہین کہین کالج مقرر کرکے لوگون کو لالچ دیکر انجیل کی تعلیم دیتے اور کرشٹین بناتے ہین بلکہ سینا پرونا سکہانے کے بہانہ سے شرفاء اہل اسلام کے گہرون مین مستورات کے بہکانے کے لئے جوان جوان شاطر میمون کو بہیجتے ہین اور وہ گہر کی نوجوانون سے نہایت خوش اخلاقی سے پیش آکر رجہاتین اور دین سے برگشتہ کراتی ہین۔ اور کہتی ہین اول تمہارے قرآن مین بہی توراۃ وانجیل و زبور پر ایمان لانے کی تاکید ہے یہہ کتابین ہمارے پاس ہین ان پر ایمان لاؤ ان مین کچہہ لکہا ہے اوسکو مانو مسیح خدا کا بیٹا اور دنیا کا کفارہ ہے جب سادہ لوح اس دام مین آگئے تب اونکو اور کچہہ بنایا کہ تمہارے

نبی کے پاس کوئی معجزہ نہ تہا اگر ہوتا تو قران مین مندرج ہوتا جسکو تم نبی سمجہتے ہو
وہ نبی نہ تہے اوسنے قرآن مین بہت سی غلط باتین لکہدین اور جب کسی نے
پوچہا اچہا میم صاحب ان باتونکے غلط ہونیکی کیا دلیل تو اونہون نے کہا
جسکو تم چند روز ہوے تورات و انجیل مان چکے ہو یہ باتین اونکے برخلاف ہین
اسلئے غلط ہین اول تو یہ فریب آمیز تقریر پہر میم صاحب کی نرم و حہین آواز اور پورے
ناز و انداز اور ہی غضب تزویر ہے اسلئے اس پرآشوب زمانہ مین ان کتابونکی
تحقیقات کی ہمکو زیادہ ضرورت ہوئی (انتہی) بقدر الحاجة ومن شاء مزید
التحقیق فلیرجع الی تلک المقدمہ فعلم من ھذہ التحقیقات ان المصنف
فی ھذہ المسئلة لیس علی منہاج الحق وخارج عن ما علیہ سائر اھل القبلة
من اھل السنة والشیعة وغیرھما وحکمہ ھذا باطل کل البطلان لاینبغی
ان یصغی الیہ کل من کان من اھل الایمان لانہ یوھن بنیان الاسلام
ویقوی مابناہ الیھود والنصاری وسائر عبدة الطاغوت وھمزات الشیطان
لصرف المومنین عن دینھم وایمانھم بصدق النبی والقران معاذ اللہ
منہ قال فی آخر ھذا الکتاب فی صفحہ ۱۲ فقد علم انہ کرم اللہ وجہہ
جمع القران قدیما علی تنزیل الاول فالاول من سورہ کما ذکر الباقلانی
علی ما فی تفسیر القرطبی فابن کثیر امشعرا باستثناء من بعضہا لبعض ایضا
وترتیب نزول الذی فی سورة خالف تنزیلہا ترتیب النظم کما کان
تلقاہ من رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم حیث کان لہ اعتناء بعلمہ
من اول نقلہ ثم جمعہ بعد وفاتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کما تقرر فی
العرضة الاخیرة خشیة ان ینفلت فقصدیہ محافظة علم التنزیل لا التحدید

نبی کے پاس کوئی معجزہ نہ تہا اگر ہوتا تو قرآن مین مندرج ہوتا جسکو تم نبی سمجہتے ہو وہ نبی نہ تہے اونہون نے
قرآن مین بہت سی غلط باتین لکہدین اور جب کسی نے پوچہا اچہا میم صاحب ان باتون کے غلط
ہونیکی کیا دلیل تو اونہون نے کہا جسکو تم چند روز ہوے توراۃ و انجیل مان چکے ہو یہ باتین اونکے
برخلاف ہین اسلئے غلط ہین اول تو یہ فریب آمیز تقریر پہر میم صاحب کی نرم دہین آواز اور یورپ کے
تازہ انداز اور بہی غضب تر دو یہ ہے اسلئے اس پر آشوب زمانہ مین ان کتابونکی تحقیقات کی بہکو زیادہ
ضرورت ہوئی انتہی) تمام ہوا بقدر حاجت اور جسکو زیادہ تحقیق درکار ہو تو مقدمہ مذکورہ کیطرف رجوع ہو
پس ان تحقیقات سے معلوم ہوا کہ مصنف اس مسئلہ مین راہ حق پر نہین ہے اور تمام اہل قبلہ سنی و شیعہ وغیرہ کے
مذہب سے خارج ہے اور اوسکا یہ فتویٰ سرتا پا باطل ہے نہین لایق ہے کہ اسکے طرف کان لگائے کوئی بہی مسلمان کیونکہ
مین سے اسلئے کہ یہ فتویٰ سست کرتا ہے اسلام کی عمارت کو اور قوی کرتا ہے یہود و نصاریٰ اور دیگر بندگان طاغوت
و ہمزات شیطان کی بنا کو جسکو اونہون نے قایم کیا ہے مومنین کو پہیر دینے کے واسطے اونکے دین سے
اور اونکے صادق ماننے سے بہی اور قرآن کو خدا کی پناہ اس سے کہا مصنف نے اس کتاب کے آخر مین صفحہ ۲۹۲
مین (پس بیشک معلوم ہو گیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پہلے زمانہ مین قرآن کو مطابق نزول اول پس اول آگے کے
سورتونکے جمع کیا تہا جیسا کہ اسکو ذکر کیا ہے باقلانی نے تفسیر قرطبی کے بیان پر بنا کرکے ابن کثیر نے ظاہر کرکے
بعض آیتون کا استشہاد دوسری بعض آیتونکی وجہ سے اور ترتیب آیتونکے نزول کی بعض سورہ مین کہ
اوسکے مخالف ہے ترتیب اس نظم کی جسطور پر کہ حضرت امیر نے اوسکو حاصل کیا تہا رسول خدا صلعم سے اسلئے
کہ اونکو قرآن کے سیکہتے ہی علم قرآن کے طرف خاص توجہ ہو گئی تہی پہر اوسکو جمع کیا آنحضرت صلعم کی
وفات کے بعد جسطرح پیرا خیر دورہ مین ثابت ہو چکا تہا ضایع ہو جانیکے خوف سے پس آپ کو جمع
قرآن سے علم قرآن کی حفاظت اور تحدید۔

وارشد الى معرفة الناسخ والمنسوخ وعلم اهل الرسوخ فكان كأنه
كتاب علوم القران يعلم منه علما جما ظاهريا وفهما عاما بطنيا اعطاها الله
من لدنه اياه فكان كانه العلم كله قال ابن حجر المكى فى الصواعق المحرقة
واختلى اى المرتضى بعد موته صلى الله عليه وآله وسلم فكتب كتابا
فيه العلوم الجمة حتى قال ابن سيرين لو اصبت ذلك الكتاب لظفرت
بالعلم كله انتهى الى ههنا كتابه هذا ولذا قال بعده كمل الجزء الاول
من كتاب الفقه الاكبر عن اهل البيت الاطهر ويتلوه الجزء الثانى
من الايمان بانبياء الله ورسله تعالى انتهى اقول ومن الله التوفيق هذه
الرواية مما ستشهد به الشيعة على ان امير المومنين سيدنا على بن ابيطالب
كرم الله تعالى وجهه قد جمع قرانا جامعا لجملة ما ورد به التنزيل كافلا
لكل ما نزل به التنزيل لكن الصحابة قد تركوه وما اعتنوا به حق الاعتنا
لما رأوا فيه من اعلام قبائحهم ونقائصهم وانحطاط درجتهم من
درجات اهل البيت وائمتهم وغير ذلك من الاحكام والمعالم
التى هم على خلافها فلهذا غاب عنهم وستر حتى اذا ظهر
الامام الثانى عشر من غار سر من راى يعمل بذلك القران الغائب
ويحكم به بين الناس ويأمر الناس بترك العمل بالقران الموجود لان
الموجود محرف وناقص بخلاف الغائب فانه تام موافق للتنزيل الاول
فالاول ومطابق للمعرفة الاخيرة ولهذا تمنى ابن سيرين بانه لو اصاب
ذلك الكتاب لظفر بالعلم كله فعلم من فحوى هذه التمنى ان العلم كله
فيه لا فى الموجود والا فما معنى للتمنى ههنا وهذا البيان الزمهم اعلى مذهب اهل السنة

منظور تہی اور آپنے معرفت ناسخ و منسوخ و علم اہل رسوخ کے طرف رہبری فرمائی پس گویا کہ وہی قران علوم قرآنی کی
کتاب تہی کہ جس سے علم کثیر قوی اور فہم عمیم خفی کا علم حاصل ہوتا تہا کہ جن دونون کو اپنے پاس سے حق تعالی نے
اونکو عطا فرمایا تہا پس گویا سارا علم اوسی قرآن مین جمع ہوگیا تہا کہا وین محجبر کی نے مسخ مکیہ مین اور تنہائی
مین بیٹھے علی مرتضے بعد وفات آنحضرت صلعم کے پس ایک ایسی کتاب لکہی کہ جو تمام علوم کا مجموعہ تہی یہانتک کہ
ابن سیرین نے کہا ہے کہ اگر مجھکو وہ کتاب ملیسر آتی تو سارا علم مجھکو حاصل ہوجاتا یہانتک مصنف کی یہ کتاب
ختم ہوگئی اور اسی وجہ سے اس عبارت کے بعد مصنف نے کہا ہے کہ کامل ہوگیا پہلا حصہ کتاب فقہ اکبر
عن اہلبیت اطہر کا اور اس سے متصل ہوگا دوسرا حصہ اس کتاب کا کہ جو شروع ہوگا انبیائی خدا
اور اوس کے رسولون پر ایمان لانے کے بیان سے انتہی۔ مین کہتا ہون اور توفیق خدا ہی کے
طرف سے ہے کہ اس روایت سے شیعہ دلیل لائے ہین اس پر حضرت امیر نے قران جمع
کیا تہا کہ جو جامع تہا تمام آیات منزلہ کا ذمہ دار تہا کل الفاظ قرانیہ کا لیکن صحابہ نے اوسکو چہوڑدیا
اور اوسی کیطرف جیسا چاہئے توجہ نہ کی اسوجہ سے کہ اونہون نے اوسمین اپنے قبائح و نقصانات اور اپنی
پستی درجات اہلبیت اور اونکے ائمہ کے درجات سے اور دیگر امور کا اظہار دیکہا اسی سبب سے وہ قرآن
اون سے غایب و مستور ہوگیا یہانتک کہ جبتک کہ بارہوین امام موضع سرمن رائے کے غار سے ظاہر ہونگے
تو وہ اوسی قران غایب پر عمل کرینگے اور اوس کے مطابق لوگونمین احکام جاری کرینگے اور قرآن موجود پر عمل نہ
اونکو رد کرینگے اس لئے کہ قران موجود محرف و ناقص ہے ... قرآن غایب ... کامل ہے
اور تنزیل اول پس ازل کے موافق ہے اور اخیر ... سے
ابن سیرین نے تمنا کی ہے کہ اگر وہ قرآن میسر ... مضمون
معلوم ہوگیا کہ تمام علم اوسی مین ہے نہ کہ قرآن موجود ...
ہو سکتے ہین اور اسی بیان سے شیعہ نے اہل ...

بانکم تستم على الهدى وما عندكم ليس بما يهتدى به الهدى فالمصنف لما سلم هذه الرواية واستشهد بها قوى مزعوم الشيعة وثبت الزامهم على اهل السنة والجماعة والعذر بانه رد مزعم الشيعة فى صدر البحث بقوله وقد يتوهم انه قرآن له مجرد فيه ما ليس فى غيره وليس كما يتوهم ولهذا سماه بكتاب علوم القرآن لا بالقرآن لا يجدى لانه بنفسه صرح بان ذلك الكتاب كان قرآنا لاغير حيث قال بعد ذلك فقد علم انه كرم الله وجهه جمع القرآن قديما على تنزيله الاول فالاول الى ان قال فكان كانه كتاب علوم القرآن انتهى والعارف بلغات العرب يعلم ان معنى كان زيدا اسد ليس ان زيدا اسد فى الحقيقة بل هو مشابه بالاسد فى صفة الشجاعة فصار كانه اسد فكذا ههنا لما قال المصنف اولا انه كرم الله وجهه جمع القرآن علم ان ما جمعه كرم الله وجهه قرآن فى الحقيقة لاغير ثم لما قال بعده فكان كانه كتاب علوم القرآن علم ان ذلك القرآن لكونه جامعا لجملة العلوم مشابه بكتاب علوم القرآن فصح ان يقال الكتاب علوم القرآن استعارة لا حقيقة وبالجملة فاول كلامه ههنا مناقض لآخره كما لا يخفى فعلم مما حققنا فى رد كتابه هذا من اوله الى آخره انه ليس من اعوان اهل السنة ولا من محيي علوم اهل البيت بل حارل نصرتهم مزعوما انه منتشر فى دعوى نصرة اهل السنة واحياء علوم اهل بيت النبوة نفى موضع يوافق اهل السنة ويخالف الشيعة وفى موضع بالعكس وفى موضع يخالفهما جميعا بل يخالف سائر اهل القبلة كما فى مسئلة الاجماع خالفهما جميعا وفى مسئلة الكتب السماوية السابقة خالف سائر اهل القبلة بل خالف اليهود والنصارى ايضا كما يستفاد مما حققناه فيما مر فلا ينبغى للعاقل ان يتوجه الى مزعوماته خاليا الذهن عن ما هو حق عند اهل السنة والجماعة كثرهم الله تعالى والتحقيق فى هذه المسئلة بحيث ينكشف به الاختلاف فى القرآن الموجود بين اهل السنة والشيعة فما اقوله بتوفيق الله تعالى وعونه قال خاتم المفسرين فى التحفة فى صفحه ٢٦ بايد دانست كه اقسام دليل نزد ايشان چهارست كتاب وخبر واجماع وعقل كتاب كه قرآن مجيد است بزعم ايشان قابل استدلال نيست زيراكه اعتماد بر قرآنيت او حاصل نميشود الا دقتيكه ماخوذ باشد بواسطه امام معصوم وقرآنيكه ماخوذ از آئمه است

الزام لگایا گیا ہی کہ تم ہدایت پر نہین ہو اور جو قران تمہارے پاس ہی اس قابل نہین ہے کہ اوس سے مخلوق راہ حق کو پا سکی پس مصنف نے
جبکہ اس روایت کو مان لیا اور اس سے دلیل لایا شیعہ کا اعتقاد قوی ہو گیا اور اونکا الزام اہلسنت پر ثابت ہو گیا اور عذر کرنا بے طور ہے
مصنف نے اس بحث کے شروع مین شیعہ کے خیال کو رد کیا ہی اپنے اس قول سے کہ کبھی وہم کیا جاتا ہی کہ وہ کتاب حضرت علی کا قران ہی کہ
اوسمین وہ احکام مندرج ہین کہ اوس کے غیر مین نہین ہین اور ایسا نہین ہی اور اسیوجہ سے مصنف نے اوسکا نام کتاب علوم القران کہا ہی نہ کہ
قرآن غیر نافع ہی اسوجہ سے کہ خود مصنف نے صاف کہدیا ہی کہ وہ کتاب قرآن تہا نہ کچھہ اور چنانچہ اسکے بعد کہا ہی (پس معلوم ہو گیا کہ حضرت امیر نے
پہلے زمانہ مین قرآن جمع کیا تہا اوسکی تنزیل یا اول پہل ملی کے مطابق) یہانتک کہ کہا پس گویا کہ وہ قرآن کتاب علوم قرآن ہتی انتہی اور لغات عرب سے
جو شخص ماہر ہی جانتا ہی معنی کان زید الاسد کے یہ نہین ہین کہ زید حقیقت مین شیر ہی بلکہ وہ شیر کے مشابہ ہی صفت شجاعت مین پس گویا کہ وہ
شیر ہے اسیطرح اس مقام مین جبکہ مصنف نے پہلے کہدیا ہی کہ حضرت امیر نے قرآن جمع کیا تہا تو اوس سے معلوم ہو گیا کہ جو کچھہ اونہون نے جمع کیا تہا
وہ قرآن تہا درحقیقت اوسکے سوا اور کچھہ نہ تہا پہر جب اسکے بعد کہا فکان کانہ کتاب علوم القران پس اس سے معلوم ہو گیا کہ وہ قرآن بسبب
جامع ہونیکے جملہ علوم کو مشابہ ہو گیا کتاب علوم القرآن سے فصیح ہو گیا کہ اوسکو مجازاً کتاب علوم القران کہا ہے نہ کہ حقیقتاً اور حاصل یہ ہے کہ مصنف کا
اول کلام اس مقام مین مناقض ہی آخر کلام کے جیسا کہ مخفی نہین ہی بس ہمنے جو مصنف کی اس کتاب کا رد واقع اور اتم تحقیق سے تیار کیا ہے
اوس سے معلوم ہو گیا کہ مصنف اہلسنت کے معاونین سے نہین ہی اور علوم اہلبیت کے زندہ کرنیوالون مین سے ہی بلکہ اوسنے اپنے خیالات کی تائید کا قصد کیا ہی تا یہ
اہلسنت کا احیا ہو علوم اہلبیت نبوت کا دعوی کرے پہر اسی مقام مین مصنف اہلسنت کا مدعا شیعہ کا مخالف ہی اور کہین مقام مین دونو کا ہی تحقیق اور کہین
دونوکا بلکہ تمام اہل قبلہ کا مخالف ہی جیسا کہ مسئلہ جبت مین دونونکا مخالف ہی اور کتب سماویہ سابقہ کے مسئلہ مین تمام اہل قبلہ کا بلکہ یہود و
نصاری کا بہی مخالف ہی جیسا کہ ہماری تحقیق سابق سے مستفاد ہوتا ہے پس عاقل کو لائق نہین ہے کہ مصنف کے خیالات کیطرف توجہ کرے خدا تعالی اونسے
ہو کر اون عقاید سے کہ جو حق ہین نزدیک اہلسنت والجماعت کے حق تعالی اونکو زیادہ کرے اور تحقیق اس مسئلہ مین اس طرح ہے کہ جس سے
ظاہر ہو جائے جو اختلاف کہ قرآن موجود کے متعلق اہل سنت اور شیعہ مین ہے پس وہ ہے کہ جسکو مین بیان کرتا ہون
حق تعالی کی توفیق اور اوسکی مدد سے خاتم المفسرین مولانا شاہ عبد العزیز نے تحفہ اثنا عشریہ کے صفحہ ۲۷۰ مین کہا ہے جاننا چاہئے
کہ دلیل کے اقسام شیعہ کے نزدیک چار ہین کتاب و خبر و اجماع و عقل کتاب کہ قرآن مجید ہے اونکے خیال مین استدلال کے
قابل نہین ہے اسلئے کہ اوسکے قرآن ہونے پر اعتماد جبہی ہو سکتا ہے کہ وہ کسی امام معصوم کے ذریعہ سے لیا جائے اور جو قرآن کہ اماموں سے لیا گیا ہے

در دست ایشان موجود نیست و این قرآن را ائمه بزعم ایشان معتبر ندانسته اند و قابل استدلال و تمسک نشمرده
چنانچه از کلینی وغیره کتب معتبره ایشان منقول خواهد شد و این مطلب بچند وجه ثابت است اول آنکه جماعه کثیر از
امامیه از ائمه خود روایت کرده اند که قرآن منزل را تحریف کلمات از مواضع آن و اسقاط آیات بلکه سور نیز
بوقوع آمده و ترتیب هم متغیر شده و حالا آنچه موجود است مصحف عثمان است که بعثت نسخه آنرا نوشته
باکناف عالم شهرت داد و کسی را که قرآن منزل بر اصل ترتیب و وضع میخواند ضرب و شلاق نمود
تا آنکه طوعا و کرها همه آفاق برین مصحف اجماع کردند پس این مصحف قابل تمسک و استدلال نباشد و نظم و الفاظ
او و عام و خاص و مجمل او معتمد نباشد چه جائز است که این احکام که درین قرآن موجود اند همه اینها یا اکثر اینها
منسوخ باشد بآیات و سورے که اسقاط کرده اند یا مخصوص باشد بآیات و سور مسقطه وجه دوم آنکه ناقلان این قرآن
بلا تشبیه مثل ناقلان توریت و انجیل اند که بعضے از ایشان اهل نفاق بودند مثل عظماء صحابه و کبراء ایشان و
بعضے از ایشان مداهن و دنیا طلب و دین فروش مثل عوام صحابه که بطمع مال و مناصب اتباع رئیسان خود کردند
از دین مرتد شدند مگر چهار کس یا شش کس و صحبت پیغمبر را جواب اوند و با خاندان او دشمنی و عداوت پیش گرفتند و
کتاب او را تحریف و خطاب او را تغییر کردند مثلا جای من المرافق الی المرافق ساختند و بجای ائمة هی ازکی
من ائمتکم امة هی اربی من امة نوشتند و علی هذا القیاس الی آن قال پس چنانکه بر توریت و انجیل اعتماد
نتوان کرد و عقیده و عمل را از ان نتوان گرفت همچنین ازین قرآن موجود تمسک نباید کرد و هم چنانکه احکام
اینها منسوخ شده اند بقرآن مجید همچنین ازین قرآن هم چیزے بسیار منسوخ شده و ناسخ را از غیر ائمه کسی نمیداند
سوم آنکه ثبوت نزول قرآن و اعجاز او بلکه ثبوت نبوت پیغمبر نیز موقوف است بر ثبوت تصدیق ناقلین
و چون ناقلین نبوت پیغمبر اینجماعه باشند که بسبب غرض فاسد خود نص را که حضور [illegible]
کسی پیغمبر فرموده بود در خفا و کتمان نمودند و هیچکس عند الحاجت اظهار نساخت تا آنکه حق خاندان نبوت
تلف شد و [illegible] علیم دین که هم جنس نبوت است یعنی امامت بر هم نشست بر نقل اینها چه اعتماد
شاید بنا بر غرض فاسدی اینهمه طوطیا بر بسته باشند که فلانے نبی بود و معجزها آورد و قرآن برو نازل شده

شیعوں کے ہاتھ میں موجود نہیں ہے اور اس قرآن کو ائمہ معتبر نہیں سمجھتے تھے اور قابل استدلال و تمسک جانتے تھے جیسا کہ کلینی وغیرہ انکی معتبر کتابوں سے منقول ہو گا اور یہ مدعا چند وجہ سے ثابت ہے اول یہ کہ ایک بڑی جماعت امامیہ نے اپنے اماموں سے روایت کی ہے کہ قرآن منزل میں بدل دیا کلمات کو اور لاحق کر دیا اور گرا دیا آیات کو بلکہ بعض سورتیں بالکل دور کر دی گئیں اور ترتیب میں بھی تغیر ہو گیا ہے اور اب جو کچھ موجود ہے مصحف عثمان ہے کہ جسکو سات [illegible] لکھ کر اطراف عالم میں مشہور کر دیا ہے اور یہ کہ قرآن منزل اپنی اصلی ترتیب و وضع پر ہرگز نہ رہا اور اسکو زد و کوب کیا یہاں تک کہ بجز اتمام حجت اسی مصحف پر اجماع کر لیا ہے پس یہ مصحف تمسک و استدلال کے قابل نہیں ہے اور اسکی نظم جانا الفاظ اور مراد اسکے عام و خاص محل اعتماد نہیں ہیں کیونکہ جائز ہے کہ یہ احکام کہ اس میں ہیں انمیں موجود نہیں یا کہ بالکل منسوخ ہیں اور آیات اور سور [illegible] کہ [illegible] کر دیا ہے یا مخصوص ہو ان آیات و سورتوں سے ساقط ہیں دوسری وجہ یہ کہ اس قرآن کو نقل کرنے والے بالاتفاق شیعوں کے تابعین [illegible] انجیل کا [illegible] اور انکے منافق تھے جیسا کہ صحابہ جلیل القدر اور بعض اونکے مرتد ہیں و دنیا طلب و دین فروش تھے جیسا کہ عوام صحابہ کا حال اور منافقت کا [illegible] میں [illegible] بجز چار پانچ مشہور کے اور [illegible] کے طریقہ کو [illegible] اور اسکے خاندان سے دشمنی و عداوت [illegible] اسکی کتاب میں مخالف [illegible] خطاب میں رد و بدل کر دیا مثلاً من المرافق کی جگہ الی المرافق بنا دیا امۃ ائمہ ہی ازکی من امۃ [illegible] المنکر کی جگہ [illegible] لکھ دیا اور اسی طرح سے یہاں تک کہ کتابیں جیسا کہ توریت و انجیل پر اعتماد نہیں کر سکتے ہیں اور عقیدہ و عمل [illegible] اسی طرح [illegible] قرآن موجود پر تمسک نہ کرنا چاہئے اور جس طرح کہ اونکے احکام منسوخ ہو گئے ہیں قرآن مجید سے [illegible] اس قرآن سے بھی بہت سی باتیں منسوخ ہو گئی اور ناسخ کا علم امام ہی کے سوا دوسرے کو نہیں ہے

تیسری وجہ یہ ہے کہ نزول قرآن اور اوس کے معجزہ ہونے کا ثبوت بلکہ پیغمبر کی نبوت کا ثبوت بھی موقوف ہے نقل متواتر صادق ہونے پر اور جبکہ نبوت پیغمبر کے نقل کرنے والے یہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنی غرض فاسد کی وجہ سے اوس کلام کو کہ پیغمبر نے [illegible] لاکھ بیس ہزار لوگوں کے سامنے فرمایا تھا مخفی و پوشیدہ کر دیا اور کسی شخص نے حاجت کے وقت ظاہر نہ کیا یہاں تک کہ خاندان نبوت کا حق تلف ہو گیا اور دین کی بہت بڑی اصل کہ نبوت کے ہم پلہ ہے یعنی امامت [illegible] ہو گئی ان [illegible] کی نقل پر کیا اعتماد چاہئے غرض [illegible] کے وجہ سے یہ سب تمہیدیں [illegible] ہوں گی کہ فلاں شخص نبی تھا معجزے لایا اور اوس پر قرآن نازل ہوا۔

ہمہ بلغا از معارضہ او عاجز شدند و در وقع ہیچ نباشد انتہی اذا تمہد ہذا وظہر منہ اختلاف القائلین
فی القرآن الموجود فاعلم انہ قال مؤلف طعن اللسان علی من جرح فی القرآن وضعف ائمتہ قال المجتہد
المقام اور ابن عبد البر مالکی نے کتاب استیعاب مین محمد ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ جب لوگون نے
ابو بکر سے بیعت کی تو حضرت امیر نے بیعت مین تاخیر کی اور اپنے گہر مین بیٹہ رہے ابو بکر نے کہلا بہیجا کہ کیون
دیر کی تمنے میری بیعت مین آیا کراہت کی تمنے میری امارت اور خلافت سے پس فرمایا حضرت نے کہ کراہت تو
نہین کی مینے لیکن قسم کہائی ہے مینے کہ پہر اوڑہونگا اپنی ردا کو سوا وقت نماز کے جبتک کہ جمع نہ کرلون قرآن کو کہا
ابن سیرین نے کہ روایت پہونچی مجہکو کہ اونحضرت نے جمع کیا قرآن کو موافق اوسکے کہ نازل ہوا تہا اور اگر ہاتہہ آتا
وہ قرآن تو البتہ اوس سے علم کثیر حاصل ہوتا اور اسکے قریب دوسری روایت عبد الرزاق کے اسناد سے ہے
اوسی کتاب مین مذکور ہے **اقول بفضل العزیز العلام** ملا علی قاری نے مرقات مین لکہا ہے کہ
یہ خبر ضعیف ہے اسواسطے کہ باسناد حسن ثابت ہے کہ جناب امیر فرماتے تہے اعظم الناس فی المصاحف اجرا
ابو بکر رحمۃ اللہ علی ابی بکر ہو اول من جمع کتاب اللہ اب اس خبر صحیح کو خبر ضعیف محمد بن سیرین کے
معارض نہین کہہ سکتے معارضہ مین شرط ہے کہ متعارضان ضعف و قوت مین برابر ہون پہر اسی کتاب مذکور مین ہے کہ
بر تقدیر صحت مراد جمع سے حفظ بر اسر ہے یا جمع بانفرادہ لیکن جمع ابو بکر کا اجماعی ہے کہ احتمال زیادتی اور نقصان
سے دین کا نہین رہتا اور اسی جہت سے جناب امیر نے حضرت ابو بکر کے جمع کو پسند کیا اور انکو کلمہ دعا سے خورسند کیا
قال المجتہد المقام اب ہم پوچہتے ہین کہ وہ قرآن کیا ہوا اور کہان غائب ہوا اور کوئی اوسکا حافظ اور اوسکے
علم کثیر کا عالم ہے یا نہین اگر ہے تو کہان ہے اور کس ملک اور کس شہر مین ہے اور جتنے سوال کہ تمنے ہمسے کئے تمسے بہی
کئے جاتے ہین اونکا جواب تمپر لازم ہے **اقول بفضل العزیز العلام** یہ سوال فرع صحت روایت ابن سیرین کا
حالانکہ جب وہ روایت مخدوش ٹہری تو اب اس سوال کی گنجایش نرہی بلکہ بنا بر زعم ملازمان والا سے تمنی کا
سوال اونپر چلا آیا یعنی وہ پوچہینگا کہ یہ قرآن حاضر اوس قرآن غایب کا عین ہے یا غیر اگر عین ہے تو پہر ناقص ہونیکی کیا
وجہ اور امام جعفر صادق نے کیون اسکو زمین پر پہینک مارا اور جدائی آسمین اور اہلبیت مین کہان لازم آئی کہ

اور سب بنا اوسکے مقابلہ تو ناچیز ہو گئی اور واقع مین کچھ ہی نہوگا انتہی) جبکہ یہ تمہید ہو چکی اور اس شیعہ سنی کا اختلاف قرآن موجود مین ظاہر ہوگیا
پس جاننا چاہیئے کہ مطاعن اللسان علی من جمع فی القرآن کے مصنف زاد سکرہ صفحہ ۷۱ مین کہ مجتہد قمقام نے (اول ابن عبد البر مالکی نے کتاب استیعاب مین محمد ابن
سیرین سے روایت کی ہے کہ جب لوگون نے ابوبکر سے بیعت کی تو حضرت امیر نے بیعت مین تاخیر کی اور اپنے گہر مین بیٹہے رہے ابوبکر نے کہلا بہیجا کہ کیون دیر کی تمنے
میری بیعت مین آیا کراہت کی تمنے میری امارت اور خلافت سے پس فرمایا حضرت نے کہ کراہت تو نہین کی ہے لیکن قسم کہائی ہے مینے کہ نہ اوڑہونگا
اپنی ردا کو سوائے وقت نماز کے جبتک کہ جمع نہ کرلون قرآن کو کہا ابن سیرین نے کہ روایت ہوچکی ہے کہ اونہون نے جمع کیا قرآن کو موافق اوسکے
نازل ہوا تہا اور اگر ملتا وہ تالیف قرآن تو البتہ اوس مین علم کثیر حاصل ہوتا اور اسکے قریب دوسری روایت عبد الرزاق کی اوستاد سے اوسی
کتاب مین مذکور ہے مین کہتا ہون عزیز علام کے فضل سے (ملا علی قاری نے مرقات مین لکہا ہے کہ یہ خبر ضعیف ہے اسواسطے کہ بسند حسن
ثابت ہے کہ جناب امیر فرماتے تہے اعظم الناس پانے والا قرآن جمع کرنیکا لوگون مین ابوبکر ہے ۔ رحمۃ اللہ علی ابی بکر
ہو اول جمع کتاب اللہ اب اس خبر صحیح کو خبر ضعیف محمد بن سیرین کے معارض نہین کہہ سکتے معارضہ مین شرط ہے
کہ متعارضان صنف اور قوت مین برابر ہون پہر اوسی کتاب مذکور مین ہے کہ برتقدیر صحت مراد جمع سے حفظ بر اسہ ہے یا جمع
بالفرادہ لیکن جمع ابوبکر کا اجماعی ہے کہ احتمال زیادتی اور نقصان مصاحف کا نہین رکہتا اور اسی سبب سے جناب امیر نے حضرت ابوبکر کے
جمع کو پسند کیا اور انکو کلمہ دعا سے خورسند کیا) کہا مجتہد قمقام نے (اب ہم پوچہتے ہین کہ وہ قرآن کہا ہوا اور کہان غائب ہوا اور
کوئی اوس کا حافظ اور اوسکے علم کثیر کا عالم ہے یا نہین اگر ہے تو کہان ہے اور کس ملک اور کس شہر مین ہے اور جتنے
سوال کہ ہمنے پہلے کئے تہے یہی کئے جاتے ہین اونکا جواب تمپر لازم ہے) مین کہتا ہون عزیز علام کے فضل سے
یہ سوال فرع ہے صحت روایت ابن سیرین کا حالانکہ جب وہ روایت مخدوش ٹہری تو اب اس
سوال کی گنجایش نہ رہی بلکہ بناء بر زعم ملا زمان و الاستغفی کا سوال اونپر عاید کیا گیا کہ وہ پوچہے گا کہ یہ قرآن
حاضر اور اس قرآن غایب کا عین ہے یا غیر اگر عین ہے تو پہر ناقص ہونے کی کیا وجہ اور امام جعفر صادق نے
کیون اوس کو زمین پر پہینک مارا اور جدا کیا اسمین اور زایل ہیت مین کہان لازم آئی ۔

اور اگر غیر ہے تو کیوں نماز ونہیں پڑہتے ہو اور اسپر عمل کرتے ہو اور اس قرآن کو کیوں نہیں ڈہونڈتے
اور ائمہ نے کیوں اسکو ظاہر نکیا اور بے نشان رکہا قرآن پڑہنے پڑہانیکو آیا تہا یا رکہنے اور چہپانیکو —

انتہی بقدر الحاجۃ فظہر من ہذہ التحقیقات ان المصنف لم یات فی ہذا الکتاب بما ہو تحقیق
عند اہل السنۃ فی ہذا الباب بل جمع الحق والباطل وایّد المذہب العاطل شأن مراٰۃ مذہب
اہل السنۃ ومرتبہ تشیید مبانی اہل البدعۃ وان دعواہ غیر مطابق لدلیلہ وکلامہ مختلط بین
صحیحہ وعلیلہ وباین المنقول کما ہی وما اقر المذاہب ثم انہ قد افتی فی مواضع بغیر الحق
وقد نفی فی مواقع غیر الحق وانہ اختار لنفسہ ما ہو لیس لہ باہل ونسب الی غیرہ
بالجدول المنزلی ومع ذلک یحسب انہ من المجددین بل ہو من احسن الراسخین و
اکمل العاملین والعالمین وانا نسئل اللہ تعالی لنا ولاخواننا من امۃ سید المرسلین
ان یختم لنا بالخیر والعافیۃ ویرزقنا خیر الدنیا والاخرۃ ویحفظنا عن الضلالۃ والجہالۃ
ویصوننا عن الغوایۃ بالعنایۃ الالٰہیۃ عن احد الضالین واحفظنا من شرور المبتدعین
واکف المسلمین شر الشیاطین فی کل وقت وحین ہذا فی الدنیا واما فی الآخرۃ
فارزقہم شفاعۃ سید المرسلین وادخلہم جنات النعیم مع من یحبونہم
من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین برحمتک یا ارحم الراحمین
وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

اور اگر غیر ہے تو کیون نمازون مین پڑہتے ہو اور اس پر عمل کرتے ہو اور اس قرآن کو کیون نہین ڈہونڈتے اور ائمہ نے کیون اوسکو ظاہر نکیا اور بے نشان رکہا قران پڑہنے پڑہانیکو آیا تہا یا رکہنے اور چہپانے کو تمام ہوا بقدر حاجت کے پس ان تحقیق کے بیانات سے ظاہر ہو گیا کہ مصنف نے اس کتاب مین وہ باتین نقل نہین کی کہ جو اہل سنت کے نزدیک حق تہی اس باب مین بلکہ حق و باطل کو جمع کر دیا اور بیکار مذہب کی تائید کی اور یہ کہ نشانہ اوسکا اہلسنت کا مذہب ہے اور مقصود اوسکا قوی کرنا ہے اہل بدعت کے بنا کو اور یہ کہ اوسکا دعوی اوسکی دلیل سے غیر مطابق ہے اور اوسکا کلام ملا ہوا ہے درست و نا درست سے نہ تو نقول کو بیان کیا جسطرح پر کہ وہ تہی اور نہ مذاہب کو اون کی اصلی حالت پر بیان کیا بہت سے مقامات مین خلاف حق فتوی دیا ہے اور بہت سی جگہ مین غیر راستی کی ثنا بیان کی ہے اور اپنے واسطے وہ منصب اختیار کیا ہے کہ جسکا وہ اہل نہین ہے اور غیر کیطرف بیہودہ اور خراب باتون کو منسوب کیا ہے اور اسپر اوسکا گمان ہے کہ مین مجدد ہون بلکہ علمائے کاملین مین احسن اور علمائے عاملین مین اکمل ہون اور ہم خدا سے دعا کرتے مین اپنے لئے اور اپنے محمدی بہائیون کے لئے کہ ہمارا خاتمہ خیر و توفیق کے ساتہہ کرے اور دنیا و آخرت کی بہودی ہمکو روزی کرے اور ہمکو بسبب رہنمائی کے گمراہی سے بچائے اور راہی عنایت سے بہکنے سے نگاہ رکہے اے خدا گمراہون کو ہدایت کر اور ہم سب کو اون کی شرارتون سے بچا اور شیاطین کی بدی کے سے ہر وقت اور ہر زمانہ مین مسلمانون کی کفایت فرما یہ دعا دنیا مین ہے اور لیکن آخرت مین پس مسلمانون کو سید المرسلین کی شفاعت نصیب کر اور نعمتون کے باغون مین اون کو داخل کر اونکے ہمراہ کہ جنکو وہ دوست رکہتے ہین یعنے انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین اپنی رحمت سے اے سب سے زیادہ رحم کرنیوالے

اور ہمارا آخری دعوی یہ ہے کہ سب تعریفین ثابت ہین جہان کے پروردگار کو۔ فقط۔

تمت

بسم الله الرحمن الرحيم

هذا غايت تهذيب البيان فی تقريظ الكتابين للمولوي محمد شاه والمولوي حسن زمان نمقه العارف المتقی والعالم المتبحر اللوذعی المولوي احمد بن محمد بن حسن بن ابراهيم القديمي الحسيني اليمنی كان الله له الحمد لله الذي هدانا للاسلام والايمان ومن علينا بالاتباع لنبيه الهادي الی الحق والبيان والصلوة علی سيدنا محمد المبعوث الی الانس والجان وعلی اله واصحابه وتابعيهم باحسان اما بعد فاني نظرت ما صنفه المولوي حسين الزمان فوجدته اصلحه الله وعفی عنه قد طغی فی التخليط بلا تامل ولا امعان ثم رايت الرد علی مصنفه فيما خلط وغلط للمولوي العالم الورع محمد شاه بارك الله له فی العلم والعمل وحفه بالوار المعارف والغفران فالحق اقول والله المستعان ان الرد المسمی باحسن الدلائل هو الحق الذي عليه السلف والخلف والحق احق ان يتبع وما توفيقي الا بالله عليه توكلت واليه انيب كتبه العبد الحقير القاصر عند ذوي البلاغة والمعرفه احمد بن محمد بن حسين بن ابراهيم القديمي الحسيني اليمني وفقه الله

هذا ما قرظه رئيس المحدثين فی هذا الزمان بحر العلوم مولنا المفتی محمد عباس عليه الفائض عليه الرحمن سجال الرحمة والغفران ما حرره فی احسن الذريعة المولوي محمد شاه فاضل المحققين فانه لحق اليقين ولفضل من الله المعين ولتذكرة للمتقين ولتحفة المسلمين ولبشری للمومنين ولحسرة علی المنكرين ولو تقول عليه احد لاخذه الله باليمين ولقطع منه الوتين فهو لقامع لافتراء المكذبين وعند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہہ نہایت مہذب بیان ہے مولوی محمد شاہ صاحب و مولوی حسن الزمان صاحب کی دونون کتابونکی تقریظین اسکو لکہا ہے عارف متقی و عالم متبحر لوذعی مولوی احمد بن محمد بن حسین بن ابراہیم قدیمی حسینی نے خدا اون کا حامی رہے۔

شکر ہے اوس خدا کا جس نے ہم کو اسلام و ایمان کا راستہ بتایا اور اپنے نبی کی پیروی سے ہمپر احسان فرمایا ایسے نبی کہ امر حق اور اوسکے بیان کیطرف رہنما ہین اور درود ہمارے سردار محمد پر جو جن و انس کیطرف بہیجے گئے ہین اور اونکی آل و اصحاب اور اونکی تابعین پر نیکی کرنیکے باب مین حمد و صلوٰۃ کے بعد پس مینے مولوی حسن الزمان کی کتاب کو دیکہا تو ایسی کتاب پایا خدا اوسکو درست کرے اور اوسکی لغزش سے درگذر فرما) کیونکہ دیکہے بوجہہ حق و باطل مین خلط و ملط کیا گیا ہی پہر مینے اوس کتاب کی آمیزش و اغلاط کے رد کو دیکہا جس کے مؤلف عالم پرہیزگار مولوی محمد شاہ ہین خدا اونکے علم و عمل مین برکت دے اور اون کے انوار معارف اور مغفرت سے گہیر لیوے پس مین سچ کہتا ہون اور اللہ ہی مدد و مطلوب ہے کہ بیشک یہہ رد کہ جس کا نام احسن الذریعہ ہی یہی حق ہے کہ جس پر پہلے اور پچہلے علما تہے اور حق ہی اتباع کا زیادہ مستحق ہی اور میری توفیق خدا ہی سے ہے اوسی پر مینے بہروسا کیا اور اوسی کے طرف رجوع ہوتا ہون۔

یہہ تقریظ لکہی ہے اس زمانہ کے رئیس المحدثین بحر العلوم مولانا مفتی محمد عباس علیخان نے اونپر رحمٰن اپنی رحمت و مغفرت کے ڈول بہائے۔

جو کچہہ کہ احسن الذریعہ مین مولوی محمد شاہ فاضل محققین نے لکہا ہی پس وہ بیشک امر حق یقینی ہے اور خدائے معین کا فضل اور اہل تقوے کیلئے تذکرہ اور مسلمانون کیلئے تحفہ اور اہل ایمان کیلئے بشارت اور منکرین کیلئے حسرت ہے اور اگر کوئی شخص اس پر زبان درازی کریگا البتہ خدا اوس کے داہنے ہاتہہ کو پکڑ لے نے گا

المبتدعين ولنافٍ لتحريف الغالين وانتحال المبطلين وتاويل الجاهلين فهو نور يهدى المهديين

هذا ما قرظه ذو الفهم الثاقب والفكر الصائب جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول الذي يلوح في جبهته سيماء الصالحين المولوي الالمعي الجامع المحقق محمد سعيد الدين الرامفوري عم فيضه المعنوي والصوري مدرس المدرسه النظاميه في السنين الماضيه —

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله واهب العطايا — التي لا تحملها المطايا وغافر الخطايا بمكفرات المناسك وافضل والصلوة والسلام الاتمان الاكملان على سيد البرايا محمد المصطفى صاحب البينات والهدايا وعلى اله وصحبه الذين هم سفن النجاة عن البلايا ونجوم الاهتداء في ظلمات الزوايا — وبعد فقد طالعت العقد الاكبر عن اهل البيت الاطهر الذي صنفه المولوي حسن الزمان التركماني نسبا والحيدرابادي مسكنا من الاول الى الآخر بالنظر الغائر والتدبر اللائق بالناظر ثم نظرت في رده احسن الذريعة لسد عن الاقوال الشنيعة الذي الفه حامي السنة قامع البدعة ذو الطبع النقاد والفكر الوقاد الذي تميز بالصدق والصلاح والفوز على مدارج الرشد والفلاح الشيخ الحاج الصوفي المولوي محمد شاه القميصي القادري اوصله الله الى ما يتمناه وعلى المراتب العلية ترقاه فوجدت المردود مطرودا — والرد عليه مقبولا محمودا وقلت قد جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا — فلله دره والراد حيث اتى في رده بما يطلب ويراد — من نظر في هذين الكتابين بالتدبر ولا معان

اور راوسکی شبہ گ کو کاٹ ڈالیگا اس لئے کہ یہہ کتاب جیسا بنوالونکی دروغگوئی اور بدعتیونکی بدعت کو اوکھیڑنیوالی اور غلو کرنیوالونکی ردوبدل و عدا بن باطل کی دعا اور جاہلونکی تاویل کو مٹانیوالی ہے بہت ایکسخہ ہی کہ اہل بیت کی بنمائی کرتا ہے فقط

یہہ تقریظ لکہی ہے صاحب فہم ثاقب و فکر صائب جامع معقول و منقول حامی فروع و اصول کہ جسکی پیشانی مین نیکون کی علامت نمایان ہے مولوی تیز رائے ابوالمظفر محمد سعید الدین رامپوری نے اونکا باطنی وظاہری فیض عام ہو جیہو جو کہ گذشتہ برسون مین مدرسہ نظامیہ کے مدرس رہے ہین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمیع حمد خدا کو ثابت ہے کہ بخشنے والا ہے ایسی عطاون کا کہ جن کو بوجہ لیجانیوالے جانور نہ اوٹھا سکتے ہین اور معاف کرنے والا ہے خطاؤن کا عبادات حج و قربانیون کے کفارون سے اور درود و سلام مخلوق کے سردار حضرت محمد مصطفی پر کہ معجزون اور ہدیون والے ہین اور اون کی آل و اصحاب پر کہ بلاؤن سے بچنے کی کشتیان اور مصیبتون کی تاریکیون مین راہ پانیکے ستارے ہین اس کے بعد پس مینے کتاب فقہ اکبر مولفہ مولوی حسن الزمان ترکمانی حیدرآبادی کو اول سے آخر تک نظر غائر و تدبر لایق سے دیکہا پہر مینے اوس کے رد احسن الذریعہ مولفہ حامی سنت قامع بدعت صاحب طبع نقاد و فکر وقاد جو کہ صدق و صلاح و فوز مدارج رشد و فلاح مین ممتاز مین شیخ حاجی صوفی مولوی محمد شاہ قمیصی القادری (اونکو خدا اونکی آرزو تک پہونچائے اور بلند مرتبونپر عروج کرائے) کو دیکہا پس مینے کتاب مردود کو مطرود اور اس کے رد کو مقبول و محمود پایا اور بیساختہ مینے کہا کہ امر حق آگیا اور امر باطل مٹ گیا بیشک باطل مٹنے والا ہی تہا پس خدا ہی کیلئے ہے نیکی رد کرنیوالے کی اس لئے کہ اپنے رد مین امر مطلوب و مراد کو درج کر دیا جو شخص ان دونون کتابون مین تدبر و امعان سے نظر کرے گا اوس پر ثابت ہو جائے گا کہ حسن الزمن

مختفی علیہ ان حسن الزمان قد مان وزلت لہ قدمان وباء بالھوان والخذلان
لان الوباء فی الامراض المھلکۃ للانسان لا بل ھو اشد من الوباء بلاء و اشنع من
ابتلاء لان ضرر الوباء انما ھو علی الابدان والاشباح وضرر کتابہ المردود
علی العقاید والارواح والضرر الروحی والایمانی فوق الضرر الجسمانی فمن
عقائد الفاسدۃ فی ھذا الکتاب المعتمدۃ لبصائر القلوب والالباب انہ
اثبت الجھۃ للہ تعالیٰ وھو خالق الجھات ومدبر الکائنات واثبت لہ البینونۃ
عن الخلق والاستقرار علی العرش مع ان العرش ایضا من الخلق فالبینونۃ عن
الخلق تستلزم البینونۃ عن العرش علی ان البینونۃ والاتصال من صفات النقص
والزوال واللہ تعالیٰ مقدس عنھما ومتصف بالکمال حی قیوم لم یزل
ولا یزال واثبت ان الایمان عند الامام ابی حنیفۃ النعمان ھو نفس المعرفۃ والقول وعند
غیرہ من الائمۃ المعرفۃ والقول والعمل وکلاھما باطلان لان المعرفۃ لیست من
الایمان عند احد من اھل النجاۃ والغفران سوی الطائفۃ المرجیۃ التی من
اھل البدعۃ والطغیان کما ھو مصرح فی الملل والنحل وکتب العقاید بالتفصیل
والبرھان والذی ھو المعتبر عند اھل الحق فی الایمان التصدیق بمعنی
الایقان کما نطق بہ القران وشھد علیہ سنۃ سید الانس والجان واثبت
انحصار الائمۃ فی العدد المعتبرۃ عند الاثنی عشریہ بخلاف اھل السنۃ والجماعہ واثبت
خروج الازواج المطھرات من اھلبیت صاحب المعجزات واثبت عدالۃ الضعفاء
الوضاعین من الرواۃ فی مقابلۃ جروح اجلۃ المحدثین والثقات واثبت
ان الائمۃ من اھلبیت النبوۃ والصحابۃ والتابعین والائمۃ المجتھدین من سایر

نے درو غگوئی کی ہے اور اوس کے دونون قدم پہسل گئے ہین اور خواری رسوائی کے تونلے
مثل رسوائی وبا کے انسان کے مہلک امراض مین ہنین بلکہ وہ وبا سے زیادہ سخت بلا مین
اور اوس سے بدتر ہے ابتلا مین اس لئے کہ وبا کا ضرر تو بدن اور جسمون ہی پر ہے اور اسکی مودودکتاب
ضرر جان دار روح پر ہے اور روحی و ایمانی ضرر بڑہکر ہے جسمانی ضرر سے اور منجملہ اوس کے عقائد فاسدہ
اس کتاب مین جو کہ دلون اور عقلون کی بنیادیون کو تباہ کرنے والے ہین یہہ عقیدے کہ اوس نے ثابت
کیا ہی جہت کو حق تعالے کیلئے حالانکہ وہ جہات کا خالق ہے اور سارے جہان کا مدبر ہے اور اُس کا
مخلوق سے جدا ہونا اور عرش پر بیٹھنا ثابت کیا ہے باآنکہ عرش ہی ایک مخلوق ہے پس مخلوق سے
جدا ہونیکو عرش سے جدا ہونا لازم ہے اس کے علاوہ جدا ہونا اور ملنا نقصان و زوال کی صفاتین ہی ہے
اور حق تعالی ان دونون امر سے پاک ہے اور کمال سے موصوف ہے زندہ قایم رکہنے والا ہے کہ نہ زایل
ہوا اور نہ زایل ہوگا اور ثابت کیا ہے کہ ایمان امام ابو حنیفہ نعمان کے نزدیک معرفت اور قول کا
مجموعہ ہے اور ان کے سوا دوسرے امامون کے نزدیک معرفت و قول و عمل کا مجموعہ ہے اور یہہ دونون
قول باطل ہین اس لئے کہ معرفت اللہ نجات و غفران مین سے کسی کے نزدیک ایمان مین معتبر نہین
ہے بجز طائفہ مرجیہ کے جو کہ اہل بدعت و طغیان مین داخل ہے جیسا کہ ملل و نحل مین اور کتب عقاید
مین تفصیل و برہان کیساتہہ مصرح ہے اور اہل حق کے نزدیک ایمان مین تصدیق بمعنی ایقان
معتبر ہے اور بس جیسا کہ اس پر قرآن ناطق ہے اور سید انس و جن کی نسبت شاہد ہے اور ثابت
کیا ہی ازواج مطہرات کا خارج ہونا صاحب معجزات کے اہل بیت سے اور ثابت کیا ہے امامون کا منحصر ہونا
ایسی عدد مین کہ جو اثنا عشریہ کے نزدیک معتبر ہے برخلاف اہل سنت کے اور ثابت کیا ہے
ثقہ ہونا اُن ضعیف راویون کا جو حدیثین بنانیوالے ہین اجلہ محدثین کی جرحون کے
مقابلہ مین اور ثابت کیا ہے اہل بیت نبوی کے امام اور صحابہ و تابعین اور ائمۂ مجتہدین

العلماء الراسخين من اهل المعرفة والمحدثين والفقهاء والمتكلمين على بيسوتك
الحق من الخلائق وانه تعالى في اعلى عليين باعدا بمراحل من اسفل السافلين وفرع
عليه تكفير ارباب العينية من اولياء الامة والصالحين واثبت وجود الكتب
السماوية السابقة في هذا الزمان وبقائها الى الان وفرع عليه تكفير من انكر وجوده
من سائر اهل الايمان مع ان اهل الكتب وعلمائهم ايضا في هذه المسئلة من المنكرين ويقولون انها صحيحة
الوجود معترفين واثبت ان ارباب العينية وسائر المنزهين بمعنى المعنى عن ظواهر الصفات من المرتدين يجب
احراقهم وضربهم وقتلهم وتشهيرهم ونفيهم من بلاد المسلمين كما فعل باتمام المرتدين السابقين بسيدنا علي
امير المؤمنين امام الموحدين واثبت صحة القصة الموضوعة للزهرة عند المحققين ودرجها في بحث الايمان على الملائكة
الرحمن مع كونها مستلزمة لعصيانهم وفعلهم خلاف امر ربهم وهم من المعصومين بالكتاب
والسنة واجماع الامة بالصدق واليقين واثبت القران الثاني ماسوى هذا
القران العظيم والسبع المثاني وانه كان كثير المعاني جامعا للعلوم مطابقا للتنزيل
الرباني فكان كانه كتاب علوم القران ليعلم منه علما جما ظهرا وفهما عما بطنيا ولهذا
قال ابن سيرين لو اصبت ذلك لظفرت بالعلم كله وصرح بنفسه قبل هذا البحث
(هكذا القران المنزل المستطر يقرأ الامام المهدي المنتظر اذا ولد وظهر كما قرأ به
المولى علي واهل بيته لا غير بلا ضير. وهذا الكلام يهدم اساس الشريعة والدين
لعقيدة الرافضة والشيعة واثبت التلفيق بين مذهب المشبهة ومذهب
اهل التحقيق حيث قال (قلت هذا كما لا يخفى على المتبصر المتدبر ناظر ظاهر فيما ذكرنا من
الجمع بين الامرين فافهم ولا تتوهم والله اعلم) وبيانه ان مذهب المشبهة
حمل المتشابهات على ظواهرها ومذهب اهل التحقيق صرفها عن ظواهرها وحملها على

اور تمام علمائے راسخین صوفیہ و محدثین و فقہاء و متکلمین کے قایل ہین کہ خدا مخلوق سے جدا ہے سماوات
سے بلند تر ہے مقام ہین جو نیچے کے مقام سے منزلون دور ہے اور اس پر ایک باب وحدت وجود
کو کافر بتایا ہے کہ جو اس ہیئت کے اولیا و صالحین ہین اور ثابت کیا ہے اس زمانہ مین کتب اہل سابقہ کا
موجود ہونا اور ماؤنکا ابتک باقی رہنا اور اسپر کافر بتایا ہی تمام اہل قبلہ کو کہ جو اون کے وجود کا انکار کرتے ہین
حالانکہ اہل کتاب اور اون کے علما ہی اس مسئلہ مین منکرون مین داخل ہین اور صحف کے وجود سے اون کے
کم ہو نیکا اقرار کرتے ہین اور ثابت کیا ہی کہ اہل وحدت وجود اور تمام حق تعالی کو پاک جاننے والے صفات
متشابہات کے ظاہری معانی سے مرتد ہین کہ جنکا جلانا اور مارنا و مار ڈالنا و تشہیر و جلاوطن کرنا واجب ہے جیسا کہ اونکے
پیشواؤن کو جو اون سے پہلے مرتد ہوگئے تھے سیدنا امیر المؤمنین و امام موحدین علی نے جلا دیا تہا اور ثابت کیا ہے
زہرہ کے موضوع قصہ کا صحیح ہونا اور اوسکو درج کر دیا ہے ایمان بملٰئکہ رحمٰن کی بحث مین حالانکہ اس قصہ سے فرشتون
نافرمان ہونا اور اپنے پروردگار کے حکم کے برخلاف کرنا لازم آتا ہے باآنکہ ملائکہ کرام معصوم ہین بحکم کتاب و سنت
و اجماع امت صدق و یقین کے ساتھ اور دوسرا قرآن ثابت کیا ہی علاوہ اس قرآن عظیم وسیع شافی کے اور یہ ثابت کیا ہے
کہ وہ قرآن کثیر المعانی تہا تمام علوم کا جامع اور تنزیل ربانی کے مطابق تہا پس گویا کہ علوم قرآن کی کتاب تہی کہ
جس سے علم کثیر قوی و فہم عام باطنی معلوم ہوتی تہی اور اسی وجہ سے ابن سیرین نے کہا ہی کہ اگر مین اوسکو پاتا البتہ بہت سا علم کو
پالیتا اور خود مصنف نے اس بحث سے پہلے اس طرح پر تصریح کی ہی دلیس سی قرآن او تار ہونے لکہے ہین جو کہ امام مہدی منتظر
پر ہین گے جبکہ پیدا او ظاہر ہونگے جسطرح سے کہ اوسکی قرات کی ہی مولی علی اور اونکی اہل بیت نے دوسرون بدون خبر کی
اور یہ کلام گراتا ہے شریعت کی بنیاد کو اور اہل تشیع کے عقیدہ کو مدد دیتا ہی اور یہ نہایت شبہہ مذہب اہل حق مین تلفیق بات
کی ہی اس لئے کہ کہا ہی دکہ مین کہتا ہون کہ یہ جیسا کہ مخفی نہین ہی قیصر متدبر پر ناظر و ظاہر ہے ہماری تحقیق کے باب مین جسکو ہمنے
ذکر کیا ہے یعنے جمع کرنا دونون امر مین پس تو سمجھ لے اور وہم مت کر خدا دانا تر ہی اور بیان تلفیق کا یہ ہے کہ تشبیہ کا مذہب
متشابہات کو حمل کرنا ہی اون کے ظاہری معانی پر اور محققین کا مذہب اونکو سپرد کرنا ہی اون کے ظاہری معانی سے اور اونکو حمل کرنا ہی ایسی معانی پر

ما يليق بجلال الله والمصنف حملها على ظواهرها ونفى الكيفية مقلد الشيخ ابن
تيمية فحصل التوفيق وان هو الا التلفيق هذا فالمولى الرادّ مولف احسن الادلة
لدفع هذا الفساد واراح اهل المودة والسداد واطاح اهل الزندقة والالحاد
فاقام الحق الحقيق وافاد عين التحقيق اذاقه الله حلاوة التصديق ولقاه عليه شآبيب التوفيق

هذا ما قرظه الفاضل اللبيب الطبيب الاريب الحبر اللوذعى والبحر المعى
المولوى محمد منصور على عم فيضه الجلى والخفى صدر المدرسين فى المدرسة
الطبيه من مدارس حيدرآباد دكن صين عن شرور الزمن

الحمد لله رب العالمين والصلوة على رسوله محمد واله واصحابه اجمعين اما بعد
فانى رائت الكتاب الذى اخترع فى هذا الزمان وسمى بالفقه الاكبر المنسوب
الى حسن الزمان الذى قد احدث فى امور الدين وخطاء جمهور الايمة والمسلمين
فوجدته مشحونا بالاقاويل الباطلة والخيالات العاطلة التى يجب الاجتناب والاحتراز
عنها لجميع المسلمين فان فيه من الاحاديث الموضوعة ما لا يحصى ومن الاقوال
المزخرفة ما لا يخفى فاياكم واياها فلما رائت ردّه الذى صنفه الفاضل اليلمعى
والحبر اللوذعى اعنى المولوى محمد شاه سلمه الله فرحت فرحا شديدا لما وجدت فيه
من التحقيقات ما يكفى ومن الحق الصريح ما يروى جزاه الله تعالى خير الجزاء عنا وعن
جميع اهل السنة والجماعة وهو جدير بان يتلقى بالقبول العام والخاص

محمد منصور على عفى عنه

هذا ما قاله الاديب الاديب الفطن اللبيب الفاضل الماهر الحكيم الذكى المتوقد
الفهيم البارع المتبصر الفائق المتدبر الحبر اللوذعى البحر الالمعى ذو المجد والكمال صاحب

کہ جلال الٰہی کے لایق ہین اور مصنف نے متشابہات کو حمل کیا ہے ظاہری معانی پر اور کیفیت کی نفی کی ہے اپنے شیخ ابن تیمیہ کا مقلد بنکر پس دونون مذہبون مین توفیق حاصل ہو گئی اور یہی تو تلفیق ہے اسکو یاد رکھو پس مولانا راد مولف الحسن الله عنه نے اس فساد کو مٹا دیا اور اہل سنت و جماعت کو راحت پہنچائی اور اہل زندقہ و الحاد کو ہلاکت مین ڈال دیا پس امر حق ثابت کو قایم کر دیا اور دین کو عظیم فائدہ پہونچایا اوس کو حق تعالیٰ ایمان کی حلاوت چکھاوے اور توفیق کی بارشین اوس پر برساوے فقط

یہہ تقریظ وہ ہے کہ جس کو فاضل لبیب طبیب ادیب حبر لوذعی و بحر المعی مولوی محمد منصور علی صاحب عم فیضہ الجلی والخفی مدرسہ طبیہ حیدرآباد دکن کے صدر مدرس نے رقم فرمایا ہے ـ

تمام تعریفین ثابت ہین خدا کو کہ پروردگار سارے جہان کا ہے اور درود نازل ہو اوس کے رسول محمد پر اور اونکی تمام آل و اصحاب پر اس کے بعد پس دیکھا مینے اوس کتاب کو جو اس زمانہ مین تراشی گئی ہے اور رفقہ اکبر کے نام سے حسن الزمان صاحب کی طرف منسوب ہے کہ جنہون نے دین کے امور مین احداث کیا ہے اور بیہودہ رائے کو مسلمانون کو عقائد بتایا پس مینے اوس کتاب کو اون بے اصل باتون اور بیکار خیالات سے معمور پایا کہ جنسے سب مسلمانون کو احتیاط و پرہیز کرنا واجب ہے اس لئے کہ اس کتاب مین موضوع حدیثین بے حد ہین اور بنائی ہوئی باتین اسقدر ہین کہ کسی عارف پر مخفی نہین پس بچو تم اے مسلمانو اس کتاب سے اور اپنے سے اسکو دور رکھو پھر جبکہ مین نے اسکا رد دیکھا کہ جس کو فاضل المعی و حبر لوذعی مولوی محمد شاہ سلمہ اللہ نے تصنیف فرمایا ہے تو مین بہت ہی خوش ہوا اسوجہ سے کہ مین نے اس مین اسقدر تحقیقات پائی کہ اسباب مین کافی ہین اور رد حق صریح اس قدر پایا کہ طبیعت کو سیراب کر دیتا ہے حق تعالیٰ ممدوح کو ہم تمام اہل سنت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرماوے اور یہہ کتاب اس لایق ہے کہ مقبول خاص و عام ہو ـ

یہہ تحریر دلپذیر بطور تقریظ جناب ادیب اریب فطن لبیب فاضل ماہر حکیم زکی ہوشمند فہیم بارع متبصر فایق مستند برجبر لوذعی بحر المعی ذو المجد و الکمال صاحب سماحت و نوال مولوی ابو الجلال محمد اعظم صاحب چریاکوٹی دام اجلالہ و عم نوالہ نے قلم بند فرمائی ہے ـ

البذاخت والنوال المولوي ابو الجلال محمد اعظم الجرياكوتي دام جلاله وعم نواله مقرظا على الكتاب ومعرضا عن سوء الخطاب

الحمد لوليه واهله والصلوة على نبيه واهله اما بعد فان لاختلاف العلماء رحمة ان كان هونا ناشئا عن النقة فمنهم من اختار السداد فقد ظفر وعرج ومن مال الى اللداد فقد عثر وعرج فكم من مسائل اثبتها الخيرة السابقون من الازكياء وخالفهم فيها المهرة اللاحقون من الاذكياء وكذالك هذا الكتاب وجوابه صرحت فى مروج لطري ثمه ثم عوجدته رالقاحيث تنطست فى التنقيح وبذلت فيه الهمه وانا على ما عليه الاشاعرة الكرام الذين جهدوا فى احكام مبانى الاسلام فجزي الله المولف خير الجزاء وصانه عن المكاره والارزاء فقط الثامن من المحرم سنة ١٣ه خادم العلماء - ابو الجلال محمد اعظم الجرياكوتي

هذا ما قرظه الحبر اللوذعي والجهبذ الالمعى الاديب النبيه والمحدث الفقيه المولوي محمد حبيب الرحمن عم فيضه المعنوي والصوري نجل محدث الهند مولنا المولوي احمد علي السهارنفوري حمدا لمن جعل الحلم نورا يهتدي به وابان با العلماء الفرق بين المحكم منه والمتشابه والصلوة والسلام على من لا ينطق عن الهوى ان هو الا الوحي يوحى وعلى اله واصحابه الذين هم مصابيح الهدى ومفاتيح خزائن الورع والتقى رضوان الله عليهم اجمعين اما بعد فقد عثرت على تقاريظ عديدة ذات مباني مشيدة ومعان سديدة على الكتاب الذي الفه المولوي محمد شاه القيصي القادري فى بعض الملاحظات على كتاب الفقه الاكبر الحديث وولاورد فيه من الاحاديث لكن لم يسع لي مع المشاغل المفوضة على ان اعكف الفكر عليها واجذب الراى

جمیع حمد ثابت ہے صاحب حمد کو کہ حمد کا اہل ہے اور درود اوس کے نبی اور اون کی آل پر
اس کے بعد پس معلوم ہو کہ علماء کا اختلاف رحمت ہے اگر نفسانیت سے دور ہو بعضے علماء وہ ہین کہ جنھون
راستی کو اختیار کیا وہ تو کامیاب ہوگئے او عروج کر گئے اور جس نے اونہین جھگڑے کیطرف میلان
کیا پس ٹھوکر کھائی اور لنگڑا ہو گیا بہت مسئلے ایسے ہین کہ جن کو بہترین سابقین علما نے جو
نفوس قدسیہ رکھتے تھے بخوبی ثابت کر دیا پر پچھلے چالاک تیز طبع لوگون نے اون مین
مخالفت شروع کر دی ایسا ہی حال ہے اس کتاب فقہ اکبر عن اہل بیت اطہر کا اور اوس کے
جواب کو جو مینے مختلف مقامات سے دیکھا تو پسندیدہ جہان سے مین نے چھان بین کی اور اپنی
ہمت کو صرف کیا اور اشاعرہ کرام نے جو عقائد اسلام مین تحقیق فرمائی ہے یہی میرا مسلک ہے
پس مولف کو اس تحقیق کے صلہ مین حق تعالی جزائے خیر دے اور مکروہات زمانہ و مصائب سے
محفوظ رکھے آمین۔

یہہ وہ تقریظ ہے کہ جس کو لکھا ہے حبر لوذعی و جہبذ المعی ادیب نبیہ و محدث فقیہ مولوی محمد حبیب الرحمن
نے اون کا فیض معنوی و صوری عام ہو جو کہ محدث ہند مولانا مولوی احمد علی سہارنپوری کے فرزند ہین
شکر کرتا ہون اوس ذات پاک کا جس نے علم کو ایسی روشنی بنایا ہے کہ جس سے راہ حق دیکھا جاتا ہے
اور جسنے علما کے ذریعہ سے محکم و متشابہ مین فرق جتا دیا۔ اور درود و سلام ہو اوس پر کہ جو خواہش نفس سے
کلام نہین کرتا ہے اوس کا کلام تو وحی ہے جو اوس کے طرف بھیجی گئی ہے اور اوس کی آل و اصحاب
پر کہ ہدایت کے چراغ ہین اور ورع و تقوی کے خزانون کی کنجیان ہین خدا کی خوشنودی اون سب پر کہ اوس کے بعد
پس مین نے چند تقریظین دیکھی بلند الفاظ و درست معانی والے مولوی محمد شاہ قمیصی القادری کی کتاب پر جو فقہ اکبر
جدید کے بعض جدید مسایل و احادیث پر لکھی گئی ہے لیکن مجھکو مشاغل سرکاری کیوجہ سے اسقدر
گنجایش نملی کہ مین اوس کتاب پر فکر کرون اور اوس کے طرف اپنی راے و نظر دوڑاؤن

يدينه اليه الآن اقول ان موضوع كتب الفقه الاكبر اشرف موضوع وجامعه ومجموعه
افضل جامع ومجموع قد جمع ما تفرق في كتب اهل السنه من علوم اهل البيت عليهم السلام
الا مما استطلع عليه من القيام غير انه ما فرق بين صحيح ومسطور وبين بياض النهار
وظلمة الديجور ولم تميز بين الساقط المتهم والاثبات الحفاظ الذين لعدالتهم وصدقهم
شهدت الامم وما احترز عن الاقوال المزخرفه والاحاديث الموضوعة المموهة لكن
الباذل جهده وان اخطاء ما جور ومعذور ان كان نائيا عن التعمد بالكذب والزور
ولعل الكتب الذي رد عليه تدارك تلك الهفوات الجليلة وعالج الحالة ادى بها
النقط العليلة ولعمرى بعد اصلاح ما او ما نا اليه وتوطيد ما اسس ذلك القصر
المشيد عليه الكتب لا يوجد له نظير فجزى الله كلا المولفين ما يستحقه ويهدينا
الصراط المستقيم صراط جمهور الائمة والمسلمين واخر دعونا ان الحمد لله رب
العالمين

هذا ما قرظه الحبر العلامه والبحر الفهامه سباق الغايات في مضمار المناظرات
المولوى وكيل احمد السكندرفورى عم فيضه المعنوى والصورى عفقه ادنجا لا
فلله دره ما احسنه مقالا حامدا ومصليا قد طالعت الكتب المستطاب الموسوم
باحسن الذريعة للسد عن الاقوال الشنيعة من الفاضل الكامل مولانا محمد شاه
الفيضى القادرى جزاه الله تعالى خير الجزاء لله در المصنف فانه قد راى
فرض الكفاية يذب من راى الفقه الاكبر عن اهل البيت الاطهر انها جاء
على امور مخالفة لمسلك اهل السنة والجماعة تقشعر منه جلود الذين يخشون
ربهم

عفقه وكيل احمد السكندرفورى كان الله له

[illegible] استفادہ رکہتے ہون کہ اس [illegible] ناکبر [illegible] بن [illegible] وہ اقلی [illegible] اہل [illegible]

[illegible] وجود [illegible] برا جان [illegible] جو کچھ علوم اہل بیت [illegible] سنت [illegible]

[illegible] اوس [illegible] قایم کرنا [illegible]

[illegible] فرق نہین کیا اور نہ یہ تمیز کی کہ کون راوی ساقط الاعتبار [illegible] اور کون

[illegible] حفاظ ہین کہ جنکی راست بازی اور سچائی پر سب نے گواہی دی ہے اور نہ اونسے بچائے ہوئے اقوال [illegible]

[illegible] ہوئی بناوٹ کی ہولی حدیثون سے احتراز کیا ہے مگر یہ شخص کہ اپنی کوشش صرف کرتا ہے وہ اگرچہ [illegible]

[illegible] ماجور و معذور ہے بشرطیکہ عمداً جہوٹ بولنے اور طرفدار مذہب سے کنارہ رہا ہو اور امید

ہے کہ جو کتاب اوس کے رد مین لکہی گئی ہے اوس کی بڑی بڑی بیہودہ باتون کا تدارک ہو گیا ہے

اور اپنی حکمت سے اوس کتاب کے نادرست لفظون کا اوسنے علاج کر دیا ہے اور قسمیہ لکہتا ہون کہ یہ کتاب

اون امور کی اصلاح کے کہ جن کو اشارۃ ہم نے بیان کر دیا ہے اور اون احکام کے مضبوط کرنے کے بعد کہ

جن پر اس بلند عمارت کی بنیاد رکہی گئی ہے بے نظیر ہے پس دونون مولفون کو خدا اون کے عمل کی جزا دے

اور ہم کو سیدہے راستہ پر کہ جمہور ائمہ و مسلمانون کا راستہ ہے چلا دے اور آخر ہماری دعا یہ ہے کہ سب تعریفین ثابت

ہین خدا کو کہ سارے جہان کا پروردگار ہے

اس تقریظ کو لکہا ہے بحر علامہ و بحر قہامہ مناظرون کے میدان مین بڑہ جانے والے مولوی وکیل احمد سکندرپوری حق

اون کا فیض باطنی و ظاہری عام ہو جیو کہ اونہون نے فی الفور اس کو لکہا ہے اون کو جزائے خیر دے کیا اچہا لکہا ہے

حمد و صلوۃ کے بعد مینے کتاب پسندیدہ مسمی باحسن الذریعہ للسد عن الاقوال الشنیعہ کو کہ جس کے مصنف فاضل

کامل مولانا محمد شاہ قمیص القادری ہین دیکہا مصنف کو جزائے خیر عطا فرماوے اونہون نے فرض کفایہ کو ادا

کر دیا جس نے تحفۃ اکبر عن اہل البیت الاطہر کو دیکہا یقین دکہتا اس امر کا کہ یہ کتاب برخلاف مسلک اہل سنت

والجماعت ایسے امور کو شامل ہے کہ جنکی وجہ سے خدا سے ڈرنیوالون کے بال بدن پر تہرا جاتے ہین فقط